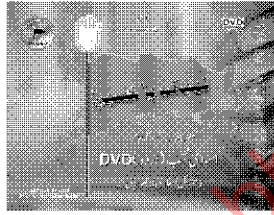


یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب۔

سیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

Presented by: Rana Jabir Abbas



۷۸۶
۹۲۱۱۰
یا صاحب الزماں اور کئی

DVD
Version

لبیک یا حسینؑ

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.

www.sabelesakina.page.tl
sabelesakina@gmail.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

www.ziaraat.com

NOT FOR COMMERCIAL

انتخاب طبری

مولانا زین العابدین صاحبزادہ محمد رفیع بنی

امامیہ اسلامیہ

پاکستان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انتخابِ طبری

مرتبہ

مولانا سید صفدر حسین نقوی

ناشر

سلسلہ کیشتر
امامیہ پبلیکیشنز

35- حیدر روڈ اسلام پورہ © لاہور پاکستان



نام کتاب _____ انتخاب طبری

مرتب مترجم _____ مولانا سید صفدر حسین نجفی

ناشر _____ امامیہ پبلیکیشنز لاہور (پاکستان)

پرینٹر _____ ناصر پرنٹرز لاہور

کتابت _____ دارالکتابت حضرت کیلیا نوالہ ضلع گوجرانوالہ

قیمت _____

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۲	اولاد عبد المطلب کو دوبارہ دعوت	۳۳	پیشکش	۲۳	عرض نامہ
۴۳	اسلام	۳۴	ہجیرا راجب	۲۵	پیش لفظ
۴۴	علانیہ تبلیغ	۳۵	ہجیرا راجب کی پیش گوئی	۲۶	علامہ طبری اور ان کی تاریخ مولانا
۴۵	ابوطالب اور کفار کا وفد	۳۶	رومی وفد اور ہجیرا	۲۷	مودودی کی نظر میں
۴۶	کفار مکہ کا دوسرا وفد	۳۷	شجارت	۲۸	تاریخ طبری جلد اول
۴۷	حضرت محمدؐ اور ابوطالب	۳۸	حضرت خدیجہؓ سے رسول اللہؐ کی شادی	۲۹	باب
۴۸	حضرت محمدؐ کا کفار مکہ سے مطالبہ	۳۹	بعثت	۳۰	حضرت محمدؐ کا شجرہ نسب
۴۹	ابن اسحاق کی روایت	۴۰	قرآن کا جزو اول	۳۱	عبد المطلب کی نذر
۵۰	آنحضرتؐ کی جوانی کا مطالبہ	۴۱	پہلی مسلمان خاتون	۳۲	جناب عبد اللہؐ کا نکاح
۵۱	ابوطالب کا انکار	۴۲	نماز	۳۳	جناب عبد اللہؐ کا انتقال
۵۲	پہلی ہجرت کا سبب	۴۳	معراج	۳۴	عبد المطلب بن ہاشم
۵۳	آنحضرتؐ کی مخالفت	۴۴	انبیاء کرام سے ملاقات	۳۵	عبد المطلب کی وجہ تسمیہ
۵۴	ابو جہل کی بدکلامی	۴۵	سدرۃ المنتہی	۳۶	ہاشم بن عبد مناف
۵۵	حضرت حمزہؓ کا قبول اسلام	۴۶	پہلے مسلمان مرد	۳۷	ہاشم اور عبد شمس
۵۶	بنو ہاشم کے خلاف معاہدہ	۴۷	عقیف کی روایت	۳۸	ہاشم اور امیہ میں منافرت
۵۷	شعب ابی طالب	۴۸	حضرت محمدؐ اور حضرت علیؓ	۳۹	باب
۵۸	کفار مکہ کی آنحضرتؐ کو پیشکش	۴۹	اعلان نبوت	۴۰	حضرت رسول اکرمؐ
۵۹	فسخ معاہدہ کی کوشش	۵۰	بنو عبد المطلب کو دعوت اسلام	۴۱	
۶۰	عام الحزن				

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۰	طائف کا سفر	۵۰	مدینہ میں آنحضرتؐ کا پہلا خطبہ	۵۰	باب ۲
۵۱	آنحضرتؐ کی دعا	۶۰	ناقد رسولؐ	۵۱	یہود مدینہ
۵۲	نصرانی غلام	۶۱	مسجد نبویؐ	۵۲	غزوہ بنی قینقاع
۵۳	جنوں کا قبول اسلام	۶۲	بنی بنی عائشہ بنت ابوبکر	۵۳	بنو قینقاع کا محاصرہ
۵۴	باب ۳	۶۳	باب ۵	۵۴	مال غنیمت کا پہلا خمس
۵۵	ہجرت	۶۴	جنگ بدر ۲	۵۵	عثمان بن مظعون کی وفات
۵۶	ہجرت مدینہ کی اجازت	۶۵	ابو تراب کا لقب	۵۶	باب ۴
۵۷	مسلمانوں کی ہجرت مدینہ	۶۶	قبیلہ کی تبدیلی	۵۷	جنگ احد ۳
۵۸	کفار کی مجلس مشاورت	۶۷	ابن اسحاق کی روایت	۵۸	جنگ احد
۵۹	آنحضرتؐ کے خلاف منصوبے	۶۸	روزے اور فطرانے کا حکم	۵۹	ہند بنت عتبہ اور حبشی
۶۰	ابو جہل کی تجویز	۶۹	۹ رمضان کے متعلق روایات	۶۰	مسلمانوں کا بیرون مدینہ مداخلت
۶۱	آنحضرتؐ کی روانگی	۷۰	۱۰ رمضان کے متعلق روایات	۶۱	پیر اصرار
۶۲	کفار کی ناکامی	۷۱	حضرت علیؑ کی روایت	۶۲	مسلمانوں اور کفار کی تعداد
۶۳	کفار مکہ اور علیؑ	۷۲	اصحاب بدر کی تعداد	۶۳	حضرت علیؑ اور طلحہ بن عثمان کا مقابلہ
۶۴	ادب کی خریداری	۷۳	حکیم بن حزام اور ابو جہل	۶۴	آنحضرتؐ کے متعلق افواہ
۶۵	آنحضرتؐ کی قبیلہ میں آمد	۷۴	اسود بن عبد الاسد کا قتل	۶۵	حضرت علیؑ کی شجاعت
۶۶	حضرت علیؑ کی مدینہ روانگی	۷۵	عتبہ، شیبہ اور ولید کا خاتمہ	۶۶	حضرت حمزہ کی شہادت
۶۷	قبائیں پہلی مسجد کی تعمیر	۷۶	جنگ بدر میں ملائکہ کی شرکت	۶۷	صحابہ کا فراق
۶۸	بشت کے بعد زمانہ قیام مکہ	۷۷	آنحضرتؐ کا مقتولین سے خطاب	۶۸	حضرت حنظلہؓ کی شہادت اور غسل ملائکہ
۶۹	سنہ ۷ کی ابتداء	۷۸	مال غنیمت جمع کرنے کا حکم	۶۹	شہداء اکرام کا مثلہ
۷۰	باب ۴	۷۹	سورہ انفال کی تفسیر	۷۰	ابوسفیان کے نقاب کا حکم
۷۱	آنحضرتؐ کی مدنی زندگی ۱	۸۰	مقتولین اور اسیران بدر کی تعداد		
۷۲	پہلا جمعہ	۸۱	شہداء بدر کی تعداد		
		۸۲	یہودیوں کا حسد		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۵	بنی قریظہ کا مال غنیمت	۸۴	حضرت سلمانؓ کی قیادت	۷۷	حضرت سعد بن ربیع کی شہادت
۹۵	جنگ خندق کے شہداء	۸۵	فریقین کی تعداد	۷۸	حضرت صفیہ کا صبر و ایثار
۹۶	باب	۸۶	حیی بن اخطب اور کعب بن اسد	۷۸	شہداء احد کی تدفین
۹۶	صلح حدیبیہ	۸۷	بنی قریظہ کی عہد شکنی	۷۹	حضرت علیؓ کے اشعار
۹۷	غزوہ بن مصطلق	۸۷	بنو قریظہ کی نجاست	۷۹	رسول اللہؐ کا حضرت حمزہؓ پر گریہ کرنا
۹۷	حضرت جبریرؓ بنہت حارث	۸۸	منافقین کی پردہ درمی	۸۰	جابر بن عبد اللہؓ کی محذرت
۹۷	حضرت جبریرؓ کا نکاح	۸۸	محمد بن عبدود	۸۱	مسلمانوں کی مراجعت مدینہ
۹۷	صلح حدیبیہ	۸۹	مقابلہ	۸۱	حضرت حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالبؓ کی ولادت
۹۷	مسلمانوں کی تعداد	۸۹	حضرت صفیہ بنت عبد المطلب کی دلییری	۸۱	باب
۹۷	سہل بن عمرو کی سفارت	۹۰	خدیجہ بن بیان	۸۱	بنو نضیر کی جلا وطنی
۹۸	حضرت عمرؓ کی مسافت	۹۰	کفار کی واپسی	۸۲	بنو نضیر کی بد عہدی
۹۹	سہل بن عمرو کی مسافت	۹۱	باب	۸۲	بنو نضیر کی جلا وطنی
۹۹	حضرت ابو جندل بن سہل کی آمد	۹۲	غزوہ بنی قریظہ	۸۳	بنو نضیر کی نجیبہ کو روانگی
۹۹	جانوروں کی قربانی	۹۲	حضرت جبرائیلؑ کی آمد	۸۳	باب
۱۰۰	آنحضرتؐ کی مراجعت مدینہ	۹۳	بنو قریظہ کی جانب پیش قدمی	۸۳	غزوہ خندق
۱۰۱	باب	۹۳	بنو قریظہ کا محاصرہ	۸۴	یہودیوں کی شرارت
۱۰۱	سلاطین کو دعوت اسلام	۹۳	حضرت سعد بن معاذ کا استقبال	۸۴	یہودیوں کا قبیلہ غطفان سے معاہدہ
۱۰۱	ہرقل قیصر روم کو دعوت اسلام	۹۴	حضرت سعد بن معاذ کا فیصلہ	۸۴	قریش کا مختلف قبائل سے معاہدہ
۱۰۲	ابوسفیان کی طلبی	۹۴	بنی قریظہ کا انجام	۸۴	حضرت سلمان فارسیؓ کا مشورہ
۱۰۲	ہرقل کا استفسار	۹۴	حیی بن اخطب کا قتل	۸۴	خندق کی کھدائی
۱۰۳	ہرقل کا جواب	۹۴	رفاعہ بن ثمویل قریظی کی جان بخشی		
۱۰۴	آنحضرتؐ کا خط	۹۴			

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۶	باب ۱۶	۱۱۶	باب ۱۵	۱۰۴	ہر قتل کا امر اسے مشورہ
"	غزوہ حنین شہ	"	فتح مکہ شہ	"	امر کی برائی
"	بنو ہوازن کی پیش قدمی	"	بنو خزاعہ رسول اللہ کے حریف	۱۰۵	ضخا طراف سفقت کا قتل
"	عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی	"	حرم میں بکری کو خوریزی	"	رئیس و مشفق کو پیغام
"	مسلمانوں کی تعداد	۱۱۷	بدیل بن ورقاء	۱۰۶	شاہ حبشہ کو دعوت اسلام
۱۲۷	مسلمانوں پر اچانک حملہ	"	ابوسفیان کی تجدید معاہدہ کی کوشش	"	شاہ نجاشی کا قبول اسلام
"	کلاہ بن جہل	۱۱۸	حضرت علیؑ کا ابوسفیان کو مشورہ	۱۰۷	نامہ رسول شاہ فارس کے نام
"	ثیبہ بن عثمان	"	آنحضرتؐ کی روانگی مکہ	"	کسریٰ والی مین کو حکم
"	حضرت عباس کی پکار	"	حضرت عباس اور ابوسفیان کی ملاقات	۱۰۸	شاہ ایران کا قتل
۱۲۸	ہوازن کے رئیس کا خاتمہ	"	حضرت عباس کا ابوسفیان کو مشورہ	"	شیر و بیہ کی حکومت
"	شیما بنت حارث کی گرفتاری	۱۱۹	ابوسفیان سے امتیازی سلوک	۱۰۹	حمیر کا تاثر
"	شیما بنت حارث کی تعظیم و تکریم	۱۲۰	ابوسفیان اور لشکر اسلام		باب ۱۷
۱۲۹	طائف کا محاصرہ	"	چند افراد کے قتل کا حکم	۱۱۰	غزوہ خیبر شہ
"	اسیران غزوہ حنین	"	عام معافی کا اعلان	"	رسول اللہ کا علم
"	مال غنیمت کے تقسیم کرنے پر اصرار	۱۲۱	اہل مکہ کی بیعت	"	حضرت علیؑ اور مر حب کا مقابلہ
۱۳۰	مال غنیمت کی تقسیم	۱۲۲	ہند کی بیعت	۱۱۱	حضرت صفیہ بنت حنی
"	مال غنیمت کی تقسیم پر اعتراض	"	عورتوں کی بیعت کا طریقہ	۱۱۲	اہل خیبر کی صلح کی درخواست
۱۳۱	رسول اللہ کا انصار سے خطاب	۱۲۳	مبلغین کی روانگی	"	اہل فدک کی اطاعت
۱۳۲	حضرت ابراہیم کی ولادت	"	خالد بن ولید اور بنی جزمیہ	"	یہودیہ کا بھیجا ہوا اسوم گروشت
۱۳۳	باب ۱۷	۱۲۴	جہم کا لڑنے پر اصرار	۱۱۳	مسلمانوں کی مکہ روانگی
"	غزوہ تبوک شہ	"	حضرت علیؑ کے ذریعہ بنی جزمیہ کی دیت کی ادائیگی		باب ۱۸
"	مسلمانوں کا زمانہ مسرت	۱۲۵	خالد بن ولید اور عبدالرحمن بن عوف	۱۱۴	غزوہ موتہ شہ
				"	رسول اللہ کا جنگ موتہ کی حالت بیان کرنا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵۳	اجتماع	۱۲۵	باب ۱۹	۱۳۳	منافقین کی سرگرمیاں
"	زید بن کبیب کی روایت	"	حجۃ الوداع	"	عبداللہ بن ابی سہل کا فتنہ
۱۵۴	سفینہ عمر کی زبانی	"	حضرت فاطمہ کا عمرہ	۱۳۴	حضرت علی کی روانگی و مراجعت
۱۵۵	رسول اللہ کی میراث	"	حضرت علی کی مگرہ روانگی	"	حضرت البرختمہ
"	ابوسفیان کی کارروائی	۱۲۶	رسول اللہ کا خطبہ	۱۳۵	حجر میں پانی نہ پینے کا حکم
"	ابوبکر کی پہلی تقریر	۱۲۷	رسول اللہ کے حج	"	رسول اللہ کی بارش کے لیے دعا
۱۵۶	رسول اللہ کا غسل	"	آپ کی ازواج	"	رسول اللہ کی گمشدہ اونٹنی
"	رسول اللہ کی تدفین	"	حضرت عائشہ کی روایت	۱۳۶	حضرت ابوذر رضی
۱۵۷	تاریخ طبری حصہ دوم	۱۲۸	رسول اللہ کا علیہ مبارک	"	ابوذر کے منتقلی پیشین گوئی
"		"	مہر نبوت	"	حضرت ابوذر کی تنہائی
۱۵۸	باب	۱۲۹	رسول اللہ کی شجاعت و سخاوت	۱۳۷	آنحضرت کا ٹوک میں قیام
"	واقعہ سفینہ	"		"	مسجد ضرار کا انہدام
"	انصار کا اجتماع	۱۵۰	باب	"	مسجد ضرار کے بانیوں کے نام
۱۵۸	عمر کا سہ سے بیعت پر اصرار	"	حضرت محمد کی وفات	۱۳۸	کعبہ، مرارہ اور ہلال کا بابریکاٹ
"	شماک بن خلیفہ کی روایت	"	جیش اسامہ اور اس کی امارت	۱۳۹	قبیلہ طے کی مہم
۱۶۰	باب	"	پر اعتراض -	"	نبی طے کے قیدی
"	رسول	"	اہل یقین کے لیے دعائے ..	۱۴۱	عدی کا قبول اسلام
۱۶۰	مالک بن نویرہ اور خالد بن ولید	"	مغفرت -	"	سورہ برات کا نزول
"	خالد کا بنت مجاہد سے شادی	۱۵۱	رسول اللہ کا تحریر لکھنے کا ارادہ	"	مکہ سے مشرکین کے اخراج کا حکم
۱۶۱	رچانا -	"	وفات رسول	"	
"	باب	۱۵۲	وفات کا دن	۱۴۳	باب ۱۸
"	رسول	"	حضرت عمر کی تقریر	"	سنۃ الوفود
"		"	حضرت ابوبکر کی تقریر	"	قبیلہ ہمدان کا قبول اسلام
"		۱۵۳	سفینہ بنی ساعدہ میں انصار کا	"	عالموں کا تقریر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۷۴	متوقع جائزین	۱۶۸	۱۴ھ	۱۶۱	استغف کی ام فروہ بنت ابی قحاد سے شادی
"	مجلس شوریٰ کا تقرر	"	عمر کا حرار کے چشمہ پر قیام	"	
"	متوقع امیدوار	۱۶۹	تاریخ طبری حصہ سوم	۱۶۲	باب
۱۷۵	صہیب کو ہدایات	"	باب	"	۱۳ھ
"	حضرت علیؑ	۱۶۹	باب	"	خالد بن سعید کی معزولی کی وجہ
"	مجلس شوریٰ	"	۱۴ھ	"	ابوبکر کی وصیت
۱۷۶	دست برداری	"	باب	۱۶۳	ابوبکر کی وفات
"	مناہدہ	"	باب	"	ابوبکر کا دفن ہونا
"	اصحاب شوریٰ کی طلبی	"	عمر کا قتل	"	عمر کا نوحہ کرنے سے روکنے
۱۷۷	عبدالرحمن کا خطاب	"	ابوبکر کا پہرہ	۱۶۴	ابوبکر کا جلیبہ
"	حضرت علیؑ کی حمایت	۱۷۰	بیٹے کو ہدایات	"	ابوبکر کی ازدواج و اولاد
"	عثمان کی حمایت	"	وفات و تدفین	"	جائزین کے بارے میں وصیت نامہ
۱۷۸	حضرت علیؑ سے عہد لینا چاہا	"	عمر کی ازدواج	۱۶۵	طلحہ کا اعتراض
"	جواب	"	بادشاہ اور خلیفہ کا فرق	۱۶۶	باب
"	عثمان کا جواب	"	خلافت کے بارے میں حضرت	"	حضرت عمرؓ
"	عثمان کی بیعت	۱۷۱	عمر اور ابن عباس کا مکالمہ	"	خلیفہ ہونے کے بعد سب سے پہلا فرمان
"	حضرت علیؑ کا اعتراض	۱۷۲	عمر بن سواد کی روایت	"	خالد کی معزولی کی وجہ
"	عبدالرحمن کا جواب	"	چار اعتراض	"	تکذیب نفس کی شرط
"	حضرت مقداد کی حق گوئی	"	منہ کی حرمت	"	خالد کا بہن سے مشورہ
۱۷۹	الہیت کا مفہوم	۱۷۳	ام ولد کی آزادی	۱۷۷	خالد کے مال کی تفہیم اور خریداری
"	قریش کا نقطہ نظر	"	نشد و کی شکایت	"	باب
"	حضرت علیؑ کی تقریر	"	باب	"	
"	حق خلافت	۱۷۴	مجلس شوریٰ	۱۷۸	باب
"	مستقبل کے بارے میں ...	"		"	
"	پیشین گوئی	"		"	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۹۰	بزرگین حاکم کی علامت	۱۸۴	معاویہ کی تقریر کی ابتداء	۱۷۹	مسور کی روایت
"	ظالم حاکم کا انجام	۱۸۵	شام کے علاقے کے حکام	۱۸۰	حضرت علیؑ سے سوال
"	نا اتفاقی کے نتائج	"	حضرت عثمان کے خلاف بعض الزامات۔	"	حضرت عثمان سے خطاب
۱۹۱	حضرت عثمان کا جواب	"	۳۲	"	عبدالرحمن کا خطاب
"	حضرت عمر کا تشدد	۱۸۵	حضرت ابوذرؓ کی وفات	"	حضرت علیؑ سے استفسار
"	معاویہ کا تفرز	"	تکفین و تدفین	۱۸۱	عبید اللہ بن عمرؓ کی طلہی
"	معاویہ کی خود سری	۱۸۶	پتودہ سوار	"	عبید اللہ کے بارے میں مشورہ
۱۹۲	تتقدیر کرنے کی مذمت	"	باب ۱۵	۱۸۲	باب ۱۵
"	حضرت عمر کا تشدد	۱۸۷	باب ۱۶	"	حضرت عثمان کا دور خلافت
"	مروان کی دھمکی	"	۳۳	"	۲۴
"	اہل مصر کے وفد کی عثمان سے ملاقات	"	عامر کی گفتگو	"	۲۵
۱۹۳	قاصد کی گرفتاری	"	اللہ کہاں ہے	"	۲۶
"	سر بہر خط	"	حکام و گورنروں کا اجتماع	"	۲۷
"	عمرو عاص کی معزولی	۱۸۸	جہاد پر مامور کریں	"	۲۸
"	عمرو عاص کا جواب	"	خطہ کا انسداد	"	باب ۱۷
۱۹۴	دور جاہلیت کا تذکرہ	"	عظیم افراد کا فقدان	"	۲۹
"	مروان کی علامت	"	حکام کی ذمہ داری	۱۸۳	منیٰ میں پوری نماز
"	مخالفت پر پیچیدہ	"	مال کے ذریعہ خانہ پری	"	حضرت علیؑ کا اعتراف
"	فساطین میں قیام	۱۸۹	عمرو عاص کی صفائی	"	۳۰
۱۹۵	قتل کی خبر	"	تشدد کی ہدایت	"	حضرت ابوذرؓ کی شہادت
"	مخالفت کا اقرار	"	مخالفت میں شدت	"	باب ۱۸
"	بیوی کو طلاق	"	حضرت علیؑ کی نصیحت	"	۳۱
"	مصر و اسے	"	تدبیر کی ہدایت	۱۸۴	باب ۱۹
۱۹۶	اصل مقصد	۱۹۰	بدعت اور سنت میں امتیاز	"	
"	قتل کی افواہ	"		"	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰۸	مروان کا مشورہ	۲۰۱	مروان کا غلط رویہ	۱۹۶	ابنیں واپس لوٹانے کی کوشش
"	معاہدہ کی پابندی	"	حضرت علیؑ کا استفسار	"	حضرت علیؑ کا جواب
"	وعدہ شکنی	۲۰۲	حضرت علیؑ کی گفتگو	"	اہل مصر کی واپسی
"	عملی اقدام کا مطالبہ	۲۰۳	خطبہ میں ہنگامہ	۱۹۷	محمد بن مسلمہ کی گفتگو
"	دہشت کی درخواست	"	آیت کی تلاوت	"	اہل مصر کو نصیحت
۲۰۹	نہیں دن کی مہلت	"	بنی امیہ کی گستاخی	"	حضرت علیؑ کی واپسی
"	حکومت کی طرف سے جنگ کی تیاری	۲۰۴	باب ۲	"	عثمان کا اعلان
"	معاہدہ کی خلاف ورزی	"	عثمان کی حکومت	"	عمر و عاص کی مخالفت
۲۱۰	حکام کی معزولی کا مطالبہ	"	خاندان پرستی کی مخالفت	۱۹۸	عثمان کا توبہ کرنا
"	مطالبات ماننے سے انکار	"	جلیل بن عمر سعدی	"	عمر و فلسطین میں قیام
"	مسلمانوں کی دھکی	"	عمر و عاص کا اعتراض	"	اعلیٰ بنہ انبار کا مشورہ
"	گھر کا محاصرہ	۲۰۵	صحابہ کے نام خطوط	"	عثمان کا خطبہ
"	مالک اشتر کی طلبی	"	قاصد سے پوچھ چھچھ	"	توبہ و استغفار
۲۱۱	عثمان کا جواب	"	قاصد کی تلاشی	۱۹۹	مروان کی شرارت
"	قتل کے خطرناک نتائج	۲۰۶	نقطہ سے انکار	"	نائکہ کی مخالفت
"	محمد بن ابی بکر کی آمد	"	معاویہ کو خط	"	مروان اور نائکہ کی باہم سخت کلامی
"	عثمان کا قتل	"	دیگر حکام کو خطوط	"	مروان کا غلط مشورہ
"	محمد بن مسلمہ کی مصر یوں سے ملاقات	"	فوری امداد کی ضرورت	۲۰۰	مجمع کا اخراج
"	عثمان کو نصیحت	"	قاصد کا اخراج	"	حضرت علیؑ کا غیظ و غضب
۲۱۲	عثمان کی رضامندی	۲۰۷	اہل مصر کا قافلہ	"	نائکہ کا مشورہ
"	خط کا انکشاف	"	عثمان کے نام خط	"	حضرت علیؑ کا انکار
۲۱۳	خط کا مضمون	"	توبہ کی دعوت	۲۰۱	عبدالرحمن بن اسود کا بیان
"	حضرت علیؑ کا وعدہ پورا کرنا	"	حضرت علیؑ سے امداد کا مطالبہ	"	عثمان کی عاجزانہ درخواست
"		"	ایضاً وعدہ	"	رائے میں تبدیلی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۳۰	باب	۲۲۰	قبرستان میں توسیع	۲۱۴	برعات کا تذکرہ
۲۳۱	مناویہ کے نام خط	۲۲۱	تدفین کا حال	۲۱۵	دوا فرد کی ضمانت
۲۳۱	طلحہ اور زبیر کا اجازت لینا	۲۲۱	جنازے کے شرکاء	۲۱۵	لاٹینی کا اظہار
۲۳۱	حضرت علیؑ کا خطبہ	۲۲۱	حضرت عثمان پر ماتم	۲۱۵	معزولی کا مطالبہ
۲۳۱	اخضر اور بی بی عائشہ	۲۲۱	یابنخ طبری حصہ سوم کا دوم	۲۱۵	سفیان بن ابی العوجاء کے بیان کے مطابق
۲۳۲	قصاص عثمان کی تیاریاں	۲۲۲	باب	۲۱۶	اہل مصر اور دوسرے لوگوں کا محاصرہ
۲۳۳	حضرت ام سلمہ کی پیش کش	۲۲۲	خلافت امیر المومنینؑ	۲۱۶	قتل کا منصوبہ
۲۳۳	بی بی عائشہ کے لیے ایک خاص اونٹ کی خریداری	۲۲۲	حضرت علیؑ کی بیعت	۲۱۶	طلحہ کا حکم
۲۳۳	مردان کی پالیسی	۲۲۲	بہت المال کے بارے میں حضرت علیؑ کی روشنی	۲۱۶	عجیبی شاہد
۲۳۵	باب	۲۲۳	پہلی بدعت	۲۱۶	خانہ جنگی کا آغاز
۲۳۵	حضرت علیؑ کا بصرہ کی طرف کوچ	۲۲۴	بسی لوگوں کا بیعت سے گریز	۲۱۶	امدادی فوجوں کی اطلاع
۲۳۵	عبداللہ بن سلام کی پیشنگوئی	۲۲۴	بنو امیہ کا مدینہ سے فرار	۲۱۶	حضرت علیؑ اور دیگر لوگوں سے تعاون کی اپیل
۲۳۶	عربی کا بیان	۲۲۴	باب	۲۱۸	حضرت علیؑ کی ولادت
۲۳۶	بی بی عائشہ اور قتل عثمان	۲۲۴	نفاذ خلافت	۲۱۸	ابو ہریرہؓ
۲۳۸	بی بی عائشہ کی روانگی پر لوگوں کا رنج و غم	۲۲۴	حضرت علیؑ کا پہلا خطبہ	۲۱۸	گھر میں گھسٹا
۲۳۸	مطالبہ قصاص کی وجہ	۲۲۸	ابن عباس کی حج سے واپسی	۲۱۸	عثمان کا قتل
۲۳۹	باب	۲۲۹	حضرت علیؑ کا مغیرہ کی رائے قبول کرنے سے انکار	۲۱۹	غم اور خوشی
۲۳۹	حضرت عائشہ کا بصرہ میں داخلہ	۲۳۰	حضرت علیؑ اور ابن عباسؓ کا مکالمہ	۲۱۹	فوجی امداد قتل کا سبب بنی
۲۳۹	بی بی عائشہ کے پاس قاصد کی روانگی	۲۳۰	طلحہ وزبیر اور قتل عثمان	۲۲۰	باب
				۲۲۰	تدفین میں رکاوٹ
				۲۲۰	حضرت علیؑ کی بروقت مدافعت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۶۱	حضرت علیؑ کی بصرہ میں آمد	۲۵۱	اہل کوفہ کے نام حضرت علیؑ کا خط	۲۴۰	طلحہ وزبیرؓ کی شہرت
۲۶۲	حضرت علیؑ کی طلحہ وزبیرؓ سے گفتگو	"	ابوموسیٰ اشعریؓ کا فیصلہ	۲۴۲	حضرت عائشہؓ کی تقریر
"	زبیرؓ کا جنگ سے علیؑ کی کاراردہ	۲۵۲	بنو طے سے خطاب	"	جابر بن قدامہؓ کی بی بی عائشہؓ سے گفتگو
۲۶۴	جنگ جبل	"	محمد بن ابی بکرؓ کی کوفہ روانگی	۲۴۳	طلحہ وزبیرؓ ایک نوجوان کی گفتگو
"	قرآن اٹھانے کا حکم	۲۵۳	حضرت علیؑ کا خطبہ	"	محمد بن طلحہؓ کی رائے
"	ابتداءئے جنگ	"	حضرت علیؑ بصرہ کی طرف روانگی	۲۴۴	ابوالجراحہؓ کا مشورہ
۲۶۵	محمد بن حنیفہ	۲۵۴	عثمان بن حنیفہؓ کی واپسی	"	شراطہؓ صلح
"	محمد بن ابوبکرؓ اور عائشہؓ	"	قبیلہ ربیعہؓ اور بنو عبد القیسؓ کی آمد	"	عہد نامہ
۲۶۶	عبداللہ بن زبیرؓ اور محمد بن ابوبکرؓ	"	ابوموسیٰ اشعریؓ کا قاصدوں کو جواب	"	کعب کی مدینہ آمد
۲۶۷	مقتولین کی تدفین	۲۵۵	ابوموسیٰ اشعریؓ کا قاصدوں کو جواب	۲۴۶	اسامہؓ کا جواب
"	تقسیم مال	"	ابوموسیٰؓ کی تقریر	"	نشر عائشہؓ کا حملہ
"	حضرت علیؑ کا اصول	"	حضرت حسنؓ اور ابوموسیٰؓ کی گفتگو	"	عثمان بن حنیفہؓ کیساتھ ظالمانہ سلوک
"	حضرت عائشہؓ کی روانگی کی تیاری	۲۵۶	حضرت حسنؓ کی تقریر	"	نواب کا واقعہ
۲۶۸	حضرت عائشہؓ کی عمارت سے گفتگو	۲۵۷	ہند بن عمرؓ کی تقریر	۲۴۷	طلحہ وزبیرؓ کی تقریر
۲۶۹	باب	"	جبر بن عدیؓ کی تقریر	"	عبدیؓ کی تقریر
"	جنگ صفین کی تیاریاں	۲۵۸	عبدقیسؓ کی ابوموسیٰؓ سے گفتگو	۲۴۸	اہل شام کے نام طلحہ وزبیرؓ کا خط
"	عمر وعاصؓ کی معاویہ سے بیعت	"	مالک اشترؓ کی حضرت علیؑ سے درخواست	"	بی بی عائشہؓ کا اہل کوفہ کے نام خط
"	عمر وعاصؓ کا بیٹوں سے مشورہ	"	ابوموسیٰؓ کی تقریر	۲۴۹	حضرت عائشہؓ کا زبیرؓ بن صوفان کے نام خط
۲۷۰	عمر وعاصؓ کی شام کو روانگی	۲۵۹	ابوموسیٰؓ کی تقریر	"	زبیرؓ بن صوفان
"	جبر بن عبداللہؓ کی چٹیا مبری	۲۶۰	ابوموسیٰؓ سے مالک اشترؓ کی گفتگو	۲۵۰	باب
"	قبض عثمان	"	باب	"	باب
۲۷۱	حضرت علیؑ کی صفین کو روانگی	۲۶۱	باب	"	باب
"	پانی پر جنگ	"	صلح کی گفت و شنید	۲۵۱	باب
"	معاویہؓ کی جانب قاصد کی روانگی	"	حضرت علیؑ کا معجزہ	"	حضرت علیؑ کا بصرہ کی جانب کوچ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۹۱	شامیوں کا قرآن نیروں پر اٹھانا	۲۸۲	حضرت علیؑ کا خطبہ	۲۷۲	معاویہ کا مشورہ
۲۹۳	باب ۱۲	۲۸۳	مالک اشترؓ کی شجاعت	"	پانی پر قبضہ
"	واقعہ تحکیم	۲۸۴	باب ۱۳	۲۷۳	حضرت علیؑ کا پیغام
"	حضرت علیؑ کا فیصلہ	"	حضرت عمار بن یاسرؓ کی شہادت	۲۷۴	جنگ صفین
"	منافقین کی مخالفت علیؑ	"	حضرت عمارؓ کی دُعا	"	اشترؓ کی شجاعت
۲۹۴	خارجی ہو جانے کا جواب	"	جنگ کے بارے میں عمارؓ کی رائے	۲۷۶	باب ۱۴
"	منافقین کی برٹ	"	حضرت عمارؓ کے بارے میں حضرت	"	جنگ ہندی اور صلح کی گفتگو
"	منافقین کا شور و غوغا	"	نبی کریمؐ کا ارشاد	"	عدی بن حاتم کی تقریر
"	اشعث بن قیس کو پیغام رسانی	۲۸۵	عمارؓ کا خطبہ	"	معاویہ کا جواب
۲۹۶	کا شوق	"	حضرت عمارؓ اور عبداللہ بن حضرت	۲۷۷	یزید بن قیس کا خطاب
۲۹۷	حضرت علیؑ کی بے بسی	۲۸۶	عمارؓ	"	معاویہ کا جواب
"	ابوموسیٰ اشعریؓ بطور حکم	"	حضرت علیؑ کی شجاعت	"	شبث کا جواب
"	لقب امیر المؤمنین پر بحث	"	حضرت عمارؓ کی شہادت	"	معاویہ کی طرف سے رشوت کی پیش کش
"	واقعہ تحکیم کی صلح حدیبیہ سے مشابہت	"	عمرو عاصؓ کے بیٹے عبداللہ کا اپنے باپ سے مکالمہ	۲۷۸	معاویہ کا وفد
۲۹۸	معاویہ کی تحریر	۲۸۷	حدیث کی غلط تاویل	۲۷۹	حضرت علیؑ کا جواب
"	گواہوں کے دستخط	"	حضرت علیؑ کی معاویہ کو مقابلہ کی دعوت	"	باب ۱۵
۲۹۹	حضرت علیؑ کی تقریر	۲۸۸	ایک فوجیوں کی گمراہی پر توجہ	۲۸۰	ہر دو طرف سے جنگی تیاریاں اور مواجہہ بندی
۳۰۰	فیصلہ کی تاریخ	"	ماشوم بن عقبہؓ کی شہادت	"	حضرت علیؑ کی فوجیوں کو ہدایت
"	خارجیوں کی حضرت علیؑ سے علیحدگی	۲۸۹	عبداللہ بن کعبؓ مدادی کی وصیت	"	حضرت علیؑ کا میدان صفین میں خطبہ
"	خلیفہ کے انتخاب پر بحث	۲۹۰	لیلتہ الہرب	۲۸۱	حضرت علیؑ کی دُعا
"	حضرت علیؑ کی مالک اشترؓ کے بارے میں رائے	"	اشترؓ کی شجاعت	"	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۲۲	مقتولین کی تدفین اور مالِ ثمنیت کی تقسیم	۳۱۲	بیعت کرنا	۳۰۲	حضرت علیؓ حجاب کی قبر پر
"	مسلمانوں کی جنگ سے پہلے ہی	"	شامیوں کے مقابلہ کی تیاریاں	"	آپ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے والوں کی شہادت کی گواہی
"	خوارج کے بارے میں حضورؐ کی پیشین گوئی	۳۱۳	حضرت علیؓ کا خارجیوں کے نام خط	۳۰۴	باب
۳۲۴	باب	۳۱۴	پہلے خارجیوں سے جنگ کرنے کا مشورہ	"	خارجیوں کی حضرت علیؓ سے علیحدگی
"	مصر میں محمد بن ابوبکر کی شہادت	"	حضرت عبداللہ بن خیاب سے سوالات و جوابات	۳۰۵	حضرت علیؓ کا خارجیوں سے ظہر دومنہ الجندل میں حکمین کا اجتماع
"	مالک اشتر کے نام حضرت علیؓ کا خط	۳۱۵	مذہبی ڈھونگ	"	حکمین کے سوالات و جوابات
۳۲۷	مالک اشتر کی مصر کو روانگی اور شہادت	"	خنزیر کو قتل کرنا فساد میں داخل ہے	۳۰۶	حضرت علیؓ کی عمر و عاص کو نصیحت
"	مصریوں کے نام حضرت علیؓ کا خط	"	خارجیوں کے مقابلہ کی تیاریاں	۳۰۷	ابوموسیٰ اشعری کا بڑا فیصلہ
۳۲۵	فتح مصر کے لیے مع و بیک کی کوششیں	۳۱۷	نخومی کی مخالفت	"	حضرت ابن عباس کی ابوموسیٰ کو تنبیہ
۳۲۶	عمر و عاص کی مصر روانگی	"	خون مسلمان کا مباح سمجھنا	۳۰۸	ابوموسیٰ کا اجتماع اعلان
"	خریبین میں جنگ	۳۱۸	حضرت علیؓ کا خارجیوں سے خطاب	"	عمر و عاص کی چال بازی و مکاری
۳۲۷	محمد بن ابی بکرؓ کی شہادت	"	دوبارہ دعوت حق	۳۰۹	ابوموسیٰ کا اعتراف
۳۲۸	حضرت عائشہ کی بددعا	۳۲۰	باب	۳۱۱	باب
"	محمدؐ کی شہادت پر شام میں خوشی کے شادیانے	"	جنگ نہروان	"	حضرت علیؓ علیہ السلام اور خوارج
"	محمدؐ کی شہادت پر حضرت علیؓ کا رنج و غم	"	اعلانِ امان	"	لاحکم الا اللہ کی غلط تاویل
۳۲۹		۳۲۱	ابتدائے جنگ	"	خارجیوں کی فتنہ پروری
		"	ذوالشہیر کی تلاش	"	عبداللہ بن وہب خارجی
		"	زخمیوں کے لیے امان اور ان کی مرہم پٹی	"	لوگوں کا حضرت علیؓ کی دوبارہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۵۱	حضرت عمر اور معاویہ	۳۳۲	امام حسنؑ کی روانگی کوفہ	۳۳۰	باب ۲۵
"	معاویہ کا اقرار	"	شہدہ کے واقعات	"	حضرت علیؑ کی شہادت اور اس کا
۳۵۲	یزید بن معاویہ	"	منبر رسولؐ کو منتقل کرنے کا ارادہ	۳۳۰	سبب
"	باب ۲۶	"	معاویہ کی منبر رسولؐ کے منتقل	۳۳۱	مہر میں حضرت علیؑ کا سر
"	یزید کا ولید کے نام خط	۳۳۳	مندرت	۳۳۳	محمد بن حنیفہ کا بیان
"	ولید بن عقبہ اور مروان بن حکم	"	منبر رسولؐ اللہ کی عظمت	"	تتوار کا اثر
"	مروان کا ولید کو مشورہ	"	حجر اور اصحاب حجر کی شہادت	"	آنحضرتؐ کی حسنینؑ کو نصیحت
۳۵۳	ابو سعید مرقی کی روایت	۳۴۲	عبدالرحمن غزنی کی حق گوئی	"	آپ کی وصیت
"	امام حسینؑ کی مکہ میں آمد	۳۴۵	معاویہ سے بی بی عائشہ کی ناراضگی	۳۳۶	قاتل کے بارے میں آپ کی وصیت
"	باب ۲۷	"	باب ۲۸	۳۳۶	قاتل کا انجام
۳۵۴	مسلم بن عقیل	۳۴۷	یزید کی ولید بنی شہدہ	"	حضرت علیؑ کی شہادت پر بی بی
"	مسلم بن عقیل کی کوفہ روانگی	"	زیادہ کے لئے عبداللہ بن عمر کی بدو	"	عائشہ کی خوشی
"	مسلم کی کوفہ میں آمد	۳۴۸	شہدہ کے واقعات	"	ابوالا سود کی کامرئیہ
"	کوفہ کی گورنری پر ابن زیاد کا تقرر	"	باب ۲۹	"	حضرت علیؑ کی عمر
۳۳۵	بنی تیمم کے غلام کی بخبری	"	معاویہ کی وفات	۳۳۷	حلیہ مبارک
"	ہانی بن عروہ کی طلبی	"	امام حسنؑ کی طلبی	"	نسب و خاندان
"	ہانی کی گرفتاری	"	امام حسینؑ اور مروان	"	ازواج و اولاد
۳۵۶	قنبر ابن زیاد کا محاصرہ	"	ولید اور مروان	۳۳۸	حضرت علیؑ کے اوصاف حمیدہ
"	جناب مسلم سے اہل کوفہ کی بد	"	امام حسینؑ کی روانگی اور	۳۳۹	حضرت حسنؑ کا خطبہ
"	عہدی	۳۴۹	محمد حنفیہ	۳۴۱	جلد چہارم
۳۵۷	مسلم بن عقیل کی گرفتاری	۳۵۰	معاویہ کی یزید کو وصیت	۳۴۱	معاویہ بن ابوسفیان
"	تفصیلی واقعات	۳۵۰	معاویہ کے متفرق حالات	"	بیعت امام حسنؑ
"	امام حسینؑ اور عبداللہ بن مطیع میں گفتگو	"	رسول اللہؐ کہہ کر سلام کیا گیا اور	"	اہل عراق کی بدعہدی
"		"	روکا نہیں	۳۴۲	امام حسنؑ کی کوفہ میں تقریر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۷۵	مسلم اور بانی کے سروں کی روانگی	۳۵۸	قبیلہ مذحج کا محاصرہ	۳۵۸	اہل مکہ کی امام حسینؑ سے عقیدت
۳۷۶	یزید کا خط ابن زیاد کے نام	۳۵۹	مقتل غلام	۳۵۹	سیدان بن مرد کا شیعہ ان علیؑ سے خطاب
۳۷۷	مختار اور عبداللہ بن حارث کی گھر فتاری	۳۶۰	شریک بن اعور کی علالت	۳۶۰	امام حسینؑ کو کوفہ آنے کی دعوت
۳۷۸	باب	۳۶۱	شریک کی وفات	۳۶۱	کوفیوں کے خطوط امام حسینؑ کے نام
۳۷۹	امام حسینؑ	۳۶۲	مقتل کی جاسوسی	۳۶۲	امام حسینؑ کا خط اہل کوفہ کے نام
۳۸۰	عبداللہ بن زبیر اور امام حسینؑ	۳۶۳	بانی اور ابن زیاد	۳۶۳	عاریہ بنت سیدہ
۳۸۱	ابن عباس کا حسینؑ کو یمن جانے کا مشورہ	۳۶۴	بانی کی ابن زیاد سے تلخ کلامی	۳۶۴	یزید بن بعیط
۳۸۲	ابن عباس کا اہل بیت کو ساتھ لے جانے پر انکار	۳۶۵	عبداللہ کا مسجد سے فرار	۳۶۵	جناب مسلم کی کوفہ روانگی
۳۸۳	امام حسینؑ اور ابن زبیر کی گفتگو	۳۶۶	ابن زیاد کی شرفائے شہر کو ہدایت	۳۶۶	عابس بن ابی شیبہ شاکری
۳۸۴	حضرت حسینؑ کا مکہ میں جنگ کرنے سے انکار	۳۶۷	اہل کوفہ کی بدعہدی	۳۶۷	جعیب بن مظاہر
۳۸۵	امام حسینؑ کی فرزدوق شاعر سے ملاقات	۳۶۸	مسلم اور طلوعہ	۳۶۸	عبداللہ حضرمی کا خط یزید کے نام
۳۸۶	فرزدوق کا بیان	۳۶۹	بلال کی مخبری	۳۶۹	یزید کا سر جون سے مشورہ
۳۸۷	عبداللہ بن جعفر کا خط حسینؑ کے نام	۳۷۰	جناب مسلم کی شجاعت	۳۷۰	یزید کا خط ابن زیاد کے نام
۳۸۸	عمر بن سعد کو امارت دے کی لالچ	۳۷۱	جناب مسلم کے لیے ابن اشعث کی امان	۳۷۱	امام حسینؑ کے خطوط شرفائے بصرہ کے نام
۳۸۹	ابن سعد کی امام حسینؑ پر فوج کشی	۳۷۲	مسلم باہلی کی گستاخی	۳۷۲	ابن زیاد کا اہل بصرہ سے خطاب
۳۹۰	ابو بکرہ اسلمی کا اظہار حق	۳۷۳	جناب مسلم کی پانی سے محرومی	۳۷۳	ابن زیاد کی بصرہ سے روانگی
۳۹۱	زبیر بن عیینہ کی امام حسینؑ سے ملاقات	۳۷۴	جناب مسلم کی عمر بن سعد کو وصیت	۳۷۴	ابن زیاد کی اہل کوفہ کو دھمکی
۳۹۲	ابن زیاد اور ابن زیاد	۳۷۵	ابن زیاد اور جناب مسلم میں تلخ کلامی	۳۷۵	ابن زیاد کی کوفہ میں آمد
۳۹۳	بانی پر ابن زیاد کا حملہ	۳۷۶	ابن زیاد کی لاف زنی	۳۷۶	ابن زیاد کے قتل کا منصوبہ
۳۹۴		۳۷۷	جناب مسلم کی شہادت	۳۷۷	بانی بن عروہ اور ابن زیاد
۳۹۵		۳۷۸	بانی بن عروہ کے قتل کا حکم	۳۷۸	بانی پر ابن زیاد کا حملہ
۳۹۶		۳۷۹	بانی بن عروہ کی شہادت	۳۷۹	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۸۲	حسین بن نمیر کی روانگی	۳۹۱	حسین اور عبید اللہ بن ہریر	۳۸۲	حسین بن نمیر کی روانگی
"	حضرت حسین کا حاجر میں قیام	"	حضرت امام حسینؑ کو شہادت کی بشارت	"	حضرت حسین کا حاجر میں قیام
"	تفاصد امام حسین کی شہادت	۳۹۲	حضرت حسینؑ کا نینوا میں قیام	"	تفاصد امام حسین کی شہادت
۳۸۳	زہیر بن قین کا جذبہ شہادت	"	ابن زیاد کا قاصد	"	زہیر بن قین کا جذبہ شہادت
"	عبد اللہ اور مذری	"	ابو شعثا کی قاصد سے گفتگو	"	عبد اللہ اور مذری
۳۸۴	شہادت مسلم کی امام حسینؑ کو اطلاع	۳۹۳	زہیر بن قین کا مشورہ	"	شہادت مسلم کی امام حسینؑ کو اطلاع
"	آل عقبیل کا اصرار	"	حمزہ بن مغیرہ کا عمر سعد کو مشورہ	"	آل عقبیل کا اصرار
۳۸۵	عبد اللہ بن یقطر کی شہادت کی اطلاع	۳۹۴	عبد اللہ بن یسار اور ابن سعد	"	عبد اللہ بن یقطر کی شہادت کی اطلاع
"	آنحضرتؐ کا خطبہ	"	ابن سعد کی حسینؑ پر فوج کشی	"	آنحضرتؐ کا خطبہ
۳۸۶	باب	۳۹۵	کثیر بن عبد اللہ شعبی	"	باب
"	ساختہ کربلا ۱۱ھ میں شروع ہوا	"	قرہ بن قیس غنظلی کی سفارت	"	ساختہ کربلا ۱۱ھ میں شروع ہوا
"	امام حسینؑ کا منزل شرافت میں قیام	"	ابن سعد کا ابن زیاد کے نام خط	"	امام حسینؑ کا منزل شرافت میں قیام
"	حر کا لشکر	۳۹۶	ابن زیاد کا پانی پر قبضہ کر دینا حکم	"	حر کا لشکر
"	حر کے ایک سپاہی سے حسن سوک	"	عبد اللہ بن ابی حصین کو حضرت کی بددعا اور اس کا انجام	"	حر کے ایک سپاہی سے حسن سوک
۳۸۷	امام حسینؑ کی نماز ظہر کی امامت	"	حسینؑ اور ابن سعد کی ملاقات	"	امام حسینؑ کی نماز ظہر کی امامت
"	حضرت کا لشکر حر سے خطاب	۳۹۷	شمر کی فتنہ انگیزی	"	حضرت کا لشکر حر سے خطاب
"	حر کی مزاحمت	"	ابن زیاد کا جنگ کا حکم	"	حر کی مزاحمت
۳۸۸	حضرت حسینؑ کا بیضہ میں خطبہ	"	فرزندان حضرت ام البنین کے لیے امان	"	حضرت حسینؑ کا بیضہ میں خطبہ
"	ذو جہم کا خطبہ	۳۹۸	حضرت حسینؑ کو رسول اللہؐ کی بشارت	"	ذو جہم کا خطبہ
"	زہیر بن قین کا جذبہ جہاد	۳۹۹	عباس بن علیؑ	"	زہیر بن قین کا جذبہ جہاد
۳۹۰	طراح بن عدی کی آمد	"	زہیر بن قین اور عذرہ	"	طراح بن عدی کی آمد
"	طراح کا آپ کو گودہ ابا پر جانے کا مشورہ	"	ایک رات کی مہلت	"	طراح کا آپ کو گودہ ابا پر جانے کا مشورہ
۳۹۱	حضرت امام حسینؑ کی اپنے مہر اہل کو پہلے جانے کی اجازت	"		"	حضرت امام حسینؑ کی اپنے مہر اہل کو پہلے جانے کی اجازت
۳۹۲	ضحاک بن عبد اللہ اور مالک بن نضر	"		"	ضحاک بن عبد اللہ اور مالک بن نضر
"	آل عقبیل کا جذبہ	"		"	آل عقبیل کا جذبہ
"	مسلم بن عوسجہ اور سعد بن عبد اللہ	"		"	مسلم بن عوسجہ اور سعد بن عبد اللہ
۳۹۳	کا استقلال	"		"	کا استقلال
"	زہیر بن قین کی استقامت	"		"	زہیر بن قین کی استقامت
۳۹۴	امام زین العابدینؑ کا بیان	"		"	امام زین العابدینؑ کا بیان
"	حضرت زینب کی آہ و زاری	"		"	حضرت زینب کی آہ و زاری
"	حضرت زینب کو امام حسینؑ کا دلا	"		"	حضرت زینب کو امام حسینؑ کا دلا
۳۹۵	حسینی قافلہ کی عبادت گزاری	"		"	حسینی قافلہ کی عبادت گزاری
"	ابو حرب کی بدکلامی	"		"	ابو حرب کی بدکلامی
"	حسینی لشکر کی ترتیب	"		"	حسینی لشکر کی ترتیب
۳۹۶	عبد الرحمن اور بریر	"		"	عبد الرحمن اور بریر
"	امام حسینؑ کی دعا	"		"	امام حسینؑ کی دعا
"	شمر بن ذی الجوشن کی بجلاس	"		"	شمر بن ذی الجوشن کی بجلاس
۳۹۷	جنگ میں پہل کرنے سے نفرت	"		"	جنگ میں پہل کرنے سے نفرت
"	حضرت حسینؑ کا تاریخی خطبہ	"		"	حضرت حسینؑ کا تاریخی خطبہ
۳۹۸	زہیر کا خطاب	"		"	زہیر کا خطاب
۳۹۹	حر کی ابن سعد سے گفتگو	"		"	حر کی ابن سعد سے گفتگو
"	حر کی لشکر حسینؑ کی طرف پیش قدمی	"		"	حر کی لشکر حسینؑ کی طرف پیش قدمی
"	حر کی ابن سعد سے علیحدگی	"		"	حر کی ابن سعد سے علیحدگی
۴۰۰	حر کا لشکر مزید سے خطاب	"		"	حر کا لشکر مزید سے خطاب
"	ابن سعد کا پہلا تیر	"		"	ابن سعد کا پہلا تیر
"	عبد اللہ بن عمیر کی	"		"	عبد اللہ بن عمیر کی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۵	بحر بن کعب کا انجام	۲۱۹	شذوب کی شہادت	۲۱۱	امم وہب کا جذبہ جانثاری
۲۲۶	حضرت حسینؑ کی شجاعت	"	عائس کی شجاعت و شہادت	۲۱۲	عبداللہ بن حوزہ کا انجام بد
"	آنحضرتؐ پرورش	۲۲۰	ضحاک بن عبداللہ مشرقی	"	یزید بن معقل اور بریر میں مباہلہ
۲۲۷	شہادت حسینؑ	"	ضحاک کو میدان جنگ سے جانے کی اجازت۔	۲۱۳	مزایم بن حریش کا خاتمہ
"	الطبیعت عصمت سے ناروا سلوک	"	یزید بن زیاد کا رجز اور اس کی شہادت۔	"	حسینی لشکر کا پہلا زخمی
"	معرکہ کربلا کے آخری شہید	۲۲۱	عمر بن خالد سعد اور جابر بن حارث کی شہادت۔	۱۱۲	معرکہ کربلا کے پہلے شہید کی وصیت
"	علی بن حسینؑ زین العابدین	"	جناب علی اکبرؑ فرزند حسینؑ کی شہادت	"	عبداللہ بن عمیر کجی کی شہادت
۲۲۸	سان بن اس	۲۲۲	حمید بن مسلم کا بیان	"	اصحاب حسینؑ کا شدید حملہ
"	حضرت حسینؑ کے جسم کی پامالی	"	عون و محمد کی شہادت	"	حرکے شمشیر زنی
"	شہداء کربلا کا دفن	"	عبدالرحمن و جعفر فرزند ان معقل کی شہادت۔	"	حسینی خیموں پر حملہ
"	سر حسینؑ کی روانگی کوفہ	"	قاسم بن حسنؑ کی شہادت	"	امم وہب کی شہادت
۲۲۹	الطبیعت کی روانگی کوفہ	"	شہادت قاسم بن حسینؑ کا اضطراب	"	شمر کا خمیر حسینؑ پر حملہ
"	سر حسینؑ سے ابن زیاد کی گستاخی	"	حضرت حسینؑ پر ابن نمیر کندی کا حملہ	"	شمر کی پسپائی
۲۳۰	حضرت زینبؑ بنت فاطمہؑ	"	عبداللہ بن حسینؑ کی شہادت	"	روز عاشورہ کی نماز جماعت اور شہادت میبب۔
"	حضرت زینبؑ اور ابن زیاد	"	علیؑ کی شہادت	"	قاسم بن حبیب کا انتقام
"	امام زین العابدینؑ کے قتل کا حکم	"	بانی حضرت بن عباسؑ کا بیان	"	زہیر بن قین اور حرکے شجاعت
۲۳۱	حضرت زینبؑ کی بے بسی	"	حسینؑ پر پیاس کا غلبہ	"	ناظر ظہر
"	مسجد کوفہ میں فتح کا اعلان	"	آپ کی بانی کے حق میں بددعا	"	زہیر کا رجز۔
"	عبداللہ بن عقیف از دی	"	شمر کی حسینی خیام کی طرف پیش قدمی	"	نافع بن لہل کی شجاعت اور شہادت
"	ابن عقیف کی شہادت	"	امام حسینؑ پر حملہ	"	پسران عزرہ غفاری کی تمنا
۲۳۲	سر حسینؑ کی کوفہ میں تشہیر	"	"	"	سید و مالک کی بے قراری
"	اہل بیت کی روانگی شام	"	"	"	حنظلہ بن اسعد کا اپنے پیادے سے خطاب۔
"	شہادت حسینؑ پر یحییٰ بن حکم کے اشارہ	"	"	"	حنظلہ کی شہادت
"	اہل بیت کی دوبار یزید میں طلبی	"	"	"	"

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۵۱	سے خطاب۔	۴۴۲	اہل و خیال کو پناہ دینا۔	۴۳۲	فاطمہ بنت علیؑ
"	سیلمان کی حمایت میں تقریر۔	"	مسلم بن عقبہ مدینہ میں	۴۳۳	زندگاہ خانہ میں رقمہ
"	سعد کا خط سیلمان کے نام	۴۴۲	۶۳ء کے واقعات	"	یزید کی لاف زنی
۴۵۲	مثنیٰ بن عبدی کا سیلمان کے نام	"	مسلم بن عقبہ کی مکہ کی جانب	۴۳۴	ایک اور روایت
"	شیعیان اہلبیت کی جنگی تیاری	"	پیش قدمی۔	"	یزید اور الزبیرہ۔ اسلمی
"	سیلمان کا مشورہ	"	ابن نمیر کی مکہ پر فوج کشی	"	شہادت حسینؑ کی اطلاع مدینہ
۴۵۳	عبید اللہ بن مری کا خطبہ	"	خانہ کعبہ پر سنگباری	"	میں۔
۴۵۴	مختار ثقفی کی کوفہ میں آمد	"	خانہ کعبہ میں آتش زنی	۴۳۵	حضرت عبداللہ بن جعفر
"	سیلمان اور مختار کے خلاف شکار	"	مرگ یزید	"	ام تقیان بنت عقیل کا نوحہ
"	عبداللہ بن یزید کا اہل کوفہ سے خطاب۔	۴۳۵	مکہ کا محاصرہ	"	حکماء قتل حسینؑ کی ملوثی
"	مختار ثقفی اور مسلم بن عقیل	"	معاویہ بن یزید کی حکومت سے دستبردار	۴۳۶	شہداء بنی ہاشم
۴۵۵	مختار اور ابن حریث	"	باب ۳	۴۳۷	اہل بیت کی مدینہ واپسی
۴۵۶	مختار کی گرفتاری	۴۳۶	تو آئیں	"	عبید اللہ بن حرؑ
"	مختار کے بے عبداللہ بن عمر کی سفارش	"	کوفہ کے رؤسائے شیعہ	"	عبید اللہ بن حرؑ کا مرثیہ
"	مختار کی رہائی۔	"	مسیب فزاری کا شہادت حسینؑ پر اظہار تأسف	۴۳۸	باب ۴
۴۵۷	مختار ثقفی کا انتقام لینے کا عزم	۴۳۷	رفاعہ بجلی کی تقریر	"	ابن زبیر کا اہل مکہ سے خطاب
"	بالجزم۔	"	سیلمان بن صرد کا خطبہ	۴۳۹	۶۳ء کے واقعات
"	ابن عرق کی مختار کے متعلق حجاج سے گفتگو	۴۳۸	خالد بن سعد اور ابوالاعتر کی پیش کش۔	"	اشراف مدینہ کا وفد
۴۵۸	ابن زبیر اور مختار۔	۴۳۹	سیلمان بن صرد کا خط سعد بن حنفیہ کے نام۔	"	یزید کا کردار
"	ابن زبیر اور مختار میں معاہدہ	"	سعد بن حذافہ کا شیعیان اہلبیت	"	عبداللہ بن حنظلہ کی بیت
۴۵۹	مختار کی کوفہ کی طرف روانگی	"		۴۴۰	۶۳ء کے واقعات
"	سیلمان بن صرد کا خروج اور مختار	"		"	مسلم بن عقبہ کی روانگی مدینہ
				"	یزید کی مسلم بن عقبہ کو ہدایت
				"	امام زین العابدینؑ کا مروان کے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۷۵	مختار ثقفی کا وعدہ	۴۶۹	مسرکہ بین الوردہ	۴۶۰	کی گرفتاری
۴۷۶	مختار کا خط رفاعہ بن شداد کے نام	۴۷۰	ابن ذوالکلاع کی ملک	۴۶۱	۳۵۰ کے واقعات
۴۷۷	عبیدہ مزنی کی شہادت	۴۷۱	توابعین کا جذبہ شہادت	۴۶۲	توابعین کا نخیلہ میں اجتماع
۴۷۸	عبیدہ مزنی کی شہادت کا واقعہ	۴۷۲	سیلمان اور مسیب کی شہادت	۴۶۳	انتقام حسینؑ کا نعرہ
۴۷۹	اعشی ہمدانی کا مرثیہ	۴۷۳	مسیب کی شجاعت	۴۶۴	ابو عذرہ قاضی
۴۸۰	عبد الملک اور عبد العزیز کی ..	۴۷۴	عبد اللہ بن سعد کی علمداری	۴۶۵	ابن سعد کا توابعین سے خطاب
۴۸۱	ولی عہدی -	۴۷۵	توابعین مدائن و بصرہ کی روانگی	۴۶۶	ابن زیاد پر حملے کا منصوبہ
۴۸۲	خالد بن یزید کی امانت	۴۷۶	کثیر مزنی کی شہادت	۴۶۷	سیلمان کا توابعین سے خطاب
۴۸۳	مردان کی ہلاکت	۴۷۷	عبد اللہ بن سعد کی شہادت	۴۶۸	توابعین کی نخیلہ سے روانگی
۴۸۴	باب	۴۷۸	خالد بن سعد کی شہادت	۴۶۹	قبر امام حسینؑ پر توابعین کی دغا
۴۸۵	مختار بن ابی عبیدہ ثقفی - ۳۵۰	۴۷۹	علمدار عبد اللہ بن دال	۴۷۰	توابعین کی تقاریر
۴۸۶	کے واقعات	۴۸۰	عبد اللہ بن دال کا شدید حملہ	۴۷۱	عبد اللہ بن عوف کا رجز
۴۸۷	گوزر کو فہ عبد اللہ بن مطیع کا اخراج	۴۸۱	اوہم باہلی کا عبد اللہ بن دال پر حملہ	۴۷۲	عبد اللہ بن یزید کا خط اور اس کا جواب
۴۸۸	مختار کا خط توابعین کے نام	۴۸۲	عبد اللہ بن دال کی شہادت	۴۷۳	عبد اللہ بن یزید کی پیشگوئی
۴۸۹	توابعین کی اطاعت	۴۸۳	رفاعہ بن شداد کی علمداری	۴۷۴	مسیب بن نجیحہ اور زفر بن کلابی کی ملاقات
۴۹۰	مختار کا خط عبد اللہ بن عمر کے نام	۴۸۴	ولید بن عقیق کا شدید حملہ اور شہادت	۴۷۵	زفر بن کلابی کی پیش کش
۴۹۱	عبد اللہ بن عمر کی سفارش	۴۸۵	عبد اللہ بن عزیز کی شہادت	۴۷۶	زفر کی عمان نوازی
۴۹۲	مختار ثقفی کی رسائی	۴۸۶	کریم حمیری کی آمد	۴۷۷	توابعین کو قرقیسیا میں قیام کی پیش کش
۴۹۳	مختار کی جماعت میں اضافہ	۴۸۷	حمیری کی شہادت	۴۷۸	سیلمان بن مرد کا خطہ جہاد
۴۹۴	عبد اللہ بن مطیع کا کوثر کی گوزری	۴۸۸	رفاعہ کی مراجعت	۴۷۹	جیش مسیب کی روانگی
۴۹۵	پر تقرر -	۴۸۹	زخمی توابعین کی تیمارداری اور ..	۴۸۰	مسیب کا ابن ذوالکلاع پر حملہ
۴۹۶	ابن مطیع کا اہل کوثر کو خطاب	۴۹۰	مہمان نوازی	۴۸۱	حسین بن نمیر کی روانگی
۴۹۷	سائب بن مالک اشعری کی تقریر	۴۹۱	توابعین کی مثنیٰ عبدی سے ملاقات		
		۴۹۲	عبد الملک کو فتح کی خوشخبری		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۹۶	مختار ثقفی کا ابن مطیع سے تعلق	۴۹۰	ثبث کا ابن مطیع کو مشورہ	۴۸۲	یزید بن انس کی تائید
۴۹۷	مال غنیمت کی تقسیم	"	بنو شاکر میں انتقام حسینؑ کی	"	مختار کی شکایت ان کی طلبی اور
"	تقاضی شریح کی علیحدگی	"	منادی۔	۴۸۳	معدلت۔
۴۹۸	باب ۱۶	۴۹۱	بنو شاکر کا خروج	"	عبد الرحمن بن شریح کی تقریر
"	قائنین حسینؑ کا انجام	"	والہی کا بیان	۴۸۴	عبد الرحمن کی ابن حنفیہ سے گفتگو
"	عبد اللہ ابن زیادہ کے لیے	"	امراء کوفہ کا مسجد اعظم میں اجتماع	"	محمد بن حنفیہ کا خطبہ
"	احکامات۔	"	ثبث بن ربیع	"	مختار کے حق وفد کی تصدیق
"	ابن سعید کی مختار سے امداد طلبی	۴۹۲	ابراہیم اور نعیم بن ہبیرہ کی روانگی	"	عبد الرحمن بن شریح کی مختار کے
"	یزید بن انس کو موصل جانیکا حکم	"	نعیم بن ہبیرہ کی شہادت	۴۸۵	حق میں تقریر۔
۴۹۹	یزید بن انس کی علالت	"	سعدی راہی	"	ابراہیم بن مالک اشتر کی سپہ سالاری
"	آغاز جنگ	"	مختار کی پیشقدمی	"	کی تجویز۔
"	ربیعہ کا قتل	"	یزید بن انس کا فوج سے رخٹا	"	ابراہیم سے وفد کی ملاقات
۵۰۰	یزید بن انس کی وفات	۴۹۳	ابراہیم کا راشد پر حملہ	۴۸۶	احمر بن عقیط کی ابراہیم سے گفتگو
"	ابراہیم بن اشتر کی روانگی	"	راشد بن یاس کا خاتمہ	"	ابراہیم بن اشتر کی رضامندی
"	کوفہ میں بغاوت	"	ابراہیم کا ثبث بن ربیع پر حملہ	"	مختار اور ابن اشتر کی ملاقات
"	اہل کوفہ کی ناکہ بندی	"	عمرو بن حجاج کا ابن مطیع کو مشورہ	۴۸۷	یاس بن مضارب کی گشت
۵۰۱	باغی قیدیوں کا انجام	۴۹۴	مختار کا جہانہ میں قیام	"	ابراہیم کو گرفتار کرنے کا ارادہ
"	عمرو ابن حجاج کی روپوشی	"	مختار کی فخر الامارہ کی طرف پیشقدمی	۴۸۸	یاس بن مضارب کا خاتمہ
"	شمر ابن ذی الجوشن کا قتل	"	ابراہیم کا کوفہ میں داخلہ	"	ابراہیم اور مختار کی ملاقات
"	خولی کا قتل	"	ابراہیم کی ہدایت	"	مختار کا عروج
"	عمر بن سعد کے قتل کا ارادہ	۴۹۵	ابن مساعق کی شکست اور امان	"	ابراہیم کی مراجعت
۵۰۲	محمد بن حنفیہ کے نام خط	"	قصر کوفہ کا محاصرہ	۴۸۹	زحر بن قیس کا ابراہیم پر حملہ
۵۰۳	حکیم طائی کی گرفتاری	"	قصر کوفہ پر مختار کا قبضہ	"	ابراہیم کا احاطہ اشیر میں قیام
"	مرہ بن منفذ کا فرار۔	۴۹۶	مختار کا اہل کوفہ سے خطاب	۴۹۰	سعید کا ابراہیم پر حملہ
"		"	مختار ثقفی کی بیعت	"	ابراہیم کی پیش قدمی۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۱۴	مختار کا سلیمین میں قیام	۵۰۹	ابراہیم کا فوجی دستوں سے خطاب	۵۰۳	زید ابن رثادہ کا انجام
۵۱۵	مختار کی فوجی تربیت	۵۱۰	آغاز جنگ	۵۰۴	سنان اور ابن عقیلہ کا وار
"	مصعب کی صف بندی	"	صفیان بن یزید کا عمیر پر حملہ	"	محمد بن حنفیہ کی اسیری
"	آغاز جنگ	"	ابن عازب کا بیان	"	مختار کے فوجی دستوں کی روانگی
"	مہلب کا حملہ	۵۱۱	شامی فوج کی پسپائی	۵۰۵	محمد بن حنفیہ کی روانگی
۵۱۶	محمد بن اشعث کا قتل	"	عمیر کی ابراہیم سے درخواست	"	محمد بن حنفیہ کی روانگی شعب علی
"	مختار کی مراجعت	"	ابن زیاد کی ہلاکت	"	کی طرف
"	مصعب کی پیش قدمی	"	شریک بن حدیر تغلبی	"	ابراہیم کی اہل شام پر فوج کشی
"	مختار کا اپنے ساتھیوں کو حملہ	"	حصین بن نمیر کی ہلاکت	"	تاریخ طبری حصہ پنجم
۵۱۷	کرنے کا مشورہ	۵۱۲	شامی لشکر گاہ پر قبضہ	۵۰۷	
"	مختار کا عزم جہاد	"	مختار ثقیفی کی پیش گوئی	"	باب
"	مختار کی امان طلبی	"	مختار کا ملائین میں خطبہ	"	عبد اللہ بن زیاد کا قتل
"	مختار کی پیش گوئی	"	شعب بن ربعی کی بعصرہ میں آمد	"	ابراہیم کی بار بیتی میں آمد
۵۱۸	مختار کی شہادت	"	محمد بن اشعث بن قیس	"	لشکر طفیل کی روانگی
"	مصور بن کی گرفتاری	۵۱۳	مصعب کی کوفہ کی جانب پیش قدمی	"	عمیر کی ابراہیم سے ملاقات کی خواہش
۵۱۹	مختار کی لاش کی بے حرمتی	"	قدی	"	عمیر اور ابراہیم میں معاہدہ
"	عمرو زہجہ مختار کی شہادت	"	احمر بن شعیط کی روانگی	۵۰۸	ابراہیم کی صف بندی
"	عبد اللہ ابن عمر کی مصعب کو سرزنش	"	عباد کا ابن شعیط پر حملہ	"	عبد اللہ بن زہیر کی ایک سپاہی سے ملاقات
۵۲۰	مصور بن سے غیر مشروط حوالگی کا مطالبہ	"	مصعب بن زہیر کی روانگی	"	
"	حرف آخر	۵۱۴		"	

عرضِ ناشر

تاریخ کی اہمیت سے کوئی ذی شعور انکار نہیں کر سکتا۔ تاریخ ہی کی وساطت سے تو میں اپنے لیے نئی راہیں متعین کرتی ہیں۔ تاریخ ہی کی بدولت نئی نسل اپنے آباء و اجداد کے کارناموں اور حالات سے آگاہی حاصل کرتی ہے۔ اور دنیا میں گزے ہوئے اہم اور سبق آموز واقعات سے اپنے لیے راستہ متعین کرتی ہے۔

اکثر مورخین کو شمش کرتے ہیں کہ انہیں جانبدار رہیں مگر پھر بھی پسندیدگی و ناپسندیدگی کی بنا پر واقعات کو بگاڑ دیتے ہیں یا توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں یا العصب کی بنا پر صرف نظر کرتے ہیں۔ تاریخ نگار پر یہ فرض بلکہ پابندی عائد ہونی چاہیے کہ تاریخی حقائق کے پیش نظر حالات و واقعات کو رقم کرتے وقت عملی طور پر غیر جانبدار رہے اور خواہ اس کی اپنی ہی ذات کی نفی کیوں نہ کر ہے ہوں۔ وہ ان سے مہر موجاد زہد کرے۔ تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں جانب دارانہ واقعات کا مطالعہ کرنے سے ذہنی پراگندگی کا شکار نہ ہوں اور راہِ راست سے نہ ہٹ جائیں۔

تاریخ کا قاری جب تاریخِ اسلام کا مطالعہ کرتا ہے تو دو نظریات یا دو راستے واضح صورت میں سامنے آتے ہیں۔ ایک محمد و آلِ محمد کا راستہ اور دوسرا سقیفہ کا قبیلہ مولانا سید صفدر حسین نجفی علمائے اثناء عشری میں ایک مقتدر و معلم اسلام کی حیثیت سے تعارف کے محتاج نہیں ہیں مرحوم نے دینی و فکری وابستگی ہی کی بدولت بہت سے ایسے کارٹے نمایاں جو محمد و آلِ محمد کے راستے سے آگاہی حاصل کرنے میں مہم و معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ انجم دیئے ہیں۔

قبیلہ مولانا سید صفدر حسین نجفی نے تاریخِ اسلام پر مبنی شہرہ آفاق کتاب تاریخِ طبری سے انتخاب پیش کر کے قارئین کو دعوتِ فکر دی ہے کہ وہ صراطِ مستقیم کو تلاش کریں اور اپنی زندگیوں کو ان ذواتِ مقدسہ کہ جن کے لیے خالق کائنات نے ہر شے کو خلق کیا ہے کی سیرت کے مطابق ڈھالیں اور ان کی سنت اور تاکیدِ راستے اور نقشِ قدم پر چل کر دنیاوی و اخروی ثبات حاصل کریں۔

ہم پیغمبر پاک کی وساطت سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ خداوند متعال مولانا محرمؒ
کو اجر عظیم سے نوازے اور ان کے درجاتِ عالیہ میں اضافہ کرے اور ہمیں محمد و آل محمدؐ کے بتائے
ہوئے راستے پر ثبات قدم رکھے اور حق بات کہنے کی جرأت اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین
ما توفیقی الا باللہ
آپ کی آرا کا منتظر
ادارہ

پیش لفظ

تاریخ کی اہمیت کا کوئی بھی عقل مند منکر نہیں۔ تاریخ سے ہی مذاہب عالم پر روشنی پڑتی ہے۔ تاریخ سے اچھے اور بُرے کردار سامنے آتے ہیں۔ تاریخ سے ہی وعظ و نصیحت اور درس عبرت حاصل ہوتا ہے، اور تاریخ کے آئینہ میں ہی حقیقی و باطل کے درمیان امتیاز کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ تاریخ لکھنے والے بامثالان وقت اور اپنے مخصوص عقائد کی بنا پر تاریخ کو مسخ نہ کریں، لیکن عموماً ہوتا یہی رہا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کا مقدمہ حصہ تاریخ پر مشتمل ہے۔ تاہم حقیقت پسند نفوس ان ہی مسخ شدہ تاریخوں سے ذہن رسا کی مدد سے حقیقت سے آشنا ہوتے رہے ہیں۔ میری گونا گوں مصروفیات اس کی اجازت تو نہیں دیتیں کہ میں تصنیف و تالیف یا تراجم کی طرف متوجہ ہو سکوں لیکن کبھی کبھی وقت نکال کر کچھ سرمایہ آخرت اکٹھا کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہوں نہ معلوم کیوں ایک عرصہ سے مجھے یہ شوق لاحق ہوا کہ میں تاریخ طبری سے اہم واقعات اپنے ذوق کے مطابق ایک جگہ جمع کر دوں تاکہ نوجوان نسل ایک تو مسلمانوں کی تاریخ سے واقف ہو سکے اور دوسرا وہ خود یہ فیصلہ کر سکے کہ دو مکتب فکر جو زمانہ رسالت سے چلے آ رہے ہیں اور وہ مختلف افراد کو دین فہمی کا ماخذ قرار دیتے ہیں اور عقیدت کے لحاظ سے بھی ایک ایک طرف مائل ہیں ان میں سے کس گروہ کے بزرگان واقعات دین سے محبت رکھتے اس پر عمل کرتے اور دین پر جب وقت پڑتا تو ہر قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ شاید تاریخ کا نیا طالب علم اس طرف متوجہ نہ ہو تو میں ذرا مختصر سی سی وضاحت کروں۔ اعلان رسالت کے وقت دو اہم ترین خاندان ایک دوسرے کے متقابل نظر آتے ہیں۔ ایک سرکار رسالت کا خاندان بنی ہاشم کہ جن کے روح رواں حضرت ابوطالب تھے اور دوسرا بنو امیہ کا خاندان جن کا اس درمیں ابوسفیان ہے۔ یہ خاندان بنو امیہ اگرچہ بظاہر بعد میں مسلمان ہو گیا تھا وہ بھی فتح مکہ کے بعد، تاہم ان کی خاندان بنو ہاشم سے رقابت اور دشمنی کوئی دھکی چھپی بات نہیں۔ بہر حال قاری کے مختصر تاریخ کی روشنی میں اس انتخاب سے خود فیصلہ کرنا ہے کہ جناب ابوطالب، ان کے فرزند علی ابن ابی طالب ان کے پوتے

جناب حسن حسینؑ اور دیگر اس خاندان کے افراد اور ان سے وابستہ شخصیات اور ان کے مقابلہ میں ابوسفیانؑ اس کا بیٹا معافیہ، اس کا بیٹا نرید اور دیگر افراد خاندان بنو امیہ یا وہ لوگ جو جناب ابوطالبؑ کی اولاد کے ساتھ کسی بھی مرحلہ میں مد مقابل رہے ہیں ان میں سے کس کو اسلام کے ساتھ، رسول اسلامؐ کے ساتھ، قوانین اسلام کے ساتھ کتنا کتنا لگاؤ تھا تاکہ ایک غیر جانبدار منصف خود بہ خود یہ فیصلہ کر سکے کہ حق و حقیقت کس طرف تھی تاکہ وہ اپنا عقیدہ بھی صحیح کر سکے اور دین نبی کے مرکز کا تعین بھی کر لے۔ میں نے نہ کہیں حاشیہ لگایا ہے نہ اپنی طرف سے کچھ اضافہ کیا ہے۔ البتہ کہیں کہیں صرف عبارت کو مربوط کرنے کے لیے ایک آدھ جملہ قوسین کے درمیان لکھ دیا ہے زیادہ تر میں نے نفیس الیڈیٹری اسٹریپٹن ردڈ کراچی سے چھپے ہوئے اردو ترجمہ کو نقل کیا ہے جہاں مجھے معلوم ہوا مترجم نے ترجمہ صحیح نہیں کیا یا بعض چیزیں اس سے رہ گئی ہیں تو ایسے میں میں نے تاریخ طبری کے اس عربی متن سے مدد لی ہے جو فرانسسیسی زبان کی فہرست اور حواشی سے مزین ہے۔ یہ کتاب ۱۳۲۷ھ میں فرانس سے طبع ہوئی ہے۔ کہیں کہیں میں نے ترجمہ کی نوک پلک صحیح کی ہے چونکہ تراجم پرانی زبان میں کیے گئے ہیں۔ شیعہ حضرات سے معذرت خواہ ہوں ہو سکتا ہے کہ بعض روایات شیعہ عقائد سے متصادم ہوں جنہیں میں نے بعض وجوہات سے اسی طرح رہنے دیا ہو، جن بزرگوں نے اردو ترجمے کیے ہیں انہوں نے اکثر عنوانات از خود متعین کیے ہیں بعض مواقع پر مجھے مجبوراً عنوان بدلنے پڑے۔ مثلاً بعض ایسے افراد جو دشمنان آل محمدؐ میں سے تھے اور ان کے لیے خواہ مخواہ اچھے عنوان قائم کیے گئے یا بعض افراد جو مولیان خاندان رسالت میں سے تھے اور ان کے لیے بُرے عنوان مقرر ہوئے تھے۔ مثلاً جناب عمار بن یاسر، عثمان بن حنیف، مالک بن حارث اشتر محمد بن ابوبکر جس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں۔ مقصد میرا صرف یہ ہے کہ ذوق سلیم رکھنے والا انسان خود بخود حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تاریخ طبری میں سے واقعات کا انتخاب کیوں کیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو مفصل تاریخ ہے اور دوسرا ان تواریخ میں سے ہے جو ابتدائی زمانوں میں لکھی گئیں اور تیسرا یہ کہ یہ تاریخ برادران اہل سنت کے نزدیک بھی معتبر ترین تاریخ ہے جیسا کہ جناب مولانا مودودی صاحب کے آئندہ ذکر شدہ بیانات سے واضح ہوتا ہے میں نے جو کچھ کیا ہے اس سے کتنا فائدہ ہوتا ہے اس کا صحیح فیصلہ قارئین ہی کر سکیں گے۔

وَالسَّلَامُ
سید صفدر حسین نجفی

علامہ طبری اور ان کی تاریخ مولانا مودودی کی نظر میں

دوسرے ابن جریر طبری ہیں جن کی جلالت قدس بحیثیت مفسر، محدث، فقیہ اور مورخ مسلم ابن جریر طبری ہے۔ علم و تقویٰ دونوں کے لحاظ سے ان کا مرتبہ نہایت بلند تھا ان کو فضا کا عہدہ پیش کیا گیا اور انھوں نے انکار کر دیا۔ دیوان المظالم کی صدارت پیش کی گئی اور اس کو بھی انھوں نے قبول نہ کیا۔ امام ابن خزمیہ ان کے متعلق کہتے ہیں۔ ما اعلم علی ادیم الارض اعلم من ابن جریر (جس اس وقت روئے زمین پر ان سے بڑے کسی عالم کو نہیں جانتا) ابن کثیر کہتے ہیں۔ کان ائمة الاسلام علماء وعلماء بکتاب اللہ وسنة رسولہ (وہ کتاب وسنت کے علم اور اس کے مطابق عمل کے لحاظ سے ائمہ اسلام میں سے تھے) ابن حجر کہتے ہیں۔ من کبار ائمة الاسلام المعتمدين (وہ بڑے اور قابل اعتماد ائمہ اسلام میں سے تھے) خطیب بغدادی کہتے ہیں ائمة العلماء حکیم بقولہ ویرجع الی رأیہ لمعرفة وفضلہ وقد جمع من العلوم ما لم یثار کہ فیہ احد من اہل عصرہ (وہ ائمہ علماء میں سے ہیں ان کے قول پر فیصلہ کیا جاتا ہے اور ان کی رائے کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے علم و فضل کے لحاظ سے اس لائق ہیں۔ علوم میں ان کی جامعیت ایسی تھی کہ ان کے ہم عصروں میں کوئی ان کا شریک نہ تھا) ابن الاثیر کہتے ہیں۔ ابو جعفر اثنی من نقل التاريخ (ابو جعفر تاریخ نگاروں میں سب سے بھروسے کے لائق ہیں) حدیث میں وہ خود محدث مانے جاتے ہیں۔ فقہ میں وہ خود ایک مستقل مجتہد تھے اور ان کا مذہب اہل السنۃ کے مذاہب ہی میں شمار ہوتا ہے۔ تاریخ میں کون ہے جس نے ان پر اعتماد نہیں کیا ہے خصوصیت کے ساتھ دورِ رفتہ کی تاریخ کے معاملہ میں تو محققین انھیں کی آرا پر زیادہ تر بھروسہ کرتے ہیں۔ ابن الاثیر اپنی تاریخ الکامل کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ ”اصحاب رسول اللہ کے مشاجرت کے معاملہ میں میں نے ابن جریر طبری پر ہی دوسرے تمام مورخین کی بہ نسبت زیادہ اعتماد کیا ہے کیونکہ ہوا امام المتقین حقاً الجامع علماً وصحۃ اعتقاد وصدقاً۔ ابن کثیر بھی اس دور کی تاریخ میں انھیں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ میں نے شیعی روایات سے بچتے ہوئے زیادہ تر ابن جریر پر اعتماد کیا ہے۔“ فانہ من ائمة هذا الشأن“ ابن خلدون بھی جنگِ جبل کے واقعات بیان کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں کہ میں نے واقعات کا یہ ملخص دوسرے مؤرخین کو چھوڑ کر طبری کی تاریخ سے کیا۔

کیونکہ وہ زیادہ قابل اعتماد ہے اور ان خرابیوں سے پاک ہے جو ابن قتیبہ اور دوسرے مؤرخین کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ ابن خلدون کے الفاظ یہ ہیں۔ اعتمدناہ للثوق بہ وللسلامتہ من الالبواء الموجودة فی کتب ابن قتیبہ وغیرہ من المؤرخین بعض فقہی مسائل اور حدیث غدریخیم کے معاملہ میں شیعہ مسلک سے اتفاق کی بنا پر بعض لوگوں نے خواہ مخواہ انہیں شیعہ قرار دے ڈالا اور ایک بزرگ نے تو ان کو امام من ائمہ الامامیہ تک قرار دے دیا۔ حالانکہ ائمہ اہل السنۃ میں کون ہے جس کا کوئی قول بھی کسی فقہی مسئلے یا کسی حدیث کی تصحیح کے معاملہ میں شیعوں سے نہ ملتا ہو۔ امام ابن تیمیہ کے متعلق تو سب جانتے ہیں کہ جس شخص میں شیعیت کی بو بھی ہو وہ اس کو معاف نہیں کرتے مگر محمد بن جریر طبری کی تفسیر کے متعلق وہ اپنے فتاویٰ میں کہتے ہیں کہ تمام متداول تفاسیر میں ان کی تفسیر صحیح ترین ہے۔ ویس فیہ بدعتہ در اصل سب سے پہلے جنابہ نے ان پر فرض کا الزام اس غصے کی بنا پر لگایا تھا کہ وہ امام احمد بن حنبل کو صرف محدث مانتے تھے فقہ نہیں مانتے تھے۔ اسی وجہ سے حنبلی ان کی زندگی ہی میں ان کے دشمن ہو گئے تھے۔ ان کے پاس جانے سے لوگوں کو روکتے تھے اور ان کی وفات کے بعد انھوں نے مقابر مسلمین میں ان کو دفن تک نہ ہونے دیا۔ سنی کہ وہ اپنے گھر پر دفن کیے گئے اسی زیادتی پر امام ابن خزمیہ کہتے ہیں کہ ”لقد ظلمتہ الخباۃ اس کے بعد ان کی بدنامی کا ایک سبب یہ بھی ہوا۔ انھی کے ہم عصروں میں ایک اور شخص محمد بن جریر الطبری کے نام سے معروف تھا اور وہ شیعہ تھا لیکن کوئی شخص جس نے کبھی آنکھیں کھول کر خود تفسیر ابن جریر اور تاریخ طبری کو پڑھا ہے اس غلط فہمی کا شکار نہیں ہو سکتا کہ ان کا مصنف شیعہ تھا یا یہ دونوں کتابیں اس شیعہ محمد بن جریر الطبری کی لکھی ہوئی ہیں۔

ماخوذ از خلافت و ملوکیت مولانا مودودی

صفحہ ۳۱۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب

حضرت محمد مصلم کا شجرہ نسب

رسول اللہ مصلم کا اسم گرامی محمد ہے اور آپ جناب عبد اللہ بن عبد المطلب کے بیٹے ہیں۔ یہ عبد اللہ رسول اللہ کے والد اپنے باپ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ یہ عبد اللہ زہیر اور عبد مناف (یعنی جناب ابوطالب) جناب عبد المطلب کے بیٹے ایک ماں سے تھے ان کی ماں فاطمہ بنت عمرو بن عائد بن عمران بن مخزوم تھیں۔

ایک عورت نے یہ نذر کی کہ اگر میں یہ کام کروں تو میں کعبہ کے پاس اپنے بیٹے کی قربانی کروں گی۔ اس کام کو وہ کر گزری تو مدینہ آئی تاکہ اپنی نذر کے متعلق شرعی حکم معلوم کرے

پہلے وہ عبد اللہ بن عمر کے پاس آئی۔ اس نے اس عورت سے کہا کہ نذر کے متعلق مجھے اللہ کا صرف یہی حکم معلوم ہے کہ اس کو پورا کیا جائے۔ اس عورت نے کہا تو کب میں اپنے بیٹے کی قربانی کر دوں۔ ابن عمر نے صرف یہ جواب دیا کہ اللہ نے اس بات کی ممانعت کی ہے کہ تم اپنی جانوں کو قتل کرو۔ اس جواب سے تشفی نہ پا کر وہ عبد اللہ بن عباس کے پاس آئی اور ان سے فتویٰ پوچھا۔ انھوں نے کہا ایک طرف اللہ نے حکم دیا ہے کہ تم اپنی نذر کو پورا کرو اور قتل نفس کی ممانعت کی ہے۔ البتہ عبد المطلب بن ہاشم نے نذر مانی تھی کہ جب ان کے دس لڑکے ہو جائیں گے تو وہ ان میں سے ایک کو قربان کر دیں گے۔ چنانچہ جب یہ تعداد پوری ہو گئی تو انھوں نے قرعہ اندازی کی، اور قرعہ جناب عبد اللہ بن عبد المطلب کے نام نکلا۔ چونکہ عبد المطلب، عبد اللہ کو دنیا میں سب سے زیادہ محبوب رکھتے تھے۔ انھوں نے کہا خداوند عبد اللہ کی قربانی قبول ہے یا سوا ونطی؟ یہ کہہ کر اب انھوں نے عبد اللہ اور اونٹوں میں قرعہ اندازی کی تو اس مرتبہ قرعہ اونٹوں کے نام نکل آیا۔

ابن عباس کی روایت ہے کہ جب عبد المطلب عبد اللہ کو لے کر ان کی شادی کرنے جناب عبد اللہ کا نکاح چلے تو وہ بنی خثعم کی ایک کاہنہ فاطمہ بنت مر کے پاس سے (جواہل تہالہ کی ایک یہودی عورت تھی اور اس نے یہود کی بہت سی مذہبی کتابیں پڑھی تھیں) گزرے تو اس نے عبد اللہ کے چہرے پر ایک خاص اور دکھا اور ان سے کہا کہ اے نوجوان! اگر تو اس وقت مجھ سے مباشرت کرتا ہے تو میں تجھے سوا ونط دیتی ہوں۔

جناب عبداللہؑ نے فرمایا اما الحرام فالعمات وونہ والعل لاجل فاستبینه فکیف بالامر الذی تبغینہ ترجمہ حرام تو ہونہیں سکتا اس سے تو موت بہتر ہے اور حلال کی شکل نہیں لہذا جو تم چاہتی ہو وہ بات کیسی ہو؟ اس کے بعد آپ نے فرمایا میں تو اس وقت اپنے باپ کے ساتھ ہوں اور کسی طرح ان کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا۔ عبدالطلبؑ انھیں اپنے ساتھ لیے ہوئے چلے گئے اور انھوں نے آمنہ بنت وہب بن عبد المناف بن زہرہ سے جناب عبداللہؑ کی شادی کر دی تین دن حضرت عبداللہؑ جناب آمنہ کے پاس رہے پھر بیٹے اور اب پھر اس خشمعیہ عورت کے پاس سے گزرے جس نے ان سے مباشرت کی خواہش کی تھی اور کہا کیا اب بھی اس بات کی خواہاں ہو تو اس نے کہا ہاں جوافرد! میں کوئی بدکار عورت نہیں ہوں میں نے تو آپ کے چہرے میں ایک نور دیکھا تھا میری خواہش تھی کہ وہ نور مجھ میں آجائے مگر اللہ کو یہ بات منظور نہ تھی کہ یہ سعادت مجھے نصیب ہو اس نے جہاں مناسب سمجھا اسے ودیعت کر دیا یہ بتاؤ کہ آپ نے یہاں سے جا کر کیا کیا تھا۔ جناب عبداللہؑ نے فرمایا کہ میرے باپ نے میری شادی آمنہ بنت وہب سے کر دی ہے اور میں تین دن تک اس کے ساتھ مقیم رہا ہوں اس پر اس عورت نے چند اشعار اس سلسلہ میں کہے۔

زہری کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عبدالمطلب تمام قریش میں سب سے زیادہ حسین جناب عبداللہؑ کا انتقال تھے۔ کسی نے آمنہ بنت وہب سے ان کے حسن و جمال کی تعریف کی اور یہ بھی کہا کہ اگر جی چاہے تو ان سے شادی کر لو (گذشتہ بیان کے مطابق) آمنہ نے جناب عبداللہؑ سے شادی کر لی۔ عبداللہؑ نے ان سے مباشرت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بطن میں بے شکل حمل مستقر ہوئے۔

واقعی کہتے ہیں کہ ہم تمام ارباب سیر اس بات پر متفق ہیں کہ عبداللہ بن عبدالمطلب قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام سے مدینہ آئے چونکہ وہ بیمار تھے اس لیے مدینہ میں ٹھہر گئے اور اسی قیام کے زمانہ میں ان کا انتقال ہو گیا اور ان کا نابغہ یا تابعہ کے گھر کے اس چھوٹے کمرے میں (کہ اگر آپ اس میں اپنی بائیں طرف سے داخل ہوں تو ملتا ہے) دفن ہوئے۔ اس خبر کے متعلق ہمارے ارباب سیر میں کوئی اختلاف نہیں۔

عبدالطلب بن ہاشم عبدالطلبؑ کا نام شیبہ تھا اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان کے سر میں سفید بال تھے روایت ہے کہ ہاشم بن عبد مناف نے بنو عدی بن نجار کی ایک شریف زادی سے جس کی اپنے منگیتروں سے یہ شرط تھی کہ وہ اپنے میکے ہی میں رہے گی شادی کی اور اس کے بطن سے شیبہ الحمد ہاشم کاڑ کا پیدا ہوا اس کی اپنے نخیال میں عزت و محبت سے پرورش ہوئی ایک مرتبہ وہ انصار کے نوجوانوں کے ساتھ تیر اندازی کی مشق کر رہا تھا جب اس کا تیر نشانہ پر لگ جاتا تو وہ اظہار فخر میں کہتا میں ہاشم کا بیٹا ہوں ایک راگبیر نے اس کی یہ بات سن پائی تو اس نے کہہ آکر اس کے چچا مطلب بن عبد مناف سے کہا میں مدینہ میں بنو قیلہ کے احاطہ سے گذر رہا تھا میں نے وہاں اس شکل و صورت کا ایک نوجوان کا دیکھا جو دوسرے اپنے ہم عمروں سے نشانہ بازی

کر رہا تھا اور وہ اپنے کو آپ کے بھائی کا بیٹا کہتا تھا آپ کے لیے یہ بات زیبا نہیں کہ آپ اس جیسے لڑکے کو اس غربت و مسافرت میں رہنے دیں

عبدالطلب کی وجہ تسمیہ | مطلب مکہ سے چل کر مدینہ آئے انھوں نے اپنی سواری پر سارے شہر کا چکر لگایا کسی نے ان کو شیبہ کی ماں کا پتہ بتایا۔ مطلب نے جب تک شیبہ کے لیے اجازت نہ لے لی اس کی ماں کا پیچھا نہ چھوڑا اس کی اجازت سے پھر وہ اسے لے کر مکہ روانہ ہوئے۔ چونکہ مطلب نے اسے اپنے پیچھے بٹھا رکھا تھا اس لیے ان کا جو ملاقاتی راستہ میں ان کو ملا اور اس نے اس لڑکے کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہے مطلب نے کہا کہ یہ میرا غلام ہے اسی لیے شیبہ کا نام عبدالطلب ہو گیا۔

ہاشم بن عبد مناف | ہاشم کا نام عمرو تھا۔ ہاشم اس لیے مشہور ہو گیا کہ مکہ میں سب سے پہلے انھوں نے روٹیوں کو شوربے میں توڑ کر اپنی قوم کو کھلایا تھا۔ ان کی قوم قریش قحط اور افلاس کی سخت مصیبت میں مبتلا ہو گئی تھی۔ آپ فلسطین گئے اور وہاں سے بہت سا آٹا لے کر مکہ آئے اس کی روٹیاں بکوائیں اور بہت سے جانور ذبح کر کے اس کا قورمہ تیار کیا اور روٹیوں کو اس میں توڑ کر انھوں نے اپنی قوم کی دعوت کی۔

ہاشم اور عبد شمس | ہاشم پہلے شخص ہیں جنھوں نے قریش کے لیے سال میں دو سفر جاڑے اور گرمی کے مقرر کیے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ہاشم اور عبد شمس جڑواں پیدا ہوئے تھے جو پہلے پیدا ہوا تھا اس کی ایک انگلی دوسرے کی پیشانی سے چمپی ہوئی تھی۔ اس لیے اس کو کاٹ کر دونوں کو علیحدہ کیا گیا اس قطع کرنے سے خون بہا تو اس پر یہ شگون لیا گیا کہ ان کے درمیان خون ریزی ہوتی رہے گی اپنے باپ عبد مناف کے بعد ہاشم کعبہ کے متولی ہوئے اور حاجیوں کے لیے پانی اور قیام کا انتظام ان سے متعلق ہوا۔ جب ہاشم نے اپنی قوم کی دعوت کی تو اس پر امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف نے ہاشم اور امیہ میں منافرت کے دل میں ان کی طرف سے حسد پیدا ہوا یہ بھی دولت مند تھا۔ اس نے

اگرچہ بڑے اہتمام سے اپنی قوم کی ویسی ہی دعوت کی مگر وہ بات نہ بنی جو ہاشم سے بن آئی تھی۔ قریش کے بعض لوگوں نے اس کا مذاق اڑایا جس سے وہ سخت برہم ہوا اور ہاشم کا دشمن ہو گیا۔ اور مطالبہ کیا کہ اس کے متعلق پنچایت سے فیصلہ لیا جائے ہاشم نے اپنی بزرگی اور عزت کی وجہ سے اس بات کو برا سمجھا مگر قریش نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور انھیں جوش دلا کہ اس بات پر آمادہ کر لیا تو ہاشم نے کہا کہ میں اس شرط پر اس معاملہ کو پنچایت کے سپرد کرتا ہوں کہ تم کو سیاہ گردن والی بچاس اونٹنیاں مکہ کی تلہٹی میں ذبح کرنا پڑیں گی اور دس سال کے لیے مکہ سے ترک سکونت کرنا پڑے گی۔ امیہ نے یہ شرط مان لی اور اب دونوں نے کاہن خزاعی کو اپنے

درمیان حکم بنایا۔ اس نے ہاشم کے حق میں فیصلہ کیا۔ ہاشم نے امتیہ سے اونٹنیاں لے کر ان کو ذبح کیا اور حاضرین کی اس سے دعوت کی امتیہ شام چلا گیا اور دس سال وہاں رہا۔
ہاشم اور امتیہ کے درمیان عداوت کا یہ پہلا واقعہ تھا۔

باب

حضرت رسول اکرمؐ

پرورش واقعہ فیل کے آٹھ سال بعد جناب عبدالمطلب فوت ہو گئے چونکہ ابوطالبؓ اور رسول اللہؐ کے والد عبد اللہ حقیقی بھائی تھے اس لیے عبدالمطلبؓ نے اپنے بعد رسول اللہؐ کی پرورش اور ولایت ابوطالبؓ کے سپرد کی تھی اور حسن سلوک کی انھیں وصیت کی تھی۔ چنانچہ ان کے بعد ابوطالبؓ رسول اللہؐ کے ولی تھے۔ آپ انھیں کے پاس اور ساتھ رہتے تھے۔ ایک مرتبہ ابوطالبؓ قریش کے قافلہ کے ساتھ تجارت کے لیے شام جانے لگے جب قافلہ کی روانگی کا وقت آیا اور وہ جانے کے لیے تیار ہو گئے تو رسول اللہؐ ان سے لپٹ گئے۔ ابوطالبؓ کو رسول اللہؐ پر رحم آیا اور انھوں نے کہا۔ خدا کی قسم! میں انھیں بھی اپنے ساتھ لے جاؤنگا اور اب آئندہ کبھی ان کو اپنے سے علیحدہ نہ رکھوںگا۔

ہجیرۃ الحب چنانچہ وہ رسول اللہؐ کو ساتھ لے کر قافلہ میں روانہ ہو گئے۔ یہ قافلہ شام کے علاقہ میں بصری کے مقام پر فروکش ہوا۔ یہاں ہجیرانامی ایک راہب اپنی خانقاہ میں رہا کرتا تھا۔ یہ نصرا نیوں کا بہت بڑا عالم تھا۔ ہمیشہ سے اس خانقاہ میں جو راہب موتا تھا اسے دراشت علم کتابی ملتا رہتا۔ جب یہ قریش کا قافلہ اس سال اس کے ہاں فروکش ہوا۔ ہجیرانے ان کے لیے بہت سا کھانا پکوا یا اور یہ اس لیے کہ اس نے اپنے صومعہ سے رسول اللہؐ کو دیکھا تھا کہ بادل کا ایک ٹکڑا عام لوگوں کو چھوڑ کر صرف آپ پر سایہ لگن چلا آتا ہے جب یہ قافلہ اس کے قریب آکر ایک درخت کے سایہ میں اترا۔ اس نے اس بدلی کو دیکھا کہ اس نے درخت کی شاخوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ ڈالنے کے لیے جھکا دیا ہے اور اب وہ پورے سایہ کے نیچے فروکش ہیں۔ یہ دیکھ کر ہجیرا اپنی خانقاہ سے باہر آیا اور سب کو اس نے اپنے ہاں دعوت دی رسول اللہؐ پر

نظر پڑتے ہی اس نے آپ کو غور سے دیکھنا شروع کیا اور ان نشانیوں کی مطابقت کرنے کے لیے جو اس کو پہلے سے معلوم تھیں۔ وہ آپ کے جسم کو بغور دیکھنے لگا۔ جب تمام قافلہ کھانے سے فارغ ہو کر چلا گیا۔ اس نے رسول اللہ ص سے ان کی حالت بیداری اور خواب کی کیفیت دریافت کی آپ نے اسے بتانا شروع کیا یہ باتیں ان صفات کے عین مطابق تھیں جو اسے پہلے سے معلوم تھیں اس کے بعد اس نے آپ کی پشت مبارک دیکھی تو دونوں شانوں کے درمیان اسے مہرِ نبوت نظر آئی اس نے ابوطالب سے کہا۔ یہ لڑکا آپ کا نہیں معلوم ہوتا انھوں نے کہا یہ میرا بیٹا ہے۔ ہجیرانے کہا یہ ہرگز آپ کا بیٹا نہیں ہے اور اس بچہ کا باپ تو اس وقت زندہ بھی نہیں ہونا چاہیے۔ ابوطالب نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے۔ ہجیرانے کہا۔ اس کا باپ کیا ہوا؟ ابوطالب نے کہا ابھی یہ لڑکا بطنِ مادر ہی میں تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ ہجیرانے کہا بالکل ٹھیک ہے۔ اچھا آپ اسے اپنے گھر لے جائیں اور یہودیوں سے اس کی حفاظت کریں اگر وہ اسے دیکھ پائیں گے اور وہ علامات جن کو میں نے شناخت کر لیا ہے انھوں نے بھی شناخت کر لیں تو وہ ضرور اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے یہ ایک عظیم انسان ہونے والا ہے آپ فوراً اسے اس کے گھر لے جائیں۔ یہ سن کر ابوطالب آپ کو لے کر فوراً روانہ ہو گئے اور آپ کو مکہ لے آئے۔ ہشام بن محمد کا کہنا ہے کہ جب ابوطالب رسول اللہ کو لے کر بصری علاقہ شام آئے تھے تو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن شریف نو سال کا تھا۔

ہجیرا مہرب کی پیشین گوئی

ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ ابوطالب شام روانہ ہوئے۔ رسول اللہ

قریش کے اور شیوخ کے ہمراہ ان کے ساتھ ہوئے جب ان کو وہ

راہب نظر آیا یہ اتر پڑے اور انھوں نے اپنے کجاوے کھول دیے۔ اس مرتبہ وہ راہب ان کے پاس آیا حالانکہ اس سے پہلے وہ اس کے پاس سے گزرتے تھے۔ وہ نہ کبھی ان کے پاس آتا تھا اور نہ التفات کرتا تھا یہ اپنے کجاوے کھول رہے تھے کہ وہ راہب ان میں آکر مل گیا اور لوگوں کو دیکھنے لگا۔ یہاں تک کہ اس نے رسول اللہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا یہ تمام عالم کا سردار ہے یہ رب العالمین کا رسول ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ رحمۃً نفعاً لین کر کے مبعوث کرنے والا ہے۔ قریش کے شیوخ نے اس سے پوچھا تم کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟ اس نے کہا جب سے تم گھاٹی سے برآمد ہوئے کوئی درخت یا پتھر ایسا نہ تھا جو سجدے میں نہ گر پڑا ہو اور جادات و نباتات صرف نبی کے سامنے ہی سجدہ کرتے ہیں دوسرے میں اس مہرِ نبوت سے بھی جو سیب کے برابر ان کے شانے کے جوڑ کے بیچے واقع ہے اس بات کو جانتا ہوں۔

رومی وفد اور خیرا | رامہب اپنی خانقاہ سے آیا یہاں آکر اس نے ان کے لیے کھانا بکوا یا اور اسے ان کے پاس لے کر آیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ اونٹ پر چڑھے تھے۔ رامہب نے قریش سے کہا کہ اسے بواؤ۔ جب آپ آ رہے تھے اس وقت بھی ایک بدلی آپ پر سایہ نکل رہی تھی۔ رامہب نے کہا دیکھو بدلی اس پر سایہ کر رہی ہے۔ جب آپ اپنی جماعت کے پاس آئے آپ نے دیکھا کہ درخت کا تمام سایہ قریش نے اپنے قبضہ میں کر لیا ہے مگر جب آپ بیٹھے تو درخت کا سایہ بڑھ کر آپ پر بھی آگیا۔ رامہب نے کہا دیکھ لو۔ درخت کا سایہ بھی آپ پر جھک پڑا ہے۔ رامہب اب تک کھڑے کھڑے ان کو اللہ کا واسطہ دے کر سمجھا رہا تھا کہ تم اس بچہ کو روم نہ لے جاؤ کیونکہ اگر وہ اسے دیکھ پائیں گے تو شناخت کر لیں گے اور انھیں قتل کر دیں گے یہ کہہ کر اس نے مڑ کر دیکھا تو وہاں سات آدمی روم کے فرستادے موجود تھے۔ رامہب نے خود ہی سہقت کر کے ان سے پوچھا تم کیوں آئے ہو؟ انھوں نے کہا ہم اس لیے آئے ہیں کہ ایک نبی اس ماہ میں خروج کرنے والا ہے ہر راستے کے ناکے پر پہرے متعین کر دیے گئے ہیں اور تم کو اچھا سمجھ کر آپ کی اس سمت بھیجا گیا ہے۔ رامہب نے کہا کیا جن لوگوں کو تم بھیجے پھوڑ آئے ہوں ان میں سے کوئی تم سے بہتر رہ گیا ہے انھوں نے کہا نہیں ہمیں سب سے بہتر سمجھ کر ہی آپ کے اس راستہ پر بھیجا گیا ہے اس نے کہا اچھا تم اس بات سے واقف ہو کہ اگر اللہ کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرے تو کسی میں یہ مجال ہے کہ اسے نہ ہونے دے۔ انھوں نے کہا کہ ہرگز نہیں اب وہ لوگ اس رامہب کے تابع ہو گئے اور اسی کے پاس جا کر ٹھہر گئے۔

تجارت | ابن اسحاق سے مروی ہے کہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد نہایت شریف مالدار تاجر بی بی بھینس دوسرے لوگ ان کے مال کی تجارت کرتے تھے اور وہ منافع میں سے کچھ ان کو دیا کرتی تھیں۔ قریش تاجر قوم تھی جب جنابہ خدیجہ کو رسول اللہ کی راست گفتاری امانت اور نیک کرداری کا علم ہوا انھوں نے آپ کو بلوا بھیجا اور درخواست کی کہ آپ میرا مال تجارت لے کر شام جائیں میں اب تک دوسرے تاجروں کو منافع میں سے جس قدر حصہ دیا کرتی تھی اس سے بہت زیادہ آپ کو دوں گی اور اپنے غلام مسیرہ کو بھی ساتھ روانہ کر دوں گی آپ نے یہ تجویز منظور کر لی اور ان کا مال لے کر روانہ ہوئے حضرت خدیجہ کا غلام مسیرہ بھی ساتھ ہو گیا دونوں شام آئے اور ایک رامہب کی خانقاہ کے نزدیک ایک درخت کے سایہ میں فروکش ہوئے۔ اس رامہب نے سراٹھا کر مسیرہ کو دیکھا اور پوچھا کہ یہ شخص جو درخت کے نیچے اترا ہوا ہے کون ہے؟ اس نے کہا کہ یہ اہل حرم کا ایک قریشی ہے۔ رامہب نے کہا اس درخت کے نیچے سونے اللہ کے نبی کے اور کوئی شخص آج تک فروکش نہیں ہوا۔ رسول اللہ ﷺ جو مال لاؤ گے لائے تھے یہاں ہی بیچ دیا

اور جو خریدنا تھا خرید لیا اور واپس مکہ لوٹ آئے جبکہ میسرہ بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ دوپہر اور سخت گرمی کے وقت میسرہ دیکھتا تھا کہ آپ اونٹ پر موٹے تھے اور دو فرشتے اگر آپ کو تمازت آفتاب سے بچانے کے لیے سایہ کر لیتے ہیں آپ خدیجہ کے پاس مکہ آئے انھوں نے وہ مال جو آپ شام سے لائے تھے بیچا تو اس سے انھیں دو چنر یا دو چنر کے قریب نفع ہوا

میسرہ نے حضرت خدیجہؓ سے راہب کا قول اور آپ حضرت خدیجہؓ سے رسول اللہ کی شادی پر فرشتوں کا سایہ کرنا جو دیکھا تھا بیان کیا جناب خدیجہؓ

ایک تجربہ کار ہوش مند اور شریف خاتون تھیں نیز اللہ نے ان کی قسمت میں ایک اور کرامت اور سعادت بھی مقدر کی تھی۔ یہ سن کر انھوں نے رسول اللہؐ کو بلوا بھیجا اور ان سے کہا۔

”اے میرے ابن عم! میں آپ کی قرابت، شرافت، نسب، امانت، حسن اخلاق اور

راست بازی کی وجہ سے آپ کی گرویدہ ہوں میں آپ سے شادی کرنا چاہتی ہوں“

جناب خدیجہؓ اس زمانہ میں قریش میں سب سے زیادہ نجیب شریف اور دولت مند خاتون تھیں ان کی تمام قوم کے اشخاص ان وجوہ کی بنا پر ان سے شادی کے متمنی تھے۔ جب انھوں نے رسول اللہؐ سے شادی کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب آپ کے چچا آپ کے ہمراہ خویلد بن اسد کے پاس گئے اور اسے شادی کا پیغام دیا۔ انھوں نے حضرت خدیجہؓ کی رسول اللہؐ سے شادی کر دی۔

واقفی کے بقول عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ خدیجہؓ کی شادی ان کے چچا عمرو بن اسد نے رسول اللہؐ سے کی تھی اور ان کا باپ خویلد واقعہ فجار سے پہلے ہی فوت ہو گیا تھا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ بعثت کے وقت رسول اللہؐ کی عمر چالیس سال تھی۔ انس

بعثت | بن مالک سے کئی سلسلوں سے مروی ہے کہ بعثت کے وقت آنحضرتؐ کی عمر چالیس سال کے لگ بھگ تھی۔ ابن عباس ہی سے مروی ہے چالیس سال کی عمر میں آپ کی بعثت ہوئی اور اس کے بعد تیرہ سال تک آپ نے مکہ میں قیام کیا۔

بشام بن محمد سے مروی ہے کہ سب سے پہلے سینچر اور اتوار کی رات جب نبیل قرآن کا جزو اول | رسول اللہؐ کے پاس آئے اس کے بعد پھر دو شنبہ کے دن وہ اللہ عزوجل کا پیام لے کر آپ کی خدمت میں آئے وضو اور نماز بتائی اور اقرء باسم ربک الذی خلق تعلیم کی اس دو شنبہ کو جب وحی آپ کے پاس آئی آپ پورے چالیس سال کے ہوئے تھے۔

پہلی سلمان خاتون جب اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمدؐ کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو اپنے رب کے اس انکار کی وجہ سے جس میں وہ عرصہ سے مبتلا چلے آتے تھے اور اپنے خالق اور رازق کی عبادت چھوڑ کر دوسرے معبودوں اور بتوں کی پرستش کرتے تھے اللہ کے عذاب سے ڈرانے اور متنبہ کرنے کے لیے کھڑے ہوں اور اپنے رب کی نعمت کا اظہار و اعلان کریں۔ اللہ نے فرمایا۔ واما بنیۃ زکب فحدث۔ یہاں نعمت سے مراد ابن اسحاق کے قول کے مطابق کرامت اور فضیلت نبوت سے۔ فحدث کے معنی یہ ہیں کہ اس کو بیان کرو اور اس کی دعوت دو اس حکم کے مطابق اب آپ خفیہ طور پر صرف ان گھروالوں سے جن کے متعلق آپ کو اطمینان تھا اس احسان و انعام کا جو اللہ نے آپ پر اور آپ کے ذریعہ اپنے بندوں پر آپ کو نبوت دے کر کیا تھا ذکر کرنے لگے۔ اللہ کی مخلوق میں سے سب سے پہلے آپؐ کی بیوی خدیجہؓ نے آپؐ کی تقدیر کی۔ وہ آپؐ پر ایمان لائیں اور آپؐ کے ساتھ ہو گئیں۔ واقعی کے بیان کے مطابق اس بات پر تمام ارباب سیر کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلی مسلم خاتون جس نے رسول اللہؐ کی دعوت کو قبول کیا وہ جناب خدیجہ رحمۃ اللہ علیہا بنت خویلد تھیں۔

نماز ابو جعفر کہتا ہے کہ اللہ کی وحدانیت کے اقرار اور بتوں، تماثل اور جاثیل سے قطعی اظہار بے تعلقی کے بعد اللہ عزوجل نے قوانین اسلام میں سب سے پہلے نماز کو فرض کیا۔

معراج انس بن مالک سے مروی ہے جس وقت رسول اللہؐ کو نبوت ملی (جب اعلان نبوت کر چکے) آپؐ کے پاس دو فرشتے جبریلؑ و میکائیلؑ آئے۔ آپؐ کعبہ کے گرد سویا کرتے تھے اور قریش بھی کعبہ کے گرد ہی سویا کرتے تھے انھوں نے کہا کہ ان میں سے کس کے متعلق حکم ہوا ہے پھر خود ہی دونوں نے کہا ہمیں ان کے سب سے زیادہ شریف کے متعلق حکم ہے اب وہ چلے گئے اور پھر قبلہ کی جانب سے آئے اب یہ تین تھے انھوں نے رسول اللہؐ کو سوتا ہوا پایا انھوں نے پھر وہ آپؐ کو اس نچلے آسمان پر لے کر چڑھ گئے۔ جبریلؑ نے دروازہ کھلوا دیا اہل آسمان نے پوچھا کون ہے؟ انھوں نے کہا جبریلؑ۔ پھر آسمان والوں نے پوچھا آپؐ کے ساتھ کون ہیں؟ انھوں نے کہا محمدؐ۔ اہل آسمان نے پوچھا کیا وہ مسبوٹ ہو چکے جبریلؑ نے کہا ہاں۔ تب اہل آسمان نے ان کو خوش آمدید کہا اپنے ساتھ ان کے لیے بھی دعا کی۔

انبیاء کرام سے ملاقات جب آپؐ آسمان میں داخل ہوئے وہاں آپؐ کو ایک بڑے بارعب اور تو منہ شخص نظر آئے آپؐ نے جبریلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ آپؐ کے دادا آدمؑ ہیں اس کے بعد آپؐ کو دوسرے آسمان پر لائے جبریلؑ نے دروازہ کھلوا دیا یہاں بھی ان سے

وہی سوالات کیے گئے جو پہلے آسمان پر سوچکے تھے۔ جبریلؑ نے بھی اسی طرح کے جوابات دیے (یہ سوال جواب تمام آسمانوں پر ہوتے چلے گئے) جب آپؐ دوسرے آسمان میں داخل ہوئے یہاں آپؐ کی دو شخصیتوں سے ملاقات ہوئی۔ آپؐ نے جبریلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ یحییٰؑ اور عیسیٰؑ ہیں آپؐ کے ان خیال کے بھائی ہیں۔

یہاں سے آپؐ تیسرے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں داخل ہوتے ہی ایک شخصیت سے ملاقات ہوئی۔ آپؐ نے جبریلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ آپؐ کے بھائی یوسفؑ ہیں جن کو اللہ نے جس میں تمام لوگوں پر اسی طرح فضیلت دی ہے جس طرح کہ ماہِ کامل کو دوسرے ستاروں پر فوقیت ہے۔ اب آپؐ جو تھے آسمان پر آئے یہاں ایک شخص سے ملاقات ہوئی آپؐ نے جبریلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ ادریسؑ ہیں اور پھر جبریلؑ نے یہ آیت تلاوت کی ”وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا“ اور ہم نے اس کو (ادریس کو) بلند مکان پر پہنچایا۔ یہاں سے آپؐ پانچویں آسمان پر تشریف لائے، ایک ہستی سے ملاقات ہوئی آپؐ نے جبریلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا ہارونؑ۔ آپؐ چھٹے آسمان پر آئے یہاں ایک برگزیدہ ہستی سے ملے۔ آپؐ نے جبریلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ آپؐ کے باپ ابراہیمؑ ہیں۔

اس کے بعد آپؐ جنت میں تشریف لے گئے وہاں ایک ایسی نہر ملی جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں تھا اس کے دونوں طرف موتیوں کے محل تھے آپؐ نے حضرت جبریلؑ سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا یہی وہ کوثر ہے جو اللہ نے آپؐ کو عطا فرمایا ہے اور یہ محل آپؐ کی قیام گاہ ہیں۔ جبریلؑ نے وہاں سے مٹھی بھرٹی اٹھا کر آپؐ کو دکھائی جس میں سے خالص مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ یہاں سے وہ سدرۃ المنتہیٰ چلے یہ گلاب بیری ہے جس کا بڑا پھل بڑے ڈول کے برابر ہوتا ہے اور جس کا سب سے چھوٹا دانہ انڈے کے برابر ہوتا ہے یہاں اللہ عزوجل سے آپؐ کو قرب نصیب ہوا اور ان میں دو کمان یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے اس قدر قرب کی وجہ سے سدرۃ المنتہیٰ پر رنگارنگ کے در شہوار یا قوت زبرجد اور موتیوں کی بارش ہونے لگی۔ یہاں اللہ تم نے اپنے رسولؐ سے باتیں کہیں تفہیم کی تعلیم دی الخ

انس کہتے ہیں کہ ایسی خوش گوار خوش بو جیسی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلد سے آتی تھی میں نے کبھی نہیں سونگھی۔

بعض راوی کہتے ہیں کہ مردوں میں علی بن ابی طالبؑ سب سے پہلے رسول اللہؐ کی تصدیق کر کے ان پر ایمان لائے اور ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ ابن عباسؓ سے مروی

پہلے مسلمان مرد

کہ سب سے پہلے علیؑ نے نماز پڑھی۔ جابر کہتے ہیں کہ دو شبہ کے دن رسول اللہؐ کے ساتھ پزیر سب سے پہلے علیؑ اسلام لائے۔ زید بن ارقم سے دوسرے سلسلہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے علی بن ابی طالبؑ رسول اللہؐ کے ہمراہ اسلام لائے۔ اسی راوی سے دوسری روایت ہے کہ سب سے پہلے علیؑ نے رسول اللہؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔

عباد اللہ بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ میں نے خود علیؑ کو بیان کرتے سنا میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس کے رسول کا بھائی ہوں اور صدیق اکبر ہوں میرے علاوہ جو اس قسم کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا اور مفتری ہے اور میں نے ہی دوسرے لوگوں سے سات سال قبل رسول اللہؐ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔

عقیقہ کی روایت | عبد المطلب کے ہاں مہمان ہوا جب آفتاب طلوع ہو کر آسمان پھیل گیا تو میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ ایک جوان وہاں آیا اس نے آسمان کی طرف دیکھا پھر کعبہ کی سمت بڑھ کر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ فوراً ہی ایک لڑکا اس کی داہنی سمت آکر اسی طرح کھڑا ہو گیا اس کے بعد ہی ایک عورت آکر ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی اس جوان نے رکوع کیا تو اس کے ساتھ لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا جوان نے سر اٹھایا تو ان دونوں نے بھی سر اٹھایا پھر وہ سجدے میں گیا وہ دونوں بھی سجدے میں چلے گئے۔ میں نے عباس سے کہا کہ یہ تو بڑی اہم بات ہے کہ ایسا ہو رہا ہے انھوں نے کہا بے شک! ”جانتے ہو یہ کون ہے؟“ میں نے کہا ”نہیں“ تو انھوں نے کہا یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب میرا بھتیجا ہے۔ جانتے ہو اس کے ساتھ کون ہے؟ میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ انھوں نے کہا یہ علی بن ابی طالب بن عبد المطلب میرا بھتیجا ہے اور اس عورت کو جانتے ہو جو ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہے میں نے کہا کہ نہیں۔ انھوں نے کہا یہ خدیجہ بنت خویلد میرے بھتیجے کی بیوی ہے اور اس نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ تمہارا رب وہ ہے جو آسمان کا رب ہے اور جو کچھ اچھیں کرتے ہوئے دیکھ رہے ہو ان کو اسی نے حکم دیا ہے اور خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ تمام روئے زمین پر اس مسلک پر ان تینوں کے علاوہ اور بھی کوئی ہے۔

یہی راوی دوسرے سلسلہ سے بیان کرتا ہے کہ میں تجارت کرتا تھا حج کے موسم میں مکہ آیا اور عباس کے ہاں ٹھہرا ہم ان کے پاس تھے کہ ایک شخص نماز کیلئے برآمد ہوا وہ کعبہ کے سامنے کھڑا ہوا اس کے بعد ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگی پھر ایک لڑکا آیا اور وہ بھی کھڑا ہو کر اس کے ساتھ نماز پڑھنے لگا۔ میں نے عباس سے کہا ”یہ کیا مذہب ہے؟“ میں تو اس سے ناواقف ہوں“ انھوں نے کہا یہ محمد بن عبد اللہ ہے یہ مدعی ہے کہ اللہ نے اس مذہب کے ساتھ اسے دنیا میں بھیجا ہے اور عنقریب کسری اور قہر کے خزانے اس پر

واہو جایش گے یہ عورت اس کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہے جو اس پر ایمان لے آئی ہے اور یہ لڑکا اس کا چچا زاد بھائی علی بن ابی طالب ہے جو اس پر ایمان لایا ہے۔ راوی نے کہا کاش میں بھی اسی دن ایمان لے آیا ہوتا تو ایمان لانے والوں میں تیسرا ہوتا۔ یہی راوی دوسرے سلسلہ سے بیان کرتا ہے کہ عباس بن عبدالمطلب میرے دوست تھے یہ یمن سے عطر خرید کر لاتے اور موسم حج میں اسے بیچتے ہم ان کے پاس منیٰ میں تھے ایک شخص طہیّان کے ساتھ ان کے پاس آیا اس نے اچھی طرح وضو کیا اور نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا ایک عورت آئی وہ بھی وضو کر کے اس کے ساتھ نماز پڑھنے کھڑی ہو گئی پھر ایک لڑکا آیا جو قریب البلوغ تھا اور وضو کر کے اس کے پہلو میں نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا میں نے عباس سے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے؟ انھوں نے کہا یہ میرا بھتیجا محمد بن عبد اللہ بن عبدالمطلب ہے یہ مدعی ہے کہ اللہ نے اسے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور دوسرا میرا بھتیجا علی بن ابی طالب ہے یہ اس کے دین میں اس کا پیر ہو گیا ہے اور یہ عورت اس کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہے یہ بھی اس کی پیر ہو گئی ہے۔ اس حدیث کے راوی عقیف نے اس کے بعد کہ وہ سلمان ہو گیا تھا اور اسلام اس کے قلب میں راسخ ہو چکا تھا کہ کاش میں چوتھا ہوتا۔

مردوں میں سب سے پہلے علی بن ابی طالب رسول اللہ پر ایمان لائے ان کے ساتھ نماز پڑھی اور انکی اور ان کی رسالت کی تصدیق کی اس وقت ان کی عمر دس سال تھی۔ اس کے علاوہ اللہ کا ان پر یہ انعام بھی تھا کہ وہ اسلام سے پہلے بھی رسول اللہ کے آغوش تربیت میں تھے۔

حضرت محمد اور حضرت علیؑ | بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ ابتدا میں رسول اللہ کا یہ دستور تھا کہ جب نماز کا وقت آتا آپ اپنے چچا ابوطالبؓ دوسرے چچاؤں اور منتم قوم سے چھپ کر مکہ کی گھاٹیوں میں چلے جاتے، علی بن ابی طالبؓ آپ کے ساتھ ہوتے وہاں وہ دونوں نماز پڑھتے اور شام کو لوٹ آتے، ایک عرصہ تک یہ دستور رہا پھر ایک مرتبہ اتفاقیہ طور پر ابوطالبؓ نے ان کو نماز پڑھتے دیکھ لیا انھوں نے رسول اللہؐ سے پوچھا ”اے میرے بھتیجے یہ کیا مذہب ہے کہ جس کا میں تجھیں عامل دیکھ رہا ہوں؟“ انھوں نے فرمایا چچا جان! یہ اللہ اس کے ملائکہ، انبیاء اور ہمارے دادا ابراہیمؑ کا مذہب ہے یا آپ نے فرمایا مجھے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے آپ اس بات کے سب سے زیادہ حقدار ہیں کہ میں آپ کے ساتھ خیر خواہی کروں اور ہدایت کی طرف دعوت دوں اور آپ پر بھی میرا یہ حق ہے کہ آپ میری دعوت قبول کریں اور اس بارے میں میری امانت کریں ابوطالبؓ نے کہا اے میرے بھتیجے یہ تو مجھ سے ممکن نہیں کہ اپنے اور اپنے آبائی مذہب اور طریقہ کو ترک کر دوں مگر البتہ اس کا وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں تم کو کوئی گزند نہ پہنچے دوں گا اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابوطالبؓ نے اپنے بیٹے

علیؑ سے کہا: ”یہ کیا دین ہے جس پر تم عمل پیرا ہو؟“ انھوں نے کہا اباجان! میں اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لایا ہوں، میں نے ان کی نبوت کی تصدیق کی ہے ان کے ساتھ اللہ کی مناز پر بھی ہے۔ اس پر ابوطالب نے کہا ہر حال محمدؐ تم کو سوائے خیر کے اور بات کی دعوت نہ دیں گے تم ان کے ساتھ رہو۔ مجاہد کی روایت ہے کہ علیؑ کی عمر اس وقت دس سال تھی جب وہ اسلام لائے۔ محمد بن سعد کہتا ہے میں نے اپنے باپ سے کہا کیا تم میں سب سے پہلے ابو بکر اسلام لائے تھے انھوں نے کہا نہیں ان سے قبل پچاس سے زیادہ آدمی ایمان لا چکے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے ایک دن کوہ صفا پر چڑھ کر تمام قریش کو اعلان نبوت | آواز دی وہ آپؐ کے پاس جمع ہو گئے اور پوچھا کیا بات ہے؟ آپؐ نے فرمایا میں اگر تم کو خبر دوں کہ صبح یا شام کے وقت دشمن تم پر غارت گری کرنے والا ہے تو کیا تم مجھے سچا نہیں سمجھو گے؟ انھوں نے کہا بے شک ہم آپؐ کو سچا سمجھتے ہیں آپؐ نے فرمایا تو ”فانی لکم بین یدی عذاب شدید“ (میں تم کو سخت عذاب سے ڈراتا ہوں) اس پر ابولہب نے کہا ”تیرے لیے ہلاکت ہو، اسی لیے تو نے ہمیں بلایا اور جمع کیا تھا“ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ تہٰتہ یٰ اَبٰی لَہٰبٍ وَتَبَّ نازل فرمائی۔

بنو عبد المطلب کو دعوت اسلام | علی بن ابی طالبؑ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت ”وانذع شیونک الاقرین“ رسول اللہؐ پر نازل ہوئی تو آپؐ نے مجھے بلایا اور کہا علیؑ! اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی کنبہ والوں کو ہدایت کروں مگر میں اپنے کو اس سے عہدہ برا ہونے میں مجبور پاتا ہوں کیونکہ جب میں ان کو اپنی دعوت دوں گا وہ مجھے تکلیف پہنچائیں گے اس خوف سے میں اس حکم کی بجا آوری میں خاموش تھا کہ حیریلؑ میرے پاس آئے اور کہا محمدؐ! اگر آپؐ اللہ کے اس حکم کی بجا آوری نہیں کریں گے تو آپؐ کا رب آپؐ کو عذاب دے گا۔ اس لیے تم آدھ سیر تین پاؤ کا کھانا تیار کرو اس پر بکری کی ران بھون کر رکھ دینا اور دودھ سے بھر کر ایک کٹورا لا دو۔ اس کے بعد تمام بنو عبد المطلب کو میرے پاس بلا لاؤ تاکہ میں ان سے گفتگو کروں اور اللہ کے حکم کو ان تک پہنچا دوں۔ میں نے رسول اللہؐ کی فرمائش پوری کر دی اور پھر تمام بنو عبد المطلب کو جو اس زمانہ میں کم وبیش چالیس مرد تھے آپؐ کے پاس لایا۔ ان میں آپؐ کے چچا ابوطالبؑ، حمزہؑ، عباسؑ اور ابولہبؑ بھی تھے جب سب لوگ جمع ہو گئے تو رسول اللہؐ نے مجھے اس کھانے کے لانے کا جو میں نے آپؐ کے لیے تیار کیا تھا حکم دیا میں نے اسے لا کر رکھا۔ رسول اللہؐ نے اس میں سے گوشت کا ایک ٹکڑا اٹھا کر اسے اپنے دانتوں سے چیرا اور پھر اسے خوان کے کناروں پر رکھ دیا اور سب سے کہا بسم اللہ کر کے کھانا شروع کیجیے۔ تمام جماعت نے شکم سیر ہو کر کھانا کھا لیا۔ مجھے صرف ان کے

ہاتھ چپے ہوئے دکھائی دیتے تھے اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں علی کی جان ہے کہ جتنا کھانا میں نے ان کے لیے تیار کیا تھا اسے ہر شخص اکیلا ہی کھا جاتا۔ کھانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ان سب کو دودھ پلاؤ میں نے وہ کٹورا لاکر ان کو دیا اسے پی کر وہ سب سیر ہو گئے حالانکہ بنڈا! وہ صرف اتنا تھا کہ ان میں سے ایک شخص ہی اسے پی جاتا اس کے بعد رسول اللہ نے چاہا کہ ان سے گفتگو کریں مگر آپ کے بولنے سے پہلے ابو لہب نے کہا

”عرصہ سے یہ تم پر جادو کرتا رہا ہے“

یہ سن کر تمام جماعت اٹھ کھڑی ہوئی رسول اللہ نے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ مجھ سے فرمایا علی تم نے دیکھا کہ اس شخص نے مجھے آج بات کرنے کا موقع نہیں دیا اور سب لوگ چلے گئے کل پھر اسی قدر کھانے کا انتظام کرو اور ان سب کو میرے پاس بلاؤ۔

حب الحکم دوسرے دن پھر میں نے اسی قدر کھانے اور دودھ کا انتظام کر کے سب کو رسول اللہ کی خدمت میں جمع ہونے کی دعوت دی جب وہ آ گئے آپ نے کل کی طرح مجھے کھانا لانے کا حکم دیا۔ میں کھانا لایا، آپ نے آج بھی وہی کیا جو کل کیا تھا اس کی برکت سے سب نے شکم سیر ہو کر کھالیا پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ ان کو دودھ پلاؤ۔ میں اس کٹورے کو لے آیا اسی سے وہ سب سیر ہو گئے اس سے فراغت کے بعد رسول اللہ نے فرمایا اے اولاد عبد المطلب! میں نہیں جانتا کہ کوئی عرب مجھ سے پہلے اس سے بہتر کوئی نعمت تمھارے پاس لایا ہو جو میں تمھارے لیے لایا ہوں اس میں دین و دنیا کی مہلتاؤں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو اس مہلتائی کی دعوت دوں تم میں سے کون اس معاملہ میں میرا بوجھ بانٹنے کے لیے آمادہ ہوتا ہے تاکہ وہ میرا مہلتائی بنے میرا وصی ہو اور تم میں میرا جانشین اور خلیفہ ہو اس جماعت میں سب ساکت و صامت رہے کسی نے حامی نہیں بھری البتہ میں نے ٹال کی۔ حالانکہ میں اس جماعت میں سب سے کم عمر تھا میں نے کہا.....

”اے اللہ کے نبی میں آپ کا وزیر و بوجھ بانٹنے والا بنتا ہوں“

رسول اللہ نے میری گردن ختم کر کہا یہ میرا مہلتائی ہے میرا وصی اور تم میں میرا خلیفہ ہے تم اس کی بات کو سنو اور جو کہے اس کی اطاعت کرو اس پر ساری جماعت ہنسنے لگی اور انھوں نے ابوطالب سے کہا سنو آپ کو حکم ہوا ہے کہ آپ اپنے لڑکے کی اطاعت و فرمانبرداری کریں۔

علائیہ تبلیغ

عبدالرحمن بن القاسم اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ جو پیام اللہ کی جانب سے ان کو ملا ہے اس کا وہ اعلان کریں لوگوں کے سامنے اپنے امر نبوت کو ظاہر کریں اور اللہ کی طرف دعوت دیں۔ بعد حکم نبوت کے نازل ہونے سے تین سال تک آپ خفیہ طور پر اپنی تعلیم دیتے تھے اس کے بعد اب آپ کو علائیہ طور پر تبلیغ کا حکم ہوا۔

اسی راوی سے دوسرے سلسلہ سے مروی ہے چنانچہ رسول اللہ نے اللہ کے حکم سے اپنی نبوت کا اعلان کیا اور اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی

ابوطالب اور کفار کا وفد

صرف اس پر ان کی قوم والے نہ آپ سے بیگانہ ہوئے اور انھوں نے آپ کی کسی قسم کی تردید کی مگر جب آپ نے ان کے خداؤں کا ذکر کر کے برائی کی وہ سب آپ سے متنفر ہو گئے اور مخالفت و عداوت کے لیے آمادہ ہو گئے البتہ ان میں سے جو اسلام لاکھ تھے ان کی تعداد بہت کم تھی اور انھوں نے اپنے آپ کو چھپا رکھا تھا۔ وہ اس ارادہ سے علیحدہ تھے اس خطرے کو محسوس کر کے آپ کے چچا ابوطالب آپ کے لیے سپر بن گئے، اور دشمن کے نزع سے پہلے کے لیے آپ کے آگے کھڑے ہو گئے مگر آپ ان کفار کی شورش سے قطعی متاثر نہ ہوئے بلکہ برابر اسی طرح اللہ کے حکم کا اعلان کرتے رہے جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ باوجود انکی مخالفت اور ترک تعلقی کے ان کے معبودوں کو برا کہتا نہیں چھوڑتے اور ابوطالب ان کے سپر اور محافظ ہیں وہ انھو قریش کے حوالے نہیں کرتے تو قریش کے عمائد عقبہ بن ربیعہ، شعیبہ بن ربیعہ، ابوالخثری بن ہشام، اسود بن المطلب ولید بن مغیرہ، ابوہریرہ بن ہشام، عاص بن وائل اور حجاج کے بیٹے نبیہ دمنبہ یا حوران میں سے خود چل کھجاسکے ابوطالب کے پاس آئے اور کہا آپ کے بھتیجے نے ہمارے خداؤں کو گالیاں دی ہیں ہمارے مذہب کی مذمت کی ہم کو اجماعی بتایا اور ہمارے آباء اجداد کو گمراہ قرار دیا۔ آپ خود اس کو ان باتوں سے روکیں یا اس کی حمایت نہ کریں اور ہمیں نیٹ لینے دیں کیونکہ عقائد میں آپ بھی ہماری طرح ان کے مخالف ہیں۔ لہذا ہم آپ کو بھی اس کی طرف سے مطمئن کر دیں گے۔ ابوطالب نے نہایت نرم لہجے میں ان سے گفتگو کی اور بہت خوش اسلوبی سے ان کو لوٹا دیا وہ پلٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدستور اللہ کے حکم کی تبلیغ کرتے رہے اور اس کی دعوت دیتے رہے۔

رفتہ رفتہ رسول اللہ اور قریش کے تعلقات بہت خراب ہو گئے انھوں نے آپ سے کفار مکہ کا دوسرا وفد

قطع علیحدگی اختیار کر لی اور آپ کے دشمن بن گئے وہ اکثر آپ کا ذکر دشمنی اور برائی سے کرنے لگے آپ کی مخالفت کے لیے انھوں نے آپس میں معاہدے کیے اور ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے اور وہ پھر دوسری مرتبہ ابوطالب کے پاس گئے اور کہا اے ابوطالب! باعتبار اپنے من اور شرافت کے

ہمارے دلوں میں آپ کی خاص وقعت و منزلت ہے ہم نے آپ سے درخواست کی تھی کہ آپ اپنے بھتیجے کو ہماری خدمت اور مقصدت سے روک دیں مگر آپ نے ایسا نہیں کیا اور ہم اس بات کو بخدا کبھی گوارا نہیں کریں گے کہ وہ ہمارے آباؤ اجداد کو گالیاں دے ہم کو بے وقوف بتائے اور ہمارے معبودوں کی خدمت کرتا رہے یا تو آپ اسے ان باتوں سے روک لیں ورنہ اس معاملہ میں ہم اس کا اور آپ دونوں کا مقابلہ کریں گے پھر ہم میں سے جو چاہے تباہ ہو یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ ایک طرف ابوطالب کو اپنی قوم کی علیحدگی اور عداوت بہت گراں گزری مگر دوسری طرف ان کو یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ وہ رسول اللہ کو ان کے حوالے کر دیں یا انکی حمایت چھوڑ دیں۔

سدی سے مروی ہے کہ قریش کے کچھ لوگ جمع ہوئے ان میں ابو جہل بن ہشام، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، اسود بن عبد لغوث اور دوسرے مشائخ قریش تھے ان میں سے بعض نے دوسروں سے کہا کہ ہمیں ابوطالب کے پاس لے چلو تاکہ ہم اس سے گفتگو کریں اور کچھ اپنا تصفیہ کریں تاکہ وہ اپنے بھتیجے کو ہدایت کرے کہ وہ ہمارے دیوتاؤں کو گالیاں دینا چھوڑ دے اور ہم اسے خدا کی جس کی وہ پرستش کرتا ہے اس کے حال پر چھوڑ دیں۔ ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ یہ شیخ مر جائے پھر ہم سے اس کے بھتیجے کو ضرر پہنچے۔ اس وقت عرب ہم پر طعن کریں گے کہ چچا کی زندگی میں تو انھوں نے اسے کچھ کہا نہیں۔ اس کے مرتے ہی اس کے بھتیجے کو دبوچ لیا۔

انھوں نے ایک شخص مطلب نامی کو ابوطالب کے پاس بھیجا اس نے ان سے ان کی ملاقات کی اجازت چاہی اور کہا کہ آپ کی قوم کے عمائد اور اکابر آپ سے ملنے آئے ہیں۔ ابوطالب نے ان کو آنے کی اجازت دی وہ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ بڑے بزرگ اور سردار ہیں آپ اپنے بھتیجے کے مقابلہ میں ہمارا انصاف کیجیے آپ اسے منع کر دیں کہ وہ ہمارے خداؤں کو گالیاں نہ دے ہم اس کے خدا سے کوئی تعرض نہیں کریں گے۔

ابوطالب نے رسول اللہ کو بلا بھیجا اور ان سے کہا اے میرے بھتیجے! یہ تمھاری قوم کے بزرگ اور عمائد ہیں یہ تم سے تصفیہ چاہتے ہیں کہ تم ان کے دیوتاؤں کو گالیاں دینا چھوڑ دو وہ تم سے اور تمھارے خدا سے کوئی تعرض نہیں کریں گے۔

رسول اللہ نے فرمایا ”چچا جان! کیا ان کو ایسی بات کی دعوت نہیں دے رہا ہوں جو ان کی بت پرستی سے بہتر ہے؟“ ابوطالب نے پوچھا وہ کیا دعوت ہے؟ آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ وہ صرف ایک بات کے قائل ہو جائیں تو تمام عرب و عجم ان کے زیر فرمان آجائیں گے۔ ابو جہل نے کہا وہ کیا بات ہے؟ بیان تو

کرد۔ پتھارے باپ کی قسم ہے اس کے لیے تو ہم بالکل آمادہ ہیں بلکہ اس سے دس اور بھی ماننے کے لیے تیار ہیں آپ نے فرمایا کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ یہ سنتے ہی وہ سب بدگ گئے اور کہنے لگے کہ اس کے علاوہ اور جو کچھ کہو وہ ہمیں منظور ہے آپ نے فرمایا اگر تم آفتاب کو میرے ہاتھ پر لا کر رکھ دو تب بھی میں اس کے سوا اور کسی بات کا تم سے مطالبہ نہیں کروں گا یہ سن کر وہ سب بہت برہم ہو کر مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اب سے ہم تجھے اور تیرے اس خدا کو جس نے تجھے اس کا حکم دیا ہے ضرور گالیاں دیں گے۔

ابن عباسؓ مروی ہے کہ ابوطالبؓ بیمار ہوئے تو قریش کی حضرت محمدؐ کا کفار مکہ سے مطالبہ | ایک جماعت جس میں ابو جہل بھی تھا ان کے پاس گئی اور

کہا کہ آپ کا بھتیجا ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتا ہے اور ایسا ویسا کرتا اور برا بھلا کہتا ہے اور یہ یہ کہتا ہے آپ اسے بلا کر منع کر دیں ابوطالبؓ نے رسول اللہؐ کو بلا بھیجا آپ ان کے ہاں تشریف لائے اندر آئے، قریش کے اکابر اور ابوطالبؓ کے درمیان ایک جگہ باقی تھی۔ ابو جہل کو اندیشہ ہوا کہ اگر یہ وہاں ابوطالبؓ کے برابر بیٹھ گیا تو وہ اس کی طرف مائل اور اس پر مہربان ہو جائیں گے وہ لپک کر خود اس جگہ جا بیٹھا اس طرح رسول اللہؐ کو اپنے چچا کے پاس بیٹھنے کی جگہ نہ ملی تو وہ دروازے کے پاس ہی بیٹھ گئے۔ ابوطالبؓ نے کہا اے میرے بھتیجے دیکھیے یہ تمہاری قوم والے شکایت کرتے ہیں کہ تم ان کے معبودوں کو گالیاں دیتے ہو اور ایسی ایسی باتیں کرتے ہو اس پر قریش نے بھی دل کھول کر باتیں کیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا چچا جان میں چاہتا ہوں کہ صرف ایک بات مان لیں تمام عرب ان کے مطیع ہو جائیں گے اور عجم انھیں جزیہ دینے پر مجبور ہو جائیں گے سب گھبرائے کہ ایسی کیا بات ہوگی جس سے ہم کو یہ بات حاصل ہو انھوں نے کہا تم ایک بات ماننا چاہتے ہو ہم تو دس کے لیے آمادہ ہیں مگر وہ بات بیان تو کرو کیا ہے۔ ابوطالبؓ نے بھی کہا اے میرے بھتیجے کہو وہ کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ یہ سنتے ہی سب گھبرائے ہوئے کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہتے جاتے تھے ”اجعل الالہتمہ الہا واحدًا ان بذالشی عجیب“ اس نے تو بہت سے معبودوں کو ایک کر دیا یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے۔ اللہ کے قول ”لما یدوقوا عذاب“ تک قرآن نازل ہوا۔

جب قریش نے ابوطالبؓ سے رسول اللہؐ کی شکایت کی تو انھوں نے ابن اسحاقؓ کی روایت | آنحضرتؐ کو بلایا اور کہا اے میرے بھتیجے یہ تمہاری قوم والے میرے

پاس آئے ہیں اور انھوں نے تمہاری شکایت کی ہے تم مجھ پر اور اپنے اوپر رحم کرو اور مجھے ایسی دثنوی میں نڈاؤ جس سے میں عہدہ برآ نہ ہو سکوں اس بات سے رسول اللہؐ کو یہ گمان ہوا کہ ضرور ان کے دل میں میری طرف سے

کوئی بات بیٹھ گئی ہے اور یہ اب میری حمایت سے دست کش ہونے والے اور مجھے دشمنوں کے سپرد کرنے والے ہیں اور یہ کہ اب وہ میری مدد کرنے سے عاجز ہو گئے ہیں اور میرا ساتھ نہیں دے سکتے آپ نے فرمایا چچا جان! اگر یہ لوگ آفتاب کو میرے دائیں ہاتھ میں اور ماہتاب کو میرے بائیں ہاتھ میں اس لیے رکھ دیں کہ میں اپنی دعوت سے باز آ جاؤں تو یہ کبھی نہیں ہوگا، اب چاہے اللہ مجھے کامیاب کرے یا میں اس کوشش میں ہلاک ہو جاؤں، رسول اللہؐ اب دیدہ ہو گئے اور رونے لگے اور اٹھ کر جانے لگے، ابوطالبؓ نے ان کو آواز دی کہ میرے بھتیجے میرے پاس آؤ آپ پلٹ آئے، ابوطالبؓ نے کہا جاؤ جو تمہارا جی چاہے کہو بخدا میں کبھی کسی وجہ سے تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔

آنحضرتؐ کی حوالگی کا مطالبہ | جب قریش کو یہ بات ابھی طرح معلوم ہو گئی کہ ابوطالبؓ رسول اللہؐ کی حمایت سے باز آئیں گے اور نہ وہ ان کو حوالے کریں گے اور وہ اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ اس معاملہ میں ان سے قطعی ترک تعلق کر لیں اور دشمنی پر آمادہ رہیں تو وہ عمارہ بن ولید بن مغیرہ کو لے کر ان کے پاس آئے اور کہا ابوطالبؓ! یہ عمارہ بن ولید ہے یہ قریش کا سب سے زیادہ تنومند، وجیبہ اور خوب صورت جوان ہے اس کو تم لے لو اس کی عقل اور طاقت سے فائدہ اٹھاؤ اس کو اپنا بیٹا بنا لو ہم یہ تم کو دیتے ہیں اور تم اپنے بھتیجے کو جس نے تمہارے اور تمہارے آباء کے مذہب کی مخالفت کی ہے اور تمہارے قومی شیرازے کو منتشر کر دیا ہے اور ان کو احمق ٹھہرایا ہے ہمارے حوالہ کر دو تاکہ ہم اسے قتل کر دیں۔ ایک آدمی کے بدلے میں آدمی موجود ہے۔

ابوطالبؓ کا انکار | ابوطالبؓ نے کہا بخدا یہ بڑا سودا ہے جو تم مجھ سے کرنا چاہتے ہو تم اپنے بیٹے کو مجھے دیتے ہو کہ میں اسے تمہاری خاطر لیے پھروں اور اپنے بیٹے کو تمہارے سپرد کر دوں تاکہ تم اسے قتل کر دو۔ یہ ہرگز نہ ہوگا۔ مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف نے کہا اے ابوطالبؓ تمہاری قوم نے تمہارے مقابلہ میں انصاف کیا ہے اور اس بات کی کوشش کی ہے کہ تم کو اس حالت سے جسے تم بڑا سمجھتے ہو اس طرح نکال لیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ تم ان کی کسی بات کو بھی نہیں ماننا چاہتے۔ ابوطالبؓ نے کہا انھوں نے ہرگز میرے ساتھ انصاف نہیں کیا بلکہ تم میرا ساتھ چھوڑنے کا تصفیہ کر چکے ہو اور ان سب کو میرے اوپر چڑھالائے ہو اب جو جی چاہے کر دو۔

پہلا ہجرت کا سبب | اس سلسلہ میں ابن اسحاق سے مروی ہے کہ جب رسول اللہؐ نے دیکھا کہ ان کے صحابہ مصیبت اور تکلیف میں ہیں اور خود آپ اللہ کی حفاظت اور اپنے چچا ابوطالبؓ کی حمایت کی وجہ سے امن و عافیت میں ہیں اور آپ ان کی اس مصیبت میں کوئی مدد

نہیں کر سکتے آپ نے ان سے کہا کہ بہتر ہوگا تم حبشہ چلے جاؤ کیونکہ وہاں کا بادشاہ کسی پر ظلم نہیں کرتا، وہاں حق و صداقت کا راج ہے اور حب اللہ اس تنگی اور دشواری میں جس میں تم اب مبتلا ہو کوشاں عطا فرمائے گا چلے آنا۔ چنانچہ اس وجہ سے صحابہ رسول اللہ فتنہ کے خوف اور اپنے ایمان کو سلامت رکھنے کے لیے اللہ کے لیے حبشہ چلے گئے۔ اسلام میں یہ پہلی ہجرت ہوئی۔

ابن اسحاق نے ان مہاجرین کی تعداد دس بتائی ہے اور کہا ہے جہاں تک ہمیں معلوم ہے یہی سمان سب سے پہلے حبشہ گئے اس کے بعد جعفر بن ابی طالب روانہ ہوئے اور پھر یکے بعد دیگرے مسلمان حبشہ جانے لگے۔ کچھ لوگ بعد اہل و عیال اور کچھ تنہا حبشہ ہجرت کر گئے۔ ان سب کی تعداد ان دس کو ملا کر جن کا ذکر پہلے گذر چکا ہے یہ پانچویں ہو گئی۔

آنحضرتؐ کی مخالفت

یہ صحابہ حبشہ چلے گئے اور رسول اللہ مکہ میں مقیم رہے اور اللہ کے لیے پوشیدہ اور علانیہ طور پر دعوت دیتے رہے۔ اللہ نے ان کے چچا ابوطالب اور ان کے خاندان کے دوسرے لوگوں کے ذریعہ جنہوں نے آپؐ کی نصرت کا اقرار کیا تھا۔ آپؐ کو دشمنوں سے محفوظ رکھا۔ قریش نے جب دیکھا کہ آپؐ پر کسی طرح قابو نہیں چلتا انہوں نے آپؐ کو کاہن جادوگر اور آسیب زدہ شاعر کہنا شروع کیا اور جن لوگوں کے متعلق انہیں اندیشہ تھا کہ اگر یہ ان کی گفتگو سنیں گے تو ضرور ان کے پیرو ہو جائیں گے۔ ان کو قریش نے آپؐ کے پاس جانے سے روک دیا۔

ابو جہل کی بدکلامی

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ایک شخص نے جس کا حافظہ اچھا تھا بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لفظ بھی اس سے نہیں کہا۔ عبداللہ بن جبران تنبی کی ایک آزاد لونڈی صفا کے اوپر اپنے مکان میں بیٹھی یہ باتیں سن رہی تھی یہ کہہ کر ابو جہل رسول اللہ کو چھوڑ کر پلٹا اور کعبہ کے پاس جو قریش کی چوپال تھی وہاں اگر قریش کے پاس بیٹھ گیا احتوڑی ہی دیر کے بعد حمزہ بن عبدالمطلب کمان کا ندھ پڑالے ہوئے اپنے پھنسے کے شکار سے واپس آئے تھے یہ بڑے شکاری تھے اور اکثر شکار کھیلنے جایا کرتے تھے ان کا دستور تھا کہ جب شکار سے واپس ہوتے تو گھر آنے سے پہلے کعبہ کا طواف کر لیتے پھر قریش کی چوپال پر آ رہتے جاتے سلام کرتے اور جو لوگ وہاں ہوتے ان سے بات چیت کرتے یہ قریش میں سب سے زیادہ طاقتور آدمی تھے جب وہ اس لونڈی کے پاس سے گزرنے لگے۔ اس وقت تک رسول اللہ وہاں سے اٹھ کر گھر آ گئے تھے اس نے ان سے کہا کہ اے ابوعمارہ! اگر تم یہاں کچھ دیر پہلے آئے ہوتے تو ابوالحکم

بن ہشام کو یہاں بیٹھا ہوا پاتے اور دم کو پتہ چلتا کہ اس نے تمھارے بھتیجے محمدؐ کے ساتھ گستاخی اور بے ہودگی کی ہے۔ اس نے ان کو ستایا اور گالیاں دیں اور بہت ہی بُرا سلوک کیا پھر وہ چلا گیا اور محمدؐ نے اسے کچھ نہیں کہا۔

چونکہ اللہ حمزہؑ کو اپنی کرامت سے سرفراز کرنا چاہتا تھا یہ سنتے ہی ان پر سخت جوش اور غضب طاری ہوا وہ تیز قدم بڑھاتے ہوئے

حضرت حمزہؑ کا قبول اسلام

کسی جگہ راستے میں نہ ٹھہرے حسب عادت کعبہ کے طواف کے لیے بھی نہ رُکے آج اس ارادے سے چلے کہ ابوجہل کو دیکھتے ہی اس کی خبر لیں گے چنانچہ مسجد میں داخل ہوئے ہی انھوں نے ابوجہل کو قوم کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھا یہ اس کی طرف بڑھے اور اس کے سر ہانے پہنچ کر اپنی کمان سے اسے ایسی ضرب لگائی کہ وہ لہو لہماں ہو گیا اور بری طرح زخمی ہوا۔ حمزہؑ نے کہا تو ان کو گالیاں دیتا ہے تجھے معلوم نہیں کہ میں ان کا ہم مذہب ہوں، ان کے عقائد کا قائل ہوں اگر بہت ہے تو اب میرے سامنے کہہ کیا کہتا ہے۔ اتنے میں بنی مخزوم کے کچھ آدمی ابوجہل کی حمایت میں حمزہؑ پر اٹھے۔ مگر ابوجہل نے کہا کہ ابوعمارہ سے کوئی تعرض نہ کرو، بیشک میں نے اس کے بھتیجے کو نہایت سخت گالیاں دی ہیں اس لیے ان کو جوش آگیا۔ اسی واقعہ کے بعد حمزہؑ مسلمان ہو گئے اور ان کے اسلام لانے سے قریش کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی کہ رسول اللہؐ جیت گئے اور حمزہؑ ان کی حمایت و مدافعت کرنے لگے اس لیے اب تک جو وہ رسول اللہؐ کو دیکھا کرتے تھے اس سے دستبردار ہو گئے۔

(قریش نے) آپس میں مشاورت کر کے یہ عہد کیا اور اس کے لیے باقاعدہ

بنو ہاشم کے خلاف معاہدہ

عہد نامہ لکھا کہ ان میں سے اب آئندہ کوئی بنی ہاشم اور بنی مطلب سے نہ مناکحت کرے اور نہ تجارت کرے اس کے لیے انھوں نے ایک باضابطہ تحریر بری معاہدہ لکھا اور اس کی بجا آوری کے لیے سب نے سخت عہد و پیمان کیے اور اس کی شرائط کی پابندی کو اپنے اوپر زیادہ شدت سے لازم کرنے کے لیے اس معاہدہ کو کعبہ کے وسط میں لٹکا دیا۔

قریش کے اس بند و بست پر بنو ہاشم اور بنو مطلب ابوطالب کے پاس چلے

شعب ابی طالب

عبدالغزلی بن عبدالمطلب قریش کے پاس گیا اور اس نے ابوطالب کے مقابلہ میں ان کی امداد کی۔ دو یا تین سال مسلمان اسی بے کسی کی حالت میں رہے یہاں تک کہ ان کو زندگی گزارنا مشکل ہو گیا۔ کھانے پینے کی تکلیف ہونے لگی کوئی چیز ان تک نہ پہنچتی تھی البتہ قریش میں سے کوئی ان پر ترس کھا کر کوئی چیز بھیجنا چاہتا تو خفیہ طور پر پہنچاتا۔ اسی اثنا میں ایک دن ابوجہل کی حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد سے مدد بھیڑ ہو گئی اس کے ہمراہ ایک لڑکا تھا

جس نے گیموں اٹھار کھے تھے۔ حکیم اسے اپنی بھوپھی خدیجہ بنت خویلد کے پاس جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شعب ابوطالب میں تھیں لے جا رہا تھا ابو جہل نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ تم بنو ہاشم کے لیے کھانا لے جا رہے ہو بنو ہاشم لے کر یہاں سے آگے نہیں بڑھ سکتے ورنہ میں تمام مکہ میں تم کو رسوا کر دوں گا اتنے میں ابو البختری بن ہاشم بن حارث بن اسد وہاں آگیا اس نے کہا کیا بات ہے؟ ابو جہل نے کہا یہ دیکھو یہ بنی ہاشم کے لیے خوراک لے جا رہا ہے اور اس نے آدمی بھیج کر اس سے منگوائی ہے تم کیوں روکتے ہو جانے دو مگر ابو جہل نہ مانا اس پر ان میں سخت کلامی ہوئی ابو البختری نے اونٹ کا ڈاھٹا اٹھایا اور اس سے ابو جہل کو ایسی ضرب لگائی کہ وہ لہو لہان اور بیدم ہو گیا۔ حمزہ بن عبد المطلب کہیں پاس ہی تھے اور یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ قریش یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ اس واقعہ کی اطلاع رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب کو ہو اور ان کو خوش ہونے کا موقع ملے۔

کفار مکہ کی آنحضرتؐ کو پیشکش

ایک مرتبہ آپ کی قوم کے اشراف جمع ہوئے اور انھوں نے آپ سے کہا کہ ہم تم کو اس قدر مال دیتے ہیں جس سے تمام مکہ میں تم امیر ترین شخص ہو جاؤ گے اور جس عورت سے چاہو تمھاری شادی کر دی جائے اور مکہ کی ریاست تمھارے حوالے کر دی جائے مگر اس شرط پر کہ تم ہمارے معبودوں کو برا کہنا چھوڑ دو اگر تم اس کے لیے آمادہ نہیں ہو تو ہم تمھارے سامنے ایسی صورت پیش کرتے ہیں جس میں ہمارا تمھارا دونوں کا نفع ہے آپ نے پوچھا وہ کیا انھوں نے کہا ایک سال تم ہمارے دیوتاؤں لات اور عزیٰ کی پرستش کرو اور ایک سال ہم تمھارے خدا کی پرستش کریں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تو اپنے رب کے حکم کا منتظر ہوں پھر جواب دوں گا اس موقع پر لوح محفوظ سے یہ پوری سورۃ نازل ہوئی ”قل یا ایہا الکافرون لا تعبدوا تعبدون“ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ”قل افغیر اللہ تاءمرونی عبد ایہا الجاہلون“ اللہ کے قول ”بل اللہ فاعبد وکن من الشاکرین“ تک نازل فرمائی۔

کچھ عرصہ کے بعد قریش کے چند اشخاص اس معاہدہ کو پارہ پارہ کرنے کے لیے جو قریش نے بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب سے ترک تعلقات کے متعلق

مسخ معاہدہ کی کوشش

آپس میں طے کیا تھا کھڑے ہوئے۔۔۔۔۔

مطمع بن عدی بڑھا کہ اس معاہدہ کو لے کر چاک کر دے مگر پاس جا کر دیکھا کہ دیکھنے سے اسے کھالیا ہے عرف اس میں سے تحریر کی ابتدا ”اللہم باسمک“ باقی ہے قریش جب کوئی تحریر لکھتے تو ہمیشہ اس جملہ سے ابتدا کرتے تھے۔ منصور بن عکرمہ نے یہ معاہدہ اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اس کے ہاتھ شل ہو گئے تھے۔

عام الحزن | ابوطالب اور خدیجہؓ آپؐ کی ہجرت سے تین سال پہلے ایک ہی سال میں انتقال کر گئے۔ ان کے فوت ہو جانے سے آپؐ کے مصائب میں بہت اضافہ ہوا کیونکہ ابوطالب کے انتقال کے بعد اب قریش آپؐ کو وہ ایذا دینے لگے جو ان کی زندگی میں وہ نہیں دے سکتے تھے یہاں تک کہ کسی نے آپؐ کے سر پر مٹی ڈال دی۔ اسی حالت میں آپؐ اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ آپؐ کی ایک صاحبزادی (جناب فاطمہؓ) مٹی دھلانے کھڑی ہوئی وہ سر دھلاتی جاتی تھیں اور رو رہی تھیں۔ آپؐ ان کو تسلی دیتے تھے اور فرماتے تھے بیٹا مت روؤ۔ اللہ تمھارے باپ کی حفاظت کرے گا۔ رسول اللہؐ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک ابوطالب زندہ رہے قریش نے میرے ساتھ کوئی بات ناگوار نہیں کی۔

طائف کا سفر | ابوطالب کے انتقال کے بعد آپؐ طائف گئے۔ طائف پہنچ کر آپؐ بنی ثقیف کے چند آدمیوں سے ملنے گئے جو اس وقت ثقیف کے سادات اور اشراف تھے یہ تینوں بھائی تھے۔ عبد یلیل بن عمرو بن عمیر، مسعود بن عمرو اور حبیب بن عمرو اور ان کے ہاں قریش کی بنی حجاج کی ایک عورت تھی آپؐ ان کے پاس جا کر بیٹھے اور ان کو اللہ کی طرف دعوت دی اور آنے کی غرض بیان کی کہ تم اسلام کے لیے میری مدد کرو اور میری قوم کے مقابلہ میں جو میرے مخالف ہیں میرا ساتھ دو۔ ان میں سے ایک نے جو خلاف کعبہ بٹ رہا تھا کہا کیا آپؐ کو اللہ نے نبی مرسل کیا ہے؟ دوسرے نے کہا تمھارے سوا کوئی اور اللہ کی رسالت کے لیے نہیں ملا۔ تیسرے نے کہا میں تم سے ایک بات بھی نہیں کرتا، کیونکہ اگر تم واقعی جیسا کہ تم کہتے ہو رسول ہو تو تمھاری بات کی تردید کرنے میں نہایت درجہ خطرہ ہے اور اگر تم اپنے دعوے میں جھوٹے ہو اور اللہ پر افسر کرتے ہو تو تم اس قابل نہیں کہ میں تم سے کلام کروں۔

رسول اللہؐ ان کے پاس سے اٹھ آئے اور آپؐ ثقیف کی طرف سے مایوس ہو گئے آپؐ نے ان سے کہا تھا کہ تم نے میری بات نہیں مانی مگر کم از کم میرے یہاں آنے کو ظاہر نہ کرنا آپؐ اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ اس کا چرچا آپؐ کی قوم تک پہنچے اور آپؐ کی اس ناکامی پر وہ بغلیں بجائیں اور طعنہ دیں مگر ان بھائیوں نے اسے بھی نہ مانا۔ بلکہ اپنے یہاں کے نادانوں اور غلاموں کو آپؐ پر اکسایا انھوں نے آپؐ کو گالیاں دیں اور آوازے کسے۔ یہاں تک کہ ایک جماعت آپؐ پر چڑھ آئی اور اس نے آپؐ کو عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کے احاطے میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا وہ دونوں وہاں موجود تھے۔ اب ثقیف کے سفہاء و نادان جو آپؐ کے نقاب میں تھے آپؐ کا بیچا چھوڑ کر ہلپٹ گئے آپؐ انکوڑے کے ایک منڈوے کی طرف چلے اور اس کے سایہ میں بیٹھ گئے وہ دونوں بھائی آپؐ کو اور سفہائے ثقیف نے جو بد تہذیبیاں آپؐ کے ساتھ کیں اس کا تماشا دیکھ رہے تھے۔

آنحضرت کی دعا جب آپ کو ذرا اطمینان ہوا آپ نے دعا کی خداوند میں اپنی کمزوری اور لوگوں کے مقابلہ میں اپنی مجبوری کی تجھ سے شکایت کرتا ہوں اے ارحم الراحمین! تو کمزوروں کا رب ہے تو میرا رب ہے تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے کسی اجنبی کے جو مجھ پر ظلم کرے یا تو نے میرے معاملہ کو کسی دشمن کے حوالہ کر دیا ہے اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو ان مصائب کی میں پروا نہیں کرتا تیری حمایت میرے لیے بہت زیادہ وسیع ہے الخ۔

عداس نصرانی غلام جب ربیعہ کے بیٹوں عبثہ اور شیبہ نے آپ کو اس مجبوری کی حالت میں دیکھا تو ان کے جذبات ہمدردی اور رحم میں حرکت پیدا ہوئی۔ انھوں نے اپنے ایک نصرانی غلام عداس کو بلایا اس سے کہا کہ انکس کا ایک خوشہ لے کر اس طباق میں رکھ کر اس شخص کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اسے کھالے۔ عداس حکم کی بجا آوری میں انکس لے کر رسول اللہ کے پاس آیا اور آپ کے سامنے رکھ دیا۔ رسول اللہ نے طباق میں ہاتھ ڈالتے وقت بسم اللہ کہا اور پھر انکس کھانے لگے عداس نے آپ کے چہرے کو دیکھا اور کہا بخدا اس جملہ کو اس شہر کے باشندے نہیں بولتے۔ رسول اللہ نے اس سے پوچھا عداس تم کہاں کے رہنے والے ہو اور تمھارا مذہب کیا ہے؟ اس نے کہا میں نصرانی ہوں اور نینوا کا رہنے والا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا تم اس نیک شخص یونس بن متی کے ہم وطن ہو؟ اس نے کہا آپ کیا جانیں کہ یونس بن متی کون تھا؟

آپ نے فرمایا وہ میرے بھائی اور نبی تھے، میں بھی نبی ہوں۔ یہ سن کر وہ جھکا اور اس نے آپ کے فرق مبارک اور ہاتھ پاؤں کو چوما۔ دونوں بھائیوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ دیکھو تمھارے غلام نے اس شخص کو تمھارے لیے بگاڑ دیا۔ جب عداس پلٹ کر ان کے پاس آیا انھوں نے اس سے کہا یہ تمھاری کیا حرکت تھی؟ کہ تم اس شخص کے سر اور ہاتھوں اور قدموں کو چومنے لگے۔ اس نے کہا میرے آقا! اس شخص سے بہتر روئے زمین پر کوئی اور نہیں۔ اس نے ایسی بات بتائی جو صرف نبی جانتا اور بتا سکتا ہے۔ انھوں نے کہا عداس! مبادا وہ تم کو تمھارے دین سے منحرف کر دے، تمھارا دین اس کے دین سے بہتر ہے۔

جنتوں کا قبول اسلام آپ ثقیف کی طرف سے مایوس ہو کر طائف سے مکہ آنے لگے۔ نخلہ آکر آپ نصف شب میں نماز پڑھ رہے تھے کہ چند جن جن کا ذکر اللہ نے کیا ہے آپ کے پاس سے گذرے یہ یمن کے نصیبین مقام کے سات افراد جن تھے یہ بظہر کر آپ کی تلاوت سنتے رہے جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو وہ جن جواب ایمان لا کر آپ کی نبوت اور تعلیم کے

قائل ہو چکے تھے ، اپنی قوم کے پاس آئے اور انھوں نے ان کو برائیوں سے روکنا اور ان کے نتائج سے ڈرانا شروع کیا ۔

انھیں کے قصہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اس طرح رسول اللہؐ سے بیان فرمایا ہے ،
 ”وَإِذَا صَرَفْنَا إِلَيْكَ نِيفَرَمِنْ الْجَنِّ لِيَسْمَعُونَ الْقُرْآنَ“۔ اپنے قول ”بِجَرَمٍ مِنْ عَذَابِ الْهِيمِ“ تک اور دوسری جگہ فرمایا ”قُلْ أَوْحَىٰ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ“ اس سورہ جن میں ان کے آخر قصہ تک ان جنوں کے نام جنھوں نے قرآن سنایا ہے ۔

(۳) ناصر

(۲) مس

(۱) حس

(۶) الارو

(۵) اینا

(۴) ناصر

(۸) احقم

(۷) اینم



باب

ہجرت

ہجرت مدنیہ کی اجازت | عروہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت مدنیہ سے پہلے جب مہاجرین حبشہ میں سے کچھ لوگ مکہ واپس آ گئے اور یہاں مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا اور مدنیہ میں بہت سے انصار اسلام لے آئے اور وہاں اسلام اچھی طرح پھیل گیا اور مدنیہ والے مکہ میں رسول اللہ کے پاس آنے لگے تو قریش نے آپس میں یہ طے کیا کہ انھیں ستائیس اور ان پر حملہ کریں چنانچہ انھوں نے انصار کو پکڑ لیا اور دق کرنے لگے۔ اس سے انصار کو بڑی تکلیف اور اذیت ہوئی یہ آخری مصیبت تھی جو مسلمانوں کو اٹھانا پڑی۔ دو وقت بڑی مصیبت کے آئے ایک وقت جبکہ رسول اللہ نے مجبور ہو کر مسلمانوں کو ہجرت کر کے حبشہ جانے کی اجازت دی اور ایک اب جبکہ انھوں نے حبشہ سے واپس آ کر اہل مدنیہ کو رسول اللہ کی خدمت میں آتے دیکھا اور اس وجہ سے ان کو ستایا گیا۔ اس کے بعد مدنیہ کے ستر نقیب جو وہاں کے مسلمانوں کے سردار تھے حج کے زمانہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے عقبہ میں آپ کی بیعت کی اور اس شرط پر کہ ہم اور آپ ایک ہیں اگر آپ یا آپ کے صحابہ میں سے جو ہمارے یہاں چلا آئے گا ہم اس کی اپنی جانوں کی طرح حفاظت اور مدافعت کریں گے۔ انھوں نے آپ سے عہد و پیمان کیے۔ اس وقت پھر قریش نے مسلمانوں پر سختیاں شروع کیں اور رسول اللہ نے اپنے صحابہ کو مدنیہ جانے کا حکم دے دیا۔

مسلمانوں کی ہجرت مدنیہ | آپ نے ان مسلمان صحابہ کو جو آپ کے ساتھ مکہ میں تھے۔ اجازت حرمت فرمائی کہ وہ ہجرت کر کے اپنے انصار بھائیوں کے پاس مدینہ چلے جائیں۔ آپ نے فرمایا

”اللہ نے ان کو ہمت دیا بھائی بنا پایا ہے اور مدنیہ تمھارے لیے جائے امن ہے“

اس اجازت کے بعد مسلمان رفتہ رفتہ مدنیہ جانے لگے مگر خود رسول اللہ مکہ میں رہے۔ ابو بکر نے بارہا

رسول اللہ سے ہجرت کی اجازت مانگی مگر آپ نے فرمایا کہ جلدی نہ کرو۔

کفار کی مجلس مشاورت | قریش نے جب دیکھا کہ ان کے ملک کے علاوہ دوسرے ملک میں رسول اللہ کے بہت سے پیرو اور ساتھی پیدا ہو گئے ہیں اور مہاجرین ان کے پاس چلے جا رہے ہیں تو ان کو محسوس ہوا کہ مسلمانوں کو اچھی پناہ گاہ مل گئی ہے جہاں ان کا قابو نہیں چل سکتا اب ان کو خود رسول اللہ کا مکہ سے چلے جانے کا خوف دامن گیر ہوا ان کو اس صورت حال پر غور کرنے کے لیے اپنی مجلس میں جوقضی بن کلاب کا گھر تھا اور جہاں مشورہ کیے بغیر وہ کوئی معاملہ طے نہیں کرتے تھے، جمع ہوئے تاکہ رسول اللہ کے معاملہ پر باہم مشورہ کریں۔

اس کے متعلق ابن عباس سے مروی ہے کہ جب قریش نے رسول اللہ کے معاملہ پر اپنی قومی مجلس میں جمع ہو کر مشورہ اور تصفیہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تو وہ مقررہ دن میں جو جمعہ تھا، صبح کو وہاں جمع ہوئے، ابلیس ایک بڑے بزرگ شخص کی شکل میں سر پر ایک پرانا کپڑا ڈالے سامنے آیا اور مجلس کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ قریش نے اسے دروازہ پر کھڑا دیکھ کر پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں نجد کا ایک شیخ ہوں جس کام کے لیے تم جمع ہوئے ہو مجھے اس کی اطلاع ہوئی تو آگیا ہوں کہ تمہاری گفتگو سنوں شاید میں بھی کوئی عمدہ مشورہ اور صلاح دے سکوں۔ قریش نے کہا ہنر ہے آئیے وہ بھی ان کے ساتھ مجلس میں آیا وہاں قریش کے تمام اشراف بلا استثناء جمع تھے ان کے ہر قبیلہ کے عمائد جمع تھے۔

آنحضرتؐ کے خلاف منصوبے | بے شمار قریش اور دوسرے لوگ جمع تھے اب گفتگو شروع ہوئی کسی نے کہا اس شخص کی حالت سے تم سب واقف ہو نہیں اس بات کا بھی خطرہ ہو گیا ہے کہ کہیں یہ اچانک ہمارے اختیار کو لے کر جو اس کے پیرو ہیں، ہم پر حملہ نہ کرے اب کیا ہونا چاہیے اس کا تصفیہ کیجیے اس پر مشورہ ہونے لگا۔ کسی نے کہا اسے بڑیاں پہنا کر قید کر دو اور اوپر سے دروازے کو تیرا کر دو اور اسی حالت میں اس کے لیے موت کا انتظار کرو۔ آخر اس جیسے دوسرے شعراء زہیر اور نابغہ وغیرہ کو موت آئی ہے اسے بھی آئے گی۔

شیخ نجدی نے کہا بخدا میری رائے یہ نہیں اگر اس طرح تم اسے قید کر دو گے اس کی اطلاع ضرور اس کے دوستوں اور پیروؤں کو ہو جائے گی۔ وہ تم پر حملہ کر کے اسے چھڑالیں گے اور پھر اس طرح تم پر انڈا آئیں گے کہ تمہارے یہ تمام منصوبے خاک میں مل جائیں گے یہ رائے مناسب نہیں کوئی اور بات سوچو اب پھر مشاورت ہونے لگی۔

ایک نے کہا ہم اسے یہاں سے نکال کر خارج البلد کیے دیتے ہیں جب وہ یہاں سے چلا جائے تو

بھیر میں اس کی پروا نہیں کہ کہاں جاتا ہے اور کیا کرتا ہے۔ ہمیں اس کی اذیت سے فراغت اور اس کی طرف سے اطمینان ہو جائے گا اور ہماری بات حسبِ سابق بن آئے گی۔ شیخ نجدی نے کہا بخدا یہ ہرگز مختارے لیے مفید مشورہ نہیں ہے کیا تم اس کی شیریں گفتار سحر بیانی اور قلوب کو موہ لینے کی قوت تسخیر سے واقف نہیں ہو اگر تم نے اس رائے پر عمل کیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ عرب کے کسی بڑے قبیلہ کے پاس جلتے گا اور اپنی سحر بیانی اور شیریں کلامی سے ان کو سحر کرے گا وہ مختارے مقابلہ پر اس کے ساتھ ہو جائیں گے پھر ان کو ساتھ لے کر تم پر چڑھ آئے گا اور تم کو پامال کر دے گا مختاری حکومت چھین لے گا اور پھر جو چلے گا تم سلوک کرے گا اس معاملہ پر پھر مشورہ کرو اور کوئی دوسری تجویز سوچو۔

ابو جہل کی تجویز | ابو جہل بن ہشام نے کہا کہ ایک بات ایسی میری سمجھ میں آئی ہے جس پر اب تک تم میں سے کسی کا خیال نہیں گیا۔ حاضرین مجلس نے کہا ابوالحکم بیان کرو کیا بات ہے اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ تم ہر قبیلہ میں سے ایک ایک نہایت دلیر، نجیب اور شریف جوان مرد کا انتخاب کر لو پھر ان جوان مردوں میں سے ہر ایک کو ہم ایک شمشیر برآں دیں۔ یہ جماعت اس کے پاس جائے اور سب مل کر ایک وار میں اس کا کام تمام کر دیں اس طرح ہم کو ہمیشہ کے لیے اس کی طرف سے جین نصیب ہو جائے گا اور چونکہ ایک جماعت بیک وقت اس کو قتل کرے گی اس لیے اس کا قصاص تمام قبائل کے ذمہ ہو گا۔ کسی ایک کے ذمہ نہ رہے گا اور بنو عبد مناف میں پھر یہ قدرت نہیں ہو گی کہ اس کے لیے سب قبیلوں سے لڑیں۔ لامحالہ دیت قبول کرنے پر مجبور ہوں گے۔ ہم خونخیزی سے اس کا خون بہا سب کی طرف سے ادا کر دیں گے۔ شیخ نجدی نے کہا بے شک یہ شخص صائب الرائے ہے اس کی رائے قابلِ عمل ہے اس کے علاوہ اور کوئی بات مختارے لیے مفید نہیں۔ اس تصفیہ پر مجلس درخواست اور منتشر ہو گئی۔

آنحضرت کی روانی | حضرت جبریل نے رسول اللہ سے آکر کہا کہ آپ آج رات اپنے اس بستر پر جس پر آپ معمولاً استراحت فرماتے ہیں نہ سوئیں۔ چنانچہ حسبِ قرار دعو شاک کے بعد کفار آپ کے دروازے پر جمع ہوئے اور تاک میں لگے کہ جب آپ سو جائیں تو وہ آپ پر حملہ کر کے آپ کو ختم کر دیں۔ رسول اللہ نے جب دیکھا کہ کفار آگئے ہیں۔ انھوں نے علی بن ابی طالب سے کہا کہ تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور میری سب سے بڑی اونی چادر اوڑھ لو اور سوجاؤ تم کو ان کی طرف سے کوئی گزند نہ پہنچے گا رسول اللہ جب سوتے تھے تو ہمیشہ اسی چادر کو اوڑھتے تھے۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے اس غرض سے جو لوگ جمع ہوئے تھے ان میں ابو جہل بن ہشام بھی تھا یہ سب رسول اللہ کے دروازے پر جمع تھے۔ ابو جہل نے اس وقت ان سے کہا کہ محمد مدعی ہے کہ اگر تم اسکی

بات مان کر اس کے پیر و ہواؤ تو عرب و عجم کے مالک ہو جاؤ گے اور مرنے کے بعد پھر زندہ کیے جاؤ گے اور تم کو اردن کے ایسے باغ دیئے جائیں گے اور اگر تم میری بات نہ مانو گے تو ذبح کر دیئے جاؤ گے ، اور مرنے کے بعد زندہ کیے جاؤ گے اور پھر تم کو آگ میں جلایا جائے گا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے آپ نے مٹھی بھر مٹی اٹھائی پھر کہا میں کتنا ہوں اور جو آگ میں جلائے جائیں گے ان میں ایک تو بھی ہے۔

کفار کی ناکامی | اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے کفار کو اندھ کر دیا۔ آپ ان کو نظر نہیں آئے آپ اس مٹی کو ان کے سروں پر ڈالتے اور یہ آیات تلاوت فرماتے جلتے مٹھتے۔ ”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا الصَّافِرِیْنَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ اِلَیْهِمْ اِلٰی عِصْوٰی اَوْ یَدْعُوْنَ اِلَیْهِمْ اِلٰی عِصْوٰی اَوْ یَدْعُوْنَ اِلَیْهِمْ اِلٰی عِصْوٰی“ ایسے قسم ہے قرآن کی جو حکمت سے معمور ہے بلاشبہ تم مرسل ہو اور سیدھے راستے پر ہو اللہ کے قول ”وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَاَنْفِیْهِمْ غَیْطًا فَهُمْ لَا یَبْصُرُوْنَ“ تک (اور ہم نے ان کے سامنے اور عقب میں ایک دیوار حائل کر دی اور ان کو بند کر دیا کہ کچھ نہیں دیکھ سکتے تھے)

جب آپ ان آیتوں کی تلاوت سے فارغ ہوئے تو ان میں سے ایک بھی شخص ایسا نہ تھا کہ آپ نے اس کے سر پر مٹی نہ ڈال دی ہو پھر آپ جہاں جانا چاہتے تھے چلے گئے۔ کسی دوسرے ایسے شخص نے جو ان لوگوں کے ساتھ نہ تھا اگر ان سے کہا کہ تم یہاں کس کا انتظار کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا محمدؐ کا۔ اس نے کہا کہ میں نے تمھارے منصوبے خاک میں ملا دیئے محمدؐ تو تمھارے سامنے سے چلے گئے اور انھوں نے تم میں سے ہر شخص کے سر پر مٹی ڈال دی اور وہ اپنی راہ پر چلے گئے۔ تمھیں کچھ خبر ہے کہ تمھارے سروں پر کیا ہے ہر ایک نے ماتھے لگا کر سر دیکھا تو اس پر مٹی ملی تھی۔ اب انھوں نے تانک جھانک کر شرمندگی اندر دیکھا کہ علیؑ رسول اللہؐ کی چادر تانے بستر پر سو رہے ہیں کہنے لگے کہ ضرور یہ محمدؐ ہے جو اپنی چادر اوڑھے سو رہا ہے۔ صبح تک وہیں کھڑے انتظار کرتے رہے۔ صبح کو علیؑ بستر پر سے اٹھے اب ان کو معلوم ہوا کہ جو بات ان سے کہی گئی ہے وہ سچ تھی بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ابوبکرؓ، علیؑ کے پاس آئے اور ان سے نبی کریمؐ کے متعلق دریافت کیا علیؑ نے فرمایا کہ وہ غار ثور میں چلے گئے ہیں تم چاہو تو وہاں ان کے پاس چلے جاؤ۔ ابوبکرؓ تیزی سے قدم بڑھاتے ہوئے رسول اللہؐ کے پیچھے چلے۔ اثنائے راہ ہی میں آپؐ کے ساتھ آئے۔ رسول اللہؐ نے رات کی تاریکی میں ابوبکرؓ کی چاب سنی آپؐ نے سمجھا کہ کوئی مشرک آ رہا ہے اس خیال سے آپؐ دم بڑھا کر بڑی سرعت سے چلنے لگے جس سے آپؐ کے جوتے کا اگلا حصہ پھٹ گیا اور ایک پتھر کی ٹھوک سے پاؤں کا انگوٹھا زخمی ہوا جس سے بہت زیادہ خون بہنے لگا اور اب آپؐ نے رفتار میں اور زیادہ تیزی کر دی۔ ابوبکرؓ کے دل میں خیال آیا کہ اس طرح

میرے تعاقب سے آپ کو تکلیف ہوگی۔ انھوں نے بلند آواز سے آپ سے کلام کیا۔ رسول اللہؐ نے ان کو پہچان لیا اور کھڑے ہو گئے۔ جب وہ آپ کے پاس آگئے تو پھر دونوں چلے۔ رسول اللہؐ کا تمام پاؤں خون سے بھر گیا تھا۔ اسی طرح صبح ہوتے ہوتے آپ غار ثور پہنچے اور اس کے اندر چلے گئے۔

کفار مکہ اور علیؑ | دوسری طرف صبح کے وقت وہ مشرک جو آپؐ کی تاک میں تھے آپؐ کے گھر میں گھسے، علیؑ بستر پر سے اٹھ کھڑے ہوئے قریب جا کر انھوں نے پہچانا کہ یہ تو علیؑ ہیں انھوں نے ان سے پوچھا کہ تمھارے صاحب کہاں ہیں؟ علیؑ نے کہا میں نہیں جانتا کیا میں ان کا پاس بان تھا کہ نگرانی کرتا تم نے ان سے کہا تھا کہ چلے جاؤ وہ چلے گئے۔ علیؑ بن ابی طالبؑ کو خود رسول اللہؑ نے اپنی روانگی سے مطلع کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ تم میرے بعد مکہ میں ٹھہرو اور لوگوں کی جو جو امانتیں میرے پاس ہیں۔ وہ ان کو واپس دے دو۔ مکہ میں کوئی شخص ایسا نہیں تھا کہ جس کے پاس کوئی قابل حفاظت شے ہو اور اس نے اسے رسول اللہؑ کی امانت اور دیانت کی وجہ سے امانت ان کے پاس نہ رکھو دیا ہو۔ تین دن رسول اللہؑ اور ابو بکر غلام میں رہے۔

اونٹ کی خریداری | جب ابو بکرؓ نے دو اونٹ آپ کے قریب کیے تو ان میں جو علیؑ تھا وہ آپؐ کی سواری کے لیے بڑھایا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں، آپؐ اس پر سوار ہوں آپؐ نے فرمایا میں ایسے اونٹ پر نہیں بیٹھتا جو میرا نہیں ہے۔ ابو بکرؓ نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں یہ آپؐ کی نذر ہے۔ رسول اللہؑ نے فرمایا میں نہیں لیتا۔ مگر یہ بتاؤ تم نے کس قیمت پر اسے خریدا ہے۔ ابو بکرؓ نے کہا اتنی قیمت پر رسول اللہؑ نے فرمایا اچھا اتنی قیمت پر میں نے اسے خریدا۔ ابو بکرؓ نے کہا میں نے آپؐ کو دیا۔ اب وہ دونوں سوار ہو کر چل دیئے۔

آنحضرتؐ کی قبیلہ میں آمد | صحابہ سے مروی ہے کہ جب ہم نے سنا کہ رسول اللہؑ مکہ سے روانہ ہو گئے ہیں۔ ہم آپؐ کے قدم کے منتظر تھے۔ صبح کی نماز پڑھ کر بہت دن چڑھے تک ہم آپؐ کے استقبال کے لیے باہر جاتے تھے اور جب تک زوال شروع نہیں ہو جاتا تھا وہاں سے نہ ہٹتے تھے۔ چونکہ یہ زمانہ نہایت شدید گرمی کا تھا اس وجہ سے جب ہمیں سایہ نہ ملتا تو مجبوراً گھروں کے اندر چلے آتے۔ جس روز آپؐ مدینہ آئے میں ہم حسب عادت آپؐ کی انتظار میں آبادی سے باہر بیٹھے تھے۔ مگر جب کہیں سایہ نہ رہا تو اپنے گھروں میں چلے آئے تھے۔ ہمارے آتے ہی رسول اللہؑ مدینہ تشریف لائے سب سے پہلے ایک یہودی نے جو روزانہ ہمیں آپؐ کے انتظار میں جاتا دیکھا کرتا تھا۔ آپؐ کو دیکھا۔ اس نے فوراً نہایت بلند آواز سے کہا اے بنی قبیلہ! یہ لو تمھارے نبی آگئے ہم فوراً آپؐ کی خدمت میں آئے آپؐ ایک کھجور کے مایں

تشریف رکھتے تھے۔ آپ کے ساتھ آپ کے ہم عمر ابو بکر تھے۔ ہم میں زیادہ تر ایسے اصحاب تھے جنہوں نے اس لئے پہلے رسول اللہ کو دیکھا ہی نہیں تھا۔ لوگوں کا اژدہام ہو گیا پہلے ان میں اور ابو بکر میں تمیز ہی نہ کر سکے، البتہ جب آپ پر سے درخت کا سایہ جاتا رہا، تو ابو بکر نے اٹھ کر اپنی چادر تان دی۔ اب ہم نے آپ کو شناخت کر لیا۔

ابو بکر تو خبیب بن اساف بنی حارث بن خزرج کے عزیز کے پاس
حضرت علیؑ کی مدینہ کو روانگی
 مقامِ منہج میں جا پھڑے۔ ایک صاحب نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ بنی حارث بن خزرج کے عزیز خارجہ بن زید کے مال فروکش ہوئے۔

علیؑ بن ابی طالب تین شبانہ روز تک میں پھڑے رہے اور جب انہوں نے لوگوں کی تمام امانتیں وہ جو رسول اللہ کے پاس رکھوائی گئی تھیں ان کے مالکوں کو واپس کر دیں تو وہ رسول اللہ کے پاس چلے آئے اور آپ ہی کے ساتھ کلثوم بن ہریم کے یہاں پھڑے۔

رسول اللہ ﷺ میں بنی عمرو بن عوف کے یہاں دو شنبہ منگل بدھ اور جمعرات
قبائیں پہلی مسجد کی تعمیر
 مقیم رہے یہاں آپ نے ان کی مسجد کی بنیاد رکھی۔ جمعہ کے دن اللہ کے حکم سے آپ ان کے یہاں سے چل دیئے خود یہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے اس سے زیادہ ان کے یہاں قیام کیا، اللہ بہتر جانتا ہے۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ علماء سلف کا اس بارے میں اختلاف
بعثت کے بعد زمانہ قیام مکہ
 ہے۔ بعض نے دس سال اور زیادہ تر روایات تیرہ سال کو بتاتی ہیں۔

مدینہ آکر رسول اللہ نے تاریخ مقرر کرنے کا حکم دیا۔ ابن شہاب سے
سنہ ہجری کی ابتدا
 مروی ہے کہ مدینہ آکر آپ نے تاریخ مقرر کرنے کا حکم دیا آپ صبح الاول میں مدینہ آئے۔ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب نے سب کو جمع کر کے پوچھا کہ کس دن سے تاریخ لکھی جائے۔ علیؑ نے کہا جس روز رسول اللہ نے ہجرت فرمائی اور سرزمینِ شرک کو خیر باد کہا عمر نے اسی کو قبول کر لیا۔

دو شنبہ کی اہمیت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ دو شنبہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ دو شنبہ کے دن آپ کو نبوت ملی (اعلانِ نبوت کیا) دو شنبہ کے دن آپ نے ہجرت کر کے مکہ سے چلے اور دو شنبہ ہی کے دن آپ کی وفات ہوئی نہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ۱۲ ربیع الاول دو شنبہ کے دن مدینہ تشریف لائے

باب

آنحضرت کی مدنی زندگی

پہلا جمعہ

آپ نے تمام صحابہ کو جمعہ میں جمع کیا اسی دن آپ قبا سے مدینہ آنے کے لیے روانہ ہوئے آپ بنی سالم بن عوف کے پاس ان کی ایک دادی کے بطن میں پہنچے کہ نماز جمعہ کا وقت ہو گیا۔ اس مقام پر اس روز ایک مسجد بنائی گئی اور یہ اسلام میں پہلا جمعہ ہے جو رسول اللہ نے ادا کیا۔ آپ نے اس جمعہ میں خطبہ دیا اور یہی پہلا خطبہ ہے جو آپ نے مدینہ میں دیا۔

وہ خطبہ یہ ہے :-

مدینہ میں آنحضرت کا پہلا خطبہ

”تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں میں اس کی حمد کرتا ہوں

اس سے مدد مانگتا ہوں، اس سے پردہ پوشی چاہتا ہوں اس پر ایمان رکھتا ہوں اس کا انکار نہیں کرتا بلکہ جو اس کا منکر ہے اس سے اپنی عداوت کا اعلان کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد اس کا بندہ اور رسول ہے جسے اس نے ہدایت روشنی اور معظہ دے کر بندوں کے واسطے مبعوث کیا ہے چونکہ بہت دنوں سے انبیاء کا آنا رک گیا تھا اور جہالت و گمراہی کا دور دورہ ہو گیا تھا اور اس لیے کہ اب زمانہ ختم ہو رہا ہے آخرت کی گھڑی آیا چاہتی ہے اور وقت قریب آپہنچا ہے جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، وہ کامیاب ہوا اور جس نے ان کی نافرمانی کی وہ راہ راست سے بھٹک گیا، وہ حد سے تجاوز کر گیا اور بہت دور غلط راستے پر چلا گیا میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہو یہ بہترین مشورہ ہے جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو دے سکتا ہے کہ وہ اے آخرت کے لیے عمل نیک پر برا بھلا نہ کرے اور اللہ کے خوف کو ہر وقت پیش نظر رکھنے کا حکم دے بس تم اللہ سے ڈرتے رہو جبکہ اس نے اپنے سے ڈرایا ہے اس سے بہتر

نہ کوئی نصیحت ہے اور نہ مشورہ۔ اللہ سے ڈرنے کے معنی یہ ہیں کہ تم صدق نیت سے آخرت کے لیے اللہ کے خوف کو پیش نظر رکھ کر نیک اعمال کرو اور جو شخص ظاہر و باطن میں حسن نیت کے ساتھ اللہ کی خوشنودی کے لیے عمل کرے گا، اللہ اسے دنیا میں اور مرنے کے بعد بھی یاد رکھے گا یہاں تک کہ قیامت برپا ہو۔ جبکہ اس کے خلاف عمل کرنے والا چاہے گا کہ کاش اس کے اور اس کے بڑے عمل کے درمیان مسافت بعید ہوتی اللہ تم کو اپنے سے ڈرتا ہے اور وہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے قسم ہے اس ذات کی جس کا قول صادق ہے، جو اپنے وعدے کو پورا کرتا ہے اور خلاف وعدہ نہیں کرتا۔ وہ فرماتا ہے ”وَمَا يَبْدِلُ الْقَوْلَ لَدِيَّ وَاَنَا بَظُلْمٍ تَلْعِيدٌ“ (ہمارے پاس وعدہ خلافی نہیں ہوتی اور ہم ہرگز بندوں پر ظلم نہیں کرتے) ظاہر و باطن میں اپنے دنیاوی اور دینی معاملات میں اللہ سے ڈرتے رہو، کیونکہ جو اس سے ڈرتا رہے گا وہ اس کی برائیوں کی اثر بد سے اس شخص کو محفوظ رکھے گا اور اسے بڑا اجر دے گا جو اللہ سے ڈرتا رہا اس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی۔ اللہ کا خوف اس کی دشمنی، عقوبت اور ناراضگی سے بچاتا ہے اللہ کے خوف سے چہرے نورانی ہو جاتے ہیں۔ رب راضی ہوتا ہے اور مرتبہ بلند ہوتا ہے۔ اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرو اور اللہ کے خوف کے مقابلہ میں حد سے تجاوز نہ کرو۔ اللہ نے اپنی کتاب نازل فرمائی ہے اور بھڑے لیے اپنا راستہ بتا دیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون سیجھے تھے اور کون جھوٹے؟ لہذا جیسا احسان اللہ نے بھڑے ساتھ کیا ہے ویسا ہی تقویٰ تم اختیار کرو۔ اس کے دشمنوں سے دشمنی کرو اور اس کی راہ میں نیک نیتی سے جہاد کرو اس نے تم کو اختیار کیا ہے اور تم کو مسلمان کیا ہے تاکہ اس حجت نبوت کے بعد اب جو برباد ہو سو برباد ہو اور جو زندہ رہے زندہ رہے۔ تمام قوت صرف اللہ کو حاصل ہے۔ اکثر اللہ کو یاد کرتے رہو آخرت کے لیے عمل کرو جو شخص اللہ سے اپنی بات بنالے گا اللہ پھر سب میں اس کی بات بنا دے گا اور یہ اس لیے کہ اللہ کا فیصلہ لوگوں پر نافذ ہے۔ ان کی کوئی بات اس پر نہیں چلتی اور وہ تمام لوگوں کا مالک ہے۔ لوگ اس کے قطعی مالک نہیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام قوتیں صرف اللہ بزرگ کو حاصل ہیں۔“

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ نماز کے بعد رسول اللہؐ اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے آپ نے اس کی مہار چھوڑ دی جس انصاری کے گھر سے وہ گذرتی لوگ آپ کو اپنے یہاں فرد کش

ناقہ رسولؐ

ہونے کی دعوت دیتے اور عرض کرتے کہ آپ ہمارے پاس فروکش ہوں ہماری تعداد بھی زیادہ ہے اور ہر طرح کی آسائش اور سامان راحت بھی دستیاب ہے رسول اللہؐ فرماتے اس کی ہمارا چھوڑ دو یہ اونٹنی اللہ کی طرف سے مامور ہے اسی طرح ہوتے ہوتے وہ اونٹنی اس مقام پہنچی جہاں اب مسجد نبویؐ ہے اور مسجد کا جہاں اب دروازہ ہے وہاں بیٹھ گئی اور اس وقت وہ جگہ اونٹوں کا اصطبل تھا جو بنی نجار کے دو یتیم بچوں سہیل اور سہیل کی جو عمرو بن عباد بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار کے بیٹے اور معاذ بن عسراء کی تولیت میں زیر پرورش تھے ملکیت تھا، اونٹنی بیٹھ گئی مگر رسول اللہؐ اب بھی اس پر سے نہ اترے پھر وہ کھڑی ہو گئی اور مٹھوڑی ددر چل کر اس وقت اس کی مہار بالکل چھوٹی ہوئی تھی۔ رسول اللہؐ نے اسے نہیں موڑا بلکہ وہ خود ہی مڑ کر پھر اس جگہ جہاں پہلے آکر بیٹھی تھی واپس آئی اور بیٹھ گئی اور اس نے اپنے دونوں پچھلے پاؤں بھی جما دیئے تب رسول اللہؐ اترے۔ ابویوبؓ نے آپ کی کاٹھی اتاری اور اسے اپنے گھریں جا کر رکھ دیا تمام انصار نے آپ سے اپنے یہاں قیام کی استدعا کی مگر آپؐ نے فرمایا کہ آدمی وہیں جہاں اس کا کبادہ۔ اس طرح آپ ابویوبؓ، خالد بن زید، کلیب کے پاس بنی غنم بن نجار میں فروکش ہو گئے۔

مسجد نبویؐ ابو جعفر کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے پوچھا کہ یہ اونٹوں کا بارہ کس کا ہے؟ معاذ بن عسراءؓ نے آپ سے کہا کہ یہ دو یتیموں کا ہے جو میرے زیر تربیت ہیں میں ان کو راضی کر لوں گا۔ تب رسول اللہؐ نے حکم دیا کہ مسجد بنائی جائے۔ اور آپؐ اپنی مسجد اور مکانات بننے تک ابویوبؓ کے پاس مہمان رہے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مسجد کی زمین کو آپؐ نے خرید لیا اور پھر مسجد بنائی۔ مگر ہمارے نزدیک صحیح بات وہ ہے جو انس بن مالک سے مروی ہے کہ مسجد نبویؐ کی زمین بنی نجار کی تھی اس میں کھجور کے درخت کھیتی اور کچھ قبریں تھیں۔ رسول اللہؐ نے ان سے کہا کہ قیمت لے کر یہ جگہ مجھے دے دی جائی انھوں نے کہا سوائے اللہ کی خوشنودی کے ہم اس کی کوئی قیمت نہیں چاہتے۔ تب رسول اللہؐ نے حکم دیا کہ کھجوریں قطع کر دی جائیں۔ چنانچہ کھجوریں کاٹ دی گئیں، کھیتی برباد کی گئی اور قبروں کو اکھاڑ دیا گیا مسجد کی تعمیر سے قبل بھٹیڑوں کے بارے میں یا جہاں نماز کا وقت آجاتا تھا وہیں نماز پڑھ لیتے تھے۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ اب مسجد کی تعمیر کا کام خود رسول اللہؐ نے اور آپؐ کے تمام صحابہ مہاجرین و انصار نے اپنے ذمہ لے لیا۔

بنی بنی عاٹشہ نبت ابو بکر اس سال بعض راویوں کے بیان کے مطابق مدینہ آنے کے اٹھارہ ماہ بعد ذی القعدہ میں رسول اللہؐ، عائشہ کے ساتھ شہبائش ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ مدینہ آنے کے سترہ ماہ بعد ماہ شوال میں رسول اللہؐ، عائشہ کے ساتھ شہبائش ہوئے۔ ہجرت سے تین سال قبل مکہ میں حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد رسول اللہؐ کا نکاح عائشہ سے ہو گیا تھا

اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی۔ سات سال بھی بیان کی گئی ہے۔ بی بی عائشہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شوال میں مجھ سے نکاح کیا۔ شوال ہی میں مجھ سے ہم بستر ہوئے اور کسی آپ کی بیوی کو مجھ سے زیادہ آپ سے تمتع کرنے کا موقعہ نہیں ملا۔



باب

جنگ بدر ۲

ابو تراب کا لقب | عمار بن یاسر سے مروی ہے کہ غزوہ ذات العشرہ میں حضرت علیؑ اور میں رسول اللہؐ کے ہمراہ تھے۔ ہم نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا وہاں ہم نے بنی مدلج کے کچھ آدمیوں کو ایک نخلستان میں کھیتی باڑی کرتے دیکھا میں نے حضرت علیؑ سے کہا کہ آؤ ذرا چل کر دیکھیں کہ یہ کیونکر کاشت کاری کرتے ہیں۔ ہم وہاں گئے تھوڑی دیر ہم دیکھتے رہے ہمیں نیند آنے لگی تو ہم کھجور کے ایک درخت کے سایہ میں جا کر نرم زمین پر سو گئے۔ ہم سو رہے تھے کہ خود رسول اللہؐ نے وہاں آکر ہمیں بیدار کیا۔ زمین پر سونے کی وجہ سے ہم خاک آلود ہو گئے تھے آپؐ نے حضرت علیؑ کو ان کا پاؤں پکڑ کر بلایا اور فرمایا اے ابو تراب! اٹھو، کیا میں تم کو ان کی خبر نہ دوں جو سب لوگوں سے شفیق انسان ہیں۔ قوم ثمود کا احمر (سرخ رنگ والا) جس نے اونٹنی کی کوچیں کافی مھتیں اور وہ جو مھتیں یہاں تلوار مارے گا یعنی تمھارے فرق پر اور اس کو (آپؐ کی ڈاڑھی پر ٹامہ رکھا) اس سے غضاب کرے گا۔

ایک مرتبہ سہل بن سعد سے کسی نے کہا کہ مدینہ کے چند امراء چاہتے ہیں کہ تم علیؑ کو مدینہ کے منبر پر جا کر گالیاں دو۔ اس نے کہا میں ان کے متعلق کیا کہوں۔ اس شخص نے کہا تم ان کو ابو تراب کہو۔ سہل بن سعد نے کہا یہ تو خود رسول اللہؐ نے ان کو لقب دیا تھا۔ اس نے پوچھا ابو العباس کیونکر؟ اس نے کہا ایک مرتبہ حضرت علیؑ جناب فاطمہؑ کے پاس گئے اور وہاں سے برآمد ہو کر مسجد کے زیر سایہ لیٹ گئے۔ ان کے بعد رسول اللہؐ فاطمہؑ کے پاس تشریف لائے اور پوچھا تمھارے ابن عم کہاں ہیں؟ انھوں نے کہا وہ دیکھیے مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں رسول اللہؐ مسجد میں ان کے پاس آئے دیکھا کہ چادر پیٹھ سے اتر گئی ہے اور مٹی لگ گئی ہے آپؐ خود ان کی پشت سے مٹی صاف کرنے لگے اور فرمانے لگے اے ابو تراب! بیٹھ جاؤ۔ اس طرح یہ لقب خود رسول اللہؐ نے ان کو دیا تھا اور خود علیؑ اس لقب کو سب ناموں سے زیادہ پسند کرتے تھے۔

اس سال ماہ صفر کی چند راتیں باقی مھتیں کہ حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ کی شادی جناب فاطمہؑ اسلام اللہ سے ہوئی۔

قبلہ کی تبدیلی

ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے قبلہ کو شام کی سمت سے کعبہ کی طرف بدل دیا۔ وقت تبدیلی میں علماء سلف کا اختلاف ہے مگر جمہور کا خیال یہ ہے کہ ہجرت کے اٹھارہویں ماہ نصف شعبان میں یہ تبدیلی عمل میں آئی۔ ابن مسعود اور دوسرے صحابہ رسولؐ سے مروی ہے کہ پہلے مسلمان بیت المقدس کی سمت نماز پڑھتے تھے جب نبی کریمؐ کو ہجرت کر کے مدینہ آئے ہوئے اٹھارہ ماہ گزرے۔ آپؐ نماز میں حکم کے انتظار میں آسمان کی طرف نظر اٹھاتے تھے جب کہ آپؐ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے تو کعبہ بیت المقدس کی بجائے قبلہ ہو گیا۔ چونکہ خود نبی کریمؐ چاہتے تھے کہ کعبہ کی سمت نماز پڑھیں تو اس وقت اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی ”قد نری تقلب وجہک فی السماء“ آخر آیت تک (بے شک ہم نے دیکھا کہ تم آسمان کی طرف منہ اٹھائے منتظر ہو)

ابن اسحاق کی روایت

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ مدینہ آنے کے اٹھارہ ماہ بعد شعبان میں قبلہ بدل دیا گیا وادی سے بھی یہی مذکور ہے وہ کہتے ہیں کہ پندرہ شعبان بروز منگل بوقت ظہر یہ تبدیلی عمل میں لائی گئی۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ دوسرے ارباب سیر کہتے ہیں کہ ہجرت کے سولہ ماہ بعد قبلہ تبدیل ہوا۔

روزے اور فطرانے کا حکم

اس سال ماہ رمضان کے روزے فرض کیے گئے اور اسی سال مسلمانوں کو زکوٰۃ فطرہ کا حکم ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ آپؐ نے عید فطر سے ایک یا دو دن پہلے مسلمانوں کو خطاب کیا اور فطرے کا حکم دیا۔ اس سال آپؐ نماز عید کے لیے شہر سے باہر عید گاہ تشریف لے گئے۔ اسی سال لوگ آپؐ کے لیے بھالا (وہ ڈنڈا جس کے نیچے پھل لگا ہو) لے گئے اور آپؐ نے اس کی سمت کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ یہ بھالا زبیر بن عوام کا تھا جو نجاشی نے اسے دیا تھا۔ اس کے بعد تمام عیدوں میں یہ آپؐ کے لیے عید گاہ لے جایا جاتا تھا۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے یہ اب بھی مدینہ میں مؤذنوں کے پاس ہے۔

۹ رمضان کے متعلق روایات

اس سال کے ماہ رمضان میں کفار قریش اور رسول اللہؐ کے درمیان بدر کی مشہور لڑائی ہوئی۔ بعض نے کہا ہے کہ ۹ رمضان کو یہ واقعہ ہوا۔ ابن مسعود سے مروی ہے کہ ۹ رمضان کو لیلیۃ القدر کو تلاش کرو کیونکہ یہی بدر کی رات ہے۔ عبد اللہ سے مروی ہے کہ لیلیۃ القدر کو ۹ رمضان میں تلاش کرو کیونکہ اسی کی صبح کو جنگ بدر ہوئی۔

۷ رمضان کے متعلق روایات

دوسرے راوی کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی جمعہ کے دن سترھویں رمضان صبح کو ہوئی۔ عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے انہوں نے

کہا۔ لیلة القدر کو سترھویں رات میں تلاش کرو اور یہ آیت پڑھی ”یَوْمَ التَّقَىٰ الْجَحَّانَ“ اور یہ بدر کی صبح ہے پھر کہا کہ یا ۱۹ کو اور یا ۲۱ کو تلاش کرو۔ عبداللہ سے مروی ہے کہ جنگ بدر رمضان کی ۱۹ کو ہوئی۔ واقفی کہتے ہیں میں نے یہ بات محمد بن صالح سے کہی وہ کہنے لگے کہ یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم ایسا کہتے ہو میرا خیال ہے کہ کسی شخص کو اس بات میں شک نہیں کہ جنگ بدر ۲ رمضان جمعہ کی صبح کو ہوئی اور میں نے عاصم بن عمر بن قتادہ اور زید بن رمضان کو بھی یہ کہتے سنا ان اشخاص کے نام لینے کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ اس بات کو گھر میں بیٹھنے والی عورتیں تک جانتی ہیں۔ حسن بن علی بن ابی طالب فرماتے تھے لیلة الفرقان یوم التقی الجمعان رمضان کی سترہ ہے۔

حضرت علیؑ کی روایت | علیؑ سے مروی ہے کہ جب ہم مدینہ میں آئے اس کے پھلوں سے ہماری طبیعتیں خراب ہو گئیں گرمی اور جس سے تکلیف ہوئی۔ رسول اللہؐ بدر کی خبر معلوم کرتے رہتے تھے۔ جب ہمیں اطلاع ملی کہ مشرکین بڑھ آئے ہیں۔ آپؐ بدر کو چلے یہ ایک کنواں تھا مگر ہم مشرکین سے پہلے وہاں پہنچ گئے۔ وہاں ہمیں دو آدمی ملے ان میں ایک قریش کا اور دوسرا عقبہ بن ابی عیط کا غلام تھا۔ قریشی تو مہاگ گیا البتہ عقبہ کے غلام کو ہم نے پکڑ لیا۔ ہم نے اس سے دشمن کی تعداد دریافت کی۔ اس نے کہا بخدا ان کی تعداد بہت بڑی ہے اور ان کی قوت و شوکت بہت زیادہ ہے اس پر مسلمانوں نے اسے پٹیا اور رسول اللہؐ کی خدمت میں لائے آپؐ نے اس سے دشمن کی تعداد پوچھی اس نے کہا کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ بڑی شوکت و طاقت رکھتے ہیں رسول اللہؐ نے ہر چند اس سے انکی صحیح تعداد دریافت کی مگر اس نے نہ بتائی تو آپؐ نے پوچھا اچھا یہ بتاؤ کہ وہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں اس نے کہا روزانہ دس۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ دشمن کی تعداد ایک ہزار ہے۔

اصحاب بدر کی تعداد | بعض نے کہا کہ وہ تین سو تیرہ تھے۔ براء سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں اسی قدر آدمی تھے جنہے طاہوت کے ساتھ تھے۔ جنہوں نے دریا کو عبور کیا تھا۔ یعنی تین سو تیرہ۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں ستر مہاجرین اور دس مہجرتیں انصاری تھے رسول اللہؐ کے علمبردار علی بن ابی طالبؑ تھے اور انصار کا علم سعد بن عبادہ کے پاس تھا۔

حکیم بن حزام اور ابوہریرہؓ | سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم مروان بن حکم کے پاس بیٹھے تھے کہ اس کے دربان نے آکر کہا کہ ابو خالد حکیم بن حزام ملاقات کے لیے حاضر ہے۔ مروان نے کہا آنے دو، حکیم بن حزام دربار میں آیا۔ مروان نے اسے خوش آمدید کہا اور قریب بلایا پھر مروان اس کی خاطر صدر مجلس سے ہٹ گیا اور گاؤتکیہ دونوں میں حائل ہو گیا مروان نے

اس کی طرف توجہ کی اور کہا کہ بدر کا واقعہ سنائیے۔ اس نے کہا کہ سے چل کر جب ہم حنفہ پہنچے۔ قریش کا ایک قبیلہ ہمارا ساتھ چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ اس قبیلہ کے مشرکین میں سے ایک بھی جنگ بدر میں شریک نہیں ہوا۔ پھر ہم وہاں سے بڑھ کر وادی کے اس کنارے فروکش ہوئے جس کا اللہ نے ذکر فرمایا ہے میں عقبہ بن ربیعہ کے پاس گیا اور میں نے کہا اے ابوالولید! کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرو گے کہ آج کی نیک نامی کا سہرا عمر بھر کے لیے تمہارے سر ہو۔ اس نے کہا میں اس کے لیے تیار ہوں وہ کیا بات ہے؟ میں نے کہا تم صرف ابنِ حضرمی کے خون کا بدلہ محمدؐ سے لینا چاہتے ہو وہ تمہارا حلیف تھا تم اس کی دیت سے درگزر کرو اور یہاں سے سب کو لے کر چلے جاؤ۔ عقبہ نے کہا میں اس کے لیے تیار ہوں مگر تم ہی اس کی کوئی راہ نکالو۔ ابنِ حنظلیمہ یعنی ابوجہل کے پاس جاؤ اور کہو تمہارے لیے یہی مناسب ہے کہ تم اپنی ساری جماعت کو آج اپنے ابنِ عم کے مقابلہ سے ہٹالو۔ میں ابوجہل کے پاس آیا اور اس سے کہا عقبہ بن ربیعہ نے تم سے کہا ہے مناسب یہی ہے کہ آج تم اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر اپنے ابنِ عم کے مقابلہ سے ہٹ جاؤ۔ ابوجہل نے کہا کیا اسے تمہارے سوا کوئی اور قاصد اس پیغام رسانی کے لیے نہیں مل سکا۔ میں نے کہا جی ہاں اور میں بھی اس کے سوا اور کسی کا قاصد نہیں بن سکتا تھا۔ میں اس کے پاس سے نکل کر دوڑتا ہوا عقبہ کے پاس چلا آیا۔ اتنے میں ابوجہل جس کے چہرے سے بدی نمایاں تھی۔ وہاں آیا اس نے عقبہ سے کہا کہ تیری ہوا نکل گئی ہے۔ عقبہ نے کہا کہ بہت جلد تم کو معلوم ہو جائے گا۔ ابنِ اسحاق کے سلسلہ بیان کے مطابق عقبہ بن ربیعہ نے کھڑے ہو کر اپنی قوم میں تقریر کی اور کہا اے گروہ قریش! محمدؐ اور اس کے ساتھیوں سے لڑ کر تم کو کیا مل جائے گا اگر تم نے ان کو مار بھی لیا تو ہمیشہ تمہارا ایک شخص دوسرے کو اس لیے منظرِ کراہت دیکھے گا کہ اس نے اپنے کسی بھتیجے بھانجے یا عزیز قریب کو قتل کیا ہو گا۔ تم واپس چلو۔ محمدؐ اور تمام عرب کو پٹنے کے لیے چھوڑ دو۔ اگر انہوں نے اسے مار دیا تو فوالمراء۔ اور اگر اس کے خلاف ہوا تو اس کا فائدہ تم کو بھی ہو گا۔ اس لیے اب تم خود اس کے مقابلہ پر کچھ نہ کرو۔

ابوجہل نے عامر بنِ حضرمی کو بلا بھیجا اور اس سے کہا دیکھو تمہارا حلیف سب کو واپس لے جانا چاہتا ہے۔ حالانکہ تمہارے بھائی کے انتقام لینے کا موقع تمہارے سامنے ہے۔ عامر اٹھا اور صرف سے نکل کر اے میرا عمر! اے میرا عمر! کا وادیا کیا تو جنگ چھڑ گئی بات بگڑ گئی اور سب کے سب انتقامی جنگ کے لیے آمادہ ہو گئے اور عقبہ نے جو مشورہ دیا تھا اس کو رد کر دیا گیا۔

اسود بن عبدالاسد کا قتل

اسود بن عبدالاسد جو ایک تندخو آدمی تھا فوج سے برآمد ہوا اور کہنے لگا میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ ان کے حوض کا پانی پیوں گا اور اسے منہدم کر دوں گا یا اپنی جان دے دوں گا۔ اس کے مقابلہ کے لیے حمزہ بن عبدالمطلب بڑھے۔ مقابلہ ہوتے ہی حمزہ نے تلوار کے وار سے نصف ساق سے اس کا پاؤں قطع کر دیا۔ اور وہ منہ کے بل گر پڑا۔

عتبہ، شیبہ اور ولید کا خاتمہ

اس کے بعد عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید بن عتبہ کے ساتھ جن کے بیچ میں وہ تھا۔ میدان کارزار میں آیا اور اپنی صف سے برآمد ہو کر اس نے مبارزت طلبی کی۔ اس کے مقابلہ میں انصار کے تین جوان مرد عوف، معوذ اور عبداللہ بن رواحہ نکلے۔ قریش نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انھوں نے کہا ہم انصاری ہیں۔ قریش نے کہا ہمیں تمھاری ضرورت نہیں۔ پھر ان میں سے ایک نے آواز دی اے محمد! ہمارے مقابلہ پر ہمارے برابر کے ہم قوم لوگوں کو بھیجو۔

رسول اللہ نے فرمایا اے حمزہ بن عبدالمطلب تم جاؤ، اے عبیدہ بن حارث تم جاؤ، اے علی بن ابی طالب تم جاؤ۔ جب یہ تین حضرات نکلے تو قریش نے پوچھا تم کون ہو؟ انھوں نے فرود اپنا نام بتایا۔ قریش نے کہا بے شک تم ہمارے برابر ہو۔ عبیدہ بن حارث کا عتبہ سے، حمزہ کا شیبہ سے اور علی کا مقابلہ ولید سے ہوا۔ حمزہ اور علی نے تو سامنا ہونے ہی اپنے حریفوں کو فوراً قتل کر دیا۔ البتہ عبیدہ اور عتبہ نے ایک ساتھ ایک دوسرے پر تلوار کا وار کیا جس سے دونوں اپنی اپنی جگہ ناکارہ اور بے دم ہو گئے مگر اتنے میں حمزہ اور علی نے پیٹ کر ایک ساتھ عتبہ پر تلواریں ماریں اور اسے قتل کر دیا اور اپنے ساتھی عبیدہ کو اپنی فوج میں اٹھا لائے ان کا پاؤں قطع ہو گیا تھا اور نلی کا گودا بہہ رہا تھا۔ جب ان کو رسول اللہ کی خدمت میں پیش کیا گیا انھوں نے عرض کیا اے رسول اللہ! کیا میں شہید نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا بے شک تم شہید ہو۔ عبیدہ نے کہا اگر ابوطالب زندہ ہوتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ ان کے اس شعر کا صحیح مصداق میں ہوں

ونذھل عن ابناؤنا والمسلائل
ونسلمہ حتی نصرع حولہ

تا وقتیکہ ہم اس کی حمایت میں قتل نہ ہو جائیں اور اپنے اہل و عیال کو بھول نہ جائیں ہم کبھی اسے بے یار و مددگار نہ چھوڑیں گے۔ اس کے بعد فریقین نے ایک دوسرے پر یورش کر دی اور مل جل گئے۔ رسول اللہ نے مٹھی بھر کنگریاں اٹھائیں۔ ان کو لے کر آپ قریش کے سامنے کھڑے ہوئے اور فرمایا ”شاہت الوجہ (یہ چہرے رسول اور ذلیل ہوئے) پھر کنگریوں پر دم کر کے قریش کی طرف پھینکا اور صحابہ سے فرمایا اب حملہ کرو، حملہ کرتے ہی قریش

شکست کھائی۔ اللہ نے قریش کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کر دیا اور ان میں سے بہت سے قید کر لیے گئے۔
جنگِ بدر میں ملائکہ کی شرکت | ابن عباس سے مروی ہے کہ بدر کے دن ملائکہ کی شان یہ تھی کہ انھوں نے سفید عمامے باندھ رکھے تھے۔ جن کے شملے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔ اور جنگِ حنین میں انھوں نے سرخ عمامے باندھ رکھے تھے مگر بدر کے علاوہ اور کہیں ملائکہ نے خود رٹائی میں حصہ نہیں لیا۔

آنحضرتؐ کا مقتولین سے خطاب | انس بن مالک سے مروی ہے کہ صحابہ نے وسطِ شب

عتبہ بن ربیعہ، اے شیبہ بن ربیعہ، اے امیہ بن خلف، اے ابو جہل بن ہشام اسی طرح آپؐ نے ان تمام مقتولین کے نام لیے جو اس کنوئیں میں ڈالے گئے تھے پھر فرمایا جو وعدہ تمھارے رب نے تم سے کیا تھا کیا اسے تم نے درست پایا۔ بے شک جو وعدہ میرے رب نے مجھ سے کیا تھا اسے تو میں نے سچا پایا ہے۔ صحابہ نے آپؐ سے کہا اے رسول اللہ! آپؐ ایسے مردوں کو پکارتے ہیں جو مٹر گل گئے ہیں آپؐ نے فرمایا جو کچھ میں کہتا ہوں اسے تم ان سے کچھ زیادہ نہیں سنتے البتہ ان میں جواب دینے کی استطاعت نہیں اس کے بعد آپؐ نے حکم دیا کہ دشمن کی فردگاہ میں جو کچھ ملے اسے جمع کر لیا جائے جب اسے جمع کر دیا گیا تو اس کے بارے

میں مسلمانوں میں اختلاف ہوا۔ جنھوں نے جمع کیا تھا وہ مدعی ہوئے کہ خود ہی سب لے لیں۔ مگر اس پر ان لوگوں نے جو دشمن سے لڑ رہے تھے ادراھنیں تلاش کر کے قید کر رہے تھے کہا کہ اگر ہم نہ ہوتے تو یہ مال تمھارے قبضہ میں آ ہی نہیں سکتا تھا۔ ہم نے دشمن کو اپنے سے مصروف پیکار کر کے تم کو یہ موقعہ دیا ہے کہ تم نے غنیمت حاصل کی پھر ان لوگوں نے جو دشمن کی یورش کے خوف سے اس اثنا میں رسول اللہؐ کی نگہبانی کرتے رہے تھے کہا کہ اس مال کا ہمارے مقابلہ میں تم میں سے کوئی زیادہ مستحق نہیں ہے جب اللہ نے ہم کو فتح دی اور انھوں نے ہماری طرف پشت پھیر دی تو یہ بات ہمارے بالکل قبضہ میں تھی چونکہ اس کا کوئی بچانے والا نہ تھا۔ ہم آسانی سے اس سب پر قبضہ کر لیتے مگر اس اندیشہ سے کہیں دشمن رسول اللہؐ پر نہ پلٹ پڑے ہم آپؐ کی حفاظت کے لیے آپؐ کے پاس ٹھہرے رہے اس لیے تم میں سے کوئی بھی ہم سے زیادہ اس مال کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

سورۃ انفال کی تفسیر | ابو امامہ باہلی سے مروی ہے کہ میں نے عبادہ بن صامت سے انفال کی تفسیر پوچھی تو انھوں نے کہا کہ یہ آیت ہم اہل بدر کے متعلق نازل ہوئی

جب مال غنیمت کے متعلق ہم میں سخت اختلاف ہو گیا اور نوبت بد اخلاقی تک پہنچ گئی تو اللہ نے اسے ہم سے چھین کر رسول اللہ کو دے دیا اور رسول اللہ نے اسے تمام مسلمانوں میں علی السویۃ تقسیم کر دیا اور اس میں اللہ کا تقویٰ اس کے رسول کی فرمانبرداری اور آپس کے تعلقات کی اصلاح تھی۔

مقتولین اور اسیران بدر کی تعداد | رسول اللہ کے ساتھ مشرکین کے قیدی بھی تھے ان کی تعداد چوالیس تھی۔ اور اسی قدر مشرک مارے گئے تھے۔ عمر بن خطاب سے سدی ہے کہ بدر کے دن فریقین کا مقابلہ ہوا تو اللہ نے مشرکین کو شکست دی ان کے شتر آدمی مارے گئے اور شہری اسیر کر لیے گئے۔

شہداء بدر کی تعداد | ابو جعفر کے بیان کے مطابق مسلمانوں میں سے کل چودہ آدمی شہید ہوئے ان میں چھ مہاجر اور آٹھ انصاری تھے۔

یہودیوں کا حسد | ابو جعفر کہتے ہیں کہ بدر سے واپس آکر آپ مدینہ میں قیام پذیر ہوئے۔ حبیب آپ ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے تو آپ نے یہودیوں سے اس شرط پر کہ وہ آپ کے برخلاف کسی کی اعانت نہیں کریں گے اور اگر کوئی دشمن آپ پر چڑھائی کرے گا تو وہ آپ کی نصرت کریں گے، معاہدہ صلح کیا تھا۔ مگر جب آپ نے بدر میں قریش کے اس قدر مشرکین کو قتل کیا تو یہودیوں نے اپنے حسد اور رنج کا اظہار کیا اور کہنے لگے کہ محمد کو اچھے لڑنے والوں سے سابقہ نہیں پڑا اگر ہم سے مقابلہ ہوتا تو ان کو معلوم ہو جاتا نیز انھوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی بھی کی۔



باب ۶

یہود مدینہ

غزوہ بنی قینقاع | محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے بنی قینقاع کو ان کے بازار میں جمع کر کے کہا۔

”یہودیو! اللہ سے ڈرو کہ کہیں وہ تم کو بھی ایسی سزا نہ دے جیسی کہ اس نے قریش کو دی ہے۔ تم اسلام لاؤ، تم جانتے ہو کہ میں نبی مرسل ہوں۔ جس کا ذکر خود مختاری کتابوں میں اور اس میثاق میں ہے جو اللہ نے تم سے لیا تھا۔ یہود نے کہا ”اے محمد! تم ہم کو بھی اپنی قوم ایسا سمجھتے ہو تم ایسے لوگوں کے مقابلہ میں گئے جو لڑائی سے بالکل واقف نہ تھے کہ تم نے موقع پا کر ان کو زیر کر لیا۔ اپنی کامیابی سے دھوکہ میں نہ پڑو۔ بخدا اگر تم ہم سے لڑے تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم مرد اہل نبرد ہیں۔“

بنو قینقاع کا محاصرہ | یہ غزوہ شوال ۳ء میں ہوا جب جبریل یہ آیت ”واما تخافن من قوم خیانتہ فانذہم علی سوا“ (اگر تم کو کسی قوم کی خیانت کا اندیشہ ہو تو تم بھی ان کے ساتھ دہی کرو) رسول اللہ پر لے کر نازل ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے بنی قینقاع سے اس بات کا اندیشہ ہے۔ آپ نے پندرہ شب ان کا محاصرہ رکھا۔ اس اثناء میں ان کا کوئی آدمی مقابلہ پر برآمد نہ ہوا پھر انھوں نے رسول اللہ کے حکم پر ہتھیار رکھ دیے اور اپنے کو ان کے حوالے کر دیا۔ ان سب کی مشکلیں باندھ دی گئیں۔ پھر آپ نے ان کو جلا وطن کر دیا اور ان کی املاک کو بطور غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ آپ کو ان کے پاس سے اسلحہ اور آلات کشاوری کی ایک بڑی مقدار ہاتھ لگی۔

مال غنیمت کا پہلا خمس | ابو جعفر نے کہا ہے کہ اسی غزوہ میں اسلام میں پہلا خمس نکالا گیا۔ اس موقع پر آپ نے اپنا خاص حصہ لیا۔ خمس لیا اور عام حصہ لیا۔ بقیہ چار حصوں کو صحابہ میں تقسیم کر دیا۔ آپ مدینہ واپس آئے تو عید قربان آگئی۔ آپ نے اور خوشحال صحابہ نے ذوالحجہ کی

دسویں تاریخ کو قربانی کی۔ آپ صحابہ کے ساتھ عید گاہ تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے عید کی پہلی نماز پڑھائی۔ عید کی یہ پہلی نماز ہے جو آپ نے مدینہ میں صحابہ کو پڑھائی اور وہیں عید گاہ میں آپ نے دو بکریاں یا ایک بکری ذبح کی۔

عثمان بن مظعون کی وفات | اس سال یعنی ۳ھ کے ماہ ذی الحجہ میں عثمان بن مظعون کا انتقال ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بقیع میں دفن کیا۔ اور

ان کے مرہانے علامت کے طور پر ایک پتھر نصب کیا۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ اس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خون بہا لکھے اور یہ تحریر آپ کی تلوار میں لگی ہوئی تھی۔



باب

جنگِ اُحدؓ

جنگِ اُحد واقعہ بدر اور اس میں قریش کے اشراف اور رؤسا کا قتل جنگِ اُحد کا باعث ہوا قریش پوری طرح تیار ہو کر مکمل ساز و سامان کے ساتھ جیوش، بنی کنانہ اور اہل تمامہ کیساتھ جنگ کے لیے چلے۔ انھوں نے اپنی عورتوں کو بھی اس خیال سے کہ ان کی موجودگی میں وہ زیادہ حمیت اور غیرت سے لڑیں گے اور بھاگیں گے نہیں اپنے ساتھ لے لیا۔ ابوسفیان بن حرب امیر جماعت نے ہند بنت عتبہ کو (اور دیگر مشرکین نے اپنی عورتوں کو ساتھ لیا)

ہند بنت عتبہ اور حبشی ہند کا یہ حال تھا کہ جب وہ حبشی کے پاس سے گذرتی یا وہ اس کے پاس سے گذرتا تو کہتی اے ابودسمہ! تو میرا دل ٹھنڈا کر اور اپنا دل بھی ٹھنڈا کر۔

مسلمانوں کا بیرونِ مدینہ نہ دفعِ اصرار قریش اُحد پہاڑ میں بدھ کے دن آکر اترے تھے وہ اس دن جمعرات اور جمعہ وہیں ٹھہرے رہے۔ نماز جمعہ پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے مقابلہ پر بڑھے۔ صبح آپ نے اُحد کی گھاٹی میں کی اور سپینچر کے دن نصف شوال میں جنگِ اُحد ہوئی۔

مسلمانوں اور کفار کی تعداد واقعہ کا بیان ہے کہ مقامِ شیخین سے عبداللہ بن ابی تین سو آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ کا ساتھ چھوڑ کر چلے گیا۔ اب رسول اللہ کے ساتھ سات سو مسلمان رہ گئے اور مشرکین تین ہزار تھے۔ ان میں دو سو سوار اور پندرہ عورتوں کے نمل تھے ان میں سات سو زرہ پوش تھے اور ان کے مقابلہ میں صرف سو مسلمان زرہ پوش تھے اور ان کے ساتھ صرف دو گھوڑے تھے۔ ایک رسول اللہ کا اور ایک ابوبردہ حارثی کا۔

حضرت علیؑ اور طلحہ بن عثمان کا مقابلہ | سدی سے مروی ہے کہ احد میں رسول اللہ ﷺ مشرکین کے مقابلہ میں برآمد ہوئے۔ آپ کے حکم سے تیر انداز پہاڑ کی جڑ میں مشرکین کے رسالہ کے مواجہ میں کھڑے ہوئے آپ نے ان کو ہدایت کر دی کہ تم اپنی جگہ سے کسی وقت بھی نہ ہٹنا۔ چاہے تم ہم کو ان پر فتح یاب ہوتا ہوا دیکھو، کیونکہ جب تک تم اپنی جگہ کھڑے رہو گے، ہم غالب رہیں گے۔ آپ نے عبد اللہ بن جبیر کو ان تیر اندازوں کا سردار مقرر فرمایا تھا۔ اب طلحہ بن عثمان مشرکوں کے علمبردار نے میدان میں نکل کر کہا:-

”اے محمدؐ کے ساتھیو! تمھارا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ ہم کو تمھاری تلواروں کے ذریعہ بہت جلد دوزخ میں لے جائے گا اور تمھیں ہماری تلواروں کے ذریعہ فوراً جنت میں داخل کر دے گا لہذا کوئی مرد میدان ہے جسے اللہ میری تلوار سے فوراً جنت میں لے جائے یا اس کی تلوار سے مجھے دوزخ دکھائے؟“

علیؑ بن ابی طالب کھڑے ہوئے اور فرمایا:-
”قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں اس وقت تک تجھے نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ اپنی تلوار سے تجھے جہنم واصل نہ کروں یا تیری تلوار سے خود جنت میں نہ جاؤں۔“

حضرت علیؑ نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کا پاؤں کاٹ دیا وہ اس طرح گر کہ اس کی شمرگاہ کھل گئی کہنے لگا اے میرے بھائی تجھے اللہ اور اپنی قربت کا واسطہ مجھے نہ مارو۔ حضرت علیؑ نے اسے چھوڑ دیا رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی اور صحابہؓ نے حضرت علیؑ سے اس کا کام تمام نہ کرنے کی وجہ پوچھی تو حضرت علیؑ نے فرمایا:- ”اس نے اللہ اور قربت کا واسطہ دیا تو مجھے شرم آگئی۔“
اب عام جنگ شروع ہوئی اور بہت گرما گرم جنگ ہوئی۔ ابو جہلہ حمزہ بن عبد المطلب اور حضرت علیؑ بن ابی طالب کچھ مسلمانوں کے ساتھ مل کر دشمنوں میں گھس گئے۔ اللہ نے اپنی نصرت نازل کی اور جو وعدہ کیا تھا اسے ایفا کیا۔ ان حضرات نے تلواروں پر مشرکین کو رکھ لیا اور سامنے سے مار بھگایا اور بلاشبہ ان کو شکست ہو گئی۔

آنحضرتؐ کے متعلق افواہ | زبیرؓ سے مروی ہے کہ جب ہم نے دشمن کو مقابلہ سے مار بھگایا، تو ہمارے تیر انداز لوٹنے کے لیے فرود گاہ میں چلے آئے اور انھوں نے دشمن کے رسالہ کے لیے ہمارے عقب کو غیر محفوظ چھوڑ دیا۔ چنانچہ دشمن کے رسالہ نے پیچھے سے

ہمیں آیا۔ اسی وقت کسی نے چلا کر کہا کہ محمدؐ مارے گئے۔ اس کے سنتے ہی ہمارے حوصلے پست ہو گئے اور دشمن کے حوصلے بلند ہو گئے۔

حضرت علیؑ کی شجاعت | ابورافع سے مروی ہے کہ جب علیؑ نے مشرکین کے علمبرداروں کو تیغ کر دیا تو رسول اللہؐ کی نظر مشرکوں کی ایک جماعت پر پڑی۔ آپؐ نے علیؑ سے فرمایا کہ اس پر حملہ کر دو انھوں نے حملہ کر کے اس جماعت کو منتشر کر دیا اور شیبہ بن مالک کو قتل کر دیا۔ حضرت جبریلؑ نے رسول اللہؐ سے عرض کیا کہ یہ ہے ہمدردی۔ آپؐ نے فرمایا ”بے شک علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں“

جبریلؑ نے کہا اور آپؐ دونوں کا تیسرا میں ہوں۔ نیز صحابہ نے یہ آواز بھی سنی :-
”لَا سِيفَ إِلَّا ذُو الْفَقَارِ وَلَا فَتَى إِلَّا عَلِيٌّ“ (تکوار صرف ذوالفقار ہے اور جواں مرد صرف علیؑ ہیں)۔

حضرت حمزہؑ کی شہادت | جبیر بن مطعم کا غلام وحشی کہتا ہے کہ اب تک حمزہؑ کی صورت میری نظروں میں ہے ان کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنی تلوار سے لوگوں کے پُزے پرزے کر رہے تھے اور خاکی رنگ کے نراندٹ کی طرح جو چیز ان کے سامنے آتی وہ اسے گرا دیتے۔ اتنے میں سباع بن عبدالعزیٰ مجھ سے پہلے ان کے سامنے بڑھ گیا سباع نے ان پر تلوار ماری مگر وہ سر سے خطا کر گئی میں نے اپنا بھالا نشانہ زنی کے لیے ہاتھ میں لے کر بلایا اور جب میں بالکل قریب ہو گیا اور اطمینان ہوا تو میں نے اسے ان پر پھینکا وہ ان کے پیرو پر لگا اور دونوں ٹانگوں کے درمیان سے نکل گیا وہ میری طرف بڑھے پھر زمین پر گر پڑے میں نے تھوڑی دیر انتظار کیا جب وہ مر گئے تو میں نے جا کر ان کے جسم سے اپنا بھالا نکال لیا۔ میں لڑائی سے ہٹ کر فود گاہ میں چلا گیا۔ کیونکہ سوائے اس کے میرا اور کوئی مقصد نہ تھا۔

صحابہ کا فرار | سدی سے مروی ہے ابن حشہ حارثی نے رسول اللہؐ کے قریب آکر آپؐ پر پتھر پھینکا جس سے آپؐ کی ناک اور چوکا ٹوٹ گیا۔ آپؐ کا چہرہ خون آلود ہو گیا۔ اس کے صدمے سے آپؐ حرکت نہ کر سکے۔ آپؐ کے صحابہ آپؐ کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ بعض مدینہ چلے آئے اور بعض پہاڑ پر چڑھ کر ایک چٹان پر جا بیٹھے۔ رسول اللہؐ لوگوں کو آواز دینے لگے کہ اے اللہ کے بندو! میرے پاس آؤ، میرے پاس آؤ۔ تیس صحابہ آپؐ کے پاس آ گئے اور وہ سب کے سب آپؐ کے آگے چلنے لگے۔ مگر طلحہ اور سہیل بن حنیف کے علاوہ کوئی آپؐ کے قریب نہ ٹھہرا۔

تمام مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ رسول اللہؐ قتل کر دیے گئے۔ اس پر چٹان والوں نے کہا

کاش کوئی شخص ایسا ہوتا جو ہماری طرف سے عبداللہ بن ابی سے جا کر کہتا کہ وہ ہمارے لیے ابوسفیان سے امان لے لے۔ اے دوستو! محمدؐ مارے گئے اب اپنے اپنے گھروں کو واپس چلو قبل اس کے دشمن تم پر حملہ کر کے سب کو تہ تیغ کر ڈالے۔ انس بن نصیر نے کہا:-

”اے میرے دوستو! اگر محمدؐ مارے گئے تو کیا ہوا محمدؐ کا رب تو زندہ ہے وہ تو نہیں مارا گیا۔ لہذا جس دین کی حمایت میں وہ مارے گئے اسی کی حمایت میں تم لڑو۔ خداوند جو کچھ انھوں نے کہا ہے اس سے میں تیری جناب میں معافی چاہتا ہوں اور اس سے اپنی بے تعلقی کا اعلان کرتا ہوں۔“

یہ کہہ کر انھوں نے تلوار سنبھالی، دشمن پر حملہ کیا، جاں نثاری سے لڑے اور شہید ہو گئے اسی موقع پر ان لوگوں کے لیے جنہوں نے کہا تھا کہ چونکہ رسولؐ مارے گئے لہذا اپنے گھروں کو چلو۔ اللہ تعالیٰ نے آیات نازل کیں

”وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ فَلَئِنْ نَصَبْنَا لِلَّهِ شَيْئًا وَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ يَوْمَئِذٍ (اور نہیں ہیں محمدؐ مگر

اللہ کے رسول، ان سے پہلے بہت سے رسولؐ گزرے ہیں۔ اگر وہ مر جائیں یا مارے جائیں تو تم اٹھے پاؤں پلٹ جاؤ گے اور جو کوئی اٹھے پاؤں پلٹ جائے وہ ہرگز اللہ کو کوئی ضرر نہیں پہنچائے گا اور بہت جلد اللہ فرمانبرداروں کو جزائے خیر دے گا۔“

ابو جعفر کہتے ہیں کہ اس روز جو صحابہ رسولؐ کو چھوڑ کر بھاگے تھے ان میں سے بعض تو کوہ اعوض کے ادھر مقام منقی جا پہنچے۔ حضرت عثمان بن عفان، عقبہ بن عثمان اور سعد بن عثمان دوانضاری یہ حضرات اُحد سے بھاگ کر کوہ جعلب جو مدینہ کے اطراف میں کوہ اعوض سے متصل ہے چلے آئے۔ اور وہاں تین دن تک رہے پھر رسولؐ کے پاس پلٹ کر آئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم تو کافی دور چلے گئے تھے۔

حفظہ بن ابی عامر (جن کو ملائکہ نے غسل دیا) اور

ابوسفیان کا مقابلہ ہوا جب انھوں نے ابوسفیان

حضرت حفظہ کی شہادت اور غسل ملائکہ

پھر قابو پالیا فوراً ہی شہادین اسود کی نظر ان پر پڑی اور اس نے دیکھ لیا کہ اب حفظہ ابوسفیان پر قابو پا چکے ہیں اس نے تلوار سے ان کا کام تمام کر دیا۔ رسولؐ نے صحابہؓ سے فرمایا تمہارے دوست حفظہ کو ملائکہ غسل دے رہے ہیں۔ ان کی بیوی سے دریافت کیا گیا تو اس نے کہا بیشک دشمن کی یورش کی خبر سنکر

وہ بغیر غسل کیے چلے گئے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اسی لیے ملائکہ نے انھیں غسل دیا۔

شہداء کرام کا مثلہ | صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ جنگ ختم ہونے کے بعد ہند بن عتبہ اپنی ساتھیوں کے ساتھ شہید صحابہ رسول اللہؐ کے اعضاء جسم کو قطع و

برید کرنے نکلی۔ انھوں نے مقتولین کے کان ناک کاٹے یہاں تک کہ ہند نے ان کے کٹے ہوئے ناک اور کانوں کے بازو بند اور ہنسی بنائی اور خود اپنا بازو بند ہنسی اور کان کی بالیاں اس نے جبر بن مطعم کے غلام وحشی کو دے ڈالیں۔ اس نے جناب حمزہ کا کلیجہ چیر کر نکالا اور چبا ڈالا مگر وہ اس سے چبا نہیں اس نے پھر اگل دیا۔ اس کے بعد اس نے ایک بلند چٹان پر چڑھ کر نہایت بلند آواز سے اپنے وہ اشعار پڑھے جو اس نے اپنی جماعت کی فتح اور صحابہ رسولؐ کے قتل کی خوشی میں کہے تھے ابوسفیان کہنے لگا ہبل کی بجے، ہبل کی بجے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اس کا جواب دو صحابہ نے پوچھا کیا جواب دیں؟ آپؐ نے فرمایا کہو، اللہ بہت بزرگ و برتر ہے۔

ابوسفیان کہنے لگا عزّی ہمارا ہے تمھارا کوئی عزّی نہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اس کا جواب دو صحابہ نے کہا کیا جواب دیں؟ آپؐ نے فرمایا کہو ”اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم“ (اللہ ہمارا آقا و مولا ہے اور تمھارا کوئی والی و مالک نہیں)

اس کے بعد اس نے بلند آواز سے کہا تمھارے مقتولین میں مقطوع الاعضاء لوگ ہیں۔ مگر میں نے نہ اس کی اجازت دی تھی اور نہ ممانعت کی تھی اس لیے اس فعل کو نہ میں نے اچھا سمجھا نہ بُرا۔ حالانکہ طلحہ بن زیان نے جو اس روز جیوش کا افسر تھا خود ابوسفیان کو حمزہؓ کے جڑے پر نیزے کی اتنی بھونک کر یہ کہتے سنا تھا ”اے اس کا مرہ، اس کا مرہ کچھ۔“

ابوسفیان کے تعاقب کا حکم | ابوسفیان اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہاڑ پر سے پلٹ کر جانے لگا اس نے بلند آواز سے کہا، اب آئندہ سال پھر بدر میں تم سے مقابلہ

سوکا۔ رسول اللہؐ نے اپنے کسی صحابی سے کہا کہہ دو ہاں ضرور۔ پھر آپؐ نے علی بن ابی طالبؓ کو حکم دیا کہ تم مشرکین کے پیچھے جا کر دیکھو کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور آئندہ کیا کرنا چاہتے ہیں اگر انھوں نے گھوڑوں کو توڑ لیا ہو اور خود وہ اونٹوں پر سوار ہوں تو سمجھ لینا کہ اب وہ مکہ پلٹ رہے ہیں اور اگر اس کے برعکس وہ گھوڑوں پر سوار ہوں اور اونٹوں کو خالی ساتھ لے جا رہے ہوں تو سمجھنا کہ ان کا ارادہ مدینہ کا ہے۔ اس وقت قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر وہ مدینہ کا رخ کریں گے تو میں ضرور فوراً مدینہ پہنچ کر وہاں ان سے لڑوں گا۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں حسب الحکم میں ان کے پیچھے گیا کہ دیکھیں وہ

اب کیا کرتے ہیں۔ جب میں نے دیکھا کہ انھوں نے گھوڑوں کو قتل کر دیا ہے اور اونٹوں پر سوار ہو گئے ہیں۔ میں نے سمجھ لیا کہ یہ اب مکہ جا رہے ہیں۔ آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا تھا جو کچھ دیکھو جب تک میرے پاس نہ آ جاؤ ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا۔

اب لوگ اپنے مقتولین کی دیکھ بھال کے لیے فارغ ہوئے
حضرت سعد بن ریح کی شہادت | رسول اللہؐ نے فرمایا کون ہے جو مجھے دیکھ کر بتائے کہ سعد

بن ریح نے جنگ میں کیا کیا؟ (یہ سعد بنو الحارث بن خزرج میں سے تھے) آیا وہ زندہ ہیں یا مر گئے؟ ایک انصاری نے کہا یا رسول اللہؐ! میں دیکھ کر آتا ہوں۔ وہ میدان کارزار میں گئے ان کو تلاش کیا دیکھا کہ سخت مجروح ہیں اور صرف سانس باقی ہے یہ انصاری کہتے ہیں میں نے زور سے کہا ”مجھے رسول اللہؐ نے حکم دیا ہے کہ میں تم کو دیکھ کر آؤں زندہ ہو یا ختم ہو گئے“ سعد نے کہا:-

”میرا کام تو ختم ہو چکا ہے تم رسول اللہؐ سے میرا سلام کہو اور عرض کر دو کہ سعد عرض پر دراز ہے کہ اللہ آپؐ کو بہترین جزا دے جو اس نے کسی نبی کو اپنی امت کی خدمت کے عوض میں دی ہے اور تم اپنی قوم کو میرا سلام پہنچانا اور کہنا سعد بن ریح نے کہا ہے کہ اگر تمھاری موجودگی میں دشمن کسی طرح بھی رسول اللہؐ تک پہنچ گیا تو اللہ کے سامنے تمھارا کوئی عذر قابل پذیرائی نہ ہوگا کیونکہ تمھارے پاس دیکھنے کے لیے آنکھیں ہیں۔“

ان کے مرنے تک میں وہیں کھڑا رہا پھر میں نے رسول اللہؐ سے آکر ان کا واقعہ بیان کیا آپؐ حمزہؓ بن عبدالمطلب کو تلاش کرنے چلے آپؐ نے ان کو وادی کے شکم میں مقتول پایا ان کا پیٹ چاک کر کے ان کا کلیجہ نکال لیا گیا تھا۔ ان کے جسم کو قطع کر دیا گیا تھا اور ناک کان کاٹ ڈالے گئے تھے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ صفیہ بن عبدالمطلبؓ اپنے حقیقی بھائی
حضرت صفیہ کا صبر و ایثار | حمزہؓ کو دیکھنے آئیں۔ رسول اللہؐ نے ان کے بیٹے زبیرؓ سے کہا کہ

تم ان کے پاس جاؤ اور انھیں لوٹا دو تاکہ جو کچھ ان کے بھائی کے ساتھ ہوا ہے وہ اسے دیکھنے نہ پائیں، زبیر ان کے پاس گئے اور کہا اماں جان! رسول اللہؐ نے حکم دیا ہے کہ آپؐ واپس چلی جائیں۔ انھوں نے پوچھا ”کیوں۔“ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے بھائی کے اعضاء کو قطع کر دیا گیا ہے۔ اللہ کی راہ میں یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ محض اس وجہ سے اگر مجھے ممانعت کی گئی ہے تو ہم اس سے تو بہت خوش ہیں انشاء اللہ میں صبر و تحمل سے کام لوں گی۔“

زبیرؓ نے رسول اللہؐ سے آکر ان کا قول بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا اچھا ان کو جانے دو۔ وہ

حزہ کے پاس آئیں ان کو خوب دیکھا ان پر رحمت بھیجی۔ ”اَنَا لِلّٰہِ وَاَنَا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ“ کہا اور ان کے لیے طلب مغفرت کی۔

اس کے بعد وہ آنحضرتؐ کے حکم سے دفن کر دیے گئے۔

مسلمانوں نے اپنے بعض مقتول مدینہ لا کر دفن کر دیئے مگر پھر رسول اللہ ﷺ | **شہداء اُحد کی تدفین** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ممانعت کر دی اور فرمایا جہاں وہ گرے ہیں۔ وہیں ان کو دفن کر دو۔

محمد بن سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنی دینار کی ایک عورت کے پاس آئے جس کا شوہر، بھائی اور باپ رسول اللہ کے ہمراہ جنگ اُحد میں مارے گئے تھے۔ جب اسے ان سب کی شہادت کی اطلاع دی گئی تو اس نے پوچھا یہ بتاؤ کہ ”رسول اللہ کیسے ہیں؟“ لوگوں نے کہا ”اے ام فلاں وہ بالکل اچھے اور خیریت سے ہیں“ اس نے کہا ”مجھے دکھاؤ، تاکہ میں بیشم خود ان کو دیکھ لوں“

لوگوں نے اشارہ سے آپ کو بتایا اس نے آپ کو دیکھ کر کہا آپ کی موجودگی میں ہر مصیبت بے حقیقت ہے۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ خود اپنے گھر تشریف لائے آپ نے **حضرت علیؑ کے اشعار** اپنی تلوار اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ کو دی اور فرمایا بیٹی اس پر خون ہے اسے دھو ڈالو۔ حضرت علیؑ نے بھی اپنی تلوار جناب سیدہ ہی کو دی اور کہا اس کا خون دھو ڈالو، آج اس نے خوب جوہر دکھائے۔

یہ بھی مروی ہے کہ جب حضرت علیؑ نے تلوار دی تو یہ شعر پڑھے (ترجمہ اشعار)
 ”اے فاطمہ! یہ تلوار تو جس سے مجھے کوئی شکایت نہیں ہے اور نہ میں بزدل ہوں اور نہ نکمّا۔ قسم ہے میری جان کی میں احمد کی محبت اور اپنے رب کی اطاعت میں جو اپنے بندوں پر رحیم ہے لڑا، اس حال میں کہ تلوار میرے ہاتھ میں روشن ستارے کی طرح تھی جسے میں پھیرا ہاتھا اور اس سے میں کندھوں اور پسلیوں کو قطع کر رہا تھا۔ میں اسی طرح شمشیر زنی کرتا رہا یہاں تک کہ میرے رب نے ان کی جماعت کو براگندہ کر دیا اور ہم نے ہر شخص کے دل کو دشمن کے قتل سے مٹھڑا کر دیا۔“

رسول اللہؐ کا حضرت حمزہؓ پر گریہ کرنا | گھر سے گزرے آپؐ نے دہان نوحہ و بکا کا شور سنا جو وہ اپنے مقتولین پر کر رہے تھے تو آپؐ کی آنکھیں اشکوں سے ڈبڈبا گئیں اور آپؐ پر گریہ طاری ہوا اور پھر فرمایا لیکن حمزہؓ پر تو کوئی رونے والا نہیں ہے۔ جب سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر بنو عبد اللہ اشمل کے گھر آئے تو انھوں نے ان کی عورتوں سے کہا کہ تم چادریں اوڑھ کر جاؤ اور رسول اللہؐ کے چچا پر گریہ و نوحہ کر دو۔

رسول اللہؐ سنیچر کے دن مدینہ واپس آئے جس دن احد کی لڑائی ہوئی تھی۔ روایت ہے کہ نصف شوال سنیچر کے دن احد کی لڑائی ہوئی اور دوسرے دن ۱۲ شوال رسول اللہؐ کے مؤذن نے بذریعہ اعلان تمام لوگوں کو دشمن کا تعاقب کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ کوئی ایسا شخص جو کل ہمارے ساتھ شریک نہیں ہوا وہ آج بھی دشمن کا تعاقب نہ کرے۔ جابر بن عبد اللہ بن حرام نے رسول اللہؐ سے اس بارے میں گفتگو کی اور عرض کیا کہ میری سات بہنیں ہیں میرے باپ نے مجھے ان کے پاس چھوڑ دیا تھا کہ کہا تھا کہ لے بیٹے! ہم دونوں کے لیے یہ بات مناسب نہیں کہ ہم ان سب عورتوں کو بلا حفاظت چھوڑ دیں کیونکہ یہاں ان کے ساتھ کوئی مرد نہیں ہے اور میں تم کو اپنے مقابلہ میں رسول اللہؐ کے ساتھ جہاد میں شرکت کے لیے ترجیح نہیں دے سکتا۔ لہذا تم اپنی بہنوں کے پاس رہو۔ اس لیے مجھے مجبوراً ان کے پاس ٹھہر جانا پڑا۔ اس وجہ سے رسول اللہؐ نے ان کو ساتھ جانے کی اجازت دے دی۔ رسول اللہؐ اس وقت دشمن کے تعاقب میں اس لیے نکلے کہ وہ مرعوب ہو جائے کہ اسے معلوم ہو جائے کہ ہمارے پاس اب بھی کتنی طاقت ہے، اور جنگ میں نقصان کی وجہ سے ہم دشمن کے مقابلہ میں عاجز نہیں ہیں۔

ابو سائب سے مروی ہے کہ بنو عبد اللہ اشمل کے ایک شخص نے جو رسول اللہؐ کے ہمراہ احد میں شریک تھا بیان کیا کہ میں اور میرا بھائی دونوں رسول اللہؐ کے ساتھ جنگ احد میں شریک تھے ہم دونوں زخمی ہو کر میدان کارزار سے آپؐ کے پاس آ گئے۔ جب رسول اللہؐ کے مؤذن نے دشمن کے تعاقب میں چلنے کا اعلان عام کیا، تو ہم دونوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ یہ تو اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ ہم سے کوئی غزوہ بھی رسول اللہؐ کے ساتھ ترک ہو جائے۔ مگر بخدا ہمارے پاس سواری بھی نہیں ہے اور ہم دونوں زخمی ہیں لیکن اس کے باوجود ہم ساتھ چلے۔ میں اپنے بھائی کے مقابلہ میں کم زخمی تھا اس لیے جب چلتے چلتے وہ رہ جاتا میں اس کو کچھ دور

اٹھا کر لے جاتا اور کچھ دور وہ خود اپنے پاؤں چلتا۔ اسی طرح چلتے ہوئے ہم دونوں بھی اس مقام تک پہنچے جہاں اور مسلمان پہنچے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے جو مدینہ سے آٹھ میل ہے یہاں آپؐ نے تین دن پیر، منگل اور بدھ قیام فرمایا پھر آپؐ مدینہ واپس چلے آئے۔

حضرت حسنؑ بن علیؑ بن ابی طالب کی ولادت | اس سال ۳۳ ہجری پندرہ رمضان
حسنؑ بن علی بن ابی طالب پیدا ہوئے
اور اس سال ہی حسینؑ کا حمل جناب فاطمہؑ میں مستقر ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت حسنؑ کی ولادت اور
حضرت حسینؑ کے استقرار حمل میں پچاس راتوں کا وقفہ ہوا۔



باب

بنو نضیر کی حبس لاٹنی

بنو نضیر کی بکری عہدی | یزید بن رومان سے مروی ہے کہ چونکہ عمرو بن امیہ نے باوجود رسول اللہ کے عہد حفاظت کے بنی عامر کے دو شخصوں کو قتل کر دیا تھا آپ ان کی دیت کی ادائیگی میں مدد لینے کے لیے بنو نضیر کے پاس آئے بنو نضیر اور بنو عامر ایک دوسرے کے حلیف اور دوست تھے پہلے تو جب رسول اللہ نے ان سے اپنے آنے کی غرض بیان کی۔ انھوں نے کہا ہاں بوالفہم جو آپ نے ہم سے کہا ہے ہم اس کے لیے پوری طرح آمادہ ہیں مگر پھر وہ چپکے چپکے ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرنے لگے اور انھوں نے کہا آج سے بہتر موقع اس شخص کے ہلاک کرنے کا پھر کبھی نہیں ملے گا رسول اللہ اس وقت ان کے گھروں کی ایک دیوار کے پاس بیٹھے تھے لہذا کوئی شخص مکان کی چھت پر چڑھ کر وہاں سے ایک بڑا پتھر ان پر پھینک دے اور ان کو قتل کر کے ہمیں ان کی طرف سے ہمیشہ کے لیے راحت دے۔ ان کے ایک شخص عمرو بن حجاج بن کعب نے اس کام کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا اور کہا میں اس کیلئے تیار ہوں چنانچہ وہ آپ پر پتھر پھینکنے کیلئے ان کے مکان پر چڑھا۔ رسول اللہ خالی الذہن اپنے صحابہ کے ساتھ جن میں ابو بکر، عمر اور علی بھی تھے۔ دیوار کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ آسمان سے آپ کو آپکے دشمنوں کے اس منصوبہ کی خبر ملی۔ آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور صحابہ سے فرمایا میں آتا ہوں تم یہیں رہو آپ سیدھے مدینہ واپس چلے گئے۔ جب آپ کے آنے میں دیر ہوئی تو صحابہ آپ کی تلاش میں چلے۔ اثنائے راہ میں مدینہ سے ایک شخص آتا ہوا ملا اس سے پوچھا گیا اس نے بتایا کہ میں نے آپ کو مدینہ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ صحابہ مدینہ میں آپ کے پاس آگئے آپ نے ان کو بتایا کہ یہودی میرے ساتھ یہ بدعہدی کرنے والے تھے۔ پھر آپ نے ان کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور سب کو لے کر ان کے مقابلہ پر آئے اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ یہودی آپ کے مقابلہ میں کئی قلعوں میں قلعہ بند ہو گئے۔

بنو نضیر کی جلاوطنی | ابن عباس سے مروی ہے کہ پندرہ دن تک بنی نضیر کا محاصرہ رہا اور اس زمانہ میں انھیں بالکل بے بس کر دیا گیا آخر کار انھوں نے آپ کے مطالبہ کو منظور کر لیا اور اس شرط پر صلح کی کہ ان کو قتل نہ کیا جائے مگر ان کے وطن اور زمینوں سے ان کو بے دخل کر دیا جائے اور ان کو شام کے بیابانوں میں جلاوطن کر دیا جائے رسول اللہ نے ان کے بہترین افراد کے لیے ایک اونٹ اور ایک مشک پانی کی دے دی۔ زہری سے مروی ہے کہ آپ نے انھیں اجازت دی کہ اسلحہ کے علاوہ جتنا بار اونٹ لاد سکیں وہ لے جائیں۔

بنو نضیر کی خیبر کو روانگی | ابن اسحاق کے بیان کے مطابق بنو عوف بن خزرج میں عبداللہ بن ابی بن سلول و دلیع مالک بن نوفل سویدا اور داعس ایسے لوگ بھی تھے جنھوں نے بنو نضیر سے کہلا بھیجا تھا کہ تم اپنی جگہ ثابت قدم رہو اور مقابلہ کرو۔ ہم کبھی تمھارا ساتھ نہیں چھوڑیں گے اگر کوئی تم سے لڑے گا ہم تمھارا ساتھ دیں گے اور اگر تم جلاوطن کیے جاؤ گے تو ہم بھی تمھارے ساتھ چلیں گے۔ لہذا ابھی تم انتظار کرو۔ مگر انھوں نے اس مشورہ پر عمل نہیں کیا اللہ نے ان کے دلوں پر ایسا رعب بٹھا دیا کہ خود انھوں نے رسول اللہ سے درخواست کی کہ آپ ہمیں قتل نہ کریں جلاوطن کر دیں۔ اس شرط پر کہ اسلحہ کے علاوہ جس قدر سامان اونٹ اٹھا سکیں وہ ہم ساتھ لے جائیں رسول اللہ نے انکی یہ درخواست قبول کر لی انھوں نے اپنا تمام وہ سامان جو اونٹوں پر لادا جاسکا لے لیا چنانچہ یہ لوگ اپنے گھروں کے دروازوں تک چوکھٹ کے ساتھ نکال کر اونٹوں پر بار کر کے لے گئے یہ لوگ پہلے خیبر گئے اور وہاں سے شام چلے گئے ان کے شرفائیں سے جو خیبر آئے سدم بن ابی الحقیق، کنانہ بن ریح بن ابی حقیق اور حنی بن اخطب تھے یہ جب وہیں رہ پڑے تو اہل خیبر نے ان کی اطاعت قبول کر لی۔



باب ۹

غزوہ خندق ۵ھ

اس سال شوال میں یہ غزوہ ہوا۔ ابن اسحاق کے بیان کے مطابق اس کا باعث رسول اللہ کا بنو نضیر کو ان کی بستیوں سے جلا وطن کر دینا تھا۔ اکابر علماء سے مروی ہے کہ اس کا اصل واقعہ یہ ہوا کہ چند یہودیوں نے جن میں سلام بن حقیق نضری، حنی بن اخطب نضری، کسانہ بن ربیع بن ابی حقیق نضری، ہوزہ بن قیس وائل، ابوعمار وائل وغیرہ بنو نضیر اور بنو وائل کے علاوہ اور لوگ بھی شامل تھے۔ متفرق قبائل کو رسول اللہ کے خلاف جنگ پر ابھارا یہ قریش کے پاس مکہ آئے اور ان کو انھوں نے رسول اللہ سے جنگ کی دعوت دی اور کہا کہ ہم ان کے مقابلہ پر آخر تک مختار اساتذہ دینے کے لیے تیار ہیں تاکہ ہم ان کا استحصال ہی کر دیں قریش نے ان سے کہا کہ ”تم پہلی کتاب والے ہو اور مذہب کا علم رکھتے ہو پہلے اس کا تصفیہ کرو کہ مذہب کے متعلق ہمارا اور تمہارا جو اختلاف ہے اس میں کون حق پر ہے۔ ہمارا دین اچھا ہے یا ان کا؟“

یہودیوں نے کہا:-

”تمہارا دین ان کے دین سے بہتر ہے اور تم زیادہ حق پر ہو انھیں کے لیے اللہ عزوجل نے یہ کلام نازل فرمایا۔ الم تر الى الذين اوتوا نصيبا من الكتاب يؤمنون بالجبث الطاغوت وليقولون للذين كفروا هؤلاء ابدى من الذين آمنوا سبيلا۔ (کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب الہی کا کچھ حصہ ملا ہے مگر وہ جبث طاغوت پر ایمان رکھتے ہیں وہ کفار سے کہتے ہیں کہ وہ اللہ پر ایمان رکھنے والوں سے سیدھے راستے پر ہیں) خدا کے ارشاد و کفایٰ بجهنم سعيرا (اور جہنم کا شعلہ کافی ہے) تک“

یہودیوں کا قبیلہ غطفان سے معاہدہ | یہودیوں کے اس قول سے قریش بہت خوش ہوئے اور انھوں نے جو انھیں رسول اللہؐ سے جنگ کرنے کی دعوت دی اس سے وہ اور زیادہ جوش میں آئے چنانچہ سب نے اس کا مصمم ارادہ کر لیا اور اس کے لیے ایک وقت مقرر کر دیا یہودی وہاں سے چل کر قیس عیلان کے قبیلہ غطفان کے پاس آئے اور ان کو بھی رسول اللہؐ سے جنگ کی دعوت دی اور کہا کہ ہم سب تمھارے ساتھ ہیں نیز قریش بھی اس منصوبہ میں بالکل ہمارے ساتھ ہو گئے ہیں اور وہ جنگ کا مصمم ارادہ کر چکے ہیں یہ سنتے ہی غطفان نے ان کی دعوت قبول کی اور لڑائی پر آمادہ ہو گئے۔

قریش کا مختلف قبائل سے معاہدہ | قریش ابوسفیان کی قیادت میں مکہ سے روانہ ہوئے اور غطفان عینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کی قیادت میں جس کے ساتھ بنو فزارہ بھی تھے نکلے۔ حارث بن ارف بن ابی حارثہ المرئی بنومرہ کے ساتھ اور مسعود بن رخیلہ اپنی قوم الشحج کو لے کر چلا۔ رسول اللہؐ کو جب ان تمام کارروائیوں کی اطلاع ہوئی اور ان کی اصلی غرض وفایت معلوم ہوئی تو آپؐ نے مدینہ کے سامنے خندق تیار کی۔

حضرت سلمان فارسیؓ کا مشورہ | محمد بن عمر کے قول کے مطابق سلمانؓ نے آپؐ کو خندق بنانے کا مشورہ دیا تھا اور یہی پہلی جنگ ہے جس میں وہ آزاد کی حیثیت سے رسول اللہؐ کے ساتھ شریک ہوئے۔ انھوں نے آپؐ سے کہا کہ ہم ایران میں تھے وہاں جب بھی گھر جاتے تو اپنے گرد خندق بنا لیتے تھے۔

خندق کی کھدائی | ابن اسحاق کے سلسلہ بیان کے مطابق مسلمانوں کو ثواب کی ترغیب دینے کے لیے خود رسول اللہؐ نے خندق کھودنے میں شرکت کی۔ دوسرے مسلمانوں نے اس میں کام کیا اور سب نے نہایت محنت اور جانفشانی سے اس میں کام کیا البتہ منافقین نے مسلمانوں اور رسول اللہؐ کا اس کام میں ساتھ نہیں دیا۔

حضرت سلمانؓ کی قیادت | جنگ احزاب میں رسول اللہؐ نے ہر چالیس گز خندق کے لیے دس آدمی مقرر کیے۔ سلمان فارسیؓ چونکہ بہت قوی آدمی تھے اس لیے مہاجرین نے کہا ان کو ہمیں دیا جائے انصار نے کہا ہمیں دیا جائے۔ مہاجرین کہتے یہ مہاجر ہیں انصار کہتے یہ انصار ہیں سے ہیں۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا ”سلمان مینا اہل البیت“ سلمان ہم اہل بیت ہیں سے ہیں۔

عمر بن عوف کہتے ہیں کہ میں سلمان، حذیفہ بن یمان، نغمان بن مقرن اور چچو اور انصاری چالیس گز کے ایک حصہ میں کام کرتے تھے۔ ہم نے ذوبان کے زیرین میں خندق کھودی جس سے پانی نکل آیا پھر اللہ عزوجل نے خندق کے اندر ایک چکنا سفید بڑا پتھر ظاہر کر دیا اس سے ہمارے اوزار ٹوٹ گئے اور ہم اس کے اکھاڑنے سے عاجز ہو گئے ہم نے کہا سلمان! تم رسول اللہ ص کے پاس ادھر جاؤ اور ان کو اس کی اطلاع کرو تا کہ یا تو وہ ہمیں اس پتھر سے ذرا سٹ جانے کی اجازت دیں کیونکہ اس سے بہت ہی کم فرق پڑے گا اور یا وہ اس کو نکالنے کا حکم دیں تو ہم دلیسا کریں گے ہم اسے پسند نہیں کرتے کہ آپ کے خط سے سرمو تجاوز کریں۔

سلمان خندق کے اندر سے چڑھ کر رسول اللہ ص کے پاس آئے آپ اس وقت ترکی غیمہ میں بیٹھے تھے سلمان نے کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں خندق میں ایک بہت بڑا سفید سخت اور چکنا پتھر نکل آیا ہے جس سے کہ ہمارے اوزار ٹوٹ گئے۔ ہم اس کے کھودنے سے تنگ آ گئے ہیں اس پر تو کچھ اثر ہی نہیں ہوتا اب جیسا ارشاد عالی ہو ہم آپ کے خط سے سرمو تجاوز کرنا پسند نہیں کرتے۔ آپ سلمان کے ساتھ خود خندق میں اترے آپ کے آتے ہی ہم بقیہ آدمی خندق کے اوپر آ گئے۔ رسول اللہ ص نے سلمان کے ہاتھ سے کدال لی اور اس سے اس پتھر پر ایک ضرب ماری جس سے وہ ٹوٹ گیا۔ اور اس میں سے بجلی کی ایسی چمک نکلی جس سے تمام مدینہ روشن ہو گیا وہ روشنی اس قدر تیز تھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اندھیری کو مٹھڑی میں روشن چراغ ہے۔ رسول اللہ ص نے تکبیر فتح کبھی تکبیر کبھی دوسری مرتبہ آپ نے اس پر ضرب لگائی جس سے اس میں اور شکاف پڑ گیا اور ایسی بجلی کی سی روشنی ہوئی۔ جس سے تمام مدینہ روشن ہو گیا معلوم ہوتا تھا کہ اندھیری کو مٹھڑی میں چراغ روشن ہے آپ نے تکبیر فتح کبھی۔ تمام مسلمانوں نے تکبیر کبھی اور اب تیسری مرتبہ آپ نے دست مبارک سے اس پر ضرب ماری اور اس مرتبہ اسے بالکل توڑ ڈالا تو پھر اس میں سے حسب سابق بجلی کی چمک پیدا ہوئی جس سے تمام مدینہ روشن ہو گیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تاریک کو مٹھڑی میں چراغ روشن ہے۔ رسول اللہ ص نے تکبیر فتح کبھی مسلمانوں نے بھی تکبیر کبھی اور آپ پھر سلمان کا ہاتھ پکڑ کر خندق کے اوپر چڑھ آئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اہل خندق کی تعداد تین ہزار تھی۔ جب رسول اللہ خندق کی فریقین کی تعداد | تیاری سے فارغ ہو چکے تو قریش مدینہ کے سامنے آئے اور حرف اور غار کے درمیان رومہ کے پاس جہاں تمام پہاڑی وادیاں مل جاتی ہیں، فروکش ہوئے۔ ان کی تعداد دس ہزار تھی جس میں ان کے حبش اور کنانہ اور تہامہ کے دوسرے ذابغ ساتھ تھے۔ پھر غطفان اپنے نجدی پیروں کے

ساتھ مدینہ آئے۔ اور اُحد کے دامن میں ذنبِ نغمی میں فروکش ہوئے رسول اللہ تین ہزار مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ میں برآمد ہوئے آپ نے کوہِ سلح کو اپنی پشت پر چھوڑا وہاں آپ نے پڑاؤ ڈالا اور خندق کو اپنے اور دشمن کے درمیان رکھا۔ بچوں اور عورتوں کے متعلق آپ نے حکم دیا کہ ان کو قلعوں میں حفاظت کے لیے بھیج دیا جائے چنانچہ وہ سب وہاں منتقل کر دیے گئے۔

حُجّی بن اخطب اور کعب بن اسد | دشمنِ خدا حُجّی بن اخطب کعب بن اسد قرطی کے پاس جس نے بنی قریظہ کی جانب سے رسول اللہ سے معاہدہ دوستی

کیا تھا آیا۔ جب اس کے آنے کی اطلاع کعب کو ہوئی تو اس نے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔ حُجّی نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ کعب نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا۔ حُجّی نے کہا کعب مجھے اندر آنے دو۔ اس نے کہا تم منحوس اور بد بخت ہو۔ میں نے محمد سے وعدہ دوستی کیا ہے میں اس کی خلاف ورزی نہیں کرنا چاہتا اور انھوں نے اس معاہدہ کی صداقت اور دیانت سے پابندی کی ہے حُجّی نے کہا ذرا دروازہ تو کھولو تاکہ میں تجھ سے کچھ باتیں کروں۔ کعب نے کہا میں اس کے لیے تیار نہیں۔ حُجّی نے کہا تم صرف اس لیے دروازہ نہیں کھولتے کہ میں تمھارے ساتھ بیٹھ کر دیا کھالوں گا۔ اس جملہ سے اس کو غیرت آگئی اور اس نے دروازہ کھول دیا۔ حُجّی نے اس سے کہا اے کعب میں تمھارے پاس ایسی دعوت لایا ہوں جس میں تم کو دائمی نیک نامی حاصل ہوگی۔ میں فوج کا ایک بحرِ ذخار تمھارے لیے لایا ہوں۔ میں قریش کو ان کے تمام امراء اور رؤسا کے ساتھ لایا ہوں اور ان کو میں نے روم وادیوں کے سنگم پر فروکش کر دیا ہے۔ اسی طرح میں غطفان کو ان کے تمام رؤسا کے ساتھ لایا ہوں اور ان کو میں نے اُحد کے پاس ذنبِ نغمی میں تار مار ہے۔ ان تمام لوگوں نے مجھ سے عہدِ وثاق کیا ہے کہ جب تک وہ محمد اور ان کے ساتھیوں کا قطعی قلع قمع نہ کر دیں گے مقابلہ سے نہ ہٹیں گے۔

بنی قریظہ کی عہد شکنی | کعب نے کہا بعدِ امتحان اس تجویز میں میرے لیے تو عمر بھر کی ذلت و رسوائی ہے تو تم ایسی گھٹالے کر آئے ہو جس کا پانی برس کر ختم ہو گیا

ہے اب صرف خالی گرج اور جگ رہ گئی ہے۔ تم محمد کے بارے میں مجھ سے کچھ مت کہو اور میرے جو دوستانہ تعلقات ان سے قائم ہیں انھیں پر مجھے قائم رہنے دو کیونکہ انھوں نے اب تک معاہدہ دوستی کی پوری طرح پابندی کی ہے اور مجھے شکایت کا کوئی موقعہ نہیں دیا۔ مگر حُجّی برابر اس کی خوشامد و چاپلوسی کرتا رہا اسے نیک نامی اور مادی فوائد کا لالچ دیتا رہا۔ آخر کار وہ اس کی باتوں میں آگیا اور اس سے کعب نے اللہ کو شاہد بنا کر یہ سختہ عہد و پیمان کیا کہ اگر قریش اور غطفان محمد کے مقابلہ میں ناکام ہو کر واپس گئے، تو میں

مٹھارے ساتھ قلعہ میں جا رہوں گا اور آخر دم تک مٹھا اساتھ دوں گا۔ اس طرح کعب بن اسد نے اپنے عہد کو توڑ ڈالا اور جو معاہدہ اس کے اور رسول اللہ کے درمیان ہوا تھا اس سے بری الذمہ ہو گیا رسول اللہ اور مسلمانوں کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے سعد بن معاذ بن نعمان بن امراء القیس متعلقہ بنو عبد الاشہل کو جو اس وقت قبیلہ اوس کے رئیس تھے۔ اور سعد بن عبادہ بن ولیم متعلقہ بنی سعدہ بن کعب بن الخزرج کو جو اس وقت خزرج کے رئیس تھے اور ان کے ساتھ عبد اللہ بن رواحہ بنی حارث بن خزرج کے بھائی اور عمرو بن عوف کے خواش بن جبیر کو اس خبر کی تصدیق کے لیے بھیجا اور ہدایت کی کہ اگر جو اطلاع ملی ہے وہ سچ ثابت ہو تو تم لوگ چپکے سے یہ بات مجھ سے کہہ دینا علانیہ نہ کہنا کہ مبادا اس سے اپنے لوگوں کے حوصلے پست ہو جائیں اور اگر کعب بدستور اپنے سابقہ معاہدہ دوستی پر قائم ہو تو بے شک اس کا تمام فرود گاہ میں اعلان کر دینا۔

بنو قریظہ کی خیانت

یہ جماعت تصدیق کے لیے کعب کے یہاں گئی یہاں انھوں نے دیکھا کہ نقص عہد اور مخالفت کی جو اطلاع مسلمانوں کو ملی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ خیانت اور شرارت پر آمادہ ہیں۔ انھوں نے رسول اللہ کی شان میں گستاخی کے الفاظ استعمال کیے اور صاف کہہ دیا کہ ہم میں اور محمد میں کوئی عہد و پیمان نہیں ہے۔ سعد بن عبادہ چونکہ ذرا تیز مزاج آدمی تھے انھوں نے کفار کو گالیاں دیں۔ سعد بن معاذ نے ان سے کہا کہ گالیاں دینا چھوڑ دو۔ اب جو صورت حال پیدا ہوئی ہے اس پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔

منافقین کی پردہ دری

دونوں سعد اپنے ہمراہیوں کے ساتھ رسول اللہ کے پاس آئے، اور سلام کر کے ایک ضرب المثل میں یہ بات بتادی کہ بیشک انھوں نے معاہدہ دوستی کو توڑ دیا ہے اور وہ آمادہ پیکار ہیں۔ اور وہ اصحاب رسول اللہ کے ساتھ وہی نیت رکھتے ہیں جو اصحاب رجب نے خبیث بن عدی کے ساتھ کیا تھا۔ رسول اللہ نے تکبیر کہی اور فرمایا اے مسلمانو! بشارت ہو اس وقت مسلمانوں کی مصیبت بہت زیادہ ہو گئی اور وہ خوف زدہ ہوئے۔ دشمن نے ان کو ہر طرف سے نشیب و فراز سے آلیا یہاں تک کہ مومنین کے دلوں میں ہر قسم کے بُرے خیالات آنے لگے بعض منافقوں کا اس موقع پر نفاق بھی کھل گیا۔ بنو عمرو بن عوف کا معتب بن قتیہ سینے لگا کہ محمد ہم سے وعدہ کرتے تھے کہ ہم کسری اور قنیر کے خزانوں کو اپنے تصرف میں لائیں گے یہ تو کچھ ہوا ہی نہیں اس کے برخلاف ابھی یہ نوبت آگئی ہے کہ ہم قضاے حاجت کو باہر نہیں جاسکتے۔ بنو حارثہ بن الحارث کے اوس بن قبیطی نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے گھر دشمن کی زد میں ہیں یہ بات اس نے اپنی قوم کی ایک جماعت کی جانب سے کہی تھی

آپ میں اجازت دیں کہ اپنے گھروں کو چلے جائیں کیونکہ وہ شہر مدینہ کے بیرون میں واقع ہیں۔

رسول اللہ اور مسلمان اسی طرح خندق کے اندر مقیم رہے اور دشمن نے ان کا محاصرہ کر رکھا تھا کوئی لڑائی نہیں ہوئی البتہ قریش کے چند شہسوار جن میں

عمرو بن عبدود

بنی عامر بن لوی کا عمرو بن عبدود بن ابی قیس۔ عکرمہ بن ابی جہل، ہبیرہ بن ابی دہب، نوفل بن عبد اللہ اور بنی محارب بن فہر کا ضرار بن خطاب تھے لڑائی کے لیے زرہ بکتر پہن کر اپنے گھوڑوں پر میدان جنگ میں برآمد ہوئے۔ یہ بنی کنانہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ تم کو آج معلوم ہو جائے گا کہ کون جواں مرد ہے یہ خندق کی طرف بڑھے اور قریب پہنچ کر ٹھہر گئے اور خندق کو دیکھ کر کہنے لگے ضرور اس میں کوئی چال اور بھید ہے۔ عرب تو اس قسم کی چالیں نہیں چلا کرتے پھر انھوں نے خندق کا ایک تنگ مقام دیکھ کر اپنے گھوڑوں کو جھبت لگوائی اور خندق کے ادھر سب سے پہلے خندق اور سلع کے درمیان جولاہی کرنے لگے۔

حضرت علیؑ اور عمرو بن عبدود کا مقابلہ | علی بن ابی طالب چند مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ پر نکلے اور انھوں نے خندق کا وہ حصہ جہاں

سے یہ کود کر آئے تھے اپنے قبضہ میں کر کے ان کی واپسی کا راستہ مسدود کر دیا اب پھر قریش کے شہسوار گھوڑے بڑھاتے ہوئے اس جماعت کی طرف یکے۔ عمرو اپنے کو دکھانے کے لیے سر پہ ٹی باندھ کر میدان میں آیا جب وہ اور اس کا رسالہ ٹھہر گیا۔ حضرت علیؑ نے اس سے کہا اے عمرو! تم ہمیشہ اللہ کے سامنے یہ کہا کرتے تھے اگر قریش کا کوئی شخص میرے سامنے دو باتیں پیش کرے گا تو میں ان میں سے ایک ضرور مانوں گا اس نے کہا ہاں میرا یہی عہد ہے۔ حضرت علیؑ بن ابی طالب نے اس سے کہا اچھا اب میں تم کو اللہ عز و جل اس کے رسولؐ اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں اس نے کہا میں اس کو نہیں مانتا مجھے اس کی ضرورت نہیں علیؑ نے کہا اچھا تو پھر میں تم سے کہتا ہوں کہ گھوڑے سے نیچے آؤ اس نے کہا اے میرے بھتیجے یہ کیوں؟ بخدا میں نہیں چاہتا کہ تم کو قتل کر دوں۔ حضرت علیؑ نے کہا مگر بخدا میں تو چاہتا ہوں کہ تم کو ضرور قتل کروں اس جملہ کو سن کر اس کو جوش آگیا وہ اپنے گھوڑے سے کود پڑا پھر اس نے اس کو ذبح کر دیا یا اس کے منہ پر تلوار ماری اور اب علیؑ کے مقابلہ پر بڑھا ایک نے دوسرے پر پیٹیرے بدل بدل کر وار کیے آخر کار حضرت علیؑ نے اسے قتل کر دیا اس کے بعد ہی اس کا رسالہ شکست کھا کر فرار ہوا اسی حالت فرار میں پھر انھوں نے اپنے گھوڑے خندق پر سے گزارے۔ عمرو کے ساتھ دو شخص منبہ بن عثمان جس کے تیر لگا اور مکہ آکر مرا اور دوسرا بنی مخزوم کا نوفل بن عبد اللہ مارا گیا۔ واپسی میں یہ خندق میں گر پڑا۔

وہاں مسلمانوں نے اس پر سنگ باری شروع کی اس نے ان سے کہا اس ذلت کے ساتھ کیوں مارتے ہو تلوار سے کام تمام کر دو۔ حضرت علیؑ نے خندق میں اتر کر اسے قتل کر دیا۔ مسلمانوں نے اس کی لاش پر قبضہ کر لیا اور رسول اللہؐ سے اس کی فروخت کی اجازت مانگی تو آپؐ نے فرمایا ہمیں نہ اس کی لاش کی ضرورت ہے اور نہ اس کی قیمت کی۔

عباد بن عبداللہ بن زبیر سے مروی ہے، کہ اس جنگ میں صفیہ بنت عبدالطلب حسان

حضرت صفیہ بنت عبدالطلب کی دلیری

بن ثابت کے قلعہ فارع میں رکھی گئی تھیں۔ صفیہ سے مروی ہے کہ حسان بھی اس قلعہ میں عورتوں اور بچوں کے ساتھ تھے ایک یہودی آیا اور قلعہ کے گرد گھومنے لگا۔ اس سے پہلے ہی بنی قریظہ سے فسخ عہد کر کے لڑائی شروع کر دی۔ اب اس وقت کوئی ایسا نہ تھا کہ ہم کو اس سے بچاؤ کیونکہ خود رسول اللہؐ اور تمام مسلمان تو دشمن کے مقابل پر کھڑے تھے اس لیے ہم نے کوئی حملہ کر دیتا تو ان میں سے کوئی بھی ہماری مدد کے لیے نہیں آسکتا تھا۔ میں نے حسان سے کہا دیکھتے ہو کہ یہ یہودی قلعہ کا چکر کاٹ رہا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ یہ ہماری کوئی غیر محفوظ اور کھلی ہوئی جگہ کو دیکھ رہا ہے تاکہ اپنے ساتھی دوسرے یہودیوں کو جا کر خبر کرے رسول اللہؐ دشمن سے مصروفیت کی وجہ سے ہماری خبر نہیں لے سکتے تم بچنے جا کر اسے قتل کر دو۔ حسان نے کہا اے عبدالطلب کی بیٹی اللہ تم کو معاف کرے میں اس کام کا نہیں ہوں۔ جب میں نے دیکھا کہ یہ بالکل نکمٹا ہے میں نے خود گزر لیا اور قلعہ سے اتر کر اس کے پاس گئی اور گرز سے مار مار کر اس کا کام تمام کر دیا اسے قتل کر کے میں پھر قلعہ میں آگئی اور میں نے حسان سے کہا مرد آدمی ہو جا کر اس کا لباس اور اسلحہ تو اتار لاؤ وہ مرد تھا اس وجہ سے میں نے اس کا لباس نہیں اتارا۔ حسان نے کہا اے عبدالطلب کی بیٹی مجھے اس کے سامان کی کوئی ضرورت نہیں۔

اس واقعہ کے متعلق محمد بن کعب قرطبی سے مروی ہے کہ کوفہ کے ایک شخص نے

حذیفہ بن یمان

حذیفہ بن یمان سے پوچھا اے ابو عبداللہ تم نے تو رسول اللہؐ کو دیکھا ہے اور ان کے صحبت میں رہے ہو انھوں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا تم کس طرح رسول اللہؐ سے پیش آتے تھے۔ انھوں نے کہا ہم ان کی اطاعت میں پوری کوشش کرتے تھے اس شخص نے کہا بخدا اگر تم نے آپؐ کا عہد پایا ہو تا تو ہم آپؐ کو زمین پر نہ چلنے دیتے اپنی گردنوں پر بٹھاتے۔ حذیفہ نے کہا اے میرے بھتیجے! میں رسول اللہؐ کے ساتھ خندق میں موجود تھا آپؐ نے کچھ رات گئے نماز پڑھی اور پھر ہماری طرف مڑ کر دیکھا اور فرمایا کوئی ایسا ہے جو دشمن کی فرو دگاہ میں جا کر اس خبر کی تصدیق کر کے آئے جو ہمیں معلوم ہوئی ہے اور رسول اللہؐ یہ عہد کرتے ہیں کہ

جب وہ اللہ کے یہاں جائے گا اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا کوئی شخص بھی اس کے لیے کھڑا نہیں ہوا۔ آپؐ نے پھر کچھ رات گئے تک نماز پڑھی اس کے بعد پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر وہی قول دہرایا مگر اس مرتبہ بھی ہم میں سے کوئی اس کے لیے آمادہ نہ ہوا پھر آپؐ نماز پڑھنے لگے اور بعد فراغت ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا کون ہے جو دشمن کے یہاں جا کر اس خبر کی تصدیق کر کے آجائے رسول اللہؐ اس کے لیے یہ شرط کرتے ہیں کہ جب وہ مرے گا تو میں اللہ سے درخواست کروں گا کہ وہ جنت میں میرا رفیق بنایا جائے۔ اس ارشاد پر بھی چونکہ لوگ بہت خوفزدہ اور بھوکے تھے اور سردی بھی نہایت شدید تھی کسی نے حامی نہ لی۔ جب کوئی بھی اس کام کے لیے کھڑا نہیں ہوا۔ رسول اللہؐ نے مجھے آواز دی اب تو میرے لیے کھڑے مجھے بغیر چارہ نہ تھا کیونکہ آپؐ نے خود مجھے آواز دی تھی میں پاس گیا تو فرمایا حدیفہ تم دشمن کے یہاں جاؤ اور دیکھ کر آؤ کہ وہ کیا کر رہے ہیں جب تک میرے پاس نہ آجاؤ کسی سے کوئی بات بیان نہ کرنا۔

کفار کی واپسی | ناک میں دم کر رکھا تھا۔ نہ کوئی دیگی چولھے پر بٹھرتی تھی نہ آگ جلتی تھی اور نہ کوئی مکان اپنی جگہ برقرار تھا۔ ابوسفیان بن حرب نے کھڑے ہو کر کہا اے قریش ہر شخص کو چاہیے کہ وہ دیکھے کہ کون اس کے ساتھ بیٹھا ہے۔ یہ سنتے ہی میں نے اس شخص کا ہاتھ پکڑا جو میرے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو اس شخص نے کہا میں فلان بن فلان ہوں اب ابوسفیان نے تقریر شروع کی۔ اور کہا:-

”اے کروہ قریش! بخدا تم ایسی جگہ فروکش نہیں ہو جو قیام کے لیے مناسب ہوتی ہمارے مویشی اور اونٹ بھوکے مر گئے۔ بنو قریظہ نے ہم سے خلاف وعدگی کی بلکہ اس سے ہمیں تکلیف پہنچی اس ہوا کی وجہ سے جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں وہ ظاہر ہے۔ بخدا ہماری دلیلیں چولھوں پر نہیں بٹھرتیں نہ آگ ایک جگہ جلتی ہے اور نہ کوئی پناہ ہمیں پناہ دیتی ہے تم بھی واپس چلو اور میں تو اب چلا۔“

چنانچہ وہ اپنے اونٹ کے پاس آیا جو بندھا ہوا تھا۔ ابوسفیان نے اس پر بیٹھ کر اسے چابک مارا اور وہ اپنے تین پیروں پر پہلے اٹھا اور پھر سبھی کھلتے ہی پوری طرح کھڑا ہو گیا بخدا اس وقت مجھے ایسا موقع حاصل تھا کہ اگر رسول اللہؐ سے میں نے اپنے مقصد کے اخفا کا وعدہ نہ کیا ہوتا اور میرا ارادہ ہوتا تو میں اسی وقت ابوسفیان کو قتل کر دیتا۔

وہاں سے میں رسول اللہؐ کی خدمت میں واپس آیا آپؐ اس وقت اپنی کسی بیوی کا منقش لباس

اڑھے نماز پڑھ رہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی آپ نے مجھے اپنے پیروں کے بیچ میں کر لیا اور میرے اوپر
 لبادہ کا کونا ڈال دیا۔ پھر آپ نے رکوع کیا اور جب سجدہ کیا تو میں اپنے سے نکل گیا پھر آپ نے سلام
 پھیرا۔ میں نے پورا واقعہ آپ سے بیان کیا اور جب غطفان کو معلوم ہوا کہ قریش اس طرح میدان سے
 چلے گئے تو وہ بھی فوراً تیزی کے ساتھ اپنے اپنے وطن واپس ہو گئے
 محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ اور تمام مسلمان خندق سے
 مدینہ ہلٹ آئے اور انھوں نے بھیجا رکھول دیئے۔



باب

غزوہ بنی قریظہ

حضرت جبریلؑ کی آمد | ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ظہر کے وقت حضرت جبریلؑ رسول اللہ کے پاس آئے وہ استبرق کا عمامہ باندھے تھے ایک مادیان خچر پر سوار تھے جس پر زین تھی اور اس پر دیباچ کا چار جامہ پڑا تھا جبریلؑ نے رسول اللہ سے کہا کیا آپ نے ہتھیار اتار دیئے آپ نے فرمایا ہاں۔ جبریلؑ نے کہا ملائکہ نے اب تک ہتھیار نہیں رکھے اور میں اس وقت دشمن ہی کے تعاب سے آ رہا ہوں۔ اے محمدؐ! اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ اسی وقت بنی قریظہ کی طرف جائیں، اور میں بھی انھیں کی طرف جا رہا ہوں۔

بنو قریظہ کی جانب پیش قدمی | رسول اللہ نے فوراً اپنے نقیب کو حکم دیا کہ وہ تمام مدینہ میں کوچ کا اعلان کر دے چنانچہ اس نے اعلان کیا کہ جو اللہ اور اس کے رسول کا مطیع اور فرمانبردار ہو وہ بنی قریظہ میں پہنچ کر عصر کی نماز پڑھے۔ رسول اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب کو اپنا علم دے کر بنی قریظہ کی طرف اپنے سے پہلے روانہ فرمایا۔ دوسرے لوگ بھی ان کی طرف چکے حضرت علیؑ مدینہ سے چل کر ان کے کسی قلعہ کے پاس پہنچے اور بنی قریظہ کے پاس پہنچنے سے پہلے رسول اللہ اسی سفر میں صور میں اپنے صحابہ کے پاس آئے آپ نے ان سے پوچھا کوئی صاحب ہتھیارے پاس سے گذرے ہیں انھوں نے کہا ہاں وحیہ بن خلیفہ کلبی ایک مادیان خچر پر سوار جس پر زین کسی تھی اور اس پر دیباچ کا چار جامہ پڑا تھا ہمارے پاس سے گذرے آپ نے فرمایا یہ جبریلؑ تھے ان کو بنی قریظہ کی طرف بھیجا گیا ہے تاکہ وہ ان کے قلعوں کو متزلزل کر دیں اور ان کے دلوں میں ہمارا رعب بٹھادیں۔

بنی قریظہ کا محاصرہ | عائشہ سے مروی ہے کہ خندق سے واپس آکر سعد کے مجروح ہونے کی وجہ سے رسول اللہ نے مسجد میں ان کے لیے ایک خیمہ نصب کرایا اور ہتھیار کھول دیئے۔ دوسرے مسلمانوں نے بھی ہتھیار کھول دیئے۔ جبریلؑ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ نے

بھیٹا رکھ دیے مگر ملائکہ نے ابھی تک بھتیجا نہیں رکھے۔ آپ دشمن کے مقابلہ پر چائے اور ان سے لڑیے رسول اللہؐ نے اپنی زرہ منگوا کر پہنی پھر آپ روانہ ہوئے اور تمام مسلمان بھی روانہ ہو گئے آپ بنی غنم کے پاس سے گذرے ان سے پوچھا یہاں کوئی آیا ہے۔ انھوں نے کہا دحیۃ الکلبی یہاں آئے تھے یہ اپنی وضع قطع اور ڈاڑھی و صورت میں جبریل کے مشابہ تھے۔ یہاں سے بڑھ کر آپ بنی قریظہ کے سامنے فروکش ہوئے۔ اس وقت سعد اپنے اسی خیمہ میں مقیم تھے جو مسجد میں رسول اللہؐ نے ان کے لیے نصب کرا دیا تھا رسول اللہؐ نے ایک ماہ یا پچیس دن بنی قریظہ کا محاصرہ رکھا۔ جب محاصرہ کے مصائب سے وہ عاجز آ گئے ان سے کسی نے کہا کہ رسول اللہؐ کے حکم پر بھتیجا رکھ دو۔ لیکن ابولبابہ بن عبدالمذر نے حلق پر مائع رکھ کر اشارہ کیا کہ اگر ایسا کرو گے تو سب ذبح کر دیئے جاؤ گے۔ اس وجہ سے اب انھوں نے کہا کہ ہم اس شرط پر بھتیجا رکھ دیتے ہیں کہ سعد بن معاذ ہمارے متعلق جو چاہیں فیصلہ کریں۔ رسول اللہؐ نے کہا اچھا انھیں کے حکم پر سہی انھوں نے بھتیجا رکھ دیئے آپؐ نے سعد کے لانے کے لیے ایک گدھا بھیج دیا جس پر کھجور کے پتوں کا پالان تھا سعد کو اس پر سوار کرا دیا گیا۔ اس وقت تک ان کا رخ منہ مل ہو کر خفیف سا رہ گیا تھا۔

حضرت سعد بن معاذ کا استقبال

جب سعد رسول اللہؐ کے سامنے آئے آپؐ نے صحابہ سے فرمایا اپنے سردار یا اپنے سب سے بہتر شخص کے استقبال کو اٹھو اور ان کو سواری پر سے اتار لاؤ۔ صحابہ نے حسب الحکم بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور ان سے کہا۔ اے ابو عمرو رسولؐ نے تمھارے موالیوں کے بارے میں تم کو حکم بنایا ہے انھوں نے کہا ہاں تم اللہ کے سامنے اس بات کا پختہ عہد و پیمان کرو کہ جو تصفیہ میں کروں گا اسے تم قبول کرو گے سب نے کہا بے شک ہم اس کے لیے آمادہ ہیں پھر سعد نے جو رسول اللہؐ کی تعظیم کے خیال سے اس سمت سے جدھر آپؐ تشریف فرما تھے منہ پھیرے ہوئے تھے اس سمت کی طرف اشارہ کر کے کہا اور جو لوگ اس سمت میں ہیں وہ بھی میرے فیصلہ کو قبول کریں گے اس پر خود رسول اللہؐ نے فرمایا ہاں ہم اس کے لیے آمادہ ہیں۔

حضرت سعد بن معاذ کا فیصلہ

تب سعد نے کہا اچھا تو میں یہ تصفیہ کرتا ہوں کہ ان کے مرد قتل کر دیئے جائیں ان کی املاک تقسیم کر دی جائیں اور بیوی بچوں کو لونڈی غلام بن لیا جائے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا:۔
”سعد! تم نے ان کے بارے میں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔“

بنی قریظہ کا انجام

بنی قریظہ کو قلعے سے اتار کر رسول اللہؐ نے بنی نجار کی ایک عورت کے گھر میں جو حارث کی اولاد میں سے تھی قید کر دیا اور پھر خود آپؐ اس مقام پر آئے، جہاں اب مدینہ کا بازار ہے اور یہاں آپؐ نے چند کھانا پال کھدوائیں اور پھر بنو قریظہ کو ہا کر یہاں ان کی گردن مار دی۔ چھوٹی چھوٹی جماعت میں آپؐ کے پاس بیٹھ جاتے تھے اور آپؐ ان کو قتل کر دیتے تھے ان میں اللہ کا دشمن حُجّی بن اخطب اور کعب بن اسد اس جماعت کے سرغنہ بھی تھے یہ چھ سو باسات سو آدمی تھے، جو لوگ ان کی تعداد زیادہ بتاتے ہیں انھوں نے آٹھ سو سے نو سو تک کہی ہے۔ بنو قریظہ کی جب کوئی جماعت قتل کے لیے رسول اللہؐ کی خدمت میں جانے لگتی تو وہ کعب بن اسد سے پوچھتے۔ کعب بتاؤ ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے اس کے جواب میں وہ ہر مرتبہ کہتا کیا اتنی بات بھی نہیں سمجھتے بلانے والا برابر بلاتا رہا ہے اور جو جاتا ہے ان میں سے کوئی واپس نہیں پلٹتا۔ سمجھ لو کیا سوگا بھلا مارے جاؤ گے۔

حُجّی بن اخطب کا قتل

دشمن خدا حُجّی بن اخطب آپؐ کے سامنے لایا گیا اس نے ایک فحاشی حلو پہن رکھا تھا۔ اس خیال سے کہ کوئی بھی اسے صحیح سالم بعد میں نہ لے سکے۔ اس نے اس حلو کو اپنے جسم پر تار تار کر دیا تھا اس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے تھے رسول اللہؐ کو دیکھ کر اس نے کہا بھلا میں نے تمھاری عداوت میں کوئی کمی نہیں کی مگر کیا کیا جائے جس کا ساتھ اللہ چھوڑ دے وہ رسوا ہو جاتا ہے۔ پھر اس نے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا اے لوگو! اللہ کے حکم میں کیا چارہ ہے اللہ نے پہلے سے یہ بات مقدر کر دی تھی کہ بنی اسرائیل اس طرح قتل کر دیئے جائیں وہ پوری ہوئی اس کے بعد وہ بیٹھ گیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔

رفاعہ بن ثمویل قرظی کی جان بخشی

رسول اللہؐ نے حکم دیا تھا کہ بنی قریظہ میں سے جو بالغ ہو گئے ہوں قتل کر دیئے جائیں۔ سلمہ بنت قیس، ام منذر سلیمہ بن قیس کی بہن جو رشتہ میں رسول اللہؐ کی خالہ ہوتی تھیں جنھوں نے آنحضرتؐ کے ساتھ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی۔ اور عورتوں کی بیعت میں آپؐ کی بیعت کی تھی نے رفاعہ بن ثمویل قرظی کو آپؐ سے مانگا یہ بالغ ہو چکا تھا وہ سلمیٰ کے خاندان سے پہلے سے توارف رکھتا تھا چونکہ اس نے ان کے ماں پناہ لی تھی سلمیٰ نے رسول اللہؐ سے عرض کیا اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں رفاعہ کو مجھے دے دیجیے کیونکہ وہ وعدہ کرتا ہے کہ نماز پڑھے گا اور اونٹ کا گوشت کھائے گا۔ آپؐ نے وہ سلمیٰ کو بخش دیا۔ اور اس طرح سلمیٰ نے اس کی جان بچالی۔

رسول اللہؐ نے بنی قریظہ کی املاک عورتوں اور بچوں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور آج آپؐ نے سوار اور پیدل کے حصوں میں تفریق کر دی
بنی قریظہ کا مال غنیمت
 نیز آپؐ نے اس میں سے خمس نکال دیا۔ یہ پہلا مال غنیمت ہے جس میں دو حصے علیحدہ علیحدہ دیئے گئے اور اس سے خمس نکالا گیا جو آج تک برقرار ہے۔

ابن اسحاق کے بیان کے مطابق خندق کی لڑائی میں سے صرف چھ آدمی شہید ہوئے اور مشرکین میں سے تین قتل ہوئے اور بنی قریظہ کی جنگ میں خلاد بن سوید شہید ہوئے ان پر ایک چکی پھینکی گئی تھی جس سے وہ پاش پاش ہو گئے۔ بنی قریظہ کی فتح ذی قعدہ یا ابتداء فی الحجہ میں ہوئی البتہ واقدی کا خیال ہے کہ ماہ ذی قعدہ کے ختم ہونے پہلے بھی چند راتیں باقی تھیں جب رسول اللہؐ نے بنی قریظہ پر چڑھائی کی اور پھر آپؐ نے ان کے لیے گہری نالیوں کا کھدواؤں۔ آپؐ بیٹھ گئے حضرت علیؓ اور زبیرؓ آپؐ کے سامنے ان کو قتل کرتے تھے جس عورت کو آپؐ نے اس دن قتل کرایا اس کا نام بنانہ تھا اسی نے خلاد بن سوید کو ان پر چکی پھینک کر قتل کیا تھا آپؐ نے اس کو طلب کر کے خلاد کے عوض قتل کر دیا تھا۔



باب

صلح حدیبیہ

غزوہ بنی مصطلق

رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ بنی مصطلق آپ سے لڑنے کے لیے جمع ہو رہے ہیں۔ ان کا سردار حارث بن ابی ضرار حضرت جویریہ بنت حارث رسول اللہ کی بیوی کا باپ تھا اس اطلاع پر آپ خود ان کے مقابلہ پر چلے اور ساحل سمندر پر قدید کے نواح میں ان کے ایک چہنمہ آب مرسیع پر آپ نے ان کو جالیا مقابلہ ہوا نہایت شدید جنگ ہوئی اللہ نے بنی مصطلق کو شکست دی ان کے بہت سے آدمی کام آئے۔ رسول اللہ نے اعلان کر دیا تھا کہ ان کی اولاد، عورتیں اور املاک مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائیں گی اللہ نے ان کو رسول اللہ کے قبضہ میں دے دیا۔

حضرت جویریہ بنت حارث

اس جنگ میں بنی مصطلق کے بہت سے آدمی مارے گئے حضرت علی بن ابی طالب نے ان کے دو آدمی مارے اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا رسول اللہ کو ان کی بہت سی لونڈیاں ہاتھ لگیں آپ نے انھیں مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جب آپ نے بنی مصطلق کی لونڈیاں صحابہ میں تقسیم فرمائیں تو جویریہ بنت حارث، ثابت بن قیس یا اس کے چچا زاد بھائی کے حصہ میں آئی تو اس نے اس سے زرا آزادی کی ادائیگی پر اپنی آزادی کا معاہدہ کر لیا۔ یہ ایک نہایت ہی قبول صورت صلح حسینہ تھی جو اس کو دیکھ لیتا اس پر فریفتہ ہو جاتا۔ یہ رسول اللہ کے پاس اپنے زرا آزادی کی ادائیگی میں مدد لینے آئی تو میں نے اس کو اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھ کر کہا یہ تو بڑا سوا کہ یہ آئی ہے کیونکہ میں سمجھتی تھی کہ خود رسول اللہ کے دل پر اس کی صورت کا وہی اثر ہوگا جو مجھ پر ہوا ہے۔

حضرت جویریہ کا نکاح

بہر حال وہ اندر آئی اور عرض کیا میں جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار ہوں جو اپنی قوم کا سردار اور رئیس تھا۔ مجھ پر جو وقت پڑا ہے وہ آپ پر روشن ہے میں ثابت بن قیس یا شاید اس نے کہا کہ ان کے چچا زاد بھائی کے حصہ میں پڑی ہوں

میں نے ان سے اپنی آزادی کا معاہدہ لکھوایا ہے اب آپ سے زرا آزادی کی ادائیگی میں مدد لینے کے لیے حاضر ہوئی ہوں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کیوں نہ ایسی شرط قبول کر لو جو اس سے افضل ہو اس نے پوچھا وہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا:-

”میں تمہاری قیمت ادا کر کے تم کو آزاد کرتا ہوں اور تم سے نکاح کیے لیتا ہوں“ انھوں نے کہا ”مجھے منظور ہے“ تو آپؐ نے فرمایا اچھا میں نے بھی اس پر عمل کیا ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ذی القعدہ میں نبی اکرمؐ عمرے کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ اس موقع پر آپؐ کی نیت قطعاً جنگ کی نہ تھی۔ آپؐ نے تمام عرب اور اپنے آس پاس کے بدوی عربوں کو ساتھ چلنے کی دعوت دی آپؐ کو سابقہ تجربوں کی بنا پر قریش کی جانب سے اس بات کا اندیشہ تھا کہ وہ آپؐ سے جنگ کریں گے یا آپؐ کو بیت اللہ تک نہ جانے دیں گے عربوں میں سے اکثر نے آپؐ کی دعوت کو قبول نہیں کیا اور وہ آپؐ کے پاس نہ آئے اس لیے آپؐ مہاجرین انصار اور جو تھوڑے سے عرب آگئے تھے ان کو لے کر مکہ روانہ ہوئے آپؐ نے قربانی کے جانور ساتھ لے لیے اور عمرے کا احرام باندھ لیا تاکہ لوگ آپؐ کی طرف سے بے خطر رہیں اور ان کو معلوم ہو کہ آپؐ صرف بیت اللہ کی تعظیم کے لیے اس کی زیارت کو آئے ہیں۔

مسلمانوں کی تعداد | مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہؐ محض کعبہ کی زیارت کے لیے چلے۔ آپؐ کا مقصد اس موقع پر کسی سے لڑنا نہیں تھا۔ آپؐ نے ستر اونٹ قربانی کے لیے اپنے ساتھ لیے آپؐ کے ساتھ سات سو آدمی تھے۔ ایک روایت تیرہ سو کی ہے سہمہ کہتے ہیں ہماری تعداد چودہ سو تھی۔ جابر کی روایت بھی چودہ سو کی ہے ابن عباس کہتے ہیں درخت کے نیچے بیعت کرنے والے ایک ہزار پانچ سو پچیس تھے۔

سہیل بن عمرو کی سفارت | قریش نے نبی عامر بن لوی کے سہیل بن عمرو کو رسول اللہؐ کے پاس بھیجا کہا کہ تم ان سے صرف اس شرط پر صلح کر لو کہ اس سال وہ واپس چلے جائیں تاکہ آئندہ عرب ہمیں یہ طعنہ نہ دے سکیں کہ محمدؐ زبردستی چارے گھروں میں گھس آئے تھے سہیل اس غرض سے چلا رسول اللہؐ نے اسے آتا ہوا دیکھ کر فرمایا کہ اس شخص کے بھیجنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن صلح کرنا چاہتا ہے۔ سہیل رسول اللہؐ کے پاس پہنچا اور طویل گفتگو کے بعد صلح طے پائی۔ ربانی شرائط کا تصفیہ ہو چکا تھا۔ اور اب عہد نامے کا لکھنا باقی تھا عمر بن خطابؓ نے ان شرائط کو ناپسند کیا وہ ابوبکرؓ کے پاس گئے اور ان سے کہا کیا آپؐ (محمدؐ) اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا بیشک وہ اللہ کے

رسول ہیں۔ عمر نے کہا کیا ہم مسلمان نہیں؟ ابو بکر نے کہا بیشک ہم مسلمان ہیں۔ عمر نے کہا کیا اہل مکہ مشرک نہیں۔ ابو بکر نے کہا ہاں ہیں۔ عمر نے کہا تو پھر ہم کیوں اپنے دین کے معاملہ میں ایسی بات مانیں جس سے کمزوری اور ذلت ظاہر ہوتی ہو۔ ابو بکر نے کہا عمر چون و چرا نہ کرو بس تم ان کے ساتھ رہو۔

اس کے بعد عمرؓ رسول اللہؐ کے پاس آئے اور عرض کیا، کیا آپ اللہ کے رسولؐ نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا ”ہوں“۔ عمر نے کہا ”کیا

حضرت عمرؓ کی مخالفت

ہم مسلمان نہیں ہیں؟“ آپ نے فرمایا ”ہو“ عمر نے کہا ”کیا اہل مکہ مشرک نہیں ہیں؟“ آپ نے فرمایا ”ہیں“۔ عمر نے کہا تو پھر ہم کیوں دین کے معاملہ میں اپنی کمزوری تسلیم کریں۔ آپ نے فرمایا سنو میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں ہرگز اس کے حکم کی مخالفت نہیں کروں گا اور وہ کبھی میری بات نہیں بگاڑے گا۔

حضرت علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ صلح کے تصفیہ کے بعد رسول اللہؐ نے مجھے طلب فرمایا اور کہا کہ معاہدہ لکھو:-

صلح نامہ حدیبیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سہیل نے کہا میں اس جگہ کو نہیں جانتا البتہ یوں لکھو ”باسمک اللہم“ رسول اللہؐ نے مجھ سے فرمایا یہی لکھ دو۔ میں نے یہی لکھ دیا اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اگے لکھو یہ معاہدہ ہے جس پر محمد رسول اللہؐ نے سہیل بن عمروؓ سے مصالحت کی ہے۔ اس پر سہیل نے کہا اگر ہم اس بات کو مانتے ہوتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر کیوں لڑتے؟ اس کے بجائے آپؐ محض اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھوائیں۔ رسول اللہؐ نے مجھ سے فرمایا اچھا لکھو یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد بن عبد اللہؐ نے سہیل بن عمروؓ سے مصالحت کی ہے

”آج سے دس سال تک ہم میں باہم کوئی لڑائی نہ ہوگی اس مدت میں ہر شخص مامون ہوگا

کوئی کسی بات پر دست درازی نہیں کرے گا۔ قریش کا جو شخص اپنے ولی کی اجازت کے

بغیر رسول اللہؐ کے پاس آجائے گا رسول اللہؐ اسے اس کے اولیاء کے پاس واپس بھیج دیں

گے اور رسول اللہؐ کے ہمراہیوں میں سے اگر کوئی قریش کے پاس چلا جائے گا تو وہ اسے آپؐ

کے پاس واپس نہیں بھیجیں گے اب ہمارے درمیان میں کوئی لڑائی نہیں رہے نہ تلوار نکلے

اور نہ تیر اندازی اور نہ سنگ اندازی ہو جس کا جی چاہے وہ اب رسول اللہؐ کے ساتھ ان کے

عہد پیمان میں داخل ہو جائے اور جس کا جی چاہے وہ قریش کے ساتھ ہو جائے۔“

اس شرط کے سنتے ہی بنو خزاعہ اُٹھے اور انھوں نے کہا ہم رسول اللہؐ کے ساتھ ان کے عہد میں داخل

ہوتے ہیں۔ بنو بکر اُٹھے اور انھوں نے کہا کہ ہم قریش کے ساتھ شامل ہوتے ہیں اس کے بعد یہ لکھا گیا:-

کہ اس سال واپس چلے جائیں اور مکہ کے اندر نہ آئیں۔ اگلے سال ہم مکہ آپ کے لیے چھوڑ دیں گے۔ آپ اپنے صحابہ کے ہمراہ مکہ میں داخل ہوں اور تین دن قیام کریں۔ آپ کے ہمراہ صرف شتر سوار کا ہتیار یعنی تلوار نیاموں میں رہے اس شرط کے بغیر آپ اندر نہیں آئیں گے۔“

رسول اللہ اور سہیل اس عہد نامے کے لکھوانے میں مصروف تھے کہ اتنے میں ابو جندل بن سہیل بن عمرو بیڑیاں پہنے وہاں آئے اور رسول اللہ کے پاس پہنچے۔

رسول اللہ نے ایک خواب دیکھا تھا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو فتح کا یقین تھا اور وہ آپ کے ساتھ عمرہ کرنے مدینہ سے نکلے تھے مگر اب

جب انہوں نے دیکھا کہ اس نبی پر صلح ہو رہی ہے اور ہم بے نیل و مرام واپس جائیں گے اور خود رسول اللہ نے قریش کی بات مان کر ان کے منشاء کے مطابق صلح کی ہے تو مسلمانوں کے دلوں میں اس کا اس قدر سخت رنج و تعب پیدا ہوا کہ قریب تھا کہ وہ ہلاک ہو جائیں۔

سہیل نے جب ابو جندل کو دیکھا تو اس نے بڑھ کر اس کے

حضرت ابو جندل بن سہیل کی آمد

مخاطب ہو کر کہا کہ اس کے آنے سے پہلے میرے اور آپ کے درمیان معاملے ہو چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا صحیح ہے اب سہیل اس کی گردن پکڑ کر اسے دھکا دیتے ہوئے اور کھینچتا ہوا قریش کی طرف پلٹنے لگا اور ابو جندل نے انتہائی بلند آواز میں جیلا نا شروع کیا اے مسلمانو! مجھے مشرکین کے پاس لوٹایا جا رہا ہے میرے ایمان کی وجہ سے مجھے اس مصیبت میں ڈالا جا رہا ہے۔ اس جملے نے تو مسلمانوں کے رنجی دلوں پر اور نمک پاشی کی رسول اللہ نے ابو جندل سے فرمایا اپنے دل کو قابو میں رکھو اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے ایسے دوسرے مجبور لوگوں کے لیے جلد اس مصیبت سے نکالنے کی سبیل کرنے والا ہے۔ چو کہ ہم نے اہل مکہ سے صلح کر کے معاہدہ کر لیا ہے اور اس کے ایفاء کو اپنے اوپر لازم قرار دیا ہے۔ اس لیے اب ہم ان کے ساتھ بے وفائی نہیں کرتے۔

مسورہ بن مخزومہ اور مردان بن حکم سے مروی ہے کہ اس قضیہ (صلح) سے

جانوروں کی قربانی

فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ نے صحابہ سے فرمایا کہ اٹھو قربانی کرو اور سر منڈاؤ۔ مگر کوئی شخص آمادہ نہ ہوا آپ نے تین مرتبہ ہی ارشاد فرمایا مگر پھر بھی کوئی نہ اٹھا تو آپ جناب اُم سلمہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے صحابہ کے اس طرز عمل کی شکایت کی انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی اگر آپ ایسا ہی چاہتے ہیں تو مناسب یہ ہے کہ آپ برآمد ہوں اور اب کسی سے ایک لفظ نہ کہیں

خود اپنی قربانی کے جانور ذبح کریں اور اپنے حجام کو بلا کر اس سے اپنا سرمٹا والیں۔ رسول اللہ نے اس مشورہ پر عمل کیا آپ باہر آئے کسی سے ایک بات نہیں کی اپنی قربانی ذبح کی اور سرمٹا دیا۔ صحابہ نے جب آپ کو یہ کرتے دیکھا تو سب اٹھے اور انھوں نے اپنی قربانیاں ذبح کیں اور خود ہی ایک دوسرے کا سرمٹا کرنے لگے اور ان کو اپنی اس نافرمانی کا اس قدر رنج ہوا کہ ان کے ہوش دھواس جاتے رہے ابن عباس سے مروی ہے کہ اس روز بعض نے سرمٹا دیا اور بعض نے بال کٹوائے۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ اللہ سرمٹا دلنے والوں پر اپنا رحم فرمائے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور بال کٹوانے والوں پر۔ آپ نے فرمایا اللہ سرمٹا دلنے والوں پر رحم کرے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور بال کٹوانے والوں پر۔ آپ نے فرمایا اور بال کٹوانے والوں پر بھی۔ صحابہ نے پوچھا آپ نے رحم کے لیے سرمٹا دلنے والوں کا نام تو لیا مگر بال کٹوانے والوں کا ذکر نہیں کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا اس لیے کہ انھوں نے میری بات میں شک نہیں کیا۔

آنحضرت کی مراجعت مدنیہ | زہری کا بیان ہے پھر رسول اللہ مدنیہ واپس تشریف لے آئے زہری کہا کرتے تھے کہ اپنے مفید نتائج کے اعتبار سے اس سے قبل اسلام میں اتنی بڑی فتح حاصل نہیں ہوئی جب فریقین مقابل ہوئے تو باہم آویزش ہوئی اور جب صلح کے بعد جنگ کا خاتمہ ہوا اور لوگ ایک دوسرے کی جانب سے بے خطر ہو کر باہم مل کر تبادلہ خیالات اور مکالمہ کرنے لگے تو جس شخص میں کچھ بھی عقل تھی اس سے جب اسلام کے اصول بیان کیے گئے۔ اس نے فوراً اسلام قبول کر لیا صرف ان دو سالوں میں اتنے لوگ مسلمان ہوئے جتنے کہ اس سے قبل تمام مدت میں اسلام لائے تھے۔



باب

سلاطین کو دعوت اسلام

اس سال ماہ ذی الحجہ میں رسول اللہ ﷺ نے چھ اشخاص کو اپنے قاصد کی حیثیت سے مختلف فرمانرواؤں کے دربار میں بھیجا۔

یزید بن ابی حبیب مصری سے مروی ہے کہ ان کو ایک ایسی تحریر ملی جس میں ان اصحاب کے نام تھے جن کو رسول اللہ ﷺ نے غیر مسلم فرمانرواؤں کے پاس بھیجا تھا۔ اور وہ پیغام درج تھا جو آپ نے ان کے ذریعہ بھیجا تھا۔ انھوں نے وہ تحریر اپنے شہر کے بعض ثقہ لوگوں کے ہاتھ ابن شہاب زہری کے پاس بھیجی تو زہری نے اسے شناخت کر کے تسلیم کیا۔ اس تحریر میں درج تھا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ برآمد ہوئے صحابہ جمع تھے آپ نے فرمایا کہ میں تمام عالم کے لیے بلا استثناء رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں۔ تم میری دعوت کو تمام عالم میں پہنچاؤ ابن اسحاق کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلیمان بن عمرو کو عامہ کے رئیس ہوزہ ضفی کے پاس علماء بن حضرمی کو حمرین کے رئیس منذر بن ساوی کے پاس عمرو بن عاص کو عمان کے رئیس جعفر بن حلبہ اور عباد بن حلبہ کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کو اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کے پاس بھیجا۔ مقوقس نے چار باندیاں آپ کو نذر بھیجیں۔ ان میں ماریہ، ابراہیم بن رسول اللہ کی ماں بھی تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے دحیہ بن خلیفہ مکی کو قیصر روم ہرقل کے پاس بھیجا۔ ایک دن ہرقل بہت ہی متفکر ہو کر آسمان کو دیکھنے لگا

اس کے درباری امراء نے پوچھا جناب والا پریشان نظر آتے ہیں۔ اس نے کہا صحیح ہے میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ مثنونوں کا ملک سب پر غالب آنے والا ہے۔ امراء نے کہا یہود کے علاوہ کوئی ایسی قوم ہمیں معلوم نہیں جو ختنہ کراتی ہو لیکن وہ آپ کے قبضہ میں ہیں اور آپ کے رعایا ہیں اگر ایسا اندیشہ ہے تو ان سب کو قتل کرادیں۔ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ رئیس بصری کا ایک آدمی ایک عرب کو لے کر ہرقل کے پاس آیا اور کہا یہ عرب کبریاں اور اونٹ چراتے ہیں یہ اپنے ملک کا عجیب واقعہ بیان کرتا ہے ترجمان کے

ذریعہ معلوم ہوا کہ ہم میں سے ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے کچھ لوگ اس کے پیرو اور کچھ مخالف ہیں ان کے مابین بہت سی لڑائیاں لڑی ہیں اور اب تک سو رہی ہیں۔ ہر قل کے حکم سے اسے برہنہ کر کے دیکھا گیا تو معلوم ہوا وہ مختون ہے۔ ہر قل نے کہا بخدا مجھے یہی شخص خواب میں دکھایا گیا ہے نہ کہ وہ قوم جس کے متعلق تمھارا گمان ہے۔

ابوسفیان کی طلبی | ہر قل نے اپنے کو تو ال کو بلا کر حکم دیا کہ شام کے چہر چہر سے تلاش کر کے ایسے شخص کو حاضر کر دو جو اس نبی کی قوم کا ہو۔ ابوسفیان کہتا ہے ہم غزہ میں تھے کہ ہر قل کے کو تو ال نے ہمیں گھیر کر پوچھا تم اس جہازی کی قوم سے ہو۔ ہم نے کہا ہاں۔ وہ کہنے لگا میرے ساتھ بادشاہ کے پاس چلو جب وہاں پہنچے تو بادشاہ نے کہا تم میں سے اس کا قریب تر عزیز کون ہے؟ ابوسفیان کہتا ہے میں نے کہا میں ہوں۔ میں نے ہر قل سے زیادہ بد صورت آدمی کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ہر حال اس نے مجھے پاس بٹھا کر اپنے سامنے بٹھایا میرے دوسرے ساتھیوں کو میرے عقب میں بٹھا کر ان سے کہا میں اس سے سوال کرتا ہوں اگر یہ تھوٹ بولے تو تم اس کی تکذیب کرنا۔

ہر قل کا استفسار | ہر قل نے پوچھا جو تم میں نبوت کا مدعی ہوا ہے اس کا حال بیان کرو۔ اب میں نے ارادہ کیا کہ میں محمد کی شان اور بات کو اس کے دل میں اہمیت نہ اختیار کرنے دوں۔ لہذا میں نے کہا آپ اس کی وجہ سے پریشان نہ ہوں۔ جوابات آپ کو اس کے متعلق معلوم ہوئی ہے اس سے اس کی شان بہت کم تھے۔ میں نے دیکھا کہ میری اس بات کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا اور نہ اس نے اس پر کوئی توجہ دی پھر اس نے کہا اچھا صرف ان باتوں کا جواب دو جو میں اس کے متعلق دریافت کروں میں نے کہا پوچھیے؟ اس نے کہا ”اس کا نسب کیا ہے؟“

میں نے کہا ”وہ نجیب الطرفین ہم میں شریف تر ہے“
اس نے کہا ”کیا اس کے خاندان میں کوئی اور بھی مدعی نبوت ہے جسکی نقل میں اس نے دعویٰ کیا ہو؟“
میں نے کہا ”نہیں“

اس نے پوچھا ”کیا اس کو تم پر حکومت حاصل تھی اور پھر تم نے اس سے چھین لی اور اب وہ نبی بن کر پھر حکومت حاصل کرنا چاہتا ہو؟“
میں نے کہا ”نہیں“

ہر قل نے کہا ”بتاؤ اس کے پیرو کون لوگ ہیں؟“

میں نے کہا ”کمزور، غریب، نوجوان، بچے اور عورتیں۔ مگر اس کی قوم کے عمائد اور اشراف میں سے ایک نے بھی اس کی اتباع نہیں کی۔“

پھر اس نے پوچھا ”اچھا یہ بتاؤ کہ جو اس کے متبع ہیں وہ اس کو دل سے چاہتے ہیں اور وفادار ہیں یا پھر برا سمجھ کر اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں؟“

میں نے کہا ”آج تک اس کے متبعین میں سے ایک نے بھی اس کا ساتھ نہیں چھوڑا۔“

اس نے پوچھا ”تھاری اور اس کی لڑائی کا کیا حال ہے؟“

میں نے کہا ”کبھی وہ ہم پر غالب ہوتے ہیں اور کبھی ہم ان پر۔“

اس نے کہا ”بتاؤ کیا وہ بدعہد ہے؟“ اور تمام سوالوں میں سے صرف یہ سوال ایسا تھا کہ مجھے اس کے جواب میں ٹھوکر طرز کرنے کا موقع تھا۔

میں نے کہا ”نہیں“ اب ہمارے اور اس کے درمیان سردست صلح ہے۔ مگر ہم اس کی بدعہدی سے بالکل مطمئن نہیں ہیں۔

اس جواب پر اس نے کوئی التفات نہیں کیا بلکہ خود ہی اس نے یہ تمام واقعہ دہرایا

بہر قل کا جواب

اور کہا میں نے تم سے اس کا نسب پوچھا تو تم نے کہا کہ وہ تم میں نہایت ہی شریف

اور نجیب الطرفین ہے اور اللہ کا یہی دستور ہے کہ جب وہ کسی کو نبوت عطا کرتا ہے تو وہ شخص اپنی قوم میں

باعتبار نسب کے شریف ترین ہوتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ اس کی قوم میں کوئی اور مدعی نبوت ہے جس

کی وہ نقل کر رہا ہو۔ تم نے کہا نہیں۔ میں نے پوچھا کیا تمہاری حکومت اسے حاصل تھی جسے تم نے چھین لیا ہو

اب دوبارہ اسے لینے کے لیے اس نے دعویٰ کیا ہو؟ تم نے کہا نہیں ایسا بھی نہیں ہے۔ میں نے پوچھا اس

کے ماننے والے کون لوگ ہیں۔ تم نے کہا کہ وہ کمزور، مساکین، نوجوان اور عورتیں ہیں ہر زمانہ میں انبیاء کے

متبعین ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا آیا اس کے پیروں سے اس کے جاں نثار اور ہمیشہ کے

لیے وفادار ہیں یا چند روز میں ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو جاتے ہیں تم نے کہا کہ ان میں سے کسی نے بھی اس کی مفارقت

اختیار نہیں کی۔ بیشک ایمان کی حلاوت ایسی ہی ہوا کرتی ہے کہ جب وہ دل میں اتر جائے تو پھر نہیں نکلتی۔

میں نے پوچھا کیا وہ بدعہدی کرتا ہے تم نے کہا نہیں لہذا اگر تم نے اس کا سچا حال بیان کیا ہے تو وہ ضرور

میری اس تمام سلطنت پر جو میرے قدموں کے نیچے ہے غالب آجائے گا۔ کاش میں ان کی خدمت میں ہوتا

اور ان کے قدم دھوتا۔ اچھا اب جانیے میں کف افسوس ملتا ہوا اس کے پاس سے اٹھ آیا اور اپنے ساتھیوں سے

کہا دیکھتے ہو ابن ابی کبشہ کا اب یہ اثر ہو گیا ہے کہ فرنگی بادشاہ اس ملک شام میں جو ان کی سلطنت میں ہے

بیٹھے ہوئے اس سے خوفزدہ ہیں۔

وحیہ کلہی کے ذریعہ رسول اللہ کا حسب ذیل خط قیصر روم کو پہنچا۔
”بسم اللہ الرحمن الرحیم“

آنحضرت کا خط

”یہ خط محمد رسول اللہ کی طرف سے ہر قل قیصر روم کے نام بھیجا جاتا ہے جس نے راہِ راست اختیار کی وہ سلامت رہا۔ اما بعد۔ اسلام لاؤ سلامت رہو گے۔ اسلام لے آؤ اللہ تم کو اس کا دوسرا تہ اجر دے گا اور اگر میری اس دعوت سے اعراض کرو گے تو تمہاری اس تمام نادانق رعایا کی گمراہی کا وبال بھی تم پر ہوگا۔“

ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان کے عہد میں نصاریٰ کے
بہر قل کا امراء سے مشورہ

ایک بڑے اسقف سے ملاقات ہوئی یہ اس وقت موجود تھا۔ جب رسول اللہ کا خط بہر قل کے پاس آیا تھا اس نے بیان کیا کہ وحیہ بن خلیفہ کلہی نے آپ کا خط بہر قل کو لا کر دیا اسی نے اس کو اپنی دونوں رانوں اور کمر کے نیچے رکھ لیا اور پھر پوپ کو روم میں اس واقعہ کی اطلاع دی یہ پوپ عبرانی انجیل کو پڑھتا اور سمجھتا تھا۔ بہر قل نے اسے رسول اللہ کا سارا واقعہ لکھا پوپ نے جواب میں لکھا کہ بیشک یہ شخص وہی نبی برحق ہیں جن کے ہم منتظر تھے ان کی نبوت میں کوئی شبہ نہیں تم ان کی اتباع کرو اور ان پر ایمان لے آؤ۔ بہر قل نے اپنے تمام امراء کو دربار میں طلب کیا۔ ایک قصر میں دربار منعقد کیا گیا سب کے جمع ہو جانے کے بعد دروازے بند کر دیئے گئے چونکہ قیصر کو ان کی جانب سے اپنی جان کا خطرہ تھا وہ ان کے سامنے ایک برآمدے میں برآمد ہوا اور اس نے کہا کہ میں نے آپ کو ایک نیک بات کے لیے بلایا ہے میرے پاس اس عرب کا خط آیا ہے جس میں اس نے مجھے اپنے دین کی دعوت دی ہے اور وہ بیشک وہی نبی برحق ہے جس کا ہم کو انتظار تھا اور جس کی پیشین گوئی ہماری مذہبی کتب میں موجود ہے لہذا آؤ ہم سب اس کی اتباع کریں اور اس پر ایمان لے آئیں تاکہ ہماری دنیا و آخرت نجات پزیر ہو۔

اس پر تمام حاضرین نے انکار کے لیے شور برپا کر دیا اور دربار کے کمرے سے
امراء کی برہمی

باہر جانے کے لیے دروازوں کی طرف پکے مگر وہ پہلے سے بند تھے پھر ان کو قیصر نے سامنے بلایا چونکہ اس کو ان سے اپنی جان کا خطرہ تھا اس لیے اب اس نے یہ تقریر کی کہ میں نے یکفٹ گواہی آپ سے کی ہے اس کا مطلب صرف آپ کا امتحان تھا تاکہ آزمائش کی جائے کہ آپ اپنے دین پر کس مضبوطی سے قائم ہیں اور اس امتحان کی اس نئے واقعہ کے پیش آ جانے کی وجہ سے ضرورت ہوئی مگر اب مجھے آپ کے راسخ ایمان کو دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی اس کے سننے کے بعد تمام درباری بادشاہ کے سامنے سجدے میں گر پڑے۔ اب

قصر کے دروازے کھول دیئے گئے اور وہ سب چلے گئے۔

ضغاط اسقف کا قتل

ایک روایت ہے کہ خط موصول ہونے کے بعد ہرقل نے وحیہ سے یہ بھڑکھا کہ میں جانتا ہوں کہ تمہارے نبی برحق ہیں یہی وہ نبی ہیں جن کے ہم منتظر تھے اور جن کا ذکر ہماری مذہبی کتابوں میں موجود ہے مگر مجھے رومیوں سے اپنی جان کا خطرہ ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو میں ضرور ان کی اتباع کر لیتا اب مناسب یہ ہے کہ تم ضغاط اسقف کے پاس جاؤ اور اس سے اپنے نبی کا حال بیان کرو۔ تمام رومیوں میں اس کی شان اور عزت مجھ سے کہیں زیادہ ہے اور اس کی بات کارومیوں پر مجھ سے کہیں زیادہ اثر ہے دیکھو کہ وہ اس معاملہ میں کیا کہتا ہے۔ چنانچہ وہ اس کے پاس آئے رسول اللہؐ نے جس غرض اور جس دعوت کے لیے ان کو ہرقل کے پاس بھیجا تھا وہ اس سے بیان کی ضغاط نے کہا بیشک تمہارے نبی برحق ہیں ہم ان کی تعریف سے پہچان گئے ان کا نام ہماری کتابوں میں موجود ہے اس کے بعد وہ اندر گیا وہ اس نے اپنا سیاہ لباس جو پہنے تھا اتار کر سفید لباس پہنا اور اپنا عصا ماتھے میں لے کر رومیوں کے سامنے جو گر جا میں جمع تھے آیا اور ان سے کہا ہمارے پاس احمد کا خط آیا ہے جس میں انھوں نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی دعوت دی ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ ”ان لا الہ الا اللہ وان احمد عبدہ ورسولہ“ اسے سنتے ہی تمام حاضرین ایک جان ہو کر اس پر حملہ آور ہوئے اور وہیں ضغاط کو شہید کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد وحیہ دوبارہ ہرقل کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا۔ ہرقل نے کہا میں نے پہلے ہی تم سے یہ بات کہہ دی تھی کہ ہمیں ان کی طرف سے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ ضغاط کا ان پر مجھ سے کہیں زیادہ اثر تھا اور وہ اس کی مجھ سے زیادہ تعظیم کرتے تھے مگر تم نے دیکھ لیا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا۔

رئیس دمشق کو پیغام | رسول اللہؐ نے شجاع بن وہب کو منذر بن حارث غسانی دمشق کے سردار کے پاس بھیجا اور اسے یہ خط لکھا۔

”اس پر سلامتی ہو جس نے راہ راست کی اتباع کی اور اسے تسلیم کیا میں تم کو اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں۔ تمہاری ریاست تمہارے قبضہ میں رہے گی“ شجاع نے جب یہ خط منذر کو پڑھ کر سنایا تو وہ کہنے لگا:۔
 ”کون ہے جو میری ریاست مجھ سے چھین سکتا ہے میں اس کا مقابلہ کروں گا“
 رسول اللہؐ نے یہ جواب سن کر فرمایا:۔
 ”اس کی ریاست برباد ہوگی“

آنحضرتؐ نے عمرو بن اسید ضمری کو حضرت جعفر بن ابی طالبؑ کی قیادت میں کچھ صحابہ کے ساتھ نجاشی کے پاس اپنا یہ خط دے کر بھیجا تھا:-

شاہِ حبشہ کو دعوتِ اسلام

”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط محمد رسول اللہؐ کی جانب سے حبشہ کے نجاشی اصم کے نام ارسال کیا جاتا ہے۔ تم محفوظ ہو میں تمہارے سامنے اس اللہ کی، جو پاک ہے، تمام کائنات کا حاکم ہے، امان ہے اور آمان دینے والا، مقتدر ہے۔ تعریف کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کی روح اور اس کا کلمہ تھے۔ جسے اس نے نیک پاک اور عقیقہ مریم کے بطن میں ڈالا اور عیسیٰ بطن مریم میں شکل حمل جلوہ افروز ہوئے۔ اللہ نے اپنی روح اور دم سے اسے اسی طرح پیدا کیا جس طرح اس نے آدم کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور پھر اس میں جان بھرنی۔ میں تم کو اس اللہ کی جو صرف ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں دعوت دیتا ہوں کہ اس پر ایمان لے آؤ اور اس کی فرماں برداری میں میرا ساتھ دو، میری پیروی کرو اور میری رسالت کو تسلیم کرو۔ میں نے اپنے چچا زاد بھائی جعفر کو دوسرے مسلمانوں کے ساتھ تمہارے پاس بھیجا ہے جب یہ تمہارے پاس پہنچیں تو تم ان کی تواضع کرنا اور سخوت حکومت کو ترک کر دینا میں تمہیں اور تمہاری رعایا کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے اللہ کا پیغام خلوص کے ساتھ تم کو پہنچا دیا تم میری اس نصیحت کو قبول کرو۔ اس پر سلامتی رہے جس نے راہِ راست کی اتباع کی“

اس کے جواب میں نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا

شاہِ نجاشی کا قبولِ اسلام

”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ عریضہ نجاشی اصم بن ابجر کی جانب سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ارسال ہے لے اللہ کے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اس اللہ کی جو بلا شرکت ایک ہے اور جس نے مجھے اسلام کی ہدایت کی ہے رحمت اور برکات آپ پر نازل ہوں۔ اے اللہ کے رسول! مجھے جناب کا خط موصول ہوا جس میں آپ نے حضرت عیسیٰؑ کا ذکر کیا ہے۔ آسمان وزمین کے پروردگار کی قسم آپ نے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے خود انھوں نے بھی اس پر شہ زائد نہیں کیا اور کہا میں آپ کی رسالت کا معترف ہوں۔ میں نے آپ کے چچا زاد بھائی اور ان کے ہمراہیوں کو اپنا مہمان بنایا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور دوسرے انبیاء کے مصدق ہیں۔ میں نے آپ کے لیے آپ کے چچا زاد بھائی کی بیعت

کر لی ہے اور ان کے ہاتھ پر اللہ رب العالمین کے لیے اسلام لایا ہوں میں اپنے بیٹے
ارجان اصحٰم بن ابجر کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں کیونکہ میں صرف اپنے نفس کا مالک
ہوں اور اگر آپ کی یہی خوشی ہو کہ میں خود حاضر ہوں تو میں اس کے لیے تیار ہوں۔ کیونکہ میں
جانتا ہوں کہ آپ کا ارشاد برحق ہے۔“

والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

اس سال رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جذاذہ سہمی کے ہاتھ پر

نامہ رسول شاہ فارس کے نام | خط کسری کے نام ارسال کیا :-

”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یہ خط محمد رسول اللہ کی جانب سے فارس کے بادشاہ کسری
کے نام بھیجا جاتا ہے۔ سلامتی ہے اس کے لیے جس نے راہ راست کی اتباع کی اللہ اور
اس کے رسول پر ایمان لایا اور اس بات کی شہادت دی کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود
نہیں اور محمد اس کے رسول ہیں جو تمام اہل عالم کے لیے مبعوث کیے گئے ہیں تاکہ وہ جو زندہ
ہیں ان کو آخرت سے ڈرائیں۔ اسلام لے آؤ، محفوظ رہو گے اور اگر اس کا انکار کرو گے
تو تمام مجوسیوں کا دباں تم پر ہوگا۔ کسری نے رسول اللہ کا خط پارہ پارہ کر دیا آپ نے فرمایا اس
ملک بھی پارہ پارہ ہو جائیگا۔“

اس کے بعد کسری نے اپنے ولی مین باذان کو لکھا کہ تم دو دلاور آدمی جلاز

کسری والی مین کو حکم | بھیجو تاکہ وہ اس شخص کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آئیں۔ باذان نے اپنے

داروغہ بابویہ اور خضرہ ایرانی کو اس غرض سے مدینہ بھیجا اور ان کے ہاتھ پر یہ خط رسول اللہ کو بھیجا کہ ان کے
ساتھ کسری کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ باذان نے داروغہ سے زبانی کہا کہ تم اس شخص سے اس کے شہر
میں جا کر گفتگو کرو اور اس کا صحیح حال مجھ سے آکر بیان کرو۔ یہ دونوں ایرانی مین سے چل کر طائف آئے۔ اس
کے مقام نجیب پر ان کو کچھ قریش ملے۔ انھوں نے ان سے آنحضرت کا پتہ پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ وہ مدینہ میں
ہیں وہ قریش ان ایرانیوں کو دیکھ کر اور ان کے آنے کی غرض معلوم کر کے بہت خوش ہوئے انھوں نے باہم دگر
اس خوش خبری کو بیان کیا اور کہنے لگے اب شہنشاہ کسری ایسے زبردست نے اسے تاکا ہے اب وہ اس
کی خبر لے لے گا۔ دونوں ایرانی وہاں سے رسول اللہ کے پاس آئے بابویہ نے آپ سے گفتگو کی اور کہا کہ
بادشاہوں کے بادشاہ شہنشاہ کسری نے باذان کو لکھا ہے کہ تم کسی کو ان کے پاس بھیجو، چنانچہ اس نے مجھے آپ
کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ میرے ہمراہ چلیں اگر آپ چلتے ہیں تو باذان شہنشاہ ایران کو آپ کی سفارش لکھیں گے

تاکہ وہ آپ سے درگزر کر کے معافی دے اور اگر اس کے حکم سے سرتابی کریں گے تو آپ اس سے خود قہقہہ
ہیں وہ آپ کو اور آپ کی قوم کو ہلاک کر دے گا اور آپ کے ملک کو برباد کر دے گا۔

یہ دونوں آپ کی خدمت میں اس شکل میں حاضر ہوئے تھے کہ دائرہ

شاہ ایران کا قتل

صاف اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں آپ نے کراہت سے پہلے توانکی
طرف نظر ہی نہیں کی۔ مگر پھر مواجہہ کر کے پوچھا یہ کیا شکل ہے۔ کس نے اس کا حکم دیا ہے انھوں نے کہا
ہمارے پروردگار نے جس سے ان کی مراد کسری تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر میرے رب
نے مجھے ڈاڑھی چھوڑنے اور مونچھیں ترشوانے کا حکم دیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اچھا آج تو جاؤ
کل پھر آنا۔ اس کے بعد ہی رسول اللہ کو بذریعہ وحی آسمانی خبر ملی کہ اللہ نے کسری پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط
کر دیا ہے اور اس نے غلام ماہ اور غلام دن میں اپنے باپ کسری پر قابو پا کر اسے قتل کر دیا۔
واقعہ یہ کہ شیرویہ نے کسری کو جہادی اولیٰ کی تیرہویں شب شہ چھ گھنٹہ رات گئے
بعد قتل کیا تھا۔

دوسرے دن آنحضرت نے ان دونوں ایرانیوں کو بلا کر اس واقعہ کی اطلاع

شیرویہ کی حکومت

دی انھوں نے کہا جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں اس کے مفہوم سے واقف ہیں
ہم نے جو بات آپ سے کہی ہے وہ آپ کے اس دعویٰ کے مقابلے میں معمولی ہے کیا ہم اپنے رئیس کو یہ بات
آپ کی طرف سے لکھ دیں۔ رسول اللہ نے فرمایا ہاں یہ اس سے کہہ دو اور یہ بھی کہو کہ میرا دین اور میری حکومت
بہت جلد کسری کی سلطنت میں پھیل جائے گی۔ اور وہاں تک پہنچے گی جہاں تک اونٹ اور گھوڑے جاتے ہیں
اور کہہ دو

”اگر تم اسلام لے آؤ تو جو ملک تمہارے ماتحت ہے اور اختیار کی جو ریاست اس وقت تم

کو حاصل ہے وہ بدستور تمہارے پاس رہے گی۔“

اس کے بعد آپ نے خرخرہ کو ایک بگوس (منقطہ) عطا فرمایا جس میں سونا چاندی لگا ہوا تھا یہ بگوس
آپ کو کسی رئیس نے تحفے میں بھیجا تھا۔ یہ دونوں آپ سے رخصت ہو کر باذان کے پاس آئے اور اسے پورا
واقعہ سنایا۔ اس نے کہا اس گفتگو سے معلوم ہوتا ہے یہ صاحب دنیاوی بادشاہ نہیں بلکہ نبی ہیں جیسا کہ انکے
بیان سے معلوم ہوتا ہے جو کچھ انھوں نے بتایا ہے ہم اس کے وقوع کا انتظار کرتے ہیں اگر یہ بات سچ نکلی تو
پھر ان کے نبی مرسل ہونے میں کچھ شبہ ہی نہیں اور اگر یہ بات سچ ثابت نہ ہوئی تو پھر ہم اس معاملہ پر مزید غور کریں
گے کہ کیا کریں اس خبر کے کچھ عرصہ بعد باذان کے نام شیرویہ کا خط آیا جس میں لکھا تھا کہ میں نے کسری کو قتل کر دیا ہے

اور اس طرح میں نے اپنے ہم قوم ایرانیوں کا انتقام لیا ہے جن کو بے دریغ ان کے گھروں میں قتل اور سنگسار کرتا تھا جب تمہیں کو میرا یہ خط موصول ہو تم اپنے یہاں کے لوگوں سے میرے لیے حلف اطاعت لو اور جس شخص کے بارے میں کسری نے تم کو لکھا تھا اب اس سے سر دست کوئی تعرض نہ کرو، میرے آئندہ حکم کا انتظار کرو۔

حمیر کا تاثر | اس خط کو پڑھ کر باذان نے کہا بخدا یہ صاحب سچے رسول ہیں اب وہ اور اس کے ساتھ جس قدر امرا و زادے مین میں موجود تھے سب اسلام لے آئے۔ حمیر خنصرہ کو اسی بگوس کی وجہ سے جو رسول اللہؐ نے اس کو دیا تھا ذوالمجرہ کہتے تھے۔ ان کی زبان میں معجزہ بگوس کو کہتے ہیں اب تک ان کی اولاد ان کو اسی نسبت سے یاد کرتی ہے۔ بابویہ نے باذان سے یہ کہا کہ میں نے مدت العمر میں ایسا بارعب شخص نہیں دیکھا جیسا کہ یہ (محمدؐ) ہیں۔ باذان نے پوچھا

”کیا ان کے پاس پیرے دار سپاہی ہیں؟“

اس نے کہا کہ ”نہیں“

اس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقوقس کو خط لکھا۔ جس میں اسے اسلام کی دعوت دی مگر وہ مسلمان نہیں ہوا۔



باب

غزوہ خیبر

ماہ محرم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی طرف روانہ ہوئے سب سے پہلے قلعہ نام فتح ہوا اس کے بعد قلعہ قنوص اور قلعہ ابن ابی حقیق فتح کیے جب اور تمام قلعے رسول اللہ نے سر کر لیے تو یہودی سمٹ کر اپنے قلعہ طلیح اور سلام میں جمع ہو گئے۔

رسول اللہ کا علم | اپنا علم عمر بن خطاب کو دیا کچھ لوگ ان کے ساتھ ہو کر قلعہ پر حملہ آور ہوئے۔ اہل خیبر نے ان کا مقابلہ کیا۔ عمر اور ان کے ہمراہی پہاڑوں پر رسول اللہ کے پاس پلٹ آئے۔ عمر کے ہمراہی ان کو اور عمر ان کو بزدل ٹھہرانے لگے۔ رسول اللہ نے فرمایا میں کل علم ایسے مرد کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ دوسرے دن ابوبکر اور عمر نے جھنڈا لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ مگر آپ نے علی کو بلایا ان کو آشوب چشم تھا۔ آپ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دین لگایا اور اپنا جھنڈا ان کو دیا۔ اہل خیبر مقابلہ پر آئے اس وقت مرحب یہ رجز پڑھ رہا تھا۔ خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں مسلح ہوں دلاور ہوں جنگ آزمودہ ہوں کبھی نیزہ بازی اور کبھی تلوار زنی کرتا ہوں۔ جب مردان دلاور جویش میں بھرے ہوئے لڑنے آتے ہیں حضرت علی اور اس نے ایک دوسرے پر تلوار کا وار کیا حضرت علی نے اس کے کاسہ سر پر ایسا زبردست ہاتھ مارا کہ تلوار سر کو کاٹی ہوئی داڑھیوں تک اتر گئی اور ان کی ضرب کی آواز کو مسلمانوں کی فرود گاہ والوں نے سنا ابھی تمام آدمی بھی ان کے پاس نہ پہنچے پائے تھے کہ اللہ نے حضرت علی اور مسلمانوں کو فتح عطا کی۔

دوسرے سلسلہ سے بریدہ سے مردی ہے ابوبکر نے آپ کے جھنڈے کو لیا۔ حملہ آور ہونے اور نہایت شدید لڑائی کے بعد پلٹ آئے پھر عمر نے جھنڈا لیا حملہ کیا اور اس مرتبہ پہلی مرتبہ سے بہت شدید لڑائی ہوئی مگر وہ بھی بغیر فتح

حاصل کیے پلٹ آئے۔ رسول اللہ کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپؐ نے فرمایا میں کل علم ایسے مرد کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسولؐ اس سے محبت رکھتے ہیں اور وہ بزرگ و شہیر قلعہ فتح کرے گا۔ حضرت علیؓ اس وقت وہاں موجود نہ تھے اس وجہ سے قریش کے ہر فرد کو یہ امید تھی کہ شاید اسی کو علم دیا جائے۔ دوسری صبح حضرت علیؓ اپنے اونٹ پر سوار رسول اللہؐ کی فرودگاہ میں آئے اور آپؐ کے خیمے کے قریب آکر انھوں نے اپنا اونٹ بٹھایا ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ قطری کپڑے کی پٹی آنکھوں پر بندھی تھی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ”قریب آؤ“ علیؓ آپؐ کے قریب آئے آپؐ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا جس سے درد جاتا رہا پھر آپؐ کو زندگی بھر کبھی درد نہیں ہوا۔ پھر آپؐ نے ان کو اپنا علم دیا آپؐ اس کو لے کر چلے۔ آپؐ نے ارغوانی سرخ حذہ پہن رکھا تھا جس کے استر کو انھوں نے باہر کر رکھا تھا آپؐ خیبر کے شہر میں آئے تو مرحب قلعہ کا رئیس زرد رنگ کا میانی خود پہنے اور ایک پیچہ کو سوراخ کر کے خود کی طرح سر پر رکھے یہ رجز پڑھتا ہوا میدان میں نکلا۔ خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، مسلح، دلاور اور جنگ آزمودہ ہوں حضرت علیؓ نے اس کے جواب میں فرمایا:-

”انا لندی ستمنی امی حیدرہ اکیک بالسیف کیل السندرہ لیث بغابات شدید قسورہ“

ترجمہ:- ”میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے میں تلوار سے تھکاری اس طرح قطع برید کروں گا جس طرح آگ کا درخت کاٹا جاتا ہے، میں نہایت تند خوا اور بہادر شیرنشاں ہوں“

دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیے مگر حضرت علیؓ نے بڑھ کر ایسا وار کیا کہ جس سے تلوار اس پیچہ خود اور سر کو چیرتی ہوئی مرحب کے ڈاڑھوں تک اتر گئی اور آپؐ نے شہر پر قبضہ کر لیا۔

ابورافعؓ، رسول اللہؐ کے غلام سے مروی ہے کہ جب رسول اللہؐ نے علیؓ ابن ابی طالب کو اپنا علم دے کر لڑنے کے لیے بھیجا تو ہم بھی ان کے ساتھ ہو لیے جب وہ قلعہ کے قریب پہنچے تو اہل قلعہ مقابلہ کے لیے باہر نکل آئے علیؓ ان سے لڑنے لگے ایک یہودی نے ان پر تلوار ماری جس سے ان کی ڈھال ٹامٹھ سے گر پڑی۔ قلعہ کے پاس ایک دروازہ تھا علیؓ نے اسے اٹھالیا اور اس سے ڈھال کا کام لینے لگے۔ وہ اسے اٹھائے برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہؐ نے ان کو فتح دی پھر آپؐ نے وہ دروازہ پھینک دیا۔ لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد ہم آٹھ افراد نے جن میں میں بھی تھا پورا زور لگایا کہ اس دروازے کو الٹا دیں مگر ہم ایسا نہ کر سکے۔

حضرت صفیہ بنت حمزہؓ | جب ابن ابی الحقیق کے قلعہ قحوص کو رسول اللہؐ نے فتح کر لیا تو صفیہ بنت حمزہؓ بن خطابؓ ایک دوسری عورت کے ساتھ رسول اللہؐ کی خدمت میں گرفتار کر کے لائی گئی۔ ان کے لانے والے حضرت بلالؓ انھیں یہودیوں کے مقتولین کے پاس سے لیکر گزرے

صہیہ کے متعلق آپؐ نے حکم دیا کہ ان کو حفاظت میں لے لیا جائے ان پر چادر ڈال دی گئی جس سے مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ ان کو آپؐ نے اپنے لیے منتخب فرمایا ہے۔ نیز اس یہودیہ کے واقعہ پر آپؐ نے ہلال سے فرمایا کیا رحم تم سے سلب ہو گیا تھا جو تم نے ان دونوں عورتوں کو ان کے مقتول مردوں کے پاس سے گزارا۔

رسول اللہؐ نے اہل خیبر کو ان کے قلعوں و طبع اور سلام میں محصور کر لیا جب ان کو اپنی ہلاکت کا یقین ہوا تو انھوں نے رسول اللہؐ

اہل خیبر کی صلح کی درخواست

سے درخواست کی کہ آپؐ ہماری جان بخشی کریں اور ہمیں یہاں سے جلا وطن کر دیں آپؐ نے اس پر عمل کیا۔ اس

سے قبل ان کے مواضع شقی نظاۃ کتبہ اور ان دقلعوں کے علاوہ اور تمام قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب

اہل فذک کو اہل خیبر کی اس درگت کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے بھی رسول اللہؐ سے یہی درخواست کی کہ آپؐ انکی جان

بخشی دیا کر انھیں جلا وطن کر دیں اور وہ اپنی تمام جائیداد آپؐ کے لیے چھوڑ کر چلے جائیں آپؐ نے اسے اسطرح قبول کر لیا

اس مصالحت کے لیے بنی حارثہ کے محض بن مسعود فریقین میں وکیل

بنے۔ جب اہل خیبر نے مذکورہ بالا شرائط پر اطاعت کر لی تو انھوں نے

اہل فذک کی اطاعت

رسول اللہؐ سے کہا آپؐ ان زمینوں کی نصف پیداوار کی ادائیگی پر ہم سے معاملہ کر لیں کیونکہ ہم دوسرے لوگوں

کے مقابلہ میں ان سے زیادہ واقف ہیں اور بہتر طریقہ پر ان کو آباد رکھیں گے۔ آپؐ نے اسے منظور کر لیا

زمینیں ان کے پاس رہنے دیں اور یہ شرط طے کر لی کہ جب ہم چاہیں گے تم کو ان سے بے دخل کر دیں گے۔

اہل فذک نے بھی اسی شرط پر صلح کر لی۔ اس طرح خیبر تمام مسلمانوں کی ملکیت عامہ ہوا اور فذک محض رسول اللہؐ کا

خاصہ ہوا۔ کیونکہ اس پر مسلمانوں نے فوج کشی ہی نہیں کی۔

لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد زینب بنت حارث

سلام بن مشکم کی بیوی نے بھی ہوئی بکری آپکو ہدیہ

ایک یہودیہ کا بھیجا ہوا مسموم گوشت

بھیجا۔ اس سے قبل اس نے آپؐ کے متعلق دریافت کر لیا تھا کہ بکری کے گوشت کا کون سا حصہ آپؐ کو زیادہ

مرغوب ہے اس سے کہا گیا کہ دست (دستی)۔ اس نے سب سے زیادہ زہر اسی عضو میں ملایا پھر تمام بکری کو

زہر آلود کر کے اسے خود آپؐ کے پاس لے کر آئی جب وہ آپؐ کے دسترخوان پر رکھی گئی آپؐ نے دست اٹھا کر

اس میں سے ایک ٹکڑا لے کر منہ میں رکھا مگر اسے نگلا نہیں آپؐ کے ساتھ بشیر بن براء بھی کھانے پر موجود تھا

اس نے بھی آپؐ کی طرح اس میں سے ایک ٹکڑا اٹھا کر کھایا اور اسے نگل لیا۔ آپؐ نے محسوس کیا کہ یہ بڑی

مجھے بتاتی ہے کہ وہ زہر آلود ہے آپؐ نے اس زینب کو بلا کر دریافت کیا تو اس نے اقرار کیا۔ آپؐ نے وجہ پوچھی

تو اس نے کہا کہ میری قوم کی جو درگت آپؐ نے بنائی ہے وہ ڈھکی چھپی نہیں میں نے سوچا کہ اگر آپؐ نبی ہیں تو آپکو

معلوم ہو جائے گا اور اگر آپ دنیا دار بادشاہ ہیں تو آپ کی موت سے میرا دل ٹھنڈا ہوگا آپ نے اس کو معاف کر دیا۔ بشیر بن براء اسی زہر سے انتقال کر گیا آپ کے مرض الموت میں بشیر کی ماں عیادت کو آئیں تو آپ نے ان سے کہا مجھے اس وقت بھی اس زہر کا اثر محسوس ہو رہا ہے جو میں نے بھٹارے بیٹے کے ساتھ خیبر میں کھایا تھا اسی لیے مسلمان سمجھتے ہیں کہ شرف نبوت کے ساتھ رسول اللہ کو شرف شہادت بھی نصیب ہوا۔

خیبر سے واپس آکر رسول اللہ نے ربیع الاول سے لے کر شوال تک مسلمانوں کی مکہ کو روانگی | اقامت فرمائی۔ ذی القعدہ میں آپ عمرہ قضا کے لیے اسی ماہ میں

جس میں گزشتہ سال کفار نے آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا ان تمام صحابہ کے ساتھ جو پچھلے سال آپ کے ہمراہ تھے۔ مکہ روانہ ہوئے اہل مکہ کو معلوم ہوا کہ حسب قرار داد خود مکہ چھوڑ کر باہر چلے گئے ابن عباس سے مروی ہے کہ قریش رسول اللہ اور مسلمانوں کو دیکھنے کے لیے اپنی چوپال کے پاس صف بستہ کھڑے ہو گئے مسجد میں داخل ہو کر آپ نے اپنی چادر بغل میں دبائی اور اپنا سیدھا ماتھے اٹھایا اور فرمایا اللہ نے میرے حال پر رحم کیا کہ اس نے آج ان کو میری قوت دکھا دی۔ پھر آپ نے رکن کو بوسہ دیا آپ اور صحابہ تیز قدم سے طرف کرنے لگے جب بیت اللہ کی آڑ میں آ گئے اور رکن یمانی کو بوسہ دے دیا تو آپ معمولی رفتار سے چلنے لگے پھر آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور پھر تیز قدم چلے۔



باب

غزوہ موتہ

عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ جمادی الاولیٰ ۳۶ھ میں رسول اللہ ﷺ نے موتہ کو مہم بھیجی۔ زید بن حارثہ کو اس امیر مقرر فرمایا اور کہا اگر وہ مارے جائیں تو پھر جعفر بن ابی طالب امیر مقرر ہوں وہ بھی کام آجائیں تو عبد اللہ بن رواحہ امیر ہوں یہ تین ہزار تھے جب یہ مجیت تخوم پہنچی تو ہر قل کی فوج جس میں رومی اور عرب تھے۔ بلقار کے ایک موضع مشارف پر ان کے مقابل میں آگئی جب دشمن قریب آگیا تو مسلمان موتہ میں مورچہ زن ہوئے اور لڑائی شروع ہو گئی۔ زید بن حارثہ رسول اللہ کا علم لیے ہوئے دشمن سے لڑے اور جب وہ دشمن کے شیر تیردوں سے شہید ہو گئے تو جعفر بن ابی طالب نے علم لے لیا اور دشمن سے لڑنے لگے جب ہر طرف سے ان پر زور ہوا تو وہ اپنے سبز گھوڑے سے اتر پڑے اور اسے ہلاک کر دیا اور پھر دشمن سے لڑے اور شہید ہو گئے۔ یہ مہم چلی گئی اس کو گئے ہوئے ایک رسول اللہ کا جنگ موتہ کی حالت بیان کرنا عرصہ گزر گیا تو ایک دن آپ منبر پر تشریف

لے گئے اور آذان کا حکم دیا جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا
 ”باب خیبر، باب خیبر، باب خیبر“

پھر فرمایا آؤ میں تم کو اس مجاہد مہم کی حالت بیان کروں۔
 ”یہ لوگ یہاں سے گئے، ان کا دشمن سے مقابلہ ہوا، زید مارے گئے اور شہید ہوئے

میں ان کے لیے مغفرت کا طالب ہوں“
 ”پھر علم جعفر نے لے لیا، انھوں نے دشمن پر حملہ کیا اور اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے
 میں ان کی شہادت کا شاہد ہوں اور ان کے لیے مغفرت کا طالب ہوں“
 ”ان کے بعد عبد اللہ بن رواحہ نے علم اٹھایا وہ ثابت قدم رہے اور شہید ہو گئے میں
 ان کے لیے مغفرت کا طالب ہوں“

”اس کے بعد خالد بن ولید نے جھنڈا اٹھالیا۔ وہ میرے مقرر کردہ امراء میں سے نہ تھا بلکہ وہ خود امیر بن گیا۔“
عبداللہ بن ابوبکر سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ کو جعفر کی شہادت کی اطلاع ہوئی تو آپ

نے فرمایا: ”کل شام جعفر چند ملائکہ کے ساتھ جارہے تھے اور ان کے دو بازو تھے جن کا اگل حصہ خون سے رنگین تھا اور وہ مقام بیشہ کی طرف جارہے تھے جو مین میں واقع ہے خالد بن ولید اپنی (باقی ماندہ) سپاہ کو دشمن کے مقابلہ سے واپس لے کر مدینہ روانہ ہو گیا۔“



باب

فتح مکہ

بنو خزاعہ رسول اللہ کے حریف | صلح حدیبیہ میں جو رسول اللہ اور قریش کے درمیان ہوئی تھی اس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ اب جو چاہے رسول اللہ کے عہد میں داخل ہو اور جو چاہے قریش کے عہد میں داخل ہو جائے چنانچہ بنی بکر قریش کے ساتھ اور خزاعہ رسول اللہ کے عہد میں داخل ہوئے۔ اس صلح کے زمانے کو بنی بکر کے بنی دیل نے اپنے ہم قوم اسود بن رزن کی بیٹیوں کا خزاعہ سے انتقام لینے کا اچھا موقع سمجھا اور اس غرض سے نوفل بن معادیہ دیلی بنی دیل کے ساتھ جن کا وہ رئیس تھا۔ اگرچہ تمام بنی بکر اس کے تابع فرمان نہ تھے برآمد ہوا۔ اور اس نے بنو خزاعہ پر جو اپنے و تیر نامی چشمہ پر فردکش تھے، شب خون مارا، ان میں سے ایک شخص کو حملہ آوروں نے قتل کر دیا۔ بنو خزاعہ کو اپنا مقام چھوڑنا پڑا، لڑائی ہوئی تو قریش نے اسلحہ سے بنو بکر کی مدد کی بلکہ رات کی تاریکی میں خفیہ طور پر قریش کے کچھ لوگ بھی بنی بکر کے ساتھ خزاعہ پر حملہ کرنے میں شریک ہوئے۔ اور خزاعہ کو مجبوراً حرم میں پناہ لینا پڑی۔

حرم میں بنی بکر کی خونریزی | جب خزاعہ حرم میں آ پہنچے تو بنو بکر نے اپنے سردار نوفل سے کہا کہ اب ہم حرم میں ہیں اس لیے اب تم خدا سے ڈرو اور لڑائی سے باز رہو مگر اس نے اس کی کچھ پروا نہ کی بلکہ یہ گستاخانہ جملہ کہا کہ آج میرا کوئی خدا نہیں۔ میں کسی کو نہیں مانتا۔ اے بنی بکر اپنا بدلہ لے لو۔ میں جانتا ہوں کہ تم ضرور اسی حرم میں چوری کرتے ہو اور بکرو گے تو پھر کیوں حرم میں اپنا بدلہ نہیں لیتے۔ اس طرح جب قریش نے خزاعہ کے برخلاف بنو بکر کی مدد کی اور ان کا ایک آدمی قتل کر دیا جو رسول اللہ کے عہد و میثاق میں داخل تھے تو عمر بن سالم خزاعی اس عہد کے توڑنے کی شکایت کرنے اور فریاد رسی کے لیے رسول اللہ کی خدمت میں مدینہ آیا اس وقت آپ مسجد میں صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے اس نے آپ کے سامنے پہنچ کر (اس واقعہ کے متعلق اپنے) اشعار سنائے اور یہی واقعہ فتح مکہ کا

باعث ہوا۔

بدیل بن ورقاء | یا رسول اللہ! ہم اسلام لائے ہیں اور انھوں نے ہم کو قتل کیا ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمرو بن سلم! اطمینان رکھو ہم تمھاری مدد کے لیے تیار ہیں اسی وقت رسول اللہ ﷺ کو آسمان پر بدلی نظر آئی۔ آپ نے فرمایا یہ گھٹا بنی کعب کی امداد میں برسے گی یہ فال نیک ہے پھر بدیل بن ورقاء خزاعہ کے چند آدمیوں کے ساتھ مکہ سے مدینہ آیا اور اس نے اس شب خون کا پورا واقعہ سنایا اور اپنی مصیبت بیان کی اور قریش نے اس موقع پر بنی بکر کی جو مدد کی تھی اس کی خبر دی۔ یہ جماعت عرض حال کر کے مدینہ سے مکہ واپس چلی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صحابہ سے فرمایا اب ابوسفیان ہمارے پاس اس معاہدہ صلح کی تجدید اور اضافہ مدت کے لیے آنے والا ہے۔

ابوسفیان کی تجدید معاہدہ کی کوشش | وہاں سے چل کر ابوسفیان مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا پہلے وہ اپنی بیٹی ام حبیبہ کے پاس پہنچا اور رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھے لگا۔ مگر ام حبیبہ نے اس بستر کو لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے کہا اے بیٹی! کیا تم نے اس بستر کو میرے شایان شان نہ سمجھا یا مجھے اس بستر کے قابل نہ سمجھا۔ کیا بات ہے۔ ام حبیبہ نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے تم مشرک اور نجس ہو میں نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھو اس لیے میں نے اسے اٹھا دیا۔

وہاں سے اٹھ کر ابوسفیان، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور معاہدہ پر گفتگو کی آپ نے کوئی جواب نہ دیا پھر وہ ابو بکر کے پاس اور ان کے انکار پر عمر کے پاس آیا جب انھوں نے بھی انکار کیا تو وہ حضرت علی بن ابی طالب کے پاس آیا۔ ابوسفیان نے کہا اے علی! یہاں کے تمام لوگوں میں آپ سے میرے تعلقات بھی نہایت خوشگوار تھے اور قرابت میں آپ میرے سب سے زیادہ قریب تر عزیز ہیں میں ایک حاجت لیکر آیا ہوں ایسا نہ ہو کہ میں بے نیل و مرام خالی ہاتھ واپس جاؤں آپ رسول اللہ ﷺ سے ہماری سفارش کریں۔ علی نے فرمایا ابوسفیان! جس کام کا رسول اللہ ﷺ ارادہ کر چکے ہیں بخدا میری مجال نہیں کہ میں اس کے متعلق ان سے کچھ کہہ سکوں۔ ابوسفیان، جناب فاطمہ (جو ظاہر ہے کہ گھر کے اندر پردے میں ہوں گی) کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا کہ اے محمد کی بیٹی! کیا آپ یہ نہیں کر سکتیں کہ اپنے اس بیٹے (امام حسن) سے کہیں کہ وہ سب کے درمیان مجھے پناہ دیں اور اس طرح ہمیشہ کے لیے عرب کے سیدہ زوجات جناب فاطمہ نے فرمایا بخدا ابھی میرا یہ بچہ اس عمر کو نہیں پہنچا کہ وہ سب لوگوں میں تم کو پناہ دے اور رسول اللہ ﷺ کی مرضی کے خلاف تو کوئی بھی پناہ نہیں دے سکتا۔

ابوسفیان نے حضرت علیؑ سے کہا اے ابوالحسن! میری معاملات
حضرت علیؑ کا ابوسفیان کو مشورہ | نے نازک صورت اختیار کر لی ہے کوئی راہ سمجھ میں نہیں

آتی ہے آپ مجھے مخلصانہ مشورہ دیں کہ میں کیا کروں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا بخدا میں کوئی تدبیر ایسی نہیں
 جانتا جو مختارے لیے مفید ہو البتہ چونکہ تم تمام بنی کنانہ کے رئیس ہو اس لیے تم خود مجمع عام میں کھڑے ہو کر
 اپنے کو سب کی حفاظت میں دے دو۔ اور پھر اپنے وطن چلے جاؤ۔

ابوسفیان نے کہا کیا واقعی آپ اس مشورے کو میرے لیے کچھ مفید سمجھتے ہیں؟ حضرت علیؑ نے
 فرمایا بخدا اگر گز نہیں میں جانتا ہوں کہ اس سے بھی تم کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ مگر اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت
 ہی نہیں ہے۔ مجبوری ہے ابوسفیان نے مسجد میں کھڑے ہو کر سب کے سامنے کہا کہ اے لوگو! میں اپنے آپ
 کو سب کی پناہ میں دیتا ہوں یہ کہہ کر وہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر چل دیا۔ قریش کے پاس آیا انھوں نے پوچھا
 کیا کرتے ہو؟ اس نے کہا میں نے محمدؐ سے ملاقات کی اور اس معاملہ میں گفتگو کی مگر انھوں نے کوئی جواب
 نہیں دیا پھر میں ابوبکرؓ سے ملا، وہاں بھی کوئی مفید مقصد حاصل نہ ہوا پھر عمرؓ سے ملا۔ ان کو میں نے سب سے
 زیادہ اپنا دشمن پایا۔ پھر میں علیؑ کے پاس گیا اور سب میں سب سے زیادہ متواضع پایا۔ انھوں نے
 مجھے ایک مشورہ دیا اس پر میں نے عمل کیا مگر میں نہیں جانتا کہ آیا وہ ہمارے لیے سودمند ہوگا بھی یا نہیں
آنحضرتؐ کی روانگی مکہ | ابن عباس سے مروی ہے کہ ۱۰ رمضان کو آپؐ مدینہ سے روانہ
 ہوئے۔ آپؐ بھی روزے سے تھے اور دوسرے مسلمان بھی۔ کدید

پہنچ کر جو غسق اور افج کے درمیان ہے آپؐ نے افطار کیا یہاں سے بڑھ کر آپؐ نے دس ہزار مسلمانوں کے
 ساتھ مر الظهران میں قیام فرمایا۔ بنی سلیم اور مزینہ بھی آپؐ کے ساتھ ہو گئے ان کی تعداد بھی کثیر تھی اور ان میں اکثر
 مسلمان تھے اس سفر میں تمام مہاجرین اور انصار بلا استثناء آپؐ کے ہمراہ تھے آپؐ مر الظهران میں مقیم تھے مگر
 آپؐ کی نقل و حرکت کی قریش کو قطعی خبر نہیں تھی۔ تمام ذرائع اطلاع اللہ کی طرف سے ان کے لیے مسدود ہو چکے
 تھے ان کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ رسول اللہؐ کہاں ہیں اور اب کیا کرنے والے ہیں۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہؐ
حضرت عباس اور ابوسفیان کی ملاقات | مدینہ سے چل کر مر الظهران میں آئے تو عباس

بن عبد المطلب نے اپنے دل میں کہا رسول اللہؐ مدینہ سے چل چکے اب قریش کی خیر نہیں بخدا اگر وہ قریش سے
 ان کے علاقہ میں لڑے اور کہ میں بزدل و شمشیر داخل ہوئے تو قریش ہمیشہ کے لیے تباہ اور برباد ہو جائیں گے
 اور وہ رسول اللہؐ کی سفید مادہ خنجر پر سوار ہوئے اور کہا کہ میں اراک جاتا ہوں شاید وہاں مجھے کوئی مل جائے اور

وہ قریش سے ان کا صحیح مقام بتا دے تاکہ قریش رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر امان لے لیں۔ حضرت عباس بیان کرتے ہیں کہ اس نیت سے میں چل کر اراک آیا وہاں قریش کی تلاش میں پھر رہا تھا کہ میں نے ابوسفیان حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا کی آواز سنی۔ یہ لوگ رسول اللہ کی خبر معلوم کرنے کے لیے نکلے تھے۔ میں نے ابوسفیان کی آواز پہچان کر آواز دی ابوحنظلہ! اس نے کہا ابو الفضل! میں نے کہا ہاں۔ ابوسفیان نے کہا خوب ہو کہ آپ سے ملاقات ہو گئی میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں کہو کیا خبر ہے۔ میں نے کہا یہ آگ رسول اللہ کی فرد گاہ کی ہے ایسی زبردست فوج کے ساتھ انھوں نے تم پر چڑھائی کی ہے کہ تم اس کی تاب مقاومت نہیں لاسکتے۔ دس ہزار مسلمان ساتھ ہیں۔

حضرت عباسؓ کا ابوسفیانؓ کو مشورہ | میری اس خبر کے سچے پر بیٹھ جاؤ تاکہ میں تمھارے لیے رسول اللہ سے امان لے لوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر تم ان کے قابو میں لگے تو وہ تمھاری گردن اڑا دیں گے ابوسفیان میرے پیچھے سوار ہو گیا۔ میں نے رسول اللہ کی خبر کو ایڑ لگا دی اور آپ کی سمت تیزی کے ساتھ چلا جب میں مسلمانوں کے کسی لاوے کے پاس سے گذرتا تو وہ کہتے یہ رسول اللہ کے چچا رسول اللہ کی مادہ خچر پر سوار جا رہے ہیں۔ شدہ شدہ میں عمر بن خطاب کے چولے کے پاس آیا وہ دیکھتے ہی کہنے لگے ابوسفیان! خدا کا شکر ہے کہ اس نے بغیر کسی وعدہ و معاہدہ کے تجھے ہمارے قبضہ میں کر دیا پھر وہ رسول اللہ کے پاس گئے اور کہا یا رسول اللہ! خدا نے دشمن خدا ابوسفیان کو بغیر کسی وعدہ و معاہدہ کے ہمارے قابو میں کر دیا ہے آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اسے قتل کر دوں۔ اب میں نے رسول اللہ سے کہا یا رسول اللہ! میں نے اسے پناہ دے دی ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا جاؤ ہم نے اسے پناہ دی کل صبح لے کر آنا۔ عباس اسے اپنے مقام پر واپس لے گئے۔ دوسرے دن صبح رسول اللہ کی خدمت میں لے کر آئے۔ ابوسفیان کو دیکھتے ہی آپ نے فرمایا ابوسفیان تم کو کیا ہوا ہے کیا اب بھی یہ بات تم پر آشکار نہیں ہوئی کہ سوائے اللہ واحد کے اور کوئی معبود نہیں۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں آپ سے بڑھ کر کوئی شخص قرابت کا لحاظ کرنے والا بردبار اور شریف جذبات نہیں ہوگا بے شک اب میں سمجھتا ہوں کہ اگر اللہ کے ساتھ کوئی اور دوسرا خدا ہوتا تو ضرور وہ میرے کچھ کام آتا رسول اللہ نے فرمایا افسوس ہے ابوسفیان کیا اب بھی یہ بات تم پر آشکار نہیں ہوئی کہ میں اللہ کا رسول ہوں ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر نثار، آپ سے بڑھ کر صلہ رحم کرنے والا حلیم، سخی اور شریف کوئی دوسرا نہیں ہوگا مگر اس باب میں مجھے ابھی تردد ہے۔ عباس کہتے ہیں اب میں نے کہا تم کو کیا ہوا ہے بہتر ہے کہ کلمہ شہادت حق کا اعلان کر دو ورنہ تمھاری گردن مار دی جائے گی تو اس نے کلمہ شہادت ادا کیا۔

عباس کہتے ہیں کہ ابوسفیان کے کلمہ شہادت پڑھ لینے کے بعد
ابوسفیان سے امتیازی سلوک | رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا آپ جائیں اور اس کو وادی کے

تنگنائے کے قریب پہاڑ کی چوٹی پر اپنے ساتھ رکھنا تاکہ وہ اللہ کی فوجوں کو جب وہ اس کے سامنے سے گزریں
 تو دیکھ لے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ”یا رسول اللہ! ابوسفیان ایسا شخص ہے جو فخر کو پسند کرتا ہے آپ اس کو اس کی قوم
 پر کوئی امتیاز عطا فرمائیے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:-

”اچھا جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گا وہ مامون ہو گا، جو مسجد میں چلا جائے گا، وہ
 مامون ہو گا، جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے وہ مامون ہو گا۔“

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اٹھ آیا اور میں نے ابوسفیان کو وادی کے
ابوسفیان اور شکر اسلام | تنگنائے میں پہاڑ کی چوٹی پر اپنے ساتھ ٹھہرا لیا تمام قبائل اس کے سامنے
 سے گزرنے لگے حب کوئی قبیلہ آتا تو وہ مجھ سے پوچھتا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے کہا یہ نبی سلیم ہیں۔ اس نے کہا
 مجھے ان سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے بعد دوسرا قبیلہ آیا اس نے پوچھا یہ کون ہیں؟ میں نے کہا یہ سلیم ہیں۔ اس
 نے کہا مجھے ان سے سروکار نہیں۔ پھر چہیتہ آئے اس نے کہا ان سے بھی مجھے کوئی تعلق نہیں۔ اب خود رسول اللہ ﷺ
 کی سواری آئی جن کے جلو میں ان کی خاص فوج تھی جس میں تمام مہاجر و انصار فولا دیں عزق کہ صرف آنکھوں کے
 حلقے نظر آتے تھے تو ابوسفیان نے پوچھا ابوالفضل! یہ کون ہیں؟ میں نے کہا یہ خود رسول اللہ ﷺ مہاجرین و انصار
 کے ساتھ ہیں ابوسفیان نے کہا اے ابوالفضل! بخدا اب تو آپ کے جھنڈے کی طاقت اور شوکت بہت بڑھ گئی
 ہے میں نے کہا یہ دنیاوی حکومت نہیں بلکہ یوں کہو کہ یہ نبوت کا اثر ہے۔ ابوسفیان نے کہا تو اچھا اب میں
 یہی کہتا ہوں۔ میں نے کہا اچھا اب تم فوراً مکہ اپنی قوم کے پاس جاؤ اور ان کو رسول اللہ ﷺ کی آمد سے باخبر
 کرو، چنانچہ وہ جلدی سے مکہ پہنچا اور اس نے مسجد میں چلا کر کہا اے قریش! آگاہ ہو جاؤ محمد ایک ایسی زبردست
 فوج کے ساتھ جس کی مفادمت تم نہیں کر سکتے تم پر لگے ہیں۔ قریش نے کہا تو پھر کیا ہو؟ ابوسفیان نے کہا
 جو میرے گھر آجائے گا وہ مامون ہے قریش نے کہا بھلا تمھارا گھر تمہاری کیا کفایت کر سکتا ہے تب ابوسفیان
 نے کہا اور جو شخص مسجد میں آجائے وہ مامون ہے اور جو اپنا دروازہ بند کر لے وہ مامون ہے۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنے مسلمان امراء
چند افراد کے قتل کا حکم | کو مکہ میں پیش قدمی کے لیے مقرر فرمایا تو ان کو مدابت کردی تھی، کہ

سوائے اس کے جو خود ہتھیارے مقابلہ میں لڑنے آئے تم خود کسی سے نہ لڑنا۔ البتہ آپ نے چند آدمیوں کے نام بتائے کہ ان کو ضرور قتل کیا جائے چاہے وہ کعبہ کے پردوں کے پاس ہوں (وہ یہ ہیں)

۱۔ عبداللہ بن سعد یہ اسلام لاکر پھر مرتد و مشرک ہو گیا تھا۔

۲۔ عبداللہ بن خطل یہ بھی اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا تھا۔

۳۔ حویرث بن نفیذ یہ آپ کو مکہ میں ایذا پہنچاتا تھا۔

۴۔ عکرمہ بن ابوجہل

۵۔ سارہ یہ ایک لونڈی تھی جو مکہ میں آپ کو ستایا کرتی تھی۔

۶۔ مقیس بن جبابہ یہ مرتد ہو گیا تھا۔

واقعی کہتا ہے کہ رسول اللہ نے چھ مردوں اور چار عورتوں کے قتل کا حکم دیا تھا۔ عورتیں یہ ہیں:-

۱۔ ہند بنت عتبہ ۲۔ سارہ ۳۔ قریبہ ۴۔ فرتنا

قتلادہ سدوسی سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ کعبہ کے دروازہ پر

کھڑے ہوئے اور فرمایا سوائے خدا کے کوئی اور خدا نہیں۔ وہ ایک

عام معافی کا اعلان

ہے کوئی اس کا شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور صرف اس نے ہی

مشرکین کی جماعت کو شکست دے کر بھگا دیا۔ سن لو سوائے کعبہ کی خدمت اور حجاج کی آب رسانی کے ہر

عمارت، خون اور سر قسم کی جائیداد آج بالکل میرے اختیار میں ہے جو شخص خطا سے مارا جائے اس کے عوض

وہ دیت مقرر کی جاتی ہے جو کوڑے یا ڈنڈے عذاب مارنے کی دیت ہے اور یہ دیت واجب ہے جس سے

کوئی مفر نہیں اور وہ یہ ہے کہ چالیس حاملہ اونٹنیاں دی جائیں اے قریش! اللہ نے غوث جاہلیت کو تم سے

دور کر دیا ہے بھتیس اس کو قطعاً ترک کر دینا چاہیے تمام انسانوں کے باپ آدم تھے اور آدم کو اللہ نے شی سے

بنایا ہے اس کے بعد آپ نے قرآن مجید کی یہ پوری آیت تلاوت فرمائی

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنَا خَلَقْتُكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُمْ“

”اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تم کو خاندانوں اور قبائل میں تقسیم

کیا تاکہ شناخت ہو سکے۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ

ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہے“

اے قریش اہل مکہ! ”تم جانتے ہو میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا؟“ انھوں نے کہا: ”آپ اچھا ہی سلوک کریں گے کیوں کہ آپ شریف ہیں اور شریف کے بیٹے ہیں۔“

آپ نے فرمایا: ”اچھا جاؤ تم سب آزاد ہو“ رسول اللہؐ نے تمام اہل مکہ کو آزاد کر دیا حالانکہ بزدل شمشیر اللہؐ نے آپ کو ان پر فتح دی تھی اور وہ بمنزلہ فئی کے تھے اسی وجہ سے اہل مکہ کو طلقاء کہنے لگے (آزاد کردہ غلام)

اب تمام لوگ اسلام پر رسول اللہؐ کی بیعت کرنے مکہ میں جمع ہوئے۔ آپ کو وہ صفا پر تشریف فرما ہوئے اور لوگ اس اقرار پر بیعت کرنے لگے کہ وہ حسبِ مقدور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کریں گے اور اسی طرح جو لوگ اسلام لانے پر بیعت کرتے تھے اقرار کیا کرتے تھے مردوں کی بیعت سے فارغ ہو کر آپ نے عورتوں سے بیعت لینا شروع کی۔ قریش کی عورتیں بھی بیعت کے لیے آئیں ان میں ہند بنت عتبہ بھی تھی۔ اس نے اپنی اس حرکت کی وجہ سے جو اُحد میں اس نے حضرت حمزہؓ سے کی تھی چہرے پر نقاب ڈال رکھا تھا اور ہدیت بگاڑ رکھی تھی اپنی اس حرکت کی وجہ سے اسے خوف تھا کہ رسول اللہؐ اس سے مؤاخذہ نہ کریں جب سب عورتیں آپ کے پاس بیعت کے لیے آئیں تو آپ نے ان سے کہا اس اقرار کے ساتھ میری بیعت کرو کہ اللہ واحد کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناؤ گی۔

ہند نے کہا آپ ہم سے ایسی بات کا اقرار لے رہے ہیں کہ جس کا اقرار آپ نے مردوں سے نہیں لیا۔ مگر ہم اس کے لیے آمادہ ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: اور اس بات کا عہد کرو کہ چوری نہ کرو گی۔ ہند نے کہا ابوسفیان کے مال سے البتہ تھوڑا بہت مجھے بھی مل جاتا تھا مگر میں جانتی نہ تھی کہ میرے لیے وہ جائز ہے یا ناجائز۔ اس پر ابوسفیان نے کہا (جو وہاں اس وقت موجود تھا)

”اب سے پہلے جو کچھ تم کو اس میں سے پہنچا ہے وہ تمہارے لیے حلال ہے“

اب رسول اللہؐ نے پوچھا ”کیا تم ہند بنت عتبہ ہو؟“ اس نے کہا ”ہاں میں ہند بنت عتبہ ہوں آپ میری گزشتہ خطائیں معاف فرمائیں اللہ آپ کی خطائیں معاف فرمائے“ رسول اللہؐ نے فرمایا ”اور یہ اقرار کرو کہ زنا نہ کرو گی۔“ ہند نے کہا: ”یا رسول اللہؐ کیا شریف زادی زنا کرتی ہے؟“ آپ نے فرمایا ”اور یہ اقرار کرو کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گی۔“ ہند نے کہا ”ہم نے تو چھوٹوں کو پال کر بڑا کیا تھا آپ ہی نے بدر میں ان کو

قتل کر دیا۔ یہ بات آپؐ اور وہ سمجھ لیں۔“

اس جواب پر عمر بن خطابؓ اس قدر ہنسے کہ بے قابو ہو گئے رسول اللہؐ نے فرمایا ”اور یہ اقرار کرو کسی پر بہتان نہ لگاؤ گی“ ہند نے کہا ”بجرا بہتان بہت ہی بُری اور ذلیل بات ہے اور بعض لوگوں سے درگزر کرنا زیادہ کارگر ہوا کرتا ہے“

آپؐ نے فرمایا ”اور اقرار کرو کہ میرے حکم کی خلاف ورزی نہ کرو گی“ ہند نے کہا ”ہم یہاں اس لیے نہیں آئے کہ کسی اچھی بات کے لیے آپؐ کے حکم کی خلاف ورزی کریں“ اب رسول اللہؐ نے عمر سے کہا کہ ان کی بیعت لے لو۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سولے ان عورتوں کے جن کو اللہؐ نے آپؐ کے لیے حلال کیا تھا یا جو آپؐ کی محرم تھیں اور کسی غیر عورت سے نہ مصافحہ کرتے تھے اور نہ اسے ہاتھ لگاتے تھے۔ اور نہ کوئی غیر عورت آپؐ کو ہاتھ لگاتی تھی۔

ابان بن صالح سے مروی ہے کہ عورتوں کی بیعت کے دو طریقے تھے۔ ایک یہ کہ پانی سے بھرا ہوا ایک پیالہ آپؐ کے سامنے رکھا رہتا تھا جب آپؐ ان سے اقرار کرا لیتے تو اپنا ہاتھ اس پانی میں ڈالتے اور نکال لیتے۔ اس کے بعد عورتیں اس میں اپنا ہاتھ ڈالتیں اس کے بعد صرف یہ رہ گیا کہ رسول اللہؐ جب ان سے تمام باتوں کا اقرار کرا لیتے تو فرمادیتے کہ جاؤ بیعت ہو گئی۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ قیام مکہ کے زمانہ میں رسول اللہؐ نے بہت سی مہلغین کی روانگی | جماعتیں اطراف مکہ دعوت و اشاعت اسلام کے لیے روانہ کیں ان میں سے کسی کو بھی آپؐ نے جنگ کی اجازت نہیں دی تھی۔ ایک جماعت خالد بن ولیدؓ کی تھی جس کو رسول اللہؐ نے زبیر بن عتبہؓ کو صرف داعی کی حیثیت سے بھیجا تھا اور لڑنے کے لیے نہیں بھیجا تھا۔ اس نے بنی جذیمہ پر حملہ کر کے ان کے بہت سے آدمی مار ڈالے۔

ابو جعفر محمد بن علی بن حسینؓ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے وقت رسول اللہؐ نے خالد بن ولیدؓ کو داعی اسلام مقرر کر کے اطراف مکہ میں بھیجا اس کو لڑائی کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ عرب کے بہت سے قبائل سلیم اور مدلج وغیرہ تھے۔ یہ غمیضنا نام ایک چشمہ پر جو بنی جذیمہ کا تھا بنی جذیمہ کے مقابل آکر فروکش ہوا۔ خالدؓ کو دیکھتے ہی بنی جذیمہ نے ہتھیار سنبھال لیے۔ مگر خالدؓ نے کہا ہتھیار ڈال دو کیونکہ سب لوگ اسلام لا چکے ہیں۔

جدم کا لڑنے پر اصرار

بنی جذیمہ کے ایک شخص جدم نے کہا ”اے بنی جذیمہ! تم کو کیا ہوا ہے یہ خالد ہے بخدا ہتھیار رکھ دینے کے بعد سب قید کر لیے جاؤ گے اور سب مار ڈالے جاؤ گے میں تو ہرگز کبھی ہتھیار نہ رکھوں گا مگر خود اس کی قوم کے کچھ لوگوں نے اسے بھڑایا اور کہا ”جدم کیا کرتے ہو ہم سب کو مروانا چاہتے ہو، سب لوگ اسلام لے چکے ہیں لڑائی ختم ہو چکی ہے اور اب عام امن و آمان ہو گیا ہے۔ تمھارا اندیشہ بیکار ہے۔“ ہر چند اس نے انکار کیا مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور اس کے ہتھیار رکھو ا ہی لیے اور پھر تمام فوج نے خالد کے کہنے پر ہتھیار رکھ دیئے۔ ان کے ہتھے ہو جانے کے بعد خالد نے ان کی مشکیں بندھوائیں اور پھر بہت سوں کو قتل کر دیا اس کی اطلاع جب رسول اللہ کو ہوئی تو آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا خداوند! میں خالد بن ولید کے اس فعل سے تیرے سامنے اپنے کو بری قرار دیتا ہوں۔

حضرت علیؑ کے ذریعہ بنی جذیمہ کی دیت کی ادائیگی

اس کے بعد آپ نے علی بن ابی طالبؑ کو بلا کر حکم دیا کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کو خالدؓ نے قتل کیا ہے اور ان کا فیصلہ کر آؤ اور جاہلیت کے زمانہ کے امور کو قدموں کے نیچے روند ڈالو۔

حضرت علیؑ مکہ سے چل کر اس قبیلہ کے پاس آئے ان کے پاس روپیہ بھی تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔ حضرت علیؑ نے اس رقم سے ان کی جانوں کا خون بہا ادا کیا اور ان کی املاک کا تاوان دیا۔ یہاں تک کہ کتے کی پلے کی بھی دیت دی جب تمام مطالبے پورے ہو گئے اس کے بعد کچھ رقم حضرت علیؑ کے پاس بچ گئی تو آپ نے ان سے پوچھا ”اب تو مختار کوئی مطالبہ باقی نہیں؟“ انھوں نے کہا ”نہیں“ حضرت علیؑ نے فرمایا ”مگر میں رسول اللہؐ کی احتیاط کے خیال سے تاکہ کسی بھول چوک کی بھی ذمہ داری آپ کی لاعلمی تک میں آپ پر باقی نہ رہ جائے۔ یہ رقم جو مطالبات کی ادائیگی سے بچ گئی ہے وہ بھی تم سب کو دیئے دیتا ہوں یہ روپیہ دے کر حضرت علیؑ رسول اللہؐ کے پاس آگئے۔ اور آپ سے سارا واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا تم نے بالکل ٹھیک کیا اور بہت اچھا کیا کہ ایسا سلوک ان لوگوں سے کیا۔ اس کے بعد آپ کھڑے ہو گئے اور قبلہ رو ہو کر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹتے بلند کیے کہ آپ کی بغلیں نظر آنے لگیں اور تین مرتبہ فرمایا

”اے خداوند! میں خالد بن ولید کے فعل سے تیرے سامنے اپنے کو قطعی بری الذمہ

قرار دیتا ہوں۔“

خالد بن ولید اور عبدالرحمن بن عوف | عبداللہ بن ابی سلمہ سے مروی ہے کہ اہل واقعہ کے متعلق ایک دن خالد اور عبدالرحمن میں بحث ہو ہو گئی۔ عبدالرحمن نے کہا ”تم نے زمانہ جاہلیت کے رواج کے مطابق عمل کیا“

خالد نے کہا ”میں نے تیرے باپ کا بدلہ لیا“
عبدالرحمن نے کہا ”تو جھوٹ بکتا ہے میں نے اپنے باپ کے قاتل کو قتل کر دیا مہت اس وقت تو نے اپنے چچا فاکہ بن مغیرہ کا بدلہ لیا ہے“
اس گفتگو کی فوجت سخت کلامی تک پہنچی۔ رسول اللہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے خالد سے کہا:-

”خاموش رہو! اور میرے صحابہ کے منہ نہ آؤ، بخدا اگر اُحد کے برابر مختارے پاس سونا ہو اور وہ تم سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دے تب بھی تم میرے صحابہ میں سے کسی ایک کی بھی سعی فی سبیل اللہ کی اہمیت کی برابر ہی نہیں کر سکتے“



غزوہ حنین

تو ہوازن کی پیش قدمی | عروہ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے صرف

ماہ مکہ میں قیام فرمایا پھر آپ کو معلوم ہوا کہ ہوازن اور ثقیف آپ سے لڑنے کے لیے حنین میں
فروکش میں وہ اپنے اہل و عیال، مال و اسباب اور مویشی بھی اپنے ساتھ لائے تھے۔ بنی نصر کا
مالک بن عوف اس وقت ہوازن کا رئیس تھا ثقیف بھی اس کے ہمراہ تھے۔

جب رسول اللہ کو مکہ میں یہ معلوم ہوا کہ یہ قبائل آپ سے لڑنے کے لیے اپنے رئیس کی قیادت
میں حنین تک بڑھ آئے ہیں تو آپ مکہ سے ان سے حنین میں مقابلہ کرنے کے لیے بڑھے اللہ نے ہوازن
ثقیف کو شکست دی جس کا ذکر کلام اللہ میں آیا ہے۔

عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی | عہدہ اور پھر اس کی حالت اور نیت سے مطلع ہو کر اطلاع

دو آپ حسب الحکم ہوازن کی فرد گاہ میں آئے اور جب کفار کی حالت، رسول اللہ ﷺ سے لڑائی کے
منصوبہ، مالک و ہوازن کے تعلقات اور ارادوں کا حال معلوم ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر
ہو کر ساری کیفیت بیان کی۔ آپ نے عمر بن خطاب کو بلا کر ابو حدرد کی اطلاعات پر گفتگو کی۔ عمر نے
کہا یہ جھوٹ بولتا ہے، ابی حدرد نے کہا عمر اگر تم مجھے اس وقت جھٹلاتے ہو تو یہ کوئی نئی بات نہیں
تم ایک عرصہ تک حق کو جھٹلاتے رہے ہو۔ عمر نے کہا یا رسول اللہ آپ نے اس کی بات سنی؟ آپ نے
فرمایا ہاں ٹھیک کہتا ہے عمر تم گمراہ رہے اللہ نے تم کو راہ راست دکھلائی۔

مسلمانوں کی تعداد | عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ رسول اللہ جب مکہ سے روانہ ہوئے
تو اس وقت آپ کے ہمراہ علاوہ ان دس ہزار صحابہ کے جو فتح مکہ

میں شریک تھے دس ہزار مزید اہل مکہ بھی ساتھ تھے۔

مسلمانوں پر اچانک حملہ

جابر سے مروی ہے کہ جب ہم وادی حنین کے سامنے آئے تو
تھامہ کی وادیوں میں سے ایک نہایت گہری وادی میں اترے۔

سے تھے... دشمن ہم سے پہلے اس وادی کے پرچہ نشینوں اور موڑوں پر ہماری تاک
میں گھات لگائے بیٹھا تھا جنگ کے لیے پوری طرح تیار مسلح اور آمادہ تھا ہم بے خبر تھے۔

اچانک دشمن کے دستوں نے کمین گاموں سے برآمد ہو کر بیک وقت ہم پر حملہ کر

دیا۔ ہم مقابلہ نہ کر سکے سب کے سب بھاگے کوئی کسی کو مڑ کر نہیں دیکھتا تھا۔ رسول اللہ صلعم وادی
کی داہنی جانب ایک سمت بٹ کر ٹھہر گئے اور آپ نے سب کو پکارا ”کہاں جاتے ہو؟“ میرے
پاس آؤ میں رسول اللہ اور محمد بن عبد اللہ یہاں موجود ہوں۔ مگر اس کا بھی کچھ اثر نہیں ہوا، اونٹ پر اونٹ
چڑھ جاتا تھا عجیب افراتفری تھی سب لوگ چل دیئے آپ کے پاس مہاجرین اور انصاریوں سے کچھ
لوگ اور آپ کے اہل بیت ٹھہرے رہے۔

جب سرکش اہل مکہ نے نبی رسول اللہ کے ساتھ تھے مسلمانوں کو اس طرح
شکست کھا کر بھاگتے ہوئے دیکھا تو ان میں سے بعض نے اپنی باطنی خباثت

کلاہ بن حنبل

کو ظاہر کر دیا۔ ابوسفیان بن حرب کہنے لگا اب یہ سمندر سے ادھر نہیں رکیں گے۔ کلاہ بن حنبل
زور سے چلایا کہ آج جادو ختم نہیں ہو گیا۔ صفوان نے اس سے کہا
”چپ رہ، خدا تیری زبان قطع کرے“

بنی عبدالدار کے شیبہ بن عثمان (ص) کا باپ اُحد میں مارا گیا تھا) نے

شیبہ بن عثمان

بیان کیا ہے ”اُس وقت میرے دل میں آیا کہ آج محمد کو قتل کر کے
اپنے باپ کا بدلہ لوں میں نے رسول اللہ کے قتل کا ارادہ کر لیا مگر کوئی ایسی چیز نظر آئی کہ میرا دل بیٹھ
گیا مجھے اپنے ارادہ پر قدرت نہ رہی اور میں سمجھ گیا کہ اللہ کی جانب سے آپ کو مجھ سے محفوظ
کر دیا گیا ہے“

حضرت عباس کی پکار عباس بن عبد المطلب سے مروی ہے ”میں رسول اللہ کے ساتھ تھا

اور آپ کی سفید خمر کی باگ ٹانگہ میں لیے ہوئے تھا میں بہت حسیم اور میری آواز بہت بلند تھی۔ جب
رسول اللہ نے اپنے صحابہ کو اس طرح بھاگتے ہوئے دیکھا تو آپ نے ان کو پکارا مگر اس کا ان پر کچھ
اثر نہ ہوا تو آپ نے مجھ سے کہا اے عباس! ان کو آواز دو اے جماعت انصار! اے اصحاب سرہ!“
میں نے ان کو یہ آواز دی تو اس کا انھوں نے جواب دیا ہم آئے ہم آئے مگر کیفیت یہ تھی کہ جو کوئی

اپنے اونٹ کو پلٹانا چاہتا تھا اس سے اونٹ نہیں پلٹتا تھا۔

برہ سمری ہے کہ جنگ حنین میں ابوسفیان بن حارث (رسول اللہ کے بھوپھی زاد بھائی) رسول اللہ کی خچر کی باگ آگے سے تھامے ہوئے آپ کو لے جا رہے تھے جب آپ کو مشرکین نے ہر طرف سے گھیر لیا تو آپ خچر پر سے اتر پڑے اور یہ رجز پڑھا انا الکذب انا ابن عبد المطلب (میں نبی برحق اور میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں)۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ہوازن کا رئیس مسلمانوں پر چڑھ آیا تھا۔ علی بن ابی طالب اور ایک انصاری اس کی طرف

ہوازن کے رئیس کا خاتمہ

بڑھے حضرت علیؑ نے پیچھے پہنچ کر اس کے اونٹ کے گھٹوں کے اندر تلواریں جس سے وہ اپنی سرینوں پر بیٹھ گیا اتنے میں انصاری نے خود اس رئیس پر حملہ کیا اور ایک ہی وار میں نصف ساق سے اس کا پاؤں کاٹ ڈالا جس سے وہ اپنے کجاوے سے گر پڑا۔

بنی سعد بن بکر کے ایک شخص کا بیان ہے کہ رسول اللہؐ نے اپنے اس رسالہ جسے دشمن کے تعاقب میں بھیجا گیا

شیمانیت حارث کی گرفتاری

تھا کو حکم دیا کہ اگر ”بجاد“ پر ہتھاراقا ہو جائے تو اسے جانے نہ دینا اور کسی نہ کسی طرح پکڑ لینا اس نے کوئی جرم کیا تھا تھا جب وہ مسلمانوں کے ہاتھ لگا تو وہ اسے اس کے اہل و عیال اور اس کی بہن شیمانیت حارث بن عبد اللہ رسول اللہ کی رضاعی بہن کو گرفتار کر کے گھسیٹتے ہوئے لے چلے مسلمانوں نے اس سختی کی تاکہ یہ خاتون تیز چلے تو اس نے مسلمانوں سے کہا کچھ جانتے ہو بخدا میں تمہارے امیر (رسول اللہ) کی رضاعی بہن ہوں۔ لیکن مسلمانوں نے اس بات کو سچ نہ مانا اور وہ اسی طرح اسے گھسیٹتے ہوئے رسول اللہ کی خدمت میں لائے۔

ابو جہزہ سے مروی ہے کہ جب شیمار رسول اللہ کے پاس پہنچی تو اس نے آپ سے کہا یا رسول اللہ میں

شیمانیت حارث کی تعظیم و تکریم

آپ کی بہن ہوں آپ نے پوچھا اس کی کیا علامت ہے (اس کے علامت بتاتے پر) آپ نے اپنی چادر اس کے بیٹھنے کے لیے بچھادی اور کہا اؤ اس پر بیٹھ جاؤ اسے اختیار دیتے ہوئے فرمایا اگر میرے پاس رہنا چاہتی ہو تو میں عزت و محبت کے ساتھ تمہیں رکھوں گا اور اگر اپنے گھر جانا چاہتی ہو تو میں تمہیں عطیات دے کر تمہارے گھر پہنچا دوں گا۔ شیمانے کہا بہتر یہی ہے کہ آپ مجھے میرے گھر پہنچادیں۔ چنانچہ آپ نے اسے مال و زردے کر اسے گھر بھجوا دیا۔ بنی سعد کا کہنا ہے کہ آنحضرتؐ نے

شیماکو کھول نامی غلام اور ایک کنیز عطا فرمائی۔ بعد میں شیمانے کھول کی اس کنیز سے شادی کر دی اور بنی سعد میں اس کی نسل اب تک موجود ہے۔

طائف کا محاصرہ | عروہ سے مروی ہے کہ حنین سے واپس ہونے کے فوراً بعد رسول اللہ طائف گئے اور وہاں آپ صحابہ کے ہمراہ نصف ماہ تک اہل طائف کا محاصرہ کئے رہے۔ اس ابتداء میں ان کا ایک شخص بھی حصار کے باہر آ کر نہ لڑ سکا۔ طائف کے گرد جس قدر آبادی تھی وہ سب اسلام لے آئی اور ان کے وفد بارگاہ نبویؐ میں آ کر بیعت کرتے رہے اور رسول اللہ طائف سے پلٹ کر..... حجرانہ میں منزل کی۔ جہاں حنین کے قیدی محبوس تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہوازن کی چھ ہزار عورتیں اور بچے قید تھے۔ آپ کے حجرانہ واپس آنے کے بعد ہوازن کے جرگے جواب سب کے سب مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے۔ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے سب عورتوں اور بچوں کو آزاد کر دیا آپ نے ذیقعدہ میں عمرہ کا احرام باندھا اور پھر آپ مدینہ واپس آ گئے۔

اسیران غزوہ حنین | عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ حجرانہ میں ہوازن کے وفد رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اسلام لایچکے تھے انھوں نے آنحضرتؐ سے عرض کی ہم ایک شریف خاندان اور قبیلہ سے ہیں ہم پر جو مصیبت نازل ہوئی وہ آپ کے سامنے روشن ہے۔ آپ ہم پر احسان کریں اللہ آپ پر احسان کرے گا اس کے بعد ہوازن کے بنو سعد بن بکر کے (جنھوں نے رسول اللہ کو دودھ پلایا تھا) ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: ”یا رسول اللہ! قیدیوں کے ان احاطوں میں آپ کی بھوپھیاں، خالائیں اور دایائیں ہیں، جو آپ کی پرورش کرتی تھیں۔“

آپ نے فرمایا جو میرے اور بنی عبد المطلب کے حصہ میں آئے ہیں وہ میں تم کو دے دیتا ہوں اور جب میں جماعت کو نماز پڑھا چکوں تو تم اس وقت کہنا کہ ہم اپنے اہل و عیال کے بارے میں تمام مسلمانوں کی خدمت میں رسول اللہ کی سفارش اور رسول اللہ کی خدمت میں مسلمانوں کی سفارش کے طلبگار ہیں۔ جب تم ایسا کہو گے تو اس وقت میں خود بخوارے اہل و عیال واپس دے دوں گا اور مسلمانوں سے بخاری سفارش کروں گا۔ رسول اللہ جب نماز ظہر جماعت کے ساتھ پڑھ چکے تو ہوازن کے نمائندوں نے کھڑے ہو کر رسول اللہ کے مشورے کے مطابق درخواست کی رسول اللہ نے فرمایا جو میرے اور بنی عبد المطلب کے حصہ میں آئے ہیں وہ میں تم کو واپس دیتا ہوں تو مہاجرین نے کہا ”جو ہمارے حصہ میں آئے ہیں وہ ہم نے رسول اللہ کو دیے اور انصار نے کہا ”جو ہمارے حصہ کے ہیں وہ ہم نے

رسول اللہ کو دیئے

مال غنیمت کے تقسیم کرنے پر اصرار | عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ حنین کے قیدیوں کو ان کے وارثوں کے سپرد کرنے کے

بعد رسول اللہ سوار ہو گئے لوگ آپ کے پیچھے پڑ گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ آپ ہمارے مال غنیمت کے اونٹ اور بکریاں تو ہم ہیں تقسیم کر دیں ان کی یورش نے آپ کو ایک جھاڑی کے قریب کر دیا جس سے الجھ کر آپ کی چادر جسم سے اتر گئی آپ نے لوگوں سے کہا اے لوگو! میری چادر تو مجھے دے دو بخدا اگر میرے پاس اتنے اونٹ ہوتے جتنے تہامہ میں درخت ہیں تو میں ان سب کو تم میں تقسیم کر دیتا

مال غنیمت کی تقسیم | عبداللہ بن ابوبکر سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے قبائل کے عمائد اور اشراف کو ان کی تالیفِ قلوب کے لیے کچھ عطیات دیئے۔ آپ نے ابوسفیان بن

حرب کو سوادِ نط اور اس کے بیٹے معاویہ کو سوادِ نط دیئے۔ حکیم بن حذام، نصیر بن حارث، علماء بن حارث، حارث بن ہشام، صفوان بن اُمیہ، سہل بن عمرو، حویطب بن عبد اللہ بن عیینہ بن حصین، اقرع بن حابس اور مالک بن عوف کو سوادِ نط دیئے ان کے علاوہ قریش کے مخزوم بن نوفل، عمیر بن وہب اور بنی عامر بن لوی کے ہشام بن عمرو کو سو سے کم دیئے۔ صحیح تعداد تو معلوم نہیں مگر اتنا یقین ہے کہ ان کی تعداد سو سے کم تھی۔ سعید بن یزید، یزید اور سہمی کو پچاس پچاس دیئے۔

مال غنیمت کی تقسیم پر اعتراض | ابوسعید الخدری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ نے قریش اور دوسرے قبائل میں وہ مال تقسیم کیا جس کا

ذکر آچکا ہے اور انصار کو اس میں سے کچھ نہیں دیا تو وہ اپنے دل میں اس سے سخت رنجیدہ ہوئے اور چہ میگوئیاں کرنے لگے کسی نے کہا کہ بخدا رسول اللہ اپنی قوم سے مل گئے ہیں۔ سعد بن عبادہ آپ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ! جماعت انصار آپ کے اس طرزِ عمل سے کبیدہ خاطر ہے آپ نے اس مال غنیمت کو صرف اپنی قوم میں تقسیم کر دیا اور دوسرے عرب قبائل میں بھی بٹھے بٹھے عطیے تقسیم کیے۔ مگر انصار کو اس میں سے کچھ بھی نہیں ملا۔ رسول اللہ نے پوچھا تمہارا اپنا کیا خیال ہے سعد نے کہا یا رسول اللہ! میں بھی اپنی قوم کا جنوا ہوں آپ نے فرمایا اپنی تمام قوم کو اس احاطے میں بلالو۔ سعد کا اپنی قوم کو اسی احاطے میں بلالائے مہاجرین بھی وہاں آئے تو سعد نے ان کو نہ روکا اور وہ اندر چلے گئے اور لوگ آئے تو ان کو سعد نے اندر جانے سے روک دیا جب سب جمع ہو گئے تو رسول اللہ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

سعد نے رسول اللہ کو جا کر اس کی اطلاع دی آپ وہاں تشریف لائے اور آپ نے رب جلیل کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا

رسول اللہ کا انصار سے خطاب

”متھاری اس بات کا کیا مطلب! جس کی مجھے اطلاع ملی ہے اور تم کیوں اپنے دل میں رنجیدہ ہو گیا یہ درست نہیں۔ جب میں تمھارے پاس آیا تم اگر اہل حق تھے اللہ نے تمہیں ہدایت دی، تم غریب تھے اللہ نے تمہیں غنی کیا، تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ نے تمہیں ایک دوسرے کا دوست بنایا۔ انصار نے کہا بیشک آپ صحیح فرماتے ہیں یہ اللہ اور اس کے رسول کا احسان و فضل ہے“ رسول اللہ ﷺ پھر کہتا تم مجھے نفعی کا جواب کیوں دیتے؟“

انصار نے کہا ”ہم کیسے انکار کریں یا رسول اللہ! اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر بڑا احسان اور فضل ہوا ہے۔“

آپ نے فرمایا ”کیوں نہیں اگر تم چاہو تو منفی جواب دے سکتے ہو اور اس جواب میں تم سچے ہو گے میں بھی تمھاری تصدیق کروں گا۔ تم مجھے یہ جواب دے سکتے ہو آپ ہمارے پاس آئے جب کہ دوسروں نے آپ کی تکذیب کی تھی ہم نے آپ کی رسالت کی تصدیق کی۔ آپ کو سب نے چھوڑ دیا تھا ہم نے آپ کی مدد کی۔ آپ اپنے گھر سے نکال دیئے گئے تھے ہم نے آپ کو پناہ دی۔ آپ ضرورت مند تھے ہم نے آپ کی اعانت کی۔“

اے گروہ انصار!

”دنیا کی ایک حقیر شے کے لیے تم مجھ سے کبیدہ خاطر ہوئے، میں نے اس مال سے بعض لوگوں کی تالیفِ قلوب کرنا چاہی ہے تاکہ وہ مسلمان ہو جائیں اور تم کو میں نے تمھارے اسلام کے سپرد کر دیا۔ اے گروہ انصار! کیا تم اسے پسند نہیں کرتے کہ اور لوگ بحرِیاں اور اونٹ لے جائیں۔ تم رسول اللہ کو اپنے گھر لے جاؤ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک فرد ہوتا اگر تمام دنیا ایک راستے پر جاتی اور انصار دوسری راہ اختیار کرتے تو میں انصار کا راستہ اختیار کرتا۔ اے اللہ! تو انصار پر رحم فرما اور ان پر اپنی رحمت نازل کر اور ان کی اولاد پر اپنی رحمت مہذول فرما۔“

پس نہ تمام لوگ اس قدر روئے کہ ان کی ڈاڑھیاں اشکوں سے تر ہو گئیں اور انصار نے کہا

”ہم اس بات پر بالکل راضی ہیں کہ رسول اللہ ہمارے حصّہ میں آئیں۔“

حضرت ابراہیمؑ کی ولادت | اس سال ذی الحجہ میں ماریہؓ کے بطن سے حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے۔ رسول اللہؐ نے ان کو دودھ پلانے کے لیے اُم بردہ

بنت المنذر کے حوالے کر دیا۔ ان کے شوہر براء بن اوس تھے۔ اس ولادت کے موقع پر ماریہ کی دائمی سلمیٰ رسول اللہؐ کی آزاد کردہ باندی تھیں بچے کی ولادت کے بعد وہ گھر سے نکل کر باہر ابورافع کے پاس آئیں اور ان کو بچے کی ولادت کی خبر دی ابورافع نے جا کر رسول اللہؐ کو بشارت دی آپ نے ان کو ایک غلام عطا کیا۔ حضرت ماریہ کو جب اللہ نے آنحضرتؐ کی صلب سے فرزند عطا کیا تو آپ کی دوسری بیویوں کو اس پر سخت رشک اور حسد ہوا۔

باب

غزوہ تبوک ۹

مسلمانوں کا زمانہ عسرت | محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ طائف سے واپس آ کر ذی الحجہ سے رجب تک کا زمانہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں بسر کیا اور پھر آپ کی تیاری کا حکم دیا۔ اس وقت مسلمان بہت ہی عسرت کی حالت میں تھے گرمی شدید تھی۔ فقط سالی تھی، پھلوں کی فصل تیار تھی ہر شخص گرمی کی وجہ سے زیر سایہ رہنا چاہتا تھا اس لیے وہ جہاد کے لیے نہیں جانا چاہتے تھے تاکہ فصل سے فائدہ اٹھائیں اور گرمی کے دن آرام سے بسر کریں۔

منافقین کی سرگرمیاں | اس موقع پر کسی منافق نے لوگوں کو جہاد سے روکنے، دین الہی میں شک ڈالنے اور رسول اللہ کی بات بگاڑنے کے لیے کہا کہ تم اس گرمی میں نہ جاؤ انھیں منافقین کے متعلق اللہ نے یہ آیت وقالوا لا تنفروا فی الحدقل نادھنوا شد حرا لوکانوا یفقهون (اور منافقوں نے کہا تم گرمی میں نہ جاؤ کہہ دو کہ دوزخ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے اگر وہ سمجھیں) اپنے قول جزاء بسا کا نوا یکسبون (اور یہ ان کے اعمال کی سزا ہے) تک نازل فرمائی۔

عبداللہ بن ابی سلول کا فتنہ | مدینہ سے چل کر رسول اللہ ﷺ نے ثنیۃ الوداع پر منزل کی، عبداللہ بن ابی سلول نے آپ کے مقابلے میں جبابہ کے کوہ ذباب پر اپنی علیحدہ چھاؤنی ڈالی۔ اس کی جماعت کسی طرح رسول اللہ کی جماعت سے کم نہ تھی۔ جب آپ اس مقام سے آگے چلے تو عبداللہ بن ابی سلول دوسرے منافقوں کے ساتھ ارادۂ پیچھے رہ گیا۔ اور اس نے آپ کا ساتھ نہ دیا۔ اس کے ساتھ عبداللہ بن ابی، عبداللہ بن بنتل اور رفاعہ بن زور تھے، جو منافقوں کے سرغنہ اور ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ فریب اور ریا کاری کرتے رہتے تھے۔ جنکے

بارے میں خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔

لَقَدْ ابْتَغُوا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلِ وَقَلْبُوا لِكِ الْأُمُورِ الْحَقِّ
ترجمہ: ”اس سے پہلے وہ فتنہ برپا کرنا چاہتے تھے اور انھوں نے تمھارے معاملات کو الٹ دیا۔“

رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب کو
حضرت علی بن ابی طالب کی روانگی و مراجعت

حضرت علی کے مدینہ میں قیام پر منافقین نے ان کے متعلق طرح طرح کی چیمگیوں شروع کیں اور کہا رسول اللہ ﷺ ان کو نکما سمجھ کر ساتھ نہیں لیا جب حضرت علی کو منافقوں کی اس بات کا علم ہوا انھوں نے اس کو لگایا مدینہ سے چل پڑے اور جرف میں جہاں رسول اللہ ﷺ مقیم تھے آپ کے پاس پہنچ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! منافق کہتے ہیں آپ نے مجھے دو بھروسہ سمجھ کر مدینہ میں قیام کا حکم دیا اور اپنا بوجھ لگا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جھوٹ بولتے ہیں میں نے تمھیں ان پر اپنا جانشین بنایا جنھیں اپنے پیچھے چھوڑے جا رہا ہوں تم جاؤ میرے اور اپنے اہل و عیال پر میری نیابت کر دے علی! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمھیں میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ کے ساتھ تھی اگرچہ میرے بعد اور کوئی نبی نہیں؟ حضرت علی مدینہ واپس چلے آئے اور رسول اللہ ﷺ اپنے راستے پر چلے گئے

حضرت ابو خثیمہ
آپ کے جانے کے کئی روز بعد بنی سالم کے ابو خثیمہ ایک دن جب کہ شدید گرمی تھی اپنے گھر آئے اور دیکھا کہ ان کی دونوں بیویاں ایک مکان میں اپنے بچوں پر بیٹھی سوئی ہیں اور ہر ایک نے اپنی اپنی سیج سج رکھی ہے ٹھنڈا پانی اور کھانا تیار رکھا ہے ابو خثیمہ اندر آکر اس حجرے کے دروازے پر جس میں دونوں کے بچے بیٹھے ہوئے تھے کھڑے ہو گئے انھوں نے اپنی بیویوں اور اس تیاری کو جو انھوں نے ان کے لیے کر رکھی تھی دیکھا اور کہا رسول اللہ ﷺ تو دھوپ اور لو میں سفر کر رہے ہیں اور میں یہاں اس ٹھنڈے سایے میں جہاں ٹھنڈا پانی اور کھانا تیار ہے اور حسین عورتیں موجود ہیں قیام کروں تو انصاف نہیں“ پھر انھوں نے اپنی بیویوں سے کہا میں بخدا تم میں سے کسی کے بستر پر نہیں آتا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتا ہوں۔“ تم میرے لیے زاد راہ تیار کر دو ان دونوں نے زاد راہ تیار کیا ابو خثیمہ نے اپنا اونٹ لیا اس پر کجاوہ رکھا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کے لیے چل پڑے آنحضرتؐ تبوک میں تھے کہ ابو خثیمہ آپ کے پاس پہنچ گئے۔

اثنائے راہ میں جب رسول اللہ مقام حجر پہنچے اور آپ حجر میں پانی نہ پیتے کا حکم | نے وہاں منزل کی تو اس کے کنوئیں سے لوگوں نے پانی لیا رسول اللہ نے فرمایا نہ اس کنوئیں سے پانی پیو اور نہ اس سے وضو کرو بلکہ اس کے پانی سے جو آٹا تم نے گوندھا ہے وہ اوٹوں کو کھلا دو خود اس میں سے ہرگز نہ کھاؤ اور آج رات تم میں سے کوئی شخص کسی دوپہرے کو ساتھ لیے بغیر فرد گاہ سے باہر نہ جائے تمام صحابہ نے آپ کے حکم کی تعمیل کی بنی ساعدہ کے دو شخصوں نے آپ کی ہدایت پر عمل نہ کیا۔ ایک صاحب قضا نے حاجت کے لیے گئے تو اسی راہ میں انھیں مرض خناق ہو گیا اور دوسرا اپنے اونٹ کی تلاش میں نکلے تو تیز ہوا نے اسے اڑا کر قبیلہ طے کے دو پہاڑوں کے درمیان پٹخ دیا۔

صبح کو فرد گاہ میں کسی کے پاس پانی نہ تھا صحابہ نے اس سے متعلق رسول اللہ سے شکایت کی تو آپ نے بارگاہ ایزدی میں دعا کی اللہ نے اسی وقت ایک بادل بھیجا جس سے اتنی بارش ہو گئی کہ جس سے سب سیراب ہو گئے اور انھوں نے آئندہ کے لیے بھی پانی بھرن لیا۔

حجر سے جب آپ روانہ ہوئے تو کسی جگہ آپ کی ادھٹی کھو گئی، صحابہ اس کی تلاش میں نکلے اس وقت صحابہ میں سے ایک صاحب عمارہ بن حزم جو عقی اور بدری تھے اور وہ بنی عمرو بن حزم کے چچا تھے آنحضرت کے پاس موجود تھے عمارہ کے ساتھ ان کی قیام گاہ میں زید بن نصیب قینقاہی منافق بھی تھا ادھٹی کے گم ہونے پر اور اس کی تلاش پر زید نے کسی سے کہا چلو عمارہ کی قیام گاہ میں تھا اور عمارہ اس وقت رسول اللہ کے پاس تھے کہ محمد کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہیں اور وہ تم سے آسمان کی خبریں بیان کرتے ہیں لیکن انھیں خود اپنی ادھٹی کا پتہ معلوم نہیں۔ ادھر زید نے یہ بات کہی اور اُدھر رسول اللہ نے عمارہ سے جوابی قیام گاہ میں کہا دیکھو کسی شخص نے یہ بات کہی ہے کہ محمد نبوت کے مدعی ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ میں تم لوگوں کو آسمانوں کی خبریں دیتا ہوں مگر انھیں خود اپنی ادھٹی کی خبر نہیں۔ اے عمارہ! بندہ میں صرف وہی جانتا ہوں جو مجھے اللہ بتاتا ہے اللہ نے مجھے ادھٹی کا پتہ بتا دیا ہے وہ فلاں گھاٹی کی وادی میں موجود ہے اس کی بہار ایک جھاڑی سے الجھ گئی ہے جس کی وجہ سے وہ مقید ہو گئی ہے جاؤ اور اسے لے آؤ چنانچہ وہ اس پتہ پر گئے اور ادھٹی کو لے آئے۔ اس کے بعد عمارہ اپنی قیام گاہ پر گئے اور انھوں نے کہا کہ آج یہ عجیب واقعہ ہوا کہ رسول اللہ نے یہ بات ابھی مجھ سے کہی کہ کسی شخص نے

آپ کے متعلق ایسا سوچن کیا اور اللہ نے آپ کو اس سے مطلع کیا اس پر ایک اور شخص دجھڑت عمارہ کی قیام گاہ میں موجود تھا۔

نے کہا بخدا تمہارے یہاں پہنچنے سے قبل زید نے یہ بات رسول اللہ کی شان میں کہی تھی۔ عمارہ کو غصہ آگیا انھوں نے بڑھ کر زید کی گردن پکڑ لی اور کہا اے اللہ کے بندو! میری قیام گاہ میں یہ منافق موجود ہے اور مجھے اس کا علم نہیں تھا اور پھر زید سے کہا اے دشمن خدا! میری قیام گاہ سے دور ہو جا اب ہرگز تم میرے ساتھ نہیں رہ سکتے۔

رسول اللہ اپنی راہ چلتے رہے اثنائے راہ جب کوئی آپ سے پیچھے رہ جاتا **حضرت ابوذر رض**

اور صحابہ آپ کو اس کی اطلاع دیتے تو آپ فرماتے "اگر اس کی شرکت ہمارے لیے سود مند ہے تو اللہ بہت جلد اسے ہم سے ملا دے گا اور اگر اس کے برخلاف ہے تو اس کا ساتھ نہ آنا ہی اچھا ہے کہ اللہ نے اس کی طرف سے بھتیں مطمئن کر دیا ہے۔ ایک دن صحابہ نے عرض کیا کہ ابوذر پیچھے رہ گئے ہیں اور واقعہ یہ تھا کہ ان کا اونٹ نکمّا ہو گیا تھا رسول اللہ نے کہا "اگر ان کی شرکت سود مند ہے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ان کو تم سے ملا دے گا۔"

ابوذر کے متعلق پیشین گوئی

پر لا دیا اور پیدل رسول اللہ کے پیچھے چل پڑے رسول اللہ منزل پر فروکش تھے کہ ایک مسلمان کی نظر جناب ابوذر پر پڑی تو اس نے کہا ایک شخص پیدل راستہ پر آ رہا ہے رسول اللہ نے فرمایا ابوذر ہو گا مسلمانوں نے جب غور سے دیکھا تو پہچان لیا کہ وہ ابوذر ہی ہیں۔ انھوں نے آنحضرت سے کہا کہ ابوذر ہی آ رہے ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ ابوذر پر رحم فرمائے وہ اکیلا پیدل آ رہا ہے اسے حالت تنہائی میں موت آئے گی اور وہ تنہا ہی اپنی قبر سے اٹھایا جائے گا۔

عثمان نے جب حضرت ابوذر کو جلا وطن کیا تو انھوں نے ربڑہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی جب ان کا وقت آخر آیا تو **حضرت ابوذر کی تنہائی**

ان کے پاس سوائے ان کی بیوی اور غلام کے اور کوئی نہ تھا ابوذر نے مرتے وقت ان دونوں کو وصیت کی کہ مجھے غسل دے کر اور کفن پہنا کر شارع عام پر رکھ دینا جو پہلا قافلہ وہاں آئے اس سے کہنا کہ یہ ابوذر صحابی رسول کا جنازہ ہے آپ لوگ ان کے دفن کرنے میں ہماری اعانت کریں۔ چنانچہ جب ان کا انتقال ہو گیا تو ان کی بیوی اور غلام نے ان کو غسل دے کر کفن پہنایا اور پھر شارع عام پر

لا کر ان کو رکھ دیا۔ عبد اللہ بن مسعود اور اہل عراق کی ایک جماعت جو عمرہ کرنے مکہ جا رہے تھے وہاں آئے اور اچانک انھوں نے ایک جنازہ راستے پر رکھا ہوا پایا قریب تھا کہ اونٹ اسے کھل دیتے۔ غلام نے قافلہ کے پاس جا کر ان سے کہا، ”یہ ابوذر صحابی رسول اللہ کی نعش ہے آپ اس کے دفن کرنے میں ہماری مدد کریں“ یہ سنتے ہی عبد اللہ بن مسعود رونے لگے اور انھوں نے لا الہ الا اللہ کہا اور پھر کہا کہ رسول اللہ کا ارشاد ابوذر کے بارے میں بالکل سچا نکلا۔ آپ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا تم اکیلے چل رہے ہو اکیلے مرو گے اور اکیلے قبر سے اٹھائے جاؤ گے پھر وہ اور ان کے ساتھی اونٹوں سے اتر پڑے، انھوں نے ابوذر کو دفن کیا پھر عبد اللہ بن مسعود نے سب سے ابوذر کا واقعہ بیان کیا اور نے رسول اللہ کے نے مقرر تبوک کے دوران جو کچھ کہا تھا بیان کیا۔

آنحضرت کا تبوک میں قیام
راستے میں وادی مشفق میں پانی کا ایک چشمہ پڑا تھا جس کا پانی رس رس کر جمع ہوتا تھا اور اس سے ایک وقت میں دو یا تین شتر سوار سیراب ہو سکتے تھے رسول اللہ نے مسلمانوں سے کہا کہ جو لوگ ہم سے پہلے اس چشمہ پر پہنچیں وہ ہمارے آنے تک اس میں سے پانی نہ لیں چند منافق آپ سے پہلے اس چشمہ پر گئے اور انھوں نے جس قدر پانی اس میں تھا اسے استعمال کر لیا جب آنحضرت اس مقام پر آئے اور چشمہ پر پھہرے تو آپ نے دیکھا کہ اس میں اب ذرہ سا پانی بھی نہیں ہے آپ نے پوچھا کہ ہم سے پہلے یہاں کون آیا تو صحابہ نے بتایا فلاں فلاں شخص آئے تھے آپ نے فرمایا کیا میں نے اس بات کی ممانعت نہیں کر دی تھی کہ جیتک میں خود یہاں نہ آؤں کوئی اس چشمہ سے سیراب نہ ہو پھر آپ نے ان لوگوں پر جھٹوں نے آپ کے حکم کی خلاف ورزی کی لعنت بھیجی اور ان کے لیے بد دعا کی پھر آپ خود اس چشمہ میں اترے اور آپ نے ابشار کے نیچے اپنا ہاتھ رکھا تو پانی محوڑا محوڑا ٹپکتا شروع ہوا اس کے بعد آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے کر دیا اور بہت دیر تک بارگاہ الہی میں دعا فرمائی اس کے بعد نہایت زور شور سے پانی ابل پڑا سننے والوں کا بیان ہے کہ پانی کی روانی میں بجلی کا سا شور سنائی دیتا تھا تمام لوگوں نے خوب دل کھول کر پانی پیا اور استعمال کیا رسول اللہ نے صحابہ سے فرمایا جو تم میں سے باقی رہے گا وہ ضرور سن لے گا کہ یہ وادی جہاں میں کھڑا ہوں میرے سامنے اور پیچھے دور تک سرسبز و شاداب ہو گئی ہے۔

مسجد ضرار کا انہدام
اس سفر سے واپسی پر رسول اللہ نے ذی او ان کے مقام پر منزل کی یہ مدینہ سے ایک گھنٹہ کے فاصلہ پر ہے جس وقت آپ تبوک جانے کی تیاری کر رہے تھے

مسجد ضرار کے بانی آپ کی خدمت میں آئے اور کہا: یا رسول اللہ! ہم نے بیماروں، کمزوروں، برسات اور سردی کے لیے اپنے یہاں ایک مسجد بنائی ہے ہماری خواہش ہے کہ آپ ہمارے یہاں اگر اس مسجد میں ہم کو نماز پڑھائیں۔ آپ نے فرمایا اس وقت تو میں سفر کی تیاری میں مصروف ہوں اس لیے نہیں آسکتا البتہ اگر اللہ نے چاہا تو وہی کے بعد تمہارے یہاں آؤں گا اور اس مسجد میں نماز پڑھوں گا چنانچہ جب آپ ذی اذان آئے تو آپ کو مسجد کی تعمیر کی اطلاع ملی تو آپ نے بنی سالم بن عوف کے مالک بن اختم اور بنی عبدان کے معن بن عدی یا ان کے بھائی عاصم بن عدی کو طلب فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ تم دونوں اس مسجد میں جاؤ کہ اس کے بانی ظالم ہیں۔ اسے فوراً منہدم کر کے جبلا دو یہ دونوں تیزی سے مسافت طے کرتے ہوئے اس کام پر چلے اور مالک بن اختم کے قبیلہ بنی سالم بن عوف کے پاس آئے۔ مالک نے معن سے کہا تم ذرا کھڑکیں گھر سے آگ لے آؤں مالک اپنے گھر میں آئے اور وہاں سے کھجور کی ایک شاخ کو آگ لگا کر روشن کر لیا اور پھر دونوں دوڑتے ہوئے اس مسجد کے اندر آئے اس وقت مسجد کے بانی وہاں موجود تھے۔ ان دونوں نے مسجد میں آگ لگا دی۔ اس کو بجلا دیا اور گمراہ دیا۔ اہل مسجد وہاں سے چلے گئے انھیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔۔۔

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ ط
 اور جن لوگوں نے مسجد بنائی فساد کے لیے اور کفر کے لیے اور مسلمانوں کے درمیان بھڑک
 ڈالنے کے لیے۔

بارہ اشخاص اس کے بانی تھے جو حسب ذیل ہیں۔ بنی عبید
 مسجد ضرار کے بانیوں کے نام | بن زید جو بنی عمرو بن عوف سے متعلق ہے، کا خدام (جنام)

بن خالد تھا کہ جس کے گھر سے یہ مسجد شروع کی گئی تھی۔ بنی عبید کے خاندان امیہ بن زید کے کا ثعلبہ
 بن حاطب، بنی ضبیعہ بن زید کا مصعب بن قشیر، بنی عمرو بن عوف کا عباد بن حنیف، سہل بن حنیف کا بھائی
 جاریہ بن عامر اور اس کے دونوں بیٹے، مجمع بن جاریہ اور زید بن جاریہ، بنی ضبیعہ کا نبتل بن حارث، بنی
 ضبیعہ کا بخرج، بنی ضبیعہ کا بجاد بن عثمان، ابولبابہ بن عبد اللہ کے قبیلہ بنی امیہ کا ودیعہ بن ثابت۔

رسول اللہ مدنیہ واپس آ گئے۔

کعب، مرارہ اور ہلال کا بائیکاٹ | منافقوں کی ایک جماعت آپ کا

ساتھ چھوڑ کر واپس چلی گئی مسلمانوں میں سے بھی بعض لوگ بغیر کسی نفاق اور اسلام میں شک کے
 پیچھے رہ گئے تھے وہ یہ تین افراد کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ تھے۔ رسول اللہ نے

صحابہ سے کہا کہ ان تینوں سے کوئی کلام نہ کرے۔ جو منافق آپ کے ساتھ نہیں گئے تھے اب وہ آپ کے پاس آئے اور قسمیں کھانے لگے اور معذرت کرنے لگے آپ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اللہ اور اس کے رسول نے ان کی معذرت قبول نہیں کی جب تک مذکورہ بالائینوں مسلمانوں کو اللہ نے بذریعہ وحی معافی نہیں دی تمام مسلمانوں نے ان سے گفتگو نہیں کی ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ لِيَقُولَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ فَتَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ تَبَّكَ نازل فرمائی، رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان میں تبوک سے مدینہ واپس آئے۔

۹۔ ہجری کے ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ کو طے کے قبیلہ کی طرف ایک مہم پر بھیجا آپ نے ان پر حملہ کیا اور انہیں قید کب دو تلواریں جو ایک صنم کدے میں بھیتیں ان کو ملیں۔ ایک کا نام رسوب اور دوسری کا نام مخم تھا مشہور تھا کہ یہ تلواریں عمارت بن ابی شمر نے نذر کے طور پر ثبوت خانے میں چڑھائی تھیں ملائکہ قیدیوں میں عدی بن حاتم کی پھوپھی بھی تھی۔

عدی بن حاتم سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے رسالے یا فرستادوں نے ہمارے علاقہ میں آکر میری پھوپھی اور دوسرے لوگوں کو گرفتار کر لیا اور وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے یہ سب قیدی ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے میری پھوپھی نے کہا

”یا رسول اللہ! میرا فدیہ دینے والا دور چلا گیا ہے اولاد سے میں علیحدہ کی گئی ہوں بہت زیادہ بڑھیا ہو گئی ہوں مجھ میں خدمت کرنے کی بھی طاقت نہیں ہے آپ مجھ پر احسان کریں اللہ آپ پر احسان کرے گا“

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا ”تمہارا فدیہ دینے والا کون ہے؟“

اس نے کہا ”عدی بن حاتم“

آپ نے فرمایا وہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے فراء ہو گیا ہے؟ میری پھوپھی نے بیان کیا کہ آنحضرتؐ نے مجھ پر احسان کر کے مجھے آزاد کر دیا آپ کے پہلو میں ایک صاحب اور فتح جو علیؑ معلوم ہوتے تھے انھوں نے مجھ سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے درخواست کرو کہ وہ سواری بھی دیں چنانچہ میں نے سواری کی درخواست کی تو آپ نے اسے منظور فرما لیا۔

عدی بن حاتم کہتے ہیں کہ پھر میری پھوپھی میرے پاس آئیں اور مجھ سے کہا کہ تمہاری یہ حرکت

ایسی ہے جو مختارے باپ کے عمل کے خلاف ہے تم رسول اللہ کے پاس حب و خوشی سے یا ڈر سے ہوئے دیکھو فلاں شخص آنحضرت کے پاس آیا تو آپ سے مستفید ہوا اور فلاں شخص آیا تو مستفید ہوا۔ پس میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ کے پاس ایک خاتون اور کچھ بچے یا ایک بچہ موجود تھا آپ نے ان سے اپنی قرابت کا ذکر کیا اس سے مجھے اطمینان ہوا کہ یہ فیہر و کسریٰ کی بادشاہی نہیں ہے۔ رسول اللہ نے مجھ سے کہا عدی بن حاتم کیوں اس کے قائل ہونے سے بھاگے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کیا اللہ کے سوا کوئی خدا ہے اور کیوں اس کے قائل ہونے سے بھاگے کہ اللہ سب سے بڑا ہے کیا کوئی اور شئی اللہ سے بڑی ہے اس پر میں اسلام لے آیا اور میں نے دیکھا کہ آپ کے چہرے پر میرے اسلام لانے سے خوشی کے آثار نمایاں ہوئے۔

(عدی کہتا ہے) میں شام سے مدینہ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ مسجد میں تھے میں نے سنا کہ جا کر سلام کیا تو آپ نے پوچھا کون ؟

میں نے کہا ”عدی بن حاتم“ آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھے اپنے ساتھ گھر لے چلے اٹھے راہ ایک نہایت ہی سن رسیدہ عورت آپ کو ملی اس نے آپ کو ٹھہرایا اور آپ بلا تکلف کافی دیر تک کھڑے ہوئے اس کی باتیں سنتے رہے میں نے اپنے دل میں کہا کہ بخدا یہ دنیاوی بادشاہ نہیں ہیں۔ پھر آپ اپنے گھر آئے آپ نے چڑے کا ایک گدا اٹھایا اور مجھے دے کر کہا کہ اس پر بیٹھ جاؤ میں نے کہا، میں اس پر نہیں بیٹھتا آپ اس پر تشریف رکھیں مگر آپ نے ہی اصرار کیا کہ میں اس گدے پر بیٹھوں چنانچہ میں اس گدے پر اور خود رسول اللہ زمین پر بیٹھ گئے میں نے اپنے دل میں کہا، یہ ہرگز بادشاہی شان نہیں ہے پھر آپ نے کہا لے عدی بن حاتم! کیا تم ناپاک نہ تھے میں نے کہا بیشک تھا آپ نے فرمایا کیا اسی حالت میں تم بازار میں اپنی قوم میں چل پھر نہیں رہے تھے میں نے کہا بے شک یہ درست ہے آپ نے فرمایا تو یہ بات مختارے دین میں حرام نہیں میں نے کہا بے شک آپ سچ کہتے ہیں اور اب میں نے اپنے دل میں کہا آپ واقعی نبی مرسل ہیں۔ آپ غیب کی باتوں سے واقف ہیں پھر آپ نے کہا عدی! شاید تم اس وجہ سے حرامے دین میں شامل نہیں ہوتے کہ سلمان غریب ہیں۔ بخدا بہت جلد وہ اس قدر مال مال ہو جائیں گے کہ کوئی لینے والا نہ ہوگا۔ یا شاید تم اس بنا پر اس دین میں شامل نہیں ہوتے کہ مسلمانوں کی تعداد کم ہے اور ان کے دشمن بہت زیادہ ہیں۔ بخدا عنقریب تم سنو گے کہ ایک عورت بلا خوف و خطر تنہا اپنے اونٹ پر قادیسیہ سے بیت اللہ کی زیارت کو آتی ہے اور واپس جاتی ہے اور شاید تم اس وجہ سے اس دین میں شامل نہیں ہوتے کہ حکومت اور شوکت اس وقت مسلمانوں کے علاوہ دوسروں کو حاصل ہے مذہبی

تم عنقریب سنو گے کہ بابل کے سفید قصر مسلمانوں نے فتح کر لیے ہیں۔

عدی کا قبول اسلام | آپ کی اس گفتگو کے بعد میں مسلمان ہو گیا۔ بعد میں عدی کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ کی مذکورہ پیشینگوئیوں میں سے دو تو پوری ہو چکیں۔ تیسری البتہ باقی ہے مگر خدا کی قسم وہ بھی پوری ہو گی میں نے بابل کے سفید قصر فتح ہوتے ہوئے دیکھ لیا میں نے دیکھا کہ اکیلی عورت کسی خوف و خطر کے بغیر ادنیٰ پر سوار ہو کر بیت اللہ حج کے لیے آتی ہے۔ خدا کی قسم تیسری بات بھی ضرور پوری ہوئی مسلمان اس قدر دولت مند ہو جائیں گے کہ ان میں سے کوئی مال کا طلبگار اور محتاج نہیں ملے گا۔

سورۃ برأت کا نزول | سدی سے مروی ہے کہ جب سورۃ برأت کی تقریباً چالیس آیات نازل ہو چکیں تو رسول اللہ نے آیات دے کر ابو بکر کو حج میں سنانے کے لیے بھیجا مدنیہ سے روانہ ہو کر ابو بکر ذی الحلیفہ کے قریب حجرہ میں پہنچے تھے کہ رسول اللہ نے حضرت علیؓ کو ان کے پیچھے روانہ کیا۔ حضرت علیؓ نے وہ آیات ابو بکر سے لے لیں ابو بکر رسول اللہ کے پاس واپس چلے آئے اور پوچھا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا میرے متعلق کوئی بات وحی میں نازل ہوئی ہے فرمایا نہیں لیکن سیری طرف سے تبلیغ نہیں کر سکتا مگر میں یا وہ مرد جو مجھ سے ہو اور حضرت علیؓ سورۃ برأت کا اعلان کرنے کے لیے مکہ میں آئے۔ قربانی کے دن انھوں نے اعلان کیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک مسجد الحرام کے پاس نہ رہے اور کوئی شخص برہنہ حالت میں بیت اللہ کا طواف نہ کرے نیز جس کے ساتھ رسول اللہ نے معاہدہ کیا ہے صرف اسی مدت تک وہ معاہدہ جائز سمجھا جائے گا اس کے بعد وہ منسوخ سمجھا جائے گا۔ یہ زمانہ کھلنے پینے کا ہے اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے علاوہ کسی کو جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ حضرت علیؓ کی اس تقریر پر مشرکوں نے کہا ہم خود مختارے اور مختارے ابن عم کے معاہدے سے اپنی برأت کرتے ہیں اور اس کا جواب نیزے اور تلوار سے دیں گے کہنے کو تو یہ کہہ آئے مگر وہاں سے واپس اگر مشرکین نے ایک دوسرے کو ملامت کی کہ تم نے یہ کیا کیا۔ تمام قریش مسلمان ہو چکے ہیں اب تم کیا کر سکتے ہو تم بھی اسلام لے آؤ۔

مکہ سے مشرکین کے اخراج کا حکم | محمد بن کعب قرظی وغیرہ سے مروی ہے کہ ۹ھ میں رسول اللہ نے حضرت علیؓ کو سورۃ براءت کی تیس یا چالیس آیات دے کر مکہ بھیجا۔ حضرت علیؓ نے انھیں ان لوگوں کے سامنے پڑھا

جن میں مشرکین کو چار ماہ کی مہلت دی گئی تھی کہ اتنی مدت وہ مزید حرم میں گزار سکتے ہیں حضرت علیؑ نے عرفہ کے دن یہ آیات ان کو سنائیں بیس دن ذی الحجہ کے اور محرم، صفر، ربیع الاول اور دس دن ربیع الآخر تک انھیں مہلت دی اس کے علاوہ لوگوں کے گھروں میں یہ حکم سنا دیا گیا کہ اس سال کے بعد نہ کوئی مشرک حج کرے اور نہ کوئی شخص برہنہ حالت میں بیت اللہ کا طواف کرے۔ اس سال صدقات (زکوٰۃ وغیرہ) فرض کیے گئے اور انھیں وصول کرنے کے لیے رسول اللہؐ نے مختلف مقامات پر اپنے عمال (اور کارندے) بھیجے اس فرض کے متعلق کلام اللہ کی یہ آیت خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ (ان کے اموال میں سے صدقہ لے تاکہ وہ پاک ہو جائیں) ثعلبہ بن حاطب کے واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

باب

سنتہ الوفود

قبیلہ مہدان کا قبولِ اسلام ! | اسی سال ماہ رمضان میں رسول اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب کو ایک جماعت کے ساتھ مین بھیجا اس کے متعلق براء بن عازب سے مروی ہے کہ :

”رسول اللہ نے خالد بن ولید کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے اہل مین کے پاس بھیجا اس کے ساتھ جو لوگ گئے تھے ان میں مین بھی تھا۔ خالد بن ولید چھ ماہ تک وہاں مقیم رہے مگر کسی نے اس کی دعوت کو قبول نہ کیا تب آپ نے حضرت علی بن ابی طالب کو مین بھیجا اور حکم دیا کہ خالد بن ولید واپس آجائے البتہ اس کے ہمراہیوں میں سے جو نہ آنا چاہے اسے مین میں رہنے پوچھا جائے چنانچہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو حضرت علی کے ساتھ مین میں رہ گئے تھے انھی ہم مین کی سرحد میں داخل ہوئے تھے کہ ہماری اطلاع سب کو ہو گئی تو وہ حضرت علی کے پاس آ گئے۔ آپ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد انھوں نے ہم سب کو ایک ہی صف میں کھڑا کیا اور سامنے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد رسول اللہ کا خط پڑھ کر سنایا۔ تو ایک ہی دن میں تمام قبیلہ مہدان اسلام لے آیا۔ حضرت علی نے اس کی اطلاع رسول اللہ کو کچھ بھیجی۔ خط پڑھ کر آنحضرت نے سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر بیٹھ گئے اور فرمایا

”مہدان پر سلامتی ہو، مہدان پر سلامتی ہو“

اس کے بعد تمام اہل مین کے بعد دیگئے اسلام لے آئے۔“

اس سال رسول اللہ نے ان تمام علاقوں پر جہاں اسلام پھیل گیا عاملوں کا تقریر | مقررہ صدقات کے لیے اپنے عامل مقرر کر کے بھیجے۔ عبداللہ بن ابی بکر سے

مروی ہے کہ ان تمام شہروں میں جو اسلام کے زیرِ نگیں آ گئے تھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے امیر اور عامل صدقات مقرر کیے۔

مہاجر بن ابی امیہ کو صنعا بھیجا۔

زیاد بن لبید انصاری کو حضرموت کے صدقات کا عامل مقرر کیا۔

عدی بن حاتم کو طے اور اسد کا عامل مقرر فرمایا۔

مالک بن نویرہ کو بنی حنظلہ کا عامل صدقات مقرر کیا۔

بنی سعد کے صدقات کی وصولی انھیں کے دو شخصوں کو تفویض کی۔

علماء بن حضرمی کو آپ نے بحرین کا عامل مقرر کر کے بھیجا۔

اور حضرت علی بن ابی طالبؓ کو بخران بھیجا تاکہ وہاں کے صدقات اور جزیے وصول کریں۔

باب ۱۹

حجۃ الوداع

اس سال کے ماہ ذی قعدہ کے شروع ہوتے ہی رسول اللہ ﷺ نے حج کا ارادہ کیا اور آپ نے تمام صحابہ کو سفر کی تیاری کا حکم دیا۔ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے مجھے ان حضرات کے کہ جو بدی (قربانی کا جالو) لائے تھے دوسروں نے عمرہ ادا کیا۔

ابن ابی نجیح سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو خبر ان بھیجا کہ حضرت فاطمہؓ کا عمرہ | تھا وہ مکہ میں آپ سے آئے جب کہ وہ احرام باندھ چکے تھے حضرت علیؓ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو دیکھا کہ فاطمہ نے احرام باندھ کر عمرہ کی تیاری کر رکھی ہے۔ حضرت علیؓ نے پوچھا اے رسول کی شہزادی کیا کر رہی ہو؟ انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عمرہ کی اجازت دی ہے اور اس کے لیے ہم نے احرام باندھا ہے۔

یزید بن طلحہ سے مروی ہے کہ جب علیؓ بن سے مکہ رسول اللہ ﷺ کے حضرت علیؓ کی مکہ کو روانگی | پاس آ رہے تھے۔ تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کے لیے بڑی عجلت کی وہ اپنے ساتھیوں سے ایک شخص کو اپنی فوج میں اپنا نائب بنا کر چلے آئے۔ اس شخص نے یہ کیا کہ جو اعلیٰ درجے کے کپڑے جزیے میں وصول ہوئے تھے اور ساتھ تھے انھیں جھنڈا رخا ہے نکلوا کہ اپنی فوج کو پہنادیئے جب یہ فوج مکہ کے قریب آئی اور حضرت علیؓ انھیں دیکھنے آئے، تو انہوں نے دیکھا کہ تمام فوج حلقے پہنے ہوئے ہے آپ نے اپنے نائب سے جواب طلبی کی، اس نے کہا کہ میں نے یہ حلقے اس لیے انھیں پہنادیئے کہ جب یہ سب کے سامنے سے گزریں تو مجھے معلوم ہوں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تمھارے لیے ولی (ہلاکت) ہو قبل اس کے کہ تم اس ہیئت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچو حلوں کو اتار دو۔ چنانچہ وہ تمام حلقے فوج سے لے کر پھر تو شہ خانے میں رکھوا دیے یہ بات فوج کو ناگوار گزری اور انھوں نے اس طرز عمل کا شکوہ کیا ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ لوگوں نے

حضرت علیؑ کی شکایت کی تو اس کے متعلق رسول اللہؐ تقریر کرنے کھڑے ہوئے میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”اے لوگو! علیؑ کی شکایت نہ کرو، بخدا وہ بے شک اللہ کے لیے یا آپ نے فرمایا اللہ

کی راہ میں بہت سخت ہیں۔“

عبداللہ بن ابی بنحیح سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ حج کرنے تشریف لے گئے آپ نے سب کو مناسک اور سنن حج بتا دیئے پھر آپ نے سب کے سامنے اپنا وہ مشہور خطبہ دیا کہ جس میں آپ نے اپنے مقصد کو صاف صاف لوگوں پر واضح کیا آپ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

”اے لوگو! میری بات غور سے سنو کیونکہ شاید اس سال کے بعد اس مقام پر

پھر ہماری کبھی ملاقات نہ ہوگی اے لوگو! قیامت تک کے لیے تمھارا خون اور مال

اسی طرح تم پر حرام ہے جس طرح کہ آج کے دن اور اس مہینہ کی حرمت ہے۔ تم اپنے

رب سے ملو گے اور وہ تمھارے اعمال کی تم سے باز پرس کرے گا میں نے اس کا پیغام

پہنچا دیا ہے جس کے پاس کوئی امانت ہو اسے چاہیے کہ وہ امانت مالک کو

واپس کر دے ہر قسم کا سود ساقط ہے البتہ اصل رقم تمھاری ہے وہ تم کو ملنی چاہیے تاکہ

تم پر ظلم نہ ہو نہ تم دوسروں پر ظلم کرو اللہ نے حکم دیا ہے کہ سود قطعی ساقط ہے

عباس بن عبدالمطلب کا تمام سود قطعی ساقط ہے اسی طرح زمانہ جاہلیت میں جتنے خون

ہوئے ہیں وہ سب ساقط ہیں ان کا ہرگز انتقام نہ لیا جائے اور سب سے پہلے میں ابن

ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون معاف کرتا ہوں

اے لوگو! اب شیطان اس بات سے تو ہمیشہ کے لیے مایوس ہو چکا کہ بمختاری

زمین میں خدائے واحد کے سوا کسی اور کی پرستش کی جائے البتہ اس کے علاوہ جو

تمھارے اعمال ہیں جنہیں تم معمولی درجے کا سمجھتے ہو ان کے متعلق وہ اس بات سے

مطمئن ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے گی اس لیے اپنے دین کی حفاظت کے لیے

شیطان سے ڈرتے ہو.....

اما بعد! اے لوگو! بیویوں پر تمھارا حق ہے اور تم پر ان کا حق ہے ان پر تمھارا

حق یہ ہے کہ تمھاری رضی کے خلاف تمھارے گھر میں کوئی نہ آئے اور ان کا یہ فرض ہے

کہ وہ بدکاری نہ کریں اگر وہ ایسا کریں تو اللہ نے تم کو اجازت دے دی ہے کہ تم ان کو ان کی خواب گاہوں میں چھوڑ دو۔ ان سے کوئی واسطہ نہ رکھو اور معمولی مار پیٹ کر اگر اس منزل سے وہ باز آجائیں تو تم فراخ دلی سے انھیں نان و نفقہ دو۔ ہمیشہ ایک دوسرے کو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت کرتے رہو وہ تمھاری دست نگر ہیں خود اپنا کچھ نہیں رکھتیں اور تم نے ان کو اللہ کی امانت کے ساتھ اپنے نکاح میں لیا ہے اور اللہ کے کلمات کے ساتھ ان کا فروج حلال کیا۔

اچھی طرح سمجھ لو کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں کسی شخص کے لیے اپنے بھائی کی چیز زبردستی لینا جائز نہیں۔ سوائے اس کے جو وہ اپنی مرضی سے دے اور اپنے اوپر ظلم نہ کرنا۔ اے اللہ کیا میں نے تیرا پیام پوری طرح پہنچا دیا؟

بیان کیا گیا ہے کہ آپ کے اس قول پر تمام مسلمانوں نے کہا بیشک آپ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا۔ رسول اللہ نے فرمایا:-
و خداوند! تو گواہ رہنا۔

جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے تین حج کیے دو ہجرت سے پہلے اور ایک ہجرت کے بعد جس کے ساتھ عمرہ بھی ادا کیا۔

رسول اللہ کے حج

مہشام بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ نے پندرہ عورتوں سے نکاح کیا تیرہ کے ساتھ مباشرت کی ایک وقت میں گیارہ موجود رہیں اور نو کو چھوڑ کر آپ نے وفات پائی اسلام کا اعلان کرنے سے پہلے آپ کی عمر بیس سال سے زائد تھی کہ آپ نے خدیجہ بنت خویلد سے نکاح کیا۔ سب سے پہلے آپ نے انھیں سے نکاح کیا۔

جناب خدیجہ کی حیات میں رسول اللہ نے کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا۔ ان کی وفات کے بعد آپ نے سب سے پہلے جس عورت سے نکاح کیا اس میں اختلاف ہے۔ بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ خدیجہ کے بعد سب سے پہلے آپ نے عائشہ بنت ابوبکر سے نکاح کیا۔ جس وقت آپ نے عائشہ سے نکاح کیا وہ کم سن تھی۔ مباشرت کے قابل نہ تھی البتہ سودہ بویہ تھی رسول اللہ نے اپنے مکہ کے قیام کے زمانہ میں سودہ سے نکاح کیا تمام اہل سیر کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ نے سودہ کے ساتھ عائشہ سے پہلے مباشرت کی۔

حضرت عائشہ کی روایت

عائشہ فرماتی ہیں نکاح کے بعد ہم مدینہ آئے ابو بکر سخی میں خنزرج کے خاندان بنی الحارث کے ماں فروکش تھے۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر آئے کچھ انصار اور ان کی عورتیں آپ کے پاس آگئیں میری ماں میرے پاس آئیں میں اس وقت جھولا جھول رہی تھی انھوں نے مجھے جھولے سے اتار بالوں میں کنگھی کی میرا منہ دھلایا اور پھر مجھے اپنے ساتھ لے چلیں۔ کمرے کے دروازے پر پہنچ کر وہ ٹھہر گئیں میں ڈری، میری ماں مجھے اندر لے گئی۔ رسول اللہ ﷺ کے میں بنگ پر نشتر لیف فرما تھے میری ماں نے مجھے آپ کی گود میں بٹھا دیا اور کہا یہ تمھارے شوہر ہیں۔ اللہ تم کو ان کے لیے اور ان کو تمھارے لیے موجب خیر و برکت کرے اس کے بعد تمام لوگ گھر سے چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں میرے ساتھ خلوت فرمائی۔ مگر اس خوشی میں قرآن کی وی گئی اور نہ ہی مگر میرے لیے فزع کی گئی۔ اس وقت میری عمر نو سال کی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک

حضرت علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دراز قامت تھے اور نہ کوتاہ قد، سر اور چہرہ بڑا تھا ماتھا اور پاؤں کی انگلیاں بڑی بڑی تھیں، پٹلیاں موٹی تھیں، رنگ سرخ تھا، دراز قدیم تھا۔ آہستہ آہستہ چلتے تھے معلوم ہوتا تھا اتار سے اتر رہے ہیں آپ سے پہلے اور بعد میں اس شان کا کوئی شخص نظر نہیں آتا۔ حضرت علی کو فہم کی مسجد میں اپنی تلوار کے پر تلے سے ٹپک لگائے تھے انصار میں سے ایک شخص نے آپ سے کہا۔ رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مجھ سے بیان کریں آپ نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کا رنگ گورا تھا جس میں سرخی نمایاں تھی آنکھیں نہایت سیاہ تھیں بال نرم تھے قدم جوڑ کر چلتے تھے رخسار نرم تھے ڈاڑھی بہت ہی گھنی تھی گردن چاندی کی صراحی معلوم ہوتی تھی۔ ہنسی سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں بڑی بڑی تھیں جب آپ چلتے تو معلوم ہوتا کہ اتار سے اتر رہے ہیں اور چال میں ایسی استقامت تھی کہ گویا چٹان چلی آرہی ہے جب آپ مڑتے تھے تو سارے جسم سے مڑ جاتے تھے نہ آپ کوتاہ قامت تھے اور نہ دراز قامت نہ نکلے تھے اور نہ تنگ نظر آپ کے چہرے پر پسینے کے قطرات موتی معلوم ہوتے تھے اور آپ کے پسینے میں مشک سے بہتر خوشبو تھی آپ سے پہلے یا بعد میں آپ جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔

ابوزید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا ابوزید میرے قریب آؤ اور میری پسینہ دیکر ہاتھ لگاؤ اور پھر آپ نے اپنی پست کھول دی میں نے

مہر نبوت

اپنی انگلیوں سے مہر نبوت کو دبا کر دیکھا ابو زبیر سے پوچھا گیا کہ مہر نبوت کیا تھی؟ انھوں نے کہا
 بالوں کا وہ گچھا جو آپ کے دونوں شانوں پر تھا۔

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ

رسول اللہ ﷺ کی شجاعت و سخاوت | خوب صورت سب سے زیادہ سخی اور سب سے

زیادہ شجاع و بہادر تھے ایک مرتبہ مدینہ میں دشمن کے خطرے کی شہرت ہوئی تو سب لوگ اس
 پکار کی طرف پکے مگر انھوں نے دیکھا کہ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ تلوار لے کر ابو طلحہ کے گھوڑے
 کی تنگی پیٹھ پر سوار ہو کر مقابلہ کے لیے موجود ہیں اور سب سے پہلے آپ ہی اس ندا پر آئے
 سب لوگوں کے جمع ہونے پر آپ نے دو مرتبہ فرمایا ”اے لوگو! امت ڈرو بہت ڈرو“

باب ۲

حضرت محمدؐ کی وفات اللہ

جیش اُسامہ اور اس کی امارت پر اعتراض | رسول اللہؐ کے غلام ابو موسیٰ بہ سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر رسول اللہؐ مدینہ آئے اور آپ کے مدینہ آجانے کی وجہ سے سب لوگوں کو اپنے اپنے گھروں کو واپس جانے کی اجازت مل گئی اور وہ چلے گئے آپ نے مسلمانوں کو ایک مہم کی تیاری کا حکم دیا اور اُسامہ بن زید کو اس مہم کا امیر مقرر کیا اور حکم دیا کہ اہل النزیت سے جو شام کے راستوں میں سے ایک راستے پر واقع ہے بڑھ کر اردن کے علاقہ پر حملہ کریں اس تقرر پر منافقوں نے چہ یگوئیاں شروع کیں رسول اللہؐ نے ان کے اعتراض کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ اُسامہ اس امارت کا اہل ہے اور اگر تم نے اس کے متعلق یہ کہا ہے تو کیا ہوا اس سے پہلے اس کے باپ کے متعلق بھی تم اس قسم کی باتیں کہہ چکے ہو حالانکہ وہ بھی امارت کا اہل تھا جیسا کہ اس نے ثابت کیا تھا۔

اہل بقیع کے لیے دعائے مغفرت | ابو موسیٰ بہ (رسول اللہؐ کے غلام) سے مروی ہے کہ وسط شب آپ نے مجھے بلایا اور کہا اے ابو موسیٰ بہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اہل بقیع کے لیے دعائے مغفرت کروں تم میرے ساتھ چلو..... آپ نے بقیع کے وسط میں کھڑے ہو کر فرمایا اے اہل مقابر! تم پر سلامتی ہو جس حالت میں تم اب ہو یہ تم کو مبارک ہو کیونکہ جو اس وقت زندہ ہیں ان سے تم اس وجہ سے اچھے ہو کہ ان کے فتنوں کا زمانہ آگیا ہے اور وہ اس تیزی سے آ رہا ہے جس طرح رات کی تاریکی طبعی ہے اور وہ متواتر ہے۔ دوسرا پہلے سے زیادہ برا ہو گا اس کے بعد آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا مجھے تمام دنیا کے خردوں کی کنجیاں زندگی جاوید اور جنت پیش کی گئی دوسری طرف اپنے رب کی قربت اور جنت پیش کی گئی اور ان میں سے ایک کے اختیار کرنے کا حق دیا گیا تو میں نے اپنے رب کی قربت اور جنت کو اختیار

<http://fb.com/ranajabirabbas>

ایک سبز مسواک تھی آنحضرتؐ نے اس کے ہاتھ کی طرف غور سے دیکھا میں سمجھ گئی کہ آپ مسواک لینا چاہتے ہیں میں نے وہ اس کے ہاتھ سے لے کر پہلے چبا کر نرم کی اور پھر رسول اللہ کو دے دیا۔ آپ نے بہت دیر تک اس سے اپنا منہ صاف کیا اور پھر رکھ دی پھر میں نے دیکھا کہ میری گود میں آپ بوجھل سو رہے ہیں میں نے آپ کے چہرے کو غور سے دیکھا تو رنگ متغیر ہو چکا تھا اور آپ فرما رہے تھے:

”بل الرفیق الاعلیٰ فی الجنة“

”اب میں اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس جنت میں جا رہا ہوں“

پھر آپ کی روح قبض کر لی گئی آپ نے صبح کے وقت میری گودیں اور میرے گھر میں وفات پائی اس معاملہ میں میں نے کسی کا حق نہیں مارا تھا بلکہ محض میری نادانی اور کم عمری کی وجہ سے آپ نے میرے حجرے کو پسند کیا۔ روح کے قبض ہو جانے کے بعد میں نے آپ کا سر نکلیے پر رکھ دیا اور پھر اٹھ کر غورتوں کے ساتھ رونے لگی اور اپنا سر پیٹنے لگی (نبیہ البلاء میں حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ بغیر کی روح جب قبض ہوئی تو آپ میری گود میں تھے، اور یہی قرین قیاس معلوم ہوتا ہے)۔

وفات کا دن | ابو جعفر کا قول ہے کہ علماء تاریخ کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ کی وفات ماہ ربیع الاول میں پیر کے دن ہوئی۔ ابو جعفر یہ کہتا ہے کہ رسول اللہ کی وفات کے وقت ابو بکرؓ سبخ میں اور عمرؓ مدینہ میں تھے۔

حضرت عمرؓ کی تقریر | ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ کی وفات کے بعد عمرؓ نے کھڑے ہو کر کہا بعض منافق کہتے ہیں کہ رسول اللہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ حالانکہ آپ مرے نہیں اپنے رب کی طرف گئے ہیں جس طرح کہ موسیٰ بن عمران چالیس راتوں کے لیے اپنی قوم سے غائب ہو کر اللہ کے پاس چلے گئے تھے اور پھر واپس چلے آئے حالانکہ ان کے متعلق بھی ان کی قوم نے یہی کہا تھا کہ وہ مر گئے بخدا رسول اللہ ضرور واپس آئیں گے اور جو لوگ آپ کے مرنے کی خبر مشہور کر رہے ہیں ان کے ہاتھ پاؤں قطع کریں گے۔

حضرت ابو بکرؓ کی تقریر | ابو بکرؓ کو جب آپ کی وفات کی اطلاع ملی تو وہ مدینہ آئے اور مسجد کے دروازے پر اونٹ سے اترے اس وقت عمرؓ لوگوں کے سامنے یہ تقریر کر رہے تھے۔ ابو بکرؓ نے ان سے کہا عمر! اب تم خاموش رہو

مگر وہ نہ مانے اور برابر تقریر کرتے رہے ابوبکر نے جب دیکھا کہ وہ چپ نہیں ہوتے تو انکے خاموش ہونے کا انتظار کیے بغیر وہ خود سب لوگوں سے مخاطب ہوئے اور تقریر شروع کی انھوں نے کہا:-
 ”اے لوگو! جو لوگ محمدؐ کی عبادت کرتے تھے وہ سن لیں محمدؐ مر گئے اور
 جو اللہ کی عبادت کرتے تھے ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ زندہ جاوید ہے جو کبھی نہیں
 مرے گا“

اس کے بعد ابوبکر نے یہ پوری آیت تلاوت کی وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ
 قَبْلِهِ الرُّسُلُ محمدؐ بھی ایک رسول ہیں بیشک ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں کیا اگر وہ
 مر جائیں یا قتل ہو جائیں تو تم اپنا منہ موڑ کر چلے جاؤ گے اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کو ہرگز نقصان
 نہیں پہنچا سکتا اور اللہ ضرور شکر گزاروں کو جزائے خیر دے گا

اس اثنا میں انصار بنی ساعدہ کی چوپال میں جمع ہوئے
سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کا اجتماع تاکہ سعد بن عبادہ کی بیعت کر لیں اس کی اطلاع ابوبکر
 کو ہوئی تو ابوبکر جن کے ساتھ عمر اور ابو عبیدہ تھے انصار کے پاس آئے اور ان سے پوچھا یہ کیا سو رہا
 ہے انصار نے کہا اچھا ہم میں سے ایک امیر ہو اور ایک تم میں سے۔ ابوبکر نے کہا نہیں بلکہ ہم امیر
 ہوں اور تم وزیر ہو۔ اس کے بعد ابوبکر نے کہا عمر اور عبیدہ میں سے جس کو چاہو امیر بنا لو میں اس
 پر خوش ہوں اس پر عمر نے ہڑے ہو کر کہا تم میں سے کون شخص اس بات
 کو پسند کرے گا کہ وہ اس شخص کو مؤخر کرے جسے رسول اللہؐ نے مقدم کیا ہے یہ کہہ کر عمر نے ابوبکر کی
 بیعت کی اور کچھ دوسرے لوگوں نے۔ مگر سب انصار نے یا ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم تو صرف
 علیؑ کی بیعت کریں گے۔

زیاد بن کلیب سے مروی ہے کہ وہاں سے عمر بن خطاب،
زیاد بن کلیب کی روایت حضرت علیؑ کے مکان پر آئے وہاں طلحہ زبیر اور بعض دوسرے
 مہاجر موجود تھے۔ عمر نے کہا چل کر بیعت کر ورنہ میں اس گھر میں آگ لگا کر تم سب کو جلا دوں گا۔
 حمید بن عبد الرحمن جمیری سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ کی وفات کے وقت ابوبکر کسی بستی میں تھے
 مدینہ آئے (اور عمر کے جواب میں تقریر کی) اسی تقریر کے اثنا میں ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور اس نے
 کہا دیکھو انصار بنی ساعدہ کی چوپال میں جمع ہو کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں اور وہ کہتے ہیں
 ہم میں سے ایک امیر اور مہاجرین میں سے ایک امیر ہو اس اطلاع پر ابوبکر اور عمر خطاب دونوں وہاں

پہنچے۔ عمر نے چاہا کہ وہ تقریر کریں مگر ابو بکر نے انھیں روک دیا۔ عمر نے کہا بہتر ہے میں نہیں چاہتا کہ خلیفہ رسولؐ کی دن میں دو مرتبہ نافرمانی کروں۔ ابو بکر نے انصار کو خطاب کیا اور جو جو فضائل ان کے قرآن سے اور رسول اللہؐ کی زبانی معلوم تھے سب بیان کیے اور کہا تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہؐ نے تمھارے متعلق یہاں تک کہا ہے کہ اگر تمام دوسرے لوگ ایک راہ اختیار کریں اور انصار دوسری، تو میں انصار کی راہ اختیار کروں گا۔ اے سعد تم جانتے ہو کہ تم موجود تھے اور تمھارے سامنے رسول اللہؐ نے یہ فرمایا تھا کہ خلافت کے وارث قریش میں نیک نیکوں کی اور بدکار برؤں کی اقتداء کریں گے۔ سعد نے کہا بے شک سچ کہتے ہو..... عمر نے کہا ابو بکر مآخذ لاؤ میں تمھاری بیعت کروں۔ ابو بکر نے کہا عمر میں نہیں بلکہ تم مآخذ لاؤ۔

رسول اللہؐ کی وفات کے بعد میں اطلاع ملی کہ حضرت علیؑ، زبیر اور سقیفہ عمر کی زبانی اس کے جس اور ساتھی فاطمہؑ کے گھر میں جمع ہیں وہ بیعت کے وقت

ہمارے پاس نہیں آئے تھے اسی طرح سے تمام انصار نے ہم سے علیحدگی اختیار کی تھی۔ مہاجرین ابو بکر کے پاس جمع تھے میں نے ابو بکر سے کہا کہ تم ہمیں ہمارے انصار بھائیوں کے پاس لے چلو ہم اس کے ارادے سے چلے ہیں ردا چھ آدمی جو بدر میں شریک ہو چکے تھے، ملے اور انھوں نے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ ہم نے کہا اپنے انصار بھائیوں کے پاس جا رہے ہیں انھوں نے کہا پلٹ جاؤ اور اپنے معاملہ کا اپنے درمیان فیصلہ کر لو ہم نے کہا ہم تو ضرور ان سے جا کر ملیں گے، ہم انصار کے پاس گئے وہ سقیفہ نبی سادہ میں جمع تھے اور ان کے بیچ میں ایک شخص چادر اوڑھے بیٹھا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انصار نے کہا یہ سعد بن عبادہ ہے میں نے پوچھا اس نے چادر کیوں اوڑھ رکھی ہے انصار نے کہا یہ بیمار ہے۔ (پہلے انصار نے ایک شخص نے اور اس کے جواب میں ابو بکر صاحب نے تقریر کی) ابو بکر کی تقریر کے بعد انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا اے معشرہ قریش! لو میں اس کا بہت اچھا تصفیہ کیے دیتا ہوں ہم میں سے ایک شخص امیر ہو اور ایک شخص تم میں سے امیر ہو اس تجویز پر ایک شور و غوغا بلند ہوا جتنے منہ اتنی باتیں تو مجھے قوم میں اختلاف کا اندیشہ ہوا میں نے ابو بکر سے کہا مآخذ لاؤ میں تمھاری بیعت کروں ابو بکر نے مآخذ بڑھادیا اور میں نے بیعت کی..... پھر ہم سعد پر چڑھ بیٹھے کسی نے کہا تم نے سعد کو مار ڈالا میں نے کہا اللہ سعد کو ہلاک کرے بخدا وہ وقت ایسا تھا کہ ابو بکر کی بیعت کا معاملہ زیادہ اہم تھا کیونکہ اگر ہم ابو بکر کی بیعت نہ کرتے اور انصار کو چھوڑ دیتے تو وہ ہماری عدم موجودگی میں کسی دوسرے کی بیعت کر لیتے اور پھر یا تو ہمیں اپنی مرضی کے

خلاف ان کی متابعت کرنا پڑتی یا اختلاف کرنا پڑتا جس سے سخت فتنہ و فساد ہوتا۔

رسول اللہ کی میراث | عائشہ سے مروی ہے کہ فاطمہ اور عباس، ابوبکر کے پاس آئے اور انھوں نے رسول اللہ کی میراث کا مطالبہ کیا۔ انھوں نے اس وقت مذک

میں آپ کی زمین اور خیبر کے حصہ کا بھی مطالبہ کیا ابوبکر نے کہا اگر میں نے رسول اللہ سے یہ بات نہ سنی ہوتی کہ ہمارے املاک میں ورثہ نہیں ہم جو چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہے تو یہ املاک آل محمد کو مل جاتی عروہ نے بیان کیا ہے کہ اس واقعہ کی وجہ سے فاطمہ نے پھر مرتے دم تک ابوبکر سے کوئی بات نہیں کی اور اس سے قطع تعلق کر لیا۔ حضرت فاطمہ کا انتقال ہوا تو حضرت علی نے انھیں رات کی تاریکی میں دفن کر دیا ابوبکر کو نہ ان کی وفات کی اطلاع دی اور نہ دفن میں شرکت کی دعوت دی۔ فاطمہ کی وفات کے بعد لوگوں کے منہ علی سے پھر گئے۔

ثابت سے مروی ہے کہ جب ابوبکر خلیفہ ہوئے تو ابوسفیان نے کہا ہمیں اس سے کیا سروکار؟ یہ تو بنی عبد مناف کا حق ہے کسی نے جب کہا کہ ابوبکر نے تمھارے بیٹے کو ولایت (شام کی حکومت) دی ہے تو اس نے کہا ہاں قرابت کا لحاظ رکھا ہے۔

ابوسفیان کی کارروائی | عوانہ سے مروی ہے کہ جب لوگ ابوبکر کی بیعت کے لیے تیار ہوئے تو ابوسفیان سب کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے یقین ہے کہ اس کارروائی سے ایک ہنگامہ برپا ہوگا جس میں خونریزی ہو کر رہے گی۔ اے آل عبد مناف ابوبکر کو آپ کے معاملات میں مداخلت کرنے کا کیا حق ہے وہ دونوں جنھیں کمزور اور حقیر کر دیا گیا ہے یعنی علیؑ و عباسؑ کہاں ہیں۔ اے ابوالحسن! آپ ہاتھ کھولیں میں آپ کی بیعت کرتا ہوں مگر حضرت علیؑ نے اس کی بات نہیں مانی ابوسفیان نے اس موقع کی مناسبت سے کچھ شعر پڑھے حضرت علیؑ نے ابوسفیان کو ڈانٹا اور کہا اس تجویز سے تیرا مقصد صرف فتنہ و فساد برپا کرنا ہے تو ہم ہمیشہ اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے ہمیں تیری اس نصیحت کی ضرورت نہیں ہے۔

ابوبکر کی پہلی تقریر | انس بن مالک سے مروی ہے کہ سقیفہ میں ابوبکر کی بیعت ہو گئی اس کے دوسرے دن وہ مسجد میں منبر پر بیٹھے ابوبکر نے اپنی تقریر شروع نہیں کی تھی کہ عمر نے کھڑے ہو کر تقریر کی اس کے بعد ابوبکر نے تقریر کی اور حمد و ثنا کے بعد کہا ”اے لوگو! مجھے تمھارا حاکم بنایا گیا ہے حالانکہ میں تم میں سے بہتر فرد نہیں ہوں اگر میں نیکی کروں تو تم میری اعانت کرنا اور اگر میں برائی کروں تو تم مجھے سیر عا کرنا

البرکۃ کی بیعت کے بعد لوگ رسول اللہ کے دفن کے انتظامات کی طرف متوجہ ہوئے بعض راویوں کا بیان ہے کہ آپ کی وفات کے دوسرے دن اور بعض نے کہا ہے کہ وفات کے تیسرے دن 'تجھیز ہوئی'۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب، عباس، فضل بن عباس رسول اللہ کا غسل | اور قثم بن عباس، اسامہ بن زید اور شقران مولیٰ رسول اللہ نے آپ کو غسل دیا بنی عوف بن خزرج کے اوس بن خولی نے حضرت علیؑ سے کہا کہ ہمیں بھی رسول اللہ کے غسل کا شرف حاصل ہونا چاہیے تو حضرت علیؑ نے اس سے کہا اچھا تم بھی آؤ یہ بدری تھا چنانچہ یہ بھی غسل میں شریک ہوا۔ غسل کے لیے علی بن ابی طالب نے رسول اللہ کو اپنے سینے سے لگا کر بٹھایا۔ عباس، فضل اور قثم آپ کی کمرٹ بدلتے تھے اسامہ اور شقران دونوں آپ پر پانی ڈالتے تھے اور حضرت علیؑ آپ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے غسل دیتے تھے قمیض رسول اللہ کے جسم پر تھی اس طرح حضرت علیؑ آپ کے جسم کو قمیض کے اوپر سے مل رہے تھے ان کا ہاتھ آپ کے جسم کو مس نہیں کرتا تھا۔ غسل دیتے وقت علی بن ابی طالب کہتے جاتے کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں کس قدر پاک صاف ہیں نیز عام طور پر میت میں جو آثار ہوا کرتے ہیں ان میں سے کوئی بات آپ کے جسم سے نمایاں نہیں تھی۔ حضرت علی بن الحسین سے مروی ہے کہ غسل کے بعد رسول اللہ کو تین کپڑوں کا کفن دیا گیا ان میں دھاری تھے اور ایک منقش چادر تھی جس میں آپ کو کئی مرتبہ لپیٹا گیا۔

عائشہ سے مروی ہے کہ بدھشی رات ہمیں پھاؤڑوں کی آواز سے | معلوم ہوا کہ اب رسول اللہ کو دفن کیا جا رہا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب، فضل بن عباس اور آپ کے غلام شقران قبر میں لے گئے اوس میں خولی نے حضرت علیؑ سے درخواست کی کہ رسول اللہ کی خدمت گزاری کا ہمیں بھی حق ملنا چاہیے حضرت علیؑ نے کہا اچھا تم بھی اترو اور وہ بھی قبر میں اترے۔

انتخاب از

تاریخ طبری حصہ دوم

باب

واقعہ سقیفہ

انصار کا اجتماع

عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی عمرہ انصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ کی وفات کے بعد انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور سب نے کہا کہ آنحضرتؐ کے بعد میں سعد بن عبادہ کو امیر بنا لینا چاہیے (حضرات ابوبکر، عمر اور ابوعبیدہ جراح کا سقیفہ میں آنا پہلے دو حضرات کی تقایر انصار کی مخالفت پھر جو ابی تقاریم کے بعد) ابوبکر نے کہا یہ عمر اور ابوعبیدہ موجود ہیں ان میں سے جسے چاہو امیر بنا لو مگر ان دونوں نے کہا کہ تمھاری موجودگی میں ہم ہرگز اس منصب کو قبول نہیں کریں گے..... تم اپنا ہاتھ بیعت کے لیے آگے بڑھاؤ چنانچہ جب عمر اور ابوعبیدہ ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے بڑھے تو بشیر بن سعد نے سبقت کی اور سب سے پہلے اس نے بیعت کی اب ہر طرف سے لوگ آکر ابوبکر کی بیعت کرنے لگے قریب تھا کہ وہ سعد کو روند ڈالتے اس پر سعد کے کسی آدمی نے کہا کہ سعد کو بچاؤ ان کو نہ روندو“ عمر نے کہا اللہ اسے ہلاک کرے اس کو قتل کر دو اور خود اس کے سر ہانے اکھڑا ہو گیا اور کہا میں چاہتا ہوں کہ تمھیں روند کر ہلاک کر ڈالوں۔ سعد نے عمر کی داڑھی پکڑ لی۔ عمر نے کہا چھوڑو اگر اس کا ایک بال بھی ہیکا ہوا تو تمھارے منہ میں ایک دانت نہ رہے گا۔ ابوبکر نے کہا عمر خاموش رہو ایسے موقع پر نرمی برتنا زیادہ سودمند ہے۔ عمر نے سعد کا پیچھا چھوڑ دیا سعد نے کہا کہ اگر مجھ میں اٹھنے کی بھی طاقت ہوتی تو میں تمام مدینہ کے گلی کوچوں کو اپنے حانیوں سے بھر دیتا کہ جس سے تمھارے اور تمھارے ساتھیوں کے سوش و حواس جاتے رہتے.....

چند روز تک سعد سے تعرض نہ کیا گیا اس کے بعد اسے کہلوا بھیجا کہ چونکہ تمام لوگوں نے اور خود بھاری قوم نے بیعت کر لی ہے لہذا تم بھی اگر بیعت کرو سعد نے کہا ”یہ نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ میں بھارے مقابلہ میں اپنا ترکش خالی نہ کروں، اپنے نیزے کو بھارے خون سے رنگین نہ کروں اور اپنی تلوار سے جس پر میرا بس چلے وار نہ کروں۔ اپنے خاندان اور اپنی قوم کے ان افراد کے ساتھ جو میرا ساتھ دیں تم سے لڑنے لوں ہرگز بیعت نہیں کروں گا خدا کی قسم اگر انسانوں کے ساتھ جن بھی تمھارے ساتھ ہو جائیں تب بھی حب تک میں اپنے معاملے کو اپنے رب کے سامنے پیش نہ کروں بیعت نہیں کروں گا“

ابوبکر کو اطلاع ملی تو عمر نے اس سے کہا بغیر بیعت لیے عمر کا سعد سے بیعت پر اصرار | ان کو چھوڑنا مناسب نہیں بشیر بن سعد نے کہا، چونکہ

اسے اپنے انکار پر اصرار ہے اس لیے جب تک وہ قتل نہ ہو جائے ہرگز بھاری بیعت نہیں کرے گا اور جب تک اس کی اولاد نہ اس کے خاندان والے اور اس کے قبیلے کے کچھ لوگ اس کے ساتھ کام نہ آجائیں وہ اکیلا قتل نہیں ہوگا۔ اس لیے مناسب ہے کہ اس کو چھوڑ دو وہ تنہا ہے اس کے چھوڑ دینے سے تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا لہذا ابوبکر وغیرہ نے ان کا پیچھا چھوڑ دیا اور بشیر کی رائے کو قبول کر لیا۔

اس کے بعد سعد نے ابوبکر کی امامت میں نماز پڑھنا نہ جماعت میں شریک ہوتا ج میں بھی اس کے ساتھ مناسک حج ادا نہ کرتا ابوبکر کے انتقال تک اس کی یہی روش رہی

ضحاک بن خلیفہ کی روایت | ضحاک بن خلیفہ سے مروی ہے کہ امارت کے انتخاب کے موقع پر حباب بن منذر نے کھڑے ہو کر تلوار نکالی اور کہا

میں ابھی اس کا تصفیہ کیے رہا ہوں، میں شیر ہوں شیر کی کھوہ میں رہا ہوں اور شیر کا بیٹا ہوں۔ عمر نے اس پر جملہ کیا اس کے ہاتھ پر وار کیا تلوار گر پڑی عمر نے اسے اٹھالیا اور سعد پر چھپٹا اور لوگ بھی سعد پر چھپٹے۔

اس وقت عہد جاہلیت کا سا منظر تھا۔ اور توڑ توڑ میں ہونے لگی ابوبکر اس سے دور رہا جس وقت سعد پر لوگ چڑھ دوڑے تو کسی نے کہا:-
”تم لوگوں نے سعد کو مار ڈالا“

عمر نے کہا
 ”و اللہ اس کو ہلاک کر دے وہ منافق ہے“
 نیز البکر نے مسلمانوں کے سامنے تقریر کی اس میں حمد و ثنا کے بعد کہا:۔
 ”اے لوگو! میں بھی تمہارے جیسا ایک مسلمان ہوں میں صرف پیرو ہوں
 ہادی نہیں ہوں اگر میں راہِ راست پر گامزن رہوں تو تم میری اتباع کرنا اور اگر
 بھٹک جاؤں تو مجھے سیدھا کر دینا۔ رسول اللہ کی وفات ہو گئی ہے اس
 امت میں کوئی ایسا نہیں کہ جس کا ذرا سا بھی حق ان کے ذمہ باقی ہو۔ سن لو میرا
 شیطان مجھے اغوا کرتا ہے ایسی صورت میں اگر میں اس کے اغوا میں آ جاؤں تو تم مجھ
 سے علیحدہ ہو جانا اس وقت میرا تم پر کوئی حق نہ ہو گا۔“

باب

۱۱ (گیارہ بھری)

عبدالرحمن بن ابوبکر سے مروی ہے کہ ابوبکر نے اپنے مالک بن نویرہ اور خالد بن ولیدؓ جاؤ اور وہاں نماز کے لیے اذان سنو تو خاموش رہنا اور ان سے دریافت کرنا کہ انھوں نے کیوں سرکشی اختیار کی؟ اگر اذان سنائی نہ دے تو فوراً غارت گری کر کے وہاں کے باشندوں کو قتل کر کے جلا دینا بنی سلمہ کے ابو قتادہ حارث بن ربیع نے مالک کے مسلمان ہونے کی بشارت دی تھی اور ان کے قتل کے بعد عہد کیا تھا کہ اب وہ آئندہ خالد کے ساتھ کبھی کسی جنگ میں شریک نہیں ہوں گے۔ وہ بیان کرتے تھے کہ جب خالد کی فوج نے مالک کے قبیلہ پر یورش کی تو رات کی وجہ سے وہ حملہ وروا سے خوف زدہ ہوئے اور انھوں نے ہتھیار سنبھال لیے ہم نے ان سے کہا کہ ہم مسلمان ہیں انھوں نے کہا ہم بھی مسلمان ہیں ہم نے پوچھا پھر ان ہتھیاروں کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے کہا تو تمھارے ہتھیاروں کا کیا مطلب ہے ہم نے کہا اچھا اگر تم یہی کہتے ہو تو ہتھیار رکھ دو تو انھوں نے ہتھیار رکھ دیئے ہم نے نماز پڑھی انھوں نے نماز پڑھی۔ خالد مالک کے قتل کے متعلق یہ عذر پیش کرتا تھا کہ اس نے بار بار یہ بات کہی کہ تمھارے صاحب نے یہ اور یہ کہا ہو گا خالد نے کہا کہ کیا تم ان کو اپنا صاحب نہیں سمجھتے اور پھر آگے بڑھ کر ان کی اور ان کے ساتھیوں کی گردنیں اڑا دینے کو اس کی اطلاع ملی تو انھوں نے ابوبکر سے اس کی شکایت کی اور یہی اصرار سے کہا کہ دیکھو دشمن خدا خالد نے ایک مسلمان کو قتل کیا اور پھر اس کی بیوی پر کود پڑا۔ خالد اس مہم سے پلٹ کر مدینہ آیا مسجد نبوی میں اس طرح آیا کہ وہ ایک زنگ آلود قبائلی ہونے اور عامہ باندھے ہوئے تھا کہ جس میں متعدد تیر چھبے ہوئے تھے جب مسجد میں آیا تو عمر نے بڑھ کر تیروں کو اس کے سر سے کھینچ کر توڑ ڈالا اور کہا کہ محض دکھانے کے لیے اس بیہیت میں آیا ہے تم نے ایک مسلمان کو قتل کر کے

اس کی بیوی پر قبضہ کر لیا بخدا میں بھتیں سنگسار کروں گا۔ خالد نے اس موقع پر ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ ابوبکر کا بھتیجی ہی نظر یہ ہے وہ ابوبکر کے پاس سیدھا چلا گیا اور سارا واقعہ سنا کر معذرت چاہی اس اعتراف پر ابوبکر نے اسے معاف کر دیا ابوبکر کی خوشنودی حاصل کر کے وہ دہاں سے اٹھ آیا۔ عمر ابھی مسجد میں بیٹھے تھے خالد نے کہا اے ام شملہ کے بیٹے! اب آؤ کیا کہتے ہو؟ عمر تاڑ گئے کہ ابوبکر اس سے راضی ہو گئے ہیں وہ چپکے سے اٹھ کر اپنے گھر چلے گئے اور خالد کو کوئی جواب نہ دیا۔

محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ خالد نے مجاہد سے کہا کہ تم اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کر دو۔ مجاہد نے کہا ذرا صبر کرو ورنہ تیرا خلیفہ مجھ سے اور تجھ سے سخت ناراض ہو گا۔ خالد نے اصرار کیا کہ تم اپنی بیٹی میرے نکاح میں دے دو مجبوراً اس نے نکاح کر دیا۔ اس کی اطلاع ابوبکر کو پہنچی تو انھوں نے خالد کو ایک بہت ہی خشم گین خط لکھا کہ اے خالد بڑے افسوس کی بات ہے معلوم ہوتا ہے کہ اب تمہیں کوئی کام نہیں رہا سوائے اس کے کہ تم عورتوں سے نکاح کرتے پھرتے ہو حالانکہ بارہ سو مسلمانوں کا خون تیرے صحن میں اب تک تازہ ہے جو خشک نہیں ہوا خالد خط کو دیکھ کر کہنے لگا کہ یہ اعیمبر یعنی عربن الخطاب کی حرکت ہے جو ابوبکر نے مجھے خط لکھا ہے۔

باب

۱۱

اشعث کی ام فروہ بنت ابی قحافہ سے شادی | ایک بیان یہ ہے کہ جب اشعث کو ابوبکر کے پاس لایا گیا اور ابوبکر نے اسے اس کی بدکاریوں پر متنبہ کیا تو پوچھا بتائیں تیرے ساتھ کیا سلوک کروں اس نے کہا مجھ پر کرم کرو میرے طوق و سلاسل کھلا دو اور اپنی بہن سے میری شادی کر دو کیونکہ تائب ہو گیا ہوں اور اسلام لاتا ہوں حضرت ابوبکر نے کہا اچھا منظور ہے اور ام فروہ بنت ابوقحافہ کو اس کے نکاح میں دے دیا اس کے بعد اشعث فتح عراق تک مدینہ میں قیام پذیر رہا۔

باب

۱۳

اس سال ابو بکر نے مکہ سے مدینہ واپس آکر شام کی طرف فوجیں روانہ کیں تھیں علی بن محمد کی روایت اس طرح ہے کہ ابتداً ۱۳ھ میں ابو بکر نے شام کی طرف فوجیں بھیجیں سب سے پہلا شخص کہ جس کو علم دے کر امیر بنایا وہ خالد بن سعید ہے مگر اس سے پہلے کہ وہ روانہ ہوا اس کو معزول کر کے یزید بن ابوسفیان کو امیر بنا دیا۔ شام کی طرف روانہ ہونے والے امراء میں سے یزید سب سے پہلا امیر ہے۔

ابو بکر نے خالد بن سعید کو اس لیے معزول کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ خالد بن سعید کی معزولی کی وجہ کی وفات کے بعد جب یمن سے واپس آئے تو انھوں نے دو ماہ تک ابو بکر کی بیعت نہیں کی وہ کہتے تھے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے امیر بنایا تھا اور اپنی وفات تک مجھے اس عہدے سے آپ نے معزول نہیں کیا یہ خالد، حضرت علی بن ابی طالب . . . کے پاس گئے اور ان سے کہا اے بنی عبد مناف حکومت پر غیروں نے قبضہ کر لیا آپ چین سے بیٹھے ہیں ابو بکر نے تو خالد کی ان باتوں کی پرواہ نہیں کی مگر عمر کے دل میں ان کی طرف سے کھٹک پیدا ہو گئی جب ابو بکر نے شام کی مہم کے لیے لشکر تیار کیا تو سب سے پہلے اس کے ایک چوتھائی حصہ پر خالد بن سعید کو امیر مقرر کیا۔ مگر عمر نے اس کو ناپسند کیا اور ابو بکر سے کہا کیا یہ شخص کو امیر بناتے ہو جس کے یہ اقوال اور افعال میں اور اس پر ابو بکر کو بار بار ٹوکا۔ آخر کار ابو بکر نے خالد بن سعید کو معزول کر کے یزید بن ابوسفیان کو امیر مقرر کر دیا۔

مشنی مدینہ میں پہنچا تو ابو بکر کو بیمار پایا۔ ابو بکر کی علالت اسی وقت شروع ہو گئی تھی جس وقت خالد شام کی طرف روانہ ہوا۔ اسی علالت سے ابو بکر چند ماہ بعد انتقال کر گئے جب مشنی مدینہ پہنچے تو اس وقت ابو بکر کا مزاج ذرا سنبھل گیا انھوں نے عمر کو

اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ مثنیٰ نے واقعات بیان کیے تو ابو بکر نے کہا عمر کو بلاؤ، عمر آپ کے پاس آئے تو ان سے کہا اے عمر! میں جو کچھ کہتا ہوں اسے غور سے سنو پھر اس پر عمل کرنا آج دوشنبہ کا دن ہے میں توقع کرتا ہوں کہ میں آج ہی انتقال کر جاؤں گا اگر میں انتقال کر جاؤں تو شام ہونے سے پہلے لوگوں کو جہاد کی ترغیب دے کر مثنیٰ کے ساتھ کر دینا رات آتے ہی ابو بکر کا انتقال ہو گیا۔ عمر نے رات ہی ان کو دفن کر دیا اور مسجد میں آپ ہی نے نماز جنازہ پڑھائی ابو بکر کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر مثنیٰ کے لیے فوج بھرتی کی۔ عمر نے کہا کہ ابو بکر جانتے تھے کہ میں عراق کی جنگ کیلئے خالد کی امارت کو ناپسند کر دوں گا اس لیے انھوں نے اس کی فوج کی واپسی کا حکم دیا۔ مگر خود خف الد کا ذکر چھوڑ دیا۔

ابو بکر کی وفات | اسی سال ابو بکر نے ۲۲ یا ۲۳ جمادی الآخرہ کو وفات پائی۔ علالت کا سبب یہ ہوا کہ ۷ جمادی الآخرہ دوشنبہ کے دن انھوں نے غسل کیا اس دن خوب سردی تھی اس سے آپ کو بخار ہو گیا اور پندرہ دن تک رہا یہاں تک کہ نماز کے لیے باہر آنے کے قابل نہ رہے آپ نے حکم دے دیا تھا کہ عمر نماز پڑھاتے رہیں علالت کے زمانہ میں زیادہ تر آپ کی تیمارداری عثمان کرتے رہے ابو بکر نے منگل کی شام کو ۲۲ جمادی الآخرہ ۳۱ھ انتقال کیا۔ زمانہ حکومت دو سال تین ماہ دس دن رہا۔ علی بن محمد کی روایت ہے کہ ابو بکر کا زمانہ حکومت دو سال تین ماہ اور بیس روز اور بعض قول کے مطابق دس دن ہے۔

ابو بکر کا دفن ہونا | آپ کے جنازے کی نماز عمر نے مسجد نبوی میں پڑھائی تھی، قبر میں عمر، عثمان، طلحہ اور عبد الرحمن بن ابی بکر اترے تھے۔ ابو بکر نے عائشہ کو وصیت کی تھی کہ مجھے رسول اللہ کے پہلو میں دفن کیا جائے چنانچہ جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کے لیے قبر کھودی گئی اور ابو بکر کا سر رسول اللہ کے شانہ مبارک کے قریب اور ان کی لحد کو رسول اللہ کی لحد سے ملحق رکھا گیا۔ عبد اللہ بن زبیر کا بیان ہے کہ ابو بکر کا سر رسول کے شانوں کے برابر اور عمر کا سر ابو بکر کی کونکھ کے برابر رکھا گیا۔

عمر کا نوحہ کرنے سے روکنا | سعید بن مسیب کی روایت ہے کہ جب ابو بکر کا انتقال ہو گیا تو عائشہ نے ان پر نوحہ کرنے والیوں کو مٹھایا۔ اتنے میں عمر آگئے اور ان کے دروازے کے پاس کھڑے ہو گئے آپ نے ان کو ابو بکر پر نوحہ اور بین کرنے سے روکا مگر ان عورتوں نے باز آنے سے انکار کر دیا۔ عمر نے ہشام بن ولید کو حکم دیا کہ تم اندر جا کر ابو بکر کی

بیٹی اور ابو بکر کی بہن بیگز کر میرے پاس لاؤ۔ جب عائشہ نے عمر کو یہ حکم ہشام کو دیتے ہوئے سنا تو بولیں ہشام میں بھتیں اپنے مکان میں داخل ہونے کی ممانعت کرتی ہوں۔ عمر نے ہشام سے کہا اندر جاؤ میں تم کو اجازت دیتا ہوں۔ ہشام اندر گھس گیا اور اُمّ فروہ ابو بکر کی بہن کو لپکڑ کر عمر کے پاس لے آیا۔ عمر نے دُڑھ اٹھا کر ان کو دُڑے پر سید کئے دُڑے کی آواز سن کر نوحہ کر نیوالی عورتیں سب بھاگ گئیں۔

عبدالرحمن بن ابو بکر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عائشہ اپنے کجاوے میں بیٹھی حضرت ابو بکر کا حلیہ | بھتیں آپ نے سامنے سے ایک عرب کو گذرتے دیکھا اور کہا میں نے اس شخص سے زیادہ کسی کو ابو بکر کے مشابہ نہیں دیکھا ہم نے کہا ابو بکر کا حلیہ بیان کیجیے۔ عائشہ نے کہا ابو بکر گورے دُبے مکھے پٹھے ہوئے اور جھکے ہوئے آدمی تھے ان سے آزار نہیں پہنچتی تھی بلکہ کمر پر سے سرک سرک جاتی تھی۔ چہرہ پر گوشت نہیں تھا آنکھیں اندر دھنسی ہوئیں اور پیشانی اٹھی ہوئی اور بھنویں صاف تھیں۔

زمانہ جاہلیت میں قتیلہ سے نکاح کیا جس سے عبداللہ اور اسماء پیدا ہوئے نیز زمانہ جاہلیت ہی میں اُمّ رمان سے نکاح کیا جس سے عبدالرحمن اور عائشہ پیدا ہوئے یہ چاروں اولادیں زمانہ جاہلیت میں پیدا ہوئیں۔ زمانہ اسلام میں آپ نے اسماء بنت عیس سے نکاح کیا۔ ابو بکر سے پہلے وہ جعفر بن ابوطالب کے نکاح میں تھیں۔ اسماء سے محمد بن ابو بکر پیدا ہوئے۔ نیز زمانہ اسلام میں حبیبہ بنت خارجہ سے نکاح کیا تھا جب ابو بکر نے وفات پائی تو اس وقت حبیبہ حاملہ تھی ان کی وفات کے بعد ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام اُمّ کلثوم رکھا گیا۔

جانشینی کے بارے میں ابو بکر کا وصیت نامہ | محمد بن ابراہیم کا بیان ہے کہ ابو بکر نے عثمان کو خلیفہ میں بلایا اور ان سے کہا لکھو: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط یہ عہد نامہ ابو بکر بن ابی قحافہ نے مسلمانوں کے نام لکھا ہے اما بعد۔ اس کے بعد ابو بکر پر غشی طاری ہو گئی اور وہ بے خبر ہو گئے۔ اس لیے عثمان نے اپنی طرف سے کھد دیا۔ اما بعد۔ میں تم پر عمر بن الخطاب کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں.....

مبھرا ابو بکر ہوش میں آئے تو عثمان سے کہا سناؤ تم نے کیا لکھا ہے! عثمان نے پڑھ کر سنایا تو ابو بکر نے تکبیر پڑھی اور کہا میں سمجھتا ہوں کہ شاید تجھ میں یہ اندیشہ ہو کہ اگر اس عشتی میں میری روح پرواز کرگئی تو لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ عثمان نے کہا ہاں میں نے یہی خیال کیا تھا.....

طلحہ کا اعتراض | اسماء بنت عیسٰی کہتی ہیں کہ طلحہ بن عبید اللہ ابو بکر کے پاس آیا اور کہا آپ نے عمر کو لوگوں پر خلیفہ مقرر کیا ہے حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی موجودگی میں لوگوں کو ان سے کیا کیا تکلیفیں پہنچتی رہی ہیں جب سب کچھ ان کے ہاتھ میں ہو گا تو نہ جانے کیا کیفیت ہو گی آپ خدا کے سامنے جارہے ہیں وہ آپ سے آپ کی رعایا کے حقوق کے متعلق باز پرس کرے گا ابو بکر لیٹے ہوئے تھے یہ سن کر کہا مجھے بٹھا دو لوگوں نے بیٹھا دیا تو طلحہ سے کہا:۔۔۔
 ”تم مجھے خدا سے ڈراتے ہو اور خدا کا خوف دلاتے ہو یاد رکھو جب میں خدا کے پاس جاؤں گا اور وہ مجھ سے باز پرس کرے گا تو میں کہوں گا میں نے تیری مخلوق پر ان میں سے بہترین شخص کو خلیفہ بنایا ہے۔“

باب

حضرت عمر

گذشتہ صفحات میں ہم ابوبکر کے عمر کو خلیفہ مقرر کرنے، ابوبکر کی وفات پانے اور عمر کے ان کی نماز جنازہ پڑھانے اور صبح ہونے سے قبل رات ہی کو ان کی تدفین عمل میں لانے کے واقعات بیان کر چکے ہیں۔

خلیفہ ہونے کے بعد عمر نے سب سے پہلا خط ابوعبیدہ کو لکھا جس میں ان کو خالد کے لشکر کا امیر مقرر کیا۔۔۔ عمر کے پاس سے ابوعبیدہ کے نام اس کی امارت اور خالد کی معزولی کا حکم پہنچا تو اس نے شرم کے مارے وہ خط خالد کو نہیں دکھا یا جب دمشق خالد کے مامقوں فتح ہو گیا اور صلحنامہ اسی کے مامقوں لکھا جا چکا تب ابوعبیدہ نے خالد کو اس خط کے مضمون سے مطلع کیا۔

عمر نے خالد کو اس کی مذکور گفتگو کی وجہ سے معزول کر دیا تھا ابوبکر خالد کی معزولی کی وجہ کے پورے زمانہ خلافت میں عمر، خالد سے ناراض رہے اور اس کے اعمال کو ناپسند کرتے رہے کیونکہ اس نے ابن نوبرہ کو قتل کیا تھا^۸ نیز جنگ میں بعض بے ضابطگیاں اس سے سرزد ہوئی تھیں چنانچہ خلیفہ ہوتے ہی جو بات سب سے پہلے عمر کی زبان سے نکلی وہ خالد کو معزول کرنے کے متعلق تھی آپ نے کہا میرے زمانے میں خالد کبھی کسی ذمہ دار عہدے پر نہیں رہے گا۔

عمر نے ابوعبیدہ کو خط لکھا کہ اگر خالد اپنے نفس کی تکذیب یعنی اپنے قصو تکذیب نفس کی شرط کا اعتراف کر لے تو وہ سپہ سالاری کے عہدے پر برقرار رہے اور اگر وہ اس کے لیے تیار نہیں تو تم اس کی جگہ سپہ سالار مقرر کیے جاتے ہو اس کے بعد تم اس کے سر سے اس کی دستار اتار لینا اور اس کا سارا مال نصف نصف تقسیم کر لینا۔

خالد کا بہن سے مشورہ | جب ابو عبیدہ نے خالد سے اس حکم کا ذکر کیا تو خالد نے کہا مجھے ذرا مہلت دو میں اپنی بہن سے مشورہ کر لوں ابو عبیدہ نے مہلت دے دی۔ خالد اپنی بہن فاطمہ بنت الولید کے پاس گیا جو حارث بن ہشام کی بیوی تھی خالد نے اس سے اس معاملہ کا ذکر کیا تو وہ کہنے لگی بخدا عمر تجھے کبھی پسند نہیں کرے گا وہ صرف یہ چاہتا ہے کہ تم قصور کا اعتراف کر لو اور پھر وہ محض معزول کر دے۔ خالد نے یہ سن کر اپنی بہن کا سر چوم لیا اور کہا بیشک تم سچ کہتی ہو چنانچہ خالد نے معزول ہونا قبول کر لیا مگر اپنے نفس کی تکذیب پر تیار نہ ہوا۔

خالد کے مال کی تقسیم اور خریداری | ابو بکر کے غلام بلال ابو عبیدہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ تمہیں خالد کے متعلق کیا حکم دیا گیا ہے ابو عبیدہ نے کہا مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس کا عمامہ اتار لوں اور اس کا مال آدھا آدھا تقسیم کر لوں چنانچہ ابو عبیدہ نے خالد کا تمام مال تقسیم کر لیا۔

سلیمان بن یسار کہتا ہے کہ جب عمر خالد کے پاس سے گزرتے تو اس سے کہا کرتے، اے خالد! خدا کا مال جو تم دباؤ بیٹھے ہو اس کو نکالو خالد کہتا بخدا میرے پاس کوئی مال نہیں ہے جب عمر نے اس کا زیادہ پیچھا کیا تو خالد نے کہا میں نے تمہاری سلطنت میں سے جو کچھ لیا اس کی قیمت چالیس ہزار درہم بھی نہیں۔ عمر نے کہا میں تمہارا تمام اثاثہ چالیس ہزار درہم پر تم سے خریدتا ہوں۔ خالد نے کہا مجھے منظور ہے۔ عمر نے کہا میں نے تجھ سے لے لیا۔ خالد کے پاس سوائے گھر کے سامان اور چند غلاموں کے اور کچھ نہ نکلا۔ اس کی قیمت کا حساب لگایا گیا تو اسی ہزار درہم ہوئی۔ عمر نے وہ سب مال اس سے لے لیا اور اس کو چالیس ہزار درہم دے دیئے۔ کسی نے عمر سے کہا اگر آپ خالد کا سامان لے سے واپس کر دیتے تو مناسب تھا۔ عمر نے کہا بخدا میں مسلمانوں کا تاجر ہوں ہرگز واپس نہیں کروں گا۔

باب

۱۲

حضرت عمر کا صرار کے چشمہ پر قیام | یکم محرم ۱۲ھ کو حضرت عمر روانہ ہوئے اور ایک چشمے پر جو صرار کے نام سے مشہور تھا ٹھہرے اور وہاں اپنے لشکر کو جمع کیا۔ لوگ ان کے ارادے سے ناواقف تھے کہ آیا وہ چلنا چاہتے ہیں یا ٹھہرنا چاہتے ہیں جب لوگوں کو آپ سے کوئی بات پوچھنا ہوتی تو براہ راست نہیں پوچھتے تھے بلکہ حضرت عثمان یا عبدالرحمن بن عوف کے توسط سے دریافت کرتے تھے حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں حضرت عثمان ردیف کہلاتے تھے عربی زبان میں ردیف سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جس کے متعلق توقع ہوتی ہے کہ اس امیر کے بعد وہ امیر ہوگا۔

۱۷

اس سال کوفہ کی تعمیر ہوئی اور سعد نے سیف بن عمر کے قول دروایت کے مطابق مسلمانوں کو مدائن سے کوفہ کی طرف منتقل کیا۔ محرم کی سترہ تاریخ ۱۷ھ میں سعد مدائن سے کوچ کر کے کوفہ کے مقام پر لشکر آراء ہوئے۔ کوفہ فتح مدائن کے ایک سال اور دو ماہ بعد بسایا گیا تھا۔ یعنی حضرت عمر کی خلافت کے تین سال اور آٹھ ماہ بعد کوفہ آباد ہوا۔

باب ۱۸

حضرت عمر کا قتل

مسور بن مخرمہ کی روایت ہے کہ ایک دن حضرت عمر بازار میں گشت کر رہے تھے کہ مغیرہ بن شعبہ کا غلام ابو لولہ انھیں ملا جو عیسائی تھا وہ بولا اے امیر المؤمنین! مغیرہ سے میری سفارش کیجئے کیونکہ مجھ پر بہت بڑا خرچ لگا ہوا ہے۔ عمر نے پوچھا تم پر کتنا خرچ ہے؟ وہ بولا روزانہ دو درہم۔ عمر نے پوچھا تمھارا پیشہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں بڑھی ہوں نقاش اور ابو لولہ بڑھی ہوں۔ اس پر عمر نے کہا چونکہ تم کئی کام کرتے ہو اس لیے تمھارا خرچ زیادہ نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ تم کہتے ہو کہ میں ایک ایسی پن چکی بنا سکتا ہوں کہ جو ہوا کے زور سے اٹا پیس دے۔ اس نے کہا ہاں (میں ایسا کام کر سکتا ہوں) عمر نے کہا تم میرے لیے ایک پن چکی بنا دو۔ وہ بولا اگر میں زندہ رہا تو میں آپ کے لیے ایک ایسی چکی بناؤں گا جس کا مشرق و مغرب میں چر چار ہے گا۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ عمر نے کہا کہ اس غلام نے مجھے دھمکی دی ہے جب اگلی صبح ہوئی تو عمر نماز کے لیے نکلا عمر نے صف بندی کے لیے کچھ اشخاص مقرر کر رکھے تھے جب صفیں بندہ جاتیں تو عمر اگر تکبیر کہتے اور نماز شروع کر دیتے۔ اس وقت ابو لولہ لوگوں میں گھس گیا اس کے ہاتھ میں خنجر تھا اس کے دونوں طرف تیز دھار کے پھیل تھے اس کا دستہ درمیان میں تھا اس نے عمر پر چھ وار کیے اس کا ایک وار ناف کے نیچے پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا پھر لوگ انھیں اٹھا لے گئے۔

گھر لے گئے جہاں عبدالرحمن بن عوف کو بلا بھیجا اور کہا کہ میں تم سے ایک اہم بات کرنا چاہتا ہوں وہ بولا ہاں اگر آپ مجھے مشورہ دیں گے تو میں آپ کا مشورہ قبول کر دوں گا۔ عمر نے کہا تم کیا سمجھ رہے ہو وہ بولا کیا آپ اس (خلافت) کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ عمر نے کہا نہیں۔ اس پر اس نے کہا بخدا میں اس میں شامل نہیں ہوں گا۔ عمر نے کہا تم خاموش رہو تا وقتیکہ میں ان لوگوں سے مشورہ نہ کر لوں جن سے سنا حیات رسول اللہؐ خوش ہے۔ تم علی، عثمان، زبیر اور سعد بن ابی وقاص کو بولا (جب وہ آگئے) تو عمر نے کہا تم تین دن تک اپنے بھائی طلحہ کا انتظار کرو اگر وہ آجائے (تو بہتر ہے) ورنہ اپنے معاملہ کا خود فیصلہ کر لو۔

پھر عمر نے ابوطلمہ انصاری کو بلوایا اور فرمایا تم ان کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ اور کسی کو ان کے پاس نہ آنے دو۔

ابوطلمہ کا پہرہ

اے عبداللہ بن عمر! تم عائشہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ مجھے اجازت دیں کہ میں رسول اللہؐ اور حضرت ابوبکرؓ کے پہلو میں دفن کیا جاؤں۔

بیٹے کو ہدایات

اے عبداللہ بن عمر! اگر یہ لوگ اختلاف کریں تو تم اکثریت کا ساتھ دو۔ اگر ایک طرف تین ہوں اور دوسری طرف بھی تین تو تم اس گروہ کے ساتھ شامل ہو جاؤ جس میں عبدالرحمن بن عوف ہو۔

عمر نے بدھ کی رات ۲۴ ذی الحجہ ۲۳ھ کو وفات پائی اور بدھ کے دن جنازہ اٹھایا گیا۔ عائشہ کے گھر میں رسول اللہؐ اور ابوبکرؓ کے پاس دفن کیا گیا۔

وفات و تدفین

عثمان اختی کے بقول ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کو عمر کی وفات ہوئی۔ عثمان کی بیعت خلافت ۲۹ ذی الحجہ کو ہوئی اور انھوں نے اپنی خلافت کا آغاز یکم محرم ۲۴ھ سے کیا۔ ابومعشر کی روایت ہے کہ حضرت عمر بدھ کے دن ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ قتل ہوئے ان کی خلافت دس سال چھ ماہ اور چار دن رہی۔ اس کے بعد عثمان بن عفان کی بیعت خلافت ہوئی۔

حضرت عمر گندم گوں دراز قد تھے ان کے سر پر بال نہیں تھے۔ حضرت عمر کی عمر کے سلسلہ میں تریپ سال کچھ ماہ، پچیس سال، تریسٹھ، اسیٹھ اور ساٹھ سال کے اقوال ہیں۔

زینب بنت مطلقون حمیمہ کے بطن سے عبداللہ بن عمر، عبدالرحمن اکبر اور بی بی حفصہ پیدا ہوئے، ام کلثوم بنت جبرول خزاعی کے بطن سے زید، اصغر اور عبید اللہ ہوئے جو جنگ حنین میں معاویہ کی طرف سے مارا گیا۔

حضرت عمر کی ازواج

ام کلثوم بنت ابی بکر کی خواست گار مدائنی کی روایت ہے کہ حضرت عمر نے ام کلثوم بنت ابی بکر سے لیے جب کہ وہ کم سن تھی نکاح کا پیغام بھیجا۔ یہ پیغام حضرت عائشہ کے پاس بھیجا گیا۔ ام کلثوم

کہا میں ان کے ساتھ نکاح نہیں کروں گی۔ عائشہ نے کہا تم امیر المومنین سے نکاح کرنے سے انکار کرتی ہو؟ وہ بولی وہ سخت قسم کی زندگی بسر کرتے ہیں اور عورتوں کے ساتھ سخت مزاج ہیں۔

حضرت سلمان کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے (ایک دن) ان سے کہا **بادشاہ اور خلیفہ کا فرق** | میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ حضرت سلمان نے ان سے کہا، اگر آپ مسلمانوں کی سرزمین سے کم و بیش مال وصول کر کے اس کا ناجائز استعمال کرتے ہیں، تو آپ بادشاہ

نہیں مگر خلیفہ نہیں ہیں، اس بات سے حضرت عمرؓ نے عبرت حاصل کی۔

خلافت کے بارے میں حضرت عمرؓ اور ابن عباسؓ کا مکالمہ | عباسؓ نے کہا اے ابن

حضرت محمدؐ کے بعد تمہاری قوم کو تم سے کس چیز نے روکا ہے میں نے اس کا جواب دینا پسند نہ کیا اس لیے میں نے کہا اگر میں نہیں جانتا تو امیر المومنین مجھے اس سے باخبر کر دیں حضرت عمرؓ نے کہا وہ نہیں چاہتے تھے کہ تمہارے اندر نبوت و خلافت دونوں چیزیں جمع رہیں مبادا کہ تم اپنی قوم سے بد سلوکی کرو۔ اس لیے قریش نے اسے (خلافت کو) اپنے لیے پسند کیا ان کی یہ رائے درست تھی اور اس میں وہ کامیاب رہے۔

میں نے کہا اے امیر المومنین! اگر مجھے گفتگو کرنے کی اجازت دیں اور مجھ پر ناراض نہ ہوں تو کچھ کہوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا اے ابن عباسؓ! تمہیں بولنے کی اجازت ہے میں نے کہا۔ آپ نے کہا سے کہ قریش نے خلافت کو اپنے لیے انتخاب کیا اور اس معاملہ میں وہ درست تھے اور کامیاب ہوئے تو اگر قریش یہ انتخاب اس وقت کر لیتے جب اللہ بزرگ و برتر نے انہیں اختیار دیا تھا تو اس وقت یہ معاملہ صحیح ناقابل تردید اور ناقابل حسد ہوتا رہا، آپ کا یہ کہنا کہ ”وہ لوگ نہیں چاہتے تھے کہ نبوت و خلافت دونوں چیزیں ہمارے اندر جمع ہو جائیں“ تو خدائے بزرگ و برتر نے بھی ایک جماعت کی ناپسندیدگی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے ”یہ اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے اس وحی کو جو اللہ نے نازل فرمائی تھی پسند نہیں کیا اس لیے اس نے ان کے اعمال کا رت کر دیئے“

اس پر حضرت عمرؓ نے کہا ”ماٹے افسوس خدا کی قسم! اے ابن عباسؓ مجھے تمہارے متعلق ایسی خبریں ملتی ہیں کہ جن پر یقین کرنا مجھے پسند نہیں تھا کیونکہ اس سے تمہاری قدر و منزلت کے میرے دل

سے دور ہو جانے کا اندیشہ تھا۔“
 میں نے کہا: ”اے امیر المومنین! وہ کیا باتیں ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو آپ کے لیے مناسب نہیں کہ آپ
 میرا مرتبہ گھٹائیں اور اگر وہ جھوٹی ہیں تو میرے جیسا انسان انھیں دور کر سکتا ہے۔“
 حضرت عمر نے کہا: ”مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم یہ کہتے ہو انھوں نے اسے (خلافت کو) حسد اور
 ظلم کی وجہ سے ہم سے الگ کر رکھا ہے۔“
 میں نے کہا آپ نے ظلم کا ذکر کیا ہے وہ تو سب جاہل و عاقل پر ظاہر ہے جہاں تک حسد
 کا ذکر ہے تو حسد تو ابلیس نے حضرت آدم پر بھی کیا تھا تو ہم بھی انھیں کی اولاد ہیں کہ جن پر حسد
 کیا جا رہا ہے۔

حضرت عمر نے کہا ”اے نبوہاشم! تمھارے دلوں سے حسد اور کینہ کبھی نہیں جائے گا۔“
 میں نے کہا ”اے امیر المومنین! تمھریئے آپ ایسے لوگوں کے دلوں پر الزام نہ لگائیے جن
 سے اللہ اور جس کو اللہ نے دور رکھا ہے اور انھیں حسد و فریب سے اس طرح پاک رکھا ہے جیسے رکھنے کا حق ہے
 کیونکہ رسول اللہ کا دل بھی نبوہاشم کے دلوں کا ایک حصہ ہے۔“
 حضرت عمر نے کہا اے ابن عباس! تم میرے پاس سے چلے جاؤ۔ میں نے کہا بہت بہتر رجب
 میں جانے کے لیے کھڑا ہوا تو انھیں شرمندگی محسوس ہوئی اور کہا اے ابن عباس! تم بیٹھے رہو۔ مجھے
 تمھارے حقوق کا خیال ہے اور مجھے تمھاری خوشی پسند ہے۔ میں نے کہا اے امیر المومنین! میرے
 آپ پر اور میرے مسلمان پر کچھ حقوق ہیں جو کوئی ان حقوق کی حفاظت کرے گا وہ خوش نصیب ہے اور
 جس نے حق تلفی کی وہ بد نصیب ہے۔

عمران کہتا ہے میں نے صبح کی نماز حضرت عمر کے پیچھے پڑھی۔

عمران بن سواد کی روایت |

سورہ سبحان اور ایک آیت سورۃ انھوں نے پڑھی۔ وہ واپس

جانے لگے تو میں بھی ساتھ کھڑا ہو گیا کہ کوئی ضرورت ہے میں نے کہا ہاں ایک ضرورت ہے۔ کہا
 ساتھ چلے آؤ چنانچہ میں ان کے ساتھ ہو لیا۔ گھر میں داخل ہوئے تو مجھے بھی اندر آنے کی اجازت دی۔
 میں نے کہا میں نصیحت کرنے اور خیر خواہی کے لیے آیا ہوں انھوں نے کہا نا صبح کا صبح و شام خیر مقدم کیا
 جاتا ہے۔ میں نے کہا مسلمان قوم کو آپ کی چار باتوں پر اعتراض ہے یہ سن کر اپنے درختے کا ایک سر اٹھوڑی
 پر اور دوسرا سر ران پر رکھ کر کہا ہاں بیان کرو۔

میں نے کہا لوگ یہ کہتے ہیں آپ نے حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرنے کی نیت
 کر دی ہے حالانکہ نہ رسول اللہ نے منع فرمایا تھا اور نہ ابو بکر نے۔ ایسا کرنا حلال

چار اعتراض |

ہے، حضرت عمرؓ نے کہا یہ حلال ہے بشرطیکہ حج کے مہینوں میں یہ سہجہ کر عمرہ ادا نہ کریں کہ حج کی بجائے وہ کافی ہے۔ حالانکہ حج اللہ کا اہم فریضہ ہے اس معاملہ میں درست طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

مُتَعَر کی حُرْمَت | میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ آپؐ نے عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کو حرام قرار دیا ہے حالانکہ اللہ کی طرف سے اس کی اجازت تھی ہم ایک قبضہ پر متعہ کرتے اور تین دن کے بعد اس عورت کو چھوڑ دیتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا رسول اللہؐ نے ضرورت کے زمانے میں اسے حلال قرار دیا تھا پھر لوگوں کی یہ ضرورت رفع ہو گئی کیونکہ اس کے بعد میں نے کسی کو نہیں دیا۔ اس نے اس (متعہ) پر عمل کیا ہو اور نہ دوبارہ انھوں نے اس فعل کا اعادہ کیا اب اگر کوئی ضرورت مند ہے تو وہ نکاح کر لے اور اگر تین دن کے بعد چھوڑنا چاہے تو طلاق دے کر چھوڑ دے اس معاملہ میں بھی میری رائے درست ہے۔

اُمّ ولد کی آزادی | (تیسری بات) میں نے یہ کہی آپؐ لونڈی کو آزاد قرار دیتے ہیں جب کہ اس کے ہاں بچہ پیدا ہو آپؐ اسے اس کے آقا کی مرضی کے بغیر آزاد قرار دیتے ہیں انھوں نے کہا میں نے دو قسم کی حرمت و عزت کو ملا دیا ہے میرا مقصد خیر خواہی ہے بہر حال میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں۔

تشدد کی شکایت | (چوتھا اعتراض) میں نے کہا آپؐ کی رعایا سختی اور تشدد کی شکایت کرتی ہے اس پر آپؐ نے دُرہ گواٹھا یا اور اس پر ہاتھ پھیرتے رہے پھر کہا میں حضرت محمدؐ کا زمیل (ہم رکاب) ہوں، عمر غزوہ قرقہ الکر میں رسول اللہؐ کی سواری کے پیچھے بیٹھے تھے، خدا کی قسم میں پیٹ پھر کر کھاتا ہوں اور سیراب ہو کر بیتا ہوں میں لوگوں کو دھمکاتا بھی ہوں اپنی عزت کی مدافعت بھی کرتا ہوں کبھی لوگوں کو ہاتھ سے ہٹاتا ہوں کبھی مارتا ہوں اور کبھی عصا بھی نکالتا ہوں اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں معذور سمجھا جاتا۔ جب معاویہ کو اس واقعہ کی خبر ملی تو کہا خدا کی قسم عمر اپنی رعایا کو خوب جانتے تھے۔

باب ۱۲

مجلس شوریٰ

منتوقع جانشین | انہوں نے کہا میں کس کو خلیفہ مقرر کروں اگر ابو عبیدہ زندہ ہوتا تو میں اسے خلیفہ مقرر کرتا۔ اگر میرا پروردگار مجھ سے باز پرس کرتا تو میں جواب دیتا کہ میں نے تیرے پیغمبر کو یہ فرماتے سنا تھا۔ ابو عبیدہ اس امت کا امین ہے۔

اگر ابو حذیفہ کا آزاد کردہ غلام سالم زندہ ہوتا تو میں اسے خلیفہ مقرر کر سکتا تھا۔ اگر میرا رب اس کے بارے میں مجھ سے سوال کرتا تو میں یہ کہتا کہ میں نے تیرے پیغمبر کو یہ فرماتے سنا ہے:-
”سالم اللہ سے بہت محبت کرتا ہے۔“

مجلس شوریٰ کا تقرر | تمھارے سامنے وہ جماعت ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ بہشت میں داخل ہوگی۔ سعید بن زید بھی اس میں سے ہے مگر میں اسے اس جماعت میں شامل نہیں کروں گا وہ لوگ یہ ہیں علی اور عثمان یہ دونوں عبد مناف کی اولاد میں سے ہیں۔ عبدالرحمن اور سعد بن ابی وقاص رسول اللہ ﷺ کے ماموں ہیں۔ زبیر بن عوام رسول اللہ ﷺ کے حواری اور ان کے چھوٹے زاد بھائی ہیں۔ طلحہ الخیر بن عبید اللہ بھی اسی جماعت میں سے ہیں۔

منتوقع امیدوار | میرا گمان غالب ہے کہ دو اشخاص یعنی علی و عثمان میں سے کوئی خلیفہ ہوگا اگر عثمان خلیفہ ہوا تو اس میں نرمی ہے اور اگر علی خلیفہ ہوئے تو ان میں ظرافت ہے اور وہ اس قابل ہیں کہ مسلمانوں کو حق و صداقت کی راہ پر قائم رکھیں۔ عبدالرحمن بن عوف کی عقل مندی کا کیا کہنا انھیں تائید یزدی حاصل ہے تم ان کی بات غور سے سنو۔

صہیب کو ہدایات | زبیر، سعید بن ابی وقاص اور عبدالرحمن بن عوف نیز طلحہ کو اگر وہ آجائے تو کسی ایک مقام پر جمع کرو اور عبداللہ بن عمر کو بھی شریک کر لو۔ مگر اسے اس معاملہ (انتخاب) کا حق حاصل نہیں ہوگا تم ان کے سر پر کھڑے ہو جاؤ اگر پانچ متفق ہو کر ایک شخص کا انتخاب کر لیں اور ایک شخص مخالف ہو تو اس کا سر تلوار سے پاش پاش کر دو اور اگر چار متفق ہوں، دو مخالف ہوں تو ان دونوں کی گردنیں اڑا دو۔

اگر تین اشخاص ایک شخص پر متفق ہوں اور تین دوسرے شخص پر تو عبداللہ بن عمر کو ٹائٹ اور فریقین میں سے جس کے بارے میں وہ فیصلہ کرے اس کا انتخاب کر لیا جائے اور اگر وہ لوگ عبداللہ بن عمر کے فیصلہ کو تسلیم نہ کریں تو تم ان لوگوں کی حمایت کرو جن کے ساتھ عبدالرحمن بن عوف ہو اور باقی لوگوں کو قتل کر دو۔

حضرت علیؑ | حضرت علیؑ کی ملاقات حضرت عباس سے ہوئی انھوں نے فرمایا وہ (خلافت) ہمارے ہاتھ سے چلی گئی وہ بولے، آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ انھوں نے فرمایا عثمان کو میرے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے اور عمر نے کہا ہے ”تم اکثریت کا ساتھ دینا“ نیز اگر دو افراد کسی کی حمایت کریں اور دوسرے دو افراد کسی اور کی حمایت کریں تو ان کے ساتھ رہو جن میں عبدالرحمن بن عوف شامل ہو۔ لہذا سعد اپنے چچا زاد بھائی کی مخالفت نہیں کرے گا۔ عبدالرحمن، عثمان کا رشتہ دار ہے ان میں کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔ عبدالرحمن، عثمان کو خلیفہ مقرر کر دے گا یا عثمان عبدالرحمن کو اگر باقی دو (طلحہ و زبیر بھی میرے ساتھ رہے تو ان سے مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ بلکہ مجھے تو صرف ایک سے (حمایت کرنے کی) توقع ہے۔“

مجلس شوریٰ | جب عمر دفن ہو چکے تو مقداد نے اہل شوریٰ کو مسور بن مخرمہ کے گھریا بیت المال والے مکان میں یا عائشہ کی اجازت سے ان کے حجرے میں جمع کیا۔

یہ لوگ تعداد میں پانچ تھے۔ عبداللہ بن عمر بھی ان کے ساتھ تھا۔ طلحہ موجود نہیں تھا۔۔۔ اتنے میں عمرو بن عاص اور مغیرہ بن شعبہ بھی اگر دروازے کے قریب بیٹھ گئے لیکن سعد نے انھیں کنکریاں مار کر اٹھوادیا اور کہا

”تم یہ چاہتے ہو کہ تم یہ کہہ سکو کہ ہم بھی مجلس شوریٰ میں شریک تھے۔“

دست برداری | عبدالرحمن بن عوف نے کہا تم میں سے کون ہے جو خود بخود دست بردار ہو کر اس بات کی کوشش کرے کہ وہ تم میں سے بہترین شخصیت کو خلیفہ بنوائے کسی نے اس بات کا جواب نہیں دیا اس پر اس نے کہا میں خود دست بردار ہوتا ہوں۔ عثمان نے کہا ”میں سب سے پہلے آپ کی اس کوشش تکلیف دہ نہیں کرتا ہوں کیونکہ میں نے رسول اللہ کو یہ فرائض سنا ہے کہ جو اس سرزمین کا امین ہے وہ آسمان کا بھی امین ہے باقی سب لوگوں نے کہا ”ہم سب (آپ کو مختار بنانے میں) رضامند ہیں“ مگر حضرت علیؑ خاموش رہے اس پر عبدالرحمن بن عوف نے کہا ”اے ابوالحسن! آپ کی رائے کیا ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا ”تم مجھ سے پختہ عہد کرو کہ حق و صدا کو ترجیح دو گے خواہش نفسانی کی پیروی نہیں کرو گے کسی رشتہ دار کے ساتھ رعایت نہیں کرو گے اور قوم کے ساتھ (خیر خواہی کرنے میں) کوتاہی نہیں کرو گے“

معاہدہ | میں تم سب میرا ساتھ دو گے اور تمھارے لیے جس شخص کو (خلیفہ کی حیثیت میں) میں انتخاب کروں تم اس کو تسلیم کرو گے۔ میں بھی اللہ سے مستحکم عہد کرتا ہوں کہ میں کسی رشتہ دار سے اس کی رشتہ داری کی وجہ سے رعایت نہیں کروں گا۔ اور نہ مسلمانوں کی خیر خواہی کرنے میں کوتاہی کروں گا۔ چنانچہ عبدالرحمن نے سب لوگوں سے عہد لیا اور خود بھی ان کے ساتھ اس قسم کا معاہدہ کیا پھر حضرت علیؑ سے مخاطب ہو کر کہا ”آپ دعویٰ کرتے“

اصحاب شوریٰ کی طلبی | جب وہ رات آئی جس کی صبح کو وہ مقررہ مدت پوری ہوتی تھی تو عبدالرحمن، مسور بن مخزومہ کے گھر آیا اور اسے جگا کر کہا ”تم سو رہے ہو جبکہ میں اس رات بالکل نہیں سو سکا تم جاگ رہے ہو اور سعد کو بلال لاؤ۔ وہ ان دونوں کو بلالایا تو عبدالرحمن نے سب سے پہلے زبیر سے مسجد کے آخری حصہ میں اس چپوترے پر گفتگو شروع کی جو مردان کے گھر کے قریب تھا اور اس سے کہا ”تم عبد مناف کے ان دونوں فرزندوں کیلئے اس امر کو چھوڑ دو (یعنی ان دو میں سے کسی ایک کو انتخاب کرو) زبیر نے کہا ”میری رائے علیؑ کے لیے ہے“ پھر سعد نے مخاطب ہو کر کہا میں تو اس معاملہ سے دست بردار ہوں اس لیے تم اپنی رائے مجھے دو میں جس کو چاہوں انتخاب کر لوں۔ اگر تم خود اپنا انتخاب کرتے ہو تو کیا ہی اچھا ہوتا اور اگر تم عثمان کا انتخاب کرتے ہو تو پھر (حضرت) علیؑ مجھے زیادہ پسندیں..... پھر

زیر اور سعد چلے گئے۔

عبدالرحمن بن عوف نے اب مسور بن مخزومہ کو حضرت علیؑ کے پاس بھیجا (وہ انھیں بلالایا) اس نے حضرت علیؑ کے ساتھ طویل عرصہ تک اس طرح سرگوشی کی جس سے یہ یقین ہوتا تھا کہ وہی خلیفہ ہوں گے پھر وہ اٹھ کر چلے گئے تو اس نے مسور بن مخزومہ کے ذریعہ عثمان کو بلوایا اور وہ دونوں بات چیت کرتے رہے یہاں تک کہ صبح کی اذان نے ان دونوں کو جدا کیا۔

حبیب مسلمانوں نے صبح کی نماز پڑھ لی تو مجلس شوریٰ منعقد ہوئی مہاجرین عبدالرحمن کا خطاب | قدیمی انصار اور سپہ سالاروں کو بلایا گیا جب سب لوگ جمع ہو گئے

اور مسجد نبویؐ لوگوں سے کچا کچ بھر گئی تو عبدالرحمن بن عوف نے (لوگوں سے مخاطب ہو کر) کہا ”اے لوگو! لوگ چاہتے ہیں کہ شہر والے اپنے شہروں کی طرف واپس جائیں تو انھیں معلوم ہو کہ ان کا امیر (اور خلیفہ) کون ہے؟“

حضرت عثمان کی حمایت | حضرت عثمان نے کہا اگر آپ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں اختلاف نہ ہو تو آپ (حضرت علیؑ) کے ہاتھ پر بیعت کر لیں حضرت مقداد نے بھی کہا تمہارے کہتے ہیں اگر آپ حضرت علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے تو ہم بھی اطاعت کریں گے۔ ابن ابی سرح نے کہا اگر آپ چاہتے ہیں کہ قریش میں اختلاف نہ ہو تو عثمان کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ عبداللہ بن ابی ربیع

نے کہا یہ سچ ہے اگر آپ عثمان کے ہاتھ پر بیعت کریں تو ہم بھی اطاعت و فرمانبرداری کریں گے۔ اس پر حضرت عثمان نے ابن ابی سرح کو برا بھلا کہا اور بولے کہ تم کب سے مسلمانوں کے خیر خواہ بنے ہو اتنے میں بنو ہاشم اور بنو امیہ میں تکرار ہونے لگی تو تمہارے کہا اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ خدا نے بزرگ و برتر نے ہمیں صرف اپنے پیغمبرؐ آنحضرت اور اپنے دین و مذہب کے ذریعہ عزت و تکریم بخشی ہے اس لیے تم کب تک اس امر (خلافت) کو اپنے پیغمبرؐ کے اہل بیت سے دور رکھو گے اس پر قبیلہ مخزوم کا ایک شخص کہنے لگا اے ابن سمیہ (عمار) تم اپنی حد سے آگے بڑھ گئے ہو تمہارا اس چیز سے کیا تعلق ہے قبیلہ قریش بذات خود اپنے امیر (خلیفہ) کا انتخاب کرے گا۔

اس پر سعد بن ابی وقاص نے کہا اے عبدالرحمن جلدی فیصلہ کرو اس سے پہلے کہ لوگ فتنہ و فساد میں مبتلا ہوں۔ عبدالرحمن نے کہا میں نے خوب غور و فکر کر لیا ہے اور لوگوں سے مشورہ بھی کر لیا ہے اس لیے تم لوگ دخل نہ دو۔

حضرت علیؑ سے عہد لینا چاہا | عبدالرحمنؓ نے حضرت علیؑ کو بلایا اور کہا ہم آپ سے سنت نبویؐ اور پہلے دو نوں خلفاء کے طریقے پر چلیں گے۔

جواب | حضرت علیؑ نے جواب دیا مجھے توقع ہے (کہ سیرت شیخین کے بجائے) میں اپنے علم و قدرت کے مطابق یہ کام اور یہ عمل کروں گا۔

حضرت عثمانؓ کا جواب | پھر حضرت عثمانؓ کو بلایا اور ان کے سامنے وہی الفاظ دہرائے، جو (حضرت) علیؑ کے سامنے کہے تھے۔ اس پر عثمانؓ نے کہا "ہاں ہم اس پر عمل کریں گے۔"

عثمانؓ کی بیعت | اس پر عبدالرحمنؓ نے عثمانؓ کی بیعت کر لی۔

حضرت علیؑ کا اعتراض | اس پر حضرت علیؑ نے فرمایا یہ پہلا دن نہیں ہے کہ تم نے ہم پر غلبہ حاصل کیا، بہر حال صبر کرنا بہتر ہے اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس کے مقابلہ میں اللہ ہی سے مدد حاصل کی جائے گی خدا کی قسم! تم نے عثمانؓ کو اس لیے خلیفہ مقرر کیا ہے تاکہ خلافت کا معاملہ تمہارے ہاتھ میں چلا جائے اس طرح اللہ روزانہ نئے نئے انقلاب دکھاتا ہے۔"

عبدالرحمنؓ کا جواب | اے علیؑ! آپ مخالفانہ دلیل اور محبت پیش نہ کریں میں نے اچھی طرح غور و فکر کر لیا ہے اور لوگوں سے مشورے بھی کیے۔ انھوں نے عثمانؓ کے علاوہ کسی کی تائید نہیں کی۔ حضرت علیؑ یہ کہتے ہوئے چلے گئے "بہت جلد کھٹی ہوئی بات اپنے انجام پر پہنچ جائے گی۔"

حضرت مقدادؓ کی حق گوئی | حضرت مقدادؓ نے فرمایا اے عبدالرحمنؓ! تم نے ایسے شخص کو نظر انداز کر دیا ہے جو ان لوگوں میں سے ہے جو حق و صداقت کے مطابق فیصلہ کرتے اور اسی کے مطابق عدل و انصاف قائم کرتے۔ حضرت مقدادؓ نے یہ بھی کہا پیغمبر اسلامؐ کی وفات کے بعد اہل بیت پر ایسا وقت نہیں آیا جیسا میں نے اس وقت مشاہدہ کیا ہے مجھے قریش پر تعجب ہے کہ انھوں نے میرے علم و قول کے مطابق ایسے شخص کو نظر انداز کیا ہے کہ جس سے بڑھ کر کوئی عالم اور عادل منصف نہیں ہے۔ کاش کہ مجھے اس کے مددگاروں کی

جماعت مل جاتی۔

ایک شخص نے مقدار سے پوچھا اللہ آپ پر رحم کرے۔ اہل بیت سے کون مراد ہیں اور ایسا شخص کون ہے تو وہ بولے اہل بیت سے مراد

اولاد عبدالمطلب ہے اور ایسا شخص (حضرت) علی بن ابی طالبؑ ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا لوگوں کی نظریں قبیلہ قریش پر لگی ہوئی ہیں اور اہل قریش اپنے ہاں سوچ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں اگر نبوہاشتم

خلیفہ ہو گئے تو خلافت ان کے خاندان سے ہرگز نہیں نکلی گی اور اگر قریش کے دوسرے خاندانوں میں رہی تو وہ (انہی کے خاندانوں میں) باری باری گردش کرتی رہے گی۔

پھر حضرت علیؑ نے یوں ارشاد فرمایا:۔

حضرت علیؑ کی تقریر | ”اللہ ہی حمد و ثنا کا مستحق ہے جس نے ہم میں سے حضرت

محمدؐ کو ہماری طرف رسول اور پیغمبر بنا کر بھیجا ہم مرکز نبوت، معدن حکمت اور اہل زمین کے لیے باعث امن و امان اور طالب نجات کے لیے سبب نجات ہیں۔“

یہ خلافت ہمارا حق ہے اگر تم اسے دو گے تو ہم قبول کریں گے اور اگر نہ دو گے ہم اونٹوں کی پشت پر سوار ہو کر چلے جائیں گے۔ خواہ ہمارا شبِ اول

کتنی ہی طویل ہو۔

اگر رسول اللہؐ ہمارے لیے کوئی معاہدہ کرتے تو ہم اس معاہدے کو نافذ کراتے اور اگر آپ ہم سے کوئی بات کہتے تو ہم مرتے دم تک اس قول پر ٹٹے رہتے۔ دعوت حق اور صلہ رحمی میں کوئی مجھ سے آگے

نہیں بڑھ سکتا تاہم قدرت و اختیار صرف اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔

مستقبل کے بارے میں پیشینگوئی | تم میرا حکام سنو اور میری بات کو اچھی طرح ذہن نشین

کر لو کیونکہ ممکن ہے کہ اس اجتماع کے بعد تم یہ

دیکھو کہ تلواریں بے نیام ہو گئی ہیں اور امانت میں خیانت ہونے لگی ہے اؤ یہ بھی ممکن ہے کہ تم میری

جماعت بناؤ جن میں بعض لوگ گمراہوں کے سردار ہو جائیں اور کچھ لوگ جاہل لوگوں کے پیرو ہو جائیں

جب تیسری رات آئی تو عبد الرحمنؓ نے مجھے آواز دی ”لے مسور!“ میں

مسور کی روایت | نے کہا لبیک“۔ انہوں نے کہا تم مسور ہے ہو۔ خدا کی قسم تین راتوں سے

میں نے آنکھ نہیں جھپکی۔ تم جا کر حضرت علیؑ و عثمان کو بلا لاؤ۔ میں نے کہا ماموں! ”پہلے کس کو بلاؤں“

وہ بولے جس کو تم چاہو، چنانچہ میں نکل کر (سب سے پہلے) حضرت علیؑ کے پاس گیا کیونکہ میرا میلان طبع ان کی طرف تھا..... حضرت علیؑ میرے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ہم اپنی نشست گاہوں کے قریب آئے حضرت علیؑ وہاں بیٹھ گئے پھر میں حضرت عثمان کے پاس گیا..... چنانچہ وہ بھی میرے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ہم دونوں اکٹھے وہاں پہنچے۔ میرے ماموں علیؑ و عثمان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے میں نے تم دونوں کے بارے میں اور دوسرے لوگوں کے بارے میں (مختلف) حضرات سے دریافت کیا تو وہ آپ دونوں سے آگے نہیں بڑھے۔

اے علیؑ! کیا آپ میرے سامنے کتاب اللہ، سنت نبویؐ اور حضرات ابوبکر و عمر کے طریقے پر چلنے کا عہد کرتے ہیں۔ انھوں نے

حضرت علیؑ سے سوال

کہا ”نہیں بلکہ میں (سیرت شیعین کی بجائے) اپنی طاقت و استطاعت کے مطابق عمل کروں گا۔“

پھر وہ حضرت عثمان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا ”کیا تم میرے سامنے کتاب اللہ، سنت نبویؐ اور حضرات ابوبکر و عمر کے

حضرت عثمان سے خطاب

طریقے پر عمل کرنے کا عہد کرتے ہو انھوں نے کہا ہاں۔ اس پر انھوں نے اپنے ہاتھ سے اٹھنے کا اشارہ کیا ہم کھڑے ہو گئے اور مسجد نبویؐ میں داخل ہو گئے۔ اعلان کرنے والے نے اعلان کیا ”جماعت تیار ہے۔“

اے لوگو! میں نے پوشیدہ اور اعلانیہ بھاری بیخلفہ کے بارے میں مشورہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ تم صرف ان دونوں

عبدالرحمن کا خطاب

میں سے ایک کے حامی ہو یا تم حضرت علیؑ کے طرفدار ہو یا عثمان کے حامی ہو۔ اے علیؑ! آپ کھڑے ہوں اس پر حضرت علیؑ منبر کے پیچھے کھڑے ہو گئے عبدالرحمن نے ان کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا:-

کیا آپ میرے سامنے کتاب اللہ، سنت نبویؐ اور حضرات ابوبکر و عمر کے طریقے پر چلنے کا عہد کرتے ہیں انھوں نے کہا

حضرت علیؑ سے استفسار

”نہیں“ بلکہ اپنی طاقت اور استطاعت کے مطابق عمل کروں گا۔“

اس کے بعد انھوں نے حضرت علیؑ کا ہاتھ جھوڑ دیا اور پکار کر کہا اے عثمان تم میرے پاس آؤ (جب وہ آئے) تو انھوں نے انھیں حضرت علیؑ کی جگہ پر کھڑا کر کے پوچھا کیا تم میرے سامنے کتاب اللہ، سنت نبویؐ اور حضرات ابوبکر و عمر کے طریقے پر چلنے کا عہد کرتے ہو انھوں نے کہا ”ہاں“ اس پر انھوں نے اپنا سر مسجد نبویؑ کی چھت کی طرف بلند کیا اس وقت ان کا ہاتھ عثمان کے ہاتھ میں تھا اور وہ یہ کہہ

رہے تھے ”اے اللہ! تو سن اور گواہ رہ میں نے وہ (فہمہ داری) جو میری گردن میں تھی عثمان کی گردن میں ڈال دی۔“

پھر عثمان مسجد نبوی کے ایک گوشہ میں بیٹھ گئے اور وہاں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر کو بلوایا جو سعد بن ابی وقاص کے گھر میں مقید تھا کیونکہ جب عبید اللہ بن عمر نے اپنے باپ کا انتقام لینے کے لیے جفینہ، ہرمزان اور ابولولہ کی بیٹی کو قتل کر دیا تو سعد نے اس کے ہاتھ سے تلوار چھین لی تھی۔ ورنہ وہ (عبید اللہ) گھر رہا تھا بخدا میں ان سب افراد کو قتل کر دوں گا جو میرے باپ کے قتل میں شریک تھے اس کا اشارہ بعض مہاجرین و انصار کی طرف بھی تھا۔ سعد نے اس سے تلوار چھین لی اور اس کے بال پکڑ کر اسے زمین پر گر دیا اس کے بعد اسے اپنے گھر میں بند کر دیا (وہ وہیں قید تھا) یہاں تک کہ عثمان نے (بیعت خلافت کے بعد) اسے رہا کر دیا اور اپنے پاس بلوایا۔

عثمان نے مہاجرین و انصار کی ایک جماعت سے کہا
عبید اللہ کے بارے میں مشورہ ”تم مجھے اس شخص کے بارے میں مشورہ دو جس نے اسلام میں (ان اشخاص کو قتل کر کے) رخنہ ڈال دیا ہے حضرت علی نے فرمایا:-

”میری رائے یہ ہے کہ اسے قتل کر دو۔“
 مہاجرین میں سے کسی نے کہا کل عمر مارے گئے اور آج ان کے بیٹے کو قتل کیا جا رہا ہے عمرو عاص نے کہا اے امیر المومنین! یہ واقعہ اس وقت ہوا جب آپ کی حکومت نہیں تھی بلکہ آپ کے دور سے پہلے کا واقعہ ہے اس وقت مسلمانوں کا کوئی حاکم نہیں تھا۔
 حضرت عثمان نے کہا میں مسلمانوں کا ولی ہوں میں نے اس قتل کے لیے دیت مقرر کر دی ہے

باب

حضرت عثمان کا دور خلافت ۲۴ھ

ابن سعد کی روایت ہے کہ حضرت عثمان کی بیعت خلافت ۲۹ ذی الحجہ ۲۳ھ میں ہوئی وہ پیر کا دن تھا دس دن پہلے (۶ مئی ۶۴۵ء) ان کا خلیفہ کی حیثیت سے استقبال کیا گیا۔

۲۵ھ

اس سال یزید بن معاویہ پیدا ہوا اور اسی سال معاویہ کی قیادت میں کئی قلعے فتح ہوئے۔

۲۶ھ

اس سال حضرت عثمان نے حرم کعبہ کی تجدید اور توسیع کا حکم دیا انھوں نے توسیع حرم کے لیے کچھ لوگوں سے کچھ زمینیں خریدیں مگر کچھ لوگوں نے انکار کیا تو عثمان نے ان کی عمارتیں گرا دیں اور ان کی قیمتیں بیت المال میں جمع کرا دیں۔ ان لوگوں نے حضرت عثمان کے پاس جا کر چیخ و پکار کی انھوں نے انھیں قید کرنے کا حکم دیا اور کہا میرے علم و بردباری سے تمہیں یہ جرات ہوئی۔ (کہ تم مجھ پر چلاتے ہو) جب تمہارے ساتھ حضرت عمر نے اس قسم کی کارروائی کی تھی تو تم ان پر چیخ چلائے نہیں تھے

۲۷ھ۔ اس سال کا مشہور ترین واقعہ افریقہ کی فتح ہے۔

۲۸ھ۔ واقعی کے قول کے مطابق ۲۸ھ میں قبرص فتح ہوا۔ اسی سال حضرت عثمان نے نائکہ بنت فراقصہ سے نکاح کیا جو ایک عیسائی خاتون تھی۔ اسی سال حضرت عثمان نے مدینہ میں اپنے مکان کی تعمیر مکمل کی۔

باب ۱۶

۲۹

منیٰ میں پوری نماز

صالح بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس کو یہ کہتے سنا کہ سب سے پہلے لوگوں نے حضرت عثمان کے خلاف جو اعتراض کیا وہ یہ ہے کہ انھوں نے اپنے عہد خلافت میں منیٰ کے مقام پر (حج کے زمانے میں) دو گنتیں نماز پڑھا کرتے تھے اگر جب ان کا چھٹا سال خلافت آیا تو پوری نماز پڑھی اس پر متعدد صحابہ نے اعتراض کیا.....

حضرت علیؑ نے بھی ان کے پاس آکر فرمایا ایسی بات پہلے نہیں ہوئی اور نہ زیادہ عرصہ گزرا ہے جبکہ میں نے رسول اللہؐ کو دیکھا کہ وہ (اس موقع پر) دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ پھر ابوبکرؓ اور تم خود بھی اپنی خلافت کے آغاز میں (دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے) اب مجھے معلوم نہیں کہ تم نے کس طرف رجوع کیا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا یہ میرا ذاتی اجتہاد ہے (عبدالرحمنؓ نے بھی اسی قسم کی گفتگو کی اور ان کے اس فعل کو خدا اور رسول اور سیرت شریفین کے خلاف قرار دیا)۔

۳۰۔ ۳۱۔ میں ابوذر اور معاویہ کا واقعہ پیش آیا۔ معاویہ نے ابوذر کو شام سے مدینہ کی طرف بھیج دیا۔ ان کے شام سے بھجوانے کے بارے میں بہت سی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان میں اکثر باتیں ایسی ہیں کہ جنھیں ذکر کرنا مجھے پسند نہیں (غور کیجیے)

حضرت ابوذر شام میں قیام کے دوران ہوا غلط و تلقین کرنے لگے تھے اور اکثر کہتے ”اے دولت مند لوگو! تم غریبوں کے ساتھ ہمدردی کرو، وہ لوگ جو سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور انھیں اللہ کی راہ میں صرف نہیں کرتے تم انھیں آگ کے ٹھکانے کی خوشخبری سناؤ، جہاں ان کی پیشانیاں، پہلوؤں اور پشتوں کو داغا جائے گا“

حضرت ابوذر اسی قسم کی تقریریں کرتے رہے یہاں تک کہ غریب طبقہ پر ان باتوں کا بہت اثر ہوا اور انھوں نے دولت مندوں کو

حضرت ابوذر کی شکایت

بھی (ان باتوں پر) مجبور کیا۔ دولت مند طبقہ عوام کے اس سلوک کی شکایت کرنے لگا یہ حالت دیکھ کر معاویہ نے حضرت عثمان کو لکھا کہ ابوذر میرے لیے مشکلات کا باعث بن گئے ہیں اور ایسی ویسی باتیں کہتے پھرتے ہیں۔

حضرت عثمان نے تحریر کیا ”ابوذر کو میرے پاس بھیج دو۔“ چنانچہ معاویہ نے حضرت ابوذر غفاری کو ایک رہنما کے ساتھ روانہ کر دیا۔ جب وہ مدینہ آئے وہاں انھوں نے مختلف قسم کی خفیہ مجالس اور محفلیں دیکھیں اس پر انھوں نے یہ پیشین گوئی کی۔

”تم اہل مدینہ کو سخت غارت گری اور یادگار جنگ کی بشارت دی جاتی ہے۔“

حضرت ابوذر مدینہ سے نکل کر ربذہ چلے گئے وہاں انھوں نے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی۔

محمد بن سیرین کا بیان ہے کہ ابوذر اپنی خوشی سے ربذہ کے مقام کی طرف چلے گئے جبکہ انھوں نے دیکھا کہ عثمان ان کی طرف مائل نہیں ہے۔ دوسرے مؤرخین نے ان کے (ربذہ جانے اور دیگر امور کے بارے میں) اسباب میں بہت بری باتیں بیان کی ہیں جن کا ذکر کرنا میں (صاحب تاریخ) نے مناسب نہیں سمجھا۔

سنہ ۳ھ ہی میں حضرت عثمان نے (نماز جمعہ کے لیے) تیسری اذان کا اضافہ کیا اور حج کے موقع پر منیٰ کے مقام میں پوری چار رکعت نماز پڑھی۔

باب

۳۱

جب حضرت عمر کی وفات ہوئی اس وقت معاویہ دمشق اور اردن کا حاکم و گورنر تھا اور عمیر بن سعد محض اور قنسرین کا حاکم تھا۔ قنسرین کو (بعد میں) معاویہ نے اپنے عراق کے حامیوں سے آباد کر دیا تھا۔

یزید بن ابی سفیان کے مر جانے پر حضرت عمر نے معاویہ کو اس کا قائم مقام بنادیا تھا جب ابوسفیان کو یزید کی موت کی خبر سنائی گئی تو اس نے پوچھا اے امیر المومنین! آپ نے اس کی عملداری پر کس کو مقرر کیا۔ حضرت عمر نے جواب دیا ”معاویہ کو۔“ اس طرح معاویہ اردن اور دمشق دونوں کا حاکم مقرر ہوا۔

شام کے علاقے کے حکام | جب حضرت عمر کی وفات ہوئی تو عمیر بن سعد حمص و قنسرین کا حاکم تھا۔ علقمہ بن مجرز فلسطین کا حاکم تھا۔ معاویہ دمشق و اردن کا اور عمرو بن عاص مصر کا حاکم تھا۔

حضرت عثمان خلیفہ ہوئے تو انھوں نے شام کے پورے علاقے میں حضرت عمر کے حکام کو بحال رکھا جب فلسطین کا حاکم عبدالرحمن بن علقمہ مر گیا تو اس کی عمل داری معاویہ کی عملداری میں شامل کر دی۔ نیز عمیر بن سعید بیمار ہوا اس نے اپنے عہدے سے استعفا دیا اور گھر جانے کی اجازت چاہی تو اس کا علاقہ بھی معاویہ کو دے دیا۔ اس طرح لے حضرت عثمان کی خلافت کے دوسرے سال میں معاویہ شام کے سارے علاقے کا حاکم و گورنر بن گیا۔

حضرت عثمان کے خلاف بعض الزامات | انھوں نے ایک ایسے شخص کو حاکم و گورنر مقرر کیا جس کے خون کو رسول اللہ نے مباح قرار دیا تھا اور قرآن کریم نے اس کے کفر کا اعلان کیا تھا۔ رسول اللہ نے ایک

جماعت کو مدینہ سے نکال دیا تھا لیکن انھوں نے ان لوگوں کو واپس بلایا اور رسول اللہ کے صحابہ کرام کو نکال دیا نیز انھوں نے سعید بن عاص اور عبداللہ بن عامر کو حاکم مقرر کیا۔

۳۲ھ

اسی سال حضرت عباس بن عبدالمطلب فوت ہوئے ان کی عمر اٹھاسی سال تھی وہ رسول اللہ سے تین سال بڑے تھے۔

حضرت ابوذر کی وفات | سیف کی روایت ہے کہ اسی سال حضرت ابوذر غفاری نے بھی وفات پائی جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے حضرت عثمان کی خلافت کے آٹھویں سال ماہ ذوالحجہ میں جب ابوذر مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو انھوں نے اپنی بیٹی سے فرمایا:

”اے میری بیٹی! تم کسی کو آتے ہوئے دیکھ رہی ہو؟“ وہ بولیں ”نہیں“ اس پر انھوں نے فرمایا: ”ابھی میری موت کا وقت نہیں آیا پھر انھوں نے اپنی بیٹی کو حکم دیا تو انھوں نے ایک بکری ذبح کی۔ پھر اسے پکایا۔ بعد ازاں انھوں نے فرمایا جب وہ لوگ آجائیں جو مجھے دفن کریں گے تو ان سے کہنا ابوذر مہتیس قسم دے کہ یہ کہہ گئے ہیں کہ تم واپس جانے

کے لیے اس وقت سوار نہ ہونا جب تک تم کھانا نہ کھاؤ۔

جب انھوں نے کھانا پکالیا تو فرمایا دیکھو تم کسی کو دیکھ رہی ہو؟ وہ بولیں ہاں! یہ سوار آ رہے ہیں اس پر انھوں نے کہا میرا رخ قبلہ کی طرف کر دو۔ چنانچہ انھوں نے ایسا کیا اس پر آپ نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ قَبْلَ اللّٰهِ وَعَلَىٰ مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بعد ازاں ان کی صاحبزادی نے نکل کر ان (سواروں) کا استقبال کیا اور کہا اللہ تم پر رحم کرے، تم ابوذر کے پاس جاؤ وہ بولے:-

”وہ کہاں ہیں؟“

ان کی صاحبزادی نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہمیں کہا ”وہ فوت ہو گئے تم انھیں دفن کرو۔ وہ بولے کیا خوب سعادت مندی ہمیں اللہ نے عطا فرمائی ہے اہل کوفہ کے اس قافلہ میں عبداللہ بن مسعود بھی تھے وہ لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے اس وقت عبداللہ بن مسعود ورہے تھے اور کہہ رہے تھے رسول اللہ نے فرمایا تھا:-

”وہ (ابوذر) تن تنہا دنیا سے رخصت ہوں گے اور تن تنہا دوبارہ اٹھیں گے۔“

ان لوگوں نے انھیں غسل دیا کفن پہنایا پھر انھوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انھیں دفن کر دیا جب انھوں نے کوچ کرنے کا ارادہ کیا تو ان کی صاحبزادی نے ان سے کہا بے شک ابوذر نے تمہیں سلام کہا تھا اور آپ کو قسم دے کر یہ کہا تھا کہ آپ سوار ہونے سے پہلے کھانا تناول فرمائیں چنانچہ انھوں نے کھانا کھلایا پھر ابوذر کے اہل و عیال کو سوار کر کر مکہ معظمہ لے آئے۔

تکفین و تدفین

حلمال بن ذری بیان کرتا ہے کہ ہم عبداللہ بن مسعود کے ساتھ روانہ ہوئے تو چودہ سوار تھے جب ہم رندہ کے مقام پر پہنچے تو ایک عورت ہمیں ملی اس نے ہم سے کہا ”تم ابوذر کے پاس جاؤ“ ہمیں اس سے پہلے ان کا کوئی حال معلوم نہیں تھا اس لیے ہم نے کہا کہ حضرت ابوذر کہاں ہیں اس عورت نے ایک خمیر کی طرف اشارہ کیا ہم نے پوچھا انھیں کیا ہوا ہے اس نے کہا انھوں نے کسی بنا پر مدینہ چھوڑ دیا تھا حضرت عبداللہ بن مسعود نے دریافت کیا انھوں نے صحرانشینی کیوں اختیار کی۔ امیر المومنین نے اس بات کو ناپسند کیا تھا مگر وہ یہ فرماتے تھے کہ یہ بھی مدینہ ہے۔

اس پر عبداللہ بن مسعود اُدھر گئے وہ ورہے تھے پھر ہم نے انھیں غسل دیا اور کفن پہنایا اس وقت

اس کا خیمہ مُشک کی خوشبو سے بسا ہوا تھا۔ ہم نے اس خاتون (ان کی لڑکی) سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے بتایا ان کے پاس مُشک تھی جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو فرمانے لگے ”مردے کے پاس کچھ لوگ آئیں گے انھوں نے کھانا نہیں کھایا ہوگا تو وہ خوشبو سونگھیں گے چنانچہ انھوں نے مُشک کو پانی میں ڈبویا اور اس پانی کو تمام خیمے میں چھڑک دیا پھر فرمایا تم اس خوشبو سے ان کا استقبال کرنا اور یہ گوشت پکا کر انھیں دینا کیونکہ میرے پاس صلح قوم آئے گی اور وہی لوگ میرے دفن کا انتظام کریں گے تم ان کی مہمان نوازی ضرور کرنا“ چنانچہ جب ہم نے انھیں دفن کر دیا تو ان کی صاحبزادی نے تمہیں کھانے کی دعوت دی، ہم نے کھانا کھایا۔

باب ۱۹

۳۲

اس سال حضرت عثمان کے مخالفین نے باہمی خط و کتابت کی تاکہ وہ سب حضرت عثمان کے مبتدیانہ قابل اعتراض کاموں پر غور کرنے کے لیے جمع ہوں۔ علاء بن عبد اللہ غنیری کی روایت ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت اکٹھی ہو کر حضرت عثمان کے اعمال پر تنقید کرنے لگی آخر کار انھوں نے یہ متفقہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنا ایک نمائندہ بھیجیں جو حضرت عثمان سے جا کر گفت و شنید کرے اور انھیں ان کے (قابل اعتراض) اعمال سے مطلع کرے۔ چنانچہ انھوں نے عامر بن عبد اللہ غنیری کو بھیجا جو عامر بن عبد قیس کے نام سے مشہور ہے۔

جب حضرت عثمان کے پاس پہنچے تو کہنے لگے، مسلمانوں کی ایک جماعت عامر کی گفتگو | اکٹھی ہوئی۔ اور انھوں نے آپ کے اعمال پر غور و فکر کیا تو انھیں معلوم ہوا کہ آپ سنگین کاموں کے مرتکب ہوئے ہیں لہذا آپ اللہ بزرگ و برتر سے ڈریں، توبہ کریں اور ان کاموں سے پرہیز کریں۔

حضرت عثمان نے کہا اس شخص کو دیکھو لوگ کہتے ہیں وہ بڑا قاری (عالم) اللہ کہتا ہے | ہے مگر وہ اگر مجھ سے حقیر باتوں کے بارے میں گفتگو کر رہا ہے بخدا وہ یہ نہیں جانتا کہ اللہ کہاں ہے؟ عامر نے کہا کیا میں نہیں جانتا کہ اللہ کہاں ہے حضرت عثمان نے کہا

”ہاں، بخدا تم نہیں جانتے کہ اللہ کہاں ہے“

عامر نے کہا کیوں نہیں میں یہ جانتا ہوں کہ اللہ تمہاری گھات میں ہے“

اس کے بعد حضرت عثمان نے معاویہ بن ابوسفیان، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، سعید بن عاص، عمرو بن عاص اور عبداللہ بن عامر

حکام و گورنروں کا اجتماع

کو بلا بھیجا اور انہیں اکٹھا کیا تاکہ وہ ان لوگوں سے اپنی مملکت کے بارے میں مشورہ کریں اور لوگوں کے مطالبات اور فراہم کردہ معلومات پر غور کریں جب یہ سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا:-

”ہر شخص کے وزراء اور خیر خواہ ہوتے ہیں تم میرے وزراء اور خیر خواہ ہو (مشیر) اور

قابل اعتماد افراد ہو۔ عوام نے وہ کام کیے ہیں جو تم نے دیکھ لیے ہیں ان کا مطالبہ ہے

کہ میں اپنے حکام کو معزول کروں اور جو باتیں انہیں ناپسند ہیں ان سے پرہیز کروں، اور جو

انہیں پسند ہیں انہیں اختیار کروں اس لیے تم غور و فکر کر کے مجھے مشورہ دو“

عبداللہ بن عامر نے کہا ”اے امیر المومنین! میری رائے یہ ہے کہ آپ

جہاد پر مامور کریں | انہیں جہاد کا حکم دیں جس میں وہ مشغول رہیں گے آپ انہیں فوجی

مہوں کی طرف آمادہ کریں تاکہ وہ آپ کے مطیع رہیں اور اپنے کاموں میں مصروف رہیں۔

پھر حضرت عثمان، سعید بن عاص کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا تمہاری کیا

رائے ہے؟ وہ بولا ”اے امیر المومنین! اگر آپ ہماری رائے معلوم کرنا چاہتے

ہیں تو آپ بیماری کا قلع قمع کریں اور اس خطرے کا سد باب کریں جس کا آپ کو اندیشہ ہے اگر آپ میری

رائے پر عمل کریں تو آپ صحیح راستے پر پہنچ جائیں گے حضرت عثمان نے کہا وہ کیا رائے ہے؟ وہ بولا:-

”مہر قوم کی قیادت کرنے والی چند شخصیتیں ہوتی ہیں جب وہ رخصت

ہو جاتی ہیں تو قوم میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے اور پھر انکی شیرازہ بندی

عظیم افراد کا فقدان

نہیں ہوتی ہے“

حضرت عثمان نے کہا یہ رائے (اچھی ہے) اگر اس میں چند باتیں وقت طلب نہ ہوتیں۔

پھر وہ معاویہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا تمہاری رائے کیا ہے؟

معاویہ نے کہا ”اے امیر المومنین! میری رائے یہ ہے کہ آپ اپنے حکام پر

یہ معاملات چھوڑ دیں۔ میں اپنے علاقے کے معاملات کا ذمہ دار ہوں“

مال کے ذریعہ خانہ پُری | پھر آپ عبداللہ بن سعد سے مخاطب ہوئے اور کہا تختاری کیا رائے ہے؟ تو اس نے کہا اے امیر المومنین میری رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں پر بُری طرح سوار ہو گئے ہیں آپ اعتدال کے ساتھ کام کرنے کا قصد کریں اگر یہ نہ کر سکیں تو الگ ہو جائیں اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو مصمم ارادہ کر کے آگے بڑھیں۔ حضرت عثمان نے کہا تم جیسے چھپو لے کیوں چھوڑ رہے ہو کیا تم سنجیدگی کے ساتھ یہ باتیں کر رہے ہو؟

عمر بن عاص کی صفائی | اس پر وہ کافی دیر خاموش رہے جب لوگ منتشر ہو گئے تو عمرو بن عاص نے کہا اے امیر المومنین! یہ بات نہیں ہے آپ مجھے زیادہ عزیز ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ مجھے معلوم ہے ہر ایک کی باتیں لوگوں کے کانوں تک پہنچیں گی۔ اس لیے میں نے چاہا کہ میں اپنی بات عوام تک پہنچاؤں تاکہ وہ مجھ پر اعتماد کریں اور آئندہ میں آپ کے کام آسکوں یا آپ کی طرف سے کسی شرم و فساد کو دور کر سکوں۔

(دوسری روایت کے مطابق) عمرو بن عاص نے کھڑے ہو کر کہا ”اے عثمان! آپ بنی امیہ کی طرح لوگوں پر سوار ہو گئے ہیں آپ کچھ کہتے ہیں وہ لوگ کچھ کہتے ہیں آپ بھی (راہ راست سے) جھٹک گئے ہیں اور وہ بھی جھٹک گئے ہیں۔ آپ اعتدال کی راہ پر چلیں یا الگ ہو جائیں اگر آپ یہ طریقہ اختیار نہیں کرنا تو پھر عزم مصمم کے ساتھ آگے بڑھیں۔

تشدّد کی ہدایت | اس کے بعد حضرت عثمان نے اپنے سپہ سالاروں کو ان کے علاقوں کی طرف لوٹا دیا اور انھیں حکم دیا کہ وہ اپنے علاقہ کے لوگوں پر سختی کریں نیز یہ ہدایت بھی کی کہ انھیں فوجی مہموں میں مشغول رکھیں اور یہ فیصلہ بھی کیا کہ ایسے لوگوں کو ان کے عطیات سے محروم رکھا جائے تاکہ وہ مطیع رہیں اور ان کے محتاج رہیں۔

مخالفت میں شدّت | اس کے بعد بہت سے لوگ حضرت عثمان کے پاس جمع ہوئے، انھوں نے ان کو اس قدر بُرا بھلا کہا کہ اس سے زیادہ اور کسی کو بُرا بھلا نہیں کہا جاسکتا تھا۔ رسول اللہ کے صحابہ ان باتوں کو دیکھتے اور سنتے تھے مگر کوئی منع نہیں کرتا تھا اور نہ مخالفت کرتا تھا۔ بہت سے لوگ (مدینہ میں) اکٹھے ہو گئے اور انھوں نے حضرت علی بن ابی طالب سے گفتگو کی تو آپ حضرت عثمان کے پاس گئے اور یوں خطاب فرمایا:-

حضرت علی کی نصیحت | ”لوگ میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں انھوں نے مجھ سے مختارے متعلق گفتگو کی ہے۔ بخدا میں نہیں سمجھتا کہ میں تم سے کیا بات کہوں جو بات

میں جانتا ہوں اسے تم جانتے ہو جس بات کو میں بتانا چاہتا ہوں اسے تم بخوبی سمجھتے ہو.....
 تم نے رسول اللہ کی زیارت کی ہے اور تمہیں ان کی صحبت نصیب ہوئی ہے..... ابن ابی قحافہ
 حق پر عمل کرنے میں تم سے افضل نہ تھا اور نہ ابن خطاب نیکی میں تم سے بہتر تھا۔ تم رشتہ داری کے لحاظ
 سے رسول اللہ کے زیادہ قریب ہو.....

خدا کے واسطے تم اپنے معاملہ پر غور کرو بخدا تم بے بصیرت، کم سمجھ اور نادان نہیں
 ہو راستہ بالکل کھلا اور صاف ہے اور دین و مذہب کی نشانیاں اور شواہد قائم ہیں

تدبیر کی ہدایت

اے عثمان! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کے بندوں میں

بدعت اور سنت میں امتیاز | عدل و انصاف کرنے والا وہ حاکم افضل ہے جو خود ہدایت

یافتہ ہو، دوسروں کی رہنمائی بھی کرے جب فی پچا فی محنت نبوی کو قائم کرے اور متروک العمل
 بدعت کا خاتمہ کرے۔ بخدا یہ دونوں چیزیں (سنت و بدعت) بالکل واضح ہیں۔ سنت نبوی کی کھلی ہوئی
 نشانیاں ہیں اور وہ قائم ہو چکی ہیں اسی طرح بدعت کے نشانے بھی واضح ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ اللہ کے نزدیک بدترین انسان وہ ظالم حاکم ہے
 بدترین حاکم کی علامت | جو خود بھی گمراہ ہو۔ دوسروں کو بھی گمراہ کرے وہ سنت نبوی

کا خاتمہ کرے اور متروک العمل بدعات کو زندہ کرے۔
 میں نے رسول اللہ کو ارشاد فرماتے سنا ہے۔

قیامت کے دن ظالم حاکم کو ایسی حالت میں لایا جائے گا کہ نہ تو کوئی اس کا
 ظالم حاکم کا انجام | مددگار ہوگا اور نہ کوئی معذرت پیش کرنے والا، اسے جہنم میں ڈالا جائے

گا اور وہ جہنم میں اس طرح گھوٹے گا جس طرح چکی گردش کرتی ہے اس طرح وہ دوزخ کے بھنور میں
 تھپیڑے کھاتا رہے گا۔

میں تمہیں اللہ کی سطوت اور انتقام کا خوف دلاتا ہوں کیونکہ اللہ کا
 عذاب نہایت شدید اور دردناک ہوتا ہے میں تمہیں اس بات سے بھی

نا اتفاقی کے نتائج

ڈراتا ہوں کہ کہیں تم اس امت کے ایسے مقتول حاکم نہ بن جاؤ کہ جس کے قتل سے قیامت تک کے
 لیے قتل و غارت کا دروازہ کھل جائے اور پھر واقعات و حوادث اس طرح مشتبہ ہو جائیں کہ مسلمان گردہ بندوں

میں بٹ جائیں باطل کے غلبے کی وجہ سے حق کو نہ دیکھ سکیں اور ان باتوں میں وہ بری طرح ملوث ہو جائیں
 گے اور ان سے انہیں الگ کرنا مشکل ہو جائے گا۔

حضرت عثمان نے کہا ”بخدا مجھے معلوم ہے کہ وہ لوگ بھی وہی کہتے ہیں جو آپ نے کہا ہے لیکن اگر آپ میرے مقام پر ہوتے تو

نہ میں آپ کو ملامت کرتا نہ اعتراض کرتا اور نہ اس بات پر برا بھلا کہتا کہ آپ نے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کیا یا کسی کی حاجت روائی کی ہے یا کسی تکس کو پناہ دی ہے یا آپ نے اس شخص کو حاکم بنایا ہے جو اس شخص کے ہم پلہ اور مشابہ ہے جسے (حضرت) عمر حاکم بنایا کرتے تھے۔“

اے علی! میں آپ کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کو اس بات کا علم ہے کہ مغیرہ بن شعبہ ”حاکم“ نہیں تھا آپ نے فرمایا ہاں تو حضرت عثمان نے کہا ”آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمر نے اسے حاکم مقرر کیا انھوں نے کہا ہاں۔“ اس پر حضرت عثمان نے کہا پھر آپ مجھے کس طرح ملامت کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عامر کو رشتہ داری کی وجہ سے حاکم مقرر کیا ہے۔“

حضرت علیؑ نے فرمایا میں تمہیں اس بات سے آگاہ کرتا ہوں کہ حضرت عمر بن خطاب جس شخص کو حاکم مقرر کرتے تو اس کے گوش گزار کرتے کہ اگر

اس کے خلاف کوئی بات انھیں پہنچی تو وہ اس کی گوش مالی کریں گے۔ پھر وہ اس معاملہ میں انتہائی حد تک پہنچ جاتے تھے لیکن تم تو کمزور ہو اور اپنے رشتہ داروں سے نرمی اختیار کرتے ہو۔“ حضرت عثمان نے کہا ”وہ آپ کے بھی تو رشتہ دار ہیں“ حضرت علیؑ نے جواب دیا ”وہ میرے رشتہ دار ضرور ہیں لیکن فضیلت دوسرے لوگوں کو حاصل ہے۔“

حضرت عثمان نے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت عمرؓ نے معاویہ کو اپنے پیسے معاویہ کا تقرر | دو خلافت میں حاکم بحال رکھا میں نے بھی اسے حاکم بنا دیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا ”میں خدا کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ معاویہ عمرؓ سے اتنا ڈرتا تھا کہ عمر کا غلام یر فا بھی نہیں ڈرتا تھا۔ حضرت عثمان نے کہا ہاں (یہ تو مجھے معلوم ہے)“

حضرت علیؑ نے فرمایا (لیکن اب یہ حالت ہے) کہ معاویہ تمہاری اجازت معاویہ کی خود سری | کے بغیر تمام امور سلطنت انجام دیتا ہے جس کا تمہیں بھی علم ہے اور وہ مسلمانوں سے یہی کہتا ہے یہ عثمان کا حکم ہے تمہیں ان باتوں کی خبر ملتی رہتی ہے لیکن تم معاویہ کو کوئی تنبیہ نہیں کرتے ہو۔“

(اس گفتگو کے بعد) حضرت علیؑ دہاں سے چلے گئے اور پھر حضرت عثمان نکلے اور منبر پر بیٹھ کر

یوں کہا :-

تنقید کرنے کی مذمت | ہر چیز کے لیے کوئی مصیبت ہوتی ہے اور ہر کام میں کوئی نہ کوئی دشواری ہوتی ہے چنانچہ اس امت (اسلامیہ) کے لیے باعثِ مصیبت اور آفت * نکتہ جہیں اور طعن و تشنیع کرنے والے وہ لوگ ہیں جو دیکھنے میں نہیں بہت اچھے معلوم ہوں گے مگر ان کی پوشیدہ باتیں ہتھیں ناگوار معلوم ہوں گی اور وہ ہتھاری تکالیف پر خوش ہونگے وہ اس کے پیچھے لگ جائیں گے۔ جو زور سے چیخے چلائے گا۔ وہ گندلا پانی پیئیں گے اور ہر گندے مقام پر پہنچیں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ہر کام میں ناکام ہو چکے ہیں اور معاش کے تمام ذرائع ان کے لیے مسدود ہو چکے ہیں۔

حضرت عمر کا تشدد | دیکھو بخدا تم نے ایسی باتوں پر نکتہ چینی کی ہے جن کی عمر بن خطاب کے زمانہ میں تائید کرتے تھے۔ حالانکہ عمر نے ہتھیں پاؤں سے روندنا تھا اپنے ہاتھوں سے مارا تھا اور اپنی زبان سے ہتھاری خبر لی تھی۔ مگر تم طوعاً و کرہاً ان کے مطیع و فرمانبردار رہتے ہو اس کے مقابلے میں ہتھارے ساتھ نرم رہا۔ ہتھارے سامنے سر جھکا دیا۔ اپنے ہاتھ اور زبان کو تم سے روک رکھا۔ مگر تم مجھ پر دلیر ہوتے گئے۔ دیکھو بخدا میرے حامیوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے جو عزت والے ہیں اور ہر وقت میری مدد کے لیے مستعد ہیں۔ میں نے ہتھارے مد مقابل لوگ تیار کر رکھے ہیں تم نے مجھے مجبور کیا ہے کہ میں اپنے اخلاق اور عادات کو تبدیل کروں تیرے لیے لب و لہجہ کو تبدیل کروں جسے میں اچھا نہیں سمجھتا۔..... اور

مروان کی دھمکی | اس کے بعد مروان بن حکم کھڑے ہو کر کہنے لگا۔ ”اگر تم چاہو تو ہم ہتھارے اور اپنے درمیان تلوار کے ذریعہ فیصلہ کر سکتے ہیں۔“

اہل مصر کے وفد کی حضرت عثمان سے ملاقات | حضرت عثمان نے سنا کہ اہل مصر کا ایک وفد آیا ہے اس وقت عثمان

مدینہ سے باہر ایک گاؤں میں مقیم تھے وہ لوگ اس گاؤں میں گئے جب وہ عثمان کے پاس آئے انھوں نے محفوظ چیرا گا ہوں پر اعتراض کیا جس کا جواب حضرت عثمان نے انھیں دیا..... اس کے بعد انھوں نے دوسری باتوں پر اعتراض کیا جن سے آپ گریز نہ کر سکے تو حضرت عثمان نے کہا ”میں اللہ سے بخشش کا طلب گار ہوں اور اس سے توبہ کرتا ہوں اس کے بعد عثمان نے کہا، تم لوگ کیا چاہتے ہو؟ اس پر انھوں نے عثمان سے عہد و پیمان لیا اور کوئی شرط بھی لکھوائی۔ آپ نے ان کے ساتھ یہ معاہدہ کیا کہ وہ نافرمانی نہیں کریں گے۔ اور جماعت سے الگ نہیں ہوں گے جب تک کہ

عثمان ان کی شرائط کی پابندی کرتے رہیں گے۔

قاصد کی گرفتاری | بہر حال مصری وفد رضامند ہو کر لوٹا ابھی وہ راستے ہی میں تھے کہ انھوں نے ایک سوار کو دیکھا کہ جو کبھی ان کے سامنے آتا تھا اور کبھی الگ ہو جاتا

تھا پھر لوٹ کر آتا اور پھر چلا جاتا تھا۔

انھوں نے اس سوار سے پوچھا کیا بات ہے کیا تم کسی اہم کام پر جا رہے ہو اس نے کہا میں امیر المومنین کا قاصد ہوں اور مصر کے حاکم کے پاس جا رہا ہوں،

ان لوگوں نے اس کی تلاشی لی تو انھیں حضرت عثمان کا سر بہر خط ملا جو انھوں نے اپنے حاکم مصر کو لکھا تھا اس میں سے ایک یہ حکم دیا گیا تھا کہ ان لوگوں کو سولی پر لٹکا دو یا انھیں قتل کر دو یا مخالف سمت سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دو۔ یہ دیکھ کر وہ مدینہ واپس آئے اور حضرت علیؑ کے پاس آکر کہنے لگے کیا آپ نے اس دشمن خدا کو دیکھا ہے جس نے ہمارے بارے میں ایسی باتیں لکھی ہیں، اللہ نے اب اس کا خون حلال کر دیا ہے آپ ہمارے ساتھ اس کے پاس چلیے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا بخدا میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا.....

پھر یہ لوگ خود حضرت عثمان کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کیا آپ نے ہمارے بارے میں ایسی باتیں لکھیں ہیں۔ حضرت عثمان نے کہا تم میرے خلاف دو مسلمانوں کی شہادتیں لاؤ یا مجھ سے حلف اٹھواؤ اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ میں نے یہ خط نہیں لکھا اور نہ ہی میں نے لکھوایا ہے۔

طبری کہتا ہے واقعی نے مصریوں کی آمد کے بارے میں بہت سی باتیں تحریر کی ہیں ان میں سے کچھ باتوں کا میں نے تذکرہ کیا ہے اور کچھ روایات ایسی ہیں جن کو بیان کرنا میں پسند نہیں کرتا ہوں۔

ایسی ہی ایک روایت ابو حنوفہ بن مسور نے بیان کی ہے کہ عمرو بن عاص کی معزولی | عاص عثمان کی طرف سے مصر کا حاکم تھا۔ حضرت عثمان نے اسے خراج سے معزول کر کے نماز پڑھانے پر مقرر کر رکھا تھا۔ اور عبداللہ بن سعد کو خراج کا حاکم بنا دیا۔ پھر دونوں چیزوں پر عبداللہ بن سعد ہی کو مقرر کیا تو عمرو عاص مدینہ آیا اور حضرت عثمان پر اعتراض کرنے لگا۔ اس بنا پر حضرت عثمان نے اسے تنہائی میں بلوا کر پوچھا اے ابن نابغہ (عمرو عاص) تم کتنی جلدی اپنے جلمے پھینک دے پھوٹنے لگے ہو تم مجھ پر طعن و تشنیع کرتے ہو تم مختلف شکلیں بدلتے رہے ہو بخدا اگر

تھارے اندر بغض و کینہ نہ ہوتا تو تم ایسی باتیں نہ کرتے۔

عمر وعاص نے کہا عوام جو باتیں کرتے ہیں اور جنہیں وہ اپنے حکام کے پاس پہنچاتے ہیں ان میں سے اکثر جھوٹ ہوتی ہیں اس لیے اے

عمر وعاص کا جواب

امیر المومنین! آپ اپنی رعایا کے حقوق کے بارے میں خدا سے ڈریے۔
حضرت عثمان نے کہا بخدا میں نے تمھاری کمزوریوں اور شکایات کی کثرت کے باوجود تمھیں حاکم مقرر کیا۔ عمر وعاص نے کہا میں حضرت عمر بن الخطاب کے زمانہ میں بھی حاکم تھا۔ وہ آخر دم تک مجھ سے خوش رہے۔

حضرت عثمان نے کہا اگر میں بھی اسی طرح باز پرس کرتا جس طرح حضرت عمر تم سے باز پرس کرتے تھے تو تم سیدھے رہتے مگر میں نے تمھارے ساتھ ترمی اختیار کی تو تم مجھ پر گستاخ ہو گئے۔ بخدا میں دور جاہلیت میں بھی تم سے محترم تھا اور خلیفہ بننے سے پہلے بھی میری بہت عزت تھی۔

عمر وعاص نے کہا آپ ان باتوں کو چھوڑیے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس دور جاہلیت کا تذکرہ

نے ہمیں حضرت محمدؐ کے ذریعہ عزت بخشی اور ان کے ذریعہ ہمیں ہدایت دی۔ ورنہ میں عاصی بن وائل کو بھی دیکھ رہا تھا اور آپ کے باپ عفان کو بھی دیکھا تھا بخدا عاصی آپ کے باپ سے زیادہ شریف تھا، اس پر حضرت عثمان شرمندہ ہو گئے اور کہنے لگے تمہیں دور جاہلیت کا تذکرہ نہیں کرنا چاہیے اس کے بعد عمر وعاص تو چلا گیا اور مروان آکر کہنے لگا۔

اے امیر المومنین! اب آپ اس مرتبہ پر پہنچ گئے ہیں کہ عمر وعاص آپ کے والد کا ذکر کرتا ہے۔ حضرت عثمان نے کہا جانے بھی دو جو کوئی دوسرے لوگوں کے باپ دادا کا تذکرہ کرتا ہے تو دوسرے بھی اس کے باپ دادا کا تذکرہ کریں گے۔

مروان کی ملامت

راوی کا بیان ہے کہ جب عمر وعاص وہاں سے نکلا تو وہ حضرت عثمان سے بہت عداوت رکھنے لگا۔ کبھی وہ حضرت علیؑ کے پاس جا کر انھیں حضرت عثمان کے خلاف بھڑکاتا کبھی زبیر اور طلحہ کے پاس جا کر ان کے سامنے حضرت عثمان کے خلاف باتیں کرتا تھا کبھی وہ حاجیوں کے پاس آکر انھیں حضرت عثمان کی نئی نئی باتوں کی خبریں سناتا۔

مخالفانہ پروپیگنڈہ

جب حضرت عثمان کے خلاف پہلا محاصرہ ہوا تو عمر وعاص مدینہ سے نکل کر فلسطین میں قیام

فلسطین چلا گیا اور وہاں السبع کے مقام پر اپنے قصر عجلان میں مقیم ہو گیا وہ کہتا تھا ”ابن عفان کے بارے میں عجیب و غریب خبریں ہمیں عنقریب موصول ہوں گی“

ایک دن وہ اپنے محل میں اپنے دونوں بیٹوں محمد، عبداللہ اور سلامت بن روح
قتل کی خبر | جذامی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں وہاں سے ایک سوار گزرا۔ عمرو عاص نے
 اسے پکار کر پوچھا ”کہاں سے آرہے ہو؟“

وہ بولا ”مدینہ سے“
 عمرو نے پوچھا ”اس شخص (عثمان) کا کیا حال ہے؟“
 سوار بولا ”میں نے انھیں شدید محاصرہ میں جھپوڑا تھا“ ابھی وہ وہیں بیٹھے ہوئے تھے، کہ
 دوسرا سوار گزرا۔ عمرو نے اسے بھی پکار کر پوچھا ”اس شخص (عثمان) کا کیا حال؟“
 اس نے کہا ”وہ قتل کر دیئے گئے“
 اس پر عمرو عاص نے کہا ”میں میں ہی ہوں“

”جب میں کسی زخم کو چھپڑتا ہوں تو اسے پھوڑ دیتا ہوں میں اس کے خلاف
مخالفت کا اقرار | لوگوں کو بھڑکاتا رہا یہاں تک کہ میں نے پہاڑ کی چوٹی پر بکریوں کے چرانے
 والے چرواہے کو بھی اس کے خلاف بھڑکایا“

اس پر سلامت بن روح جذامی نے کہا:-
 ”اے قریش کے لوگو! تمھارے اور عرب کی دوسری قوم کے درمیان ایک مضبوط دروازہ
 تھا جسے تم نے توڑ دیا۔ تم نے ایسا کیوں کیا؟“ ہم یہ چاہتے ہیں کہ باطل کے
 بچے سے حق کو چھڑالیا جائے اور لوگوں کو حق حاصل کرنے کے کیساں مواقع فراہم ہوں“
 عمرو عاص کا نکاح حضرت عثمان کی سوتیلی بہن ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط
 سے ہوا تھا مگر جب حضرت عثمان نے اسے معزول کر دیا، تو اس نے اسے
بیوی کو طلاق | طلاق دے دی۔

عبداللہ بن محمد کی روایت ہے کہ محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ مصر میں حضرت
مصر والے | عثمان کی مخالفت کرتے تھے۔ پھر محمد بن ابی بکر واپس آ گئے اور محمد بن ابی حذیفہ
 مصر میں مقیم ہو گئے۔

جب مصریوں کا وفد روانہ ہوا تو عبدالرحمن بن اوس بلوی پانچ سو افراد کو لے کر نکلا انھوں نے
 ظاہر یہ کیا کہ وہ عمرہ ادا کرنے جا رہے ہیں یہ لوگ ماہِ رجب میں روانہ ہوئے تھے۔

اصل مقصد | عبداللہ بن سعد نے ایک قاصد بھیجا جو گیارہ دن تک چلتا رہا تاکہ حضرت عثمان کو اطلاع دے کہ ابن عدس اور اس کے ساتھی آپ کے پاس آ رہے ہیں

اور محمد بن ابی حذیفہ نے ان کو عجز و تنک جا کے رخصت کیا ہے اور پھر وہ واپس آ گیا ہے محمد نے بظاہر تو یہ کہا کہ یہ لوگ عمرے کے لیے جا رہے ہیں مگر پوشیدہ طور پر بتایا کہ یہ لوگ اپنے خلیفہ کے پاس جا رہے ہیں اگر وہ دستبردار ہو گئی تو بہتر ورنہ اس کو قتل کر دیں گے۔

قتل کی افواہ | جب یہ لوگ ذوجنب کے مقام پر پہنچے تو یہ خبر موصول ہوئی کہ اگر حضرت عثمان (خلافت سے) دستبردار نہ ہوئے تو وہ انھیں قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ان لوگوں کا قاصد حضرت علیؑ، طلحہ اور عمار یا سر کے پاس رات کے وقت آیا محمد بن ابی حذیفہ نے بھی ان کے ساتھ حضرت علیؑ کو ایک خط بھیجا تھا چنانچہ وہ خط لے کر حضرت علیؑ کے پاس آئے، جو کچھ اس میں لکھا تھا وہ معلوم نہیں ہو سکا۔

انھیں واپس لوٹانے کی کوشش | جب حضرت عثمان نے یہ حالات دیکھے تو وہ حضرت علیؑ کے گھر پہنچے اور جب ان کے گھر کے اندر داخل ہوئے تو

یہ کہا اے میرے چچا زاد بھائی! آپ میرے قریبی رشتہ دار ہیں اس لیے میرا آپ پر حق بنتا ہے آپ ان لوگوں کا حال دیکھ رہے ہیں وہ کل صبح میرے پاس پہنچنے والے ہیں مجھے معلوم ہے کہ یہ لوگ آپ کی بڑی عزت و احترام کرتے ہیں اور آپ کی بات سنتے ہیں اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ ان کے پاس سوار ہو کر جائیں اور انھیں واپس بھیج دیں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے پاس آئیں اس طرح ان کی جرأت بڑھ جائے گی اور دوسرے لوگوں پر بھی اس کا اچھا اثر نہیں پڑے گا۔

حضرت علیؑ کا جواب | حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں کس بنیاد پر انھیں واپس بھیجاؤں۔ حضرت عثمان نے کہا اس بنیاد پر کہ میں آپ کے مشوروں پر عمل کروں گا، اور

آپ کی رائے کے مطابق چلوں گا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا میں بار بار آپ کو مشورہ دیتا رہا اور ہر موقع پر ہماری گفت و شنید ہوتی ہے۔ مگر ہر موقع پر آپ مروان بن حکم اور سعید بن عاص، ابن عامر اور معاویہ کے مشوروں پر عمل کرتے رہے اور میرے مشورے کی مخالفت کرتے رہے حضرت عثمان نے کہا اب میں آپ کی بات مانوں گا اور ان کی بات تسلیم نہیں کروں گا۔

اہل مصر کی واپسی | بہر حال حضرت علیؑ اہل مصر کے پاس سوار ہو کر گئے اور انھیں واپس بھیج دیا۔

محمد بن مسلمہ بیان کرتے ہیں۔

محمد بن مسلمہ کی گفتگو

”ہم نے ذوق شہد کے مقام کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک یہ لوگ مصر جانے کے لیے سوار نہیں ہوئے اس موقع پر مجھے عبدالرحمن بن عدیس کا یہ قول فراموش نہیں ہوا جب اس نے کہا:۔“

”اے ابو عبدالرحمن! کیا آپ ہمیں کوئی نصیحت کریں گے؟“ میں نے کہا:۔

”آپ اللہ سے ڈریں جو کیتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ آپ اہل مصر کو نصیحت | کے آگے جو آئیں انھیں واپس کر دیں۔ کیونکہ ہمارے خلیفہ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ آئندہ ایسے کام نہیں کریں گے ابن عدیس نے کہا انشاء اللہ میں ایسا ہی کروں گا۔ اس کے بعد یہ لوگ بھی مدینہ واپس آ گئے۔“

جب حضرت علیؑ، حضرت عثمانؓ کے پاس واپس آئے تو انھوں نے یہ اطلاع دی کہ یہ لوگ واپس چلے گئے ہیں۔ پھر حضرت علیؑ نے انھیں مخاطب کر کے فرمایا:۔

”تم جان لو کہ میں تمہیں بارہا سمجھا چکا ہوں“ یہ کہہ کر وہ اپنے گھر چلے گئے۔“ اس دن حضرت عثمانؓ خاموش رہے دوسرے دن مروان ان کے پاس آیا اور کہنے لگا آپ تقریر کریں اور لوگوں کو مطلع کریں کہ اہل مصر چلے گئے ہیں کیونکہ انھیں اپنے خلیفہ کے بارے میں جو اطلاع ملی تھی وہ جھوٹ تھی۔ آپ کا خطبہ دور دراز کے ملکوں تک پہنچ جائے گا اس سے پہلے کہ لوگ اپنے شہروں سے آپ کے پاس آئیں اور اس وقت اس قدر لوگ آجائیں گے کہ انھیں آپ لوٹنا نہیں سکیں گے۔ حضرت عثمانؓ نے نکل کر تقریر کرنے سے انکار کر دیا۔ مروان اصرار کرتا رہا یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ باہر نکلے اور منبر پر بیٹھ کر اللہ کی حمد و ثنا کی بھر کہا:۔

”مصر کے ان لوگوں تک اپنے خلیفہ کے بارے میں کچھ باتیں پہنچی تھیں جب انھیں یقین ہو گیا کہ جو اطلاع ملی تھی وہ جھوٹ ہے | حضرت عثمانؓ کا اعلان | تو وہ اپنے ملک کی طرف لوٹ گئے۔“

عمر و عاص نے مسجد کے ایک گوشہ سے پکار کر کہا اے عثمان! آپ اللہ سے ڈریں اور توبہ کریں ہم بھی آپ کے ساتھ توبہ کریں گے۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا تم ابھی تک جلے پیچھو لے توڑ رہے ہو بخدا تم اپنے

کام سے معزول ہونے کے بعد سے یہی حرکتیں کر رہے ہو۔“

حضرت عثمان کا توبہ کرنا | دوسرے گوشہ سے بھی یہی آواز آئی آپ اللہ سے توبہ کریں اور توبہ کا اظہار بھی کریں تاکہ لوگ (آپ کی مخالفت سے) باز آئیں

اس پر حضرت عثمان نے اپنے ہاتھ بڑھا کر اور قبلہ رو ہو کر فرمایا ”اے اللہ میں توبہ کرنے والوں میں سے پہلا شخص ہوں جو تیرے سامنے توبہ کرتا ہے اس کے بعد عثمان اپنے گھر واپس چلے گئے۔“

عمر و فلسطین میں قیام | عمر و عاص مدینہ سے چل کر فلسطین میں اپنے گھر رہنے لگا، وہ کہا کرتا تھا بخدا جب میں کسی چرواہے سے بھی ملاقات کرتا ہوں

تو اسے بھی ان (حضرت عثمان) کے برخلاف بھڑکاتا ہوں۔

اعلانیہ اظہار کا مشورہ | محمد بن عمر کی روایت ہے کہ جب اہل مصر واپس چلے گئے اور حضرت علیؓ

لوگ سن کر آپ کے حق میں گواہی دے سکیں اور اللہ کے سامنے بھی ظاہر ہو کر آپ کے دل میں توبہ استغفار کی کہاں تک گنجائش ہے کیونکہ ملک میں آپ کی مخالفت پھیل چکی ہے اس لیے مجھے اندیشہ ہے کہ شاید کوفہ سے کوئی قافلہ آئے اس وقت تم پھر آکر کہو۔ اے علیؓ آپ ان کے پاس سوار ہو کر جاؤ تو ایسے موقع پر میں وہاں نہیں جاؤں گا اور نہ کوئی عذر سنوں گا کیونکہ بہت ممکن ہے کہ بصرہ سے بھی کوئی قافلہ آئے اس وقت پھر تم آکر کہو گے اے علیؓ! آپ ان کے پاس سوار ہو کر جائیں اب اگر میں اس پر عمل نہیں کروں گا تو تم یہ خیال کرو گے کہ میں نے تمہارے ساتھ صلہ رحمی نہیں کی اور تمہاری حق تلفی کی ہے۔ اس کے بعد حضرت عثمان نکلے اور انھوں نے وہ خطبہ دیا جس میں انھوں نے معافی مانگی تھی اور لوگوں کے سامنے توبہ کا اظہار بھی کیا تھا۔

حضرت عثمان کا خطبہ | انھوں نے حمد و ثنا کے بعد یہ کہا اے لوگو! ”تم میں سے جس کسی نے

نکتہ چینی کی ہے اس سے میں ناواقف ہوں لیکن جو کام میں نے کیے ہیں ان سے میں واقف ہوں البتہ مجھے میرے نفس نے درغلایا اور دھوکہ دیا تھا جس کی وجہ سے میری عقل جاتی رہی تھی۔“ بہر حال میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے سنا:

توبہ و استغفار | ”جو لغزش کرے وہ توبہ کرے اور جو غلطی کرے وہ بھی توبہ کرے اور ہلاکت میں بڑھتا نہ جائے کیونکہ ظلم و ستم میں جو اضافہ کرے گا وہ راہِ راست سے دور ہوتا جائے گا۔ اس لیے میں سب سے پہلے نصیحت قبول کرتا ہوں میں اللہ سے اپنے کاموں کی معافی مانگتا

ہوں اور اس کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

مروان کی شرارت

جب حضرت عثمان منبر سے اترے تو انھوں نے اپنے گھر میں مروان ،

سجید بن عاص اور بنو امیہ کے کچھ افراد کو پایا یہ لوگ اس خطبہ کے موقع پر موجود نہ تھے جب عثمان بیٹھ گئے تو مروان نے کہا اے امیر المومنین! کیا میں کچھ عرض کروں یا خاموش رہوں؟

نائلہ کی مخالفت

حضرت عثمان کی بیوی نائلہ بنت فرافضہ نے کہا آپ خاموش رہیے کیونکہ یہ لوگ بخدا انھیں قتل کر دیں گے اور گناہ گار سمجھیں گے انھوں نے ایسی

گفتگو کی ہے جس پر انھیں پابند رہنا چاہیے۔

مروان ان کی بیوی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا تمھارا

مروان اور نائلہ کی باہم سخت کلامی

اس بات سے کیا تعلق ہے بخدا تمھارا باپ جب

فوت ہوا تب تک اسے اچھی طرح وضو کرنا بھی نہیں آتا تھا۔ وہ بولیں اے مروان! تم باپ دادا کا ذکر نہ چھیڑو، تم میرے باپ کی غیر موجودگی میں ان کے خلاف دروغ گوئی سے کام لیتے ہو اور تمھارا باپ بھی تمھاری مداخلت نہیں کر سکتا اگر وہ (حکم) ان کا چچا نہ ہوتا اور اس بات سے انھیں صدمہ نہ پہنچتا تو میں اس کے بارے میں صحیح اور سچی باتیں کرتی۔ مروان نے اس خاتون سے کنارہ کشی کرتے ہوئے کہا:

”اے امیر المومنین! کیا میں کچھ عرض کروں یا خاموش رہوں؟“ عثمان نے کہا

مروان کا غلط مشورہ

کہو۔ مروان کہنے لگا تم میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں بخدا میں یہ

چاہتا تھا کہ آپ یہ گفتگو اس وقت کرتے جب آپ بالکل محفوظ اور طاقتور تھے۔ اس وقت میں سب

سے پہلے اس بات سے خوش ہوتا اور تعباؤں کرتا مگر آپ نے یہ بات اس وقت کہی ہے

جب پانی سر سے گزر چکا ہے، سیلاب کا بند ٹوٹ چکا ہے اور ذلیل افراد ذلیل طریقوں پر اتر

آئے ہیں خدا کی قسم اس موقع پر کسی غلطی پر قائم رہنا جس کی (آگے چل کر) آپ اللہ سے معافی مانگیں اس

توبہ سے بہتر ہے جس کا آپ اندیشہ کر رہے ہیں اور اگر آپ چاہتے تو توبہ کے ذریعہ تقرب حاصل کرتے

مگر غلطی کا اظہار نہ کرتے۔

اب آپ کے دروازے پر بہت بڑی تعداد میں لوگ جمع ہو گئے ہیں حضرت عثمان نے کہا تم جا کر ان

گفتگو کرو کیونکہ مجھے ان سے گفتگو کرتے شرم محسوس ہو رہی ہے۔

اس پر مروان دروازے سے باہر نکلا جبکہ لوگ ایک دوسرے پر (ہجوم کی وجہ سے) سوار تھے۔

مجمع کا اخراج

مروان نے کہا ”کیا بات ہے تم لوگ، ایسے۔ اکٹھے ہوئے ہو جیسے تم لوٹ مار کے لیے آئے ہو اور ہمارے مامقوں سے ہماری حکومت چھیننے آئے ہو یہاں سے نکل جاؤ بخدا اگر تم نے ایسا قصد کیا تو ہم تم سے ایسا سلوک کریں گے جو تمہیں پسند نہ ہو گا اور اس کا انجام برا ہو گا۔ تم اپنے گھروں کی طرف واپس جاؤ کیونکہ بخدا ہم لوگ مغلوب اور عاجز نہیں ہیں۔“

یہ سن کر لوگ واپس چلے گئے کچھ لوگ حضرت علیؑ کے پاس آئے اور انھیں یہ باتیں بتائیں یہ سن کر حضرت علیؑ عثمان کے پاس غضبناک حالت میں آئے اور فرمایا

”کیا تم مروان سے مطمئن ہو وہ تمہاری عقل اور دین کو خراب کر کے چھوڑے گا اس کے سامنے تم ایک سواری کیلئے اونٹ کی طرح

ہو وہ جس طرح چاہتا ہے تمہیں ہنکاتا ہے بخدا مروان عقل مند اور دیندار نہیں ہے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمہیں ”ہلاکت کی طرف“ لے جائے گا جہاں سے تم نکل نہیں سکو گے اب میں اس کے بعد تمہیں مشورہ دینے کے لیے کبھی نہیں آؤں گا کیونکہ تم مغلوب اور ناچار ہو گئے ہو۔“

جب حضرت علیؑ چلے گئے تو حضرت عثمان کی بیوی نائلہؓ آکر پوچھنے لگی کیا میں کچھ کہوں یا خاموش رہوں؟ عثمانؓ نے کہا کہو۔ وہ کہنے لگیں میں نے حضرت علیؑ کی

آپ سے گفتگو سنی ہے کہ اب وہ آپ کے پاس دوبارہ نہیں آئیں گے کیونکہ آپ مروان کا مشورہ مانتے ہیں وہ جس طرف چاہے آپ کو لے جاتا ہے حضرت عثمانؓ نے کہا ”پھر میں کیا کروں؟“ وہ کہنے لگی آپ اللہ سے ڈریں جو کیتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے نیز آپ اپنے دونوں پیشرو ”خلفاء“ کے طریقے یہ چلیں، کہ اگر آپ مروان کا کہہ مانیں گے تو وہ آپ کو مروا ڈالے گا کیونکہ عوام میں مروان کی کوئی قدر و منزلت اور وقعت نہیں ہے اور عوام نے مروان کی وجہ سے آپ کو چھوڑ رکھا ہے لہذا آپ حضرت علیؑ کو بلا بھیجیں، اور ان سے صلح کر لیں کیونکہ آپ کی ان سے رشتہ داری بھی ہے اور لوگ ان کی بات بھی مانتے ہیں۔“

چنانچہ حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؑ کو بلا بھیجا مگر انھوں نے آنے سے انکار کر دیا اور فرمایا ”میں نے انھیں مطمح کر دیا تھا کہ اب میں نہیں آؤں

گا۔ مروان کو معلوم ہوا کہ نائلہؓ نے اس کے خلاف کوئی بات کی ہے تو وہ حضرت عثمانؓ کے پاس آیا اور ان کے سامنے بیٹھ گیا اور کہا کیا میں کچھ عرض کروں۔ یا خاموش رہوں؟ حضرت عثمانؓ نے کہا، کہو۔ وہ کہنے لگا بنت فرافضہ (نائیلہ)..... اس پر حضرت عثمانؓ نے اس کا کلام قطع کرتے ہوئے کہا

”تم اس کے بارے میں ایک لفظ بھی نہ کہو ورنہ میں تمہاری خبر لوں گا کیونکہ وہ میری تم سے زیادہ مخلص ہے۔ اس پر مروان کچھ بول نہ سکا

عبدالرحمن بن اسود بن عبدغوث نے مروان کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ”اللہ مروان کے ساتھ برا سلوک کرے،

حضرت عثمان لوگوں کے سامنے گئے تو انھوں نے انھیں رضامند کر لیا وہ منبر پر اس قدر روئے کہ لوگوں کو رلا دیا میں نے خود دیکھا کہ حضرت عثمان کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی تھی اور وہ یہ کہہ رہے تھے،
اللَّهُمَّ إِنِّي أَتُوبُ إِلَيْكَ

(اے اللہ! میں تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں انھوں نے یہ الفاظ تین مرتبہ دہرائے۔)

عثمان کی عاجزانہ درخواست | خدا کی قسم اگر حق مجھے ایسی حالت میں لوٹا دے کہ میں غلام بن جاؤں تو میں اس پر بھی راضی رہوں گا جب میں اپنے گھر جاؤں تو تم لوگ میرے پاس آؤ بخدا میں تم سے ردپوش نہیں رہوں گا۔ بلکہ تمہیں رضامند رکھوں گا بلکہ تمہاری رضامندی سے زیادہ کام کروں گا۔ مروان اور اس سے متعلقہ افراد کو الگ کر دوں گا۔

رائے میں تبدیلی | مگر جب گھر گئے اور گھر کا دروازہ کھول کر وہ گھر میں داخل ہوئے تو مروان ان کے پاس آگیا اور انھیں اونچ نیچ سمجھاتا رہا یہاں تک کہ اس نے انھیں اپنے ارادہ سے باز رکھا اور ان کی رائے تبدیل کر دی۔ چنانچہ عثمان شرمندگی کی وجہ سے گھر میں رہے اور واپس نہیں آئے۔

مروان کا غلط رویہ | (ان کی بجائے) مروان لوگوں کے پاس گیا اور کہا ”تم لوگ اپنے اپنے گھر چلے جاؤ اگر امیر المؤمنین کو کسی سے کوئی کام ہوگا تو اسے بلا لیا جائے گا ورنہ وہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے گا۔“

حضرت علی کا استفسار | عبدالرحمن بن اسود راوی (بیان کرتا ہے) میں حضرت علی کے پاس گیا تو وہ نبی کریم کے مزار اور منبر کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس عمار بن یاسر اور محمد بن ابی بکر بیٹھے ہوئے تھے دونوں کہہ رہے تھے

”مروان نے لوگوں سے ایسی ایسی باتیں کہی ہیں۔“
اس پر حضرت علی میری طرف متوجہ ہو کر پوچھنے لگے ”کیا تم حضرت عثمان کے خطبہ کے دقت موجود تھے؟“

میں نے کہا ”جی ہاں“

پھر پوچھا ”کیا تم اس وقت بھی موجود تھے جب مروان نے لوگوں سے گفتگو کی تھی“
میں نے کہا ”جی ہاں“۔ اس پر حضرت علیؑ نے فرمایا :-

”خدا کی پناہ اگر میں گھر میں بیٹھا رہتا ہوں تو وہ (عثمان) کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے
چھوڑ دیا ہے اور رشتہ داری کا خیال نہیں کیا اگر کچھ بولتا ہوں اور وہ کچھ کام کرنے
کا ارادہ کرتے ہیں تو مروان انھیں آلہ کار بنا کر جیسا چاہتا ہے ان سے کام کرتا ہے حالانکہ
وہ عمر رسیدہ صبیہ ہیں اور رسول اللہؐ کے صحبت یافتہ بھی نہیں۔“

اس عرصے میں حضرت عثمان کا قاصد یہ پیغام لے کر آیا ”آپ میرے پاس آئیں“۔ حضرت
علیؑ نے غیظ غضب کی حالت میں نہایت اونچی آواز میں جواب دیا
”اب میں ان کے پاس نہیں آؤں گا“
قاصد یہ جواب سن کر واپس چلا گیا۔

عبدالرحمن کہتے ہیں ”اس واقعے کے دو دن بعد میں نے حضرت عثمان سے ملاقات کی تو میں نے
انھیں افسردہ حالت میں دیکھا۔ میں نے ان کے غلام نائل سے پوچھا امیر المؤمنین کہاں سے آئے ہیں؟
وہ بولا حضرت علیؑ کے پاس گئے تھے لہذا میں صبح کے وقت حضرت علیؑ کے پاس گیا اور ان کے پاس بیٹھا
حضرت علیؑ نے مجھ سے فرمایا :-“

”کل حضرت عثمان میرے پاس آئے تھے اور وہ کہتے تھے
حضرت علیؑ کی گفتگو!“

”میں دوبارہ یہ کام نہیں کروں گا اور آپ کے مشورے پر عمل
کروں گا“ میں نے کہا :- ”آپ نے منبر رسولؐ پر تقریر کی تھی اور اپنی طرف سے وعدہ کیا تھا پھر جب
آپ اپنے گھر گئے تو مروان نے آپ ہی کے دروازے سے نکل کر لوگوں کو گالیاں دیں اور انھیں تکلیف
پہنچائی اس پر وہ یہ کہتے ہوئے لوٹ گئے ”آپ نے رشتہ داری ختم کر دی اور مجھے ذلیل و رسوا
کر کے لوگوں کو میرے خلاف دلیر کر دیا ہے“ میں نے کہا ”میں لوگوں کو تنہا راری مخالفت سے روکتا ہوں
مگر جب میں تنہا رہے پاس آتا ہوں اور تم کسی بات پر رضامند ہو جاتے ہو تو اس کی بجائے مروان کی
بات سن کر اس پر عمل کرتے ہو اس کے بعد وہ اپنے گھر چلے گئے بعد ازاں میں نے حضرت علیؑ کو الگ تنہا
دیکھا اور ان کے کاموں میں کوئی دخل نہیں دیتے تھے۔“

خطبہ میں ہنگامہ | اسماعیل بن محمد کی روایت ہے کہ حضرت عثمان جمعہ کے دن منبر پر گئے اور اللہ کی حمد و ثنا کرتے رہے اتنے میں ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا، آپ کتاب اللہ (کے احکام) پڑھ کر اٹھیں حضرت عثمان نے کہا بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گیا۔ اس طرح وہ دو تین مرتبہ کھڑا ہوا اور حضرت عثمان نے اسے تین مرتبہ بیٹھ جانے کا حکم دیا اس کے بعد لوگوں نے اس قدر کنکر اور پتھر پھینکے کہ آسمان دکھائی نہیں دیتا تھا۔ حضرت عثمان منبر پر سے گر پڑے انھیں اٹھا کر لوگ گھر لے گئے اور وہ بے ہوش ہو گئے تھے۔

آیت کی تلاوت | اتنے میں حضرت عثمان کا ایک دربان قرآن کریم کا نسخہ لے کر نکلا اور وہ یہ آواز بلند یہ آیت تلاوت کر رہا تھا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَوْلُوْا دِيْنَهُمْ وَاَكَانُوْا شَيْعَةً لِّسَنَتِ مِّنْهُمْ فِىْ شَيْءٍ اِنَّمَا اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ
(حقیقت میں جن لوگوں نے اپنے دین میں تفریق پیدا کی اور مختلف فرقے بن گئے (اپنے پیغمبر،)
مختار ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کا معاملہ اللہ کے سامنے پیش ہو گا)

نبی امیہ کی گستاخی | جب حضرت عثمان اپنے گھر میں بے ہوش تھے تو حضرت علی بن ابی طالب وہاں گئے اس وقت عثمان کے چاروں طرف بنو امیہ جمع تھے حضرت علیؑ نے پوچھا کیا حال ہے آپ کا؟ اس وقت بنو امیہ کے تمام افراد حضرت علیؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور بیک آواز کہنے لگے ”اے علیؑ آپ نے ہمیں تباہ کر دیا ہے آپ نے امیر المؤمنین کے ساتھ یہ سلوک کرایا ہے آگاہ رہو اگر آپ کامیاب ہو گئے تو آپ کا زمانہ بھی آپ پر تلخ گزرے گا اس پر (حضرت علیؑ ناراض ہو کر کھڑے ہو گئے) اور چلے گئے۔“

باب ۲

حضرت عثمان کی حکومت

اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان کو کس طرح قتل کیا گیا اور اس کا آغاز کس طرح ہوا اور قتل سے پہلے کس نے اس کی جرات دلوائی اور کس نے اس کام کا آغاز کیا۔

خاندان ہمدانی کی مخالفت | مسور بن مخزومہ کی روایت ہے کہ صدقات کے کچھ اونٹ حضرت عثمان کے پاس آئے آپ نے وہ محکم کے خاندان کے کسی فرد کو بخشش میں دینے کا حکم صادر کیا جب عبدالرحمن بن عوف کو اس کی اطلاع ملی تو انھوں نے مسور بن مخزومہ اور عبدالرحمن بن اسود کو بلوایا اور ان کے ذریعے ان اونٹوں کو دوسرے لوگوں میں تقسیم کر دیا جب کہ حضرت عثمان گھر میں موجود تھے۔

جبلہ بن عمرو ساعدی | عامر بن سعد کی روایت ہے کہ جس نے سب سے پہلے حضرت عثمان سے سخت کلام کیا وہ جبلہ بن عمرو ساعدی تھا ایک مرتبہ حضرت عثمان کے پاس سے گزرے تو عثمان نے سلام کیا۔ لوگوں نے سلام کا جواب دیا تو جبلہ کہنے لگا تم اس شخص کے سلام کا جواب دیتے ہو جس نے یہ یہ کثرت کیے ہیں پھر وہ حضرت عثمان سے مخاطب ہو کر بولا بخدا میں یہ رسی بھاری گردن میں ڈال دوں گا ورنہ تم اپنے ان بھیدیوں کو چھوڑ دو۔ حضرت عثمان نے کہا میرے کون سے بھیدی اور رازدار ہیں میں تو اچھے لوگوں کا انتخاب کرتا ہوں اس نے کہا تم نے مروان کا انتخاب کیا، معاویہ کو پسند کیا۔ عبداللہ بن عامر بن کریم کو ترجیح دی اور عبداللہ بن سعد کا انتخاب کیا ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے خون بہانے کے لیے وحی نازل ہوئی اور رسول اللہ نے ان کا خون بہانا ہر دم و معاف کر رکھا تھا۔

عمرو عاص کا اعتراض | اے امیر المومنین! آپ نے کئی ناخوش گوار باتیں کی ہیں اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ مل کر ان کا ارتکاب کیا ہے آپ تو بہ کریں۔ ہم بھی آپ کے ساتھ

توبہ کریں گے۔

صحابہ کے نام خطوط | محمد بن اسحاق اپنے چچا عبدالرحمن یسار کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان کے یہ حالات دیکھے تو انھوں نے مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے صحابہ کے نام اس قسم کے خطوط لکھے۔

”تم اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلے ہو اور محمدؐ کے دین و مذہب کو غالب کرنا چاہتے ہو مگر تمھارے پیچھے دین محمدؐی تباہ و متروک ہو گیا ہے۔ تم اگر دین محمدؐ کی اصلاح کرو۔“

چنانچہ لوگ ہر طرف سے آگئے اور انھوں نے حضرت عثمان کو قتل کر دیا۔ اور حضرت عثمان نے اپنے عامل مصر عبداللہ بن سعد کے نام جبکہ لوگ مصر کی طرف واپس جانے لگے اور یہ خیال کیا کہ عثمان نے توبہ کر لی ہے ان لوگوں کے بارے میں جو مصر میں ان کے سخت مخالف تھے یہ خط لکھا۔

”تم فلاں فلاں اشخاص کی جب وہ تمھارے پاس آئیں گردن مار دو اور فلاں فلاں کو اور قسم کی سزا دو۔“

ان لوگوں میں کچھ رسول اللہؐ کے صحابہ کرام اور کچھ تابعین میں سے تھے۔ اس خط کا قاصد ابوالاعور بن سیفان سکی تھا جسے حضرت عثمان نے اپنے اونٹ پر سوار کرایا تھا اور اسے حکم دیا تھا کہ وہ ان لوگوں کے پہنچنے سے پہلے مصر پہنچ جائے۔

قاصد سے پوچھ چھچھ | ابوالاعور راستے میں ان لوگوں سے جا ملا۔ انھوں نے اس سے پوچھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے اس نے کہا میں مصر جا رہا ہوں اس کے ساتھ قبیلہ خوان کا ایک شامی شخص بھی تھا جب ان لوگوں نے اسے حضرت عثمان کے اونٹ پر دیکھا، تو اس سے پوچھا کیا تمھارے ساتھ کوئی خط ہے اس نے کہا نہیں پھر پوچھا کس کام کے لیے بھیجے گئے ہو اس نے کہا مجھے کوئی علم نہیں اس پر ان لوگوں نے کہا:-

قاصد کی تلاشی | ”نہ تمھارے پاس کوئی خط ہے اور نہ تمھیں یہ معلوم ہے کہ تم کس مقصد کے لیے بھیجے گئے ہو اس بنا پر تمھارا معاملہ مشتبہ معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ انھوں نے اس کی تلاشی لی اور ایک خشک زنبیل میں خط مل گیا جب انھوں نے خط پڑھا تو اس خط میں بعض لوگوں کے قتل کرنے اور بعض کو جانی و مالی سزا دینے کا حکم لکھا ہوا تھا۔ اس پر یہ سب لوگ مدینہ واپس آگئے

جب ان لوگوں کے واپس آجانے کی خبر مشہور ہوئی تو تمام علاقوں کے لوگ واپس آنے لگے ، اور اہل مدینہ میں بچل پیدا ہو گئی ۔

جب یہ لوگ حضرت عثمان کے پاس گئے اور پوچھا ! ۔ یہ آپ کا غلام ہے **خط سے انکار** | انھوں نے کہا ہاں یہ غلام میرے علم کے بغیر چلا گیا تھا ۔ وہ بولے یہ آپ کا اونٹ ہے ۔ انھوں نے کہا یہ اسے میرے علم کے بغیر میرے گھر سے لے گیا تھا وہ بولے یہ آپ کی مہر ہے انھوں نے کہا کسی دوسرے نے یہ مہر لگا دی ہوگی ۔

جب حضرت عثمان نے یہ حالات دیکھے کہ لوگ ان کے مخالف ہو گئے ہیں تو **معاویہ کو خط** | انھوں نے معاویہ کو شام میں یہ خط لکھ کر بھیجا :-

وَبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۔ حمد و ثنا کے بعد واضح ہو کہ اہل مدینہ نافرمان ہو گئے انھوں نے فرمانبرداری چھوڑ دی ہے اور بغیت توڑ دی ہے اس لیے تم اپنی طرف سے شام کے جنگجو سپاہی تیز رفتار سوار یوں پر جلد بھیجو ۔

جب معاویہ کے پاس یہ خط پہنچا تو وہ حالات کا انتظار کرتا رہا کیونکہ وہ رسول اللہ کے صحابہ کرام کی مخالفت کے اعلانیہ اظہار کو پسند نہیں کرتا تھا اسے ان کے اجتماع کا علم ہو چکا تھا ۔

جب عثمان کو معاویہ کی امداد میں تاخیر محسوس ہوئی تو انھوں نے یزید بن **دیگر حکام کو خطوط** | امین بن کرنا اور دوسرے اہل شام کے نام خطوط تحریر کیے جن میں ان سے امداد طلب کی گئی اور اپنے حقوق بتائے گئے تھے نیز یہ بھی تحریر کیا تھا کہ اللہ بزرگ و برتر نے خلفاء کی اطاعت اور ان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا حکم دیا ہے ۔ حضرت عثمان نے یہ بھی تحریر کیا تھا کہ سب لوگ ان کی امداد کے لیے نہ آئیں بلکہ کچھ دستے آجائیں ۔

حضرت عثمان نے یہ بھی تحریر کیا تھا کہ اہل شام پر ان کے بڑے **فوری امداد کی ضرورت** | احسانات ہیں اور انھوں نے ان کی بڑی خدمت کی تھی ۔ آخر میں یہ تحریر تھا :- ” اگر تم کچھ امدادی فوج بھیج سکتے ہو تو بہت جلد بھیج جائے کیونکہ یہ لوگ میرا جلد خاتمہ کر رہے ہیں “ (شام اور بصرہ سے امدادی فوج کے دستے آئے تو تھے لیکن بروقت نہ پہنچے ، لہذا حضرت عثمان قتل ہو گئے) ۔

حضرت زبیر بیان کرتے ہیں کہ اہل مصر نے سفایا ذو شنب کے مقام سے **قاصد کا اخراج** | حضرت عثمان کو ایک خط لکھا اور ان کا ایک آدمی اس خط کو لے کر حضرت عثمان

پاس پہنچا مگر انھوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ اسے گھر سے نکلوا دیا۔

اہل مصر کا قافلہ | اہل مصر جو حضرت عثمان کی طرف روانہ ہوئے تھے وہ تعداد میں کل چھ سو تھے اور چار دستوں میں منقسم تھے۔ ان کے چار سردار تھے اور پھر سردار کے

پاس ایک جدا گانہ علم تھا۔ ان کی مشترکہ قیادت عمر بن بدیل بن ورقا خزائی کے سپرد تھی۔ جو نبی کریمؐ کے صحابی تھے۔ نیز عبدالرحمن بن عدیس بجلیبی بھی ان کے سپہ سالار اعلیٰ تھے انھوں نے جو خط حضرت عثمان کو لکھا تھا اس کا مضمون یہ تھا۔

حضرت عثمان کے نام خط | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ حمد و ثنا کے بعد واضح ہو کہ اللہ کسی قوم کی حالت میں اس وقت تک تبدیلی پیدا نہیں کرتا جب تک وہ

خود اپنے اندر تبدیلی پیدا نہ کرے اس لیے آپ اللہ کو یاد کریں اور اللہ سے ڈریں آپ کے پاس دنیا ہے اس کے ذریعہ آخرت کی تکمیل کریں اور اپنے آخرت کے حصے کو مشکوک نہ بنائیں ورنہ دنیا بھی آپ کے لیے خوش گوار نہیں رہے گی آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم اللہ کے لیے غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہیں اور اس کے لیے ہم رضامند ہوتے ہیں لہذا ہم اس وقت تک اپنے کندھوں سے تلواریں نیام میں نہیں کریں گے جب تک ہمارے پاس صاف اور واضح طریقہ سے توبہ نامہ نہیں آئے گا یا کھلم کھلا گمراہی کا علم نہیں ہوگا۔ ہم آپ سے صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں اور یہی معاملہ آپ کے سامنے ہے اللہ ہماری معذرت قبول کرنے والا ہے۔ والسلام۔

توبہ کی دعوت | اہل مدینہ نے بھی حضرت عثمان کو خط لکھا جس میں انھیں توبہ کرنیکی دعوت دی۔ وہ اللہ کی قسمیں کھا کر کہہ رہے تھے کہ وہ انھیں نہیں چھوڑیں گے تا آنکہ وہ انھیں قتل کر دیں گے یا وہ انھیں اللہ کا وہ حق جو ان کے ذمہ ہے انھیں عطا کریں۔

حضرت علیؑ سے امداد کا مطالبہ | جب حضرت عثمان کو اپنے قتل کا اندیشہ ہوا تو انھوں نے اپنے خیر خواہوں اور گھروالوں سے مشورہ طلب کیا اور کہا

ان لوگوں نے جو کیا تم دیکھ رہے ہو (اب اس مصیبت سے) نکلنے کا راستہ کیا ہے ان سب نے مشورہ دیا کہ وہ حضرت علیؑ کو بلوائیں اور ان سے درخواست کریں کہ وہ انھیں لوٹا دیں اور وہ جو چاہتے ہیں ان کا مطالبہ پورا کر دیں اس طرح مدت بڑھ جائے گی پھر امداد بھی آجائے گی۔

ایفائے وعدہ | حضرت عثمان نے کہا یہ لوگ ٹال مٹول قبول نہیں کریں گے وہ مجھ سے معاہدہ کریں گے کیونکہ پہلی مرتبہ مجھ سے ایسی باتیں سرزد ہو گئی تھیں اس لیے

اب میں جو وعدہ کروں گا اس کے ایفاء اور پورا کرنے پر وہ اصرار کریں گے۔“

مروان نے کہا اے امیر المومنین انھیں قریب رکھنا تاکہ آپ طاقت ور ہو جائیں
مروان کا مشورہ | یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ قریب رہ کر آپ کا مقابلہ کریں آپ ان کا مطالبہ

مان لیں اور جب تک وہ ٹال مٹول کو برداشت کرتے ہیں ان کے ساتھ ٹال مٹول کرتے رہو کیونکہ انھوں نے
آپ کے خلاف بغاوت کی ہے اس لیے ان کے معاہدہ کی کوئی پابندی نہیں ہے آپ حضرت علی کو
بلا بھیجیں۔ چنانچہ انھیں حضرت عثمان نے بلا یا جب وہ آئے تو ان سے کہا:-

اے ابوالحسن! آپ نے ان لوگوں کی باتیں سن لیں اور میری باتیں
معاہدہ کی پابندی | بھی آپ کو معلوم ہیں اب مجھے ان سے قتل کا اندیشہ ہے اس لیے

آپ انھیں میرے پاس سے لوٹا دیں میں ان کی تمام شکایات ددر کر دوں گا اور اپنی طرف سے اور دوسروں
کی طرف سے ان کے مطالبات پورے کروں گا خواہ اس میں میری جان کا اندیشہ کیوں نہ ہو۔

حضرت علیؑ نے فرمایا عوام اس بات کو ترجیح دیں گے کہ آپ ان کے ساتھ انصاف
وعدہ شکنی | کریں۔ بجا گئے کہ وہ آپ کو قتل کر دیں میرے خیال میں یہ لوگ اس وقت

تک مطمئن نہیں ہوں گے جب تک آپ ان کے مطالبات کو نہ مانیں جب یہ لوگ پہلی دفعہ آئے تھے تو اس
وقت میں نے ان سے پختہ وعدہ کیا تھا کہ آپ ان تمام باتوں سے رجوع کریں جو انھیں پسند ہیں، اور

اس طرح میں نے انھیں آپ کے پاس سے لوٹا دیا تھا۔ مگر آپ نے ان میں سے کوئی بات پوری نہیں کی
اس لیے اس مرتبہ آپ مجھے فریب میں مبتلا نہ کریں کیونکہ مجھے تو ان کا حق ادا کرنا ہے۔ حضرت عثمان نے کہا

آپ انھیں اس بات کا یقین دلائیں بخدا میں ایفاء عہد کروں گا اس پر حضرت علیؑ ان لوگوں کے پاس گئے
اور فرمایا اے لوگو! تم نے حقوق کا مطالبہ کیا تھا وہ پورے کیے جاتے ہیں کیونکہ حضرت عثمان نے وعدہ کیا

ہے کہ وہ اپنی طرف سے اور دوسروں کی طرف سے تمھارے ساتھ انصاف کریں گے اور جو باتیں تمھیں
نا پسند ہیں انھیں چھوڑ دیں گے۔“

اس پر وہ لوگ آپ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے ہم نے یہ بات مان
عملی اقدام کا مطالبہ | لی مگر آپ ان سے پختہ وعدہ کرائیں کیونکہ عملی اقدام کے بغیر محض

باتوں سے ہم خوش نہیں ہوں گے۔“
حضرت علیؑ نے فرمایا میں تمھاری بات منوا کر لاؤں گا چنانچہ آپ
عثمان کے پاس گئے اور انھیں صورت حال سے آگاہ کیا حضرت عثمان نے

کہا۔ آپ میرے اور ان کے درمیان ایک مدت مقرر کر دیں جس میں مجھے مہلت مل سکے کیونکہ میں ایک دن کے اندر ان کی شکایات دور نہیں کر سکتا۔“

حضرت علیؑ نے فرمایا: ”جو لوگ مدینہ میں موجود ہیں ان کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں کی جاسکتی اور جو موجود نہیں ہیں ان کے لیے مدت اس وقت تک ہے جب تک آپ کا حکم ان کے پاس پہنچ جائے۔“

حضرت عثمان نے کہا یہ بات صحیح ہے تاہم مجھے مدینہ والوں کے لیے تین دن کی مہلت ملنی چاہیے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا ”بہت اچھا“ پھر حضرت علیؑ ان کے پاس گئے اور انھیں اطلاع دی اس کے بعد حضرت عثمان سے ایک معاہدہ لکھوایا گیا کہ وہ تین دن کے اندر ہر شکایت دور کر دیں گے اور جو حاکم ان لوگوں کو ناپسند ہیں انھیں معزول کر دیں گے اس معاہدہ کے سلسلہ میں مزید سختی کی گئی اور سخت عہد و پیمان لیے گئے اور ان معزز مہاجرین و انصار کو گواہ بنایا گیا۔

(اس کی وجہ سے) مسلمان مقابلہ سے باز رہے اور واپس لوٹ گئے تاکہ وہ اپنے معاہدے کو پورا کر سکیں۔

حکومت کی طرف سے جنگ کی تیاری

حضرت عثمان نے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں اور ہتھیار فراہم کرنے لگے انھوں نے مال غنیمت کے خمس ہے غلاموں کی ایک بہت بڑی فوج تیار کر لی جب تین دن گزر گئے تو وہی (پہلے والی) حالت برقرار تھی اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی ان لوگوں کی کوئی شکایات دور نہیں کی گئی اور نہ کسی حاکم کو معزول کیا گیا اس پر لوگ بھڑک اٹھے اور عمرو بن حزم انصاری مصریوں کے پاس آیا جو ذو شیب کے مقام پر مقیم تھے۔ اور اس کی اطلاع دی سچھر وہ انھیں کے ساتھ مدینہ میں آیا اور ان لوگوں نے حضرت عثمان کو پیغام بھیجا۔

معاہدہ کی خلاف ورزی

کیا ہمارے ساتھ آپ کا یہ معاہدہ لکھے نہیں ہوا تھا کہ آپ اپنے تمام کاموں سے توبہ کریں گے ہمارے شکایتوں کو دور کریں گے اور اس پر آپ نے بخیر عہد و پیمان کیے تھے۔

حضرت عثمان نے کہا ”ہاں میں اس عہد پر قائم ہوں۔“ اس پر انھوں نے کہا ”پھر اس خط کا کیا مطلب جرم نے آپ کے قاصد کے پاس سے حاصل کیا اور جسے آپ نے اپنے حاکم کے نام لکھا تھا حضرت عثمان نے فرمایا نہ میں نے یہ خط لکھا اور نہ مجھے اس بات کا علم ہے وہ کہنے لگے آپ کا قاصد آپ کے اونٹ

پر تھا اور آپ کے کاتب ونشی کا وہ خط تھا اور اس پر آپ کی مہر لگی تھی حضرت عثمان نے کہا وہ ادنٹ چوری کا تھا، کتابت میں مشابہت ہو سکتی ہے اور مہر کسی دوسرے نے لگا دی ہوگی۔

وہ کہنے لگے گو ہم آپ کو مجرم گردانتے ہیں تاہم مجلت میں کام نہیں کیا جائے گا۔ آپ اپنے بڑے حکام کو معزول کر دیں اور ہم پر وہ حکام مقرر کریں جو ہماری جان و مال کے درپے نہ ہوں نیز ہماری دوسری شکایات بھی دور کریں۔

حضرت عثمان نے کہا اگر میں تمہاری مرضی کے مطابق حکام کا تقرر کروں اور تمہارے مخالف حکام کو معزول کروں تو میری حیثیت باقی نہیں رہے گی اس وقت تو حکومت کے تمام اختیارات تمہیں حاصل ہو جائیں گے۔

وہ کہنے لگے بخدا آپ کو یہ ضرور کرنا ہوگا ورنہ آپ کو معزول کر دیا جائے گا یا قتل کر دیا جائے گا۔ آپ اپنے معاملہ پر اچھی طرح غور کریں حضرت عثمان نے (ان کے مطالبات ماننے سے) انکار کر دیا اور کہا میں (خلافت کی) قمیص کو جو اللہ نے مجھے پہنائی ہے نہیں اتاروں گا۔

اس کے بعد ان لوگوں نے چالیس دن رات ان کا محاصرہ کیے رکھا اور اس عرصہ میں حضرت طلحہ ان کو نماز پڑھاتے رہے۔

حضرت عمر کے آزاد کردہ غلام دناب قمیص کی گردن پر حضرت عثمان کے قتل کے وقت نیزے کے زخموں کے دو نشان تھے بیان کرتا ہے کہ مجھے حضرت عثمان نے مالک اشتر کو بلانے کے لیے بھیجا چنانچہ میں انھیں بلالایا اس وقت ایک تکیہ امیر المومنین کے لیے اور ایک مالک اشتر کے لیے لایا گیا۔

حضرت عثمان نے کہا ”اے اشتر! لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟“ انھوں نے کہا وہ تین میں سے ایک چیز کا مطالبہ کرتے ہیں۔ حضرت عثمان نے کہا ”وہ کیا؟“

انھوں نے بتایا یہ لوگ چاہتے ہیں کہ یا تو آپ خلافت سے دستبردار ہو جائیں اور کہہ دیں کہ یہ تمہارا معاملہ ہے تم جس کو چاہو، انتخاب کر لو۔

یا خود اپنے سے قضا جس لیں۔ اور اگر آپ کو ان دونوں باتوں میں سے انکار ہے تو پھر یہ لوگ آپ کو قتل کر دیں گے۔

آپ نے پھر پوچھا ”کیا اس کے علاوہ کوئی اور صورت نہیں ہے؟“
انہوں نے جواب دیا: ”اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں“

اس پر حضرت عثمان نے کہا ”جہاں تک خلافت سے دستبردار ہونے کا تعلق ہے میں اس قمیص کو نہیں اتار سکتا جو اللہ بزرگ و برتر نے مجھے پہنائی ہے پھر میں محمدؐ کی امت کو اس حالت میں چھوڑ دوں کہ وہ ایک دوسرے پر ظلم و ستم کرتے پھریں۔ خدا کی قسم مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ میں آگے بڑھوں تاکہ تم میری گردن اڑا دو، بہ نسبت اس کے کہ میں وہ قمیص اتار دوں جو اللہ نے مجھے پہنائی ہے۔“

جہاں تک اپنی ذات سے قصاص لینے کا تعلق ہے تو بخدا مجھے اس بات کا علم ہے کہ میرے پیشرو دونوں ساتھی سزا دیتے تھے۔

قتل کے خطرناک نتائج | تیسری بات یہ کہ تم مجھے قتل کر دو گے۔ اگر تم مجھے قتل کرو گے تو بخدا میرے بعد تم میں اتحاد قائم نہیں ہوگا اور تم کبھی متحد و مجتمع ہو کر نماز نہیں پڑھ سکو گے اور نہ میرے بعد پھر کبھی تم متحد ہو کر دشمن سے جنگ کر سکو گے۔ اس کے بعد مالک اشتر اٹھ کھڑے ہوئے اور چلے گئے۔

محمد بن ابی بکر کی آمد | چند دن تک ہم (خاموشی کے ساتھ) بیٹھے رہے اب اب ان ایک بھڑیئے کی طرح کا ایک چھوٹا سا مرد آیا اور دروازے میں سے جھانک کر چلا گیا پھر محمد بن ابوبکر تیرہ افراد کے ساتھ حضرت عثمان کے گھر داخل ہوئے اور محمد نے حضرت عثمان کی داڑھی پکڑ کر کہا ”معاویہ نے تجھے کیا فائدہ پہنچایا، اب ابن عامر کہاں ہے، ہتھارے خطوط کا کیا نتیجہ نکلا؟“

حضرت عثمان نے کہا ”میرے بھتیجے تو میری داڑھی چھوڑ دے۔“
راوی کہتا ہے میں نے دیکھا کہ انہوں نے ایک شخص کو اشارہ کیا تو وہ ایک بھالالے کر گیا اور اس نے ان کا سر بھاڑ دیا۔
طبری کہتے ہیں کہ پھر یہ لوگ سب ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں قتل کر دیا۔

محمد بن مسلمہ کی مصریوں سے ملاقات | واقفی کا بیان ہے کہ محمد بن مسلمہ نے کہا میں اپنے قبیلہ کے ساتھ مصریوں کے پاس گیا ان کے یہ چار سردار تھے (۱) عبدالرحمن بن عدیس بلوی (۲) سودان بن حمران مرادی (۳) عمرو بن حنی خراعی (۴) اور

ابن نبار ، میں ان کے خیمے میں داخل ہوا جس میں یہ چاروں افراد موجود تھے اور باقی لوگ ان کے تابع تھے۔ میں نے انھیں حضرت عثمان کے حقوق کی اہمیت ان پر واضح کی اُذنان پر ان کی بیعت کی ذمہ داری ہے۔ میں نے انھیں فتنہ و فساد سے ڈرایا اور انھیں سمجھایا کہ حضرت عثمان کے قتل کی وجہ سے بہت سے اختلافات پیدا ہو جائیں گے۔ ہنگامہ برپا ہوگا اس لیے تم فتنہ فساد کا دروازہ نہ کھولو۔ حضرت عثمان ان باتوں کو دور کرنا چاہتے ہیں جو تمہیں ناگوار ہیں میں ان کا ”ذمہ دار“ ہوں۔ ان لوگوں نے کہا اگر حضرت عثمان نے (ان شکایات کو) دور نہ کیا تو پھر کیا ہوگا۔ میں نے کہا پھر تمہیں اختیار ہوگا اس پر یہ لوگ رضامند ہو کر لوٹ گئے۔“

حضرت عثمان کو نصیحت | میں حضرت عثمان کے پاس آیا اور کہا اے عثمان ! تم اللہ کو یاد کرو اور اپنی جان کی حفاظت کرو، یہ لوگ تمہارا خون بہانے آئے تھے۔ آپ دیکھتے نہیں؟ آپ کے ساتھی آپ کو چھوڑ بیٹھے ہیں بلکہ وہ آپ کے مخالفین کو تقویت پہنچا رہے ہیں۔“

عثمان کی رضامندی | حضرت عثمان نے میری بات مان لی اور مجھے جزائے خیر کی دعا دی وہاں سے آنے کے بعد میں کچھ عرصے تک خاموش بیٹھا رہا اس عرصے میں حضرت عثمان نے اہل مصر کے واپس جانے کے بارے میں تقریر کی تھی اور یہ بیان دیا تھا کہ وہ ایک خبر سن کر آئے تھے مگر انھیں اس سے مختلف اطلاع ملی اس لیے وہ واپس لوٹ گئے۔ میں نے چاہا کہ میں اگر عثمان کو اس بات پر ملامت کروں تاہم میں خاموش رہا۔ پھر کسی نے مجھ سے یہ کہا ، کہ اہل مصر پھر آگئے ہیں اور وہ مقام سویداء کے قریب ہیں میں نے کہا..... اس کے بعد مجھے حضرت عثمان نے بلا بھیجا تو پتہ چلا کہ انھیں بھی اس کی اطلاع ہو گئی ہے اور وہ لوگ اس وقت ذوق شہ کے مقام پر پہنچ گئے تھے۔ حضرت عثمان نے کہا :-

”اے ابو عبد الرحمن! یہ لوگ پھر آگئے ہیں ان کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟“
میں نے کہا ”بجدا مجھے کوئی علم نہیں ہے تاہم میرا خیال ہے کہ وہ کسی اچھے مقصد کے لیے واپس نہیں آئے ہیں۔“

حضرت عثمان نے کہا ”تم انھیں واپس کر دو“
میں نے کہا ”میں یہ نہیں کروں گا“
انھوں نے کہا ”کیوں؟“

خط کا انکشاف | میرے پاس عبدالرحمن بن عدیس، سودان بن حمران اپنے دو دوسرے ساتھیوں کے ساتھ آئے اور کہنے لگے اے ابو عبدالرحمن! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے گفستگو کر کے ہمیں لوٹا دیا تھا تم نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ تمہارے ساتھی (عثمان) ہماری شکایت دور کریں گے مگر انہوں نے کہا ہاں، اس کے بعد انہوں نے ایک پرچی نکال کر کہا:۔

خط کا مضمون | بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ انا بعد جب بمختارے پاس عبدالرحمن بن عوف آئے تو اسے سوکڑے ماروا اور اس کا سر اور ڈاڑھی منڈوا کر اسے طویل عرصہ تک قید رکھو، تا آنکہ بمختارے پاس میرا دوسرا حکم آئے۔ نیز عمرو بن حمق، سودان بن حمران اور عمرو بن نباع لیبی کے ساتھ بھی یہی سلوک کرو۔“

میں نے کہا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان نے خود یہ خط لکھا ہے انھوں نے کہا تو پھر مروان نے حضرت عثمان کی طرف سے یہ خط لکھا ہو گا اور یہ بات اس سے بھی بدتر ہے اس صورت میں انھیں اس کام سے بریت کا اظہار کرنا چاہیے پھر ان لوگوں نے کہا کہ تم ہمارے ساتھ ان کے پاس چلو، ہم نے حضرت علیؑ سے بھی بات چیت کی ہے اور انھوں نے بھی وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ظہر کی نماز کے بعد ان (حضرت عثمان) سے گفتگو کریں گے۔ ہم سعد بن ابی وقاص کے پاس بھی گئے تھے تو انھوں نے کہا میں مختارے مولے میں کوئی دخل نہیں دوں گا۔ ہم سعید بن زید کے پاس بھی گئے انھوں نے بھی اسی قسم کا جواب دیا ہے۔

حضرت علیؑ کا وعدہ پورا کرنا

محمد بن مسلمہ نے حضرت علیؑ کے ساتھ نماز پڑھی اور وہ دونوں حضرت عثمان کے پاس گئے۔ ان سے کہا یہ اہل مصر دروازے پر ہیں آپ انھیں اندر آنے کی اجازت دیں۔ اس وقت مروان بھی دہاں بیٹھا تھا۔ آپ مجھے ان سے گفتگو کرنے کی اجازت دیں۔ حضرت عثمان نے کہا تم میرے پاس سے چلے جاؤ تمھارا اس معاملے سے کیا تعلق ہے۔ اس پر مروان چلا گیا اور حضرت علیؑ ان کی طرف متوجہ ہوئے اس وقت تک مصریوں نے انھیں تمام صورتحال سے

مطلع کر دیا تھا اور حضرت علیؓ، عثمان کو خط کا مضمون بتا رہے تھے حضرت عثمان نے اللہ کی قسم کھا کر یہ کہا نہ تو انھوں نے یہ خط لکھا ہے اور نہ انھیں اس کا کوئی علم ہے نہ ان سے اس بارے میں کبھی مشورہ کیا گیا ہے۔ اس پر محمد بن مسلمہ نے کہا ”بخدا آپ سچے ہیں“ مگر یہ مروان کا فعل معلوم ہوتا ہے حضرت علیؓ نے فرمایا۔ آپ ان لوگوں کو اندر آنے دیں تاکہ وہ آپ کی معذرت سن لیں“ انھوں نے حضرت علیؓ سے کہا۔ میری آپ سے قرابت اور رشتہ داری ہے بخدا اگر میں اس حلقے میں مقبول ہوتا تو آپ کی مشکل حل کرتا۔ لہذا آپ ان کے پاس جائیں اور ان سے گفتگو کریں کیونکہ وہ آپ کی بات سنتے ہیں۔“

حضرت علیؓ نے کہا میں یہ بات نہیں کروں گا آپ خود انھیں اندر بلوا کر ان کے سامنے معذرت پیش کریں“

چنانچہ وہ اندر بلوائے گئے محب وہ داخل ہوئے

ان مصریوں نے گفتگو کے لیے ابن عدیس کو پیش کیا اس نے مصر میں ابن سعد کی حرکتوں کا تذکرہ کیا اور یہ بتایا کہ وہ مسلمانوں اور ذمیوں دونوں پر ظلم کرتا ہے اور مسلمانوں کے مال غنیمت پر خود قبضہ کر لیتا ہے اور جب اس پر کوئی اعتراض کیا جاتا ہے تو وہ یہ کہتا ہے:-

”مجھے ایسا المؤمنین نے خطاں خود ہی تحریر کیا ہے“

پھر انھوں نے ان باتوں کا تذکرہ کیا جو مدینہ میں رونما ہوئی ہیں اور انہوں نے اپنے دونوں پیش رو خلفاء کی مخالفت کی ہے۔

بدعات کا تذکرہ

ابن عدیس نے مزید کہا پھر ہم مصر سے روانہ ہوئے اس وقت ہمارا مقصد یہ تھا کہ یا تو آپ ان باتوں سے باز آجائیں ورنہ ہم آپ کی جان

دو افراد کی ضمانت

لیں گے۔ ہمیں حضرت علیؓ اور محمد بن مسلمہ نے واپس کر دیا اور ہمیں اس بات کی ضمانت دی کہ آپ ہماری شکایات رفع کریں گے“ یہ کہہ کر اہل مصر محمد بن مسلمہ سے مخاطب ہوئے اور پوچھا

”کیا تم نے یہ بات ہم سے کہی تھی؟“

محمد بن مسلمہ نے کہا کہ ہاں۔ اس کے بعد انھوں نے وہ سلسلہ گفتگو جاری رکھا اور کہا پھر ہم اپنے وطن کی طرف جانے لگے تاکہ یہ بات ہمارے لیے حجت رہے جب ہم بویب کے مقام پر پہنچے تو ہم نے آپ کے غلام کو پکڑ کر آپ کا سر بمہر خط عبد اللہ بن سعد کے نام کا حاصل کیا جس میں آپ نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ ہماری پشت پر کوڑے مارے اور ہمارے بال منڈوا کر طویل عرصہ تک قید میں رکھے اور یہ آپ کا خط موجود ہے۔“

لا علمی کا اظہار | حضرت عثمان نے حد و ثنا کے بعد کہا خدا کی قسم! نہ میں نے یہ خط لکھا نہ میں نے اس کا حکم دیا ہے نہ مجھ سے مشورہ لیا گیا اور نہ مجھے اس کا علم ہے۔ محمد بن مسلمہ اور حضرت علیؑ نے کہا آپ سچ کہتے ہیں۔ اس پر حضرت عثمان کو کچھ سکون ہوا تاہم مصریوں نے پوچھا پھر یہ خط کس نے لکھا ہے حضرت عثمان نے کہا مجھے معلوم نہیں ہے تو انھوں نے کہا پھر کون ایسی جرات کر سکتا ہے کہ وہ آپ کے غلام کو صدقات کے اونٹ پر سوار کرائے اور آپ کی مہر لگا کر آپ کے حاکم کو اتنی بڑی باتیں لکھے اور آپ کو خبر تک نہ ہوا انھوں نے کہا ہاں (ایسا ہی ہے)۔

معزولی کا مطالبہ | اس پر ان لوگوں نے کہا پھر آپ خلیفہ رہنے کے مستحق نہیں ہیں حضرت عثمان نے کہا میں (خلافت کی) اس قمیص کو جو اللہ نے مجھے پہنائی ہے

نہیں اتار دوں گا۔ اس پر بہت شور و غل ہونے لگا۔ محمد بن مسلمہ کہتا ہے اس وقت میں نے خیال کیا، یہ لوگ حملہ کیے بغیر نہیں نکلیں گے۔ اس کے بعد حضرت علیؑ کھڑے ہو گئے تو میں بھی کھڑا ہو گیا اور انھوں نے مصریوں سے کہا کہ یہاں سے نکل جاؤ، اس پر وہ باہر آ گئے میں بھی اپنے گھر چلا گیا اور حضرت علیؑ بھی اپنے گھر چلے گئے۔ اس کے بعد ان لوگوں نے محاصرہ کر کے حضرت عثمان کو قتل کر دیا۔

انھوں نے یہ بھی کہا ”آپؑ نے رسول اللہؐ کے صحابہ کرام کو زد و کوب کیا جبکہ انھوں نے

سفیان بن ابی العوجاء کے بیان کے مطابق | آپ کو نصیحت کی اور معترضین کے اعتراضات کے موقع پر حق بات کا فیصلہ کرنے کی ہدایت کی اس لیے جن پر آپ نے ظلم کیا ہے اور انھیں زد و کوب کیا ہے ان کا قصاص اپنے آپ سے لیں۔ اس پر حضرت عثمان نے کہا حاکم غلطی بھی کرتا ہے اور صحیح فیصلہ بھی کرتا ہے اس لیے میں اپنی ذات سے قصاص نہیں لے سکتا۔ کیونکہ اگر میں غلطی پر اپنے آپ سے قصاص لینے لگوں تو میرا خاتمہ ہو جائے۔“

وہ کہنے لگے آپ نے ایسی بری باتوں کا ارتکاب کیا ہے جن کی بدولت آپ کو معزول کیا جاسکتا ہے جب آپ سے اس بارے میں گفتگو کی گئی تھی تو آپ نے ان سے توبہ کر لی مگر پھر آپ نے دوبارہ ایسی باتیں کی ہیں۔ پھر ہم آپ کے پاس آئے تھے تو آپ نے توبہ کر لی اور حق کی طرف رجوع کرنے کا وعدہ کر لیا تھا بلکہ محمد بن مسلمہ نے ہمیں آپ کے بارے میں ملامت کی اور آپ کی طرف سے ذمہ داری قبول کی تھی۔ مگر آپ نے پھر عہد شکنی کی جس کی وجہ سے اس نے اب اظہار بریت کیا اور کہا ”اب میں ان کے معاملہ میں دخل نہیں دوں گا۔“

اہل مصر اور دوسرے لوگوں کا محاصرہ | اہل مصر روانہ ہو کر ”اسواف“ کے مقام پہنچے اور انہوں نے حضرت عثمان کا محاصرہ کر لیا۔ حکیم بن جبیلہ بصرہ سے کچھ سواروں کو لے کر آیا۔ مالک اشتر بھی اہل کوفہ کے ساتھ آئے اور یہ سب مدینہ پہنچ گئے لیکن مالک اشتر اور حکیم بن جبیلہ الگ رہے۔ صرف ابن عدس اور اس کے ساتھیوں نے محاصرہ کیا ہوا تھا جن کی تعداد پانچ سو تھی اور انچاس دنوں تک محاصرہ کیے رہے۔
حضرت عثمان ۱۸ رذی الحجہ ۳۵ بروز جمعہ قتل ہوئے۔

قتل کا منصوبہ | عبداللہ بن عباس بن ابی ربیعہ بیان کرتا ہے میں حضرت عثمان کے پاس گیا اور کچھ دیر تک ان سے باتیں کرتا رہا۔ حضرت عثمان میرا ہاتھ پکڑ کر دروازے پر لے آئے ہم نے کچھ باتیں سنیں کوئی کہہ رہا تھا ”تم کیا انتظار کر رہے ہو؟“ کوئی کہہ رہا تھا ”مٹھو و شاید وہ رجوع کریں“

طلحہ کا حکم | میں اور حضرت عثمان کھڑے تھے کہ طلحہ بن عبداللہ وہاں سے گزرے اور وہاں مٹھ کر پوچھا ”ابن عدس کہاں ہے؟“ لوگوں نے کہا ”وہ یہ ہیں“ چنانچہ ابن عدس طلحہ کے پاس آیا تو انھوں نے اس سے کچھ سرگوشی کی پھر ابن عدس اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور کہا کسی شخص کو اس شخص (عثمان) کے پاس نہ جانے دو اور نہ وہاں سے نکلنے دو اس پر حضرت عثمان نے کہا اس بات کا طلحہ بن عبداللہ نے حکم دیا ہے۔ اس کے بعد حضرت عثمان نے کہا اے اللہ تو مجھے طلحہ بن عبداللہ سے بے نیاز کر دے کیونکہ اس نے انھیں بھڑکایا ہے اور انھیں جمع کیا ہے۔ مجھے توقع ہے کہ وہ اس (خلافت) سے خالی جائے گا اور اس کا خون بہایا جائے گا۔ ابن عباس بن ربیعہ کہتا ہے کہ میں نے باہر جانا چاہا تو ان لوگوں نے مجھے روکا یہاں تک کہ محمد بن ابی بکر میرے پاس سے گزرے اور انھوں نے کہا اسے چھوڑ دو، تب انھوں نے مجھے چھوڑ دیا۔

عینی شاہد | عبدالرحمن بن ابزی کا بیان ہے کہ میں نے آج وہ جگہ دیکھی جہاں سے یہ لوگ حضرت عثمان کے پاس گئے تھے۔ یہ لوگ عمرو بن حزم کے گھر میں سے ایک تنگ راستہ سے وہاں داخل ہوئے۔ بخدا ہم ابھی تک اس بات کو نہیں بھولے ہیں کہ مٹھوڑی دیر کے بعد سودان بن حمران نکلا اور کہنے لگا ”طلحہ بن عبداللہ کہاں ہیں؟“ ہم نے ابن عفان کو قتل کر دیا ہے۔

خانہ جنگی کا آغاز | ابو حفصہ میانی بیان کرتا ہے میں ایک صحرائی عرب کا غلام تھا مروان نے مجھے پسند کیا اور اس نے میری بیوی اور لڑکے خرید لیے اور ہم سب کو

آزاد کر دیا اور میں ان کے ساتھ رہنے لگا جب حضرت عثمان محصور ہو گئے تو بنی امیہ ان کی حفاظت کرتے تھے اور مروان ان کے گھر میں رہنے لگے میں بھی مروان کے ساتھ تھا۔ فریقین میں میں نے ہی جنگ کو بھڑکایا تھا اور میں نے قبیلہ سلم کے ایک شخص کو گھر کی چھت سے نشانہ بنا کر قتل کر دیا تھا اس کا نام نیاز اسلمی تھا۔ اس پر جنگ چھڑ گئی میں کوٹھے پر سے اتر آیا اور اس کے بعد دروازے پر جنگ چھڑ گئی مروان نے بھی جنگ میں حصہ لیا یہاں تک کہ وہ گر پڑا، میں سے اٹھا کر ایک بڑھیا کے گھر لے گیا اور وہاں لٹا کر دروازہ بند کر دیا۔

ابوالمعتز حسن کے حوالہ سے بیان کرتا ہے کہ محمد بن ابی بکر حضرت عثمان کے پاس آئے اور ان کی ڈاڑھی پکڑ لی۔ حضرت عثمان نے کہا تم نے جس چیز کو پکڑا ہے اور جس طرح میرے ساتھ سلوک کیا ہے (تھا اسے والد) ابو بکر اسے نہیں پکڑتے تھے اور نہ میرے ساتھ ایسا سلوک کرتے تھے اس پر انھوں نے انھیں چھوڑ دیا اور چلے گئے اس کے بعد ایک شخص عثمان کے پاس آیا جسے ”سیاہ موت“ کہا جاتا تھا اس نے آپ کا گلا گھونٹ دیا اور پھر اسے ہلا کر چلا گیا وہ کہتا ہے میں نے عثمان کے گلے سے زیادہ نرم چیز نہیں دیکھی جب میں نے ان کا گلا گھونٹا تو میں نے محسوس کیا ان کی روح جنات کی روح کی طرح ان کے جسم میں حرکت کر رہی ہے۔

امدادی فوجوں کی اطلاع | سیف کی روایت کے مطابق حضرت عثمان کا محاصرہ چالیس دن رہا اور ان افراد کا قیام ستر دن رہا۔ جب محاصرہ کے اٹھارہ دن گزر گئے تو معزز مسافر آئے اور انھوں نے بتایا کہ مختلف صوبوں سے (امدادی) فوجیں آرہی ہیں۔ شام سے حبیب، مصر سے معاویہ اور کوفہ سے قعقاع (امدادی فوج لے کر) آرہے ہیں اور مجاشع روانہ ہو گیا ہے جب انھیں یہ خبر ملی تو انھوں نے لوگوں کو حضرت عثمان کے پاس آنے بلانے سے روک دیا اور ہر چیز ان کے گھر جانی بند کر دی، البتہ حضرت علیؑ ضرورت کی چیزیں لے کر آجاتے تھے۔

حضرت علیؑ اور دیگر لوگوں سے تعاون کی اپیل | حضرت عثمان نے آل حزم کی طرف جو ان کے پڑوسی تھے متوجہ ہوئے اور عمرو کے فرزند کو حضرت علیؑ کے پاس اس پیغام کے ساتھ بھیجا ”ان لوگوں نے ہم پر پانی بھی بند کر دیا ہے اگر آپ کے لیے ممکن ہو تو تھوڑا سا پانی بھیج دو“ طلحہ وزبیر، عائشہ اور دیگر ازواج نبیؐ کی طرف بھی اس قسم کے پیغامات بھیجے۔ سب سے پہلے حضرت علیؑ اور ام المومنین ام حبیبہ مدد کے لیے آئیں۔ حضرت علیؑ صبح سویرے پہنچے اور فرمایا :-

”اے لوگو! تم جو حرکتیں کر رہے ہو وہ نہ مومنوں جیسی ہیں نہ کافروں جیسی، تم اس شخص کی ضروریات بند نہ کرو کیونکہ روم و فارس کے

حضرت علی کی ملامت

جو لوگ گرفتار کیے جاتے ہیں ان کو بھی کھانا پینا مہیا کیا جاتا ہے۔“

ابو ہریرہ اس وقت آئے جب ایک مختصر جماعت کے علاوہ حضرت عثمان کے گھر سے بہت دُور تھے یہ جماعت جنگ کر رہی تھی ابو ہریرہ بھی ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور کہا

ابو ہریرہ

یہ تھا اے لیے نمونہ ہوں اور یہ وہ دن ہے جبکہ جنگ کرنا بہتر ہے۔

قتال کٹائی نے نیار بن عبداللہ اسلمی کو قتل کر دیا تو پھر یہ لوگ حضرت عثمان کے گھر میں اطراف کے گھروں سے گھس آئے یہاں تک کہ ان سے گھر بھر گیا جو لوگ

گھر میں گھسنا

دروازے پر تھے انھیں محسوس تک بھی نہیں ہوا آخر کار قبائل کے لوگ اپنے بیٹوں کو لے کر آ گئے، کیونکہ ان کا امیر مغلوب ہو چکا تھا۔

قتیرہ اور سودان بن حمران جو قبیلہ سکون سے تعلق رکھتے تھے اور کوفہ کے رہنے والے تھے اس کام (قتل) کے لیے تیار ہوئے۔ ان دونوں کے ساتھ غافقی بھی شریک تھا۔ غافقی نے ان پر لوٹ مارا جو اس کے ساتھ تھا۔ سودان بن حمران بھی عثمان پر تلوار کا وار کرنے کے لیے پہنچا تو نائکہ بنت فرافضہ (حضرت عثمان کی بیوی) اس کے درمیان حائل ہوئی اور اس کی تلوار کپڑی، جس سے ان کے ہاتھ کی انگلیاں کٹ گئیں۔

آخر کار اس نے حضرت عثمان پر تلوار کی ضرب مار کر انھیں قتل کر دیا اس وقت کچھ لوگوں کے ساتھ حضرت عثمان کے غلام بھی پہنچے تاکہ وہ آپ کی مدد کر سکیں

عثمان کا قتل

جب انھوں نے دیکھا کہ سودان نے آپ پر تلوار کا وار کیا ہے تو کچھ لوگ اس پر حملہ آور ہوئے اور اس کی گردن اڑا کر اسے قتل کر دیا اس پر قتیرہ نے غلام پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

پھر ان لوگوں نے گھر کو بند کر دیا وہاں تین لاشیں تھیں جب وہ گھر سے نکلے تو حضرت عثمان کے دوسرے غلام نے قتیرہ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

قاتل کا قتل

اس موقع پر دو قسم کے لوگ تھے نیک لوگ ماتم کر رہے اور رو رہے تھے باہر سے آنے والے خوش ہو رہے تھے۔ آخر میں یہ لوگ بھی پشیمان ہوئے۔

غم اور خوشی

عبدالرحمن بن محمد کی روایت ہے میں نے ابو عون کو یہ روایت کرتے سنا کہ کنانہ بن بشیر نے عثمان کی پیشانی اور سر کے اگلے حصہ پر لوہے کی سلاخ ماری اس کی وجہ سے وہ پیشانی کے بل گر پڑے۔ اس وقت سودان

بن حمران مرادی نے تلوار مار کر انھیں قتل کر دیا۔

ابو عنون مولیٰ مسور بن مخزومہ بیان کرتا ہے کہ اہل مصر حضرت
عثمان کو قتل کرنا اور جنگ کرنا نہیں چاہتے تھے مگر نصرہ

فوجی امداد قتل کا سبب بنی

اور کوفہ سے عراقی آئے اور شام سے بھی امداد آئی تو انھوں نے ان (اہل مصر) کی حوصلہ افزائی کی اسی
اثناء میں انھیں اطلاع ملی کہ عراق سے حضرت عثمان کی حمایت میں فوجی مہم روانہ ہو گئی ہے اور مصر سے
بھی عبداللہ بن سعد نے فوجی امداد بھیجی ہے اس سے پہلے ابن سعد مصر میں نہیں تھا اور وہاں سے بھاگ
گیا تھا اور شام پہنچا ہوا تھا۔ اس لیے مصریوں نے کہا کہ :-

”ہم فوجی امداد کے پہنچنے سے پہلے ان کا خاتمہ کر دیں“

باب ۲۲

ابو بشیر عابدی کی روایت ہے کہ حضرت عثمان کی لاش تین دن تک (گھر میں) پڑی رہی، اسے کسی نے دفن نہیں کیا۔ پھر حکیم بن خزام اور جبیر بن مطعم نے حضرت علیؑ سے دفن کرنے کے بارے میں گفتگو کی اور ان سے یہ اجازت طلب کی کہ ان کے گھر والے ان کی لاش کو دفن کر دیں حضرت علیؑ نے اس کی اجازت دے دی۔

تدفین میں رکاوٹ جب ان (دشمنوں) کو اس کی اطلاع ملی تو وہ پھرتے کر راستے میں بیٹھ گئے آپ کے اہل و عیال (جنازہ لے کر) نکلے وہ (لاش کو دفن کرنے کیلئے)

مدینہ کے ایک باغ کی طرف جا رہے تھے حش کو کب کہتے ہیں یہاں یہودی اپنے مردوں کو دفن کرتے تھے۔ جب وہ جنازہ لے کر وہاں پہنچے تو ان لوگوں نے جہانے

حضرت علیؑ کی بروقت مداخلت پر سنگباری کی (اور ان کی لاش کو) پھینک دینے کا ارادہ

کیا اتنے میں حضرت علیؑ کو یہ اطلاع ملی۔ آپ نے انھیں یہ پیغام بھیجا کہ انھیں (عثمان کو) دفن کرنے دیں چنانچہ وہ باز آ گئے اور آپ کو حش کو کب میں دفن کر دیا گیا۔

قبرستان میں توسیع جب معاویہ خلیفہ ہوا تو اس نے اس کی دیوار گرا دینے کا حکم دیا تاکہ اس قبر کا سلسلہ بقیع کے قبرستان کے ساتھ مل جائے۔ معاویہ نے مسلمانوں کو

کا بھی حکم دیا کہ وہ حضرت عثمان کی قبر کے قریب ارد گرد اپنے مردے دفن کریں اس طرح ان قبروں کا سلسلہ مسلمانوں کے قبرستان بقیع کے ساتھ مل گیا۔

تدفین کا حال ابو کرب حضرت عثمان کے عہد میں ان کے بیت المال کا منتظم تھا وہ کہتا ہے، حضرت عثمان مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان دفن ہوئے ان کے جنازے

میں مروان بن حکم حضرت عثمان کے تین آزاد کردہ غلام اور ان کی پانچویں بیٹی شریک ہوئیں جب انکی صاحبزادی نے ماتم کے لیے آواز نکالی تو لوگوں نے پتھر اٹھالیے اور قریب تھا کہ ان کی بیٹی پر پتھر برسائے جاتے کہ وہ لوگ جنازے کو دیوار کی طرف لے گئے اور وہیں دفن کر دیا۔

جنازے کے شرکاء عبداللہ بن ساعدہ کی روایت ہے کہ حضرت عثمان قتل ہوئے تو ان کی لاش دو راتوں تک وہیں رہی لوگ اسے دفن نہیں کر سکے پھر اس لاش کو ان چار

اشخاص نے اٹھایا۔ ۱۔ حکیم بن خزام ۲۔ جبیر بن مطعم ۳۔ نیاز بن مکرم ۴۔ ابو جہم بن حذیفہ۔ جب

جنازہ کو رکھا گیا اس میں پر نماز جنازہ پڑھی جائے تو انصار میں سے کچھ لوگ آئے تاکہ نماز جنازہ پڑھنے سے روکیں ان میں اسلم بن اوس، ابو ضیہ مازنی اور چند دیگر حضرات شامل تھے۔ انھوں نے بقیع میں دفن کر کے پھر سے بھی روکا۔ ابوجہم نے کہا انھیں دفن کر دو کیونکہ اللہ اور اس کے فرشتوں نے ان پر نماز جنازہ پڑھی ہے وہ کہنے لگا بخدا انھیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیا جائے گا۔ اس لیے انھیں حش کو کب میں دفن کیا گیا جب بنی امیہ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے اس احاطے کو بقیع کے قبرستان میں شامل کر دیا۔ چنانچہ آجکل یہ احاطہ بنو امیہ کا قبرستان ہے۔

حضرت عثمان پر ماتم | عبداللہ بن موسیٰ مخزومی کی روایت ہے جب حضرت عثمان قتل ہوئے تو انھوں نے ان کا سر کاٹ لینے کا ارادہ کیا اس پر نائلہ اور ام لثینہ لاش پر گر پڑیں اور انھیں اس کام سے باز رکھا وہ چیخنے اور چلانے لگیں انھوں نے اپنا منہ پیٹ لیا اور کپڑے بھاڑ ڈالے اس پر ابن عدس نے کہا ”انھیں اسی حالت میں چھوڑ دو“

چنانچہ غسل دیئے بغیر حضرت عثمان کی لاش بقیع لے گئے انھوں نے چاہا کہ جنازے والی جگہ پر ان کی نماز (جنازہ) پڑھی جائے مگر انصار نے روک دیا جب حضرت عثمان کا جنازہ دروازے پر رکھا گیا تو عمیر بن صباثی ان کی لاش پر کود کر کہنے لگا تم نے میرے مال باپ کو قیدیں ڈالا اور وہ قید خانے میں مر گیا طرح ان کی ایک پسلی بھی ٹوٹ گئی تھی۔

مالک بن ابی عامر کہتا ہے جب حضرت عثمان قتل ہو گئے تو میں بھی ان کا جنازہ اٹھانے والوں میں سے تھا ہم ان کے جنازے کو اس قدر جلد لے جا رہے تھے کہ ایک دروازے سے ان کا سر ٹکرایا۔ اس وقت ہم پر اس قدر غم و درشت طاری تھی۔ کہ ہم نے انھیں حش کو کب (یہودیوں کے قبرستان) میں دفن کر دیا۔

شعبی کی روایت ہے کہ:-

حضرت عثمان رات کے وقت دفن ہوئے مروان بن حکم سے ان کی نماز جنازہ پڑھائی ان کے پیچھے ان کی صاحبزادی اور نائلہ بنت فرافضہ روتی ہوئی نکلیں۔

جمہور راویوں کا اتفاق ہے کہ حضرت عثمان ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ میں قتل ہوئے لیکن محمد افسی اور ابن سعد کی روایت ہے کہ حضرت عثمان جمعہ کے دن ۱۸ ذی الحجہ ۳۶ھ عصر کے بعد قتل ہوئے ان کی مدت خلافت بارہ سال سے بارہ دن کم تھی اور ان کی عمر بیاسی سال تھی۔

عامر شعبی کی روایت ہے کہ حضرت عثمان اپنے گھر میں بائیس دن تک محصور رہے اور رسول اللہ کی وفات کے بعد پچیسویں سال ۱۸ ذی الحجہ کو قتل ہوئے۔

تاریخ طبری جلد سوم کا حصہ دوم

باب

خلافت امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؑ

۳۵ھ میں مدینہ منورہ میں حضرت علیؑ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی۔

بعض مورخین کی رائے تو یہ ہے کہ صحابہ کرام نے جمع ہو کر حضرت علیؑ سے بیعت کی درخواست کی لیکن انھوں نے انکار فرمایا۔ جب صحابہ کرام نے حد سے زیادہ اصرار کیا تو انھوں نے قبول فرمایا۔

حضرت علیؑ کی بیعت | جعفر بن عبد اللہ محمدی نے عمرو بن حماد علی بن حسین، حسین بن ربیعہ، عبد الملک بن ابی سلیمان فراری اور سالم بن ابی الجعد کے واسطے سے محمد

بن حنفیہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ جس دن حضرت عثمان قتل کیے گئے میں اس دن اپنے والد حضرت علیؑ کے ساتھ تھا جب انھیں عثمان کے قتل کی خبر ملی تو وہ فوراً اپنے گھر سے نکلے اور حضرت عثمان کے گھر پہنچے وہاں رسول اللہ کے صحابہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے عرض کیا کہ حضرت عثمان قتل ہو گئے ہیں اور لوگوں کے لیے ایک نہ ایک امام کا موجود ہونا ضروری ہے جس کے بغیر چارہ کار نہیں اور آج روئے زمین پر ہم آپ سے زیادہ کسی کو اس کا حق دار نہیں پاتے نہ تو آج کوئی ایسا شخص موجود ہے جو اسلام میں آپ پر سبقت رکھتا ہو اور نہ کوئی ایسا فرد موجود ہے جسے آپ سے زیادہ نبی کریم کا قرب اور آپ سے زیادہ رشتہ داری حاصل ہو (تو کیا اس سے پہلے کوئی تھا، حیف ہے) اس لیے یہ بار آپ اپنے کا نہ ہوں پراٹھائیے اور لوگوں کو اس بے چینی اور پریشانی سے نجات دلائیے

حضرت علیؑ نے فرمایا ”بہتر یہ ہے کہ تم کسی اور کو اپنا امیر نہ مانو“..... صحابہ کرام نے عرض کیا ”خدا کی قسم! ہم آپ کے علاوہ کسی کی بیعت کے لیے تیار نہیں ہیں“۔

حضرت علیؑ نے فرمایا ”جب تم مجھے مجبور کر رہے ہو تو بہتر یہ ہے کہ بیعت مسجد (نبوی) میں ہونا چاہیے تاکہ لوگوں پر میری بیعت محض نہ رہے“۔ عبد اللہ بن عباس کہا کرتے تھے کہ مجھے حضرت علیؑ کا مسجد میں جانا بہتر معلوم نہیں ہوا۔ کیونکہ مجھے خوف تھا کہ لوگ ان کے خلاف شور نہ مچائیں۔ لیکن حضرت علیؑ نے میری بات

قبول نہ فرمائی اور مسجد تشریف لے گئے وہاں تمام مہاجرین و انصار نے جمع ہو کر آپ کی بیعت کی، اور ان کے بعد دوسرے لوگوں نے حضرت علیؑ کی بیعت کی۔

جعفر بن عبد اللہ محمدی نے عمرو بن حماد، علی بن حسین، حسین

بیت المال کے بارے میں حضرت علیؑ کی روش

عن ابیہ اور ابو میمونہ کے واسطے سے ابولشیر عابدی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عثمان قتل ہو گئے تو میں مدینہ میں موجود تھا مہاجرین و انصار جمع ہو کر جن میں طلحہ اور زبیر بھی تھے

حضرت علیؑ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کی ”اے ابوالحسن! اپنا ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کی بیعت کریں حضرت علیؑ نے جواب دیا مجھے خلافت کی کوئی حاجت و ضرورت نہیں تم جسے بھی خلیفہ بنانا چاہو میں خوش ہوں اور اس میں تمھارے ساتھ ہوں۔

مہاجرین و انصار نے جواب دیا:-

”ہم آپ کے علاوہ کسی کو خلیفہ بنانے کے لیے تیار نہیں ہیں۔“

الغرض قتل عثمان کے بعد مہاجرین و انصار حضرت علیؑ کی خدمت میں بار بار حاضر ہوتے رہے اور انھیں خلافت قبول کرنے پر مجبور کرتے رہے حتیٰ کہ ان مہاجرین و انصار نے ایک بار یہاں تک کہا کہ خلافت کے بغیر معاملات طے نہیں پاسکتے اور آپ کے مال مٹول سے معاملہ طویل سے طویل تر ہوتا جا رہا ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا

”چونکہ تم مجھے بار بار آکر مجبور کر رہے ہو تو میں بھی تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں اگر تم میری بات قبول کرو گے تو میں خلافت قبول کروں گا ورنہ مجھے خلافت کی کوئی ضرورت نہیں۔“

مہاجرین و انصار نے وعدہ کیا کہ آپ جو کچھ بھی حکم دیں گے ہم انشاء اللہ اسے ضرور قبول کریں گے یہ وعدہ لے کر حضرت علیؑ مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر بیٹھے لوگ آپ کے ارد گرد جمع ہو گئے آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:-

”میں نے تمھاری اس خلافت کا بار مجبور ہو کر قبول کیا ہے کیونکہ تم لوگوں نے مجھ کو اس پر انتہائی مجبور کر دیا ہے اور میرے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ کار باقی نہ رہا کہ میں تمھاری درخواست کو قبول کر لوں۔“

اب میری شرط صرف یہ ہے کہ تمھارے خزانوں کی چابیاں اگرچہ میرے قبضہ میں ہوں گی لیکن میں

بھاری رضامندی کے بغیر اس میں سے ایک درہم بھی نہ لوں گا۔ صحابہ کرام نے یہ بات قبول کر لی حضرت علیؑ نے ان کا جواب سن کر فرمایا اے اللہ! تو ان پر گواہ رہ اس کے بعد حضرت علیؑ نے لوگوں سے بیعت لی۔ ابو بشیر کہتا ہے میں رسول اللہ کے منبر کے پاس کھڑا تھا اور حضرت علیؑ کا خطبہ سن رہا تھا۔

پہلی بد فالی | عمرو بن شعبہ نے علی بن محمد کے ذریعہ ابو بکر بن ابی سے ابوالملیح کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت عثمان مارے گئے تو حضرت علیؑ بازار تشریف لے گئے اور یہ واقعہ اٹھارہ ذی الحجہ بروز ہفتہ پیش آیا لوگ ان کے پیچھے لگ گئے اور انھیں دیکھنے لگے۔ تو حضرت علیؑ نے بنو عمرو بن منذر کے باغ میں داخل ہو کر ابو عمرو بن عمرو بن محض سے فرمایا کہ دروازہ بند کر دو لوگ باغ کے دروازے پر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ مجبوراً دروازہ کھول دیا گیا اور لوگ اندر داخل ہو گئے ان لوگوں میں طلحہ وزیر بھی تھے، ان دونوں نے حضرت علیؑ سے کہا ”اے علیؑ! اپنا ہاتھ بڑھاؤ“

حضرت علیؑ نے ہاتھ آگے بڑھایا تو طلحہ اور زبیر نے آپ کی بیعت کی جب طلحہ نے آپ کی بیعت کی تو حبیب بن ذویب آپ کو دیکھ رہا تھا اور چونکہ سب سے پہلے طلحہ نے بیعت کی تھی اس لیے حبیب نے کہا جس بیعت کی ابتداء کئے ہاتھ سے ہوئی ہو وہ کبھی مکمل نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد حضرت علیؑ مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر گئے اس وقت حضرت علیؑ ایک تہمد باندھے اور چوہہ پہنے ہوئے تھے۔ سر پر خز کا عمامہ تھا اور پاؤں میں چپل تھے۔ ہاتھ میں ایک گمان تھی جس پر ٹیک لگائے ہوئے تھے لوگوں نے آپ کی بیعت کی۔

بعض لوگوں کی بیعت سے گریز | واسطے سے عبداللہ بن حسن سے ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عثمان قتل کر دیئے گئے تو آپ کے تمام انصار نے بیعت کی البتہ معدودے چند افراد نے اس سے گریز کیا جن میں حسان بن ثابت، کعب بن مالک، مسلمہ بن مخلد، ابوسعید خدری، محمد بن مسلمہ، نعمان بن بشیر، زید بن ثابت، رافع بن خدیج، فضالہ بن عبید اور کعب بن عمرو تھے۔ یہ سب کے سب عثمانی تھے۔ کسی نے عبداللہ بن حسن سے سوال کیا ان لوگوں نے حضرت علیؑ کی بیعت سے کیوں انکار کیا اور یہ لوگ عثمانی کس طرح ہوئے۔ عبداللہ بن حسن نے جواب دیا واقعہ یہ تھا کہ حسان تو ایک شاعر تھا جسے یہ خبر بھی نہ تھی کہ اُسے کہا جاتا ہے۔ جہاں تک زید بن ثابت کا تعلق ہے تو اسے عثمان نے قضاوت و فیصلہ کا ذمہ دار بنایا تھا اور بیت المال چاہیے۔ جہاں تک ابوسعید خدری کا تعلق ہے تو اس نے دوبار یہ اعلان کیا کہ اے معشر انصار! تم اللہ کے مددگار بھی اس کے سپرد تھا جب عثمان کو محصور کیا گیا تو اس نے دوبار یہ اعلان کیا کہ اے معشر انصار! تم اللہ کے مددگار

بن جاؤ جس پر ابو ایوب انصاری نے اسے جواب دیا کہ تو تو عثمان کی اس لیے مدد کر رہا ہے کہ تیرے بازو مضبوط ہو جائیں۔ رہا کعب بن مالک تو اسے عثمان نے قبیلہ مزینہ کے صدقات کا عامل بنایا تھا اس نے مزینہ سے جو صدقات وصول کیے تھے وہ عثمان نے اس کے لیے چھوڑ دیئے تھے زہری کا قول ہے کہ ایک جماعت شام کی طرف بھاگ کر چلی گئی تھی اور اس نے حضرت علیؑ کی بیعت نہیں کی تھی۔

مجھے سری نے شعیب، سیف، ابو حارثہ اور ابو عثمان کے حوالہ سے تحریر اس بات کی اطلاع دی ہے کہ جب حضرت عثمان بنوامیہؓ کا مدینہ سے فرار | سے تحریر اس بات کی اطلاع دی ہے کہ جب حضرت عثمان غنی کے قتل کو پانچ دن گزر گئے اور جعرات کا دن ہوا یعنی ۲۴ رذی الحجہ۔ تو اہل مدینہ یک جا جمع ہوئے بنوامیہ میں سے جو لوگ بھاگنے کی قدرت رکھتے تھے وہ مدینہ سے بھاگ گئے تھے اور ولید بن عقبہ اور سعید بن عاص بھاگ کر مکہ چلے گئے تھے۔ یہ دونوں سب سے پہلے بھاگے تھے ان لوگوں کے بعد مروان فرار ہوا پھر یکے بعد دیگرے (عثمانی) لوگ فرار ہوتے رہے۔ جب اہل مدینہ جمع ہو گئے تو اہل مصر نے ان سے کہا تم لوگ اصحاب شوریٰ ہو اور تم ہی لوگ خلیفہ کا انتخاب کر سکتے ہو تم جسے مناسب سمجھو اسے منتخب کر لو ہم تمہارے تابع ہیں۔ تمام اہل مدینہ نے جواب دیا

”ہم سب حضرت علیؑ پر راضی ہیں“

اہل مدینہ حضرت علیؑ کے پاس جمع ہوئے اور ان سے عرض کیا ہم آپ کی بیعت کے لیے تیار ہیں کیونکہ آپ نے اسلام کی خاطر مصائب برداشت کیے اور آپ ذوی القربیٰ میں شامل ہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: ”بہتر یہ ہے کہ تم میرے علاوہ کسی اور کو خلیفہ بنا لو کیونکہ روز بروز ہمیں ایسے واقعات پیش آرہے ہیں کہ جن میں نہ تو دل ثابت قدم رہ سکتے ہیں اور نہ عقلیں قائم رہ سکتی ہیں“

اہل مدینہ نے عرض کیا ہم آپ کو خدا کی قسم دیتے ہیں کیا آپ حالات نہیں دیکھ رہے کیا آپ اسلام کی اس تباہی پر غور نہیں کرتے، کیا آپ ان فتنوں کو نہیں دیکھتے، کیا آپ خوفِ خدا نہیں رکھتے؟“ حضرت علیؑ نے فرمایا میں جن فتنوں کو دیکھ رہا ہوں خود بھی انہیں قبول کر لوں اور جان بوجھ کر میں بھی تمہارے ساتھ ان فتنوں میں مبتلا ہو جاؤں، اگر تم مجھے تنہا چھوڑ دو گے تو میں تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں اور (شاید) جسے بھی تم اپنا امیر بناؤ میں اس کا سب سے زیادہ مطیع اور تم سب سے زیادہ اس کا حکم سنوں گا“ یہ سن کر اہل مدینہ اٹھ کر چلے گئے اور اگلے روز فیصلہ کی تاریخ معین کی جب جمعہ کا دن آیا تو سب لوگ مسجد میں جمع ہوئے، حضرت علیؑ تشریف لائے اور منبر پر جا کر فرمایا، ”اے لوگو! (تمہارے دستور کے مطابق) اس کام کا دہی حقدار ہے جسے تم منتخب کرو۔ گزشتہ کل تم نے اور ہم نے ایک فیصلہ کیا تھا

اب اگر تم چاہو تو میں اس کام کی ذمہ داری سنبھال لوں ورنہ میری کسی پر کوئی زبردستی نہیں۔
لوگوں نے جواب دیا
ہم نے کل جو فیصلہ کیا تھا ہم اس پر قائم ہیں۔“

jabir.abbas@yahoo.com

باب ۱

نفاذ خلافت

حضرت علی کا پہلا خطبہ

حضرت علیؓ کی بیعت جمعہ کے دن ہوئی اس وقت ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں پانچ دن باقی تھے لوگ عثمان کے قتل کے بعد دن گن رہے تھے خلافت قبول کرنے کے بعد حضرت علیؓ نے خطبہ دیا۔ علی بن حسینؓ کہا کرتے تھے کہ حضرت علیؓ نے خلافت قبول کرنے کے بعد جو سب سے پہلا خطبہ دیا اس میں خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:-

”اللہ عزوجل نے ایسی کتاب نازل فرمائی جو لوگوں کو ہدایت کرنے والی ہے اس کتاب میں ہر قسم کے خیر و شر کو بیان فرمایا۔ اب مجھے چاہیے کہ تم خیر کو قبول کرو اور شر کو چھوڑو، اللہ سبحانہ تعالیٰ کے فرائض ادا کرو۔ وہ مجھے جنت میں داخل فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے امور حرام فرمائے ہیں جو قطعاً ڈھکے چھپے نہیں ہیں اور تمام حرام کاموں میں سے زیادہ مسلمانوں کا خون حرام فرمایا ہے اس نے مسلمانوں کے ساتھ اخلاص اور باہم متحد رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ مسلم وہی ہے جس کی زبان اور ماتحت سے دوسرے لوگ محفوظ رہیں سوائے اس صورت کے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ایذا دہی کا حکم دیا ہو۔ تم موت آنے سے پہلے عام اور خاص سب احکام پر عمل کر لو کیونکہ لوگ تو بھٹارے سامنے موجود ہیں اور موت مجھے گھیرتی چلی آ رہی ہے۔ تم گناہوں سے بچو کہ موت سے ملو، لوگ تو ایک دوسرے کا انتظار ہی نہیں کرتے تم لوگ اللہ کے بندوں اور اس کے شہروں کی بربادی کے معاملہ میں اللہ سے

ڈرو، کیونکہ تم سے اس کا ضرور سوال کیا جائے گا۔ حتیٰ کہ چوپایوں اور گھاس پوس کے بارے میں بھی تم سے سوال ہوگا، اللہ کی اطاعت کرو، اس کی نافرمانی نہ کرو، جو بھی تمہیں خیر نظر آئے اسے قبول کرو اور جو برائی دیکھو اسے چھوڑ دو اس وقت کو یاد کرو جب تم لوگ مٹوڑی تعداد میں تھے اور زمین میں کمزور تھے۔“

ابن عباس کی حج سے واپسی | حضرت عبداللہ بن عباس کہا کرتے تھے کہ مجھے حضرت عثمان نے طلب کیا اور امیر حج بنایا یعنی ان کے قتل

والے سال میں مکہ گپ لوگوں کو حج کرایا اور لوگوں کے سامنے حضرت عثمان کا خطبہ پڑھ کر سنایا حج سے فراغت کے بعد مدینہ واپس آیا تو حضرت علیؑ کی بیعت ہو چکی تھی اس لیے میں ان کے گھر پہنچا۔

حضرت علیؑ کا مغیرہ کی رائے | حضرت علیؑ کے پاس اس وقت مغیرہ بن شعبہ تھا جس کی وجہ سے میں باہر رکا رہا۔ جب مغیرہ باہر نکلا تو میں اندر گیا حضرت علیؑ سے سوال کیا کہ مغیرہ آپ سے کیا

کہہ رہا تھا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اُس سے پہلے اس نے مجھے یہ کہا تھا کہ آپ عبداللہ بن عامر، معاویہ اور حضرت عثمان کے دوسرے عاملوں اور گورنروں کو ان کے عہدوں پر برقرار رکھیے اس طرح سب لوگ آپ کی بیعت کر لیں گے اور تمام مقامات پر سکون و اطمینان پیدا ہو جائے گا نیز لوگ اپنی اپنی جگہ پر جا کر اطمینان سے ٹھہر جائیں گے۔“

میں نے اس بات سے انکار کیا اور اسے یہ جواب دیا۔ خدا کی قسم اگر مجھے دن کی ایک گھڑی بھی ایسی حاصل ہو جائے جس میں میں اپنی رائے پر عمل کر سکوں تو میں انہیں اور ان جیسے لوگوں کو ایک لمحہ کے لیے بھی والی اور کارندہ رکھنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ میری یہ بات سن کر مغیرہ چلا گیا اور مجھے اس کے چہرے سے صاف نظر آ رہا تھا کہ وہ مجھے غلطی پر سمجھ رہا ہے اس وقت یہ میرے پاس دوبارہ آیا ہے اور کہنے لگا اس سے پہلے میں نے آپ کو مشورہ دیا تھا جسے آپ نے قبول نہیں کیا تھا لیکن غور کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ کی رائے صائب اور درست ہے آپ ان سب کو ان کے عہدوں سے برطرف کر دیں اور جس پر آپ مطمئن ہوں اسے عامل بنائیں، جتنی ان کی شان و شوکت پہلے تھی اب اتنی نہیں ہے۔“

حضرت علیؑ اور ابن عباس کا مکالمہ | ابن عباس کہتے ہیں میں نے حضرت علیؑ سے کہا پہلی مرتبہ مغیرہ نے آپ کے ساتھ خیر خواہی کی تھی، اور

دوسری مرتبہ آپ کو دھوکہ دیا۔

حضرت علیؑ :- ”تم مجھے نصیحت نہ کرو“

ابن عباسؓ :- ”آپ جانتے ہیں کہ معاویہ اور اس کے ساتھی دنیا دار ہیں اگر آپ انھیں ان کے عہدوں پر قائم رکھیں گے تو پھر انھیں اس کی کوئی پرواہ نہ ہوگی کہ خلیفہ وقت کون ہے ؟ اگر آپ انھیں معزول کر دیں گے تو پھر وہ کہیں گے کہ خلافت بغیر مشورے کے قائم ہوئی ہے اور اس غلیفہ نے حضرت عثمان کو قتل کیا ہے اس طرح آپ کی مخالفت پر آمادہ ہو جائیں گے اور اہل عراق آپ کے باغی بن جائیں گے۔ دوسری طرف سے میں طلحہ اور زبیر سے مطمئن نہیں ہوں۔ کہیں وہ آپ پر حملہ نہ کر بیٹھیں۔“

حضرت علیؑ :- ”تم نے جو یہ کہا ہے کہ میں ان عہدے داروں کو ان کے عہدوں پر قائم رکھوں تو خدا کی قسم اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ دنیا کی اصلاح کے لیے یہی بہترین تدبیر ہے لیکن جہاں تک حق اور ان امور کا تعلق ہے جس کے عثمانی عہدے دار مرتکب ہو رہے ہیں اور جن کا مجھے علم ہے تو یہ امور مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں ان میں سے کسی کو بھی کوئی عہدہ نہ دوں اگر برطرفی کے باوجود یہ میری خلافت قبول کر لیں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے اور اگر یہ اس سے انحراف کریں تو میں تلوار نیام سے نکال لوں گا۔“

ابن عباسؓ :- ”تو میری ایک اور رائے تسلیم کیجیے آپ بیعت اپنی زمین پر چلے جائیں اور اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائیے۔ کیونکہ عرب پریشان اور مضطرب ہونے کے بعد آپ ہی کے پاس آئیں گے آپ کے علاوہ انھیں کوئی ایسا دوسرا شخص نظر نہ آئے گا جو خلافت کا بار سنبھال سکے اور اگر آپ نے آج ان کا ساتھ دے کر معاویہ وغیرہ پر شکریہ ادا کر کے ان کی قسم کھائی تو خدا کی قسم کل تمام لوگ عثمان کے خون کی ذمہ داری آپ کے سر ڈال دیں گے۔“

حضرت علیؑ :- ”میں یہ بھی نہیں کر سکتا، تم شام جاؤ یہی تمھیں وہاں کا عامل بنانا ہوں“

ابن عباسؓ :- ”وہاں معاویہ موجود ہے جو خاندان بنو امیہ سے تعلق رکھتا ہے اور حضرت عثمان کا چچا زاد بھائی ہے جب میں وہاں پہنچوں گا تو وہ عثمان کے خون کے قصاص میں میری گردن اتار لے گا اگر وہ ایسا نہ بھی کرے تو کم از کم مجھے قید ضرور کر دے گا اور میرے خلاف کوئی نہ کوئی حکم صادر کرے گا۔“

حضرت علیؑ :- ”میری اور تیری جو قرابت ہے تم نے اسے کیوں نظر انداز کر دیا تم پر جو شخص بھی حملہ آور ہوگا، وہ دراصل مجھ پر حملہ آور ہے۔“

ابن عباس :- ”آپ معاویہ کے نام خط تحریر کیجیے، اور اس کے ساتھ کچھ وعدے کیجیے اور اس پر احسانات کیجیے“

حضرت علی :- ”خدا کی قسم! میں یہ کام ہرگز نہیں کر سکتا“

ابن عباس کہتے ہیں حضرت علیؑ نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تم زبیر طلحہ وزیر اور قتل عثمان | اور طلحہ سے ملے ہو۔ میں نے عرض کی میری اور ان کی ملاقات تو لصف

میں ہوئی تھی۔ آپ نے سوال کیا ان کے ساتھ کون کون لوگ تھے؟ میں نے جواب دیا کہ ابو سعید بن حارث بن ہشام اور قریش کی ایک جماعت تھی۔ حضرت علیؑ نے فرمایا یہ لوگ یہاں سے بھاگنے سے ہرگز باز نہ آئیں گے اور کچھ دنوں کے بعد یہ دعویٰ کریں گے کہ ہم حضرت عثمان کا قصاص چاہتے ہیں اور خدا کی قسم ہم یہ خوب جانتے ہیں کہ یہی لوگ عثمان کے قاتل ہیں۔“

باب ۳

حضرت علیؑ نے معاویہ کے پاس سبرۃ الجہنی کو قاصد بنا کر بھیجا یہ اس کے پاس گیا اور حضرت علیؑ کا خط دیا لیکن معاویہ نے خط کا کوئی جواب نہ دیا، کئی روز بعد قاصد کو واپس روانہ کر دیا۔ جب عثمان کے قتل کو تیسرا مہینہ شروع ہوا یعنی صفر کا مہینہ تو معاویہ نے بنو مہنیس کے ایک شخص اور بنو رواحہ کے ایک آدمی کو طلب کیا کہ جس کا نام قبصہ تھا اور ایک دفتر اس کے سپرد کیا جس کا عنوان تھا

”معاویہ کی طرف سے علیؑ کو جواب“

اس پر مہر لگی ہوئی تھی۔ قبصہ کو یہ دفتر دے کر معاویہ نے حکم دیا کہ جب تم مدینہ پہنچو تو نیچے کا کاغذ کھول لینا پھر اسے کچھ باتیں سکھائیں کہ مدینہ پہنچ کر لوگوں سے ایسے ایسے کہنا۔ حضرت علیؑ کا قاصد بھی واپس ہوا اور معاویہ کے قاصد بھی مدینہ کو چلے جب معاویہ کے قاصد مدینہ پہنچے تو عبسی نے اس طرح کاغذات کھول لیے جس طرح معاویہ نے حکم دیا تھا۔ لوگوں نے ان کاغذات کو دیکھنا شروع کیا اور اسے دیکھ کر اپنے اپنے گھروں کو جانے لگے۔ سب کو یہ معلوم ہو گیا کہ معاویہ اس خلافت پر معترض ہے قاصد اسی طرح آگے بڑھتا ہوا حضرت علیؑ کے پاس پہنچا اور وہ کاغذات کا پلندہ انھیں دیا انھوں نے مہر توڑی تو اس میں کچھ بھی تحریر نہیں تھا۔ حضرت علیؑ نے دریافت کیا ”تم اپنے پیچھے کیا حالات چھوڑ آئے ہو۔ قاصد نے کہا کیا آپ مجھے امان دیتے ہیں؟

حضرت علیؑ نے فرمایا ”قاصد کو امان حاصل ہوتی ہے انھیں قتل نہیں کیا جاتا“۔ قاصد نے کہا میں اپنے پیچھے ایسی قوم چھوڑ کر آیا ہوں جو قصاص کے علاوہ کسی دوسری بات پر راضی نہیں۔
حضرت علیؑ نے کہا ”آخر وہ کس سے قصاص چاہتے ہیں؟“ قاصد نے کہا ”آپ سے، میں ستر ہزار بوزھوں کو عثمان کے قبیص کے بچے روتا چھوڑ کر آیا ہوں جو انھوں نے دمشق کی جامع مسجد کے منبر پر لٹکا رکھی ہے۔“

حضرت علیؑ نے فرمایا ”تم مجھ سے عثمان کے خون کا بدلہ طلب کر رہے ہو۔ اے اللہ میں عثمان کے خون سے تیرے سامنے براءت ظاہر کرتا ہوں۔ خدا کی قسم اب قاتلین عثمان پنج جاٹیں گے یہ دوسری بات ہے کہ کسی کی فضا آگئی ہو.....“

طلحہ اور زبیرؓ نے حضرت علیؑ سے عمرے کی اجازت طلب کی حضرت علیؑ نے انھیں اجازت دے دی اور یہ دونوں مکہ پہنچ گئے۔

طلحہ اور زبیر کا اجازت لینا

حضرت علیؑ کا خطبہ | اللہ تعالیٰ نے اس امت کے ظالم کے لیے عفو و مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے اور ان لوگوں کے لیے جو دین کو لازم پکڑے رہیں اور اس پر استقامت

اختیار کریں کامیابی اور نجات کا وعدہ کیا ہے جو شخص حق پر نہیں چل سکتا وہ باطل کو ضرور اختیار کر کے رہے گا خبردار زبیرؓ طلحہ اور عائشہ میری امارت کی مخالفت پر آمادہ ہیں اور لوگوں کو اصلاح کی دعوت دے رہے ہیں میں ان حالات پر صبر کروں گا کیونکہ مجھے مختاری جماعت کی جانب سے کوئی خوف نہیں اگر وہ جنگ سے گریز کریں گے تو میں بھی جنگ سے گریز کروں گا اور ان کی باتیں سن کر صبر کروں گا۔ پھر حضرت علیؑ کے پاس خبر پہنچی کہ طلحہ و زبیر وغیرہ بصرہ کی جانب بڑھ رہے ہیں تاکہ لوگوں کے حالات دیکھ کر ان کی اصلاح کریں حضرت علیؑ نے لوگوں کو ان کی جانب بڑھنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا انھوں نے وہ کام شروع کیا ہے کہ جس سے نظام اسلام ختم ہو گیا ہے اور ان حالات میں ہم ان سے کوئی نرمی اختیار نہیں کر سکتے اور لوگوں پر کوئی زبردستی نہیں ہے یہ اعلان جنگ اہل مدینہ پر شاق گذرا۔

انحضراور بی بی عائشہ | حضرت عائشہ جب حج کے ارادہ سے مدینہ سے چلی گئیں تو حضرت عثمان

اس وقت محصور تھے مکہ میں ان کے پاس ایک شخص انحضرا نامی پہنچا حضرت عائشہ نے اس سے دریافت کیا، لوگوں نے کیا کیا؟ انحضرا نے کہا عثمان نے سب مصریوں کو قتل کر دیا، حضرت عائشہ نے کہا ”انا للہ وانا الیہ راجعون کیا اس قوم کو قتل کیا جاسکتا ہے جو حق طلب کرنے لے لیے آئی ہو؟ اور ظلم کی منکر ہو، خدا کی قسم ہم عثمان کے اس فعل سے ہرگز خوش نہیں ہیں۔“

اس کے بعد مدینہ سے ایک اور شخص مکہ پہنچا حضرت عائشہؓ اسے سوال کیا لوگوں نے کیا کیا؟ شخص مذکور نے کہا مصریوں نے حضرت عثمان کو قتل کر دیا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا انھیں پرہیزگاری ہی تعجب ہے جس نے مقتول کو قاتل اور قاتل کو مقتول بنا دیا۔

قصص عثمان کی تیاریاں | حضرت عثمان کے قتل کے بعد حضرت عائشہؓ مکہ سے مدینہ کی طرف چلیں تو راستے میں ان کی نہال کا ایک شخص ملا انھوں نے اس سے دریافت کیا کہ تم اپنے پیچھے کیا حالات چھوڑ آئے ہو شخص مذکور نے کہا حضرت عثمان قتل ہو گئے ہیں لوگوں نے حضرت علیؓ کی بیعت کر لی ہے اور چاروں طرف ایک ہنگامہ برپا ہے حضرت عائشہؓ نے کہا مجھے تو یہ بیعت مکمل ہوتی ہوئی نظر نہیں آتی مجھے مکہ واپس لے چلو جب واپس آئیں تو عبداللہ بن عامر حضرمی جو عثمان کی طرف سے مکہ کا گورنر تھا ان کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ ام المؤمنین کس لیے واپس تشریف لے آئیں تو عائشہؓ نے کہا میں اس لیے واپس آئی ہوں کہ عثمان مظلوم مارے گئے ہیں اور اب یہ فتنہ ختم ہونے والا نہیں اس شور و شر کو ختم کرنے کے لیے ایک اور کام کی ضرورت ہے تم حضرت عثمان کے خون کا مطالبہ کر کے اسلام کو عزت بخشو۔ اس طرح بی بی عائشہؓ کی آواز پر سب سے پہلے لبیک کہنے والا عبداللہ بن عامر حضرمی تھا اسی طرح بنو امیہ نے حجاز میں خلافت علیؓ سے اختلاف کیا اور مخالفت میں سر اٹھانے شروع کیے۔ ان کے ساتھ سعید بن عاص، ولید بن عقبہ اور سارے بنو امیہ تھے۔ عبداللہ بن عامر اموی بصرہ سے آکر اور یعلیٰ بن امیہ یمن سے آکر ان کے ساتھ شامل ہو گیا بعد میں طلحہ وزہیر بھی مدینہ سے آکر اس جماعت میں شامل ہو گئے اور کافی غور و فکر کے بعد سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ انھیں بصرہ جانا چاہیے۔ بی بی عائشہؓ نے ان سے خطاب کیا:-

”اے لوگو! یہ بہت زبردست حادثہ پیش آیا ہے اور انتہائی برا کام ہوا ہے، تم اپنے بھائیوں کے ساتھ بصرہ چلو تاکہ وہ بھی اس انکار میں شامل ہو جائیں اور تمھارے لیے اہل شام اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں بہت کافی ہیں۔ شاید اللہ عزوجل تمھیں عثمان کے قصاص لینے کی توفیق عطا فرمائے اور عثمان کو نیک اجر دے۔“

سب سے پہلے بی بی عائشہؓ کی بات قبول کرنے والے عبداللہ بن عامر اور بنو امیہ تھے۔ یہ لوگ عثمان کے قتل کے فوراً بعد حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچ گئے تھے پھر عبداللہ بن عامر اموی پہنچا۔ پھر یعلیٰ بن امیہ دونوں مکہ جا کر ملے اور یعلیٰ کے ساتھ چھ سو اونٹ اور چھ لاکھ درہم تھے ان لوگوں نے الطح میں ڈیرہ ڈالا انھیں کے ساتھ طلحہ وزہیر بھی عائشہؓ کے پاس پہنچے۔

جماعت کی رائے تھی کہ شام چلنا چاہیے عبداللہ بن عامر نے کہا تمہاری امداد شام ہی کر سکتا ہے وہ تو علیؑ کے جگر میں ہی گھس جائے گا۔ طلحہ وزبیر نے کہا کہ بصرہ چلنا چاہیے (کافی بحث کے بعد) سب نے بصرہ چلنے پر اتفاق کر لیا۔ جب ان لوگوں نے بی بی عائشہ کے سامنے یہ بات پیش کی اور واقع میں یہ جماعت انھیں کے دم سے قائم تھی۔
عائشہ نے اس بات کو قبول کر لیا۔

باقی ازواج نبیؑ بھی عائشہ کے ساتھ مدینہ جانے کے ارادہ سے تھیں۔ جب انھیں یہ معلوم ہوا کہ بی بی عائشہ تو بصرہ چلی ہیں۔ تو انھوں نے عائشہ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ جب تمام مشورے طے پا چکے اور کوچ کے علاوہ کسی قسم کا مشورہ باقی نہ رہا تو جماعت نے یہ سوال اٹھایا کہ کوچ کس طرح کیا جاسکتا ہے؟ کیونکہ ہمارے پاس تو مال موجود نہیں ہے جس سے ہم لوگوں کو تیار کر سکیں۔
یعلی بن امیر نے کہا:-

”میرے پاس چھ لاکھ درہم اور چھ سو اونٹ ہیں آپ لوگ ان اونٹوں پر سوار ہو جائیں“ ابن عامر نے بھی یہی کہا کہ میرے پاس اتنا ہی مال موجود ہے تم لوگ تیار کرو۔

حضرت ام سلمہؓ کی پیش کش
حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا ”اے امیر المومنین اگر خدائے عزوجل کی نافرمانی نہ ہوتی اور مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ آپ تسلیم نہیں کریں گے تو میں بھی آپ کے ساتھ جاتی میرا یہ بیٹا عمر موجود ہے خدا کی قسم یہ مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے یہ آپ کے ساتھ تمام جنگوں میں حاضر رہے گا عمر آخر دم تک حضرت علیؑ کے ساتھ رہے انھیں علیؑ نے بحرین کا عامل بھی بنایا تھا۔

بی بی عائشہؓ کیلئے ایک خاص اونٹ کی خریداری
یعلی نے جنگی تیاریوں کے لیے زبیر کو چار لاکھ کی امداد دی اور

ستر قریشیوں کو سواری مہیا کی اور بی بی عائشہ کو ایک اونٹ پر سوار کرایا جس کا نام سکر تھا یعلی نے اسے اسی دینار میں خریدا تھا۔

حضرت علیؑ کو بھی اس لشکر کی روانگی کی خبر مل گئی انھوں نے مدینہ پر سہل بن خنیف انصاری کو امیر معین کیا اور لشکر لے کر کوچ فرمایا پہلی منزل ذی قار میں کی، سعید بن عاص، طلحہ وزبیر کے پاس خلوت میں گیا اور ان سے سوال کیا اگر آپ لوگ کامیاب ہو جاتے ہیں تو کامیابی کے بعد کسے خلیفہ بنائیں گے؟ زبیر وطلحہ نے جواب دیا ہم دونوں میں سے جسے لوگ پسند کریں گے۔ سعید نے کہا بہتر یہ ہے کہ تم عثمان کے

کسی بڑے کو خلیفہ بناؤ کیونکہ تم انھیں کے خون کا قصاص طلب کر رہے ہو۔ زبیر و طلحہ نے کہا ”یہ کیسے ممکن ہے کہ بزرگ مہاجرین کو چھوڑ کر ان کے بڑے کو خلیفہ بنایا جائے۔“

مردان نے مکہ سے نکلنے کے بعد واپسی کی اجازت لی لیکن کچھ دیر بعد پھر واپس آیا اور طلحہ و زبیر کے سامنے کھڑے ہو کر ان سے دریافت کیا تم دونوں میں سے امارت کس کے سپرد کی جائے گی اور نماز پڑھانے کی کسے اجازت دی گئی ہے عبداللہ بن زبیر نے کہا ابو عبداللہ یعنی زبیر کو پڑھانا چاہیے اور محمد بن طلحہ نے کہا نہیں نماز ابو محمد یعنی طلحہ کو پڑھانی چاہیے بی بی عائشہ کو جب ان باتوں کا پتہ چلا تو انھوں نے مردان کو کہلا بھیجا

”تو ہم میں اختلاف پیدا کرتا ہے نماز میرا بھانجا پڑھائے گا“

الغرض بصرہ پہنچنے تک عبداللہ بن زبیر ہی شکر کو نماز پڑھاتا رہا، معاذ بن عبید اللہ نامی شخص نے کہا خدا کی قسم اگر ہم کامیاب بھی ہو گئے تب بھی ہم آزمائش میں مبتلا ہو جائیں گے جب تک کہ زبیر و طلحہ کیلئے اور طلحہ و زبیر کے لیے خلافت کو چھوڑ دے۔

باب

حضرت علیؑ کا بصرہ کی طرف کوچ

عبداللہ بن سلام کی پیشین گوئی | حضرت علیؑ کو مدینہ میں ہی زیرِ وطمح کے جمع ہونے اور ان کے بصرہ کی طرف کوچ کرنے کی خبر مل گئی تھی۔ عمنسہ ربی بی عائشہ کی بات بھی معلوم ہو چکی تھی۔ لہذا آپ اس لشکر کو جو شام کے لیے تیار کر رکھا تھا عائشہ کے مقابلہ پر لے کر چلے حضرت علیؑ کے ساتھ کوثر اور بصرہ کے بھی سات سواشخاص تھے۔ حضرت علیؑ کا ارادہ تھا کہ عائشہ کے لشکر کو راستے میں ہی روک لیں گے اور بغادت سے باز رکھیں گے جب حضرت علیؑ لشکر لے کر چلنے لگے تو عبداللہ بن سلام نے ان کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور عرض کی اے امیر المومنین! آپ مدینہ سے ہرگز باہر نہ جائیے خدا کی قسم اگر آپ مدینہ چھوڑ کر چلے گئے تو پھر آپ کبھی مدینہ واپس نہ آسکیں گے۔ اور نہ کبھی آئندہ مدینہ دارالسلطنت بن سکے گا۔

یہ سن کر کچھ لوگ عبداللہ کو برا بھلا کہنے لگے تو حضرت علیؑ نے ان سے کہا ”اے کچھ نہ کہو، کیونکہ یہ رسول اللہ کے صحابہ میں سے اچھے آدمی ہیں“ حضرت علیؑ مدینہ سے ریزہ پہنچے تو وہیں انھیں اطلاع ملی کہ حضرت عائشہ وغیرہ کا لشکر آگے بڑھ گیا ہے۔ آپ نے دوسری اطلاع آنے تک ریزہ میں ہی قیام کیا۔

عرفی کہتا ہے میں ان (عائشہ کے لشکر) کے ساتھ ہولیا راہ میں چلتے چلتے ہم حوٰب کے چشمے پر پہنچے تو وہاں کے کتے ہمیں دیکھ کر بھونکنے لگے لوگوں نے

عرفی کا بیان | عرفی نے کہا ”یہ کون سا چشمہ ہے؟“ عرفی نے کہا ”یہ چشمہ حوٰب کے نام سے مشہور ہے“ عرفی کہتا ہے ”میرا یہ جواب سن کر بی بی عائشہ زور سے چیخیں اور اپنے اونٹ کی گردن پر چابک مار کر اسے ہٹکایا پھر کہا ”خدا کی قسم! حوٰب کے کتوں والی میں ہی ہوں، اے لوگو! مجھے واپس لے چلو“ بی بی عائشہ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی اور اپنا اونٹ ہٹکایا لوگوں نے بھی اپنے اونٹ تیز کیے اور واپس لوٹے، یہاں تک کہ جب اگلا دن ہوا اور وہ وقت آیا جس وقت ان لوگوں کی واپسی شروع ہوئی تھی تو عبداللہ بن زبیر گھبرائے ہوئے

بی بی عائشہ کے پاس پہنچے اور پیچ کر بولے بچاؤ، بچاؤ۔ خدا کی قسم! یہ علی کا لشکر تھا رے سروں پر پہنچ گیا ہے عرفی کہتا ہے۔ ان لوگوں نے وہاں سے کوچ کیا اور مجھے برا بھلا کہنے لگے تو میں ان کے پاس سے واپس چلا آیا محوڑی دور چلا تھا کہ حضرت علیؑ اور ان کا لشکر مل گیا ان کے ساتھ تین سو کے قریب آدمی تھے مجھے آواز دی کہ اے سوار ادھر آؤ۔ میں ان کے پاس گیا تو انھوں نے سوال کیا وہ لشکر کہاں ہے عرفی فلاں فلاں مقام پر مقیم تھا اور یہ اس (حضرت عائشہ) کی ادھنی ہے میں نے ان لوگوں کے ہاتھ اپنا اونٹ فروخت کیا تھا۔“

حضرت علیؑ: کیا تم نے بھی ان کے ساتھ سفر کیا ہے؟

عرفی: ”جی ہاں میں نے ان کے ساتھ سفر کیا ہے لیکن جب ہم حوٹاب کے چشمہ پر پہنچے تو اس عورت پر وہاں کے کتے بھونکنے لگے جس پر اس عورت نے ایسی ایسی بات کہی تھی لیکن جب میں نے ان لوگوں میں باہم اختلاف دیکھا تو میں واپس آگیا اور وہ لوگ کوچ کر گئے۔“

عرفی: ”جی حضورؐ تو تم ہمارے ساتھ چلو عرفی کا بیان ہے میں ان کے ساتھ چلا یہاں تک کہ ذی وقفا پہنچ گئے۔“

بی بی عائشہ اور قتل عثمان | علی بن احمد بن حسن عجمی نے حسین بن نصر عطار، ابو نصر بن مزاحم عطار، سیف بن عمر، محمد بن نویرہ، طلحہ بن اعلم حنفی، عمر بن

اسد عبداللہ اور دیگر چند علماء کے حوالے سے مجھے یہ تحریر کر کے روانہ کیا کہ جب حضرت عائشہ مکہ سے واپس لوٹیں اور مقام سرف پر پہنچی تو وہاں ان کی ملاقات عبد بن ام کلاب سے ہوئی حضرت عائشہ نے اسے دیکھ کر کہا تم اس وقت خوب آئے۔ عبد بن ابی سلمہ نے کہا لوگوں نے عثمان کو قتل کر دیا ہے اور آٹھ دن تک ان کا کوئی خلیفہ نہیں تھا۔ حضرت عائشہ نے کہا پھر لوگوں نے کیا کیا۔

عبد: اہل مدینہ نے باہم جمع ہو کر مشورہ کیا اور آخر کار ایک بھلائی انھوں نے حاصل کر لی کہ ان سب نے علی بن ابی طالب پر اتفاق کر لیا۔

حضرت عائشہ: کاش یہ زمین و آسمان اس سے پہلے ہی ایک دوسرے سے مل جاتے اور میرے اس ساتھی کی خلافت قائم نہ ہوتی مجھے واپس لے چلو مجھے واپس لے چلو۔

بی بی عائشہ سرف سے واپس مکہ لوٹیں اور یہ کہتی جا رہی تھیں خدا کی قسم! عثمان مظلوم قتل کیے گئے اور میں ان کے خون کا مطالبہ ضرور کروں گی۔

عبد: اے ام المؤمنین! آخر اس انحراف کی کیا وجہ ہے خدا کی قسم سب سے پہلے آپ ہی نے

حضرت علیؑ سے انحراف کیا ہے آپ تو پہلے کہا کرتی تھیں اس نعتی (عثمان) کو قتل کر دو یہ کافر ہو گیا ہے۔

حضرت عائشہؓ: ان قاتلوں نے پہلے عثمان سے توبہ کرائی پھر انھیں قتل کر دیا۔ میں نے پہلے قتل کے لیے کہا تھا اب یہ کہہ رہی ہوں، اور میرا آخری قول پہلے سے بہتر ہے۔ یہ سن کر عبد بن ابی سلمہ نے یہ اشعار پڑھے۔

منك البداء ومنك الغدر ومنك السرياح ومنك المطر
ترجمہ :- آپ کی طرف سے اس فساد کی ابتداء ہوئی اور آپ کی جانب سے یہ تمام تغیرات واقع ہوئے ہیں۔ آپ کی طرف سے یہ عذاب کی آندھیاں چلی ہیں اور آپ ہی کی طرف سے بارش ہوئی۔

وامنت امرت بقتل الامام وقتلت لنا انه قد كفر
ترجمہ: آپ ہی نے امام (عثمان) کے قتل کا حکم دیا اور آپ ہی نے کہا تھا کہ بیشک وہ کافر ہو گیا ہے۔

فهبنا اطعناك في قتله وقاتله عندنا من امر
ترجمہ: ہم نے ان کے قتل میں آپ کی اطاعت کی ہے اب ان کا قاتل ہمارے سامنے موجود ہے اور وہ شخص جس نے قتل کا حکم دیا۔

ولم يسقط السقف من فوقنا ولم ينكسث شمسنا والقمر
ترجمہ: نہ تو اس واقعہ سے ہم پر چھت گری اور نہ سورج و چاند کو گمن لگا۔

وقد بايع الناس ذاتك يا يزيل الشبا ويقطع الصعر
ترجمہ: اب لوگوں نے ایسے بامہمت کی بیعت کی ہے جو آفتوں کو پیچھے ہٹا دیتا ہے اور سخت چٹانوں پر کھڑا ہو جاتا ہے۔

ويلبس الحرب اتوا بهاء وما من وفي مثل من قد عذر
ترجمہ: جو جنگی لباس پہنے وہ ہر وقت تیار ہے اور عذر کرنے والوں میں کوئی اس کا ثانی نہیں۔

اس کے بعد عائشہؓ مکہ لوٹیں مسجد کے دروازے پر پہنچ کر سواری سے اتریں اور حطیم جانے کا ارادہ کیا وہاں ان کے لیے پردہ کر دیا گیا اور ان کے پاس لوگ آکر جمع ہو گئے حضرت عائشہؓ نے لوگوں سے کہا عثمان مظلوم قتل کر دیئے گئے اور خدا کی قسم میں ان کے خون کا مطالبہ ضرور کروں گی۔

جب لشکر کی روانگی کا وقت آیا تو پہلے زبیر اور طلحہ نے کوچ کیا ان کے بعد حضرت عائشہؓ نے کوچ کیا ان کے ساتھ کچھ اور ازواج پیغمبر بھی تھیں جو ذات عرق تک ان کے ساتھ گئی تھیں اس دن سے زیادہ لوگ اسلام پر کبھی نہیں روئے ان کے رونے کی وجہ یہ تھی کہ اسلام کو یہ دن دکھینا نصیب ہوا یہاں تک کہ اس دن کا نام ”یوم الغیب“ (آنسوؤں کا دن) مشہور ہو گیا۔

جب یہ لشکر اوطاس سے داہنی جانب مڑ گیا تو راستہ میں ان کی ملاقات ملیح بن عوف سلمیٰ سے ہوئی جو مال کی تلاش میں نکلا ہوا تھا اس نے مطالبہ قصاص کی وجہ

زبیر کو سلام کیا اور دریافت کیا اے ابو عبد اللہ یہ کیا معاملہ ہے ؟
زبیر : امیر المومنین عثمان کے خلاف بغاوت کی گئی اور انھیں بلا جرم قتل کر دیا گیا۔
ملیح : انھیں کس نے قتل کیا ؟

زبیر : مختلف شہروں کے اوباش اور مختلف قبائل کے جھگڑالو لوگوں نے اور ان میں زیادہ تر اعراب اور غلام شامل تھے۔

ملیح : اب آپ کیا چاہتے ہیں ؟

زبیر : ہم ان لوگوں کے خلاف جنگ کریں گے تاکہ اس خون کا بدلہ لیا جائے اور یہ خون رائیگاں نہ جائے کیونکہ اس کے رائیگاں جانے سے اللہ کے حکم کی ہمیشہ اسی طرح توہین ہوتی رہے گی اگر لوگوں نے اس قسم کے طریقہ کار کو ابھی سے نہ روکا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر امام کو جب لوگ چاہیں گے اس قسم کے بد قماش لوگ قتل کر دیا کریں گے۔

ملیح : واقعاً یہ بہت سخت معاملہ ہے اور کیا تم نہیں جانتے کہ یہ ظاہر میں آسان بھی ہے اس کے بعد یہ دونوں ایک دوسرے سے رخصت ہوئے اور لشکر آگے بڑھ گیا۔

باب

حضرت عائشہ کا بصرہ میں داخلہ

یہ لشکر سیدھی راہ چھوڑ کر آگے بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ بصرہ کے میدانوں میں پہنچ گیا یہاں ان کی عمیر بن عبد اللہ تمیمی سے ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا: ”اے ام المومنین ہیں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ آگے تشریف نہ لے جائیں بلکہ ان لوگوں میں سے کسی کو آگے روانہ کر دیں جو وہاں کے لوگوں کو سمجھا بچھا سکے۔“

عائشہ: ”تم نیک آدمی معلوم ہوتے ہو لہذا تم ہی کوئی مشورہ دو۔“
عمیر: ”آپ ابن عامر کو آگے بھیج دیجئے کیونکہ بصرہ میں اس کی زمینیں اور مکانات وغیرہ ہیں وہ آپ کے پہنچنے سے پہلے لوگوں سے ملاقات کرے گا اور آپ جو بات کہنا چاہتی ہیں۔ وہ اہل بصرہ تک پہنچائے گا۔“

بی بی عائشہ نے ابن عامر کو آگے بھیج دیا۔ بی بی عائشہ نے بصرہ کے مشہور اور با اثر لوگوں کے نام خطوط بھی روانہ کر دیئے جن میں اخف بن قیس اور صبرہ بن یشمان وغیرہ داخل تھے بی بی عائشہ آگے بڑھ کر حفر میں ٹھہر گئیں اور جواب کا انتظار کرنے لگیں۔

بی بی عائشہ کے پاس قاصد کی روانگی | اہل بصرہ کو ان حالات کا علم ہوا تو عثمان بن حنیف نے عمران بن حصین اور ابوالاسود دہلی کو قاصد بنا کر

بی بی عائشہ کے پاس بھیجا۔ عمران بن حصین کا تعلق عوام سے تھا جبکہ ابوالاسود حضرت علیؑ کے مخصوص آدمیوں میں سے تھے۔ عثمان نے ان دونوں آدمیوں سے کہا: ”تم اس خاتون کے پاس جاؤ۔ اسے اپنے خیالات سے آگاہ کرو اور اس کے خیالات معلوم کرو یہ دونوں حضرات حضرت عائشہ اور ان کے ساتھیوں کے پاس حفر میں پہنچے اور حضرت عائشہ سے ملاقات کی اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے کے بعد یہ اندر گئے حضرت عائشہ کو سلام کیا اور کہا: ”ہمیں ہمارے امیر نے آپ کے پاس اس لیے روانہ کیا ہے تاکہ ہم یہ معلوم کریں کہ آپ کی ہاں تشریف آوری کی کیا وجہ ہے؟“

حضرت عائشہ نے کہا مجھ جیسی عورت کسی مخفی کام کے لیے سفر نہیں کر سکتی اور نہ ہی اولاد سے کوئی بات چھپا سکتی ہے بات یہ ہے کہ مختلف علاقوں کے شور مچانے والوں اور قبائل کے جھگڑنے والوں نے رسول اللہ کے حرم میں قتل و قاتل کیا اس میں فتنے اٹھائے اور بدعتیں ایجاد کیں، فتنہ گروں کو حرم رسول میں پناہ دی اس طرح سے وہ اللہ اور اس کے رسول کی لعنت کے مستحق ہوئے بل جرم مسلمانوں کے امام کو قتل کیا اس طرح انھوں نے ایک حرام خون کو حلال سمجھ کر بہایا اور وہ مال لوٹ لیا جس کا لینا حرام تھا بل جرم اور ماہ حرام کی حرمت کا بھی پاس نہ کیا لوگوں کی ابروریزی کی اور انھیں جسمانی تکالیف پہنچائیں ان لوگوں کے شہر اور مکانات میں اگر ٹھہر گئے جنھیں ان کا ٹھہرنا گوارا نہ تھا۔ ان لوگوں نے سوائے نقصان اور مضرت کے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا نہ ان کے دلوں میں خدا کا خوف تھا جن لوگوں کے پاس یہ جا کر ٹھہرے ان میں اتنی قدرت نہ تھی کہ وہ انھیں روک سکتے۔ کیونکہ انھیں خود اپنی جان کا خوف تھا۔

میں نے اس لیے سفر کیا ہے تاکہ تمام مسلمانوں کو یہ بتا دوں کہ یہ جماعت کس قسم کے لوگوں پر مشتمل ہے اور عوام ان کی وجہ کس مصیبت میں مبتلا ہیں اور اب ان کا اصلاح پانا ممکن نہیں اس کے بعد نبی بی عائشہ نے یہ آیت تلاوت کی۔

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ
ان کی اکثر سرگوشیوں میں کوئی بھلائی نہیں سوائے اس کے کہ یہ سرگوشی صدقے کا حکم دے
یا نیکی کا یا لوگوں کے درمیان اصلاح کا۔

ہم اس اصلاح کی خاطر میدان میں نکلے ہیں جس کا اللہ عزوجل اور رسول اللہ نے ہر چھوٹے بڑے اور مرد و عورت کو حکم دیا ہے۔ ہم اس لیے آئے ہیں تاکہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیں اور اس کی حفاظت کریں اور برائی سے لوگوں کو روکیں اور دنیا سے برائی کو مٹائیں۔

طلحہ وزبیر کی شرط | عمران اور ابوالاسود نبی بی عائشہ سے گفتگو کر کے طلحہ کے پاس پہنچے اور ان سے ان کی آمد کی وجہ دریافت کی۔

طلحہ: ہم حضرت عثمان کے خون کا مطالبہ لے کر آئے ہیں۔

قاصدین: کیا آپ حضرت علیؑ کی بیعت نہیں کر چکے؟
طلحہ: ہاں۔ لیکن اس صورت میں کہ تواریخی گردن پر رکھی ہوئی معقی حضرت علیؑ سے ہمارا کوئی اختلاف نہیں اور نہ میں علیؑ کی بیعت توڑنا چاہتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ہمارے اور قاتلوں کے درمیان

حائل نہ ہوں۔

اس کے بعد یہ دونوں قاصد لوٹ کر بی بی عائشہ کے پاس آئے اور ان سے رخصت طلب کی۔ بی بی عائشہ نے عمران کو تو رخصت کیا اور ابوالاسود کو مخاطب ہو کر کہا اے ابوالاسود تو اپنے آپ کو اس بات سے بچانا کہ میں تیری خواہشات تجھے دوزخ میں نہ دھکیل دیں۔

کو نوا قوا مین اللہ شہد اع بالفسط دلا یجر منکم شتان قوم علی
ان لا تعدوا اعدوا اعدوا اعدوا قرب للتقوی و اتقوا للہ ان اللہ شدید
العقاب۔

ترجمہ اللہ کے لیے عدل و انصاف کے گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی عداوت تمہیں نا انصافی کے جرم میں مبتلا نہ کر دے، انصاف کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو کیونکہ اللہ سخت مواخذہ کرنے والا ہے۔

ان دونوں قاصدوں نے کوج کیا اور منادی نے ان کی واپسی کا اعلان کیا جب یہ دونوں عثمان بن حنیف کے پاس پہنچے تو ابوالاسود نے گفتگو کرنے میں عمران سے پہل کی اور عثمان سے مخاطب ہو کر کہا

یا بن حنیف قد اتیت فانفس
ترجمہ: اے حنیف کے بیٹے جب تو یہاں آگیا ہے تو اب میدان میں کل اور لوگوں کو نیزوں کی
انیوں پر رکھ لے، ان سے جنگ کر اور ثابت قدم رہ۔

و ابوزلہم مستلثا و شمر

”اور اپنی آستین چڑھا کر اچھی طرح مزہ چکھا دے“

یہ سن کر عثمان بن حنیف نے ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ پڑھا اور کہا قسم ہے کعبہ کے پروردگار کی اب اسلام کی چکی چل چکی ہے۔ اب دیکھیے کہ چکی کا کون سا پاٹ گرتا ہے۔

عمران نے کہا ”خدا کی قسم اب تمہیں یہ جنگ ایک زبردست عذاب میں مبتلا کر دے گی جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اگر کوئی تم میں سے بچ بھی گیا تب بھی بہت سے کام اس جنگ سے مساوی نہ ہو سکیں گے۔

عثمان: ”تو پھر تم ہی کوئی مشورہ دو“

عمران: ”میں تو گھر جا کر بیٹھ رہا ہوں اور آپ بھی اپنے گھر جا کر بیٹھ رہیں۔“

عثمان: ”جب تک امیر المومنین حضرت علیؑ یہاں پہنچ نہ جائیں میں انھیں ہرگز شہر میں داخل نہ ہونے دوں گا۔“

عمران: ”اصل فیصلہ اللہ کا ہے اور وہ جو ارادہ کرتا ہے ہو کر رہتا ہے۔“

اس کے بعد عمران اپنے گھر جا کر بیٹھ گیا اور عثمان مقابلہ کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔
 ہشام بن عامر عثمان کے پاس گیا اور انھیں مشورہ دیا: ”اب یہ جھگڑا اسی طرح چلتا رہے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم خود بھی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ گے یہ ایک ایسا زخم ہے جو کبھی بھر نہیں سکتا اور ایسا اختلاف ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا لہذا تم حضرت علی کا حکم آنے تک خاموشی اختیار کرو اور ان لوگوں سے جھگڑا مول نہ لو لیکن عثمان نے ہشام کی یہ رائے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔“

حضرت عائشہ اور ان کے ساتھی آگے بڑھ کر مرید پہنچے اور بالائی جانب سے مرید میں داخل ہو گئے اور وہاں ڈیرے ڈال دیئے۔ عثمان بھی اپنے ساتھیوں کو لے کر ان کے مقابلے میں جا کھڑے ہوئے اصل بصرہ میں سے جو لوگ بی بی عائشہ کے ساتھ شریک ہونا چاہتے تھے وہ ان کے لشکر میں چلے گئے اس طرح دونوں فریق مرید میں صف آراء ہو گئے اور ایک دوسرے کو جوش دلانے لگے یہاں تک کہ دونوں فریق غصہ سے بے قابو ہو گئے۔

طلحہ مرید کے دائیں جانب کھڑے تھے۔ ان کے پہلو میں زبیر تھے۔ عثمان بن حنیف مرید کے بائیں جانب کھڑے تھے۔ طلحہ نے عثمان کے قتل ہونے اور ان کی فضیلت کا ذکر کیا نیز بتایا کہ مدینہ رسول کی کس طرح بے حرمتی ہوئی ہے جو کچھ عثمان کے ساتھ ہوا اسے بیان کرنے کے بعد لوگوں کو ان کے خون کا بدلہ طلب کرنے کی دعوت دی اور کہا اس قصاص میں اللہ عزوجل کے دین اور اس کے حکم کی عزت ہے کیونکہ مظلوم خلیفہ کے خون کا قصاص طلب کرنا اللہ کے احکام میں سے ایک ہے اگر تم قصاص طلب کرو گے تو صحیح راستہ پر چلو گے اور بھاری خلافت تمھارے ہاتھ میں آجائے گی۔ اگر تم اس قصاص کو چھوڑ دو گے تو کوئی حکومت قائم رہ سکتی ہے اور نہ کوئی نظام چل سکتا ہے۔

اس قسم کی تقریر زبیر نے بھی کی۔ ان کی تقاریر پر دامنہی جانب کے لوگوں نے کہا کہ آپ دونوں نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے اور آپ نے ہمیں حق بات کا حکم دیا ہے جبکہ بائیں جانب کے لوگ کہنے لگے کہ انھوں نے نہایت غلط بات کہی ہے اور غداری کی ہے۔ لوگوں کو برائی کا حکم دیا ہے ان دونوں (طلحہ و زبیر) نے پہلے تو حضرت علی کی بیعت کر لی اور آج یہ کچھ اور کہہ رہے ہیں اس پر ایک شور مچا اور لوگوں میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا۔

اس کے بعد بی بی عائشہ نے تقریر کی ان کی آواز نہایت بلند تھی
 حضرت عائشہ کی تقریر | ان کی تقریر کا یہ اثر ہوا کہ عثمان بن حنیف کے ساتھیوں میں چھوٹ

پڑ گئی اور ان میں سے کچھ لوگ کہنے لگے خدا کی قسم! بی بی عائشہ نے سچ کہا اور نیک کام کا حکم دیا۔ دوسری جماعت نے کہا۔ ”ہم تم لوگوں کی بات قطعاً نہیں سمجھیں گے اس پر ایک شور مچ گیا اور لوگ ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے۔ حضرت عائشہ نے جب یہ صورت دیکھی تو وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر مینہ سے بہت کر اس میدان میں جا کھڑی ہوئیں جہاں چڑھ صاف کرنے والے رہتے تھے۔ عثمان کے ساتھیوں میں زبردست اختلاف پیدا ہو گیا جن میں سے بعض ان کا ساتھ چھوڑ کر بی بی عائشہ سے مل گئے اور بعض اس گلی کے نکلے پر عثمان کے ساتھ جے رہے جو مسجد کو جاتی تھی اور شکر عائشہ کے مد مقابل کھڑے ہو کر راستہ روک لیا۔

جاریہ بن قدامہ کی بی بی عائشہ سے گفتگو | جاریہ بی بی عائشہ کے پاس گئے اور کہا اے اُمّ المؤمنین! خدا کی قسم عثمان کا قتل ہو جانا ہمارے لیے آسان تھا،

لیکن آپ کا اس طلحہ اور نط پر سوار ہو کر ہتھیار سنبھال کر نکلنا اس سے کہیں زیادہ بڑا ہے آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے پردے میں رہنے اور اپنے احترام کو باقی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن آپ نے اس پردہ کو چاک کر دیا اور اپنے احترام کو ختم کر دیا یاد رکھیے کہ جو شخص آپ سے قتال کو جائز سمجھتا ہے وہ لازماً آپ کے قتل کو بھی جائز سمجھتا ہے اگر آپ خوشی سے یہاں آئی ہیں تو فوراً واپس لوٹ جائیں اور اگر آپ مجبوراً یہاں آئی ہیں تو لوگوں سے امداد طلب کیجیے تاکہ وہ باحترام طور پر آپ کو یہاں سے نکال دیں۔

طلحہ وزبیر سے ایک نوجوان کی گفتگو | ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگائے زبیر! آپ

رسول اللہ کے حواری ہیں اور طلحہ نے اپنے ہاتھ سے رسول اللہ کی عزت کو بچا ہے آج میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ دونوں کی ماں آپ کے ساتھ ہے تو کیا آپ اپنی بیویوں کو بھی ساتھ لائے ہیں؟

طلحہ وزبیر نے جواب دیا نہیں۔

وہ سعدی جوان بولا کہ میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا یہ کہہ کر وہ شکر سے علیحدہ ہو گیا اس نے اس واقعہ پر حسب ذیل اشارہ کیا۔

ترجمہ: ”تم نے اپنی بیویوں کو بچا لیا اور اپنی ماں کو میدان میں گھسیٹ لائے تیری عمر کی قسم یہ انتہائی بے انصافی کی بات ہے۔“

بیویوں کو تو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے گھروں میں پھریں اور باہر نہ جائیں اور ماں کو اپنی اغراض کا آلہ کار بنالیا تاکہ ان کے بیٹے انھیں بچانے کے لیے نیزوں، تیروں اور تلواروں سے لڑیں۔ اس طرح سے طلحہ وزبیر کے پردوں کی بھی پردہ درمی ہوئی یہ وہ خبر ہے کہ جو لوگوں کی

جانب سے بیان کی جا رہی ہے۔

محمد بن طلحہ کی رائے | جہنم کا ایک لڑکا حضرت طلحہ کے بیٹے محمد کے پاس گیب یہ محمد بہت عبادت گزار تھا اور اس سے سوال کیا کہ عثمان کے قاتل کون لوگ

ہیں تو اس نے جواب دیا کہ عثمان کے قتل کی ذمہ داری تین شخصوں پر ہے تہائی ذمہ داری تو اس جو درج والی یعنی عائشہ پر ہے تہائی ذمہ داری اس شخص پر ہے جو سرخ اونٹ پر سوار ہے یعنی میرے باپ طلحہ پر اور تہائی علی بن ابی طالب پر ہے یہ سن کر وہ لڑکا کہنے لگا میں تو خود کو گراہی پر سمجھتا ہوں، یہ کہہ کر وہ حضرت علی کے ساتھ مل گیا اور محمد کے جواب میں یہ اشعار کہے۔ ترجمہ اشعار

”میں نے طلحہ کے بیٹے سے دریافت کیا کہ مدینہ میں جو شخص لوگوں نے قتل کیا ہے

جو کہ دفن بھی نہیں کیا جاسکا اس کی ہلاکت کی ذمہ داری کس پر ہے“ تو

اس نے جواب دیا کہ عثمان کی ذمہ داری تین شخصوں پر ہے

تہائی تو اس عورت پر ہے جو ہودج میں سوار ہے تہائی سرخ اونٹ کے سوار پر اور تہائی علی بن ابی طالب پر ہے بات یہ ہے کہ ہم لوگ تو بدوی آدمی ہیں ان باتوں کو ہم

نہیں سمجھتے۔

تو میں نے اس سے کہا کہ پہلے دو شخصوں کے بارے میں تم نے سچ بات کہی ہے لیکن تیسرے واضح اور روشن کردار کے شخص کے بارے میں تم نے غلطی کی ہے۔

ابو الجرباء کا مشورہ | بنو عثمان میں سے ایک شخص ابو الجرباء نامی حضرت عائشہ، طلحہ اور زبیر کے پاس پہنچا اور اس نے انھیں مخالفین کے گھروں کے پتے بتائے۔ بنی بنی

عائشہ نے اس سے مشورہ طلب کیا اور اس کی رائے پر چلنے کا ارادہ کیا وہ انھیں بنو مازن کے مقبرے

سے لے کر آگے بڑھا اور جبابہ کی جانب بصرہ کی بلندی پر پہنچ گیا پھر زبیر سے ہوتا ہوا مقبرہ بنی حصن

پر آیا اس کا ایک حصہ بیت المال سے ملا ہوا تھا مخالف غافل ہوئے تھے اور یہ آگے بڑھ رہے تھے

جب صبح ہوئی تو یہ لوگ بیت المال کے صحن میں ڈیرہ زن تھے۔ صبح ہوئی تو بیت المال کے سامنے جنگ

شروع ہو گئی اور سورج نکلنے کے وقت سے شروع ہو کر زوال تک نہایت شدت کی جنگ جاری رہی۔

عثمان بن حنیف کے کافی آدمی مارے گئے۔ اور دونوں فریق کے کافی لوگ زخمی ہوئے حضرت عائشہ

کے منادی جنگ بندی کا اعلان کر رہے تھے لیکن کسی نے ان کے اعلان کو نہیں سنا اور انھوں نے اپنے

مخالفین کو اچھی طرح ڈھیر کر کے رکھ دیا۔

شرائط صلح (آخر کار) آپس میں جنگ بندی ہوگئی اور ہام یہ معاہدہ کھایا کہ مدینہ ایک قاصد روانہ کیا جائے اور جب تک قاصد واپس نہ آجائے جنگ بند رہے گی قاصد مدینہ پہنچ کر یہ معلوم کرے کہ کیا طلحہ وزیر نے خوشی سے حضرت علیؑ کی بیعت کی تھی یا ان سے زبردستی بیعت لی گئی اگر طلحہ وزیر سے زبردستی بیعت لی گئی ہے تو عثمان بن حنیف ان دونوں کے لیے بصرہ خالی کر دیں گے اور اگر ان دونوں نے خوشی سے بیعت کی تھی تو یہ دونوں بصرہ چھوڑ کر چلے جائیں گے۔

عہد نامہ

عہد نامہ کی عبارت یہ تھی ۱۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”یہ وہ تحریر ہے جس پر طلحہ وزیر عید ان کے تمام مسلمان ساتھیوں عثمان اور ان کے تمام ساتھیوں نے صلح کی ہے جس مدت کے لیے یہ صلح ہوئی ہے اس وقت تک عثمان کے قبضہ میں جو حصہ ہے اس پر عثمان قابض رہیں گے اور جس حصہ پر طلحہ وزیر قابض ہیں اس پر وہی قابض رہیں گے جب تک دونوں فریقوں کے قاصد کعب بن مسور مدینہ سے واپس نہ آجائیں۔ دونوں فریقوں میں سے کسی شخص کو مسجد بازار راستہ یا کسی مخفی مقام پر کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ تاوقتیکہ کعب بن مسور واپس نہ آجائے اگر وہ یخبر لاتا ہے کہ لوگوں نے طلحہ وزیر کو بیعت پر مجبور کیا تھا تو بصرہ کی حکومت ان دونوں کی موہگی اور عثمان کو اختیار ہوگا خواہ وہ شہر چھوڑ کر اپنی جماعت کے ساتھ چلے جائیں یا طلحہ وزیر کے ساتھ شامل ہو جائیں اور اگر کعب یہ جواب لاتا ہے کہ طلحہ وزیر نے خوشی سے بیعت کی تھی تو بصرہ کی حکومت عثمان کے قبضہ میں رہے گی اور طلحہ وزیر کو اختیار ہوگا کہ خواہ وہ صرف حضرت علیؑ کی اطاعت پر قائم رہیں یا بصرہ چھوڑ کر اپنی جماعت کے ساتھ چلے جائیں اور بصرہ کے تمام مسلمان اس شخص کے ساتھ ہوں گے جو کامیاب ہوگا۔“

کعب کی مدینہ آمد کعب بصرہ سے چل کر مدینہ پہنچا لوگ اس کی آمد کی وجہ سے جمع ہو گئے مدینہ میں جمعہ کے روز پہنچا تھا۔ کعب نے کھڑے ہو کر سوال کیا اے اہل مدینہ میں اہل بصرہ کی جانب سے تمہارے پاس قاصد بن کر آیا ہوں اور یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آیا اس جماعت نے طلحہ وزیر کو علیؑ کی بیعت پر مجبور کیا تھا یا انھوں نے رضاً و رغبت بیعت کی تھی۔

اُسامہ کا جواب | تمام قوم میں سے کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ صرف اسامہ بن زید کھڑا ہوا اور کہا دونوں سے زبردستی بیعت لی گئی یہ سن کر تمام نے اس کو مارنے کا حکم دیا۔ سہیل بن حنیف اور ان کے ساتھی اسے مارنے کے لیے چھپے۔

شکر عائشہ کا حملہ | کعب بن عذرہ سے لوطا اس دوران طلحہ وزیر تیاری مکمل کر چکے تھے اور انھیں جن جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ مہیا کر چکے طلحہ وزیر نے ایک رات اپنے تمام آدمیوں کو جمع کیا اس رات سخت سردی پڑ رہی تھی زبردست آندھی چل رہی تھی جس کی وجہ سے تاریکی بھی بے پناہ چھا گئی تھی اور ٹانگہ کو ٹانگہ سجھائی نہ دیتا تھا یہ دونوں اپنے لشکر کے ہوئے عشاء کی نماز کے وقت مسجد میں پہنچے۔ عثمان بن حنیف آگے بڑھے لیکن طلحہ وزیر نے عبدالرحمن بن عتاب کو آگے بڑھا دیا اس پر جانٹوں اور کاسٹٹ کاروں نے ہتھارا اٹھالیے اور عائشہ کے لشکر کا مفتابہ شروع کر دیا انھوں نے بھی جنگ چھیڑ دی اور کافی دیر تک مسجد میں جنگ ہوتی رہی عائشہ کے ساتھیوں نے عثمان کے بہت سے حامی گرفتار کر لیے اور چالیس آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ طلحہ وزیر نے کچھ لوگ عثمان کے پاس بھیجے کہ انھیں ہمارے پاس بلا لاؤ معجب عثمان ان کے پاس پہنچے تو ان لوگوں نے انھیں خوب لاتوں سے روندنا اور ان کے چہرے کے تمام بال اکھاڑ ڈالے۔

عثمان بن حنیف کے ساتھ ظالمانہ سلوک | سہیل بن سعد سے منقول ہے کہ جب ان لوگوں نے عثمان بن حنیف کو پکڑ لیا تو ابان بن عثمان کو حضرت عائشہ کے پاس روانہ کیا کہ ان کا عثمان کے بارے میں کیا حکم ہے تو بی بی عائشہ نے کہا ”انھیں قتل کر دو“ لیکن کسی عورت نے بی بی عائشہ سے کہا اے ام المومنین! میں آپ کو خدا کی قسم دیتی ہوں کہ آپ عثمان کے بارے میں یہ سوچ لیں کہ وہ رسول اللہ کے صحابی ہیں۔ بی بی عائشہ نے کہا کہ ابان کو واپس بلاؤ جب ابان آیا تو اس سے کہا ”اے قتل نہ کرو، بلکہ قید کر دو“

ابان نے کہا ”اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ نے مجھے اس کام کیلئے بلایا ہے تو میں نہ آتا“ حضرت عائشہ کا یہ حکم سن کر مجاشع بن مسعود نے لوگوں سے کہا ”اے مارو پیٹو اور اس کی داڑھی کے بال نوچ لو“ اس پر ان لوگوں نے عثمان کو چالیس کوڑے مارے اور ان کی داڑھی کے بال نوچ لیے اور مونچھیں اور پلکیں اکھاڑ ڈالیں اور قید کر دیا۔

جواب کا واقعہ | امام زہری کا بیان ہے کہ جب طلحہ وزیر کو یہ علم ہوا کہ حضرت علی ذی دقار پہنچ چکے ہیں تو وہ بصرہ کی طرف گئے راستے میں بی بی عائشہ نے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں تو دریافت کیا کہ یہ کون سا چشمہ ہے؟

لوگوں نے جواب دیا ”یہ جواب کا چشمہ ہے“ یہ سن کر بی بی عائشہ نے اناٹہ بڑھا اور کہا یہ تو وہی معاملہ ہے جو میں نے رسول اللہ سے سنا تھا کہ آپ کے پاس کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں آپ نے فرمایا شاید تم میں سے ایک عورت ایسی ہو جس پر جواب کے کتے بھونکیں گے۔

اس کے بعد بی بی عائشہ نے واپس لوٹنے کا ارادہ کیا تو عبداللہ بن زبیر بی بی عائشہ کے پاس آیا اور اس نے کہا جو شخص یہ کہتا ہے کہ یہ جواب کا چشمہ ہے وہ جھوٹ بولتا ہے الغرض بی بی عائشہ آگے بڑھ کر بصرہ پہنچ گئیں وہاں عثمان بن حنیف امیر تھے۔

عثمان نے ان سے پوچھا ”تم نے اپنے امیر کی بیعت کیوں توڑ دی؟“ طلحہ وزیر: ہم اسے اپنے سے زیادہ خلافت کا حق دار نہیں سمجھتے اور جو کچھ اس نے کیا ہے وہ تو سامنے ہی ہے۔

عثمان: تو اس شخص نے مجھے یہاں کا امیر بنایا ہے جو کچھ تم کہہ رہے ہو میں انہیں لکھ کر بھیج دیتا ہوں اور جب تک انکا جواب نہ آئے نماز میں پڑھاؤں گا۔

الغرض اس بات پر صلح ہو گئی اور عثمان نے حضرت علی کے پاس خط لکھ کر روانہ کیا لیکن ابھی دو دن بھی نہ گزرے تھے کہ طلحہ وزیر کے لشکر نے عثمان پر حملہ کر دیا۔ اور مدینہ الرزق کے قریب زابوقہ مقام پر ان سے جنگ کی اور عثمان پر غالب آگئے اور انہیں پکڑ لیا پہلے تو انہیں قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن پھر یہ خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں اہل مدینہ ان کے قتل پر ناراض نہ ہو جائیں اس لیے انہیں قتل تو نہ کیا لیکن انہیں مارا پیٹا اور ان کے بال نوچ ڈالے۔

طلحہ وزیر کی تقریر | طلحہ وزیر تقریر کرنے کھڑے ہوئے اور بولے :-

”توبہ دل سے ہوتی ہے ہم نے یہ ارادہ کیا تھا کہ امیر المؤمنین عثمان کو ان کی غلطیوں پر آگاہ کریں اور ہمارا ان کو قتل کرنے کا ارادہ نہ تھا لیکن بد عقل مندوں پر غالب آگئے اور انہیں قتل کر دیا۔“

لوگوں نے طلحہ سے کہا آپ کے خطوط ہمارے پاس آئے تھے ان سے تو کچھ اور ظاہر ہوتا تھا زبیر نے کہا عثمان کے بارے میں میرا تو تمہارے پاس کوئی خط نہیں آیا.....

اس پر بنو عبد القیس کے ایک شخص نے کھڑے ہو کر زبیر سے کہا ”تم خاموش ہو جاؤ اور پہلے مجھے تقریر کرنے دو“

عبداللہ بن زبیر نے کہا ”تمہارا تقریر سے کیا واسطہ؟“ لیکن عبدی کھڑا ہوا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

عبدی کی تقریر | ”اے مہاجرین! تم سب سے پہلے وہ اشخاص ہو جنہوں نے نبی کریم کی دعوت کو قبول کیا اور اس لحاظ سے تمہیں ایک بہت بڑی

فضیلت حاصل ہے پھر جس طرح تم نے اسلام قبول کیا تھا اسی طرح اور لوگوں نے بھی اسلام قبول کیا جب رسول اللہ کی وفات ہوئی تو لوگوں نے اپنے میں سے ایک شخص کی بیعت کی اور ہم سے اس سلسلہ میں کوئی مشورہ طلب نہیں کیا ہم اس پر راضی ہو گئے اور اس معاملہ میں ہم نے تمہاری اتباع کی۔۔۔۔۔

پھر ابوبکر انتقال کر گئے اور ان میں سے ایک شخص کو تم پر خلیفہ بنا دیا ان کی خلافت کے سلسلہ میں بھی ہم سے کوئی مشورہ طلب نہیں کیا گیا۔۔۔۔۔

جب ان کی وفات ہوئی تو خلافت کا معاملہ چھ افراد کے سپرد کر دیا گیا اور انہوں نے عثمان کو منتخب کیا اور ہمارے مشورہ کے بغیر ان کی بیعت کر لی پھر ان ہی لوگوں نے عثمان کے خلاف کسی بات پر اتفاق کیا اور اسے ہمارے مشورہ کے بغیر قتل کر دیا پھر تم نے ہمارے مشورے کے بغیر حضرت علی کی بیعت کر لی پھر تم نے ان سے اختلاف کیا اب تم یہ چاہتے ہو کہ ہم حضرت علی سے جنگ کریں تم ہمیں یہ بتاؤ کہ کیا حضرت علی نے مالِ غنیمت پر قبضہ کر لیا ہے یا حق کو چھوڑ دیا ہے یا وہ اعمال اختیار کر لیے ہیں جنہیں تم برا سمجھتے ہو اگر فی الواقع ایسا ہے تو ہم تمہارے ساتھ مل کر ان سے لڑیں گے اور اگر ایسا نہیں تو ہم ان سے جنگ کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں“

ان لوگوں نے عثمان بن حنیف کے قتل کا ارادہ کر لیا لیکن اہل قبیلہ انہیں بچانے کیلئے کھڑے ہو گئے عائشہ کے لشکر نے اگلے دن عثمان کے لشکر پر حملہ کر دیا اور ان کے سر آدمی قتل کر دیئے۔

اہل شام کے نام طلحہ وزبیر کا خط | طلحہ وزبیر نے (گذشتہ) تمام واقعات اہل شام کو لکھ کر روانہ کیے اور تحریر کیا ہم قاتلین (عثمان) سے جنگ کرنے اور

اللہ تعالیٰ کے احکام نافذ کرنے کے لیے نکلتے ہیں۔۔۔۔۔

اس پر بصرہ کے نیک اور شریف لوگوں نے ہماری بحیثیت کی اور شریہ جھگڑا تو قسم کے لوگوں نے ہماری مخالفت کی اور ہمارے مقابلہ پر ہتھیار اٹھائے۔ ان لوگوں کا کہنا یہ تھا کہ ہم ام المومنین کی اطاعت کے لیے تیار ہیں (لیکن) انھیں چاہیے کہ وہ حق کے مطابق حکم کریں اور لوگوں کو حق پر چلنے کے لیے آمادہ کریں تاکہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دوبارہ سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ان لوگوں کے سامنے ہر قسم کے دلائل پیش کیے گئے اور حریج کوئی حجت باقی نہ رہی تو حضرت امیر المومنین عثمان کے قاتل ایک جگہ جمع ہو گئے اور اپنی پرانی روش اختیار کرتے ہوئے ہمارے مد مقابل ہوئے ان میں سے ہر قوس بن زبیر کے علاوہ کوئی شخص نہیں بچا اور ایک نہ ایک دن اللہ تعالیٰ انشاء اللہ اسے بھی قید کرے گا..... ہم تمہیں اللہ کی قسم دیتے ہیں کہ جس طرح ہم نے ان قاتلین سے جنگ کی ہے تم بھی ان سے اسی طرح جنگ کرو..... یہ خط سیارہ عجمی کے ہاتھ روانہ کیا گیا اسی قسم کا ایک اور خط اہل کوفہ کے نام روانہ کیا گیا اور بنو عمرو بن اسد میں سے ایک شخص مظفر بن معرض کو قاصد بنا کر بھیجا گیا اور ایک خط اہل یمامہ کے نام لکھا گیا اس وقت یمامہ کا عامل سبرہ بن عمرو غنیری تھا اسی طرح ایک خط اہل مدینہ کے نام لکھ کر ابن قدامہ قشیری کے ہاتھوں روانہ کیا گیا۔

بی بی عائشہ کا اہل کوفہ کے نام خط | حضرت عائشہ نے اہل کوفہ کے نام ایک خط تحریر کیا اس میں لکھا کہ میں تمہیں اللہ عزوجل اور اسلام کا واسطہ دیتی ہوں کہ اللہ کی کتاب اور اس میں جو احکام ہیں انھیں دنیا میں قائم کرو، اللہ سے ڈرو، اس کے دین کو مضبوطی سے تھام لو اور اس کتاب پر چلو ہم بصرہ پہنچے اور لوگوں کو اس امر کی دعوت دی کہ وہ دنیا میں اللہ کی کتاب اور اس کے احکام کو نافذ کریں گے۔ نیک لوگوں نے ہماری اس بات کو قبول کر لیا اور جن میں خیر کا مادہ نہیں تھا انھوں نے ہمارے مقابلہ میں ہتھیار اٹھائے اور یہ دعویٰ کیا کہ تمہیں بھی عثمان کے پاس پہنچا دیں گے.....

اے اہل کوفہ! تم قاتلین کی جانب سے نہ جھگڑو نہ محافلین کی مدد کرو اور نہ ان لوگوں سے کوئی تعلق رکھو جن پر اللہ کی حد قائم ہے ورنہ تم بھی ظالم بن جاؤ گے۔

بی بی عائشہ نے نام بنام بہت سے آدمیوں کو خط لکھے جن میں تحریر تھا ”لوگوں کو ان قاتلوں کو پناہ دینے سے روکو، ان کی مدد نہ کرو اور اپنے گھروں میں بیٹھ رہو کیونکہ ہماری جماعت ان حرکات سے ہرگز راضی نہیں جو حضرت عثمان بن عفان کے خلاف کی گئیں“.....

یہ خط عائشہ بنت ابی بکر ام المومنین
محبوبہ رسول اللہ کی جانب سے

حضرت عائشہ کا زید بن صوحان کے نام خط

اس کے مخلص بیٹے زید بن صوحان کے نام ہے ۔

”اے زید! جب تمھارے پاس میرا خط پہنچے تم میرے پاس چلے آؤ اور اس کام میں میری
مدد کرو اگر تم میری مدد نہیں کرو گے تو لوگ علی کے ماتحتوں ذیل ہو جائیں گے“

یہ خط زید بن صوحان کی جانب سے عائشہ بنت ابی بکر ام المومنین
محبوبہ رسول اللہ کے نام ہے

زید بن صوحان کا جواب

”آپ اس کام کو چھوڑ کر واپس چلے جائیں ورنہ میں سب سے پہلے آپ سے مقابلہ
کروں گا“

زید فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ اُم المومنین پر رحم کرے اللہ نے انھیں گھر میں بیٹھنے کا حکم دیا
تھا اور ہمیں جنگ کرنے کا ۔ لیکن انھوں نے اس حکم کو توڑ دیا جس کا انھیں حکم دیا گیا تھا ۔ اور جو حکم
انھیں تھا وہ ہمیں دینا شروع کیا اور جو حکم ہمارے لیے تھا اس پر ام المومنین نے خود عمل کرنا شروع کر دیا

باب ۲

حضرت علیؑ کا بصرہ کی جانب کوچ

جب حضرت علیؑ کو مدینہ میں طلحہ و زبیر اور عائشہ کے بارے خبر ملی کہ انھوں نے عراق کی طرف کوچ کیا ہے تو آپؑ نے انتہائی تیزی کے ساتھ کوچ کیا تاکہ انھیں راستہ میں ہی روک لیں اور مکہ کی طرف واپس کر دیں لیکن حضرت علیؑ جب ریزہ پہنچے تو انھیں یہ خبر ملی کہ اس گروہ نے اپنا راستہ بدل دیا ہے چند روز آپؑ نے ریزہ میں قیام رکھا اور جب انھیں معلوم ہوا کہ یہ لوگ بصرہ کی طرف بڑھ رہے ہیں تو آپؑ زیادہ خوش ہوئے۔

آپؑ نے اہل کوفہ کو خط لکھا جس میں یہ تحریر تھا:-

”بسم اللہ الرحمن الرحیم“
اہل کوفہ کے نام حضرت علیؑ کا خط | میں تم لوگوں کو سب سے بہتر سمجھتا ہوں

اور تمھارے درمیان رہنا پسند کرتا ہوں کیونکہ مجھے تمھاری دوستی کا اچھی طرح علم ہے۔ اور مجھے اس بات کا بھی علم ہے کہ تم اللہ عزوجل اور رسول اللہؐ سے بے پناہ محبت کرتے ہو جو شخص میرے پاس آئے گا اور میری مدد کرے گا اس نے حق کو قبول کیا اور اپنے فریضے کو ادا کیا جو اس کے ذمہ ہے۔“

آپؑ نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن عون کو کوفہ روانہ کیا جب یہ دونوں دہاں پہنچے تو لوگ ابو موسیٰ اشعری کے پاس جمع ہوئے اور اس سے جنگ میں شرکت کے لیے مشورہ طلب کیا۔

ابو موسیٰ اشعری کا فیصلہ | ابو موسیٰ اشعری: اگر تم آخرت چاہتے ہو تو اپنی جگہ بیٹھے رہو اور اگر دنیا کے طلب گار ہو تو بے شک اس جنگ میں شریک ہو جاؤ

جب محمد بن ابی بکر اور محمد بن عون کو ابو موسیٰ اشعری کا یہ مشورہ معلوم ہوا تو انھوں نے اسے بُرا بھلا کہا۔ جس پر ابو موسیٰ نے کہا..... ہم اگر جنگ کریں گے بھی تو اس وقت کریں گے جب

تمام قاتلین عثمان قتل کر دیئے جاتیں اور ان میں سے ایک بھی آدمی زندہ نہ رہے۔

حضرت علیؑ نے ۳۶ھ ماحور ربیع الآخر کے آخر میں کوچ کیا۔

جب حضرت علیؑ نے رزبہ میں قیام کیا تو بنو طی کی ایک جماعت آپکے

پاس آئی تو لوگوں نے عرض کیا کہ یہ طی کے وہ لوگ ہیں جو آپ کے

ساتھ شامل ہو کر جنگ کرنا چاہتے ہیں اور آپ کی خلافت کو قبول کرتے ہیں۔

حضرت علیؑ: اللہ تعالیٰ تم سب کو جزائے خیر دے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کا بیٹھنے والوں کے مقابلہ میں

بہت بڑا درجہ رکھا ہے۔

پھر یہ لوگ حضرت علیؑ کے پاس ان کے خیمہ میں پہنچے تو حضرت علیؑ نے ان سے سوال کیا:-

”تم کس چیز کی گواہی دیتے ہو؟“

اہل طی: ہم ہر چیز پر گواہی دیتے ہیں جو آپ پسند کریں

حضرت علیؑ: اللہ تمہیں جزائے خیر دے تم لوگ مطیع ہو کر آئے تم نے مرتدین سے بھی جنگ کی تھی اور مسلمانوں

کے مامعہوں سے جو چیز چلی گئی تھی تم نے اسے پورا کر دکھایا۔

سعید بن عبید طاہی، اے امیر المومنین! بعض لوگ وہ ہوتے ہیں جو اپنے مافی الضمیر کو زبان سے بہت اچھی

طرح ادا کرتے ہیں اور خدا کی قسم میں بھی اپنے مافی الضمیر کو اپنی زبان سے اچھی طرح ادا کر سکتا ہوں

میں علانیہ اور پوشیدہ طور پر ہر وقت آپ کا خیر خواہ رہوں گا اور ہر مقام پر آپ کے دشمن سے

جنگ کروں گا اور آپ کا اپنے اوپر حق سمجھوں گا جو دنیا میں کسی اور کا نہیں ہے، یہ صرف آپ کی

فضیلت اور قربت رسول کا باعث ہوگا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: اللہ تم پر رحمت نازل فرمائے تم نے اپنے دلی خیالات کو زبان سے بہت اچھی

طرح ظاہر کیا یہ سعید حضرت علیؑ کی طرف سے جنگ صفین میں لڑتے ہوئے مارے گئے۔

جب حضرت علیؑ نے رزبہ پہنچ کر قیام کیا تو محمد بن ابی بکر

اور محمد بن جعفر کو کوذروانہ کیا اور انھیں تحریر فرمایا:-

محمد بن ابی بکر کی کوفہ روانگی

”میں تم لوگوں کو تمام شہروں کے رہنے والوں سے زیادہ پسند کرتا ہوں اور جو حالات

پیش آئے ہیں ان میں مختاری امداد کا طالب ہوں تم لوگ اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ

ہم اساتذہ دوا اور ہمارے ساتھ مل کر لوگوں سے جنگ کرو کیونکہ ہم اصلاح کے طالب

ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ تمام امت بھائی بھائی بن جائے جس نے اس بات کو پسند کیا

اور اے اپنی جان پر ترجیح دی اُس نے حق کو محبوب رکھا اور اس پر جان دی جس سے اس بات کو برا سمجھا اس نے حق سے دشمنی کی اور اے ختم کیا۔
یہ دونوں حضرت علیؑ کا خط لے کر کوفہ روانہ ہو گئے۔ حضرت علیؑ ریزہ میں رہ کر جنگی تیاریاں
فرماتے رہے مدینہ سے سواریاں اور ہتھیار منگوائے۔
جب یہ سامان پہنچ گیا تو حضرت علیؑ نے لوگوں کو ایک خط لکھ دیا
حضرت علیؑ کا خطبہ اور فرمایا :-

”اللہ عزوجل نے ہمیں اسلام کے ذریعہ عزت بخشی اس کی وجہ سے ہمارا درجہ بلند کیا
اور ہم سب کو بھائی بھائی بنا دیا۔ حالانکہ ہم ذلیل تھے ہماری تعداد بھی کم تھی اور ہم ایک
دوسرے کے جانی دشمن تھے جب تک اللہ نے چاہا لوگ اسی طریقہ کار پر عمل کرتے رہے
اسلام ان کا دین تھا حق ان میں عام تھا اور وہ کتاب اللہ کو اپنا امام اور رہبر سمجھتے تھے
یہاں تک کہ ایک جماعت نے جسے شیطان نے ورغلا یا تھا اس شخص کو قتل کر دیا۔۔۔۔۔
اس طرح شیطان نے اُمت میں بھڑک ڈال دی خبردار جس طرح پہلی امتوں میں تفریق
پیدا ہوئی اسی طرح اس اُمت میں بھی تفریق پیدا ہو کر رہے گی ہم اس پیدا ہونے والی برائی
سے پناہ مانگتے ہیں۔“
اس کے بعد حضرت علیؑ نے دوبارہ فرمایا کہ :-

”یہ تفریق ضرور پیدا ہو کر رہے گی اور یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی سب
سے بدتر فرقہ وہ ہو گا جو مجھے چھوڑ دے گا اور اس چیز پر عمل نہیں کرے گا جس پر میں عمل
کرتا ہوں اب تم نے سب چیزوں کو دیکھ لیا اور پایا ہے لہذا اپنے دین کو لازم پکڑو۔
اپنے نبیؐ کے طریقہ کار پر چلو اور آپؐ کی سنت کی اتباع کرو۔ تمہیں جو مشکل درپیش آئے
اس کا فیصلہ قرآن کے مطابق کرو اگر قرآن اس کا حکم دیتا ہے تو اسے لازم سمجھو اور اگر قرآن
اس کا انکار کرتا ہے تو اسے رد کر دو تم لوگ اللہ عزوجل کے رب ہونے اسلام کے دین سمجھنے
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے اور قرآن کے حکم اور امام ہونے پر راضی ہو۔“
حضرت علیؑ کی بصرہ کی طرف روانگی
حضرت علیؑ نے کوچ فرمایا مقدمۃ الجیش پر ابو بعلی
بن عمر جراح کو معین کیا۔ علم حضرت محمد بن حنفیہ کو
دیا۔ میمنہ عبداللہ بن عباس کے سپرد اور میسرہ پر عمر بن ابی سلمہ یا عمرو بن سفیان بن عبدالاسد کو مامور کیا گیا

ابوموسیٰ اشعری کا قاصدوں کو جواب | جب محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کوفہ پہنچے تو ابوموسیٰ اشعری کو حضرت علیؑ کا خط دیا اور لوگوں سے حضرت علیؑ کی امداد طلب کی، لیکن ان دونوں کی بات کا کسی نے کوئی جواب نہ دیا جب شام ہوئی تو سمجھدار لوگ ابوموسیٰ کے پاس جمع ہوئے اور اس سے دریافت کیا کہ اس جنگ میں شرکت کے لیے آپ کیا کہتے ہیں۔ ابوموسیٰ نے کہا

”کل گذشتہ جو رائے تھی وہ آج نہیں ہے وہ شخص (علیؑ) جسے تم اس کے معاملات میں کمزور سمجھ رہے ہو اسی نے تمہیں ان حالات میں مبتلا کیا ہے جو تم دیکھ رہے ہو اور ابھی تو بہت کچھ حالات اور پیش آنے والے ہیں راستے صرف دو ہیں ایک آخرت کا راستہ اور ایک دنیا کا راستہ، تم جس راستے کو چاہو اختیار کرو۔“

ابوموسیٰ کی اس گفتگو کا یہ اثر ہوا کہ کوئی شخص حضرت علیؑ کے ساتھ مل کر جنگ میں شرکت کے لیے تیار نہیں ہوا یہ بات محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو بہت بری معلوم ہوئی۔ ان دونوں نے ابوموسیٰ کو برا بھلا کہا ان کی باتیں سن کر اس نے کہا خدا کی قسم! عثمان کی بیعت میری گردن میں پڑی ہوئی ہے..... اگر جنگ میں ہماری شرکت ضروری بھی ہوئی تو ہم اس وقت تک ہرگز جنگ نہیں کریں گے جب تک حضرت علیؑ قاتلین عثمان کے قتل سے فارغ نہ ہو جائیں خواہ یہ قاتل دنیا کے کسی کونے میں کیوں نہ ہوں۔“

یہ سن کر محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کوفہ سے واپس لوٹے اور ذی قار میں حضرت علیؑ کے پاس آکر انہیں تمام حالات سے آگاہ کیا۔

ابوموسیٰ کی تقریر | حضرت علیؑ مالک اشتر کے ساتھ کوفہ کی طرف چلے گئے تھے اور جلد کوفہ پہنچنا چاہتے تھے یہ حالات سن کر آپ نے مالک اشتر سے فرمایا، ”اے اشتر! ابوموسیٰ کو جواب دینے۔“ صحیح منوں میں تم اہل ہو اور تم ہی ان پر اعتراضات کر سکتے ہو اس لیے تم اور عبداللہ بن عباس کوفہ جاؤ اور ان خراب حالات کی اصلاح کرو۔“

حضرت عبداللہ بن عباس اور جناب مالک اشتر کوفہ پہنچے ابوموسیٰ سے گفتگو کی اور کوفہ والوں سے حضرت علیؑ کے لیے مدد طلب کی۔

ابوموسیٰ نے لوگوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا:-
”اے لوگو! رسول اللہؐ کے وہ صحابہ جو مختلف مقامات میں آپ کے ساتھ رہے، -

اللہ عزوجل کے احکام اور رسول اللہ کی سنت کو ان لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں جو لوگ آپ کی صحبت میں نہیں رہے۔ مختار اسم پر ایک حق ہے جسے میں ادا کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ اللہ عزوجل کی قدرت کو معمولی نہ سمجھو اور نہ اللہ عزوجل کے احکامات کا مقابلہ کرو۔ دوسری رائے یہ ہے کہ :-

”مختارے پاس مدینہ سے جو بھی شخص آئے تم اسے مدینہ واپس کر دو تا وقتیکہ تمام اہل مدینہ ایک امیر پر متفق نہ ہو جائیں کیونکہ وہ تم سے اس بات کو زیادہ جانتے ہیں کہ تم میں سے کون شخص امامت و خلافت کے لائق ہے اس جنگ میں شامل ہو کر خود کو تکلیف میں مبتلا نہ کرو کیونکہ یہ ایک خاموش فتنہ ہے جس میں سونے والا جاگنے والے سے بہتر ہے اور کھڑا ہونے والا سوار ہونے والے سے بہتر ہے تم لوگ عرب کے کٹروں کی مانند ہو جاؤ، تلواروں کو میان میں کر لو نیزوں کو توڑ دو اور کمائیں توڑ کر پھینک دو، مظلوم اور پریشان کی مدد کرو اور اس وقت تک خاموش بیٹھے رہو جب تک اس خلافت کے معاملہ میں اتفاق نہ ہو جائے اور یہ فتنہ دور نہ ہو جائے۔“

جب عبداللہ بن عباس اور مالک اشتر ناکام ہو گئے، حضرت علیؑ کے پاس پہنچے۔ آپ کو حالات سے آگاہ کیا تو حضرت علیؑ نے اپنے بیٹے حسنؑ کو بلا کر کوفہ روانہ کیا ان کے ساتھ جناب عمارؓ یا سر کو بھی بھیجا، حضرت حسنؑ سے فرمایا :-

”تم کوفہ جا کر وہاں کے خراب حالات کو درست کرو۔“
یہ دونوں حضرات کوفہ پہنچے اور مسجد میں گئے۔

حضرت حسنؑ اور ابو موسیٰؓ کی گفتگو
ابو موسیٰؓ کو جب ان حضرات کی آمد کا علم ہوا تو وہ مسجد میں آیا اور حضرت حسنؑ کو دیکھ کر انھیں سینے سے چٹایا۔

اس کے بعد ابو موسیٰؓ نے جناب عمارؓ کی طرف متوجہ ہو کر کہا

”اے ابوبقطان! کیا اور لوگوں کی طرح تم نے بھی امیر المومنین (شمان) کی دشمنی اختیار کر لی

اور اس طرح تم نے اپنے آپ کو فاجروں میں شامل کر لیا۔“

عمارؓ: میں ایسا کیوں نہ کرتا اور مجھے یہ بات کیوں بُری معلوم ہوتی۔“

ابھی عمارؓ بات بھی پوری نہ کر پائے تھے کہ حضرت حسنؑ نے درمیان میں بات کاٹ دی اور ابو موسیٰؓ سے

مناط بھوکہ فرمایا

”اے ابو موسیٰ! تو نے لوگوں کو ہماری مدد سے کیوں روک دیا ہے خدا کی قسم ہمارا ارادہ لوگوں کی اصلاح کرنا ہے اور امیر المؤمنین (علیؑ) جیسی ہستی کے بارے میں کسی بڑائی کا خیال بھی ذہن میں نہیں لایا جاسکتا۔“

ابو موسیٰ: میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ نے یہ بات سچ فرمائی لیکن جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہوتا ہے۔ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا کہ عنقریب ایک فتنہ پیر ہوگا جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا۔ کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا سوار سے بہتر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سب مسلمانوں کو بھائی بھائی بنایا ہے ہمارے اموال اور خون ایک دوسرے پر حرام کیے ہیں۔

حضرت حسنؑ نے تقریر فرمائی:-

حضرت حسنؑ کی تقریر | ”اے لوگو! اپنے امیر کی دعوت کو قبول کرو اور اپنے بھائیوں

کی مدد کے لیے چلو کیونکہ حضرت علیؑ اس کے اہل ہیں کہ ان کا ساتھ دیا جائے۔ خدا کی قسم! عقل مند لوگ انھیں کے ساتھ شامل ہوں گے اور اس میں ہی دنیا و آخرت کی بہتری ہے تم لوگ ہماری دعوت کو قبول کرو اور جس آزمائش میں ہم اور تم مبتلا ہو گئے ہیں۔ اس میں ہماری مدد کرو۔“

لوگوں نے حضرت حسنؑ کی تقریر کو غور سے سنا، ان کی دعوت کو قبول کیا اور ان کے ساتھ چلنے پر راضی ہو گئے۔

نبوطی کی ایک جماعت حضرت عدی کے پاس پہنچی اور ان سے پوچھا

”آپ کی کیا رائے ہے اور ہمارے لیے کیا حکم ہے؟“

حضرت عدی: ہم اس پر غور کر رہے ہیں کہ لوگ کیا طریقہ اختیار کرتے ہیں لیکن جب عدی کو حضرت حسنؑ کی تقریر کی اطلاع ملی تو انھوں نے کہا کہ ہم اس شخص (علیؑ) کی بیعت کر چکے ہیں اب وہ ہمیں نیک کام کی دعوت دے رہے ہیں اور اس عظیم حادثہ میں ہماری مدد کے طلب گاریں اس لیے ہم ان کی مدد کے لیے جائیں گے اور دیکھیں گے کہ معاملات کیا ہیں؟“

ہند بن عمرو نے کھڑے ہو کر کہا:-

”اے لوگو! امیر المؤمنینؑ نے ہمیں دعوت دی ہے

ہند بن عمرو کی تقریر

اور اپنے مقدود پیغام بر ہمارے پاس بھیجے ہیں حتیٰ کہ اب ان کے صاحبزادے آئے ہیں ان کی بات سنا اور ان کے حکم کو تسلیم کر کے اپنے امیر کی امداد کے لیے جلد اس معاملہ میں ان کے ساتھ مل کر غور کرو اور اپنی رائے سے ان کی مدد کرو۔“

حجر بن عدی کی تقریر | اس کے بعد حجر بن عدی نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا: ”اے لوگو! امیر المومنین کے حکم کو قبول کرو سواری

اور بغیر سواری کے ان کی مدد کے لیے جلد، میں تم سب سے پہلے چلنے کے لیے تیار ہوں۔“
عبد خیر کی ابو موسیٰ سے گفتگو | عبد خیر بنو انی ابو موسیٰ کے پاس گئے اور اس سے سوال کیا:-

”اے ابو موسیٰ! کیا ان دونوں شخصوں یعنی طلحہ و زبیر نے حضرت علی کی بیعت نہیں کی تھی؟“

ابو موسیٰ: ”ہاں“

عبد خیر: ”وہ کون سی برائیاں سامنے آئیں کہ جن کے باعث ان کے لیے بیعت توڑنا جائز ہوا؟“
ابو موسیٰ: مجھے معلوم نہیں۔

عبد خیر: جب تمہیں معلوم نہیں تو میں اس سلسلہ میں تم سے کوئی سوال نہیں کرتا جب تک تمہیں اس کا علم نہ ہو، لیکن یہ بتاؤ کہ جب تم اسے فتنہ قرار دے رہے ہو تو تم یہ تو جانتے ہو گے کہ اس فتنے سے کون شخص محفوظ رہے گا۔ اس وقت لوگ چار جماعتوں میں منقسم ہیں۔ علی کوفہ میں، طلحہ و زبیر بصرہ میں، معاویہ شام میں اور چوتھی جماعت حجاز میں ہے جو اس جنگ میں کسی قسم کا حصہ نہیں لے رہی اور نہ کوئی اس سے جنگ کر رہا ہے۔“

ابو موسیٰ: یہی لوگ سب سے بہتر ہیں بقیہ سب فتنے میں مبتلا ہیں۔“

عبد خیر: ”تم پر کینہہ پرستی چھائی ہوئی ہے۔“

مالک اشتر کی حضرت علیؑ سے درخواست | جناب اشتر نے حضرت علیؑ سے عرض کیا:-

”اے امیر المومنین آپ نے ان دونوں حضرات سے قبل ایک اور شخص کو کوفہ روانہ کیا تھا اور یہ دونوں حضرات جنہیں آپ نے بھیجا ہے واقعتاً اس لائق میں کہ آپ کی

مرضی کے مطابق لوگوں کو آمادہ کر سکیں یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ کیا حالات پیش آئیں گے لیکن اگر امیر المومنین مجھے ان کے پیچھے روانہ کریں تو یہ بہتر ہے کیونکہ شہر دلے میرے بہت مطیع ہیں۔ اگر میں وہاں چلا جاؤں تو مجھے توقع ہے کہ اہل شہر میں سے کوئی شخص میری مخالفت نہیں کرے گا۔“

حضرت علیؑ: اچھا تم بھی چلے جاؤ۔

مالک اشتہواہ سے چل کر کوفہ پہنچے، لوگ جامع مسجد میں جمع تھے۔ مالک اشتہواہ جس قبیلہ یا مسجد سے گذر رہا تھا اور وہاں انھیں جو لوگ نظر آتے تو وہ انھیں دعوت دیتے اور کہتے میرے پیچھے قصر کی طرف چلے آؤ، اس طرح سے وہ لوگوں کی ایک جماعت ساتھ لے کر قصر الامارہ میں پہنچے۔ قصر لوگوں سے پہلے بھی بھرا ہوا تھا مالک اشتہواہ یہ جماعت لے کر داخل ہوئے۔

مسجد میں ابو موسیٰ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر تقریر کر رہا تھا اور انھیں جنگ میں شمولیت سے منع کر رہا تھا۔ اس نے اپنی تقریر میں کہا:-

”بے لوگو! یہ اندھا اور بہرہ فتنہ ہے جو سب کو روند ڈالے گا، اس فتنے میں سونے والا بیٹھنے والے سے، بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے، کھڑا ہونے والا چلنے والے سے، چلنے والا دوڑنے والے سے اور دوڑنے والا سوار سے بہتر ہے، یہ پیٹ کے کیڑے کی طرح کھا جانے والا فتنہ ہے، جو تمھارے پاس تمھاری امن گاہ سے آیا ہے۔“

”یہ فتنہ بردبار انسان کو بھی ایسا بنا دے گا جیسا کوئی کل کا بچہ ہو، اے لوگو! ہم رسول اللہ کے صحابہ ہیں اور اس فتنے سے خوب واقف ہیں یہ جب آئے گا تو لوگوں کو شبہات میں مبتلا کر دے گا اور جب ختم ہوگا تو اس کی حقیقت روشن ہوگی۔“

جناب عمار ابو موسیٰ کو مخاطب کرنا چاہتے تھے کہ حضرت امام حسنؑ نے ابو موسیٰ سے فرمایا: ”ہمارے اس کام سے تم علیحدہ ہو جاؤ اور ہمارے منبر سے اتر جاؤ۔ تمھاری ماں مرے۔“

عمارؓ: کیا واقعی؟ تو نے یہ حدیث رسول اللہؐ سے سنی ہے؟

ابو موسیٰ: ”یہ میرا ماتھے موجود ہے جو کچھ میں کہہ رہا ہوں حق کہہ رہا ہوں۔“

عمارؓ: بنی کریمؐ نے تمھارے لیے یہ مخصوص طور پر فرمایا ہوگا۔ تجھ جیسے بیٹھنے والے سے اس میں کھڑا

ہونے والا بہتر ہے۔ اللہ اس شخص کو ضرور غالب فرمائے گا جو اس فتنہ پر غالب آئے اور اس کا مقابلہ کرے۔“

ابوموسیٰ سے مالک اشتر کی گفتگو
 ابومریم ثقفی کا بیان ہے خدا کی قسم میں اس دن مسجد میں تھا۔ عمار ابو موسیٰ سے تکرار کر رہے تھے، اور ابو موسیٰ اپنی بات دہرارہا تھا کہ اتنے میں ابو موسیٰ کے کچھ غلام چلاتے اور ابو موسیٰ کو آواز دیتے ہوئے آئے کہ مالک اشتر قصر میں داخل ہو گیا ہے اور اس نے مار کر ہمیں نکال دیا ہے۔“
 تو ابو موسیٰ منبر سے اتر کر قصر میں گیا تو مالک اشتر نے چلا کر کہا:۔
 ”تیری ماں مرے ہمارے قصر سے نکل جاؤ اللہ تیری جان نکالے خدا کی قسم تو پرانا منافق ہے۔“

ابوموسیٰ: ”مجھے یہاں سے جانے کے لیے شام تک مہلت دیجیے۔“
 مالک اشتر: ”ماں شام تک مہلت ہے لیکن رات گزارنے کی اجازت نہیں۔“
 یہ حالات دیکھ کر کچھ لوگ قصر میں گھس گئے اور ابو موسیٰ کا سامان لوٹنا چاہا تو مالک اشتر نے انہیں روک دیا اور انہیں قصر سے باہر نکال کر کہا ”میں نے اسے باہر نکال دیا ہے اس بات پر لوگ ابو موسیٰ پر دست درازی سے رُک گئے۔“

باب

صلح کی گفت و شنید

جب یہ تمام لشکر (اہل کوفہ کا) ذی قار پہنچ گیا تو حضرت علیؑ نے قنعا بن عمرو کو طلب فرمایا اور انہیں اہل بصرہ کے پاس قاصد بنا کر بھیجا یہ قنعا رسول اللہ کے صحابہ میں سے تھے۔ آپؑ نے ان سے فرمایا تم بصرہ جا کر طلحہ اور زبیر سے ملو اور انھیں باہمی محبت اور جماعت کے اتحاد کی دعوت دو، اور جماعت میں تفریق بندی سے انھیں ڈراؤ۔ اس کے بعد آپؑ نے ان سے سوال کیا اگر طلحہ و زبیر تم سے کوئی ایسی بات کریں جس کے بارے میں میں نے تمہیں کوئی حکم نہیں دیا تو تم کیا طریقہ اختیار کرو گے۔ قنعا نے جواب دیا۔ اولاً تو میں ان سے وہ بات کہوں گا جس کا آپؑ نے مجھے حکم دیا ہے۔ لیکن اگر بالآخر میں انہوں نے کوئی ایسا سوال کیا جس کا آپؑ نے مجھے حکم نہ دیا ہو، تو پھر میں اپنی رائے سے جواب دوں گا، اور حتی الامکان ان کی بات کا صحیح صحیح اور پورا پورا جواب دیا جائیگا اور جو مناسب ہو گا اس پر عمل کیا جائے گا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا واقعاً تم اس کام کے اہل ہو۔

حضرت علیؑ کا مشعرہ ابوطیف کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تمہارے پاس کوفہ سے بارہ ہزار کا لشکر آ رہا ہے۔ جب یہ لشکر آیا تو ذی قار کے ایک کوند پر ایک شخص نے بیٹھ کر اس لشکر کو شمار کیا تو اس میں ایک آدمی کم تھانہ زیادہ۔

حضرت علیؑ کی بصرہ میں آمد قتادہ کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ نے ذی قار سے کوچ فرما کر بصرہ کے سامنے زاویہ میں قیام کیا۔ (پھر) حضرت علیؑ کا لشکر زاویہ

سے چل کر عبد اللہ بن زیاد کے قصر کے سامنے جا کر ٹھہرا۔ حضرت عائشہ بھی فرمے سے اپنا لشکر لے کر ہمیں آگئیں، اور دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے روبرو ڈاؤ ڈالا۔ یہ دونوں لشکر آمنے سامنے تین دن تک ٹھہرے رہے۔ اس دوران ان میں کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ حضرت علیؑ کے قاصد لشکر عائشہ میں آ جا رہے تھے اور آپس میں پیغام رسانی کا سلسلہ جاری تھا۔

جب دونوں لشکر آمنے سامنے ٹھہر گئے تو زبیرؓ بھیجا کہ پہن کر سوار ہو کہ میدان میں نکلا۔ لوگوں نے

حضرت علیؑ کی طلحہ وزبیرؓ سے گفتگو

حضرت علیؑ سے کہا یہ زبیر جا رہا ہے۔ آپؑ نے فرمایا۔ زبیر اور طلحہ میں سے زبیر اس لائق ہے کہ اگر اسے اللہ یاد دلایا جائے تو وہ طلحہ کی نسبت زیادہ خوف خدا کر سکتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد طلحہ جاتا ہوا نظر آیا تو حضرت علیؑ ان دونوں کے پاس گئے۔ حتیٰ کہ تمینوں کے گھڑوں کی گردنیں آپس میں ملی ہوئی تھیں آپؑ نے دونوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم ہر ایک نے بہت سے لشکر، سامان جنگ اور گھوڑے جمع کر لیے ہیں لیکن یو بتاؤ کہ اللہ کے سامنے پیش کرنے کے لیے کون سا عذر تیار کیا ہے تم دونوں اللہ سبحانہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جو سوت کا تنے کے بعد اسے ریزہ ریزہ کر دیا کرتی تھی کیا میں تمہارا دینی بھائی نہیں ہوں کیا تم پر میرا خون اور مجھ پر تمہارا خون حرام نہیں۔ وہ کون سی وجہ ہے جس کے باعث تمہارے نزدیک میرا خون حلال ہو گیا ہے۔ طلحہ نے کہا آپؑ نے لوگوں کو عثمان کے قتل پر ابھارا تھا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا جس روز اللہ تعالیٰ لوگوں کو پورا پورا ابدلہ دے گا اس روز لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ واضح حق کیا ہے۔ اسے زبیر کیا نہیں وہ دن یاد نہیں جس روز تم رسول اللہؐ کے ساتھ بنو نخم کے محکمہ سے گزر رہے تھے تو حضورؐ میری جانب دیکھ کر ہنسے اور تم حضورؐ کی جانب دیکھ کر ہنسے گئے، اور تم نے اس وقت یہ بھی کہا کہ یہ ابوالاثب کا بیٹا اپنے تکبر سے باز نہیں آتا تمہاری اس بات پر نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا اس میں تو کوئی تکبر نہیں ہے۔ اور اس کے بعد حضورؐ نے تم سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے زبیر تم ایک روز اس سے جنگ کرو گے حالانکہ تم ظالم ہو گے۔ زبیر نے کہا آپؑ نے سچی بات کی ہے اور خدا کی قسم اگر مجھے حضورؐ کا یہ فرمان پہلے سے یاد ہوتا تو میں ہرگز یہ سفر نہ کرتا۔ اور خدا کی قسم اب میں آپؑ سے جنگ نہیں کروں گا۔ اس گفتگو کے بعد حضرت علیؑ واپس چلے آئے۔

زبیر چونکہ عہد کر چکا تھا کہ وہ حضرت علیؑ سے جنگ نہیں کرے گا۔ اس لیے وہ جب میدان سے واپس

زبیر کا جنگ سے علیؑ کی کارِ ارادہ

لوٹا تو حضرت عائشہ کے پاس آیا۔ اور کہا اے ام المؤمنین میں ہر مقام پر اپنے موقف کو جانتا تھا بسوائے

اس مقام کے حضرت عائشہ نے کہا آخر تمہارا کیا ارادہ ہے۔ زبیر نے کہا میرا ارادہ یہ ہے کہ میں ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ کر خود کہیں چلا جاؤں۔ عبداللہ بن زبیر نے کہا پہلے تو تم نے ہی یہ دو غار کھودنے اور جب لوگ ان غاروں میں گرے لگے تو تم انہیں چھوڑ کر جانا چاہتے ہو۔ دراصل علی بن ابی طالب کے جھنڈے کو دیکھ کر تمہیں یقین ہو گیا ہے کہ ان کے نیچے تمہاری موت ہے اس لیے تم میدان چھوڑ رہے ہو۔ زبیر نے کہا میں قسم کھا چکا ہوں کہ اب علی سے جنگ نہیں کروں گا۔ اور مجھے وہ بات بھی یاد ہے جو علی نے مجھے یاد دلائی ہے۔ عبداللہ نے لگاؤ آپ اپنی قسم کا کفارہ دے کر جنگ کیجئے۔ اس گفتگو کے بعد عبداللہ نے زبیر کے غلام مکحول کو بلایا، اور اسے آزاد کر دیا۔ اس پر عبدالرحمن مثنیٰ نے اشارہ کیا کہ مجھے تو قسم کا کفارہ دینے والے پر تعجب ہے کہ جس نے خدا کی تافرمانی پر غلام آزاد کیا۔

باب

جنگِ حمل

قرآن اٹھانے کا حکم

حضرت علیؑ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنے آپ کو اس کام کے لیے پیش کر سکتا ہے کہ وہ قرآن اٹھا کر فریقین کے درمیان کھڑا ہو جائے، اور انھیں قرآن پڑھنے کی دعوت دے۔ اگر اس کا وہ ہاتھ کاٹ دیا جائے تو قرآن دوسرے ہاتھ میں لے لے۔ اور اگر دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا جائے تو قرآن دانتوں سے بھت م لے۔ ایک نوجوان نے اس کام کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا۔ حضرت علیؑ کی خواہش تھی کہ کوئی اور شخص اس کام کو انجام دے اس لیے آپ تمام شکر میں گھوڑے اور ہر ایک کے سامنے یہ بات پیش کی لیکن اس جوان کے علاوہ کوئی بھی اپنے آپ کو موت کے منہ میں دینے کے لیے تیار نہیں ہوا۔ حضرت علیؑ نے اس نوجوان سے فرمایا یہ قرآن ان کے سامنے پیش کرو اور ان سے کہو کہ یہ قرآن اول سے آخر تک ہمارے اور تمہارے خونوں کا فیصلہ کرے گا۔ لیکن مخالفین کے لشکر نے اس نوجوان پر حملہ کر دیا۔ قرآن اس کے ہاتھ میں تھا۔ انہوں نے اس کے دونوں ہاتھ کاٹ دیے تو اس نے قرآن دانتوں سے تھام لیا۔ حتیٰ کہ یہ نوجوان شہید کر دیا گیا۔

ابتداءئے جنگ

اس پر حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اب تمہارے لیے جنگِ حلال ہو گئی ہے تم ان سے جنگ کرو۔ اس روز شتر آدمی (بنی بنی عاصہ کے)، اونٹ کی ہمارے تھامے ہوئے مارے گئے۔ جب اونٹ کی کوچیں کٹ گئیں، اور لوگوں کو شکست ہوئی تو طلحہ کو ایک تیر

اگر لگا جس سے وہ مار گیا۔ زہری کہتے ہیں لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ یہ تیر مارنے والا مروان الحکم تھا۔ عجب بن زبیر نے عائشہ کے اونٹ کی ہمار تھام لی۔ تو حضرت عائشہ نے ہودج میں سے سوال کیا، کہ یہ کس نے ہمار تھام رکھی ہے لوگوں نے بتایا کہ عبد اللہ بن زبیر ہے۔ حضرت عائشہ نے کہا ہائے اسماء کی بے اولادگی (اسماء بنت ابوبکر عبد اللہ بن زبیر کی ماں اور عائشہ کی بہن تھی) جب عبد اللہ لڑا کرتا زخمی ہو گیا تو اس نے اپنے آپ کو زخمیوں میں ڈال دیا تاکہ لوگ اسے مردہ سمجھیں جنگ ختم ہونے کے بعد وہ خاموشی سے میدان جنگ سے نکل آیا، اور زخموں کی مرہم مٹی کی جس سے وہ اچھا ہو گیا۔ محمد بن ابوبکر نے حضرت عائشہ کا ہودج اٹھا کر زمین پر رکھ دیا۔ اور اس پر ایک خیمہ لگا دیا۔ حضرت علیؓ نے خیمہ کے باہر کھڑے ہو کر فرمایا۔ تم لوگوں کو گھروں سے باہر نکال لائیے میں تو وہ باہر نکل آئے۔ انھیں ایک دوسرے کے سامنے کھڑا کر دیا۔ یہاں تک کہ بعض نے دوسرے بعض کو قتل کر دیا اور بھی بہت کچھ فرمایا، تو بی بی عائشہ کہنے لگیں۔ اے فرزند ابوطالب آپ کو کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ لہذا پردہ پوشی کیجیے۔ آپؓ نے اپنی قوم کا بہتر طریقہ سے امتحان لیا۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے انہیں روانہ فرمایا، اور کچھ مرد اور عورتیں ان کے ساتھ کر دیں۔ ان کا سامان سفر تیار کر دیا اور بارہ ہزار درہم انھیں دینے کا حکم دیا اور زبیر کو بھی قتل کر دیا گیا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اسے ابن جرموز نے قتل کیا تھا۔

محمد بن حنفیہ

محمد بن حنفیہ کا بیان ہے کہ حمل کے روز میرے والد گرامی نے علم لشکر مجھے عنایت کیا، اور فرمایا آگے بڑھو میں برابر آگے بڑھتا رہا۔ لیکن جب میرے

آگے نیزے اور سنائیں آڑے آگئیں تو میں رُک گیا۔ کسی نے میرے پیچھے سے کہا تیری ماں مرے آگے کیوں نہیں بڑھتا۔ میں نے جواب دیا آگے کوئی جگہ نظر نہیں آتی چاروں طرف نیزے اور سنان ہیں۔ کہنے والے نے ہاتھ بڑھا کر میرے ہاتھ سے علم لے لیا میں نے اٹھا کر دیکھا تو وہ میرے والد محترم تھے، وہ فرما رہے تھے۔ (ترجمہ اشار) اے عائشہ تجھے میری نیکی نے دھوکہ دیا، اور قوم کو ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا۔ بیٹوں کے قتل ہونے سے تو تیرا جھک جاتا بہتر تھا۔

محمد بن ابوبکر اور عمار بن یاسر (بی بی عائشہ کی سواری کے) اونٹ کے ذبح ہونے کے بعد عائشہ کے پاس پہنچے، اور

ان کے ہودج کے بندھن کاٹے اور ان کا ہودج اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا۔ سری کی روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک جماعت کو حکم دیا کہ مقتولین کے درمیان سے عائشہ کا ہودج اٹھا لیا جائے قلعہ اور زفر بن عارث نے پہلے ہی ہودج اونٹ پر سے اُتار کر اونٹ کے ایک طرف رکھ

دیا تھا۔ حضرت علیؑ کے اس حکم کے بعد محمد بن ابوبکرؓ ایک جماعت کے ساتھ ہودج کے قریب پہنچے اور ہودج کے اندر اپنا ہاتھ ڈالا۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا یہ کون ہے۔
 محمدؐ : تمہارا اچھا بھائی۔

حضرت عائشہؓ : نہیں بلکہ نافرمان بھائی۔
 عمار بن یاسرؓ نے کہا اے میری ماں آج تم نے اپنے بیٹوں کی جنگ کنسی پائی۔
 حضرت عائشہؓ : تو کون ہے۔

عمارؓ : تمہارا ایک بیٹا عمار !

عائشہؓ : میں تمہاری ماں نہیں ہوں۔

عمارؓ : کیوں نہیں چاہے تم بڑا کیوں نہ مانو۔

عائشہؓ : اگر تم کامیاب ہو گئے تو اس پر فخر کر رہے ہو۔ حالانکہ جیسا تم نے دوسروں کو نقصان پہنچایا ہے ویسا ہی تمہیں بھی پہنچا ہے۔ افسوس خدا کی قسم جن کی عادات اس قسم کی ہوتی ہیں وہ تو کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔

شریک کا بیان ہے کہ محمدؐ نے ہودج کے اندر اپنا ہاتھ ڈالا اور کہا آپ کا بھائی محمدؐ ہے۔

عائشہؓ : یعنی قابلِ خدمت بھائی۔

محمدؐ : آپ کو کوئی زخم تو نہیں پہنچا۔

عائشہؓ : تمہیں میرے زخم سے کیا واسطہ

یہ واقعہ بقول واقعہ ۱۵ ہجری ۱۱۱ء کو پیش آیا۔

عبداللہ بن زبیر اور محمد بن ابوبکر

عبداللہؓ نے وزیر نامی ایک شخص کے مکان میں پناہ لی، اور اس سے کہا کہ ام المومنین کے پاس جاؤ اور

انہیں میری جائے پناہ بتا دو، اور یہ بھی کہہ دو کہ محمد بن ابوبکرؓ کو اس کی اطلاع نہ ہونے پائے۔ وہ شخص عائشہؓ کے پاس پہنچا۔ اور اس سے تمام واقعہ بیان کیا۔ عائشہؓ نے کہا جاؤ محمدؐ کو میرے پاس لاؤ۔ وزیر نے کہا عبداللہؓ نے مجھے اس سے منع کیا ہے کہ محمدؐ کو اس کی اطلاع نہ ہونے پائے۔ عائشہؓ نے ایک دوسرا شخص بھیج کر محمدؐ کو طلب کیا۔ جب محمدؐ آئے تو ان سے کہا اس شخص کے ساتھ جاؤ، اور میرے بھانجے کو میرے پاس لے آؤ محمدؐ اس ازدی شخص کے ساتھ گئے اور عبداللہؓ کے پاس پہنچے، اور اس سے کہا خدا کی قسم میں مجبور ہو کر تیرے پاس آیا ہوں مجھے تو ام المومنین نے مجبور کیا ہے کہ میں تمہارے پاس آؤں۔

مقتولین کی تدفین

حضرت علیؓ تین دن تک شکوہ گاہ میں مقیم رہے، اور بصرہ میں قیام نہیں کیا۔ کیونکہ لوگ اپنے اپنے مقتولین کو تلاش کر کے دفن کر رہے تھے، اور ایک بڑی

قبر میں سب کو دفن کر دیا۔

اس کے بعد حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ میدان میں جتنی چیزیں ملیں سب جمع کر کے لے آؤ جب سب چیزیں جمع ہو گئیں تو مسجد بصرہ میں بھیج کر اعلان کرایا کہ ہر شخص اپنی چیز پہچان کر لے جائے لیکن ہتھیار غزانہ میں داخل کیے جائیں۔ جنگ جمل میں اونٹ کے ارد گرد لڑتے ہوئے دس ہزار آدمی مارے گئے۔

تقسیم مال

پھر حضرت علیؓ بصرہ میں داخل ہوئے تو اہل بصرہ نے اپنے اپنے جھنڈوں کے نیچے حضرت علیؓ کی بیعت کی، اور ان لوگوں نے بھی بیعت کی جو زخمی تھے یا کسی کی امان میں تھے۔ جب مروان واپس لوٹا تو وہ معاویہ کے پاس چلا گیا۔ جب حضرت علیؓ اہل بصرہ کی بیعت سے فارغ ہوئے تو بیت المال کا جائزہ لیا۔ اس میں چھ لاکھ سے زیادہ کا مال تھا۔ وہ آپؓ نے ان لوگوں میں تقسیم کر دیا جو ان کے ساتھ تھے۔ ان سب کے حصہ میں پانچ سو درہم آئے۔

حضرت علیؓ کا اصول

حضرت علیؓ کا یہ اصول تھا کہ وہ کسی بھاگتے ہوئے اور زخمی کو قتل نہیں کرتے تھے اور نہ کسی کا پروہ فاش کرتے تھے۔ اور یہی کامال لیتے تھے کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ ان کا خون نہ ہمارے لیے حلال ہے اور ان کے مال حرام ہیں۔ حضرت علیؓ نے یہ سن کر فرمایا یہ تمہارے بھائی ہیں جس نے ہم سے درگزر کیا وہ ہم میں داخل ہے اور ہم ان میں داخل ہیں۔ اور جو شخص ہمارے مقابلے میں آکر قتل ہوا تو اس سے جنگ میری طرف سے اس کے مقابلہ میں رہنے کی صورت میں ہے۔ اس لیے ان کے مال کا خمس ہی کافی ہے۔ اسی وقت سے وہ لوگ جو بعد میں خارجی ہو گئے تھے حضرت علیؓ کے خلاف اندرونی سازشیں کرنے لگے۔

حضرت عائشہ کی روانگی کی تیاری

حضرت علیؓ نے بی بی عائشہ کی روانگی کے لیے جن چیزوں کی ضرورت تھی جمائیں۔ سواری سامان اور زاد راہ وغیرہ اور جو لوگ مکہ سے بی بی عائشہ کے ساتھ آئے تھے، ان میں سے خوج گئے، وہ بھی حضرت عائشہ کے ساتھ گئے۔ اور بصرہ کی چالیس عورتوں کو جو مشہور و معروف تھیں ساتھ کیا۔ اور محمدؐ سے فرمایا اپنی بہن کے لیے کوچ کی تیاری کرو حضرت عائشہ کو بھی اطلاع مل گئی تھی۔ جب کوچ کا دن آیا تو حضرت علیؓ عائشہ کے پاس آئے، اور انھیں رخصت کرنے کے لیے کھڑے ہوئے لوگ بھی موجود تھے۔ حضرت عائشہ

باہر آئیں۔ اور لوگوں نے انھیں الوداع کہا، اور عائشہ لوگوں سے رخصت ہوئیں، اور ان سے کہا اے میرے میٹھم جلد بازی میں ایک دوسرے کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ آئندہ ہمارے اختلافات کے باعث کوئی شخص ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرے۔ خدا کی قسم میرا اور علی کا شروع ہی سے اختلاف تھا، لیکن یہ اختلاف اسی قسم کا تھا، جیسے ساس اور داماد میں ہوتا ہے۔ فی الحقیقت علی میرے نزدیک نیک آدمی ہیں۔ حضرت عائشہ نے شروع رجب ۳ھ میں ہفتہ کے روز بصرہ سے کوچ کیا، اور کئی میل تک حضرت علی انہیں چھوڑنے آئے، اور اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ ایک دن تک ام المومنین کا ساتھ دینے کے بعد واپس لوٹ آئیں۔

حضرت عائشہ کی عمار سے گفتگو | جنگ سے فراغت کے بعد حضرت عمار بن یاسرؓ نے عائشہ سے کہا۔ آپ سے پردہ نشینی کا جو عہد لیا گیا تھا،

آپ کا یہ سفر اس عہد سے کتنا متضاد ہے۔

عائشہ: کیا یہ ابراہیمؑ ہیں؟

عمارؓ: جی ہاں!

عائشہ: خدا کی قسم میں یہ جانتی ہوں کہ تم خوب حق بات کہنے والے ہو۔

عمار: ہر قسم کی تعریف اس خدا کے لیے ہے جس نے آپ کی زبان سے میرے لیے اس فیصلہ کا اظہار کر لیا۔

باب

جنگ صفین کی تیاریاں

عمر و عاص کی معاویہ سے بیعت

عمر و عاص کا بیٹوں سے مشورہ

۳۶؎ ہی میں عمرو عاص نے علیؑ کے مقابلہ میں معاویہ کے ساتھ شامل ہو کر اس کی بیعت کی۔

میں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ عثمان قتل کر دیئے گئے ہیں اور لوگوں نے علیؑ کی بیعت کر لی ہے لیکن معاویہ علیؑ کی

مخالفت پر آمادہ ہے۔ تمہاری کیا رائے ہے۔ جہاں تک میری رائے کا تعلق ہے تو علیؑ کے ساتھ ملنے سے کوئی بھلائی نہیں۔ وہ پرانے راستے (اسلام پر) ہی پر چلے گا اور مجھے اپنے کام میں شریک نہیں کرے گا۔ عبد اللہ بن عمرو نے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ آپ اپنے ہاتھ روکے رکھیں اور اپنے گھر میں بیٹھ جائیں۔ اور جب لوگ ایک امام پر متفق ہو جائیں تو آپ اس کی بیعت کر لیں۔ محمد بن عمرو نے کہا آپ کی عرب میں وہی حیثیت ہے جو دانتوں میں کھلی (داڑھ) کی ہوتی ہے۔ مجھے کسی امام پر اتفاق ہوتا نظر نہیں آتا۔ اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ آپ کا لوگوں میں کوئی ذکر اور شہرہ ہو۔ عمرو نے کہا اے عبد اللہ تیری رائے واقعتاً میری آخرت کے لیے بہتر ہے، اور اس رائے پر عمل کرنے سے دین بھی سالم رہے گا۔ اور محمد نے جو رائے دی ہے وہ دنیاوی لحاظ سے بہت بہتر لیکن آخرت کے لحاظ سے بُری ہے۔

عمرو عاص کی شام کو روانگی

عمرو نے اس گفتگو کے بعد اپنے بیٹوں کے ساتھ یہاں سے کوچ کیا اور شام پہنچا۔ شام کے باشندے معاویہ کو قصاص پر آمادہ کر رہے تھے۔ عمرو عاص نے لوگوں سے کہا تم واقعہ حق پر ہو۔ اس لیے خلیفہ مظلوم کے قصاص کا مطالبہ کرو۔ لیکن معاویہ نے عمرو کے اس قول پر توجہ نہ دی۔ عمرو کے بیٹوں نے کہا معاویہ نے تمہاری بات کی جانب توجہ نہیں دی اس لیے آپ کسی اور کے پاس چلیے۔ لیکن عمرو نے یہ مشورہ قبول نہ کیا اور تنہائی میں معاویہ کے پاس پہنچا، اور اس سے کہا مجھے تجھ پر بہت تعجب ہے کہ میں تو تیری حمایت پر آمادہ ہوں اور تو مجھ سے منہ پھیر رہا ہے۔ خدا کی قسم اگر ہم تیرے ساتھ خلیفہ کے قصاص کا مطالبہ کریں تو ہمیں اس شخص سے جنگ کرنی ہوگی جس کی ہفت اسلام قرابت رسول اور فضیلت سے تو بھی واقف ہے۔ لیکن ہم نے دنیا کو اختیار کر لیا ہے۔ یہ سن کر معاویہ نے اس سے صلح کر لی اور اس کی جانب مائل ہو گیا۔

جب حضرت علیؓ جنگ جمل سے فارغ ہو گئے اور بصرہ سے جبریر بن عبد اللہ کی پیغامبری کو فوجی طرف کو بھیجا تو جبریر بن عبد اللہ ابجلی کو معاویہ کے پاس قاصد بنا کر بھیجا تاکہ اسے اطاعت کی دعوت دے۔ ابو عوانہ کا بیان ہے کہ جب حضرت علیؓ نے معاویہ کے پاس قاصد بھیجنے کا ارادہ کیا تو جبریر نے عرض کیا۔ آپ مجھے قاصد بنا کر بھیج دیجئے کیونکہ میری اس سے دوستی ہے۔ میں معاویہ کو آپ کی اطاعت کی دعوت دوں گا۔ اور اسے اس پر مجبور کروں گا۔ مالک اشتر نے کہا آپ اسے ہرگز معاویہ کے پاس نہ بھیجئے کیونکہ میرا خیال ہے کہ یہ دل سے معاویہ کے ساتھ ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اسے جانے دو تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو کہ یہ وہاں سے کیا خبر لاتا ہے۔ حضرت علیؓ نے معاویہ کے نام ایک خط بھی تحریر کیا جس میں لکھا کہ تمام مہاجرین و انصار نے آپ کی بیعت پر اتفاق کر لیا ہے۔ اس میں طلحہ و زبیر کے بیعت توڑنے اور ان سے جنگ کا بھی ذکر تھا۔ اس خط میں معاویہ کو حضرت علیؓ نے اپنی اطاعت کی دعوت دی تھی کہ جیسے مہاجرین و انصار نے میری اطاعت قبول کر لی ہے اسی طرح تم بھی میری بیعت کر لو۔ جب جبریر شام پہنچا تو معاویہ نے اسے مالا شروع کیا تاکہ وہ یہاں سے ماحول دیکھ لے۔ اور عمرو عاص کو بلا کر مشورہ طلب کیا۔ عمرو نے جواب دیا کہ آپ شام کے رؤسا کو مدد کے لیے لکھئے اور خون عثمان کا تمام الزام علیؓ کے سر تھوپ کر ان سے جنگ شروع کر دیجئے۔ معاویہ نے اسی رائے پر عمل کیا۔

بشیر بن نoman حضرت عثمان کا وہ قمیض لے کر شام پہنچا جس میں عثمان قتل ہوا تھا، اور جو خون آلود ہوا تھا۔ نoman کے پاس عثمان کی بیوی نانک کی انگلیاں بھی تھیں معاویہ

قمیض عثمان

نے یہ قمیض منبر پر رکھ دیا اور تمام مقامات کے لشکروں کو اس قمیض کے مال سے مطلع کیا۔ لوگ اس قمیض پر ٹوٹ پڑے۔ یہ قمیض ایک سال تک منبر پر رکھی رہی اور انگلیاں تنگی رہیں۔ لوگ اس قمیض کو دیکھ کر زار و قطار روتے تھے۔ لوگوں نے قمیض کھائی تھیں کہ وہ نہ تو اپنی بیویوں کے پاس جائیں گے، اور نہ احتلام کے بغیر خلی کریں گے، اور نہ بستروں پر سوئیں گے۔ جب تک قاتلین عثمان کو قتل نہ کر دیں کبھی کبھی معاویہ اس قمیض کو خود پہنتا، اور اپنے گلے میں نالہ کی انگلیاں ڈال لیتا۔ جریر نے یہ تمام منظر نام میں دیکھا، اور حضرت علیؑ سے آکر بتایا کہ تمام اہل شام آپ سے جنگ کرنے پر متفق ہیں اور کہتے ہیں کہ علیؑ نے عثمانؓ کو قتل کیا اور ان کے قاتلین کو پناہ دی۔

حضرت علیؑ کی صفین کو روانگی | حضرت علیؑ نے کوفہ پہنچ کر صفین جانے کا ارادہ کیا جب معاویہ کو حضرت علیؑ کے ارادے کی خبر ملی تو اس نے عمرو عاص کو طلب کیا اور اس سے مشورہ کیا۔ عمرو نے کہا جب ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ علیؑ خود جنگ کرنے کے لیے آ رہے ہیں تو تم خود بھی لشکر لے کر جاؤ اور اپنی تدابیر کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دو۔ معاویہ نے کہا اے ابو عبد اللہ اب تو یہی کرنا ہے۔ معاویہ نے شام کے تمام لشکروں کو تیاری کا حکم دیا، اور اس تمام لشکر کا جھنڈا عمرو عاص کے سپرد کیا۔

پانی پر جنگ | جناب بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ جب ہم معاویہ کے لشکر کے بالمقابل پہنچے تو معاویہ نے پہلے ہی سے کشادہ اور عمدہ میدان پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور گھاٹ کی طرف کا حصہ اپنے قبضہ میں لے لیا تھا۔ اور اس میدان میں پانی لینے کے لیے دریا پر صرف ایک ہی گھاٹ تھا۔ اس گھاٹ پر معاویہ نے ابوالاعور سلمیٰ کو متعین کیا تھا کہ وہ اس کی حفاظت کرے اور دشمن کو پانی نہ لینے دے ہم نے دریا کے کنارے کافی دور تک چکر لگایا کہ شاید پانی لینے کے لیے کوئی اور گھاٹ موجود ہو۔ لیکن وہاں کوئی اور گھاٹ ہی نہ تھا۔ ہم نے آکر حضرت علیؑ کو حالات سے مطلع کیا کہ دریا پر صرف ایک ہی گھاٹ ہے جو دشمن کے قبضہ میں ہے اور لوگ پیا سے مر رہے ہیں۔

معاویہ کی جانب قاصد کی روانگی | حضرت علیؑ نے مصعب بن صوحان کو طلب فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ تم معاویہ کے پاس جاؤ، اور اس سے جا کر کہو کہ اگرچہ ہم تمہارے مقابلے پر آئے ہیں لیکن ہم حجت تمام کیے بغیر تم سے جنگ کرنا نہیں چاہتے۔ تمہارے اپنے سوار اور پیدل ہمارے مقابلہ پر بھیجے جنہوں نے ہم سے جنگ کی ابتداء کی حالانکہ ہم تو حجت

تمام کیے بغیر تم سے جنگ کرنا نہیں چاہتے تھے۔ دوسری غلطی تم نے یہ کی کہ لوگوں کو پانی پینے سے روک دیا، حالانکہ لوگ پانی سے رکنے والے نہیں وہ ہر صورت میں پانی حاصل کر کے رہیں گے۔ تم اپنے لشکریوں کو حکم دو کہ وہ پانی کا راستہ چھوڑ دیں اور اس وقت تک کوئی اقدام نہ کریں جب تک ہم آپس میں کوئی معاملہ طے نہ کر لیں۔ اور ہمیں تمہاری آمد اور تمہیں ہماری آمد کی وجہ معلوم نہ ہو جائے۔ ورنہ ہم لوگوں کو جنگ کی اجازت دے دیں گے۔ پھر پانی وہی شخص حاصل کر لے گا جو غالب ہوگا۔

معاویہ کا مشورہ

معاویہ نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا تمہاری کیا رائے ہے۔ ولید بن عقبہ نے کہا آپ انہیں قطعاً پانی نہ دیجئے۔ جس طرح انہوں نے عثمان بن عفان کو چالیس روز تک پانی اور کھانے سے محروم رکھا۔ عمرو بن عاص نے کہا۔ آپ پانی کا راستہ چھوڑ دیجئے۔ کیونکہ یہ بہرگز نہیں ہو سکتا کہ آپ تو سیراب ہوں اور پیاسا رہیں۔ آپ پانی پر جنگ نہ کریں بلکہ دیگر معاملات پر غور کیجئے۔ ولید نے اپنی بات دوبارہ دہرائی۔ عبداللہ بن ابی سرح نے کہا رات تک آپ پانی روک رکھیے۔ اگر رات تک یہ پانی حاصل نہ کر سکے تو خود ہی لوٹ جائیں گے۔ اور اگر یہ خود بخود لوٹ گئے تو یہ ان کی شکست ہوگی۔ خدا انہیں قیامت کے روز پانی نصیب نہ کرے۔ صعصہ نے کہا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ پانی تو کفار و فاسق اور شرابیوں سے روکے گا جس کے باعث تجھ پر اور اس فاسق ولید پر حد لگائی گئی تھی۔ اس پر وہ لوگ انہیں گالیاں دینے لگے، اور انہیں مار ڈالنے کی دھمکی دی۔ معاویہ نے کہا اسے کچھ نہ کہو یہ قاصد ہے۔ جب صعصہ واپس لوٹ کر آئے، تو انہوں نے تمام گفت گوئیں سے بیان کی ہم نے ان سے پوچھا کہ خود معاویہ نے کیا جواب دیا تو صعصہ نے کہا جب میں واپس لوٹنے لگا تو معاویہ سے پوچھا تمہارا کیا جواب ہے تو اس نے کہا میرا جواب تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔

پانی پر قبضہ

ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ سوار دستے الامور کی مدد کے لیے سپینے شروع ہو گئے۔ تاکہ وہ پانی سے انہیں روکیں۔ حضرت علیؑ نے بھی ہمیں ان کے مقابلہ پر بھیجا۔ پہلے آپس میں تیر اندازی ہوئی۔ پھر نیزے چلے اور آخر میں تلواریں نکل آئیں۔ ہم ان پر غالب آئے اور پانی ہمارے قبضہ میں آ گیا۔ ہم نے دل میں سوچا کہ شامیوں کو پانی کا ایک قطرہ بھی نہ دیا جائے۔ لیکن حضرت علیؑ نے ہمارے پاس کھلا بھیجا کہ اپنی ضرورت کا پانی لے کر اپنے لشکر کے ساتھ واپس لوٹ آؤ اور پانی پر کوئی روک ٹوک نہ کرو۔ کیونکہ اللہ نے ان کی سرکشی اور ظلم کے باعث ہی تمہاری مدد فرمائی ہے۔

ۛ ۛ ۛ

حضرت علیؑ کا پیغام

دو دن تک اسی طرح دونوں لشکر خاموش پڑے رہے۔ دو روز بعد حضرت علیؑ نے بشیر بن عمرو انصاری، سعید بن قیس ہمدانی اور شہبث بن ربیع کو طلب کیا۔ اور ان سے فرمایا تم معاویہ کے پاس جاؤ، اور اسے حق پر چلنے امیر کی اطاعت کرنے اور جماعت کے اتحاد کی دعوت دو۔ شہبث نے کہا آپ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ معاویہ کو کچھ طمع دلائیں، اور اس سے کہیں کہ وہ آپ کی بیعت کر لیں۔ اور آپ اسے شام کی انارت عطا فرما دیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا تم اس کے پاس جاؤ اور اپنی حجت پیش کرو اور دیکھو کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ یہ سفر معاویہ کے پاس گئے یہ واقعہ اوائل ذی الحجہ ۳۳ھ میں پیش آیا تھا۔ یہاں پہنچنے کے بعد بشیر بن عمرو نے معاویہ سے کہا اے معاویہ ایک دن دنیا تم سے زائل ہو جائے گی اور تم آخرت کی طرف لوٹ جاؤ گے۔ اللہ عزوجل تمہارے تمام اعمال اور تمام کاموں کا محاسبہ فرمائے گا۔ میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم جماعت میں تفریق پیدا نہ کرو، اور مسلمانوں کا آپس میں خون نہ بہاؤ۔ معاویہ نے فرمایا میں اس سے ہی کلام قطع کر کے سوال کیا کہ جس شئی کی تم مجھے نصیحت کرتے ہو کیا اس کی نصیحت اپنے امیر کو بھی کی ہے۔ بشیر نے کہا میرا امیر تم جیسا نہیں وہ تمام مخلوق میں دوسروں کو نصیحت کرنے کے زیادہ حقدار ہیں اس لیے کہ وہ صاحب فضیلت بھی ہیں اور صاحب دین بھی۔ انہیں سبقت اسلام بھی حاصل ہے اور رسول اللہ کی قرابت بھی۔ معاویہ نے کہا آخر وہ کیا چاہتے ہیں۔ بشیر نے کہا وہ تمہیں تقویٰ اختیار کرنے اللہ عزوجل سے ڈرنے اور حق کے معاملہ میں اپنی اطاعت کرنے کا حکم دیتے ہیں اس میں تمہاری دنیا بھی قائم رہے گی، اور آخرت کی بھی بھلائی ہے۔ معاویہ نے کہا تو کیا میں حضرت عثمانؓ کے خون کو رائیگاں جانے دوں۔ خدا کی قسم ایسا تو میں ہرگز نہیں ہونے دوں گا۔ سعید بن قیس نے کچھ کہنا چاہا لیکن شہبث بن ربیع نے پہل کی وہ آگے بڑھا اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد معاویہ سے مخاطب ہو کر کہا اے معاویہ تم نے بشیر کو جواب دیا ہے اسے میں خوب سمجھتا ہوں۔ خدا کی قسم تمہارے ارادے اور مقاصد ہم پر مخفی نہیں ہیں۔ تمہارے پاس لوگوں کو بہکانے کا کوئی ذریعہ نہیں بس اسی بات سے تم لوگوں کو اپنی جانب مائل کیے ہوئے ہو۔ اور اسی لیے وہ تمہاری اطاعت کرتے ہیں۔ تم یہی کہہ کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہو، کہ تمہارا امام مظلوم مارا گیا ہے اور ہم اس کا قصاص چاہتے ہیں۔ اس پر بے وقوف اور سرکش لوگ تمہارے ساتھ ہو گئے ہیں۔ حالانکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ تم نے بھی عثمانؓ کی مدد میں تاخیر کی اور تم دل سے چاہتے تھے کہ وہ قتل ہو جائے۔ تاکہ تم اس کے خون کا مطالعہ کر کے یہ مقام حاصل کر لو بعض اوقات انسان اپنی طاقت و قوت سے زیادہ اہم کام کی تمنا کرتا ہے۔ اور کبھی کبھار انسان کی وہ تمنا پوری بھی ہو جاتی ہے۔ بلکہ اللہ

عز وجل اس سے بھی زیادہ عطا فرمادیتا ہے۔ یہ تو اللہ ہی جانتا ہے کہ ان دو کاموں میں سے کون سا تیرے لیے بہتر ہے۔ جس چیز کی تم آرزو کر رہے ہو، اگر وہ غلط ہے تو تم اس وقت عرب کے سب سے بدترین شخص ہو اور اگر تمہارے ارادے صحیح ہیں تو تم اس وقت تک اسے حاصل نہیں کر سکتے جب تک خود کو دوزخ کا مستحق نہ بنا لو۔ اے معاویہ اپنے ارادوں کو ترک کر دو، اور خلافت کے معاملہ میں اس شخص سے اختلاف نہ کرو جو فی الحقیقت اس کا مستحق ہے۔ (معاویہ نے مثبت کی تقریر کا جواب دیا جس کے آخر میں کہا) تم لوگ میرے پاس سے چلے جاؤ میرا اور تمہارا فیصلہ اب تلوار کرے گی۔ معاویہ انتہائی سیخ پا ہو گیا۔ قاصد بھی اس کے پاس سے لوٹ آئے چلتے ہوئے مثبت نے یہ جملہ کہا تو ہمیں تلواروں سے ڈراتا ہے خدا کی قسم وہ تلواریں بھی جلد تیرے سر پہنچ جائیں گی۔ ان لوگوں نے واپس پہنچ کر تمام حالات حضرت علیؑ سے بیان کئے۔ یہ سفارت شروع ذی الحجہ میں گئی تھی۔

جنگ صفین | حضرت علیؑ روزانہ ایک معزز شخص کو معاویہ کے مقابلہ پر روانہ کرتے۔ اسی طرح معاویہ کی جانب سے بھی ایک درہ میدان میں نکلتا۔ ان دونوں دستوں میں جنگ ہوتی، اور کچھ دیر جنگ کے بعد دونوں واپس لوٹ جاتے۔

حضرت علیؑ مالک اشتر۔ حجر بن عدی۔ مثبت بن ربیع۔ خالد بن معمر۔ زیاد بن نضر۔ زیاد بن خصفہ۔ سعید بن قیس۔ مقل بن قیس، اور قیس بن سعد میں سے ایک نہ ایک کو امیر بنا کر بھیجتے۔ لیکن اکثر و بیشتر مالک اشتر ہی کو روانہ کیا جاتا۔ اسی طرح تمام ماہ ذی الحجہ میں جنگ ہوتی رہی۔ اور بعض اوقات دن میں دو بار جنگ ہوتی۔

اشتر کی شجاعت | عبد اللہ بن عامر فاشی کا بیان ہے کہ ایک دن مالک اشتر جنگ کے لیے نکلے، ان کے ساتھ کچھ قراء اور کچھ عرب

کے شہسوار بھی تھے۔ جب جنگ زوروں پر پھٹی تو معاویہ کی جانب سے ایک شخص میدان میں نکلا۔ خدا کی قسم میں نے آج تک اتنا لمبا اور موٹا انسان نہیں دیکھا تھا۔ اس نے مقابلہ کی دعوت دی۔ ہماری جانب سے اس کے مقابلہ کے لیے مالک اشتر کے علاوہ کوئی نہ نکلا۔ ان دونوں میں جنگ ہوئی تو اشتر نے اسے قتل کر دیا، حالانکہ خدا کی قسم ہم دل میں ڈر رہے تھے کہ وہ ضرور اشتر کو مار ڈالے گا، اور ہم نے اشتر کو مقابلے پر جانے سے منع بھی کیا تھا۔ لیکن جب

اشتر نے اسے قتل کر دیا تو ایک ازدی جوان نے اس کی لاش دیکھ کر قسم کھائی کہ یا تو میں تیرے قاتل کو قتل کروں گا یا خود قتل ہو جاؤں گا۔ وہ میدان میں نکلا اور اشتر پر حملہ کر دیا۔ اشتر نے بھی پلٹ کر ایسا وار کیا کہ وہ نیچے گر پڑا۔ ابھی وہ اپنے گھوڑے کے پاؤں میں پڑا تھا کہ اس کے ساتھیوں نے اشتر پر حملہ کر کے اسے بچا لیا۔ جب ماہِ محرم آیا تو دونوں نے ایک دوسرے سے جنگ بندی کی خواہش کی تاکہ صلح کی گفت و شنید کی جاسکے۔ اور دونوں نے اس عارضی جنگ بندی کو منظور کر لیا۔

jabir.abbas@yahoo.com

باب

جنگ بندی اور صلح کی گفتگو

حضرت علیؑ نے عدی بن حاتم طائیؓ - یزید بن قیس ارجی ثبث بن ربیع اور زیاد بن خصفہ کو صلح کی غرض سے معاویہ کے پاس روانہ کیا۔

جب یہ وفد معاویہ کے پاس پہنچا۔ تو عدی بن حاتم نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ ہم تمہارے پاس اس غرض سے آئے ہیں تاکہ ہم تجھے ایسی چیز کی دعوت دیں جس کے ذریعہ اللہ عز و جل ہماری جماعت کو اور اس امت کو متحد کر دے۔ اور یہ خون کے دریا جو بہہ رہے ہیں بند ہو جائیں۔ راہیں جو پر خطر ہو چکی ہیں، وہ محفوظ و مامون ہو جائیں، اور آپس میں صلح و آشتی ہو جائے۔ اے معاویہ تم یہ جانتے ہو کہ تمہارے یہ

عدی بن حاتم کی تقریر

بیچارہ دیکھائی یعنی علیؑ تمام مسلمانوں کے سردار اور تمام لوگوں میں سابق الاسلام ہیں۔ انہوں نے حالت اسلام میں بہترین کارنامے انجام دیئے اور لوگ بھی ان پر متفق و متفق ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے لوگوں کو ایسے بہترین شخص کو خلیفہ منتخب کرنے کی ہدایت فرمائی۔ آج روئے زمین پر تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے علاوہ کوئی ان کا مخالف نہیں۔ اے معاویہ تم اپنے ان اختلافات سے باز آ جاؤ۔ کہیں اللہ تعالیٰ تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا وہی حشر نہ کر دے جو اس نے اصحابِ حمل کاکتر کا کیا تھا۔

معاویہ کا جواب: معاویہ نے کہا ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تم مبلغ اور ہادی بن کر آئے ہو اور

صلح کی غرض سے نہیں آئے۔ اسے عدی بہت افسوس کی بات ہے۔ خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ میں حرب کا بیٹا ہوں مجھے اختلافات کا نام لے کر دھوکہ نہیں دیا جاسکتا۔ خدا کی قسم کیا تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جنہوں نے عثمان کے خلاف لوگوں کو اکسایا اور تم بھی ان کے قاتلوں میں داخل ہو اور مجھے امید ہے کہ اللہ عزوجل عثمان کے بدلے تجھے ضرور قتل کرے گا۔ اسے عدی بن حاتم تجھ پر افسوس ہے کہ تو ایک مرد میدان کو للکارنا چاہتا ہے۔

یزید بن قیس کا خطاب یزید بولے ہم تو تمہارے پاس مدینہ پیغام پہنچانے کی غرض سے آئے ہیں جو ہمیں دے کر بھیجا گیا ہے۔ اور ہمارا فرض ہے

کہ ہم تمہارا جواب دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نصیحت کو بھی ترک نہیں کر سکتے، اور جس چیز کو ہم حق سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ چیز تم پر حجت ہوگی۔ اور اس سے تم محبت و الفت اور جماعت مسلمین کے اتحاد کی طرف پلٹ سکو گے۔ اسے بیان کرنے سے گریز نہیں کریں گے ہمارا امیر تو وہ شخص ہے جن سے تمام مسلمان واقف ہیں۔ اور ان کی فضیلت سے تم بھی ناواقف نہیں ہو تم! دیندار اور افضل لوگ علیؑ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے یہ لوگ تمہارا ان سے ہرگز موازنہ کرنے کے لیے تیار نہیں۔ اسے معاویہؓ سے ڈرو اور علیؑ کی مخالفت نہ کرو۔ خدا کی قسم ہم نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جو علیؑ سے زیادہ متقی، زیادہ پرہیزگار ہو اور علیؑ سے زیادہ اس میں نیک خصال پائے جاتے ہوں۔ تم مجھے امیر کی اطاعت اور جماعت کے اتحاد کی دعوت دیتے ہو تو

معاویہ کا جواب

جہاں تک جماعت کا تعلق ہے تو وہ میرے ساتھ ہی موجود ہے اور جہاں تک تمہارے امیر کا تعلق ہے تو ہم اسے امیر ہی تسلیم نہیں کرتے اس لیے کہ تمہارے ساتھی نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا ہے۔ ہماری جماعت میں انتشار پھیلایا ہے ہمارے قاتلوں کو نیاہ دی ہے تمہارے ساتھی کا یہ خیال کہ اس نے عثمان کو قتل نہیں کیا تو ہم اس کی تردید کرنا نہیں چاہتے لیکن کیا تم قاتلین عثمان سے واقف نہیں ہو کیا تم یہ نہیں جانتے کہ قاتلین عثمان ہی تمہارے امیر کے ساتھی ہیں۔ وہ ان قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دیں تاکہ ہم انہیں عثمان کے قصاص میں قتل کر دیں۔ اس کے بعد ہم تمہارے امیر کی اطاعت کرنے اور جماعت کے اتحاد کو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں۔

اس پر مثبت نے جواب دیا کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اسے معاویہ

مثبت کا جواب

اگر تمہارا جناب عمار پر بھی بس چلے تو تم انہیں بھی قتل کر دو گے۔

معاویہ نے کہا مجھے ان کے قتل سے کون سی چیز مانع ہو سکتی ہے۔ خدا کی قسم اگر سمید کے بیٹے پر میرا بس

چلے تو میں عثمان کے قصاص میں اسے بھی ضرور قتل کر ڈول گا۔ اور عثمان تو کہا اگر عمارؓ نے عثمان کے غلام ناقل کو قتل کیا ہو تو میں ناقل کے قصاص میں عمار کو بھی قتل کروں گا۔ اس پر شدت نے کھار میں و آسمان کے خدا کی قسم تم نے انصاف نہیں کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں تم عمار پر اس وقت تک قابو نہیں پاسکتے جب تک کہ بہت سی کھوپڑیاں کا ندھوں سے نہ اتر پڑیں اور زمین کی فضا وسعت کے باوجود تم پر تنگ نہ ہو جائے معاویہ نے کہا۔ اگر تم یہ چاہتے ہو تو پھر تم پر بھی زمین تنگ ہو جائے گی۔ اس گفتگو کے بعد یہ قاصد واپس چلے آئے۔

جب یہ لوگ واپس چلے آئے تو معاویہ نے زیاد بن خنیسہ تمبی کو طلب کیا اور انھیں خلعت میں لے گیا اور کہا کہ اے ربیعہ کے بھائی علیؓ نے ہم سے قطع رحمی کی اور ہمارے خلیفہ کے قاتلوں کو پناہ دی ہے۔ میں تم سے اور تمہارے قبیلہ سے

معاویہ کی طرف سے رشوت کی پیشکش

امداد کا طالب ہوں۔ اور تم سے اللہ کو گواہ بنا کر عہد کرتا ہوں کہ جب میں غالب آجاؤں گا تو جس شہر کی ولایت و حکومت تم پسند کرو گے ہمیں اس کا والی بنا دیا جائیگا۔ زیاد کا بیان ہے کہ جب معاویہ اپنی بات پوری کر چکا تو میں نے جواب میں اللہ عزوجل کی ثنایاں کی اور اس کے بعد جواب دیا۔ میں اس حجت اور ان انعامات پر قائم ہوں جو میرے پروردگار نے مجھے عطا فرمائے ہیں، اور میں مجرموں کی پشت پناہی نہیں کر سکتا۔ اس جواب کے بعد میں معاویہ کے پاس سے اٹھ کر چلا آیا۔ میرا یہ جواب سن کر معاویہ نے عرواصہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ اس وقت معاویہ کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ ہمارا کوئی شخص بھی ان کے کسی آدمی سے گفتگو نہیں کر سکتا، اور نہ وہ ہمارے آدمی کی بات قبول کرتا ہے۔ ان سب کے دل ایک شخص کے دل کی طرح ہیں اور افتراق کی بُرائی سے اللہ نے انھیں محفوظ رکھا ہے۔

پھر معاویہ نے حضرت علیؓ کے پاس ایک وفد بھیجا جس میں حبیب بن سلمہ شرجیل بن سمط اور من بن یزید شریک تھے۔ حبیب نے کہا عثمان ایک

معاویہ کا وفد

ہادی خلیفہ تھا جو اللہ کی کتاب پر عمل کرتا اور اللہ کے احکام کو بجالاتا تھا۔ تم نے اس کی زندگی اجیرن بنا دی تم اس کی موت کے خواہاں تھے۔ تم نے اس سے دشمنی برتی، اور اسے شہید کر دیا۔ اے علی اگر تم یہ کہتے ہو کہ تم نے عثمان کو قتل نہیں کیا، تو عثمان کے قاتل ہمارے حوالے کر دو تاکہ ہم انھیں عثمان کے قصاص میں قتل کر دیں۔ نیز آپ یہ خلافت لوگوں کی رائے پر چھوڑ دیجئے تاکہ وہ آپس میں مشورہ کر کے

جسے چاہیں خلیفہ بنالیں، اور جس پر سب کا اتفاق ہو تمام لوگ اپنے کام اس کے سپرد کر دیں۔ پھر شرجیل بن سمطہ نے کہا میں بھی وہی بات کہنا چاہتا ہوں جو میرے ساتھی نے کہی ہے۔ اس پر حضرت علیؑ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔

حضرت علیؑ کا جواب

اللہ نے نبی کریمؐ کو حق دے کر بھیجا۔ آپ کے ذریعہ لوگوں کو گمراہی سے نکالا اور ہلاکت اخروی سے بچایا۔ اور لوگوں کے اختلافات دُور کر کے انھیں متحد کیا۔ جب آپ نے اللہ کے احکام لوگوں کو پورے طور پر پہنچا دیئے۔ تو اللہ نے آپ کو اپنے پاس بلالیا۔ پھر لوگوں نے ابوبکرؓ کو خلیفہ بنالیا، اور اس کے بعد ابوبکرؓ نے عمرؓ کو خلیفہ بنالیا۔ ہم ان دونوں سے ناخوش تھے۔ کیونکہ یہ زبردستی ہمارے والی بن بیٹھے۔ حالانکہ ہم آل رسولؐ ہونے کی بناء پر اس کے مستحق تھے، پھر عثمان خلیفہ ہوئے۔ انہوں نے کچھ ایسے کام کیے۔ جن کے باعث لوگوں نے ان پر نکتہ چینی کی، اور جا کر اسے قتل کر دیا۔ عثمانؓ کے بعد لوگ جمع ہو کر میرے پاس آئے حالانکہ میں ان کے معاملات سے علیحدگی اختیار کیے ہوئے تھا، اور مجھ سے اصرار کیا کہ آپ بیعت لیجئے میں نے خلیفہ بننے سے انکار کیا۔ لیکن انہوں نے مجھ سے اصرار کیا، اور کہا کہ اُمت آپ کے علاوہ کسی کی خلافت پر راضی نہیں ہے۔ اور ہمیں خوف ہے کہ اگر آپ خلافت قبول نہ کریں گے تو لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ اور لوگوں کا اتحاد ختم ہو جائے گا تب میں نے ان لوگوں سے بیعت لی۔ مجھے دو شخصوں کے اختلاف کا خوف تھا۔ لیکن انہوں نے بھی میری بیعت کر لی (طلحہ و زبیر) رہا معاویہ کا اختلاف تو اللہ عزوجل نے نہ تو اسے دین میں سبقت عطا فرمائی ہے، اور نہ ہی صداقت اسلام پر اس کا کوئی کارنامہ ہے۔ یہ طلحہ بن طلحہ (فتح مکہ پر) آزاد کردہ کا بیٹا ہے، اس گروہ سے ہے جو دین کے دشمن تھے۔ یہ اور اس کا باپ ہمیشہ سے اللہ اس کے رسولؐ اور مسلمانوں کا دشمن رہا۔ حتیٰ کہ اس نے مجبوراً اسلام قبول کیا۔ اب ان کے ساتھ مل کر ہمارے اختلاف کرنے، اور اس کی اطاعت کرنے کی کوئی پرواہ نہیں جبکہ تم نے اہل بیت نبیؐ کو چھوڑ دیا کہ جن سے اختلاف کرنا کسی صورت میں مناسب نہیں اور تمہیں چاہیئے کہ اہل بیت کے برابر کسی کو نہ سمجھو۔ خبردار میں تمہیں اللہ کی کتاب اور رسول اللہ کی سنت، باطل کو مٹانے اور احکام دین کو قائم کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ دونوں قاصدوں نے سوال کیا آپ اس کی گواہی دیتے ہیں کہ عثمان مظلوم مارے گئے۔ آپ نے فرمایا نہ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ مظلوم مارے گئے اور نہ یہ کہتا ہوں کہ وہ ظالم مارے گئے۔ قاصد کہنے لگے جس شخص کا اس پر یقین نہیں کہ عثمان مظلوم مارے گئے ہم اس سے بری ہیں اور ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

باب ۱۲

ہر دو طرف سے جنگی تیاریاں اور مورچہ بندی

ماہ محرم کے ختم ہونے تک دونوں جانب سے جنگ بندی رہی۔ جب ماہ محرم ختم ہو گیا تو حضرت علیؑ نے مرثد بن حارث کو حکم دیا کہ شامیوں کو جنگ کا پینام پہنچا دو۔ مرثد نے غروب آفتاب کے قریب شامیوں کو آواز دے کر کہا۔ امیر المومنینؑ تم سے فرماتے ہیں کہ میں برابر کو کشش کرتا رہا کہ تم حق کو قبول کر لو اور اس کے سامنے ٹھک جاؤ میں نے تمہارے سامنے اللہ کی کتاب پیش کی، اور اس کے حکم کو قبول کرنے کی دعوت دی لیکن تم اپنی سرکشی سے باز نہ آئے، اور نہ تم نے حق کو قبول کیا۔ میں نے تمہارے ساتھ برابر کا معاملہ کیا۔ اور اللہ جیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا شامی یہ اعلان سن کر اپنے اپنے امراء اور رؤسا کو اطلاع دینے کیلئے دوڑے۔ معاویہ اور عمر وعاص لوگوں کے ساتھ باہر نکلے اور فوج کو دستوں میں تقسیم کر کے انھیں مورچوں پر بٹھایا۔ لوگوں نے آگ روشن کی۔ دوسری جانب حضرت علیؑ نے بھی دستے تقسیم کیے، اور لوگوں کو مورچوں میں بٹھایا اور ساری رات گشت کر کے لوگوں کو جنگ پر آمادہ کیا۔

جنب از دی کی روایت ہے کہ جب بھی ہماری دشمن سے ٹھیکڑ ہوتی تو ہمیں حضرت علیؑ نصیحت

حضرت علیؑ کی فوجیوں کو ہدایت

فرماتے کہ اس وقت تک ہرگز جنگ نہ کرو۔ جب تک دشمن پہل نہ کرے۔ اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ تم حق پر ہو، اور تمہاری طرف سے جنگ کی ابتدا نہ ہو نہ یہ تمہارے حق پر ہونے کی دوسری دلیل

یہ ہے۔ جب تم اُن سے جنگ کرو اور وہ شکست کھا جائیں تو پشت پھیر کر بھاگنے والے کو قتل نہ کرو، اور نہ ہی کسی زخمی پر حملہ کرو اور نہ کسی کو ننگا کر دو اور نہ ہی کسی مقتول کے ہاتھ پاؤں یا ناک کان کاٹو جب تم ان کے کجاووں تک پہنچ جاؤ تو ان کے خیموں کے پردے چاک نہ کرو، اور نہ بغیر اجازت کے گھروں میں داخل ہونا اور نہ ان کے مال میں سے اس چیز کے علاوہ کوئی اٹھاؤ جو تمہیں میدان جنگ میں ملے۔ عورتوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچاؤ، خواہ وہ تمہاری بے عزتی کریں اور تمہارے سرداروں اور نیک لوگوں کو برا بھلا کہیں۔ کیونکہ عورتیں اعضا اور دل کے لحاظ سے محروم ہوتی ہیں۔

حضرت علی کا میدان صفین میں خطاب

حضرت علیؑ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو۔ ننگا ہیں نیچی رکھو، آوازیں بےست رکھو، گفتگو کم کرو۔ اپنے کو مورچہ بندی، لڑائی، آگے بڑھنے، مقابلہ کرنے، تدبیر جنگ، تیر اندازی اور نیزہ بازی میں مشغول رکھو۔ ثابت قدم رہو اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرو تاکہ تم کامیاب ہو۔ آپس میں نہ جھگڑو ورنہ تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکٹھ جائے گی۔ اور صبر کرو یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اے اللہ ان پر صبر نازل فرما اور ان کی امداد فرما اور ان کے اجر میں اضافہ فرما۔

حضرت علیؑ کی دُعا

حضرت علیؑ جب چار شنبہ کے دن میں میدان میں تشریف لائے تو یہ دُعا فرمائی۔ اے اللہ اس بلند و محفوظ اور بند چھت کے پروردگار جس نے اس چھت کو شب و روز کی آمد کا ٹھکانا بنایا۔ اور تو نے اس چھت میں شمس و قمر کی راہیں اور ستاروں کی منزلیں بنائیں، اور اس کے سکنوں میں سے ایک جماعت فرشتوں کی بنائی جو عبادت میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتی، اور اس زمین کے پروردگار جسے تو نے انسانوں اور درندوں اور چوپایوں کی جائے قرار بنایا اور ایسی لاتعداد مخلوقات کا جو نظر نہیں آتی، اور اس عظیم مخلوق کا مسکن بنایا جو نظر آتی ہے۔ اے اس کشتی کے پروردگار جو لوگوں کے منافع کی چیزیں لے کر سمندر میں چلتی ہے۔ اے اس بادل کے پروردگار جو زمین و آسمان کے درمیان سُٹ رہا ہے۔ اے اس سمندر کے پروردگار جو تمام عالم کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اور ان گڑھے ہوئے پہاڑوں کے پروردگار جنہیں تو نے زمین کی میٹھیں اور مخلوق کی روزی کا سامان بنایا ہے۔ اگر تو ہمیں ہمارے دشمن پر غالب فرمائے تو ہمیں سرکشی اور بناوٹ سے نجات ملے اور ہمیں حق پر چلنے کی توفیق عطا فرما، اور اگر تو دشمنوں کو ہم پر غالب دے تو مجھے شہادت عطا فرما، اور میرے ساتھیوں کو آزمائش سے محفوظ رکھ۔

حضرت علیؑ کا خطبہ

حضرت علیؑ نے صفین کے روزِ خطبہ دیا۔ اللہ نے تمہیں وہ تجارت بتا دی ہے جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے اور تمہارے ذریعہ خیر کو ترقی دے۔ وہ تجارت اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانا ہے، اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے اور اس کا اجر یہ ہے کہ اس گناہ معاف ہوتے اور جنت میں پاکیزہ مکانات عطا کیے جاتے ہیں۔ خدا نے تمہیں یہ بات بھی بتا دی کہ وہ ان لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو اس کی راہ میں ایسی صفیں بنا کر لڑتے ہیں جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوں۔ تم بھی سیسہ پلائی ہوئی دیواروں کی طرح اپنی صفوں کو سیدھا کر لو۔ نیزوں کو آگے کر لو، دانتوں کو دبا لو کیونکہ یہ چیز کھوپڑیوں کو اتارنے میں مددگار ہے۔ نیزوں کے پھلوں کو تیز کر لو۔ کیونکہ اس طرح وہ چلنے میں تیز ہو جاتے ہیں۔ نگاہیں نیچی رکھو کیونکہ اس سے ہمت بندھتی ہے، اور دلوں کو اطمینان رہتا ہے۔ آوازیں بند رکھو اور حنجہ چلاؤ نہیں کیونکہ یہ چیز دوسروں کو ہٹانے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ اور اس سے وقار قائم رہتا ہے۔ اپنے جھنڈوں کا خیال رکھو۔ نہ تو سب کے سب جھنڈوں کی جانب مائل ہو اور نہ انہیں گرنے دو، اور بہادروں کے علاوہ کسی کے ہاتھ میں جھنڈا نہ دو کیونکہ حقائق کے نزول کے وقت شکست کو روکنے والے اور صبر کرنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جو جھنڈوں کی حفاظت کرتے، اور ان کے ارد گرد رہتے ہیں جو جھنڈوں کو بچاتے، اور اس کے آگے اور پیچھے سے ہونے والے حملوں کو روکتے ہیں اور اسے گرنے نہیں دیتے۔ وہ شخص بہت ہی بہتر ہے جس نے اس کے ارد گرد جنگ کی ہو۔ اللہ تم پر رحمت نازل کرے اپنی جان قربان کرے۔ اپنے ساتھی کو کسی دوسرے بھائی کے بھروسہ پر نہ چھوڑو، کیونکہ یہ شیشیانی اور سستی کا سبب ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو، کیونکہ یہ شخص دو شخصوں سے مقابلہ کر رہا ہے اور ساتھ ہی اپنے بھائی کا ہاتھ تھامے ہوئے کیا اس کی حفاظت ایسے بھائی کے سپرد کرنا چاہیے جو میدان سے بھاگ رہا ہو یا اس کی جانب کھڑا دیکھتا ہو کہ یہ کیا کرتا ہے۔ تو اللہ ایسے شخص سے ناراض ہوتا ہے۔ تم اللہ کی ناراضگی کو مول نہ لو کیونکہ تمہیں اللہ ہی کے پاس جانا ہے۔ اللہ عزوجل نے ایک شخص کا قول نقل کیا ہے جو اس نے اپنی قوم سے کہا تھا۔ اگر تم موت اور قتل سے بھاگو گے تو تمہارا یہ فرار تمہیں ہرگز کچھ فائدہ نہ پہنچائے گا اور اس وقت تو تم صرف معمولی سا فائدہ حاصل کر سکتے ہو! خدا کی قسم اس فوری تلوار سے بچ بھی گئے تو آخرت کی تلوار سے ہرگز محفوظ نہ رہو گے۔ صداقت و صبر کے ذریعہ مدد طلب کرو، کیونکہ صبر کے بعد ہی اللہ تعالیٰ امداد نازل فرماتا ہے۔

مالک اشتر کی شجاعت

راوی کہتا ہے کہ اشتر مینہ کی جانب بڑھے۔ ان لوگوں میں سے کہ جن میں صبر و حیا اور وفا کا مادہ تھا۔ ان کے پاس اکو جمع ہو گئے وہ جس دستہ کی طرف بڑھتے اسے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتے، اور جس جماعت کا مقابلہ کرتے اسے پیچھے ہٹا دیتے۔ اشتر اس روز ایک گھوڑے پر سوار تھے۔ ان کے ہاتھ میں ایک چوڑی بمینی تلوار تھی۔ جب اسے نیچے کرتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ اس سے پانی گرنے والا ہے، اور جب اسے اوپر اٹھاتے تو اس کی چمک سے آنکھیں چندھیا جاتیں رجب وہ تلوار چلاتے تو یہ کہتے۔ **الغزاة ثم** **ہجسلینا ہم پر آندھیاں آئیں لیکن وہ کھل گئیں۔** قیس ناعطی کے بیٹے حمیر اور منقذ کی اشتر پر نظر پڑی تو منقذ نے حمیر سے کہا۔ آج عرب میں اس کا کوئی ثانی نہیں۔ البتہ اس کا قتل و قاتل نیت پر موقوف ہے نیت تو وہی ہے جس کے لیے جنگ کر رہا ہے۔ ان لوگوں نے شام تک جنگ کی۔ پھر اشتر نے قبیلہ حمدان اور کچھ اور لوگوں کو ساتھ لے کر شامیوں پر حملہ کیا اور انہیں اپنی جگہ سے ہٹا دیا حتیٰ کہ انہیں پیچھے دھکیلتے ہوئے اس مقام تک پہنچ گئے جہاں پانچ صفیں معاویہ کے گرد اپنے آپ کو عمالوں سے باندھے کھڑی تھیں۔ یہاں پہنچ کر اشتر نے پھر سختی سے حملہ کیا۔ حتیٰ کہ چار صفوں کو الٹ پلٹ کر پھینک دیا جو خود کو عمالوں سے باندھے ہوئے تھے۔ پھر یہ لوگ پانچویں صف پر حملہ آور ہوئے جو معاویہ کے گرد حلقہ کیے ہوئے تھے۔ جب یہ لوگ معاویہ کے قریب پہنچے تو معاویہ نے گھوڑا طلب کیا اور کہنے لگا، ارادہ تو میرا بھی یہی تھا کہ جیسے اور لوگ پیچھے ہٹ گئے ہیں اسی طرح میں بھی پیچھے ہٹ جاؤں لیکن مجھے ابن اطفابہ کے بیٹے کے اشعار یاد آ گئے۔

باب

حضرت عمار بن یاسر کی شہادت

حضرت عمارؓ کی دُعا

جب عمارؓ لوگوں کی طرف سے نکلے۔ اور بارگاہِ الہی میں عرض کیا۔ اے اللہ تو جانتا ہے کہ اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ تیری رضا اس میں ہے کہ میں اپنے آپ کو اس سمندر میں غرق کر دوں تو میں یہی کرتا۔ اے اللہ تو جانتا ہے کہ اگر مجھے اس کا علم ہوتا کہ تیری رضا اس میں ہے کہ اپنے سینے پر تلوار کی نوک رکھ کر اس پر گر جاؤں اور وہ میری پشت سے نکل جائے تو میں یہ بھی کرتا۔ آج کے دن مجھے کسی ایسے عمل کا پتہ نہیں جو ان فاسقوں کے ساتھ جہاد کرنے سے بہتر ہو۔ اور اگر مجھے کسی ایسے عمل کا علم ہوتا جو اس عمل سے زیادہ تیری رضا کا باعث ہوتا تو میں اسے ضرور انجام دیتا۔

جنگ کے بارے میں عمارؓ کی رائے

خدا کی قسم اگر یہ لوگ ہمیں مارتے مارتے حجر کے کھجوروں کے باغوں تک پہنچا دیں تب بھی ہم یہی یقین رکھیں گے

کہ ہم حق پر اور وہ باطل پر ہیں۔

حضرت عمارؓ کے بارے میں

حضرت نبی کریمؐ کا ارشاد

حبیب بن جریج عری کا بیان ہے کہ میں اور ابو مسعود مدائن میں خذیفہ بن یمان کے پاس گئے، اور عرض کیا اے ابو عبد اللہ ہم فتنوں سے ڈرتے ہیں۔ آپ ہم سے کوئی حدیث بیان فرمائیے حضرت خذیفہ نے فرمایا اس

وقت تم اس جماعت میں شامل ہونا جس میں سمیہ کے بیٹے عمار ہوں کیونکہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا کہ اسے ایک باغی جماعت قتل کرے گی جو راہ حق سے ہٹی ہوئی ہوگی۔ اور عمار کا آخری رزق پانی ملا دودھ ہوگا۔ جبہ کتنا ہے کہ میں جنگ صفین میں موجود تھا، اور میں نے عمار کو یہ کہتے سنا میرا دنیا کا آخری رزق لاؤ۔ ایک کشادہ پیالے میں جس کے سرخ حلقے تھے پانی ملا ہوا دودھ ان کے پاس لایا گیا۔ خدیضہ نے اس حدیث میں بال بھر فرق نہیں کیا۔ عمار یہ شعر پڑھ رہے تھے۔ الیوم القی الاحبہ۔ محمدؐ او حزبہ۔ میں آج اپنے دوستوں سے ملوں گا۔ یعنی رسول اللہؐ اور ان کی جماعت سے۔ خدا کی قسم اگر یہ لوگ ہمیں مارتے مارتے حجر شہر کے باغات تک پہنچا دیں تب بھی ہمیں اس پر فخر رہے گا کہ ہم حق پر ہیں اور یہ لوگ باطل پر ہیں۔ اس کے بعد فرمایا موت تلواروں کی دھار کے نیچے ہے، اور جنت ان کی چمک کے نیچے۔

عمارؓ کا خطبہ
عمارؓ نے اس روز لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا متلاشی ہو اور اسے نہ مال کی آرزو ہو اور نہ اولاد کی۔ کچھ لوگ ان کے پاس پہنچ گئے تو عمارؓ نے کہا اے لوگو ہمارے ساتھ ان لوگوں کے مقابلہ میں چلو جو عثمان بن عفان کے خون کا مطالبہ کر رہے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ وہ مظلوم مارا گیا ہے۔ خدا کی قسم وہ اس کے خون کا مطالبہ نہیں کر رہے بلکہ اس قوم نے دنیا کا مزہ چکھ لیا ہے۔ اور اس سے یہ محبت کھتی ہے اور اسی کے پیچھے لگی ہے یہ لوگ خوب جانتے ہیں کہ اگر انہوں نے حق کو قبول کر لیا تو حق ان کے دنیاوی امور میں حاصل ہو جائے گا جن میں یہ مبتلا ہیں۔ ان لوگوں کو اسلام میں کوئی سبقت حاصل نہیں جس کے باعث یہ لوگوں کی اطاعت اور ان کی امارت کے حقدار ہوں۔ یہ لوگ اپنے پیڑ کاؤں کو یہ کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں کہ ہمارے امام مظلوم قتل ہوئے ہیں تاکہ اس کے ذریعہ یہ جابر بادشاہ بن کر بیٹھ جائیں۔ اور یہ ایک ایسی چال ہے جس میں ان کے متبعین مبتلا ہو چکے ہیں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی یعنی خیر عثمان کا مطالبہ نہ کرتے تو لوگوں میں سے دو شخص بھی ان کی اتباع نہ کرتے۔ اے اللہ اگر تو ہماری امداد فرمائے تو ظالم اور مرتبہ تو نے ہماری امداد فرمائی ہے۔ اور اگر مخالفین کو کامیاب فرمائے تو چونکہ انہوں نے تیرے بندوں میں بدعات پھیلائی ہیں اس لیے ان کے لیے دردناک عذاب کا ذخیرہ فرما۔ پھر عمارؓ آگے بڑھے، اور وہ جماعت بھی ان کے ساتھ ہو گئی جنہوں نے ان کی آواز پر لبیک کہی تھی۔ یہاں تک کہ عمارؓ آگے بڑھتے بڑھتے عمرو عاص کے پاس پہنچ گئے۔ تو حضرت عمارؓ نے عمرو کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے عمرو تو نے اپنے دین کو مصر کی حکومت

کے بدلے بیچ ڈالا ہے۔ شجرہ پائلوں صد دس نو اسلام میں بھی ہمیشہ ٹیڑھی چال چلتا رہا۔

حضرت عمارؓ اور عبد اللہ بن حضرت عمرؓ اس کے بعد عمار نے عبد اللہ بن عمرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا تو نے اپنا

دین اس شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے جو خود بھی دشمن اسلام ہے، اور دشمن اسلام کا بیٹا ہے۔ ابن عمرؓ نے اپنا دین ہرگز نہیں فروخت کیا بلکہ میں تو عثمان کے خون کا مطالبہ کر رہا ہوں حضرت عمارؓ نے فرمایا تو اس بات کا گواہ رہ کہ میری معلومات تو یہ کہتی ہیں کہ تو رضائے الہی کے لیے نہ تو کسی شے کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اور نہ تیرا کوئی فعل رضائے خداوندی کے لیے ہے۔ اور اگر تو آج قتل نہ ہوا تو ایک نہ ایک روز تجھے موت ضرور آنے گی۔ اور لوگوں کو وہاں جو صلہ ملے گا وہ ان کی تیتوں کے مطابق ہوگا، اب تو اس پر غور کر لے کہ تیری نیت کیا ہے۔

حضرت علیؓ کی شجاعت ابو عبد الرحمن سلمی کا بیان ہے کہ ہم لوگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ ہم میں سے دو شخص ان کی حفاظت کے لیے

ان کے گھوڑے کے ادھر ادھر رہتے اور انھیں حملہ کرنے سے روکتے رہتے۔ حضرت علیؓ جب اپنے ان دو محافظوں کو ذرا بھی غافل دیکھتے تو فوراً حملہ کرتے اور اس وقت تک واپس نہ لوٹتے جب تک ان کی تلوار سرخ نہ ہو جاتی۔ اسی طرح انہوں نے جو ایک روز حملہ کیا تو اس وقت تک نہ لوٹے جب تک ان کی تلوار مڑ نہ گئی۔ انہوں نے وہ تلوار اپنے ساتھیوں کی طرف پھینک دی، اور فرمایا اگر میری تلوار مڑ نہ جاتی تو میں ہرگز نہ لوٹتا۔ اعمش کہتے ہیں خدا کی قسم علیؓ کی مار ایسی مار تھی جو خالی نہ جاتی تھی۔

حضرت عمارؓ کی شہادت راوی کہتا ہے میں نے عمار کو دیکھا کہ وہ صفین کی جس وادی میں پہنچے تو نبی کریمؐ کے صحابہ ان کے ساتھ ہوتے۔ عمارؓ

ہاشم بن عبد مناف کے پاس پہنچے جو حضرت علیؓ کے علیہ دار تھے۔ عمارؓ آگے بڑھتے ہوئے کہہ رہے تھے۔ ہاشم آگے بڑھو کیونکہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے اور موت تلواروں کی ڈھاد میں پوشیدہ ہے۔ آسمان کے دروازے کھل چکے ہیں اور حوریں بناؤ سنگھار کر چکی ہیں۔ آج میں اپنے دوستوں سے ملوں گا۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی جماعت سے۔ عمار اور ہاشم پھر واپس نہیں آئے اور وہیں شہید ہو گئے۔

عمرو عاص کے بیٹے عبد اللہ کا اپنے باپ سے مکالمہ

ابو عبد الرحمن سلمی کہتا ہے کہ جب رات ہوئی تو میں نے ارادہ کیا کہ میں دشمنوں میں جاؤں گا اور یہ معلوم کروں گا کہ آیا ہماری طرح انھیں عمار کی شہادت کا علم ہوا ہے کہ نہیں اور چونکہ جب جنگ بند ہو جاتی تو دونوں لشکر کی آپس میں ملتے اور باتیں بھی کرتے تھے۔ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور آہستہ آہستہ شاہمیوں کے لشکر کی جانب چلا۔ جب میں شامی لشکر میں داخل ہوا تو چار شخص میدان جنگ میں گھوم رہے تھے۔ یہ چار افراد معاویہ ابوالاعور سلمی عمرو عاص اور عبد اللہ عمرو کا بیٹا تھے۔ اور عبد اللہ ان چاروں میں سب سے بہتر تھا۔ میں ان چار شخصوں کے بیچ میں داخل ہو گیا تاکہ وہ باتیں سنوں جو مخالفین عمار کے بارے میں کریں۔ عبد اللہ نے ایک شخص کی لاش کو دیکھ کر باپ سے کہا اے میرے باپ کیا تم نے آج اس شخص کو بھی قتل کر دیا حالانکہ رسول اللہ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا تھا باپ نے پوچھا حضور نے کیا فرمایا تھا۔ عبد اللہ نے کہا کیا تم ہمارے ساتھ نہ تھے جب ہم مسجد رسول بنا رہے تھے، اور لوگ ایک ایک پتھر اور ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے تھے۔ اور عمار دو دو پتھر اور دو دو اینٹیں اٹھا کر لاتے۔ جس سے عمار پر غشی طاری ہو گئی تو رسول اللہ ان کے پاس تشریف لائے، اور ان کے چہرے سے مٹی صاف کرنے لگے اور فرمایا اے سمیہ کے بیٹے افسوس لوگ تو ایک ایک پتھر اور ایک ایک اینٹ اٹھا کر لاتے ہیں اور تو دو دو پتھر اور دو دو اینٹیں لاتا ہے۔ اور یہ کام تو ثواب کی زیادتی کے لیے کر رہا ہے اور افسوس تجھے ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔

حدیث کی غلط تاویل

عمرو عاص نے یہ سن کر اپنے گھوڑے کا رخ موڑ لیا تو معاویہ نے اسے پیچھے سے پکڑ کر ٹھپنا۔ عمرو نے کہا کیا تم نے وہ حدیث نہیں سنی۔ جو عبد اللہ بیان کر رہا تھا۔ معاویہ نے پوچھا وہ کیا حدیث ہے۔ عمرو عاص نے اسے وہ حدیث سنائی تو معاویہ نے جواب دیا تیرا تو بڑھاپے کی وجہ سے دماغ خراب ہو گیا ہے تو ہمیشہ حدیثیں بیان کرتا رہتا ہے۔ اور تمام دن پیشاب میں ڈوبا رہتا ہے۔ کیا ہم نے عمار کو قتل کیا ہے بلکہ عمار کو تو اس شخص نے قتل کیا ہے جو انھیں میدان میں گھسیٹ لایا ہے۔ ابو عبد الرحمن کہتا ہے میں نہیں جانتا کہ انے دونوں باتوں میں سے کون سی زیادہ تعجب خیز ہے۔

حضرت علیؑ کی معاویہ کو مقابلہ کی دعوت

جب عمار شہید ہو گئے تو حضرت علیؑ نے ربیعہ اور ہمدان قبیلہ کو پکارا اور فرمایا تم میری زرہ اور میرے نیزے ہو۔ تقریباً بارہ ہزار کے قریب یہ لوگ حضرت علیؑ کے پاس جمع ہو گئے۔ علیؑ آگے آگے ایک منجر پر سوار تھے علیؑ اور ان کے اس لشکر نے کیا رنگی سخت حملہ کیا۔ شامی افواج کی کوئی ایسی صفت نہیں تھی جو اس لشکر نے تتر بتر نہ کر دی ہو، اور جس شخص کے پاس بھی یہ لوگ پہنچتے اسے قتل کر دیتے۔ یہاں تک کہ یہ جنگ کرتے کرتے معاویہ کے پاس پہنچ گئے۔ پھر علیؑ نے معاویہ کو پکار کر فرمایا۔ اسے معاویہ تو لوگوں کو بلا وجہ کیوں قتل کر رہا ہے۔ یہاں آ جائیں تجھ سے اللہ کے یہاں سے فیصلہ کر لوں۔ ہم میں سے جو شخص بھی اپنے مخالف کو قتل کر دے وہی تمام امور کا مالک ہو۔ عمرو عاصؓ نے کہا یہ شخص انصاف کی بات کر رہا ہے۔ مقابلہ پر جاتے کیوں نہیں ہو معاویہ نے جواب دیا۔ اس نے کوئی انصاف کی بات نہیں کی۔ اس لیے کہ تو بھی یہ بات جانتا ہے کہ جو شخص بھی اس کے مقابلہ پر جائیگا وہ اسے قتل کر دے گا۔ عمرو عاصؓ نے کہا اب تمہارے لیے مقابلہ کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ معاویہ نے جواب دیا تو میرے بعد خلافت کا خواہاں ہے۔

ایک نوجوان کی گمراہی سے توبہ

راوی کہتا ہے کہ اس جنگ کے دوران ایک نوجوان مقابلہ پر آیا، اور وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا (ترجمہ اشعار) میں ملک غسان کا بیٹا ہوں، اور آج عثمان کے دین پر ہوں۔ میرے پاس ایک دردناک خبر پہنچی ہے کہ علیؑ نے عثمان کو قتل کر دیا ہے۔ یہ شعر پڑھ کر وہ سختی سے حملہ کرتا۔ ہاشم بن عتبہؓ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا اے اللہ کے بندے تیری اس یا وہ گوئی کے بعد لڑائی اور لڑائی کے بعد حساب ہے تو اللہ سے ڈر کیونکہ تجھے اللہ کے پاس جانا ہے۔ وہ تجھ سے اس جنگ اور اس جنگ سے جو تیرا ارادہ ہے اس کے متعلق سوال کرے گا۔ اس نوجوان نے کہا میں تو تم سے اس لیے جنگ کرتا ہوں کہ تمہارے امیر جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے نماز نہیں پڑھتا اور تم لوگ بھی نماز نہیں پڑھتے اور میں تم سے اس لیے جنگ کر رہا ہوں کہ تمہارے امیر نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا ہے اور تم لوگ بھی خلیفہ کے قتل کے خواہاں تھے۔ ہاشم نے جواب دیا۔ تیرا عثمان سے کیا تعلق اسے تو رسول اللہؐ کے صحابہ کی اولاد اور قاریوں نے قتل کیا ہے۔ اور اس وقت قتل کیا جب عثمان نے نئی نئی بدعتیں ایجاد کیں اور اللہ کی کتاب کی مخالفت کی۔ یہ فاطمینہؓ تجھ سے اور تیرے ساتھیوں سے زیادہ گہری نظر رکھتے ہیں اور تجھ سے اور تیرے ساتھیوں سے زیادہ اس امت کی بہتری کو جانتے اور تم سے زیادہ دین سے واقف

ہیں۔ ذرا ایک لمحہ ٹھہرا، وہ روک گیا تو ہاشم نے کہا اس بات کو وہ لوگ زیادہ جانتے ہیں جن کا اس بات سے تعلق ہے۔ خدا کی قسم میں جھوٹ نہیں بولتا، کیونکہ جھوٹ سے تو نقصان ہی پہنچتا ہے اور نفع کچھ نہیں حاصل ہوتا۔ اس لیے تو اس معاملہ کو ان لوگوں پر چھوڑ دے جو اس سے زیادہ واقف ہیں۔ اس نے کہا میرا خیال ہے آپ نے مجھے بہتر نصیحت کی ہے۔ ہاشم نے کہا تیرا یہ الزام کہ ہمارا امیر نماز نہیں پڑھتا تو علیؑ سب سے پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہؐ کے ساتھ نماز پڑھی، اور وہ اللہ کی مخلوق میں اس کے دین کو سب سے زیادہ جانتے ہیں اور رسول اللہؐ کے زیادہ حقدار ہیں اور جتنے اشخاص بھی تو میرے ساتھ دیکھ رہا ہے یہ سب کتاب اللہ کے قاری ہیں۔ ساری رات تہجد پڑھتے ہیں، اور ایک لمحہ نہیں سوتے۔ تجھے یہ مغرور اور بد بخت دھوکہ دے کر دین سے بلے نہ کر دیں۔ اس نوجوان نے کہا اے اللہ کے بندے میں تجھے ایک نیک آدمی سمجھتا ہوں تو مجھے بتا کہ میری توبہ کا بھی کوئی ذریعہ ہے۔ ہاشم نے جواب دیا۔ ہاں تو اللہ سے توبہ کہ وہ تیری توبہ قبول فرمائے گا کیونکہ وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے، اور گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر اس نوجوان نے ان لوگوں کو چھوڑا اور میدان سے پلٹ آیا۔ اس پر ایک شامی نے کہا تجھے عراقی نے دھوکہ دیا ہے۔ اس نے کہا نہیں بلکہ اس نے مجھے نصیحت کی ہے۔

ہاشم بن عتبہ کی شہادت

اس کے بعد ہاشم اور ان کے ساتھیوں نے سخت جنگ کی۔ ہاشم کا لقب مرقال تھا اس لیے کہ وہ جنگ میں تیزی سے گھس جاتے تھے۔ ان لوگوں نے سخت جنگ کی، ان کے قریب جو دشمنوں کی صفیں تھیں انھیں الٹ پلٹ کر رکھ دیا۔ انھیں اپنی کامیابی سامنے نظر آرہی تھی۔ اچانک مغرب کے قریب تنوخیوں کا ایک لشکر حملہ آور ہوا۔ اس لشکر نے آتے ہی ان پر نہایت سخت حملہ کیا۔ ہاشم نے بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اس وقت ہاشم یہ شعر پڑھ رہے تھے (ترجمہ) یک چشم خود یہ چاہتا ہے وہ زندگی کے مسائل حل کرتے کرتے تھک چکا ہے۔ میں انھیں گرہ دار نیزوں سے مارتا ہوں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ ہاشم نے اس روز نو یا دس آدمی قتل کیے۔ حارث بن منذر تنوخی ان کی جانب بڑھا اور ان کے نیزہ کھینچ کر مارا حضرت علیؑ نے انھیں کھلا بھیجا کہ اپنا علم آگے بڑھاؤ۔ ہاشم نے قاصد سے کہا میرا پیٹ دیکھ لے اس نے ان کے شکم پر جو نظر ڈالی تو وہ پھٹ چکا تھا۔

عبداللہ بن کعب مرادی کی وصیت

جب عبداللہ بن کعب شہید ہوئے تو ان کے پاس
اسود بن قیس کا گدڑ ہوا اس نے پکار کر کہا۔ اے اسود

اس میں ابھی کچھ جان باقی تھی۔ اس نے جواب دیا ہاں میں حاضر ہوں اور اسود نے انہیں پہچان لیا، اور
کہا آپ کا شہید ہونا مجھے بہت شاق گذرا۔ اگر میں اس وقت موجود ہوتا تو آپ کی ضرور مدد کرتا اور آپ
کو دشمنوں سے بچاتا اور اگر مجھے اس شخص کا علم ہو جاتا جس نے آپ کو شہید کیا ہے تو میں اس کے مقابلے
سے اس وقت تک پیچھے نہ ہٹتا جب تک اسے قتل نہ کر لیتا یا خود بھی آپ سے اکڑ مل جاتا۔ پھر
اسود گھوڑے سے اتر کر ان کے پاس گیا اور کہا بخدا اگر میں آپ کے قریب ہوتا تو آپ ان آفتوں
سے محفوظ رہتے۔ اور آپ بہت زیادہ اللہ کا ذکر کرنے والے تھے۔ اللہ آپ پر رحمت نازل کرے
مجھے کچھ وصیت کرو۔ انہوں نے جواب دیا میں اللہ عزوجل سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اس
بات کی وصیت کرتا ہوں کہ تم امیر المومنین کا خیال رکھنا اور ہر مقام پر ان کی حمایت میں جنگ کرنا حتیٰ کہ یا
امیر المومنین غالب آجائیں یا تم اللہ کے پاس چلے جاؤ، اور میری جانب سے امیر المومنین کو سلام
پہنچا دینا کہ اس وقت تک برابر لڑتے رہیں جب تک کہ لڑائی ختم کر کے اسے پس پشت نہ ڈال دیں کیونکہ
جو لڑائی کرتے کرتے اسے پس پشت نہ ڈال دیتا ہے وہی غالب رہتا ہے۔ اس کے بعد عبداللہ فوت
ہو گئے۔ اور اسود عبد اللہ کو اٹھا کر امیر المومنین کے پاس لایا اور ان سے تمام واقعہ بیان کیا حضرت نے
فرمایا اللہ اس پر رحمت نازل فرمائے۔ وہ زندگی بھر ہماری خاطر ہمارے دشمنوں سے لڑتا رہا اور مرتے
وقت بھی ہمارے لیے نصیحت کر گیا۔

لیلۃ الحرب | اس رات تمام رات جنگ ہوتی رہی حتیٰ کہ صبح ہو گئی، اور اس رات کا نام لیلۃ الحرب
ہے حتیٰ کہ نیزے ٹوٹ گئے اور تیر ختم ہو گئے تو لوگوں نے تلواریں نکال لیں حضرت

علیؑ میسرہ سے مہینہ تک جاتے اور قاریوں کے ہر دستہ کو حکم دیتے کہ وہ اپنے اپنے مقابل کے
جانب آگے بڑھیں۔ وہ تمام رات لوگوں کو اسی طرح حکم دیتے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی اور لڑائی ان
کے پس پشت ہو رہی تھی۔ مہینہ پر مالک اشتر اور میسرہ پر عبد اللہ بن عباسؓ امیر تھے۔ اور خود جناب
امیر قلب لشکر میں تھے۔ لوگ ہر طرف جنگ میں مشغول تھے اور یہ جمعہ کا دن تھا۔

اشتر کی شجاعت | اشتر مہینہ کو لے کر حملہ کرتے رہے، اور ان کے ساتھ برابر مصروف جنگ
رہے۔ وہ جمعرات کی شام سے جمعہ کے روز شونج چڑھنے تک برابر
مصروف جنگ رہے۔ یہ اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہتے۔ اس نیزے کے برابر ذرا آگے

بڑھو۔ جب یہ لوگ ایک نیزے کے برابر شامیوں کی جانب بڑھ جاتے تو مالک اشتر اور آگے بڑھتے، اور پھر کہتے کہ اس کمان کے برابر آگے بڑھ آؤ جب ان کے ساتھی اور آگے بڑھ آتے تو پھر وہ بھی کہتے یہاں تک کہ اکثر لوگ کافی آگے بڑھ گئے۔ جب اشتر نے دیکھا کہ ان کے ساتھی بڑھ چکے ہیں، تو انہوں نے ان سے کہا کہ میں تمہیں اس سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں کہ تم تمام دن بکری کا دودھ پیتے رہو۔ پھر اپنا گھوڑا طلب کیا اور اپنا علم حیان بن ہوزہ یعنی کوٹھایا اور تمام دستوں میں ایک چکر لگایا اور کہتے جاتے تھے کون ہے جو اللہ عز و جل کو اپنی جان فروخت کرے اور اشتر کے ساتھ ہو کر جنگ کرے حتیٰ کہ یا تو غالب آجائے یا اللہ سے جا ملے۔ لوگ ان کے پاس جمع ہوتے جاتے تھے انہیں میں حیان بن ہوزہ بھی تھا۔ عمارہ کا بیان ہے کہ میرے پاس سے اشتر گزرے تو میں بھی ان کے ساتھ ہولیا۔ ان کے ارد گرد بہت سے لوگ جمع ہو گئے تھے۔ مالک آگے بڑھے اور اس مقام پر پہنچ گئے جہاں وہ پہلے میمنہ پر کھڑے ہوئے تھے، پھر اپنے ساتھیوں کے درمیان کھڑے ہو کر ان سے کہا تم پر میرے چچا اور میرے ماموں قربان ہوں سختی سے حملہ کرو اور اس جنگ سے اپنے رب کو راضی کرو، اور دین کو غالب کرو۔ جب میں حملہ کروں تو تم بھی حملہ کرو۔ اشتر نے اس کے بعد گھوڑے سے اتر کر گھوڑے کے منہ پر ہاتھ مارا اور علمدار سے کہا آگے بڑھو، پھر شامیوں پر شدید حملہ کیا اور انہیں اتنا مارا کہ وہ پسپا ہو کر اپنے لشکر گاہ تک پہنچ گئے۔ لیکن لشکر گاہ میں پہنچ کر انہوں نے اشتر سے سخت مقابلہ کیا۔ اسی دوران شامی علمدار قتل ہو گیا۔ جب حضرت علیؑ نے اشتر کو کامیاب ہوتے دیکھا تو وہ بھی لوگوں کو ساتھ لے کر ادھر متوجہ ہوئے۔

جب عمر بن العاصؓ نے دیکھا کہ عراقی غالب آتے جا رہے ہیں، اور اسے ہلاکت کا خوف ہوا تو اس نے معاویہ سے کہا کہ میں آپ کے سامنے ایک رائے پیش کرتا ہوں جس سے ہم میں اتحاد اور ان میں انتشار پیدا ہو جائے گا۔ معاویہ نے کہا ہاں بیان کرو عمر بن العاصؓ نے کہا وہ تدبیر یہ ہے کہ ہم قرآن

شامیوں کا قرآن نیزوں پر اٹھانا

نیزوں پر اٹھالیں اور یہ کہیں قرآن جو فیصلہ کرے وہ فیصلہ ہمیں اور تمہیں منظور ہونا چاہیے۔ اب اگر ان میں سے کچھ لوگوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا تب بھی آپ دیکھیں گے کہ ان میں سے ایک گروہ ایسا پیدا ہو جائے گا جو اس فیصلہ کو قبول کرے گا۔ اس طرح ان میں تفرق پڑ جائے گا۔ اور اگر سب نے کہا کہ یہ فیصلہ متفقہ طور پر منظور ہے تو پھر ایک مدت تک یہ جنگ ہمارے سروں پر سے دور ہو جائے گی۔ اس بات پر شامیوں نے قرآن نیزوں پر اٹھالیے اور بولے کہ ہمارے

اور تمہارے درمیان یہ کتاب فیصلہ کرے گی۔ شامیوں کا فیصلہ سب اہل شام پر واقع ہوگا اور عراقیوں کا فیصلہ تمام اہل عراق پر نافذ ہوگا۔ عراقیوں نے جب دیکھا کہ قرآن اٹھالیے گئے ہیں تو وہ بولے کہ ہم اللہ عزوجل کی کتاب کو قبول کرتے ہیں اور اس کی طرف رجوع کرتے ہیں ۛ

باب ۱۲

واقعہ تحکیمہ

حضرت علیؓ کا فیصلہ

جندب از دی سے منقول ہے کہ جس وقت یہ (قرآن نیزہ پر اٹھانا)

صورت حال رونا ہونے تو حضرت علیؓ نے لوگوں سے فرمایا۔ اے

اللہ کے بندو تم اپنے حق و صداقت اور اپنے دشمنوں سے جنگ پر قائم رہو، کیونکہ معاویہ، عمرو عاص،

عتبہ بن ابی معیط، حبیب بن ابی معیط، عبداللہ بن ابی سرح اور صخاک بن قیس دیندار اور قرآن پر چلنے

والے نہیں ہیں۔ میں تم سے زیادہ ان لوگوں سے واقف ہوں۔ میں تو بچپن میں بھی ان کے ساتھ رہا

اور بڑے ہو کر بھی ان کے ساتھ رہا۔ یہ بچپن میں نہایت شریعتی تھے اور بڑے ہو کر بھی نہایت شریعتی

تم پر افسوس انہوں نے اس چیز کو نیزوں پر اٹھایا ہے جسے یہ کسی دوسرے وقت ہاتھ بھی نہیں لگاتے

اور یہاں تک نہیں جانتے کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے۔ انہوں نے صرف تمہیں دھوکہ دینے اور فریب

میں مبتلا کرنے کے لیے قرآن اٹھایا ہے۔

مناحقین کی مخالفت علیؓ

وہ لوگ کہنے لگے یہ کیسے ممکن ہے کہ ہمیں اللہ کی کتاب

کو قبول کرنے کی دعوت دی جائے اور ہم اسے قبول

کرنے سے انکار کر دیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے تو ان سے اسی لیے جنگ کی تھی تاکہ وہ اس

کتاب کے احکام پر عمل پیرا ہوں۔ انہوں نے اللہ عزوجل کے ان احکامات کی نافرمانی کی، جو

انہیں دیئے گئے تھے، اور انہوں نے اللہ عزوجل سے جو عہد کیا تھا اسے بھلا دیا، اور اس کتاب کو

پس پشت ڈال دیا۔

خارجی ہو جانے والوں کا جواب

اس پر مسعر بن فذکی تمیمی اور زید بن حصین طائی جو بعد میں قاریوں کی ایک جماعت کے ساتھ خارجی بن

گئے تھے بولے اے علیؑ جب تجھے کتاب اللہ کی دعوت دی جا رہی ہے تو تم اسے قبول کرو ورنہ ہم تجھے اور تیرے مخصوص ساتھیوں کو ان لوگوں کے ہاتھوں میں دے دیں گے یا جو سلوک ہم نے عثمان کے بیٹے کے ساتھ کیا تھا وہی تیرے ساتھ کریں گے۔ (ابن اثیر میں ہے کہ جس طرح ہم نے عثمان بن عفان کو قتل کیا تھا۔ اسی طرح تجھے بھی قتل کر دیں گے) ہم پر لازم ہے کہ ہم اللہ عز و جل کی کتاب پر عمل پیرا ہوں اور ہمیں شامیوں کی یہ دعوت قبول ہے۔ خدا کی قسم یا تو تجھے اس پر ضرور بالضرور عمل کرنا ہو گا یا ہم تیرا بھی ضرور وہی شتر کریں گے (یعنی عثمان جیسا شتر) مسلمان قاتلان عثمان کو پہچان لیں یہ خارجی ہیں نہ کہ مالک اشتر محمد بن ابی بکر جیسے اشخاص جو آخر دم تک جناب امیر کے حامی رہے حضرت علیؑ نے فرمایا تم میری اس غیر رضامندی کو دماغ میں محفوظ رکھ لو، اور میری یہ بات یاد رکھو کہ اگر تم میری اطاعت کرتے ہو تو تمہیں جنگ کرنی چاہیئے۔ اور اگر تم میری نافرمانی کرتے ہو تو تم جو بہتر سمجھو کرو۔ ان لوگوں نے جواب دیا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ آپ کسی آدمی کو بھیج کر اشتر کو میدان جنگ سے واپس بلا لیجئے (یعنی آپ کو ہر صورت میں ہماری رائے اور حکم پر چلنا ہو گا۔ اور ہم آپ کے حکم پر چلنے کے لیے تیار نہیں۔

مُنافقین کی رٹ

مصعب بن زبیر کا بیان ہے کہ جس وقت لوگوں نے حضرت علیؑ کو تکلم

پر مجبور کیا تو میں بھی حضرت کے پاس تھا، ان لوگوں نے حضرت علیؑ کو مجبور کیا کہ کسی شخص کو بھیج کر اشتر کو واپس بلائیے۔ مصعب کہتا ہے کہ حضرت علیؑ نے زید بن ہانی یسعی کو اشتر کے پاس روانہ کیا اور کہلا ایا کہ فوراً میرے پاس آؤ۔ قاصد نے یہ پیغام اشتر کو دیا تو اشتر نے جواب دیا کہ میری جانب سے آنحضرت کی خدمت میں عرض کرو، یہ وقت ایسا نہیں کہ جس وقت مجھے میری جگہ سے ہٹایا جائے۔ آپ قطعاً جلد ہی نہ کریں کیونکہ مجھے امید ہے کہ میں فتح حاصل کروں گا۔ زید بن ہانی واپس آیا، اور حضرت علیؑ کو اشتر کے جواب سے مطلع کیا۔

مُنافقین کا شور و غوغا

اس پر ایک شور و شر بلند ہوا اور اشتر کے بارے میں لوگ چیخنے لگے، اور حضرت علیؑ سے کہا خدا کی قسم ہمیں یقین ہے کہ تو نے اسے جنگ جاری رکھنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا تمہارے لیے یہ رائے قائم کر لیے منا

مناسب نہیں ہے کیا تم نے مجھے اس سے سرگوشیاں کرتے دیکھا ہے کیا میں اشتر سے تمہارے سامنے اعلانیہ گفتگو نہیں کرتا۔ کیا جب میں اس سے گفتگو کرتا ہوں تم نہیں سنتے ان لوگوں نے جواب دیا یا تو آپ آدمی بھیج کر اسے فوراً بلوائیے، ورنہ خدا کی قسم ہم تجھے معزول کر دیں گے۔ حضرت علیؑ نے یزید بن ہانی سے کہا۔ اے یزید اشتر سے جا کر کہو کہ فوراً میرے پاس آجائے، یہاں فتنہ برپا ہو چکا ہے۔ یزید نے اشتر کو یہ پیغام پہنچایا۔ اشتر نے سوال کیا کیا قرآن اٹھانے کی وجہ سے فتنہ برپا ہو چکا ہے۔ یزید نے جواب دیا ہاں۔ اشتر نے کہا میں تو پہلے ہی جب قرآن بلند کیے گئے سمجھ گیا تھا کہ عنقریب نیا اختلاف اور نئی فرقہ بندی پیدا ہوگی کیونکہ یہ عاہرہ (زنا کار عورت) کے بیٹے کا مشورہ ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ نے کیا غیب سے مدد فرمائی ہے۔ کیا مناسب ہے کہ ایسے وقت میں دشمنوں کو چھوڑ کر میدان سے واپس لوٹ جاؤں۔ یزید نے جواب دیا کیا تم چاہتے ہو کہ یہاں میدان جنگ میں تو کامیابی حاصل کر لو اور وہاں امیر المومنین ایسی منزل پر پہنچ گئے ہیں کہ یا تو ان کی فوری مدد کی جائے یا انھیں بھی دشمنوں کے سپرد کر دیا جائے۔ اشتر نے جواب دیا خدا کی قسم یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ سبحان اللہ یہ کیسے ممکن ہے۔ یزید نے کہا وہ دشمنانِ دین، تو یہ کہہ رہے ہیں کہ یا تو آپ کسی شخص کو بھیج کر اشتر کو فوراً بلالیں گے ورنہ ہم تجھے بھی اسی طرح قتل کر دیں گے جیسے ہم نے ابن عفان کو قتل کیا ہے۔ اشتر یہ سن کر فوراً واپس ہوئے اور ان لوگوں کے پاس پہنچے اشتر نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے عراقیو! اے ذلیلو! اور بزدلو! جب تم ان کی پشت پر بلند ہو گئے اور انھیں یہ یقین ہو گیا کہ تم ان پر غالب آ جاؤ گے تو انہوں نے قرآن (نیزوں پر) بلند کر دیئے اور قرآن کے فیصلہ پر عمل کرنے کی دعوت دینے لگے۔ حالانکہ وہ تو خدا کی قسم اللہ کے ان احکام پر عمل کرنے کو چھوڑ چکے ہیں جو اللہ نے اس کتاب میں نازل فرمائے ہیں۔ اور وہ اس کی سنت کے تارک ہیں جس پر یہ قرآن نازل ہوا ہے تم ان کی اس دعوت کو ہرگز مقبول نہ کرو، اور کم از کم مجھے اتنی دیر کی مہلت دو جتنی دیر میں گھوڑا رک جاتا ہے (ابن اشیر میں ہے کہ جتنی دیر میں اونٹنی کا دودھ دوا جاتا ہے) کیونکہ مجھے فتح سامنے نظر آرہی ہے۔ اس پر انہوں (ملاعین منافقین) نے کہا۔ اس صورت میں تو ہم بھی تیرے ساتھ گناہ میں شریک بن جائیں گے۔ اشتر نے کہا اچھا یہ تو بتاؤ جب تمہارے بڑے قتل ہو رہے تھے اور ذلیل لوگ باقی رہ گئے تو تم کس وقت حتیٰ پر تھے کیا اس وقت جب تم جنگ کر رہے تھے، اور تمہارے نیک لوگ قتل ہو رہے تھے تو پھر اب جبکہ تم جنگ سے رُک رہے ہو، باطل پر ہوا اس وقت تم حتیٰ پر ہو تو پھر تمہارے وہ مقتول کہ جن کی فضیلت کا تم انکار نہیں کر سکتے تو تم سے

زیادہ اچھے تھے وہ جہنم میں ہیں۔ ان (ملاحین نے جواب دیا۔) اشتر اس قسم کی باتوں کو چھوڑو ہم تو صرف یہ جانتے ہیں کہ ہم نے شامیوں سے اللہ کی خاطر جنگ کی۔ اور آج جو ان کے قتال سے ہاتھ روک رہے ہیں یہ بھی اللہ کی خاطر روک رہے ہیں۔ ہم نہ تیرے مطیع ہیں اور نہ تیرے امیر کے مطیع ہیں تو ہم سے علیحدہ ہو جا۔ اشتر نے کہا تم لوگوں کو دھوکہ دیا گیا، اور خدا کی قسم تم دھوکے میں مبتلا ہو گئے ہو تمہیں جنگ بندی کی دعوت دی گئی۔ تم نے فریب میں آکر اسے قبول کر لیا۔ اے سیاہ پیشانیوں والو (سجدوں کے نشانات سے چونکہ ان کی پیشانیاں سیاہ تھیں اس لیے اشتر نے یہ جملہ کہا) ہم تو تمہاری نمازیں دیکھ کر یہ سمجھتے تھے کہ تمہیں دنیا سے کوئی غرض نہیں، اور تم جو یہ عبادات کر رہے ہو اللہ عزوجل کی ملاقات کے شوق میں کر رہے ہو، لیکن اب تمہارے فرار سے یہ ظاہر ہوا کہ تم دنیا کی طلب میں موت سے بھاگنا چاہتے ہو۔ افسوس صد افسوس۔ اے بڑی بڑی جھولیں سپننے والو تم آج کے بعد ہمیشہ دور الیوں چلتے رہو گے یعنی ایک راستے پر کبھی متفق نہ ہو گے۔ تم بھی ہمارے سامنے سے اس طرح دور ہو جاؤ جس طرح ظالم قوم دور ہو گئی ہے۔

اشعث بن قیس کو پیغام رسانی کا شوق

اشعث حضرت علیؑ کے پاس آیا اور کہا کہ میرا خیال ہے، کہ سب لوگ اس پر راضی اور خوش ہیں کہ قرآن کے حکم پر چلنے کی جو انہیں دعوت دی گئی ہے، وہ اسے قبول کر لیں۔ اگر آپ چاہیں تو میں معاویہ کے پاس جا کر اس کا ارادہ معلوم کر لں

تاکہ آپ اس کے سوالات پر غور کر سکیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا، اگر تم یہی چاہتے ہو تو پھر اس سے جا کر پوچھو۔ چنانچہ اشعث معاویہ کے پاس گیا، اور اس سے پوچھا۔ اے معاویہ تم نے یہ قرآن کس لیے نیزوں پر بلند کرانے میں معاویہ نے کہا اس لیے تاکہ ہم اور تم ان احکامات پر عمل کریں جو اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں دیئے ہیں۔ تم اپنے میں سے ایک ایسا شخص فیصلہ کے لیے متعین کر دو جس پر ہم راضی ہوں اور ہم بھی اپنے میں سے ایک شخص کو متعین کر دیتے ہیں اور ہماری جانب سے ان دونوں پر یہ لازم ہوگا کہ جو کچھ اللہ عزوجل کی کتاب میں پائیں اس پر عمل پیرا ہوں، اور اس سے سر موٹا جواز نہ کریں اور جس امر پر یہ دونوں متفق ہو جائیں ہم اس کی پیروی کریں۔ اشعث بن قیس نے کہا۔ یہ حق کی بات ہے اس کے بعد اشعث حضرت علیؑ کے پاس لوٹ کر آیا۔ اور جو کچھ معاویہ نے کہا تھا۔ اس سے انھیں مطلع کیا۔ حضرت علیؑ کے ساتھ والوں نے جواب دیا ہم نے یہ بات قبول کی اور ہم اس پر راضی ہیں۔ شامیوں نے اپنی جانب سے عمرو عاص کو معین کیا۔ اشعث نے کہا (اور اشعث ان لوگوں میں سے تھا

جو بعد میں خارجی بن گئے تھے، ہم ابو موسیٰ اشعری کو حکم بنانے پر راضی ہیں۔

حضرت علیؑ کی بے بسی

حضرت علیؑ نے فرمایا تم نے پہلی بات میں تو میری نافرمانی کی ہے۔ لیکن اب تو میری نافرمانی نہ کرو۔ میں ابو موسیٰ کو حکم بنانا نہیں چاہتا۔ اس پر اشعث، زید بن حصین اور مسعر فدکی بولے ہم اس کے علاوہ کسی کا فیصلہ قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔ کیونکہ جس آفت میں ہم مبتلا ہو گئے ہیں اس سے وہ ہمیں پہلے ڈراتا تھا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا مجھے اس پر کوئی اعتماد نہیں اس لیے کہ اس نے مجھے چھوڑ دیا تھا۔ اور میری جانب سے لوگوں کو بھکایا تھا اور میرے پاس سے بھاگ گیا تھا۔ حتیٰ کہ میں نے کئی ماہ بعد اس کو امان دی تھی۔ لیکن یہ ابن عباس موجود ہیں ہم انہیں حکم بناتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا ہم اسے ہرگز قبول نہیں کر سکتے اس لیے کہ ابن عباس کا حکم بننا ایسا ہی ہے جیسے آپ خود حکم بن جائیں۔ ہم تو ایسے شخص کو حکم بنانا چاہتے ہیں جس کی نظر میں آپ اور معاویہ مساوی ہوں۔ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو ایک نئی نسبت دوسرے سے تعلق نہ رکھتا ہو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا پھر میں اشتر کو متعین کرتا ہوں۔ حضرت علیؑ کے اس فرمان پر اشعث نے کہا۔ کیا رُونے زمین پر اشتر کے علاوہ کوئی دوسرا شخص موجود نہیں ہے۔ جناب کا بیان ہے کہ اشعث نے کہا ہم لوگ تو اب صرف اشتر کے حکم میں ہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اشتر کا کیا حکم ہے۔ اشعث نے جواب دیا اس کا حکم یہ ہے کہ ہم لوگ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے رہیں حتیٰ کہ لے علیؑ تیرا اور اشتر کا ارادہ پورا ہو جائے۔

ابو موسیٰ اشعری بطور حکم

حضرت علیؑ نے فرمایا کیا تم ابو موسیٰ کے علاوہ کسی پر راضی نہیں انہوں نے جواب دیا ہاں ہم صرف اسی کو حکم بنانا چاہتے ہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اچھا جو تمہارا جی چاہے۔ ان لوگوں نے ابو موسیٰ کے پاس آدمی بھیجا۔ ابو موسیٰ جنگ سے الگ رہا تھا، اور مقام عرک میں مقیم تھا۔ اس کے غلام نے آکر یہ خبر پہنچائی کہ لوگوں نے صلح کر لی ہے ابو موسیٰ نے کہا۔ الحمد للہ رب العالمین غلام نے کہا ان لوگوں نے آپ کو حکم بنایا ہے۔ ابو موسیٰ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی۔ اس کے بعد ابو موسیٰ اشتر کے گاہ میں آیا۔ اشتر حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ آپ مجھے عمرو عاص کے ساتھ لگا دیجئے قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اگر میں اسے دھوکہ دہی کرتے دیکھوں گا تو اسے قتل کر دوں گا۔

لقب امیر المومنین پر بحث

غلام یہ کہ معاہدہ لکھا جانا شروع ہوا۔ اس معاہدہ کے ابتدائی جملے یہ تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ فیصلہ ہے جو امیر المومنین

علیؑ نے کیا ہے۔ ابھی صرف اتنے الفاظ تحریر ہوئے تھے کہ عمرو عاص نے اعتراض کیا اور کہا کہ ان کا او ان کے باپ کا نام لکھو کیونکہ یہ ہمارے امیر ہیں ہمارے نہیں۔ احنف بن قیس نے کہا اے امیر المؤمنین آپ اس لفظ کو ہرگز نہ مٹائیے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اگر آپ نے لفظ امیر المؤمنین مٹا دیا تو زندگی بھر یہ آپ کی طرف نہیں لوٹے گا۔ آپ اس لفظ کو ہرگز نہ مٹائیے خواہ لوگ ایک دوسرے کو قتل کیوں نہ کر دیں۔ احنف کے کہنے پر حضرت علیؑ نے اس لفظ کو مٹانے سے انکار کر دیا۔ اس بحث میں کافی دن گزر گیا۔ اس پر اشعث بن قیس نے کاتب سے کہا اس لفظ کو مٹا دو الغرض یہ لفظ مٹا دیا گیا۔

واقعہ تحکیم کی صلح حدیبیہ سے مشابہت

جس وقت یہ لفظ مٹا دیا گیا تو حضرت علیؑ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور فرمایا سنت سنت کے مقابلہ میں اور مثل مثل کے مقابلہ میں رہے اور بالکل اس سنت کے عین مشابہ ہے۔ خدا کی قسم میں حدیبیہ کے روز رسول اللہؐ کے روبرو معاہدہ صلح تحریر کر رہا تھا تو کفار نے اعتراض کیا۔ آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں اور نہ ہم آپ کو رسول تسلیم کرتے ہیں۔ آپ اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھئے۔ غرض آپ کا اور آپ کے باپ کا نام لکھا گیا۔ اس پر عمرو عاص نے کہا۔ اس مثال کا اس واقعہ سے کیا واسطہ ہمیں مومن ہونے کے باوجود کفار سے تشبیہ دی جائے گی۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اے نابغہ کے بیٹے تو کب فاسقین کا دوست اور مسلمانوں کا دشمن بن رہا، اور کیا تو اپنی ماں سے مشابہت نہیں رکھتا جس نے تجھے جنا ہے۔ پس عمرو عاص کھڑا ہو گیا، اور کھٹنے لگا۔ آج کے دن کے بعد میرے اور آپ کے درمیان کبھی کوئی اجتماع نہ ہوگا، اور نہ ہم ایک مجلس میں جمع ہوں گے۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا میں اللہ عزوجل سے امید رکھتا ہوں کہ وہ میری مجلس کو تجھ سے اور تیرے جیسے اشخاص سے پاک رکھے اور معاہدہ لکھا گیا۔

معاہدہ ان الفاظ میں تحریر کیا گیا :-

معاہدہ کی تحریر

یہ وہ معاہدہ ہے جو علی ابن ابی طالبؑ اور معاویہ بن ابی سفیان نے باہم کیا۔ حضرت علیؑ کا یہ فیصلہ اہل عراق اور ان لوگوں پر نافذ ہوگا جو ان کی جماعت میں مومنین اور مسلمین ہیں داخل ہیں۔ اور معاویہ کا یہ معاہدہ اہل شام اور ان لوگوں پر نافذ ہوگا جو ان کے ساتھ ہیں ہمسہم اللہ عزوجل کے حکم اور اس کی کتاب کو قبول کرتے ہیں، اور کتاب اللہ کے علاوہ ہمیں کوئی فیصلہ قبول نہ ہوگا۔ اور اللہ عزوجل کی کتاب میں از اول تا آخر جو کچھ بھی موجود ہے اس پر عمل کریں گے

جس چیز کے احیاء کا یہ کتاب حکم دیتی ہے اسے رائج کریں گے اور جس چیز کے ختم کرنے کا حکم دیتی ہے اسے ختم کریں گے۔ دونوں حکم یعنی ابو موسیٰ اشعری عبد اللہ بن قیس اور عمرو بن عاص قرشی کتاب اللہ میں جو حکم پائیں گے اس پر عمل پیرا ہوں گے، اور اگر اس معاملہ میں کتاب اللہ میں یہ دونوں کوئی حکم نہ پائیں تو اس سنت پر عمل پیرا ہوں گے جو عدل و انصاف پر مبنی ہوگی، اور جس پر سب کا اتفاق ہو گا اور کسی کو اس میں اختلاف نہیں ہوگا۔

ہر دو حکم علی و معاویہ اور ان کے لشکروں سے عہد و پیمان لیں گے اور اسی طرح دیگر معتبر لوگوں سے بھی کہ ان دونوں کی جان و مال محفوظ رہیں گے، اور جو کچھ یہ دونوں فیصلہ کریں گے اس پر تمام اُمت ان کی معاون و مددگار ہوگی۔ اور دونوں فریقین کے مسلمانوں پر اللہ کے نام پر یہ عہد لازم ہو گا کہ جو کچھ اس معاہدہ میں تحریر ہے وہ ہمیں قبول ہے۔ اور ان دونوں حکموں کا فیصلہ تمام مسلمانوں پر لازم ہے۔ یہ سب لوگ ہتھیار اتار کر رکھ دیں گے۔ اور سب لوگ مامون ہوں گے۔ جہاں چاہیں وہ جا لیں اعلیٰ جان و مال اور اہل دیہات محفوظ رہیں گے۔ موجود و غائب سب لوگ مامون ہوں گے۔ اور عبد اللہ بن قیس اور عمرو بن عاص پر اللہ کا عہد و پیمان ہو گا کہ وہ اس اُمت کا فیصلہ کر دیں، اور انہیں دوبارہ جنگ اور اختلاف میں مبتلا نہ کریں یہ دوسری شے ہے کہ کوئی ان کا فیصلہ قبول نہ کرے اور اس فیصلہ کی مدت رمضان تک ہوگی۔ اور اگر یہ دونوں حکم اس مدت کو بڑھانا چاہیں تو باہمی رضامندی سے بڑھا سکتے ہیں۔ اگر دونوں حکموں میں سے کسی حکم کا انتقال ہو جائے تو ہر گروہ کا امیر اس کی جگہ دوسرا حکم مقرر کرے گا اور وہ شخص اہل عدل و انصاف میں سے منتخب کیا جائے گا اور ان دونوں کے فیصلہ کا مقام جن میں فیصلہ کریں گے وہ جگہ ہوگی جو اہل کوفہ اور اہل شام کے درمیان واقع ہے۔ یہ دونوں حکم فیصلہ پر جن لوگوں کی گواہی لینا چاہیں وہ لے سکتے ہیں اور ان کی شہادت وہ اس فیصلہ پر تحریر کریں گے۔ اور یہ گواہ اس فیصلے کی ان لوگوں کے مقابلے میں حمایت کرینگے جو اسے مٹانا چاہے یا اس کی مخالفت کرے۔ اے اللہ ہم تجھ سے اس شخص کے مقابلہ میں امداد طلب کرتے ہیں جو اس فیصلہ کو چھوڑ دے۔

گواہوں کے دستخط حضرت علیؑ کے ساتھیوں میں سے اسی معاہدہ پر یہ لوگ گواہ تھے۔ اشعث بن قیس کنذی۔ عبد اللہ بن عباس۔ سعید بن قیس ہمدانی و رقا بن سہیل۔ عبد اللہ بن محل علی۔ حجر بن عدی کنذی۔ عبد اللہ بن طفیل عامری۔ عتبہ بن زیاد حضری۔ یزید بن حبیہ تیمی اور مالک بن کعب ہمدانی۔

حضرت علیؑ کی تقریر

حضرت علیؑ نے صفین کے دن لوگوں سے فرمایا تم نے وہ کام کیا ہے جس سے تمہاری قوت ختم ہو گئی۔ تمہارے احسانات ختم ہو گئے۔ تم سست پڑ گئے۔ سستی اور ذلت تم نے وراثت میں لے لی ہے۔ جب تم بلند ہو چکے تھے، اور تمہارے دشمن مقابلہ سے گھبرار رہے تھے اور ان کا قتل عام ہو رہا تھا، اور انہیں زخمی کی تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔ تو ان لوگوں نے قرآن بلند کیے، اور تمہیں قرآن کے احکام پر چلنے کی اس لیے دعوت دی تاکہ تم ان سے اپنے ہاتھ روک لو اور تمہارے اور ان کے درمیان جنگ ہو جائے، اور دھوکہ بازوں کی طرح وہ تمہاری گھات میں لگ جائیں، اور تمہیں دھوکہ اور فریب مبتلا کر دیں۔ انہوں نے جو خواہش کی تھی تم نے اسے پورا کر دکھایا، اور تم نے مداخلت اور زبردستی کے علاوہ کسی شے کو قبول نہ کیا۔ خدا کی قسم میرا گمان تو تمہارے بارے میں یہ ہے کہ تم آئندہ بھی ہلاک حاصل نہ کر سکو گے، اور ذمہ کوئی یقینی بات حاصل کر سکو گے۔

فیصلہ کی تاریخ

حضرت علیؑ اور معاویہ کے درمیان جو معاہدہ لکھا گیا وہ بروز بدھ تیرہ صفر ۳۵ھ میں لکھا گیا، اور فیصلہ کیا گیا کہ حضرت علیؑ اور معاویہ دونوں ماہ رمضان میں دومتہ الجندل میں جمع ہوں گے، اور ہر ایک کے ساتھ اس کے ساتھیوں میں سے سواشخاص ساتھ آئیں گے۔

خارجیوں کی حضرت علیؑ سے علیحدگی

جب حضرت علیؑ صفین سے لوٹے تو عمرو مخالف بن گئے، اور آپ کی جماعت سے خارج ہو گئے۔ یہ سب سے پہلا اختلاف تھا جو (حضرت علیؑ کے ساتھ والوں میں) ظاہر ہوا۔ انہوں نے حضرت علیؑ سے جنگ کا اعلان کیا اور حضرت علیؑ کی مخالفت شروع کر دی اور کھینچنے لگے اللہ کے حکم میں انسان کے حکم کا کیا دخل اور کہا۔ اللہ سبحانہ کے علاوہ کسی کا حکم نہیں ہو سکتا۔ ان لوگوں نے حضرت علیؑ سے جنگ کی۔

خلیفہ کے انتخاب پر بحث

جب یہ دونوں حکم جمع ہوئے اور باہم گفتگو شروع ہوئی تو عمرو عاص نے کہا اے ابو موسیٰ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ سب سے پہلا فیصلہ تو اس بات کا ہونا چاہیے کہ باوفا لوگوں کو ان کی وفا کا حق ادا کیا جائے اور وعدہ کو ان کی غداری کی سزا ملے۔ ابو موسیٰ: وہ کیونکر۔ عمرو: کیا تم نہیں جانتے کہ معاویہ اور اہل شام نے وعدہ پورا کیا۔ اور اس عہد کو نباہا جو انہوں نے لوگوں سے کیا تھا۔ ابو موسیٰ: کیوں نہیں۔ عمرو: تو

بات تحریر کر لیجئے۔ ابو موسیٰ نے اسے تحریر کر لیا۔

عمرہ :- کیا آپ کسی ایک ایسے شخص کا نام بتا سکتے ہیں جسے اس امت کی خلافت سونپی جائے۔
اپنا نام بتائیے۔ اگر میں آپ کی متابعت پر قادر رہوں گا۔ تو ضرور آپ کی

متابعت کروں گا۔ ورنہ آپ پر لازم ہو گا کہ میری متابعت کریں۔

ابو موسیٰ :- میں اس کام کیلئے عبد اللہ بن عمر کا نام لیتا ہوں۔ ابن عمر ان لوگوں میں شامل تھا جو اس معاملہ سے علیحدہ رہے۔

عمرہ :- میرے نزدیک معاویہ بہتر ہے۔

یہ مجلس زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی۔ اور ہر ایک نے دوسرے کو برا بھلا کہا۔ جب یہ دونوں باہر آئے تو ابو موسیٰ نے لوگوں سے کہا۔ عمر کی مثال ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ تم ان لوگوں کو اس شخص کا واقعہ سنا دو جسے ہم نے اپنی نشانیاں دیں پھر وہ ان سے ہٹ گیا۔ جب ابو موسیٰ خاموش ہو گیا تو عمرو بولا اے لوگو میں نے ابو موسیٰ کو ایسا پایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جن لوگوں نے قرأت کو اٹھایا۔ پھر اس کے اٹھانے کا حق ادا نہ کیا ان کی مثال اس گدھے کی ہے جو کتابیں اٹھائے ہوئے ہو۔ ان دونوں نے اپنی مثال کو جو دوسرے کے لیے کئی تھی مختلف شروں میں لکھ بھیجا۔

جب معاہدہ لکھا جا چکا تو حضرت علیؑ سے عرض کیا گیا کہ معاہدہ میں جو کچھ تحریر کیا گیا ہے اشتر تو اس پر راضی نہیں، اور وہ تو ان لوگوں سے جنگ کے علاوہ اور کوئی صورت مناسب نہیں سمجھتا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا خدا کی قسم میرے

حضرت علیؑ کی مالک اشتر
کے بارے میں رائے

بھی اس معاہدہ پر راضی نہ تھا اور نہ میں اسے پسند کرتا ہوں۔ تم ہی لوگ اسے پسند کرتے ہو۔ جب تم لوگوں نے معاہدہ کے علاوہ ہر بات ماننے سے انکار کر دیا تو میں نے بھی اسے قبول کر لیا۔ اور جب میں اسے قبول کر چکا تو قبول کر لینے کے بعد اس بات سے پلٹ جانا مناسب نہیں، اور اقرار کے بعد اقرار سے ہٹ جانا کسی صورت میں مناسب نہیں۔ سو اٹھے اس صورت کے اللہ عزوجل کی نافرمانی کی جائے، اور اس کتاب سے تجاوز کیا اب تم ان لوگوں سے جنگ کرو جنہوں نے اللہ عزوجل کے حکم کو چھوڑ دیا ہے۔ تم نے مجھ سے جو یہ بات کہی ہے کہ اشتر نے میرے فیصلہ کو چھوڑ دیا ہے۔ وہ ایسے لوگوں میں سے نہیں، اور نہ ہی مجھے یہ خوف ہے۔ کیونکہ وہ ان غداروں میں داخل

نہیں۔ کاش تم میں اس جیسے دو آدمی اور موجود ہوتے بلکہ کاش (کم از کم) تم میں اس جیسا ایک ہی آدمی موجود ہوتا جس کی میرے دشمنوں کے بارے میں وہی رائے ہوتی جو میری رائے ہے۔ اس وقت تمہارا بوجھ مجھ سے اتر جاتا ہے مجھے یہ امید ہوتی کہ تمہارا کچھ ٹیڑھا پن میرے لیے سیدھا ہو جاتا، اور میں نے تمہیں (جنگ بند کرنے اور ان سے صلح کرنے سے) روکا تھا۔ لیکن تم نے میری نافرمانی کی۔ جذب کھتے ہیں کہ جب ہم صفین سے واپس ہوئے تو جس راستہ سے ہم آئے تھے وہ راہ چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کی۔

حضرت علیؓ خباب کی قبر پر

جب ہم بنو عوف کے علاقہ پر پہنچے تو ہمیں داہنی جانب سات یا آٹھ قبریں نظر آئیں۔ حضرت علیؓ کے سوال کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ کے جانے کے بعد خباب کا انتقال ہوا۔ ان کی وصیت کے مطابق انہیں کھلے میدان میں دفن کیا گیا۔ پھر لوگوں نے دوسرے لوگوں کو بھی ان کے پہلو میں دفن کر دیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ اللہ خباب پر رحم فرمائے، وہ رغبت و شوق سے اسلام لائے اور خدا و رسولؐ کی اطاعت میں ہجرت کی، اور تمام زندگی جہاد میں گزاری اور انہیں اسلام پر مختلف قسم کی جہانی تکالیف دی گئیں، اور جو شخص اچھے عمل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کا اجر ضائع نہیں فرماتا پھر حضرت علیؓ ان قبروں پر تشریف لے گئے، اور فرمایا اے وحشت زدہ گھروں اور ویران مقامات کے رہنے والے مومن مردو اور عورتو اور اے مسلم مردو اور عورتو تم پر سلام ہو تم ہمارے پیش رو اور آگے بڑھنے والے ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں، اور کچھ مدت میں تمہارے ساتھ مل جائیں گے۔ اے اللہ ہماری اور ان کی مغفرت فرما اور اپنے عفو کے ذریعہ ہماری اور ان کی غلطیوں سے درگزر فرما۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے تمہیں اس مٹی سے پیدا کیا اور اسی کی طرف تمہیں لوٹائے گا اور اسی سے تمہارا حشر و نشر ہو گا۔ خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جو اپنے اس لوٹنے کی جگہ کو یاد رکھے، اور حساب کے لیے عمل کرے۔ قوت لاموت پر فطاعت کرے اور اللہ عز و جل سے راضی ہو۔

آپ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے والوں کی شہادت کی گواہی

جب حضرت ثور بن دہل کے محلہ سے گزرے تو وہاں سے رونے کی آواز آئی۔ دریافت فرمایا یہ کیسی آواز ہے۔ عرض کیا گیا یہ لوگ صفین کے مقتولین پر رورہے ہیں آپ نے

فرمایا۔ میں اس شخص کے لیے جوان میں سے ثابت قدم رہا اور اس نے یہ جنگ ثواب کی نیت سے کی شہادت کی گواہی دیتا ہوں۔ پھر فائشین کے محکمہ سے گزر ہوا وہاں بھی رونے کی آواز سنی تو یہی جملہ کہا اور آگے بڑھ گئے۔ جب شبامیین کے محلہ پر پہنچے تو عرب بن شرجیل شامی باہر نکل آیا (اس سے کچھ گفتگو کی اور آخر میں فرمایا، اللہ تمہارے مقتولین اور مرنے والوں پر رحمت نازل فرمائے اور ان کی مغفرت کرے۔ جب آپ یہاں سے آگے بڑھے تو عرب آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگے جبکہ آنحضرت سوار اور عرب پیدل چل رہے تھے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا تم واپس جاؤ۔ لیکن جب عرب واپس نہ ہوا تو آپ ٹھہر گئے، اور اسے دوبارہ واپس جانے کا حکم دیا اور فرمایا تجھ جیسے شخص کے لیے مناسب نہیں کہ میرے پیچھے چلے کیونکہ مجھ جیسے شخص کے پیچھے چلنے سے دو نقصان ہیں ایک تو دالی اور حاکم میں غرور پیدا ہوتا ہے اور دوسرے پیچھے چلنے والے مومن کی ذلت ہوتی ہے۔

باب ۱۵

خارجیوں کی حضرت علیؑ سے علیحدگی

جب حضرت علیؑ کو تشریف لائے اور خارجیوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا تو حضرت کے پیروکاروں نے آپ کے پاس جمع ہو کر کہا ہم اپنی گردنوں میں دوبارہ آپ کی بیعت کا قلاوہ ڈالنا چاہتے ہیں، اور وہ بیعت یہ ہوگی کہ ہم ہر اس شخص کے دوست ہوں گے۔ جسے آپ دوست رکھیں، اور ہر اس شخص کے دشمن ہوں گے جسے آپ دشمن رکھیں۔ اس پر خارجیوں نے کہا۔ تم اور شامی دونوں کفر میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہو۔ بعینہم اسی طرح جیسے گھوڑ دوڑ میں دو گھوڑے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں شامیوں نے معاویہ سے بھی اسی بات پر بیعت کی ہے۔ اور تم لوگوں نے علیؑ سے اس بات پر بیعت کی ہے کہ علیؑ جسے دوست رکھیں گے تم اس کے دوست ہو گے اور علیؑ جس کے دشمن ہوں گے تم اس کے دشمن ہو گے۔ زیادہ دین فخر نے جواب دیا خدا کی قسم علیؑ نے جب بیعت کے لیے ہاتھ پھیلا یا تھا تو ہم نے اللہ عزوجل کی کتاب اور نبی کریم کی سنت پر چلنے کی بیعت کی تھی، لیکن جب تم لوگوں نے حضرت علیؑ کی مخالفت شروع کی تو ان کے ساتھی ان کے پاس آئے، اور ان سے عرض کیا ہم ہر اس شخص کے دوست ہیں جو آپ کا دوست ہو اور ہر اس شخص کے دشمن ہیں جو آپ کا دشمن ہو، اور واقعاً ہم اسی طرح ہیں کیونکہ علیؑ حق و ہدایت پر ہیں اور جو شخص ان کی مخالفت کرے وہ خود گمراہ اور گمراہ کنندہ ہے۔

حضرت علیؑ کا خارجہ جویوں سے مناظرہ

آپؑ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ اے اللہ یہ ایسا مقام ہے جس نے آج کے دنیاویابی حاصل کی وہ قیامت کے دن ضرور کامیاب ہوگا، اور جس نے آج گفتگو کی اور وہ لاجواب ہو گیا تو وہ آخرت میں اندھا اور گمراہ ہوگا۔ پھر حضرت علیؑ نے سوال کیا تمہارا رہبر کون ہے۔ انہوں نے کہا، عبد اللہ بن کوثر آپؑ نے فرمایا تم لوگوں نے ہم سے بغاوت کیوں کی ہے خارجہ جویوں نے کہا اس لیے کہ تم نے صفیں میں تحکیم کو قبول کیا ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ جب شاہیوں نے قرآن بلند کیا تو تم نے ہی یہ کہا تھا کہ ہم اللہ کی کتاب کو قبول کرتے ہیں حالانکہ میں نے تم سے یہ کہا تھا کہ میں اس گروہ کو تم سے زیادہ جانتا ہوں یہ لوگ نہ دیندار ہیں، اور نہ قرآن پر عمل کرنے والے ہیں۔ یہ بچپن میں بھی بڑے تھے اور بڑے ہو کر بھی بڑے رہے تم اپنی حقانیت اور صداقت پر قائم رہو، اور ان لوگوں نے جو قرآن اٹھایا ہے وہ مکرو فریب اور دھوکہ دہی کے لیے اٹھایا ہے لیکن تم نے میری رائے کو قبول نہ کیا اور تم نے جواب دیا نہیں ہم تو ان کی بات قبول کرتے ہیں۔ اب میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ تم اپنی اس بات کو یاد کرو اور تم نے جو میری نافرمانی کی تھی اسے بھی یاد کرو جب تم نے سوائے معاہدہ کے کسی بات کو قبول نہ کیا تو میں نے دونوں حکمین پر یہ شرط لگائی کہ جس چیز کا قرآن حکم دے گا وہ اس کا حکم دیں گے، اور جس سے قرآن منع کرے گا وہ اس سے رک جائیں گے۔ اب اگر وہ قرآن کے مطابق حکم دیتے ہیں تو ہمارے لیے یہ جائز نہیں کہ ان کے اس فیصلے کی خلاف ورزی کریں جو قرآن کے مطابق ہو۔ اور اگر وہ قرآن کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو ہم ان کے حکم سے بری ہیں۔ خارجی کہنے لگے آپؑ یہ بتائیے کہ کیا آپؑ یہ جائز سمجھتے ہیں کہ خونوں کے معاملہ میں آدمیوں کو حکم بنائیں کیا یہ عادلانہ فیصلہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا ہم نے آدمیوں کو حکم نہیں بنایا بلکہ ہم نے تو قرآن کو حکم بنایا ہے اور قرآن ایسی تحریر ہے جو دو گنتوں کے درمیان لکھی گئی ہے۔ اور قرآن خود کلام تو نہیں کر سکتا۔ اس کے مطابق تو آدمی ہی کلام کریں گے۔ خارجی کہنے لگے یہ بتائیے کہ آپؑ نے شاہیوں سے یہ مدت کس لیے متعین کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا تاکہ جاہل اس بات کو جان لے اور عالم تحقیق کر سکے۔ اور شاید اللہ تعالیٰ عز و جل اسی ذریعہ سے اس امت کی اصلاح فرمادے۔ اللہ تم پر رحم کرے تم اپنے شہروں میں واپس جاؤ۔ یہ سب کے سب اس جواب پر اپنے شہروں کو واپس چلے گئے۔ حضرت علیؑ نے چار سو آدمی روانہ فرمادیئے۔ ان پر سترجہ کو امیر بنایا۔ ان کے ساتھ عبد اللہ بن عباس بھی تھے۔

دومۃ الجندل میں حکمین کا اجتماع

یہی لوگوں کو نماز پڑھاتے اور ان آدمیوں کا انتظام کرتے۔ ابو موسیٰ اشعری بھی انہی کے ساتھ تھا۔ معاویہ نے عمرو عاص کے ساتھ چار سو آدمی روانہ کیے۔ یہ دونوں جماعتیں اذرح میں دومتہ الجندل کے مقام پر جمع ہوئیں۔

حکیمان کے سوالات و جوابات

جب دونوں حکم ایک دوسرے سے ملے تو عمرو عاص نے کہا اسے ابو موسیٰ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ عثمان مظلوم مارے گئے۔ ابو موسیٰ نے کہا ہاں میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔ عمرو نے کہا کیا آپ یہ نہیں جانتے کہ معاویہ اور اس کا خاندان عثمانؓ کے وارث ہیں۔ ابو موسیٰ نے کہا کیوں نہیں تو عمرو نے کہا اللہ عز وجل کا ارشاد ہے، اور جو شخص مظلوم قتل ہو جائے تو ہم نے اس کے ولی کو قدرت دی ہے اسے چاہیے کہ وہ قتل میں زیادتی نہ کرے کیونکہ اس کی مدد کی جائے گی۔ اسے ابو موسیٰ اس چرچے سے کیا مانع ہے کہ معاویہ کو خلیفہ بنا دیا جائے۔ کیونکہ معاویہ عثمان کا وارث اور قریش خاندان سے تعلق رکھتا ہے جیسا کہ آپ کو علم ہے۔ اگر آپ کو یہ خوف ہے کہ لوگ یہ کہیں گے کہ آپ نے معاویہ کو کیسے خلیفہ بنا دیا حالانکہ اسے تو اسلام میں سبقت حاصل نہیں تو آپ یہ دلیل پیش کر سکتے ہیں کہ معاویہ عثمان خلیفہ مظلوم کا وارث تھا اور وہ ان کے قصاص کا مطالبہ کر رہا تھا۔ اس کے علاوہ وہ سیاست اور تدبیر میں علیؓ سے زیادہ ماہر اور زوجہ رسول اللہ صبیحہ کا بھائی ہے، اور خود بھی حضور کی صحبت میں رہا ہے۔ اس لیے وہ بھی صحابہ میں داخل ہے۔ پھر عمرو نے ابو موسیٰ کو حکومت کی پیش کش کی۔ اور کہا اسے ابو موسیٰ اگر معاویہ خلیفہ بن گیا تو وہ آپ کی وہ عزت کرے گا جو کسی خلیفہ نے نہ کی ہوگی ابو موسیٰ نے کہا اسے عمرو اللہ عز وجل سے ڈرتو نے معاویہ کی شرافت بیان کی ہے تو وہ اس قسم کی شرافت نہیں جس کے باعث اسے خلافت سونپی جائے۔ اور اگر اس شرافت کی بنیاد پر خلافت مل جاتی تو اس خلافت کا ابرہہ بن صباح زیادہ حقدار ہوتا۔ یہ خلافت تو اہل دین اور اہل فضل کا حق ہے۔ اس لحاظ سے میں اگر کسی شخص کو خلیفہ بناتا تو اس شخص کو خلافت دیتا، جو قریش میں سب سے افضل ہے۔ یعنی علی بن ابی طالبؓ تمہارا یہ کہنا کہ معاویہ خون عثمان کا وارث ہے تو تم معاویہ کو خلیفہ بنا دو لیکن میں یہ نہیں کر سکتا کہ میں معاویہ کو خلیفہ بنا دوں اور مہاجرین اولین کو چھوڑ دوں۔ تم نے جو حکومت کی پیش کش کی ہے تو سن لو کہ سجدہ اگر معاویہ مجھے اپنی تمام حکومت بھی دے دے تب بھی میں اس حکومت کا حاکم نہیں بنوں گا میں اللہ کے احکام پر رشوت نہیں لیتا ہاں اگر تو چاہے تو عمر بن خطاب کا نام زندہ کر دے۔ اس پر عمرو نے کہا اگر تم ابن عمر کی بیعت کرنا چاہتے

ہو تو میرے بیٹے میں کیا کمی ہے حالانکہ آپ اس کے فضل و صلاح کے مُنکر نہیں ہو سکتے۔ ابو موسیٰ نے کہا وقتاً تیرا بیٹا ایک سچا آدمی ہے لیکن تو نے اسے فتنہ میں مبتلا کر دیا۔

حضرت علیؑ کی عمرو عاصؓ کو نصیحت

شریح بن ہانی کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ نے شریح کے ذریعہ عمرو عاصؓ کو چند باتیں کہلا بھیجیں فرمایا تھا کہنا علیؑ نے تجھ سے کہا ہے کہ اللہ عزوجل کے نزدیک لوگوں میں سب سے افضل وہ شخص ہے جسے باطل کے مقابلے میں حق پر عمل کرنا زیادہ محبوب ہو، چاہے حق سے اسے نقصان ہی کیوں نہ ہو اور وہ اس کے لیے تکلیف کا باعث ہی کیوں نہ ہو، اور چاہے باطل اس کی طرف باطل ہو اور وہ اس کی زیادتی کا باعث بنے۔ خدا کی قسم تو یہ خوب جانتا ہے کہ حق کس جانب ہے تو جان لو جہ کہ جاہل نہ بن۔ اگر تجھے حق چھوڑنے پر کچھ لالچ دی گئی ہے تو یاد رکھ تو اس کے ذریعہ اللہ اور اس کے دوستوں کا دشمن بن جائے گا۔ اور سجدہ جو کچھ تجھے دیا جائے گا وہ بھی تجھ سے جدا ہو جائے گا۔ وائے ہو تجھ پر تو خائن کی طرف سے جھگڑا نہ کر اور نہ ہی ظالموں کا مددگار بن۔ میں وہ دن جانتا ہوں جس روز تجھے اس پرند امت ہوگی، اور وہ تیری موت کا دن ہے۔ تو اس روز اس کی تمنا کرے گا کہ تو نے کسی مسلمان سے عداوت نہ برتی ہوئی اور نہ ہی کسی فیصلہ پر رشوت لی ہوئی۔ شریح بن ہانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؑ کا یہ ارشاد عمر و تک پہنچا دیا تو اس کے چہرہ کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ پھر اُس نے کہا میں کیسے علیؑ کا مشورہ قبول کروں یا ان کی بات مان لوں اور کیسے ان کی رائے پر چل سکتا ہوں۔ شریح کہتے ہیں میں نے کہا نابالغ کے بیٹے تو کیسے اپنے حاکم و مولا اور اپنے سردار کا مشورہ قبول نہیں کر سکتا جو کہ نبی کریمؐ کے بعد سب مسلمانوں کے سردار ہیں۔ اور تو ان کے مشورہ کو کیسے قبول نہیں کرتا جبکہ ابو بکرؓ رضی اللہ عنہ جو تجھ سے بہتر تھے، وہ ان سے مشورہ لیتے اور ان کی رائے پر عمل کرتے تھے۔ عمرو نے جواب دیا مجھ جیسا شخص تجھ جیسے شخص سے بات نہیں کرتا۔ میں نے کہا تو کون سے باپ دادا کی وجہ سے مجھ سے نفرت کرتا ہے۔ کیا اپنے خیس باپ کی وجہ سے یا اپنی نابالغ ماں کی وجہ سے۔ شریح کہتے ہیں یہ سن کر عمرو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور میں بھی اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔

ابو موسیٰ اشعریؓ کا بودا فیصلہ

ابو خباب کلبی سے منقول ہے کہ جب عمرو عاصؓ دومتہ الجندل میں ابو موسیٰ سے ملا تو عمرو ابو موسیٰ کو گفت گو کرنے میں آگے رکھتا اور کہتا آپ رسول اللہؐ کے صحابی ہیں اور مجھ سے عمر میں بڑے ہیں۔ پہلے

آپ بات کریں۔ تو پھر میں گفتگو کروں گا۔ اس طرح اس نے ابو موسیٰ کو عادی کر لیا کہ وہ اسے ہر بات میں مقدم رکھتا اور اس کو دھوکہ دیا اور وہ چاہتا تھا کہ ابو موسیٰ سے حضرت علیؑ کی خلافت ختم کرنے کا اعلان کرادے۔ راوی کہتا ہے کہ ان دونوں نے اپنے معاملہ پر غور کیا۔ لیکن کسی بات پر ان کا اتفاق نہ ہو سکا۔ عمرو نے ابو موسیٰ کے سامنے معاویہ کا نام پیش کیا۔ ابو موسیٰ نے انکار کر دیا پھر عمرو نے اپنے بیٹے عبداللہ کا نام پیش کیا لیکن ابو موسیٰ نے اس رائے سے بھی انکار کیا۔ ابو موسیٰ نے عمرو عاص کو عبداللہ بن عمر کی بیعت پر آمادہ کرنا چاہا۔ لیکن اس سے عمرو نے انکار کر دیا۔ لہذا عمرو ابویہ سے دریافت کیا۔ پھر آخر آپ کی کیا رائے ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ ہم ان دونوں شخصوں کو معزول کر دیں اور اس خلافت کو مسلمانوں کے مشورے پر چھوڑ دیں اور مسلمان اپنے لیے جسے پسند کریں اسے خلیفہ بنالیں۔ عمرو نے کہا صحیح رائے تو یہی ہے جو آپ نے دی ہے۔ اس کے بعد یہ دونوں شخص لوگوں کے پاس آئے۔ تمام لوگ جمع تھے۔ عمرو نے ابو موسیٰ سے کہا آپ انھیں بتا دیجئے کہ ہم ایک رائے پر متفق اور متحد ہو چکے ہیں۔ ابو موسیٰ نے لوگوں سے کہا میں اور عمرو عاص ایک رائے پر متفق ہو چکے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ اللہ عزوجل اس رائے کے ذریعہ اس امت کی اصلاح فرمادے گا۔ عمرو نے کہا ابو موسیٰ سچ بولتے اور نیک بات کر رہے ہیں۔ اسے ابو موسیٰ آگے بڑھو اور لوگوں کو بتا دو۔

حضرت ابن عباس کی ابو موسیٰ کو تنبیہ

جب ابو موسیٰ اعلان کرنے کے لیے آگے بڑھا تو ابن عباس نے ابو موسیٰ سے فرمایا تم پر افسوس ہے۔ خدا کی قسم مجھے یقین ہے کہ عمرو نے تجھے دھوکہ دیا ہے۔ اگر تم دونوں ایک امر پر متفق ہو تو اعلان کے لیے عمرو کو

آگے کر دینا کہ وہ پہلے اس کا اعلان کرے۔ پھر بعد میں تم اعلان کرنا کیونکہ عمرو ایک دھوکے باز شخص ہے، اور مجھے یقین ہے کہ جو تمہارا اور اس کا فیصلہ ہوا ہے اس پر وہ راضی بھی ہونے لگا۔ اگر تم پہلے لوگوں میں کھڑے ہو کر اعلان کر دو گے تو وہ تمہاری مخالفت کرے گا۔ چونکہ ابو موسیٰ نے خبر اور سادہ لوح آدمی تھا۔ اُس نے ابن عباس کو جواب دیا نہیں ہم دونوں ایک فیصلہ پر متفق ہو چکے ہیں۔

ابو موسیٰ نے اعلان کیا۔ اس نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور پھر کہا اے لوگو ہم نے اس امت کی خلافت

ابو موسیٰ کا احمقانہ اعلان

کے معاملہ پر غور کیا تو ہم نے اس خلافت کے بارے میں اس سے بہتر کوئی صورت نہیں دیکھی جس پر میرا اور عمرو کا اتفاق ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ علیؑ اور معاویہ دونوں کو معزول کر دیں، اور اس خلافت کو امت پر چھوڑ دیں، وہ جسے پسند کرے اور اپنا خلیفہ منتخب کر لے۔ اسی لیے میں نے علیؑ اور معاویہ دونوں کو معزول کیا۔ تم اس کام میں خود غور کرو اور جسے تم اس خلافت کا اہل سمجھو، اسے یہ خلافت سونپ دو۔ یہ کہہ کر ابو موسیٰ پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے بعد عمرو آگے بڑھا اور ابو موسیٰ کی جگہ بھڑے ہو کر پہلے اللہ عز و جل کے

عمرو عاص کی چال بازی و مکاری

حدوثنا کی، اور اس کے بعد کہا۔ اس نے جو کچھ کہا ہے وہ تم نے سُن لیا۔ اس نے اپنے ساتھی کو معزول کر دیا ہے۔ میں بھی اسے معزول کرتا ہوں جسے اس نے معزول کیا۔ لیکن میں اپنے ساتھی معاویہ کو برقرار رکھتا ہوں کیونکہ وہ عثمان بن عفان کا وارث اور ان کے قصاص کا طلب گار ہے اور لوگوں میں سب سے زیادہ اس مقام کا حقدار ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا اے عمرو تجھے کیا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ تجھے نیک کام کی توفیق دے تو نے غداری کی اور دھوکہ دیا تیری مثال ایسی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کَمِثْلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ اس کی مثال کتے جیسی ہے کہ اگر اسے کچھ ڈالو تب بھی زبان نکالے رہتا ہے، اور اگر چھوڑ دو تب بھی زبان نکالے رہتا ہے۔

عمرو نے کہا تیری مثال ایسی ہے جیسا کہ گدھے پر کتابیں لدی ہوں۔ یہ دیکھ کر شریح بن ہانی نے عمرو پر کوڑے سے حملہ کیا، اور اس کے کوڑے مارے عمرو کے بیٹے نے اس کے جواب میں شریح کو کوڑے مارے۔ فیصلہ کے بعد لوگ بھڑے ہو گئے، اور ان میں مزید اختلاف پیدا ہو گیا۔ شریح کہتے ہیں کہ مجھے عمرو عاص کو کوڑوں سے مارنے پر اتنی ندامت ہے کہ آج تک میں کسی بات پر اتنا نادم نہیں ہوا اور ندامت یہ ہے کہ کیوں نہ میں نے اسے تلوار سے مارا، پھر زمانہ میں جو کچھ ہوتا سو ہوتا۔ اس کے بعد شامیوں نے ابو موسیٰ کو تلاش کیا۔ لیکن وہ اسی وقت سوار ہو کر مکہ چلا گیا تھا۔

ابن عباس رض فرماتے ہیں۔ اللہ ابو موسیٰ کی رائے کا بُرا انکارے میں نے اسے ڈرایا بھی تھا، اور مشورہ

ابو موسیٰ کا اعتراف

بھی دیا تھا۔ لیکن اسے پھر بھی عقل نہ آئی۔ ابو موسیٰ کہا کرتا تھا۔ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک فاسق کی دھوکہ دہی سے خبردار کیا تھا۔ لیکن میں نے اس پر اعتماد کیا۔ اور یہ خیال کیا یہ شخص امت کی بھلائی پر کسی چیز کو ترجیح نہیں دے گا۔ فیصلہ کے بعد عمرو اور شامی معاویہ کے پاس واپس چلے گئے، اور اس پر سلام خلافت کیا یعنی اس سے کہا یا خلیفہ۔ اور ابن عباس اور شریح حضرت علیؑ کے پاس واپس چلے گئے۔

واقعی کے بقول حکمین کا اجتماع شعبان ۳۸ھ میں ہوا۔

باب ۱۶

حضرت علیؑ اور خوارج

لاحکم الا اللہ کی غلط تاویل

ایک دن حضرت علیؑ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو مسجد کے ایک گوشے سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا۔ لا حکم الا اللہ (اللہ کے علاوہ کسی کے لیے حکم نہیں) فوراً دوسری جانب سے دوسرے شخص نے بھی کھڑے ہو کر یہی جملہ کہا۔ اور اس کے بعد پے در پے کئی آدمی یہی نعرہ لگاتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اللہ اکبر یہ ایک کلمہ حق ہے۔ جس کے ذریعہ باطل کو تلاش کیا جا رہا ہے۔ جب تک تم لوگ ہمارے ساتھ ہو۔ میری جانب سے تمہارے لیے تین فیصلے ہیں۔ ہم تمہیں اس وقت تک مسجد میں آنے سے نہ روکیں گے۔ جب تک تم مسجد میں اللہ کا ذکر کرتے رہو گے۔ ۲: اور جب تک تم ہمارا ساتھ دیتے رہو گے مال غنیمت بھی تم سے نہیں روکا جائے گا۔ ۳: اور جب تک تم ہم سے جنگ کی ابتداء نہیں کرو گے ہم تم سے جنگ نہیں کریں گے۔ اس کے بعد حضرت علیؑ نے جس مقام پر خطبہ چھوڑا تھا اسی جگہ سے خطبہ شروع فرمایا۔

خارجیوں کی فتنہ پروری

جب واقعہ تحکیم پیش آیا اور حضرت علیؑ تصفیٰ بن سے لڑے تو یہ خارجی بھی ساتھ ساتھ تھے۔ جب حضرت علیؑ اور ان کے ساتھی نہر پر پہنچے تو یہ مخالفین وہیں نہر پر ہی رک گئے۔ حضرت علیؑ اور ان کے ساتھی تو کوفہ تشریف لے گئے لیکن ان خارجیوں نے خود کو اس مقام پر جا کر قیام کیا۔ حضرت علیؑ نے عبد اللہ بن عباس کو سمجھانے کے

لیے بھیجا لیکن وہ ناکام واپس آئے۔ پھر حضرت خود تشریف لے گئے اور ان سے گفتگو فرمائی یہاں تک کہ آپس میں رضامندی ہو گئی، اور یہ لوگ حضرت علیؑ کے ساتھ کوفہ میں آ گئے۔

جب حضرت علیؑ نے ابو موسیٰ کو فیصلے کے لیے بھیجنے کا ارادہ

عبداللہ بن وہب خارجی

کیا تھا تو خارجی باہم ایک دوسرے سے ملے اور عبداللہ بن وہب راسبی کے گھر میں جمع ہوئے پہلے عبداللہ بن وہب نے تقریر کی پھر مقوس بن زہیر نے تقریر کی۔ پھر حمزہ بن سنان اسدی نے کہا اے قوم رائے تو دہی ہے جو تمہارے سامنے ہے تم اپنے میں سے کسی شخص کو اپنا امیر بنا لو (کئی ایک افراد کو امارت پیش کی جب وہ تیار نہ ہوئے) تو اس کے بعد انہوں نے عبداللہ بن وہب کو امارت پیش کی اس نے قبول کر لی اور دس سوال کو ان لوگوں نے راسبی کی بیعت کر لی۔

جب خارجی کوفہ سے نکل گئے تو حضرت علیؑ کے بقیہ ساتھیوں نے حضرت علیؑ

لوگوں کا حضرت علیؑ کی دوبارہ بیعت کرنا

کی خدمت میں حاضر ہو کر دوبارہ بیعت کی اور کہا ہم اس شرط پر بیعت کرتے ہیں کہ جسے آپ دوست رکھیں گے ہم بھی اسے دوست رکھیں گے، اور جسے آپ دشمن رکھیں گے ہم بھی اسے دشمن رکھیں گے۔ حضرت علیؑ نے ان سے سنت رسول اللہؐ پر چلنے کی شرط لگائی۔ جب یہ بیعت ہو رہی تھی تو ربیعہ بن ابوشہاذہ جشمی بھی بیعت کے لیے آیا۔ حضرت علیؑ نے اس سے فرمایا آ مجھ سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ کی پیروی پر بیعت کر اس نے جواب دیا کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ کی سنت پر بھی بیعت لیجئے حضرت علیؑ نے فرمایا۔ واٹے ہو تجھ پر تو اتنی بات بھی نہیں سمجھتا کہ اگر ابو بکرؓ و عمرؓ نے کوئی ایسا کام کیا ہو جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ سے ثابت نہ ہو تو اس صورت میں وہ ہرگز سچی پر نہ تھے اور اگر ان دونوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ پر عمل کیا تو ان کا وہ عمل کتاب اللہ اور سنت رسولؐ سے خارج نہیں، اس پر ربیعہ نے بھی حضرت علیؑ کی بیعت کر لی۔ آپ نے ربیعہ کو غور سے دیکھا، اور فرمایا۔ خدا کی قسم مجھے تو یہ نظر آ رہا ہے کہ عنقریب تو ان خارجیوں کے ساتھ مل جائے گا، اور قتل ہو گا اور میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ گھوڑے تجھے اپنے کھڑوں سے روڈیں گے یہ ربیعہ نہروان کی جنگ میں بصرہ کے خارجیوں کے ساتھ قتل ہوا۔

واقعہ حکیم کے بعد جب خارجی حضرت علیؑ کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ اور ابو موسیٰ اشعری شامیوں

شامیوں کے مقابلہ کی تیاریاں

کے خوف سے بھاگ کر مکہ چلا گیا، اور عبد اللہ بن عباس بصرہ واپس چلے گئے تو حضرت علیؑ نے اہل کوفہ کو جمع کر کے انھیں خطبہ دیا اور فرمایا۔ اگرچہ زمانہ بڑے بڑے مصائب اور نئے نئے حوادث لے کر آیا ہے۔ لیکن ہر صورت میں تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ یاد رکھو کہ نافرمانی حسرت کا باعث ہوتی ہے اور بعد میں ندامت کا سبب بنتی ہے۔ میں نے ان دونوں مالتوں اور ان کے فیصلے کے بارے میں بہت سوچ کر تمہیں اپنی رائے سے مطلع کر دیا تھا۔ کاش قصیر شخص (ضرب المثل ہے) کی رائے کو مان لیا جاتا لیکن تم نے میری رائے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اب میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسا کہ ہوازن کے ایک بھائی نے کہا تھا۔ (شعر کا ترجمہ) میں نے منہرج اللہی کے مقام پر انھیں اپنی رائے سے متنبہ کر دیا تھا لیکن انھیں تو دن چڑھنے کے بعد غفل آئی۔ خبردار! تم لوگوں نے جن حکمیں کا انتخاب کیا تھا، ان دونوں نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا اور قرآن نے جن امور کو ختم کیا تھا۔ انہوں نے انھیں دوبارہ زندہ کیا اور دونوں نے اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر صرف اپنی خواہشات کی پیروی کی۔ انہوں نے کسی دلیل اور گزشتہ سنت کے بغیر فیصلہ کیا۔ پھر اس فیصلہ میں دونوں مختلف رہے، اور کوئی صحیح فیصلہ نہ کر سکے تو اللہ اور اس کے رسولؐ اور مسلمانوں میں سے نیک لوگ ان دونوں کے فیصلے سے بری الذمہ ہیں۔ اس لیے تم تیار ہو جاؤ، اور شام چلنے کی تیاری کرو اور دو شنبہ کے روز تم سب لشکر میں پہنچ جاؤ انشاء اللہ! اس خطبہ کے بعد حضرت علیؑ منبر سے نیچے اتر آئے۔

حضرت علیؑ نے ایک خط خارجیوں کے نام لکھ کر نہروان روانہ کیا۔ اس خط میں تحریر

حضرت علیؑ کا خارجیوں کے نام خط

تھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یہ خط اللہ کے بندے امیر المومنین علیؑ کی جانب سے زید بن حصین عبد اللہ بن وہب اور ان لوگوں کے نام ہے جو ان دونوں کے ساتھ شریک ہیں۔ ان دونوں حکیمان نے جن کے فیصلہ کو ہم نے قبول کیا تھا۔ کتاب اللہ کی مخالفت کی اور ہدایت خداوندی کے بغیر فیصلہ کر کے اپنی خواہشات کی پیروی کی۔ نہ تو ان دونوں نے سنت پر عمل کیا اور نہ حکم قرآن کو نافذ کیا۔ اس لئے اللہ اور اس کا رسولؐ اور مومنین ان دونوں کے فیصلے سے بری الذمہ ہیں۔ جب تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے تو اسے قبول کرو۔ کیونکہ ہم اپنے اور تمہارے دشمنوں سے جنگ کرنے کے لیے کوچ کر رہے ہیں۔ اب ہمارا وہی فیصلہ ہے جو پہلے تھا والسلام۔

مخارجیوں نے جواب میں تحریر کیا کہ تحکیم کو قبول کر کے ہم نے کفر کیا تھا۔ پہلے آپ اس سے توبہ کریں۔ پھر ہم غور کریں گے۔

جب حضرت علیؑ نے ان کا خط پڑھا تو ان کی حمایت سے مایوس ہو گئے، اور یہ رائے قائم کی کہ انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ اور لشکر لے کر شامیوں کے مقابلہ پر جایا جائے، اور ان سے جنگ کی جائے۔

پہلے خارجیوں سے جنگ کرنے کا مشورہ

راوی کہتا ہے کہ حضرت علیؑ کو اطلاع ملی کہ ان لوگوں کا خیال یہ ہے کہ آنحضرتؐ کو چاہیے کہ وہ ہمیں حروریہ کے مقابلہ پر لے کر چلیں۔ جب ہم ان کی جنگ سے فراغت حاصل کر لیں تو پھر ان بدعہدوں کے مقابلہ پر جانا چاہیے حضرت علیؑ نے لوگوں کو جمع کیا۔ پھر خدا کی حمد و ثنا کی، اور فرمایا میں نے تمہارا یہ قول سنا ہے تم کہتے ہو کہ امیر المومنینؑ کو چاہیے کہ پہلے ہمیں اس خارجی جماعت کے مقابلہ پر لے چلیں تاکہ پہلے ہم ان سے نمٹ لیں۔ ان سے فراغت کے بعد ان بدعہدوں کے مقابلہ پر جانا چاہیے لیکن میرے نزدیک ان خارجیوں سے زیادہ اہم یہ بدعہد لوگ ہیں۔ اس لیے تم خارجیوں کا خیال چھوڑ کر اس قوم کے مقابلہ پر چلو جو تم سے اس لیے جنگ کر رہی ہے تاکہ وہ جابر بادشاہ بن جائیں۔ اور اللہ کے بندوں کو ذلیل و خوار کریں۔ اس تقریر کا اثر یہ ہوا کہ ہر طرف سے لوگوں نے کھڑے ہو کر کہا۔ اے امیر المومنینؑ آپ جہاں چاہیں ہمیں لے چلیں۔

جو خارجی بصرہ سے چلے تھے جب وہ نہر کے قریب پہنچے تو ان میں

حضرت عبداللہ بن خطابؓ سے سوالات و جوابات

سے ایک جماعت آگے بڑھ گئی۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص ایک عورت کو گدھے پر لیے جا رہا ہے یہ لوگ اس کے پاس پہنچے۔ اسے للکارا اور ڈانٹ ڈپٹ کی، اور اسے خوفزدہ کیا۔ پھر اس سے سوال کیا تو کون ہے۔ اس نے جواب دیا میں عبداللہ بن خطابؓ رسول اللہؐ کا صحابی ہوں۔ یہ کہہ کر عبداللہؓ نے زمین پر سے اپنے کپڑے اٹھالیے جو گھبراہٹ میں گر گئے تھے۔ خارجیوں نے سوال کیا کیا تم ہم سے ڈر گئے تھے۔ عبداللہؓ نے کہا ہاں۔ خارجی بولے۔ آپ ڈریئے نہیں۔ آپ ہم سے وہ حدیث بیان کیجئے جو آپ نے اپنے والد سے سنی ہے اور انہوں نے رسول اللہؐ سے شاید اللہ تعالیٰ اس حدیث کے ذریعہ ہمیں کوئی فائدہ پہنچائے۔ عبداللہؓ نے کہا مجھ سے میرے والد نے فرمایا، کہ

رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا ہے عنقریب ایک فتنہ واقع ہوگا جس میں انسانوں کے دل ایسے ہی مُردہ ہو جائیں گے جیسا کہ اس فتنہ میں انسانوں کے جسم ختم ہو جائیں گے۔ ایک شخص شام کے وقت مومن ہوگا لیکن اس فتنہ کی وجہ سے صبح کو کافر بن جائے گا۔ اور اگر وہ اس فتنہ میں صبح کو مومن ہوگا تو شام کو کافر ہو جائے گا۔ خارجی کہنے لگے۔ ہم تم سے یہی حدیث معلوم کرنا چاہتے تھے۔ اچھا یہ بتاؤ کہ ابوبکر و عمر کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے تو عبد اللہؓ نے ان دونوں کے تعریف کی۔ خارجی کہنے لگے۔ اچھا عثمان کے ابتدائی اور آخری دور کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ اس نے کہا وہ اول و آخر دور میں حق پر تھا۔ خارجی کہنے لگے۔ اچھا علیؓ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ حکیم سے پہلے وہ کیسے تھے اور حکیم کے بعد ان کے دین کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو۔ عبد اللہؓ نے کہا وہ اللہ کو تم سے زیادہ جانتے تھے، تم سے زیادہ دین میں پرہیزگار، اور تم سے زیادہ بصیرت کے مالک ہیں۔ خارجی کہنے لگے تو اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور مشہور لوگوں کے ناموں کو دیکھ کر ان سے محبت کرتا ہے ان کے افعال کو نہیں دیکھتا۔ خدا کی قسم ہم تجھے اس بُری طرح قتل کریں گے کہ آج تک کسی کو قتل نہ کیا ہوگا۔ پھر ان خارجیوں نے انھیں پکڑ کر باندھا اور انہیں اور ان کی عورت کو جس کے عنقریب بچہ ہونے والا تھا پکڑ کر لے گئے۔

مذہبی ڈھونگ

چلتے چلتے یہ لوگ ایک پھلدار درخت کے نیچے جا کر کھڑے، اور درخت سے ایک کھجور ٹوٹ کر گری۔ ایک خارجی نے اٹھا کر اسے منہ میں ڈال لیا۔ دوسرے نے اعتراض کیا کہ بلا اجازت اور قیمت ادا کیے بغیر کیسے کھا رہے ہو، اس خارجی نے وہ کھجور منہ سے تھوک دی۔

یہ لوگ آگے بڑھے تو ایک ذمی کافر کا سُور پھرتا ہوا نظر آیا۔ کسی نے اسے اپنی تلوار

خنزیر کو قتل کرنا فساد میں داخل ہے

سے قتل کر دیا۔ اس پر بقیہ خارجیوں نے کہا۔ یہ زمین میں فساد ہے۔ یہ سُن کر وہ خارجی اس ذمی کے پاس گیا، اور اسے راضی کیا، اور اپنی غلطی کی معافی مانگی۔ عبد اللہ بن خطاب نے جب ان کا مذہبی ڈھونگ دیکھا تو فرمایا جو کچھ میں اپنی آنکھوں سے تمہارے حالات دیکھ رہا ہوں۔ اگر واقعتاً تم دین میں ایسے ہی سچے اور سچے ہو تو تم سے مجھے بھی کوئی تکلیف نہیں پہنچنی چاہیے اور خصوصاً اس حالت میں جبکہ تم مجھے امان دے چکے ہو۔ کیونکہ تم نے ابھی کہا تھا کہ تمہیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں ایک مسلمان ہوں میں نے اسلام میں کوئی بدعت بھی ایجاد نہیں کی۔ اس پر ان خارجیوں

نے انھیں پکڑ کر زمین پر لٹایا، اور انھیں ذبح کر دیا۔ ان کا خون پانی میں بہہ رہا تھا۔ اس کے بعد ان کی عورت کو پکڑا۔ وہ عورت بولی کہ میں ایک عورت ہوں کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔ ان لوگوں نے اس کا پیٹ چاک کر ڈالا۔ اس کے بعد انہوں نے بنو طے کی مین عورتوں کو قتل کیا اور اتم سنان صیداویہ کو بھی قتل کیا۔

خارجیوں کے مقابلہ کی تیاری

جب حضرت عبداللہ بن خطاب کی شہادت کی خبر حضرت علیؑ اور ان کے حامیوں کو پہنچی اور دیگر وہ

حالات بھی ان تک پہنچے جو یہ خارجی فتنہ و فساد پھیلا رہے تھے تو حضرت علیؑ نے حارث بن مرہ عبیدی کو یہ حالات معلوم کرنے کے روانہ کیا۔ انھیں جو حالات معلوم ہوئے وہ انہوں نے مکمل حضرت علیؑ کو تحریر کر دیئے۔ اور ان میں سے کوئی بات نہ چھپائی۔ پھر حارث نہر کی طرف گئے تاکہ خارجیوں سے اس کا سوال کریں۔ انہوں نے جب حارث کو دیکھا تو انھیں بھی پکڑ کر فوراً قتل کر دیا۔ یہ اطلاع بھی حضرت علیؑ اور ان کے ساتھیوں کو پہنچ گئی۔ اب حضرت علیؑ کے ساتھی آپ کے پاس جمع ہوئے، اور عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین کیا ایسے لوگوں کو آپ ہمارے اہل و عیال اور ہمارے اموال پر پیچھے چھوڑ کر شامیوں کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ تاکہ بعد میں یہ لوگ خوب غارتگری کر سکیں۔ بہتر یہ ہے کہ پہلے آپ ہمیں اس جماعت کے مقابلہ پر لے کر چلیے۔ جب ہم ان سے فارغ ہو لیں تو پھر ہمیں ہمارے شامی دشمنوں کے مقابلہ پر لے جائیے۔ الغرض خارجیوں کے مقابلہ پر اتفاق رائے ہوا اور کوچ کا اعلان ہو گیا۔ حضرت علیؑ لشکر لے کر نکلے، اور دریا کے پل کو عبور کیا، اور پل پر دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ حضرت علیؑ نے کوفہ سے چل کر دیر عبد الرحمن میں پہلی منزل کی، پھر دوسری منزل دیر ابو موسیٰ میں کی، پھر قریرہ شاہی پر پھر مقام دبا پر اور اس کے بعد فرات کے کنارے نزول اجلال فرمایا۔

نجومی کی مخالفت

راستہ میں حضرت علیؑ کی ایک نجومی سے ملاقات ہو گئی۔ اُس نے بتایا کہ اس وقت تمہارا کوچ بہت بہتر ہے۔ لیکن اگر تم فلاں وقت سفر کرو گے تو تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو سخت نقصان پہنچے گا۔ حضرت علیؑ نے اس نجومی کی مخالفت کی، اور اس وقت کوچ کیا جس وقت کے لیے اس نے منع کیا تھا۔ جب حضرت علیؑ جنگ نہروان سے فارغ ہو چکے تو اللہ کی حمد و ثنا کی، اور فرمایا اگر ہم اس ساعت میں چلتے جس ساعت کے لیے نجومی نے کہا تھا تو جاہل اور لاعلم لوگ یہی کہتے کہ علیؑ نے چونکہ اس وقت

کو حجاج کیا تھا جس کا نجومی نے حکم دیا تھا اس لیے کامیاب ہوئے۔

خون مسلمان کو مباح سمجھنا

جب حضرت علیؑ نے انبار کی نہر کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو قیس بن سعد بن عبادہ کو آگے روانہ کیا، اور انہیں

حکم دیا کہ پہلے مدائن جاؤ اور وہاں پہنچ کر اہل مدائن کو جنگ کا حکم دو، اور انہیں ساتھ لے کر آؤ۔ الغرض قیس بن سعد اور سعد بن مسعود نفقہ نہر پر حضرت علیؑ سے آکر مل گئے۔ حضرت علیؑ نے اہل نہر کے پاس پیغام بھیجا کہ تمہارے جن آدمیوں نے ہمارے آدمیوں کو قتل کیا ہے انہیں ہمارے پاس بھیج دو تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔ اور تم سے درگزر کر کے شامیوں کے مقابلہ پر چلا جاؤں گا۔ شاید اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو تبدیل کر دے۔ اور تمہیں تمہاری اس حالت سے بھلائی کی طرف پھیر دے۔ انہوں نے جواب دیا ہم سب نے ان آدمیوں کو قتل کیا ہے۔ اور ہم سب ان لوگوں کا

اور تم لوگوں کا خون حلال سمجھتے ہیں۔

حضرت علیؑ کا خارجیوں

سے خطاب

آپ نہر کی جانب تشریف لے گئے، اور خارجیوں کے سامنے کھڑے ہو کر ان سے فرمایا۔ اے وہ جماعت جسے دھوکہ دہی اور فریب کی عداوت نے جماعت مسلمین سے نکال دیا ہے اور جسے خواہشات نے

حق سے پھیر دیا ہے جو اختلاط اور لاعلمی میں مبتلا ہو چکی ہے۔ میں تمہیں اس بات سے ڈرانے آیا ہوں کہ کہیں اُمت مسلمہ تمہیں کل اس نہر کے سامنے اور ان پست وادیوں میں پچھڑا ہوا نہ پائے۔ اپنے پروردگار کی دلیل و حجت کے بغیر اس حال میں کہ تمہارے پاس اس کی کوئی واضح دلیل و حجت موجود نہ ہو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے تمہیں حکیم اور ناشی سے منع کیا تھا۔ میں نے تمہیں یہ بھی کہہ دیا تھا کہ شامیوں کا مقصد تمہیں دھوکہ میں مبتلا کرنا ہے۔ اور تمہاری قوت کو پارہ پارہ کرنا ہے۔ کیا میں نے تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ لوگ دین اور قرآن کے عامل نہیں۔ میں ان لوگوں کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں ان کے بچپن اور جوانی سے واقف ہوں۔ اور یہ اہل مکر و غدر ہیں۔ اور اگر تم نے میری رائے کو قبول نہ کیا تو تم سے سختی اور باہمتی ختم ہو جائے گی۔ لیکن اس کے باوجود تم نے میری نافرمانی کی۔ حتیٰ کہ مجبوراً میں نے بھی ناشی قبول کر لی لیکن میں نے اس میں کچھ شرائط کا اضافہ کیا اور کچھ عہد پیمان لیے میں نے حکمیں پر یہ شرط قائم کی کہ جس کافر ان حکم دے گا وہ اس پر عمل پیرا ہوں گے، اور جس کی کفران ممانعت کرے گا۔ اسے ختم کریں گے۔ پھر ان دونوں ٹانگوں نے باہم اختلاف کیا اور کتاب اللہ

اور سنت رسول اللہ کے حکم کی مخالفت کی۔ اسی لیے ہم نے ان کا حکم قبول نہیں کیا۔ اور جو فیصلہ ہمارا حکیم سے پہلے تھا۔ ہم فوراً اسی فیصلہ پر پہنچ گئے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے اور تم یہ باتیں کہاں سے کرنے لگے خارجوں نے کہا چونکہ ہم نے ثالثی کو قبول کیا اس لیے ہم گنہ گار ہوئے اور اس گناہ کی وجہ سے کافر ہو گئے (خارجیوں کے نزدیک ہر گناہ سے انسان کافر ہو جاتا ہے) ہم نے اپنے اس کفر سے توبہ کی۔ تو اگر تم بھی جیسے ہم نے توبہ کی ہے توبہ کرو تو ہم بھی تمہارے ساتھ شامل ہونے کے لیے تیار ہیں۔ اور اگر تمہیں توبہ سے انکار ہے تو ہم تم سے برابر کا مقابلہ کریں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خائفوں کو پسند نہیں فرماتا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا تمہیں اس فتنہ کے طوفان نے آیا۔ اب تم میں کوئی قابل اصلاح باقی نہیں رہا تو کیا رسول اللہ پر ایمان لانے اور آپ کے ساتھ ہجرت کرنے اور آپ کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہونے کے بعد میں اپنے نفس پر کھڑکی گواہی دوں پھر تو میں گمراہ ہو گیا اور میرا شمار ہدایت یافتہ لوگوں میں نہیں رہے گا۔ اس کے بعد حضرت علیؑ واپس چلے آئے۔

دوبارہ دعوتِ حق

انس بن مالک کی صاحبزادی سے منقول ہے کہ حضرت علیؑ نے اہل نہر کو دعوت دی اور فرمایا۔ اے لوگو تمہیں اس حکیم کے مسئلہ نے دھوکہ میں مبتلا کر دیا حالانکہ تم نے خود اس کی ابتداء کی تھی۔ اور تم ہی نے ثالثی کا سوال کیا تھا۔ میں نے تو اسے مجبوراً قبول کیا تھا۔ اور میں نے تمہیں خبردار کیا تھا کہ یہ لوگ تمہیں دھوکہ دے کر فریب دینے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن تم نے مخالفین کی طرح انکار کیا۔ اور تم نے نافرمانوں کی طرح میری بات قبول نہ کی۔ مجبوراً میں نے اپنی رائے تبدیل کی اور تمہاری رائے سے موافقت کی۔ خدا کی قسم تم ایک ایسی جماعت ہو جن کی کھوپڑیوں میں دماغ نہیں اور بہتاری عقلیں بیکار ہو چکی ہیں۔ تمہارا باپ مرے میں نے کوئی فعل حرام نہیں کیا۔ خدا کی قسم میں نے تمہارے امور میں کوئی کوتاہی نہیں کی اور نہ ہی اس معاملہ میں کوئی بات تم سے چھپا رکھی۔ میں نہ تم پر لشکر کشی کرنا چاہتا ہوں، اور نہ ہی تمہیں کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ ہمارا معاملہ تمام مسلمانوں پر عیاں ہے۔ تم لوگوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ دو شخص ثالث مقرر کیے جائیں۔ ہم نے ان حکمین سے یہ عہد لیا کہ وہ قرآن کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ اور اس سے تجاوز نہیں کریں گے۔ پس وہ سرگرداں ہوئے اور انہوں نے حق کو دیکھنے کے باوجود اسے مچھوڑ دیا۔ اور بے راہروی ان کی خواہش تھی۔ حالانکہ ہمارا ان سے پہلے عہد یہ تھا کہ وہ انصاف کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ اور حق کی موجودگی میں اپنی رائے اور خواہشات

کو دخل نہیں دیں گے۔ لیکن جب انہوں نے حق کی مخالفت کی اور ایسا فیصلہ دیا جو کسی صورت میں قابل قبول نہ تھا تو ہم پر حقیقت حال واضح ہو گئی۔ اور ہماری باگ ڈور ہمارے قبضہ میں تھی ان تمام امور سے واقف اور شریک کار ہونے کے باوجود بتاؤ کہ تم ہم سے کس طرح قتال کو حلال سمجھتے ہو، اور کس دلیل سے تم نے ہماری جماعت سے بغاوت کو جائز سمجھا۔ صرف اس بناء پر کہ لوگوں نے تحکیم کے لیے دو شخصوں کو انتخاب کیا تم نے تلواریں پھینچ لی ہیں اور ایک دوسرے کی گردنیں مارتے پھرتے ہو، اور لوگوں کا خون بہاتے ہو۔ یہ تو ایک کھلا ہوا نقصان ہے۔ اگر تم بخدا ایک مرنے کو قتل کر دیتے تو اللہ کے ہاں اس کا قتل کرنا بھی بہت بڑا گناہ ہوتا تو پھر اس نفس کو قتل کرنا کہ جس کا قتل اللہ نے حرام کیا ہے کیسے حلال ہو گا۔ اس تقریر پر خارجیوں نے ایک دوسرے سے چلا کر کہا، ان لوگوں سے کسی قسم کی گفتگو نہ کرو، بلکہ خدا تعالیٰ سے ملاقات اور خیریت میں جانے کی تیاری کرو۔

باب ۱

جنگ نہروان

اعلانِ امان

پھر حضرت علیؑ نے اپنی فوج کو مختلف دستوں پر تقسیم کیا اور خوارج نے بھی اپنے دستوں کی تقسیم کی۔ آپؐ نے ابوالیوب انصاری کو امان کا جھنڈا دیا انہوں نے وہ جھنڈا لے کر اعلان کیا کہ تم لوگوں میں سے جو شخص جنگ کیے بغیر اس جھنڈے کے نیچے آجائے گا اس کے لیے امان ہے۔ اسی طرح جو شخص کو فریاد اٹھ چلا جائے گا یا اس جماعت سے جدا ہو کر کسی اور جگہ چلا جائے اس کے لیے بھی امان ہے۔ یہ سن کر فردہ بن نوفل پانچ سو افراد کے ساتھ بند نیچین اور دسکرہ کی طرف جا کر مقیم ہو گیا۔ ایک گروہ خارجیوں کا ساتھ چھوڑ کر کوفہ میں جا ٹھہرا، اور تقریباً سو آدمی حضرت علیؑ کے ساتھ ہو گئے۔

ابتداءِ جنگ

خارجیوں کی کل تعداد چار ہزار تھی۔ اب صرف دو ہزار آٹھ سو آدمی عبداللہ بن وہب کے ساتھ باقی رہ گئے تھے۔ ان بقیہ خارجیوں نے حضرت علیؑ کی جانب لشکر بڑھایا۔ آپؐ نے سوار فوج کو آگے اور پیاد فوج کو سوار فوج کے پیچھے دو صفوں میں تقسیم کیا۔ اور پہلی صف کے آگے نیزہ برداروں کو کھڑا کیا۔ آپؐ نے اپنے لشکر سے مخاطب ہو کر فرمایا: تم اس وقت تک جنگ سے ہاتھ روکے رکھو۔ جب تک دشمن جنگ کی ابتداء نہ کرے اگر انہوں نے تم پر سخت حملہ بھی کیا۔ تب بھی کوئی حرج نہیں اس لیے کہ ان کے ساتھ زیادہ تر پیاد فوج ہے۔ وہ تم تک اسی وقت پہنچ سکتے ہیں جب کہ وہ اپنا اکثر لشکر تباہ کر لیں اور تم پلٹ کر بھی

حملہ کر سکتے ہیں ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہو۔ اس کے بعد خارجیوں نے چیخا شروع کر دیا۔ چلو جلدی سے جنت کی طرف چلو، یہ آواز سنتے ہی تمام خارجیوں نے حضرت علیؑ کے سوار دستوں اور ان لوگوں پر سخت حملہ کیا، جو پیدل فوج کے آگے تھے۔ حملہ کی شدت کی وجہ سے سوار فوج کے گھوڑے اپنی جگہ نہ ٹھہر سکے، اور دو حصوں میں بٹ گئے کچھ دہنی طرف اور کچھ بائیں طرف چلے گئے۔ جس سے خارجیوں کو آگے بڑھنے کا موقع مل گیا، اور وہ پیدل فوج کی طرف بڑھے۔ نیزہ برداروں نے نیزوں سے انکا استقبال کیا، اور سوار فوج دائیں بائیں سے واپس لوٹی۔ اور خارجیوں کو گھیرے میں لے لیا، اور پیدل فوج نے نیزوں اور تلواروں سے حملہ کیا۔ خدا کی قسم کچھ دیر بھی نہ لگی تھی، کہ ان لوگوں نے خارجیوں کو ہمیشہ کی نیند سلا دیا۔

ذوالشعبہ کی تلاش | جب جنگ ختم ہو گئی تو حضرت علیؑ ذوالشعبہ کی تلاش میں نکلے۔ زبان بن صبرہ نے اسے نہر کے کنارے ایک گڑھے میں چالیں پچاس مقتولین کے ساتھ اسے پڑا ہوا پایا۔ راوی کہتا ہے کہ جب اسے گڑھے سے نکالا تو حضرت علیؑ نے اس کا مونڈھا دیکھا تو مونڈھے پر گوشت اس طرح جمع ہو کر ابھرا ہوا تھا جیسے عورت کا پستان ہو اور اس کی باریک سی گھنڈی نکلی ہوئی تھی جس پر سیاہ بال تھے جب اسے کھینچا جاتا تو وہ دوسرے ہاتھ کی لمبائی تک پہنچ جاتی، اور جب اسے چھوڑ دیا جاتا تو پھر وہ مونڈھے پر پہنچ کر پستان کی صورت اختیار کر لیتی۔ جب ذوالشعبہ کو گڑھے سے باہر نکالا گیا۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اللہ اکبر خدا کی قسم نہ تو میں نے جھوٹ بولا تھا، اور نہ مجھ سے جھوٹ بولا گیا۔ خدا کی قسم اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تم عمل کرنا چھوڑ بیٹھو گے تو میں تمہیں وہ فیصلہ سنا تا جو اللہ کی طرف سے نبی کریمؐ کی زبان پر انے لوگوں کے حق میں جاری ہوا، جو ان خارجیوں سے با بصیرت ہو کر اس حق کو پہچان کر جہاد کریں جس پر ہم ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ پھر حضرت علیؑ کا گزر خارجیوں کی لاشوں پر سے ہوا انھیں دیکھ کر حضرت علیؑ نے فرمایا۔ تمہارا بڑا ہوتہیں اس نے نقصان پہنچایا جس نے تمہیں دھوکہ دیا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین ان لوگوں کو کس نے دھوکہ دیا۔ فرمایا شیطان اور ان کے نفس امارہ نے انہوں نے ان لوگوں کو آرزو میں دلا کر دھوکہ میں مبتلا کیا اور ان کے لیے گناہوں کو خوبصورت بنایا، اور انہیں یہ سبق پڑھایا کہ یہ لوگ غالب آ جائیں گے۔

زخمیوں کے لیے امان اور ان کی مرہم پٹی | اس کے بعد حضرت علیؑ نے ان زخمیوں کو طلب کیا جن میں تابستون

جان باقی تھی۔ وہ چار سو اشخاص نکلے۔ آپ نے حکم دیا کہ انھیں ان کے قبیلہ والوں کے پاس پہنچا دیا جائے اور ان کے قبیلہ والوں سے فرمایا۔ انھیں ساتھ لے جاؤ اور ان کا علاج معالجہ کرو جب یہ اچھے ہو جائیں تو انھیں کوہہ پہنچا دو، اور ان کے لشکر گاہ میں ان کی جو چیزیں موجود ہیں ان کے ساتھ لے جاؤ۔

سلمان حرب، سواریاں اور وہ سامان جو جنگ کی حالت میں خارجہوں کے

مقتولین کی تدفین اور مال غنیمت کی تقسیم

ساتھ موجود تھا اسے حضرت علیؑ نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ بقیہ سامان غلام اور باندیوں کو جب ان کے رشتہ دار حضرت علیؑ کے پاس آئے انھیں واپس کر دیا۔ لوگوں نے اپنے اپنے مقتولین کو دفن کیا۔

مسلمانوں کی جنگ سے پہلوتھی

جب حضرت علیؑ جنگ نہروان سے فارغ ہو چکے تو آپ نے پہلے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر لوگوں سے فرمایا

اللہ تعالیٰ نے تم پر بہت احسان فرمایا اور تمہاری امداد کی۔ اس لیے اب تم شامی دشمنوں کے مقابلہ پر چلو وہ کھنسنے لگے۔ اے امیر المومنین ہمارے پاس تیر ختم ہو چکے، تلواریں کند ہو گئیں، اور نیزوں کی سنائیں ٹر گئیں۔ اور ہم میں سے اکثر لوگ زخمی ہیں۔ اس لیے آپ شہر واپس چلے تاکہ ہم دوبارہ اچھی طرح تیاری کر لیں۔ اور اے امیر المومنین شاید ہماری تعداد میں اور اضافہ ہو جائے اور ہم میں سے جو لوگ ہلاک ہوئے ہیں ان کی کمی پوری ہو جائے (حالانکہ اس جنگ میں صرف سات آدمی مارے گئے تھے) اگر ایسا ہوا تو یہ چیز ہمارے لیے ہمارے دشمنوں کے مقابلہ میں زیادہ تقویت کا باعث ہوگی۔ یہ گفتگو اشعث بن قیس نے کی تھی۔ حضرت علیؑ واپس چلے اور نخیلہ میں قیام فرمایا، اور لوگوں کو حکم دیا کہ سب لوگ لشکر گاہ میں رہیں اور جہاد کے لیے تیار رہیں۔ عورتوں اور بچوں کے پاس کم آئیں جائیں تا وقتیکہ ہم دشمن کے مقابلہ پر نہ جائیں۔ ان لوگوں نے چند روز لشکر گاہ میں قیام کیا، پھر آہستہ آہستہ کھسکا شروع ہو گئے۔ حتیٰ کہ چند روسا کے علاوہ سب لشکر گاہ خالی چھوڑ کر چلے گئے۔ جب حضرت علیؑ نے یہ حال دیکھا تو کوہہ واپس چلے آئے اور شامیوں پر حملہ کی رائے مجبوراً ملتوی کرنا پڑی۔

خوارج کے بارے میں حضورؐ کی پیشین گوئی

راوی کہتا ہے کہ حضرت علیؑ واقعہ نہروان سے پہلے

ہم سے بسا اوقات بیان کیا کرتے تھے کہ ایک قوم ہوگی جو اسلام اور دین سے اس طرح نکل جائے گی جس طرح تیرکان سے نکل جاتا ہے۔ ان کی علامت ایک شخص ہوگا جس کا ایک ہاتھ بے کار ہوگا۔

حضرت علی اور خارجیوں کے درمیان جنگ ۲۸ھ میں ہوئی۔

مستند

jabir.abbas@yahoo.com

باب ۱۸

مصر میں محمد بن ابوبکر کی شہادت

حضرت علیؓ کو جب معلوم ہوا کہ اہل مصر محمدؐ کے خلاف ہو گئے ہیں۔ اور انھیں اس پر اعتماد نہیں رہا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ مصر کی حکومت کے لیے دو ہی شخص لائق ہیں۔ ایک توقیس بن سعد اور دوسرے مالک بن حارث اشتر۔

مالک اشتر کے نام حضرت علیؓ کا خط | حضرت علیؓ نے مالک اشترؓ کو خط لکھا جبکہ مالک نصیبین میں مقیم تھے۔

اما بعد! تم ان لوگوں میں سے ہو جن کے ذریعہ میں اقامت دین کی خدمت انجام دیتا ہوں، اور گنہ گاروں کی سخت کا قلع قمع کرتا ہوں۔ اور تم جیسے شخص کے ذریعہ میں خوفناک سرحدوں کی حفاظت کرتا ہوں۔ میں نے محمدؐ کو مصر کا گورنر بنایا تھا۔ اس کے خلاف باغیوں نے بغاوت کر دی ہے۔ ابھی وہ ایک نوجوان لڑکا ہے۔ جسے جنگ کا کوئی تجربہ نہیں۔ اور نہ ہی دوسرے امور کا اسے تجربہ ہے۔ تم میرے پاس چلے آؤ، تاکہ مصر کے معاملہ میں مناسب طور پر غور کر سکیں اور اپنی جگہ پر اپنے ساتھیوں میں سے کسی ایسے شخص کو چھوڑ آؤ جس پر تمہیں اعتماد ہو، اور جو تمہارے ساتھیوں کے ساتھ بہتر سلوک کر سکے۔

مالک اشترؓ حضرت علیؓ کے پاس پہنچے آپ نے ان سے مصر کی حالت بیان

مالک اشترؓ کی مصر کو روانگی اور شہادت

کی اور فرمایا تم مصر چلے جاؤ تمہیں کسی نصیحت کی ضرورت نہیں۔ اس لیے کہ مجھے تمہاری رائے پر بھروسہ ہے۔ اہم امور میں اللہ سے مدد طلب کرنا۔ اشتر نے واپس آکر مصر جانے کی تیاری کی۔ معاویہ کو اس کے جاسوسوں نے اطلاع دی کہ حضرت علیؑ نے اشتر کو مصر کی حکومت دے دی ہے۔ معاویہ چونکہ مصر پر نگاہیں لگائے ہوئے تھا اس لیے اسے مالک اشتر کی امارت بہت شاق گذری اسے معلوم تھا کہ اگر اشتر مصر پہنچ گئے تو وہ محمدؐ سے زیادہ سخت ثابت ہونگے۔ معاویہ نے ذمیوں میں سے ایک شخص جاسیتار نامی کو کھلا بھیجا جو افسر خراج تھا کہ اشتر کو مصر کی حکومت سونپی گئی ہے۔ اگر تو اس کا کام تمام کر دے تو جب تک زندہ رہے گا تجھ سے خراج نہیں لوں گا۔ جہاں تک ممکن ہو تو اسے کسی جیل سے ختم کر دے۔ یہ پیغام سن کر یہ افسر خراج بحیرہ قلزم پر آیا۔ اور وہاں قیام کیا۔ ادھر اشتر عراق سے مصر کی جانب چلے جب بحیرہ قلزم پر پہنچے تو اس افسر خراج نے ان کا استقبال کیا اور کہا آپ کے ٹھہرنے کے لیے یہ مکان اور کھانا و چارہ سب کچھ حاضر ہے۔ میں ایک ذمی شخص ہوں اشتر نے اس کے یہاں قیام کیا۔ وہ دہقان اشتر کی سواری کے لیے چارہ اور اشتر کے لیے کھانا لایا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہوئے تو وہ شہد کا شربت لے کر آیا جس میں اُس نے زہر ملا رکھا تھا۔ وہ گلابس اشتر کو پینے کے لیے دیا۔ اشتر نے وہ شربت پیا تو پیتے ہی جان جان آفریں کے سپرد کی۔ معاویہ شامیوں سے کہا کرتا تھا کہ علیؑ نے اشتر کو مصر روانہ کیا ہے۔ تم اللہ سے دعا کرو کہ وہ تمہیں اس سے بچائے۔ لہذا شامی روزانہ ان کے لیے بددعا کرتے تھے۔ چند دنوں کے بعد جس شخص نے اشتر کو زہر دیا تھا وہ معاویہ کے پاس آیا اور اسے اشتر کی شہادت کی خبر سنا لی معاویہ نے اس خوشی میں لوگوں کو خطبہ دیا۔ اور حمد و ثنا کے بعد کہا۔ علیؑ کے دو داہنے ہاتھ تھے۔ ان میں سے ایک صفین کے روز کاٹ دیا گیا یعنی عمار یا سر اور دوسرا آج کاٹ دیا گیا ہے یعنی اشتر۔

مصریوں کے نام حضرت علیؑ کا خط

حضرت علیؑ کا ایک خط ملا جو مصریوں کے نام تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ کے بندے امیر المؤمنین علیؑ کی جانب سے مسلمانوں کی اس جماعت کے نام جو اللہ کے لیے غضبناک ہوئی جبکہ زمین میں اللہ کی نافرمانی کی گئی۔ اور نیک و بد ہر قسم کے لوگوں پر ظلم کو عام کیا گیا۔ اب ایسا کوئی حق باقی نہیں رہا کہ جس کے ذریعہ آرام حاصل کیا جائے اور منکرات کا یہ حال ہے کہ ان سے قطعاً روکا نہیں جاتا تم پر سلام ہو میں تمہارے سامنے اس اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ تم پر

سلام ہو۔ میں تمہارے پاس اللہ کے بندوں میں سے ایک ایسا بندہ بھیج رہا ہوں۔ جو خوف کے زمانہ میں راتوں کو قطعی نہیں سوتا اور جو دشمنوں سے قطعاً نہیں گھبراتا۔ جو کفار کے لیے آگ کی جلن سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اور وہ مذبح کا بھائی مالک بن حارث ہے۔ اس کی بات سنو، اور اس کی اطاعت کرو۔ کیونکہ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ نہ تو اس کی مار کمزور ہے، اور نہ اس کی دھار کند ہے۔ اگر وہ تمہیں آگے بڑھنے کا حکم دے تو تم آگے بڑھو اور پیچھے ہٹنے کا حکم دے، تو پیچھے ہٹو۔ کیونکہ وہ میرے حکم کے بغیر نہ آگے بڑھتا ہے، اور نہ پیچھے ہٹتا ہے۔ میں نے تمہاری بھلائی کے لیے تمہارے پاس اسے بھیج کر تمہیں اپنے اور ترجیح دی ہے اور تمہارے دشمنوں کے مقابلہ کے لیے ایک سخت جان کو روانہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت کے ذریعہ ہر بڑائی سے محفوظ رکھے، اور تمہیں ایمان و یقین پر ثابت قدم قرار دے۔ والسلام

فتح مصر کے لیے معاویہ کی کوششیں

جب شامی مقام صغین سے لوٹے، تو پہلے تو وہ منتظر رہے کہ حکمین کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ جب حکمین اپنا اختلافی فیصلہ سنا کر واپس ہو گئے، تو اہل شام نے خلافت معاویہ کی بیعت کر لی جس سے اس کی قوت میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا۔ اس کی نگاہ میں مصر سے زیادہ کسی ملک کی حیثیت نہیں تھی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر وہ مصر پر غالب آگیا تو حضرت علیؓ پر غلبہ حاصل کرنا آسان ہو گا کیونکہ مصر کا خراج اور اس کی آمدنی بہت زیادہ ہے۔

عمر و عاص کی مصر روانگی

معاویہ نے عمرو عاص کے ساتھ چھ ہزار لشکر روانہ کیا اور اسے رخصت کرنے کے لیے دُور تک ساتھ گیا جب وہ مصر کے قریب پہنچ گیا تو مصر میں عثمان کے جتنے بھی حامی تھے۔ وہ سب کے سب اس کے پاس جمع ہو گئے۔

فریقین میں جنگ

عمرو عاص لشکر لے کر آگے بڑھا اور اس نے مصر پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو محمد بن ابوبکر رہنے لوگوں کو خطبہ دیا (اور آخر میں ان سے کہا کہ) تم فزاکنا بن بشر کے ساتھ ان کے مقابلہ پر جاؤ، اللہ تم پر رحم کرے۔ بشر بن کنانہ کے ساتھ دو ہزار کا لشکر جنگ کے لیے نکلا، اور محمد بن ابوبکر بھی دو ہزار کا لشکر لے کر نکلے عمرو عاص کنانہ کے مقابلہ پر آیا۔ اور کنانہ محمد بن ابوبکر کے مقدمہ الجیش دہراول دستہ پر مامور تھا۔ عمرو نے اپنی فوج کو کئی دستوں میں تقسیم کیا۔ لیکن ان کا جو دستہ کنانہ کے مقابلہ میں آتا۔ کنانہ اس پر اتنا سخت حملہ کرتا کہ

اسے پیچھے دھکیلتا ہوا عمرو بنک پہنچا دیتا۔ عمرو نے جب یہ صورت حال دیکھی تو معاویہ بن خدیج کو طلب کیا وہ اپنا لشکر لے کر آیا جو کثرت کے باعث سیاہ آندھی کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ انہوں نے کنازہ اور اس کے ساتھیوں کو گھیر لیا، اور شامیوں نے بھی ہر طرف سے ان پر حملے شروع کر دیئے۔ جب کنازہ نے دیکھا کہ ہم گھر چکے ہیں، تو گھوڑے سے نیچے اترا اور اس کے ساتھی بھی اتر پڑے۔ کنازہ اس وقت یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ (ترجمہ آیت) کسی نفس میں یہ اختیار نہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر مر جائے۔ وہ بھی وقتِ مُتینہ پر اور جو شخص دُنیا کا اجر چاہتا ہے ہم اسے آخرت کا اجر دیتے ہیں۔ اور عنقریب شکر گزاروں کو اچھا بدلہ دیں گے۔ کنازہ بہت دیر تک مخالفین سے جنگ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔ جب کنازہ شہید ہو گئے تو عمرو عاص لشکر لے کر محمد بن ابی بکر کی جانب بڑھا۔ لیکن محمدؐ کے ساتھیوں کو کنازہ کی شہادت کی خبر ملی تو وہ سب ساتھ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور محمدؐ کی کوتاہی نہ رہی کہ وہ نکل کر راستہ چلنے لگے یہاں تک کہ وہ سڑک کی ایک نچوڑ پر ایک ویران مکان تک پہنچے تو اس میں پناہ لی معاویہ بن خدیج نے چاروں طرف انہیں تلاش کیا۔ حتیٰ کہ بازار میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا اور ان سے سوال کیا۔ کیا تمہارے سامنے سے کوئی ایسا شخص گزرا ہے جسے تم نہ پہچانتے ہو۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا نہیں خدا کی قسم۔ یہاں سے تو کوئی شخص نہیں گزرا۔ مگر ہاں میں اس ویرانے میں اندر گیا تھا تو اس میں ایک شخص بیٹھا ہوا دیکھا۔ اس پر ابن خدیج نے کہا۔ رپ کعبہ کی قسم یہ وہی شخص ہے۔ یہ لوگ اس کی تلاش میں چلے اور اس ٹوٹے ہوئے مکان میں پہنچے، اور وہاں سے محمدؐ کو پکڑ کر لائے۔ وہ سخت پیاسے تھے۔ یہ لوگ انہیں پکڑ کر فسطاط لے کر آئے۔

محمد بن ابی بکرؓ کی شہادت

محمدؐ نے لوگوں سے کہا مجھے پانی پلا دو۔ معاویہ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ مجھے کبھی پانی کا ایک قطرہ نہ پلائے اگر میں تجھے پانی پلاؤں۔ خدا کی قسم اسے ابو بکر کے بیٹے میں تجھے ضرور قتل کروں گا۔ تجھے اللہ کھولتا ہو پانی اور جہنمیوں کی پیپ پلائے۔ محمدؐ نے جواب دیا۔ اے جلاہن یہودیہ کے بچے تیری یہ آرزو ہرگز پوری نہ ہوگی۔ یہ تو اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ اپنے دوستوں کو پانی پلائے گا اور اپنے دشمنوں کو پیاسا مارے گا۔ مثلاً تو اور تجھ جیسے اشخاص اور جو عثمان سے محبت کرتے ہیں۔ خدا کی قسم اگر میرے ہاتھ میں تلوار ہوتی تو تم سے میں یہ بات نہ سنتا۔ معاویہ بن خدیج نے کہا کیا تو جانتا ہے کہ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتا ہوں، تجھے گدھے کی کھال میں لپیٹوں گا۔ پھر اسے آگ میں جلاؤں گا۔

محمدؐ نے جواب دیا اگر تم میرے ساتھ یہ سلوک کرو گے تو ہمیشہ اللہ کے دوستوں کے ساتھ ایسا سلوک ہوتا آیا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ جو آگ تو میرے لیے جلائے گا۔ اللہ اسے میرے لیے ٹھنڈی کمر دے گا اور اسے سلامتی کا ذریعہ بنا دے گا جیسا کہ اس نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم کے لیے آگ کو ٹھنڈا کر دیا تھا۔ اور اس آگ کو تجھ پر اور تیرے دوستوں پر اس طرح دھکا دے گا جیسا کہ فرود اور اس کے ساتھیوں پر دھکا پیٹتی تھی اللہ تجھے بھی آگ میں جلائے گا۔ اور جس کا ابھی تو نے ذکر کیا یعنی عثمان اور تیرے امیر معاویہ کو بھی آگ میں جلائے گا، اور اسے بھی اور اس سے اشارہ کیا عمرو عاص کی طرف۔ تمہیں ایسی آگ میں ڈالا جائے گا جو تم پر ہر وقت بھڑکتی رہے گی اور جب بھی ہلکی ہوگی تو اللہ اسے بھڑکا دے گا۔ معاویہ نے کہا تو میں تجھے عثمان کے قصاص میں قتل کر رہا ہوں۔ محمدؐ نے جواب دیا تیرا عثمان سے کیا تعلق۔ عثمان نے ظلم کیا اور قرآن کے حکم کو پس پشت ڈال دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (ترجمہ) اور جو اللہ کے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ فاسق ہیں ہم نے اسے اس جرم کی سزا دی اور اسے قتل کر دیا تو اور تجھ جیسے اشخاص جو اس کی تعریف کرتے ہیں تو انشاء اللہ اللہ نے ہمیں تو اس کے گناہ سے بری رکھا ہے اور تو اس کے گناہ میں اس کا شریک ہے۔ اور تیرا انجام بھی اللہ وہی کرے۔ راوی کہتا ہے کہ اس سے معاویہ کو غصہ آگیا، اور اس نے آگے بڑھ کر محمدؐ کو شہید کر دیا پھر اسے گدھے کی کھال میں لپیٹ کر جلا دیا۔

حضرت عائشہ کی بدو عا
جب حضرت عائشہ کو محمدؐ کے اس طرح شہید ہونے کی خبر پہنچی تو انھیں اس کا بہت افسوس ہوا۔ اس واقعہ کے بعد نبی بی عائشہ ہر نماز کے بعد معاویہ اور عمرو عاص کے لیے بدو عا کرتی تھیں۔

محمدؐ کی شہادت پر شام میں خوشی کے شادیاں
حضرت علیؑ کے پاس حجاج بن غزیہ انصاری مصر سے آیا اور اسی وقت عبدالرحمن فزاری بھی آیا جو شام میں حضرت علیؑ کا جاسوس تھا۔ انصاری محمدؐ بن ابوبکر کے ساتھیوں میں سے تھا۔ اس نے مصر میں جو حالات دیکھے تھے بیان کئے، اور محمدؐ کی شہادت کا ذکر کیا اور فزاری نے یہ بتایا کہ اس کے شام سے چلنے سے پہلے عمرو عاص کی طرف سے پے درپے فتح مصر کی خوش خبریاں آئی تھیں، اور آخر میں محمدؐ کی شہادت کی خبر آئی، کہ ان کی شہادت کا اعلان منبر پر کیا گیا۔ فزاری نے بیان کیا۔ اے امیر المومنین میں نے کبھی قوم کو آج تک

اتنا خوش نہیں دیکھا جتنی خوشی محمدؐ کی شہادت سے شامیوں کو حاصل ہوئی۔

حضرت علیؑ نے فرمایا ہمیں اس کی شہادت پر اتنا ہی غم ہے جتنی شامیوں کو اس کی

محمدؐ کی شہادت پر حضرت علیؑ کا رنج و غم

خوشی ہے بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت علیؑ کو محمدؐ کی شہادت کا اتنا دکھ ہوا کہ اس کے آثار آپؐ کے چہرے پر صاف نظر آتے تھے۔ اور آپؐ خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور حمد و ثناء اور رسول اللہؐ پر درود کے بعد فرمایا۔ خبردار مصر کو فاجروں اور صاحبانِ ظلم و جور نے چھین لیا ہے جو اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے اور اسلام میں خدا کی نافرمانی کر کے ٹیڑھی چال چلتے ہیں۔ خبردار محمد بن ابوبکر خدا اس پر رحم کرے شہید کر دیئے گئے۔ ہم اس کی شہادت پر اللہ سے ثواب کی امید رکھتے ہیں (اس کے بعد آپؐ نے محمدؐ کی مدد کے لیے آپ کے لوگوں کو اکسانے اور ان کے سستی کرنے کو بیان کیا) پھر آپؐ نے عبد اللہ بن عباس کو خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا۔ ابا بعد مصر فتح ہو گیا، اور محمد بن ابی بکر شہید کر دیئے گئے۔ ہم اللہ کے پاس اسے اجر کا ذریعہ سمجھتے ہیں، اور اپنے لیے نیک اجر کا ذخیرہ خیال کرتے ہیں الخ (ابن عباس نے خط کا جواب دیا جس میں یہ بھی تحریر تھا۔ آپؐ نے خط میں مصر کے فتح ہونے اور محمد بن ابوبکر کے شہید ہونے کی خبر دی ہے تو ہر حال میں اللہ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ اللہ محمدؐ پر رحم کرے اور اے امیر المؤمنین آپ کو اس کا اجر دے۔

یاداب

حضرت علیؑ کی شہادت اور اس کا سبب

اسی سال ۳۵ھ میں حضرت علیؑ کی شہادت ہوئی۔ اسمٰعیل بن راشد کا بیان ہے کہ ابن ملجم برک بن عبد اللہ اور عمرو بن بکر تمیمی نے ایک جگہ جمع ہو کر معاملات پر غور و فکر کیا اور ان تینوں نے حکام کے طرز عمل پر نکتہ چینی کی۔ اس کے بعد نہروان کے لوگوں (خارجیوں) کا ذکر کیا اور ان کے لیے رحمت اور مغفرت کی دعا کی، اور کہنے لگے ہم ان لوگوں کے بعد زندہ رہ کر کیا کریں گے۔ یہ لوگ ایسے بھائی تھے کہ جو لوگوں کو پروردگار کی طرف دعوت دیتے۔ اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کیا کرتے تھے۔ کیوں نہ ہم اپنی جانوں کو اللہ کے ہاتھ فروخت کر دیں، اور ان گمراہ اماموں کے پاس جائیں اور ان کے قتل کی کوشش کریں۔ اس طرح تمام علاقہ کے لوگوں کو ان سے چھٹکارا مل جائے گا اور ہم اپنے بھائیوں کا انتقام بھی لے لیں گے۔ اس پر ابن ملجم نے کہا۔ علی ابن ابی طالبؑ سے تمہیں میں چھٹکارا دلاؤں گا۔ یہ ابن ملجم مصر کا باشندہ تھا۔ برک بن عبد اللہ نے معاویہ کے قتل کا ذمہ لیا اور عمرو بن بکر نے عمرو عاصؓ کے قتل کا ان تینوں نے اللہ کو حاضر و ناظر جان کر باہم معاہدہ کیا کہ ہم میں سے ہر ایک نے جس شخص کے قتل کا ذمہ لیا ہے وہ اپنے جہد سے پیچھے نہ ہٹے گا یا تو اس شخص کو قتل کر دے گا یا خود قتل ہو جائے گا۔ ان لوگوں نے اپنی تلواروں کو زہر میں سمجھایا۔ اور ان تینوں کے قتل کے لیے شتر، رمضان متعین کی گئی۔ اور اس کے بعد یہ تینوں ان تینوں کے قتل کے لیے روانہ ہو گئے۔

مہر میں حضرت علیؑ کا سر

ابن ملجم کا شمار بنی کندہ میں ہوتا تھا۔ یہ شخص کوفہ پہنچا، اور وہاں اپنے ہم قوم اور دوست و احباب سے ملا،

لیکن اس راز کو اس نے اپنے سینہ میں چھپائے رکھا۔ اور اپنی قوم اور دوستوں سے بھی اس کا کہیں ذکر نہیں کیا تا کہ کہیں راز پہلے سے فاش نہ ہو جائے۔ ایک دن اس نے بنو تیمم الزبیا کے کچھ آدمیوں کو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے اپنے مقتولوں کا ذکر کر رہے ہیں جو حضرت علیؑ نے جنگ نہروان میں ان کے دس افراد قتل کیے تھے۔ اسی دن ابن ملجم تیمم الزبیا کی ایک عورت سے ملا جس کا نام قطام بنت شبنہ تھا۔ حضرت علیؑ نے جنگ نہروان میں اس کے باپ اور بھائی کو قتل کیا تھا۔ پر رات حسن و جمال میں لگانہ روزگار مکتی۔ ابن ملجم نے جب اسے دیکھا تو اپنی عقل کھو بیٹھا اور جس کام کے لیے آیا تھا وہ بھی بھول گیا۔ اور اسے نکاح کا پیغام بھیجا۔ قطامہ نے جواب دیا میں اس وقت تک تجھ سے شادی نہیں کر سکتی جب تک تو میرے کلمے کی آگ نہ بجھا دے۔ ابن ملجم نے کہا وہ کیسے بجھ سکتی ہے۔ قطام نے کہا تین ہزار درہم ایک غلام اور ایک کنیز اور علیؑ ابن ابی طالب کا قتل۔ ابن ملجم نے کہا کیا یہ تیرا مہر ہو گا۔ کیونکہ تو نے علیؑ کے قتل کا

بلا وجہ ذکر نہیں کیا۔ قطام نے کہا ہاں یہ میرا مہر ہو گا۔ میں علیؑ کا سر چاہتی ہوں اگر تو نے ایسا کیا تو تو اپنا اور میرا دونوں کا دل ٹھنڈا کرے گا اور عیش سے زندگی گزارے گا۔ اور اگر تو قتل ہو گیا تو اللہ کے پاس جواہر ہے۔ وہ دنیا پر اس کی زینت سے کہیں بہتر ہے۔ ابن ملجم نے کہا۔ خدا کی قسم میں اس شہر میں علیؑ کے قتل ہی کے لیے آیا ہوں۔ میں تیری ہر خواہش پوری کروں گا۔ قطام نے کہا میں یہ چاہتی ہوں کہ تیرے ساتھ کوئی ایسا شخص ہو جو تیری پشت پناہی اور مدد کر سکے اس کے بعد قطامہ نے اپنی قوم تیمم الزبیا کے ایک شخص کو جس کا نام وردان تھا طلب کیا اس کے سامنے یہ منصوبہ رکھا جسے اس نے قبول کیا۔ اس کے بعد ابن ملجم بنو اشجع کے ایک شخص کے پاس گیا جس کا نام شیب بن بجرہ تھا اور اس سے کہا کیا تو دنیا اور آخرت کی عزت و کرامت چاہتا ہے۔ شیب نے کہا وہ کس طرح ابن ملجم نے کہا وہ عزت و شرافت علیؑ کو قتل کر کے مل سکتی ہے۔ شیب نے کہا تیری ماں تجھے زوئے۔ تو نے بہت ہی بُری بات زبان سے نکالی ہے تو علیؑ پر کیسے قابو پا سکتا ہے۔ ابن ملجم نے کہا میں مسجد میں چھپ کر بیٹھ جاؤں گا۔ جس وقت علیؑ بیچ کی نماز کے لیے نکلے گا۔ ہم اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیں گے۔ اس کے بعد اگر ہم بیچ لے لیں تو ہمارے دل ٹھنڈے ہو جائیں گے۔ اور ہم اپنے مقتولین کا بدلہ بھی لے لیں گے اور

اگر ہم قتل ہو جائیں گے تو اللہ کے پاس ہمارے لیے جو اجر ہے وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے شیبب نے کہا وائے ہو تجھ پر اگر علیؑ کے علاوہ کوئی اور شخص تیرا نشانہ ہوتا تو مجھے اتنا شاق نہ گزرتا۔ تو یہ بھی جانتا ہے کہ علیؑ نے اسلام کی خاطر کتنے مصائب برداشت کیے۔ اور تو یہ بھی جانتا ہے کہ نبی کریمؐ کا ساتھ دینے میں انہوں نے سبقت کی ہے۔ میرا دل ان کے قتل پر مطمئن نہیں۔ ابن ملجم نے کہا تو یہ بات تو جانتا ہے کہ علیؑ نے اہل ہمدان کو قتل کیا ہے۔ اور یہ سب نیک بندے تھے شیبب نے کہا کیوں نہیں۔ ابن ملجم بولا تو ہم ان لوگوں کو ضرور قتل کریں گے جنہوں نے ہمارے بھائیوں کو قتل کیا تھا۔ اس بات پر شیبب نے بھی ابن ملجم کی حمایت کا وعدہ کیا۔ یہ سب مل کر قسامہ کے پاس پہنچے۔ وہ جامع مسجد میں اعتکاف میں بیٹھی تھی۔ اسے سب نے اس سے جا کر کہا ہم نے علیؑ کے قتل پر اتفاق کر لیا ہے۔ قسامہ نے کہا جس روز تم قتل کرنا چاہو اس دن میرے پاس آنا جب اس جمعہ کی شب آئی جس کی صبح کو سیدہ حضرت علیؑ کو شہید کرنے کا منصوبہ تیار کیا گیا تھا۔ ابن ملجم قسامہ کے پاس آیا، اور کہا کہ یہی وہ رات ہے جس کی صبح کو ہم لوگوں نے اپنے اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا عہد کیا تھا۔ اس کے بعد قسامہ نے ریشم کی پٹیاں منگوائیں اور ان کے سینوں پر باندھ دیں۔ ان لعینوں نے اپنی اپنی تلواریں لیں اور اس چوکھٹ کے قریب بیٹھ گئے۔ جہاں سے حضرت علیؑ نماز کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔ جب حضرت علیؑ صبح کے وقت نماز کے لیے نکلے تو شیبب نے آگے بڑھ کر تلوار کا وار کیا جو دروازے کی چوکھٹ یا طاق پر پڑا۔ لیکن ابن ملجم نے آپ کی پیشانی پر تلوار کیا (سنی شیعہ روایات میں ہے کہ ابن ملجم لعین نے نماز کی حالت میں آپ کو شہید کیا، اور وردان بھاگ کر اپنے گھر میں گھس گیا اسی کے باپ کی اولاد میں سے ایک شخص اس کے گھر اچانک پہنچ گیا۔ وردان اپنے سینے سے ریشم کی پٹی اتار رہا تھا۔ اس نے سوال کیا یہ تلوار اور ریشم کی پٹی کیسی ہے۔ وردان نے اسے تمام واقعہ بیان کیا تو وہ شخص اپنے گھر گیا اور تلوار لے کر آیا اور وردان کو قتل کر دیا۔ اور شیبب اندھیرے میں بنو کندہ کے گھروں کی طرف چلا گیا۔ لوگ اس کے پیچھے چلائے۔ راستے میں اسے حضرت موت کا ایک شخص بلا جس کا نام عویہ تھا۔ جب اُس نے شیبب کے ہاتھ میں تلوار دیکھی، تو اسے پکڑ لیا اور شیبب کو نیچے گرا لیا۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ لوگ ادھر اس کی تلاش میں دوڑے ہوئے آرہے ہیں اور شیبب کی تلوار اس کے ہاتھ میں ہے تو حضرمی کو اپنی جان کا خوف پیدا ہوا۔ اس نے شیبب کو چھوڑ دیا، اور شیبب لوگوں کے ساتھ شامل ہو کر جان بچا کر نکل گیا

البتہ ابن ملجم کو لوگوں نے گھیر کر کپڑا لیا۔ اور سہدان کے ایک شخص نے جس کی کینیت الوداد تھی اپنی تلوار نکال کر ابن ملجم کے پاؤں پر ماری اور اس کا پاؤں کاٹ ڈالا۔

محمد بن حنفیہ کا بیان

اس رات جامع مسجد میں تمام رات نماز میں مشغول رہا اور شہر کے دوسرے لوگ بھی چوڑھٹ کے قریب نماز میں مشغول رہے۔ ان لوگوں نے تمام رات قیام و رکوع اور سجدوں میں گزاری اور شروع رات سے آخر رات تک نہیں سوئے۔ جب صبح کے وقت حضرت علیؑ نماز کے لیے نکلے تو لوگوں کو آواز دی۔ نماز نماز یعنی نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ یہ مجھے معلوم نہیں کہ حضرت علیؑ نے یہ کلمات چوڑھٹ سے نکل کر کچے تھے یا چوڑھٹ کے اندر کچے تھے۔ ہاں میں اتنا جانتا ہوں کہ میں نے ایک چمک دیکھی۔ اور میں نے یہ الفاظ سنے اللہ کے علاوہ کسی کا حکم نہیں اور حکم کا اے علیؑ نہ تجھے اختیار ہے، اور نہ تیرے ساتھیوں کو میں نے ایک تلوار دیکھی۔ پھر دوسری تلوار دیکھی۔ پھر حضرت علیؑ کو یہ کہتے سنا کہ تم سے یہ شخص بچ کر نہ نکل جائے۔ اور لوگ اس پر ہر طرف سے ٹوٹ پڑے۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ ابن ملجم کو پکڑ لیا گیا اور حضرت علیؑ کے روبرو پیش کیا گیا۔ میں بھی لوگوں کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ حضرت علیؑ مٹھ مارے تھے۔ جان کے بدلے جان۔ اگر میں مر جاؤں تو تم بھی اسے اسی طرح قتل کر دینا جیسے اس نے مجھے قتل کیا ہے۔ اور اگر میں زندہ رہا تو اس کے بارے میں خود فیصلہ کروں گا۔

تلوار کا اثر

راوی کہتا ہے کہ لوگ گھبرائے ہوئے حضرت حقؑ کے پاس پہنچے اور یہ اس وقت ہوا جبکہ ابن ملجم کو باندھ کر لوگوں نے ان کے سامنے پیش کیا تو حضرت اُمّ کلثوم بنت علیؑ نے روتے ہوئے ابن ملجم سے فرمایا۔ اے اللہ کے دشمن میرے والد پر کوئی خطرہ نہیں۔ خدا تجھے رُسا کرے گا۔ ابن ملجم نے کہا تو پھر تم کس پر رو رہی ہو۔ خدا کی قسم میں نے اس تلوار کو ہزار میں خریدا تھا اور ہزار میں زہر دی ہے۔ اگر یہ ضرب تمام شہر والوں پر بھی پڑ جاتی تو ان میں سے ایک بھی زندہ نہ رہتا۔

آنحضرتؐ کی حبشین کو نصیحت

آپؐ نے امام حقؑ اور امام حسینؑ کو بلا کر فرمایا میں تم دونوں کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، اور یہ کہ تم دونوں ہرگز دنیا کو نہ چاہنا۔ اگرچہ دنیا تمہیں چاہے۔ اور دنیا کی جو چیز تم سے دور کر دی جائے۔ اس پر گریہ نہ کرنا۔ ہمیشہ حق بات کہنا۔ یتیموں پر رحم کرنا۔ پریشان کی مدد کرنا۔ آخرت کی تیاری میں مصروف

رہنا۔ ہمیشہ ظالم کے دشمن اور مظلوم کے حامی رہنا۔ اور کتاب اللہ کے احکام پر عمل کرنا۔ اللہ کے دین میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نگہبرانا۔ پھر محمد بن حنفیہ کی جانب دیکھ کر فرمایا میں نے تیرے بھائیوں کو جو وصیت کی ہے تو نے اسے منکر محفوظ کر لیا ہے۔ محمد نے عرض کیا۔ جی ہاں آپ نے محمدؐ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ میں تجھے بھی وصیت کرتا ہوں جو تیرے بھائیوں کو کی ہے۔ اس کے علاوہ میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کی عزت و توقیر کرنا۔ اور ان دونوں کے اس اہم حق کو ملحوظ رکھنا جو ان کا تیرے ذمہ ہے۔ ان دونوں کے حکم کی پیروی کرنا اور ان کے حکم کے بغیر کوئی کام نہ کرنا۔

اس کے بعد حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ سے فرمایا میں تم دونوں کو بھی محمدؐ کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ تمہارا بھائی اور تمہارے باپ کا بیٹا ہے۔ اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ تمہارا باپ اس سے محبت کرتا ہے۔

آپ کی وصیت

جب وفات کا وقت آیا تو آپؐ نے وصیت فرمائی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وہ وصیت ہے جو علی ابن ابی طالبؑ نے کی

ہے۔ وہ اس بات کی وصیت کرتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ وہ کہتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے تاکہ وہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کر دے۔ خواہ یہ بات مشرکین کو جبری ہی کیوں نہ معلوم ہو۔ یقیناً میری نازی میری قربانی میری زندگی اور میری موت سب کچھ اللہ کے لیے ہے۔ جو عالمین کا رب ہے جس کا کوئی شریک نہیں مجھے اسی چیز کا حکم دیا گیا ہے اور میں تسلیم خم کرنے والوں میں سے ہوں۔ اے حسنؑ میں تجھے اور اپنی تمام اولاد، اور تمام گھر والوں کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جو تمہارا پروردگار ہے اور اس بات کی کہ تم صرف اسلام پر جان دینا تم سب مل کر اللہ کے دین کو مضبوطی سے تھام لو اور باہم متفرق نہ ہو جانا۔ کیونکہ میں نے ابراہیمؑ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔ باہم ایک دوسرے سے تعلق رکھنا اور صلاح و درستی کے ساتھ رہنا عام (نوافل) نماز و روزوں سے افضل ہے۔ تم اپنے تمام رشتہ داروں کے ساتھ رہنا اس سے اللہ تم پر حساب کو نرم کر دے گا۔ یتیموں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرنا نہ تو انھیں اتنا موقع دینا کہ وہ اپنی زبان سے تم سے مدد طلب کریں نہ ہی تمہاری موجودگی میں پریشانی میں مبتلا ہوں۔ اللہ سے ڈرو اور اللہ سے پڑوسیوں کے حقوق کے بارے میں ڈرو

کیونکہ وہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت ہیں۔ آپ ہمیشہ پڑوسیوں کے حقوق کی وصیت کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ہمیں خوف ہوا کہ ہمیں حضور پڑوسیوں کو وارث ہی نہ بنادیں۔ قرآن کے بارے میں اللہ سے ڈرو ہمیں قرآن پر عمل کرنے میں تمہارے اخبار تم سے سبقت نہ لے جائیں۔ نماز کے معاملہ میں بھی اللہ سے ڈرو کیونکہ یہ تمہارے دین کا ستون ہے۔ تم اپنے پروردگار کے گھر کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو، اور جب تک زندہ رہو اس کو خالی نہ چھوڑو۔ کیونکہ اگر اسے خالی چھوڑ دیا گیا تو مخلوق پر اللہ کی نظر رحمت نہیں رہے گی۔ اور جہاد کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو،

اور اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرو۔ زکوٰۃ کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو کیونکہ یہ غضب خدا کو بھادیتی ہے۔ اور اپنے نبی کی فہم داری کے لیے اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو (یعنی کافر ذمی کے متعلق) تمہاری موجودگی میں ان پر ظلم نہ ہوتے پائے۔ اپنے نبی کے صحابہ کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو۔ کیونکہ رسول اللہ نے ان کے بارے میں وصیت فرمائی ہے۔ فقراء اور مساکین کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو۔ انہیں اپنی روزیوں اور کھانے میں شریک کرو۔ اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو۔ نماز ادا کرو

۔ دین کے معاملہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرو۔ اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہے گا۔ اور تمہارے خلاف بغاوت کرے گا، تو اللہ تمہاری کفایت کرے گا۔ لوگوں سے اچھی بات کہو جیسا کہ اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک نہ کرو اگر تم اس کو ترک کر دو گے تو اللہ تم پر بُرے لوگوں کو حاکم بنادے گا۔ پھر تم دعا کرو گے تو تمہاری دعا قبول نہیں ہوگی۔ صلہ رحمی کرو اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرو۔ پشت دکھانے قطع رحمی کرنے اور تفرقہ اندازی سے احتراز کرو۔ نیکی اور تقویٰ کے معاملہ میں ایک دوسرے سے اعانت کرو اور اللہ سے ڈرو۔ نافرمانی اور سرکشی میں کسی کی اعانت نہ کرو۔ اللہ سے ڈرو۔ کیونکہ اللہ سخت عذاب والا ہے اسے اہل بیت اللہ تمہاری حفاظت کرے اور تمہارے بارے میں تمہارے نبی کی حفاظت کھے میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ اور تم پر سلام اور اللہ کی رحمت بھیجتا ہوں۔ پھر آپ لا الہ الا اللہ پڑھنے میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ طائر زوج عالم بالا کو پرواز کر گیا۔ آپ کی شہادت ماہ رمضان سنہ ۱۱ میں ہوئی۔ آپ کو آپ کے بیٹوں حسن و حسین اور عبد اللہ بن جعفر نے غسل دیا تین کپڑوں میں آپ کو کفن دیا گیا۔ امام حسن نے نماز جنازہ پڑھائی اور نماز میں نو تکبیریں کھیں۔ پھر چھ ماہ تک سخت خلافت پر متمکن رہے۔

قاتل کے بارے میں آپ کی وصیت

حضرت علیؑ نے حضرت حسنؑ کو قاتل کا مثلہ
(اس کے ہاتھ پاؤں ناک کان کاٹنا) کھانے

سے منع فرمایا۔ پھر فرمایا اے اولادِ عبدالمطلب کہیں تم میری وجہ سے مسلمانوں کا خون نہ بہانا اور یہ نہ کہتے پھرنا کہ امیر المومنین قتل کر دیئے گئے۔ سو اے میرے قاتل کے کسی کو قتل نہ کرنا۔ اے حسنؑ اگر میں اس کے وار سے مر جاؤں تو تم بھی قاتل کو ایک ہی وار سے ختم کرنا۔ کیونکہ ایک وار کے بدلے میں ایک ہی وار ہے۔ اور اس شخص کا مثلہ نہ کرنا۔ کیونکہ میں بنے رسول اللہؐ سے منسوب ہے کہ تم لوگ مثلہ سے احتراز کرو۔ خواہ وہ باؤلے کتے ہی کا کیوں نہ ہو۔

قاتل کا انجام

امام حسنؑ نے آگے بڑھ کر اسے قتل کر دیا۔ پھر لوگ اس کی لاش سے چپٹ گئے، اور اس کی بوٹیاں کر کے اسے آگ میں ڈال دیا۔

حضرت علیؑ کی شہادت پر بی بی عائشہ کی خوشی سے

بی بی عائشہؓ کو جب حضرت علیؑ کی شہادت کی خبر ملی تو انہوں نے یہ شعر پڑھا (شعر کا ترجمہ) اس نے اپنی لاکھٹی رکھ دی اور جدائی کو قرار مل گیا جس طرح مسافر کی آنکھیں سفر کی واپسی سے ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ اس کے بعد سوال کیا کہ انھیں کس نے قتل کیا ہے۔ جواب دیا گیا کہ بنو مراد کے ایک شخص نے اس پر انہوں نے دوسرا شعر پڑھا (ترجمہ شعر) وہ دور تھا اس کی موت کی خبر ایک لڑکالے آیا۔ خبر دینے والے کے منہ میں مٹی نہ پڑے۔ اس پر زینب بنت ابی سلمہؓ نے کہا۔ آپ علیؑ کے بارے میں یہ کہہ رہی ہیں تو بی بی عائشہؓ نے کہا۔ میں بھول جایا کرتی ہوں۔ جب میں بھول جایا کروں تو مجھے یاد دلایا کرو۔

ابو الاسود دہلی کا مرثیہ

(اشعار کا ترجمہ) معاویہ بن حرب کو یہ خبر پہنچا دو۔ خدا کرے خوش ہونے والوں کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں۔ کیا تو نے

ہمیں روزوں کے مہینہ میں مصیبت میں مبتلا کیا ہے۔ اُس شخص کے ذریعہ جو تمام لوگوں سے بہتر تھا۔ جتنے لوگ سوار یوں اور کشتیوں پر سوار ہوئے ان میں سب سے بہتر شخص کو تم نے قتل کر دیا ہے۔ اور ان سے بہتر جو تاپہن کر یا نیگے پاؤں چلتے، اور جو منٹانی (سورہ فاستح) اور مٹین کی تلاوت کرتے ہیں۔ جب تیرے سامنے ابو حسینؑ کا چہرہ آیا تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ چودھویں کا چاند ہے جو دیکھنے والوں کو لبھار ہا ہے۔ قریش یہ خوب جانتے ہیں (اے علیؑ) کہ تو حسب نسب میں سب سے بہتر ہیں۔ (یہ اشعار قابل غور ہیں)

حضرت علیؑ کی عمر | حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ حضرت علیؑ تریسٹھ سال کی عمر میں شہید کیے گئے (مؤلف کتاب کہتا ہے) کہ یہی سب سے زیادہ ہے۔

ہشام کا قول ہے جب حضرت علیؑ خلیفہ ہوئے تو ان کی عمر اٹھاون سال کچھ ماہ تھی اور تین ماہ محرم پانچ سال تک ان کی خلافت رہی۔ پھر انھیں ابن ملجم نے شہید کیا جس کا نام عبد الرحمن بن عمرو تھا۔ چار سال نو ماہ آپ نے خلافت (ظاہری) کی اور سترھ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔

جلیلہ مبارک | اسحق نے ابو جعفر محمد بن علی (امام باقرؑ) سے سوال کیا۔ حضرت علیؑ کا جلیلہ کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا درمیانہ قدر، رنگ زیادہ گندم گوں۔ آنکھیں بڑی بڑی۔ پیٹ کچھ بڑا۔ خود پہننے کی وجہ سے زیادہ تر سر کے بال گر چکے تھے (دراصل چوڑی ہتھی اور سروداڑھی کے بال سپید ہو گئے تھے)۔

نسب خاندان | آپ کا اسم گرامی علی بن ابی طالب تھا۔ آپ کے والد ابوطالب عبد مناف تھے۔ جو عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف تھے۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف تھیں۔

ازواج و اولاد | سب سے پہلے آپ نے حضرت فاطمہ بنت رسول اللہؐ سے شادی فرمائی۔ اور ان کی موجودگی میں کوئی دوسری شادی نہیں کی۔ حضرت علیؑ کے یہاں حضرت فاطمہؑ سے حسنؑ و حسینؑ اور ایک لڑکا جس کا نام محسن تھا پیدا ہوئے۔ محسن کا کم عمری میں ہی انتقال ہو گیا تھا (قابل غور ہے) دو صاحبزادیاں یعنی زینب کبریٰ اور ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

۴: حضرت علیؑ نے حضرت فاطمہؑ کے بعد ام البنین بنت حزام سے شادی فرمائی۔ ان سے حضرت علیؑ کے یہاں حضرت عباس جعفر عبد اللہ اور عثمان پیدا ہوئے۔ جناب عباس کے علاوہ کسی کی نسل نہیں چلی۔ یہ سب بھائی حضرت حسینؑ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے تھے۔

۵: ایک شادی لیلیٰ بنت مسعود سے کی جس سے دو لڑکے ہوئے جو حضرت حسینؑ کے ساتھ طعن میں شہید ہوئے۔

۶: ایک شادی اسماء بنت عمیس سے فرمائی۔ ان سے یحییٰ اور محمد اصغر یا یحییٰ اور عون پیدا ہوئے۔ محمد اصغر حضرت حسینؑ کے ساتھ شہید ہوئے۔

۷: ایک زوجہ صہبا تھیں جن کی کنیت ام حبیب ہے۔ ان سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی رقیہ پیدا ہوئے۔

۶ : امامہ بنت ابوعاص ان کی والدہ حضرت زینب بنت (ربیعہ) رسول تھیں۔ ان سے محمد اوسط پیدا ہوئے۔

۷ : خولہ بنت جعفر ان سے محمد حنفیہ پیدا ہوئے۔

۸ : ایک زوجہ ام سعید تھیں۔ ان سے ام الحسن اور ملکہ کبریٰ پیدا ہوئیں۔ آپ کے ہاں اور بھی لڑکیاں مختلف ماؤں سے پیدا ہوئیں جن کی ماؤں کے نام معلوم نہیں ہیں۔

۹ : ایک زوجہ میات بنت امرؤ القیس تھیں جن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو چھپٹین میں فوت ہو گئی۔

حضرت علیؑ کی پشت سے چودہ فرزند اور ستر لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ واقعی کا قول ہے کہ حضرت علیؑ کے پانچ بیٹوں سے اولاد چلی حضرت حسنؑ حضرت حسینؑ محمد حنفیہ۔ عباس اور عمر بن تغلیہ

یزید بن عدی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علیؑ کو قبیلہ ہمدان سے نکلتے دیکھا۔ جب

حضرت علیؑ کے اوصاف حمیدہ

باہر نکلے تو دو جماعتیں باہم لڑ رہی تھیں۔ حضرت دونوں کے درمیان گھس گئے اور دونوں کو جدا کر دیا۔ ابھی کچھ دور گئے تھے کہ انہوں نے یہ آواز سنی کوئی مددگار ہے کوئی مددگار ہے۔ جلدی جلدی آپ ادھر چلے۔ حتیٰ کہ میں آپ کے جوتوں کی آواز سن رہا تھا۔ اور آپ فرما رہے تھے تیرے پاس تیرا مددگار آگیا۔ وہاں جا کر دیکھا کہ ایک شخص دوسرے سے چپٹا ہوا ہے۔ آپ کو دیکھ کر ان میں سے ایک شخص نے کہا اے امیر المومنینؑ میں نے اسے یہ کپڑا نو درہم میں فروخت کیا تھا۔ اور یہ شرط کی تھی کہ یہ مجھے بیکار اور کٹے ہوئے درہم نہیں دے گا۔ اور اس وقت لوگ یہ شرط لگایا کرتے تھے۔ میں اس کے پاس یہ درہم لے کر آیا تاکہ یہ انھیں تبدیل کر دے۔ اُس نے انکار کیا میں نے اس سے اصرار کیا تو اس نے میرے طمانچہ مارا۔ اس پر حضرت علیؑ نے طمانچہ مارنے والے سے کہا اس کے درہم بدل دے۔ اور دوسرے سے کہا۔ اس پر گواہ لاؤ کہ اس نے تمہارے طمانچہ مارا ہے وہ گواہ لے آیا۔ تو حضرت علیؑ نے طمانچہ مارنے والے کو بٹھا دیا اور مظلوم سے فرمایا اس سے قصاص لے لو مظلوم نے جواب دیا اے امیر المومنینؑ میں نے اسے معاف کیا حضرت علیؑ نے فرمایا میں نے تو تیرا حق پورا کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ پھر اس ظالم کے نوکڑے مارے اور فرمایا یہ حاکم کی جانب سے سزا ہے۔

ناجیہ کے باپ کا بیان ہے کہ ہم قصر الامارۃ کے دروازہ پر کھڑے تھے کہ ہمارے پاس حضرت علیؑ تشریف لائے۔ ہم نے جب انہیں آتے دیکھا تو ان کی ہیبت سے ان کے سامنے سے ہٹ گئے۔ جب حضرت علیؑ آگے بڑھ گئے تو ہم بھی ان کے پیچھے پیچھے چلے وہ ابھی کچھ دُور چلے تھے کہ انہوں نے یہ آواز سنی کہ اللہ کے واسطے کوئی مددگار اچانک دو آدمی باہم لڑ رہے تھے۔ آپ نے ان دونوں کے سینوں پر ہاتھ مار کر انہیں پیچھے ہٹا دیا اور ان دونوں سے فرمایا ایک دوسرے سے جُدا ہو جاؤ۔ ان میں سے ایک شخص نے عرض کیا امیر المومنین اسے مجھ سے بکری خریدی تھی اور شرط یہ تھی کہ یہ مجھے خراب اور روڈی درہم نہیں دے گا۔ لیکن اس نے مجھے ایک کھوٹا درہم دیا میں نے اسے وہ درہم واپس کر دیا تو اس نے مجھے طمانچہ مارا آپ نے دوسرے سے سوال کیا تم کیا کہتے ہو اس نے جواب دیا۔ اے امیر المومنین یہ سچ کہتا ہے آپ نے اس سے فرمایا اچھا پہلے اپنی شرط پوری کرو جب شرط پوری ہو گئی تو طمانچہ مارنے والے کو بٹھا دیا اور مظلوم سے کہا اس سے قصاص لے لو۔ مظلوم نے پوچھا کیا قصاص لوں یا معاف کر دوں۔ آپ نے فرمایا اس کا نیچے اختیار ہے۔ الغرض اس ظالم کو معاف کر دیا گیا۔ جب وہ وہاں سے کچھ دُور چلا گیا تو حضرت علیؑ نے لوگوں سے فرمایا اسے پکڑ کر یہاں لاؤ۔ لوگ اسے پکڑ کر آپ کے پاس لائے تو اس کی پشت پر کوئی چیز رکھ دی جیسے مکتب کے بچوں پر رکھی جاتی ہے۔ (یعنی کان پکڑا کر اوپر سے پشت پر کوئی چیز رکھ دی) پھر اس کے نوکڑے مارے اور فرمایا یہ اس شخص کی ہتک عزت کی سزا ہے۔

حضرت حسنؑ کا خطبہ

ابو خالد بن جابر کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام کی شہادت کے بعد حضرت حسنؑ علیہ السلام خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا :-

”تم نے اس رات ایک شخص کو شہید کر دیا۔ جس رات قرآن نازل ہوا جس میں حضرت عیسیٰؑ (علیہ السلام) آسمان پر اُٹھائے گئے جس میں حضرت موسیٰؑ (علیہ السلام) کے ساتھی حضرت یوشع بن نون شہید ہوئے خدا کی قسم جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں نہ وہ حضرت علیؑ (علیہ السلام) سے آگے بڑھ سکے ہیں اور نہ بعد میں آنے والے ان سے سبقت لے سکیں گے۔ خدا

کی قسم رسول اللہؐ انھیں شکر دے کر روانہ فرماتے تو جبریل و میکائیل
ان کے دائیں بائیں ہوتے۔ خدا کی قسم نہ انھوں نے کچھ سونا چھوڑا اور
نہ کچھ چاندی چھوڑی۔ سوائے آٹھ یا سات سو درہم کے جو خادمہ کے لیے
چھوٹے ہیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

جلد چہارم معاویہ بن ابوسفیان

۵۴۰ھ میں حضرت حسن بن علی علیہ السلام کیلئے خلافت کی بیعت ہوئی۔ سب سے پہلے قیس بن سعد نے بیعت کے لیے اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا: میں آپ سے خدا کے عزوجل کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت اور مفسدوں سے جنگ کرنے پر بیعت کرتا ہوں۔ حضرت حسن نے فرمایا کہ خدا کی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سب شرطوں سے افضل ہے۔ قیس نے بیعت کر لی اور کچھ نہ کہا۔ پھر اور لوگوں نے بیعت کی۔

روایت ہے کہ بیعت خلافت کے بعد حضرت حسنؑ لوگوں کو ساتھ لیے ہوئے اہل عراق کی بلکہ ہمدی مدائن میں آکر بٹھریں اور اپنے ہراول دستے پر بارہ مغز آدمیوں کے ہراول قیس بن سعد کو روانہ کیا۔ معاویہ نے اہل شام کے ساتھ مقام سکین پر منزل کی۔ امام حسنؑ بھی مدائن میں تھے کسی نے لشکر میں سے پکار کر کہا: قیس بن سعد مارے گئے۔ اب بھاگو (سنتے ہی) لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ امام حسنؑ کے خیمہ کو لوٹ لیا۔ یہاں تک کہ جن فرشش پر آپ بیٹھے ہوئے تھے اسے بھی گھسیٹ لیا۔ آپ ہاں سے چل کر مقصورہ بیضا میں جا کر اترے۔ امام حسنؑ نے جناب دیکھا کہ حکومت کے معاملہ میں تفرقہ پڑ گیا ہے۔ تو معاویہ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا۔ معاویہ نے عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمن بن سمرہ کو ان کے پاس روانہ کیا۔ یہ دونوں شخص مدائن میں امام حسنؑ کے پاس آئے اور جو کچھ آپ چاہتے تھے سب منظور کر لیا۔ پھر اہل عراق کے مجمع میں امام حسنؑ تے کھڑے ہو کر فرمایا: اے اہل عراق! میں نے تم لوگوں سے جو اپنی جان چھڑالی ہے اس کے تین سبب ہیں۔ میرے باپ کو تم نے قتل کیا۔ مجھ پر تم نے برہمچی کا دار کیا اور میرا مال تم نے لوٹ لیا۔ اسی سال مقام ایلیا پر معاویہ کے لیے بیعت خلافت لی گئی۔ اس سے پیشتر معاویہ کو شام میں امیر اور حضرت علیؑ کو عراق میں امیر المؤمنین کہتے تھے (ایک روایت ہے کہ امام حسنؑ کے صلح کے خط سے پہلے) معاویہ نے سادہ کاغذ پر اپنی ہر لکاکر امام حسنؑ کو لکھ بھیجا تھا کہ اس کاغذ پر جو شرطیں آپ کا جی چاہے

لکھ دیں مجھے سب منظور ہیں۔

امام حسن کی کوفہ میں تقریر | کوفہ میں جب مجمع ہو گیا عمرو عاص نے معاویہ سے کہا کہ وہ حق سے کہے اٹھ کر گفت و گو کریں۔ معاویہ کو یہ بات ناگوار تھی معاویہ نے عمرو سے پوچھا تمہارا اس سے کیا مقصد ہے کہ وہ تقریر کریں۔ عمرو نے کہا میں چاہتا ہوں لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ تقریر کرنے میں عاجز ہیں۔ اس سلسلے میں عمرو نے اتنا اصرار کیا کہ آخر معاویہ کو ماننا پڑا معاویہ نے خود مجمع میں آکر تقریر کی۔ پھر ایک شخص کو حکم دیا اس نے پکار کر کہا اے حسن اٹھئے اس مسجد میں تقریر کیجئے انہوں نے باقاعدہ توجہ و رسالت کی شہادت دی اس کے بعد فرمایا اے لوگو خدا نے ہم میں سے پہلے شخص کے ذریعہ تمہاری ہدایت کی اور ہم میں سے آخری شخص کے ذریعہ تمہیں کشت و خون سے بچالیا اور سنو حکومت کے لیے ایک مدت و میعاد ہے اور دنیا دست بدست (پہرا کرتی) ہے اور حق تعالیٰ اپنے نبی سے فرما چکا ہے **ان ادی لعلہ فتنہ لکھو و متاع الحاحین** کیا معلوم کہ وہ تمہاری آزمائش ہو، اور چند دن کی آسائش! آنا ہی کہنا تھا کہ معاویہ نے کہا بیٹھ جائیے اور عمرو پر معاویہ کو غصہ آ رہا تھا کہ تمہاری رائے پر چلنے کا یہ انجام ہے۔ اس کے بعد حسن مدینہ چلے گئے کوفہ میں معاویہ کا داخلہ ربیع الاول یا جمادی الاول اسلحہ کی پھیسوں تاریخ کو ہوا۔

امام حسن کی روانگی کوفہ | صلح کے بعد مقام مسکن سے امام حسن، حسین اور عبداللہ بن جعفر اپنے حشم و خدام اور ساز و سامان کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ امام حسن جب وہاں پہنچے تو آپ کا زخم اچھا ہو گیا تھا مسجد کوفہ میں آئے اور فرمایا اے اہل کوفہ تمہیں اپنے ہمیشہ اپنے جہان اور اپنے نبی کے اہل بیت کے بارے میں جن سے خدا نے نجات کو دور رکھا اور جنہیں اس طرح پاک رکھا جو پاک رکھنے کا حق ہے خوف خدا کرنا چاہیے یہ سن کر لوگوں نے روانہ شروع کر دیا۔

نہ ہ کے واقعات

منیر رسول کو منتقل کرنے کا ارادہ | اس سال معاویہ نے حکم دیا کہ منیر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھا کر شام لے جائیں۔ منیر کو ذرا سی جنبش دی گئی تو منیر کو گھن لگ گیا۔ یہاں تک کہ دن کو تار سے ٹکل آئے۔ معاویہ کے اس حکم کو سب لوگوں نے ایک امر عظیم بد سمجھا اس پر معاویہ نے کہا تمہارا یہ ارادہ نہ تھا کہ منیر اٹھایا جائے مجھے تو یہ اندیشہ ہوا تھا کہ اسے دیمک لگ گئی ہوگی۔ اس لیے میں نے خود دیکھ لیا۔ پھر اسی دن منیر پر پوشش ڈال دی گئی۔

خود معاویہ نے بیان کیا کہ میری رائے یہ تھی کہ رسول اللہ کے منبر اور عشا کے عینہ میں نہیں چھوڑنا چاہیے۔ وہاں کے

معاویہ کی منبر رسول کے متعلق معذرت

لوگ "امیر المؤمنین" عثمان کے قاتل اور دشمن ہیں۔ جب معاویہ کا مدینہ میں ورود ہوا تو عصلے مبارک سعد بن زید کے پاس تھا۔ ان سے معاویہ نے منگو ابھیجا۔ ابوہریرہ اور جابر بن عبد اللہ یہ سن کر معاویہ کے پاس آئے اور کہا اے "امیر المؤمنین" خدا کے واسطے ایسا نہ کیجئے۔ یہ بات مناسب نہیں کہ جس جگہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھ دیا ہے وہاں سے آپ منبر اور عشا کو اٹھا کر شام لے جائیں پھر مسجد کو بھی یہاں سے لے جائیے، یا تاخیر معاویہ نے یہ ارادہ ترک کیا اور منبر میں چھڑنے اور بٹھا دیئے اس زمانہ میں منبر رسول اللہ آٹھ زینوں کا ہے اس باب میں معاویہ نے لوگوں سے بہت معذرت کی۔

پھر عبدالملک نے اپنے عہد میں منبر کو اٹھا لانے کا قصد کیا قبضہ بن ذریب نے فرمایا اے رسول اللہ کی عظمت

نے ذرا سا اسے سرکایا تھا جس سے سورج کو گن گن گیا۔ رسول اللہ فرماتے ہیں کہ میرے منبر پر جو کوئی جھوٹی قسم کھائے گا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے گا اسی منبر کے پاس اہل مدینہ کے حقوق کا قطعی فیصلہ ہوا کرتا ہے آپ اے مدینہ سے لے جانا چاہتے ہیں بالآخر عبدالملک نے یہ خیال دل سے نکال دیا اور دوبارہ کبھی اس کا ذکر تک نہ کیا۔ ولید کا زمانہ آیا تو اس نے بھی جس سال حج کیا یہی ارادہ کر لیا اور کہا کہ میں تو اس بات کو کبھی گزروں گا۔ یہ سن کر سعید بن مسیب نے عمر بن عبدالعزیز کو کہلا بھیجا کہ ذرا ولید کو سمجھاؤ کہ خدا سے ڈرے اور سے ناراض نہ کرے۔ غرض عمر بن عبدالعزیز کے کہنے سے ولید اس کام سے باز آیا اور پھر اس کا ذکر نہ کیا۔ جس سال سلیمان بن عبدالملک حج کو آیا تو عمر بن عبدالعزیز نے ان سب باتوں کا ذکر کیا کہ ولید نے ایسا ارادہ کیا تھا اور سعید بن مسیب نے یہ کہلا بھیجا۔ سلیمان نے یہ سن کر کہا عبدالملک اور ولید کا اس بات کا ذکر کرنا ہی مجھے اچھا نہیں معلوم ہوا ہم کو اس بات کی ضرورت ہی کیا ہے۔ دنیا کو تو ہم لے چکے وہ تو ہمارے قبضہ میں ہے پھر بھی یہ ارادہ کریں کہ اسلام کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی کو جس کی زیارت کو لوگ آیا کرتے ہیں اٹھا کر اپنے پاس لے جائیں یہ کسی طرح مناسب نہیں۔

معاویہ کے قاصد نے ان لوگوں سے کہا چھ شخص چھوڑ دیئے

مجر اور اصحاب حجر کی شہادت

جائیں گے اور آٹھ قتل کر دیئے جائیں گے۔ ہم لوگوں کو حکم ہے کہ تم کو علی سے تبرا اور ان پر لعنت کرنے کو کہیں اگر تم ایسا کرو گے تو تم کو چھوڑیں۔ ورنہ تم کو قتل کر دیں۔ "امیر المؤمنین" کا خیال ہے کہ خود تمہارے ہی ہم وطنوں کی گواہی سے تمہارا قتل کرنا ان کے لیے جائز ہو چکا

ہے۔ مگر انہوں نے معاف کر دیا ہے۔ تم اس شخص (علیؑ) پر تبرا کرو۔ تو ہم سب کو چھوڑ دیں گے۔ ان لوگوں نے کہا۔ خداوند اہم سے تو یہ فعل کبھی نہ ہو سکے گا۔ پس ان کے لیے قبروں کے کھودنے کا حکم دے دیا گیا۔ قبریں کھد نے لگیں۔ کفن سب کے لیے آگے۔ رات بھر یہ لوگ نماز پڑھتے رہے۔ صبح ہوئی تو اصحاب معاویہ نے ان سے کہا۔ رات تو ہم نے تمہاری طولانی نمازوں اور دعاؤں کو دیکھا۔ یہ تو بتاؤ کہ عثمان کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے انہوں نے کہا۔ وہی تو پہلا شخص ہے جس نے حکم میں جو رکیا اور ناحی پر عمل کیا۔ یہ سن کر اصحاب معاویہ کہنے لگے۔ ”امیر المؤمنین“ نے تمہیں خوب پہچانا تھا۔ یہ کہہ کر قتل کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ اس شخص (حضرت علیؑ) پر تبرا کرو۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو ان سے تو تری رکھتے ہیں اور جس نے ان سے تبرا کیا ہم اس سے تبرا کرتے ہیں۔ اب ایک ایک شخص کو قتل کرنے کے لیے کھینچا۔ پھر حجر نے ان لوگوں سے کہا۔ ذرا مجھے وضو کر لینے دو۔ انہوں نے کہا کہ لو جب وضو کر چکے تو کہا کہ دو رکعت نماز بھی پڑھ لینے دو۔ بعد میں نے جب وضو کیا ہے دو رکعت نماز ضرور پڑھی ہے کہا پڑھ لو جو نماز پڑھ کر واپس آئے اور کہنے لگے۔ واللہ اتنی مختصر نماز میں نے کبھی نہیں پڑھی۔ اگر یہ بات نہ ہوتی۔ تم خیال کرو گے کہ مجھے موت سے اضطراب ہے تو جی چاہتا تھا کہ اس نماز کو طول دیتا۔ پھر کہا خداوند اہم تجھ سے اس گروہ کے مقابلہ میں مدد چاہتے ہیں۔ اہل کوفہ نے ہمارے خلاف گواہی دی اور اہل شام ہم کو قتل کر رہے ہیں واللہ اگر تم مجھے قتل کرتے ہو تو سن لو مسلمانوں میں پہلا شخص میں ہوں جو وادی شام میں شہید ہوا اور پہلا شخص میں ہوں جس پر یہاں کے کتے بھونکے۔ یہ سن کر بیک چشم ہدیہ تصاعی تلوار کھینچے ہوئے ان کی طرف بڑھا جس سے ان کے ہاتھ پاؤں میں مقرر مہری پڑ گئی۔ ہدیہ نے کہا ہاں ہاں تم تو سمجھتے تھے کہ موت سے تمہیں اضطراب نہیں۔ لو میں تمہیں چھوڑے دیتا ہوں، اپنے صاحب (علیؑ) سے برأت کا امتار کر لو۔ حجر نے کہا۔ کیوں کر مجھے اضطراب نہ ہو جبکہ دیکھ رہا ہوں کہ قبر کھدی ہوئی ہے۔ کفن سامنے پھیلا ہوا ہے اور تلوار سر پر کھینچی ہوئی ہے۔ لیکن واللہ اس اضطراب میں بھی ایسا کلمہ منہ سے نہ نکالوں گا۔ جس سے خدا ناراض ہو۔ یہ سن کر ہدیہ نے انہیں شہید کر دیا۔ پھر سب بڑھے اور ایک ایک کر کے قتل کرنے لگے یہاں تک کہ چھ آدمی شہید ہو گئے۔

عبدالرحمن غزنی اور کریم بن عقیف خشعی نے کہا ہمیں امیر کے پاس بھیج دو۔ اس شخص (علیؑ) کے بارے میں جو کلمہ وہ کہتا ہے ہم بھی کہہ دیں گے۔ معاویہ نے کہا انہیں میرے پاس بھیج دو۔ جب یہ دونوں شخص معاویہ کے سامنے گئے تو خشعی نے کہا اے معاویہ خدا سے ڈر اس دابر فانی سے دار آخرت کی طرف، بالآخر تجھے بھی جانا ہے اور اس بات کا جواب دینا ہے کہ ہمیں تو نے کیوں قتل کیا اور ہمارا خون تو نے کیوں بہا یا معاویہ نے پوچھا علیؑ کے بارے میں تو کیا کہتا ہے۔ کہا جو تم کہتے ہو۔ پوچھا علیؑ جس دین پر تھے کیا اس دین سے برأت کرے گا انہوں نے کوئی جواب نہ دیا اور معاویہ نے بھی جواب لینا پسند نہ کیا پھر اسے اس

شرط پر چھوڑ دیا گیا کہ معاویہ کی جیت تک سلطنت ہے وہ کوفہ میں نہ جائیں گے۔ پھر معاویہ نے عبدالرحمن غزنی کا رُخ کر کے کہا بتا اے ربیعہ بھائی علیؓ کے بارے میں تمہارا کیا قول ہے کہا یہی بہتر ہے کہ یہ بات مجھ سے نہ پوچھو کہا جیت تک تو یہ نہیں بتائے گا میں چھوڑنے کا نہیں۔ کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ ذکر خدا کرنے والے اور حق پر حکم کرنے والے، عدل کو قائم رکھنے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے تھے کہا تو عثمان کے بارے میں تمہارا کیا قول ہے کہا اس نے تو سب سے پہلے ظلم کا دروازہ کھولا اور حق کے دروازوں کو مٹا ڈالا معاویہ نے کہا۔ تو نے اپنے آپ کو خود قتل کیا میں نے تو تجھے قتل نہیں کیا۔ اس کے بعد معاویہ نے انہیں زیادہ کے پاس واپس بھیج دیا اور اُسے لکھ بھیجا کہ تیرے بھیجے ہوئے لوگوں میں سب سے بدتر یہ غزنی ہے اس کو ایسی سزا دے جس کا وہ سزاوار ہے اور بہت ہی بُری طرح اسے قتل کر دے۔ زیادہ کے پاس جب یہ پہنچے تو اس نے انہیں مقام قس ناطف میں بھیج کر زندہ زمین میں گاڑ دیا۔

معاویہ سے بی بی عائشہ کی ناراضگی بی بی عائشہ نے حجر اور ان کے ساتھیوں کے لیے عبدالرحمن بن حارث کو معاویہ کے پاس بھیجا تھا۔ لیکن جب وہ معاویہ کے پاس پہنچا تو وہ حضرات شہید ہو چکے تھے (بی بی عائشہ نے حجر کے بارے میں کہا) بخدا میں سے علم میں تو یہ تھا کہ وہ شخص دیندار اور حج و عمرہ بجالانے والا تھا۔ جب معاویہ نے سچ کیا تو عائشہ کے دروازے سے گذرا اور اندر آنے کی اجازت مانگی اجازت دے دی گئی (دوران گفتگو کہا) اے معاویہ حجر و اصحاب حجر کے قتل کرنے پر تمہیں خوف خدا نہیں آیا۔ کہنے لگائیں نے انہیں قتل نہیں کیا۔ جنہوں نے ان کے خلاف گواہیاں دی ہیں انہوں نے انہیں قتل کیا ہے۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ پہلی ذلت جو کوفہ کے لیے ہوئی وہ حضرت حسنؓ بن علیؓ کی رحلت، حجر بن عدی کی شہادت اور معاویہ کا زیادہ سے رشتہ جوڑنا ہے (معاویہ نے زیادہ کو اپنا بھائی بنالیا تھا چونکہ ابوسفیان نے زیادہ کی مال سے زنا کیا تھا) لوگوں کا گمان ہے کہ معاویہ مرتے وقت کہتا تھا (ابن ادبر (حجر) کے سبب سے میرا دن دراز ہو گیا اور حسن کا قتل ہے کہ معاویہ کی چار خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی ہوتی تو اس کی ہلاکت کے لیے کافی تھی لیکن اس اُمت پر جاہلوں کو مسلط کر دینا حد ہو گئی کہ اُمت سے مشورہ کئے بغیر امارت و حکومت کو معاویہ دبا بیٹھا جب کہ اس وقت صحابہ میں سے بھی کچھ لوگ باقی تھے اور صاحبانِ فضل بھی اُمت میں موجود تھے (۲) پھر اپنے بعد اپنے بیٹے کو خلیفہ مقرر کرنا۔ ایک شراب خور سیاح مست کو جو ریشم و حریر پہنتا تھا اور طنبورہ بجاتا تھا (۳) پھر زیادہ سے رشتہ جوڑ لینا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما گئے ہیں کہ رط کا اسی کا ہے جس کے فرش پر پیدا ہو اور زنا کار کے لیے پتھر ہیں پھر حجر کو شہید کرنا ویل و ہلاکت جو اس پر حجر اور اصحاب حجر کی طرف سے ویل و ہلاکت ہو اس پر حجر و اصحاب حجر کی طرف سے۔

حجر بن عدی کی شہادت پر مرثیہ مہند نیت زید کا مرثیہ۔

تو لبندی پہ ہے بتا اسے ماہ و قافلہ حجر کا ہے کیا سر راہ۔ پس حرب کی طرف ہے روال یہ پیچھے پیچھے ہے قتل کا سانپ

مثل فرعون خوش ہے اب تو امیر۔ خواب گر ہے خرونی اور سدیدر شہر ہے اجر کیا کیسا کبھی آباد ہی نہ تھا گویا حجر بن
عدی جہاں ہو تو۔ خوش و غرم ہو کامراں ہو تو۔ مجھ کو لیکن دشت سے بخدا۔ آ رہی ہے ڈکار نے کی صدا۔ نیک بند دل کا خون
سے شر کو حلال۔ اور ہے ناگفتہ بہ وزیر کا حال۔ جگر کاش اپنی موت سے مرنے۔ کوئی اس کو نہ ذبح تو کرتا۔ یوں تو جھٹلنے
قوم میں ہیں سردار۔ ایک دل چل بسیں گے آخر کار۔ دوسرا مرنے شاعرہ کند یہ کا
میری آنکھ کے آنسو ایک جھڑی ہے کہ مٹی ہوئی ہے۔ جگر کو روئے میں میری آنکھ بخل نہیں کرتی۔ ہائے قوم اگر
اس کا پیر دی کرتی۔ تو یک چشم اس پر تلوار نہ اٹھا سکتا۔

یزید کی ولیعهدی ۵۲ھ

یزید کیسے عبداللہ بن عمر کی بدعا | اسی سال زیاد کو ذی میں پانچ سال حکومت کر کے بصرہ میں اپنی جگہ سمروہ بن جندب کو چھوڑ کر ماہ رمضان میں ہلاک ہو گیا۔ اس نے معاویہ کو لکھا تھا کہ عراق کا نظم و نسق تو میرے ہاتھ میں ہے۔ میرا دایاں ہاتھ تو خالی رہتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق معاویہ نے اس پر پیام اور اس کے اضلاع زیاد کی حکومت میں شامل کر دیئے۔ ایک اور روایت کی بنا پر حجاز و ماکہ اس کے دائرے میں دے دیا۔ اہل حجاز کو پتہ چلا تو لوگ عبداللہ بن عمر کے پاس آئے اور اس سے اس صیبت کو بیان کیا تو اس نے کہا میں اس کے لیے بد دعا کر دوں گا جس سے تم اس کے شر سے بچ جاؤ گے یہ کہہ کر وہ ارباب لوگ قبیلہ کی طرف فرار ہوئے اور اس کے لیے بد دعا کی۔ جب طاعون میں مبتلا ہو کر وہ مر گیا اور ابن عمر نے یہ خبر سنی تو کہا جاؤں جاؤں ابن سمیرہ نہ دنیا ہی تیسے پاس رہی اور نہ آخرت تجھے ملی۔ طاعون اس کی انگلی میں لکلا جب وہ مر گیا تو کوثر کی ایک جانب مقام ثور میں دفن کر دیا گیا۔

۵۲ھ کے واقعات | اس سال معاویہ نے یزید کو ولیعهد بنایا اور لوگوں سے اس کے لیے بیعت لی جب زیاد مر گیا تو معاویہ نے ایک تحریر نکالی اور لوگوں کے سامنے پڑھی اس میں یزید کے جانشین بنانے کا مضمون تھا اگر معاویہ کی موت واقع ہو تو یزید ولیعهد ہوگا۔ یہ سن کر پانچ شخصوں کے سوا سب گواہ یزید کی بیعت پر تیار ہو گئے وہ پانچ افراد یہ تھے حسین بن علی ابن عمر ابن زبیر عبدالرحمن بن ابوجہر اور ابن عباس۔

باب ۷ معاویہ کی وفات

امام حسینؑ کی طلبی

غرض عبداللہ بن عمر بن عثمان ایک نوجوان کو دونوں شخصوں (امام حسین اور عبداللہ بن عمر) کے بلانے کے لیے بھیجا۔ اس نے مسجد میں ان دونوں کو پایا اور کہا کہ امیر نے آپ دونوں کو طلب کیا ہے۔ یہ وقت ایسا تھا کہ اس وقت ولید لوگوں سے نہیں ملتا تھا۔ دونوں نے جواب دیا تم جاؤ ہم ابھی آتے ہیں۔ پھر عبداللہ نے امام حسینؑ سے پوچھا اس وقت تو ولید کسی سے ملتا نہیں۔ لہذا بتائیے کہ ان نے ہم کو کیوں طلب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ ان کا فرعون مرجچا ہے۔ ہمیں اس لیے بلایا ہے کہ اس خبر کے فاش ہونے سے پہلے ہم سے بیعت کا مواخذہ کرے۔ ابن زبیر نے کہا میں بھی یہی سمجھ رہا ہوں۔ پھر اس نے پوچھا آپ کا کیا ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا میں تو اس وقت اپنے جواتوں کے ساتھ ولید کے پاس جاؤں گا۔ انہیں دروازے پر روک کر خود اس کے پاس جاؤں گا۔

امام حسینؑ اور ولید

آپ اپنے غلاموں اور افسر بارہ کو ساتھ لے کر چلے۔ ولید کے دروازے پر پہنچ کر اپنے ساتھیوں سے فرمایا میں اندر جاتا ہوں۔ اگر میں تم کو لپکاروں یا تم کو سزا دے دوں تو تم سب کے سب اندر چلے آنا۔ ورنہ جب تک میں باہر نہ آؤں اپنی جگہ پر موجود رہنا یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے اور السلام علیکم کہا۔ مردان کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے معاویہ کی موت سے بے خبر (انجان) ہو کر فرمایا۔ میل جول رکھنا ترک ملاقات سے بہتر ہے۔ خدا نے تم دونوں میں صلح و صفائی کر دی دونوں نے اس بات کا جواب نہ دیا۔ آپ اگر بیٹھ گئے تو ولید نے خط پڑھ کر سنایا۔ معاویہ کے مرنے کی خبر دی اور بیعت کا طالب ہوا۔

امام حسینؑ اور مردان

آپ نے یہ سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون فرمایا اور ولید کو تعزیت کہی اور پھر فرمایا بیعت کا جو تم نے مجھ سے سوال کیا ہے تو میں پوشیدہ طور پر بیعت کرنے والا نہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ تم کو بھی مجھ سے پوشیدہ طور پر بیعت لینے کی جرأت نہیں کرنا چاہیے۔ جب تک ہم لوگوں کے سامنے علانیہ بیعت کا اظہار نہ کریں۔ ولید نے کہا اچھا۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ جب لوگوں کے مجمع میں اگر تم سب سے بیعت لو گے تو ان کے ساتھ ہی ہم سے بھی لینا تو ایک ہی بات ہوگی۔ ولید کا مزاج چونکہ عافیت پسند تھا کہنے لگا۔ بسم اللہ آپ تشریف لے جاویں۔ سب لوگوں کے مجمع میں ہی ہم سے ملے گا۔ مردان بول اٹھا۔ اگر اس وقت یہ بیعت کئے بغیر تمہارے پاس سے چلے گئے تو اللہ پھر جب تک کہ تم میں اور ان میں شدت کشت و خون نہ ہو ایسا تمہارے تایوین نہیں آئیں گے۔ اس شخص کو قید کر لو۔ یہ تمہارے پاس سے نکلنے نہ پائیں۔ بیعت کر لیں تو فہما ورنہ ان کی گردن اڑا دو۔ امام حسینؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا اے ابن زرتار (پیل آنکھوں والی عورت کے بیٹے) کیا تو مجھے قتل کرے گا یا یہ قتل کرے گا۔ سجدہ اتنے جھوٹ بکا اور جھکا مارا یہ

کہہ کر آپ باہر نکل آئے اور اپنے انصار میں پہنچ گئے۔ ان کو ساتھ لے کر اپنے مکان پر آ گئے۔
ولید اور مروان | مروان نے ولید سے کہا تم نے میرا کہنا مانا حسینؑ کے لیے ایسا موقع اب تمہیں کبھی نہیں ملے گا۔ ولید نے کہا، سنو مروان کسی اور کو مت طاقت کرو۔ تم مجھے ایسا مشورہ دیتے تھے جس میں میرے دین کی تباہی تھی۔ واللہ حسینؑ کو قتل کر کے ساری دنیا کا مال و ملک جہاں تک آفتاب طلوع و غروب کرتا ہے مجھ کو مل جائے تو بھی مجھے منظور نہیں۔ سبحان اللہ حسینؑ کو صرف ایک بیعت نہ کرنے پر میں قتل کر دوں۔ واللہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ جس شخص سے خون حسینؑ کی باز پرس ہوئی وہ قیامت کے دن خدا کے سامنے حقیقت المیزان ٹھہرے گا۔ مروان نے کہا اگر یہی تمہاری رائے ہے تو پھر جو کچھ تم نے کیا بہت ہی اچھا کام کیا یہ مکمل ولید کی اسے کو ناپسند کرتے ہوئے کہا۔

امام حسینؑ کی وانگی اور محمد حنفیہ | امام حسینؑ منہ اتوار کی رات اٹھائیس رجب کو مدینہ سے روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ آپ کے بیٹے بھائی بھتیجے اور محمد حنفیہ کے علاوہ تمام اہل بیت کے افراد روانہ ہوئے۔ محمد حنفیہ نے عرض کیا بھائی جان تمام غلوں میں آپ سے بڑھ کر میں کسی کو دوست نہیں رکھتا اور خیر خواہی کا کلمہ آپ سے بڑھ کر کسی کے لیے میں ذخیرہ نہیں کرتا جو اس کا زیادہ مستحق ہو۔ آپ اپنے لوگوں کے ساتھ یزید بن معاویہ اور سب شہروں سے جہاں تک ہو سکے الگ رہیں اور اپنے قاصد لوگوں کے پاس بھیجیں تاکہ وہ آپ کی بیعت کریں۔ اگر تو لوگ آپ کی بیعت کر لیں تو خدا کا لاکھ لاکھ شکر اور اگر وہ کسی دوسرے کی بیعت پر متفق ہو جائیں تو اس سے خدا آپ کے دین و عقل و مروت و فضل کو کوئی ضرر نہیں پہنچے دے گا۔ ان شہروں میں سے کسی شہر میں لوگوں کی کسی جماعت کے پاس آپ کے جانے سے مجھے اس بات کا خوف ہے کہ ان میں اختلاف نہ پڑ جائے اور پھر ایک گروہ آپ کے ساتھ ہو اور دوسرا آپ کے خلاف جس سے کشت و خون کی نوبت آئے تو سب سے پہلے آپ کی طرف بچھپوں کا رخ ہو جائے۔ آپ جیسا شخص جو شرف ذاتی اور خاندانی میں بہترین اہم ہے بہت آسانی سے اس کا خون بہا دیا جلتے اور سب اہل و عیال بھی تباہی میں مبتلا ہوں۔ امام حسینؑ نے فرمایا بھائی پھر میں کہہ جاؤں، عرض کیا آپ مکہ میں قیام نہ لائیں وہاں اطمینان حاصل ہو جائے تو فہما۔ اگر تشویش کا سامنا ہو تو وہاں سے رگستانوں اور کوہستانوں کی طرف نکل جائیے۔ ایک مقام کو چھوڑ کر دوسری زمین کی طرف ہلایئے۔ دیکھتے رہیے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور اس وقت آپ کی کیا رائے قرار پاتی ہے۔ تمام معاملات کو سامنے کے رخ سے دیکھئے تو زیادہ تر قرین صواب اور مقتضائے عقل کی بات ہے۔ محمد کا مشورہ سن کر فرمایا بھائی تم نے خیر خواہی اور شفقت کی بات کی ہے۔ امید ہے کہ تمہاری رائے درست اور موافق ہوگی۔

معاویہ کی زبرد کو دھینٹ

اس سال معاویہ کو مرض موت لاحق ہوئی۔ یزید کو بلا بھیجا اور کہا بیٹا میں نے تجھے زحمت و مشقت سے بچالیا۔ تیرے لیے ہر مشکل امر کو سہل کر دیا۔ تیرے لیے دشمنوں کو میں نے رام کر دیا۔ تیرے لیے عرب کی گردنیں میں نے جھکا دیں جو کچھ میں نے تیرے لیے کیا ہے وہ کسی نے نہ کیا ہوگا۔ مجھے اس بات کا اندیشہ نہیں کہ جو امر خلافت تیرے لیے صحتی ہو چکا ہے اس میں چار دشمنوں کے علاوہ کوئی دوسرا تجھ سے نزاع اور جھگڑا کرے گا۔ حسین ابن علی، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر، عبدالرحمن بن ابوبکر۔ ان میں سے عبداللہ بن عمر توجیب دیکھے گا کہ اس کے سوا اب کوئی باقی نہیں رہا تو وہ بھی تیری بیعت کر لے گا۔ حسین ابن علی کو عراق کے لوگ مندر خروچ پر آمادہ کریں گے اگر وہ خروچ کریں اور تو ان پر قابو پالے تو درگزر کرنا کیونکہ ان کو قربت قریبہ حاصل ہے اور وہ بڑا حق رکھتے ہیں۔ ابوبکر کا بیٹا اپنے ساتھیوں کو جو کام کرتے دیکھتا ہے وہی کرنے لگ جاتا ہے۔ اسے عورتوں اور لہو و لعبہ کے سوا کسی بات کا خیال نہیں۔ ہاں جو شخص شیر کی طرح تیری گفت میں بیٹھے گا اور لومڑی کی طرح تجھے دھوکہ دے گا جب اسے موقع ملا حملہ کرے گا۔ وہ ابن زبیر ہے اگر ایسی حرکتیں کرے اور تیرے قابو میں آجائے تو اس کے ٹکڑے اڑا دینا۔

معاویہ کی ربیع الاول ۳۵ھ کی پچیسویں تاریخ کو حسین ابن علیؑ سے صلح ہوئی اور امیر حکومت پر معاویہ متکون ہو گیا اور سب لوگوں نے اس کی بیعت کر لی تو اس سال کا نام عام المجاہدہ ہوا اور رجب کی بائیس تاریخ ۳۵ھ جمعرات کے دن دمشق میں معاویہ کی وفات ہوئی تو اس کی مدت حکومت اُنیس برس تین مہینے ساٹھ دن ہوئی۔ معاویہ کی عمر پچھتر، تہتر، اٹھتر، اسی اور پچاسی سال لکھی گئی ہے۔ کھنکار میں خوں آنے کا مرض اسے ہوا اور اسی دن مر گیا۔ اس بیماری میں جب معاویہ کی دو بیٹیاں اسے کروٹ بدل ہی تھیں تو معاویہ نے کہا تم اس شخص کو الٹ پلٹ کر رہی ہو جو دنیا کے الٹ پلٹ کرنے میں استاد تھا جو انی سے لے کر بڑھاپے تک مال جمع کرنا رہا۔ بشرطیکہ دوزخ سے بچ جائے۔ یزید مقام حواریں میں تھا۔ معاویہ کی بیماری کا حال لکھ کر اسے بھیج دیا گیا تھا وہ اس وقت پہنچا جب معاویہ کو دفن کر چکے تھے۔ قبر پر آکر اس نے نماز پڑھی دعا کی اور پھر گھبرا کر کچھ اشعار پڑھے۔

معاویہ کے متفرق حالات

معاویہ کا کاتب اور احکام جاری کرنے والا سرجون بن منصور رومی تھا۔ سب سے پہلے معاویہ نے دربان مقرر کیا۔ سب

سے پہلے دیوانِ حاتم مقرر کیا۔

حضرت عمرؓ نے لوگوں سے کہا تم قیصر و کسریٰ کی عیاریوں اور مکاریوں کا ذکر کیا کرتے ہو تمہارے

یا رسول اللہؐ کہہ کر سلام کیا گیا اور لوگ انہیں

پاس بھی تو معاویہ موجود ہے عمر و عاص اہل مصر کو ساتھ لیتے ہوئے ایک دفعہ معاویہ کے پاس آیا اور ان لوگوں کو سکھا دیا کہ پسر ہند کے سامنے جانا تو امیر المؤمنین کچھ کر سلام نہ کرنا اس سے اس کی نظر میں تمہاری عظمت ہوگی اور جہاں تک بن پڑے تعظیم میں کمی کرنا۔ جب وہ لوگ آنے لگے تو معاویہ نے دربانوں سے کہا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پسر نابغہ نے ان لوگوں کے نزدیک میرے رتبے کو کم کر دیا ہے۔ دیکھو جب یہ آئیں تو جہاں تک ہو سکے ان کو خوب جھکانا اور ستانا غرض جو شخص سب سے پہلے معاویہ کے پاس آیا وہ ابن خیاط تھا۔ دربانوں نے اسے بہت ہی پریشان کر دیا تھا۔ وہ معاویہ کو دیکھ کر کہنے لگا۔ السلام علیک یا رسول اللہ پھر پے درپے لوگ آنے لگے اور اسی طرح کا سلام سب نے کیا۔ جب وہاں سے نکلے تو عمر و عاص نے کہا تم لوگوں پر خدا کی مار ہو۔ میں نے تو منع کیا تھا، کہ امیر المؤمنین کہہ کر اسے سلام نہ کرنا اور تم نے رسول اللہ کہہ کر سلام کیا۔

حضرت عمر اور معاویہ | ملاقات کی اور اسی طرح کے حشم و خدام کے ساتھ ان سے شام کو بھی حشم و خدام کے ساتھ پھرتے ہو اور صبح کو بھی ویسے ہی حشم و خدام ساتھ لے کر نکلتے ہو۔ یہ بھی میں نے سنا ہے کہ تم گھر میں ہوتے ہو اور اہل حاجت تمہارے دروازے پر ہوتے ہیں۔ معاویہ نے کہا ”امیر المؤمنین دشمن یہاں سے بہت قریب ہے۔ اس کے جاسوس اور غیبیوں میں چاہتا ہوں کہ وہ شوکت اسلام کو دیکھیں۔ عمر نے کہا یہ تو ایک عاقلانہ مکاری ہے۔ معاویہ نے کہا ”امیر المؤمنین“ آپ جیسا فرمائیں میں اسی حکم کو سبجالاؤں۔ عمر نے کہا میں نے جب کسی بات پر ٹوکا ہے تم نے ضرور اس کو ترک کر دیا ہے۔ اس بارے میں نہ تو میں حکم دیتا ہوں اور نہ ہی منع کرتا ہوں۔

معاویہ کا استدلال | شام کے ایک قریہ سے کچھ ضلع کی طرف معاشقہ ہوا تھا شام کے ایک وقت مکان میں اتر پڑا۔ کوٹھے پر اس کے لیے فرش ہو گیا۔ ابن سعدہ بھی اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس طرف سے اونٹوں کی قطاریں، اونٹنیاں، گھوڑے اور گنیزیں گذریں۔ معاویہ نے کہا اے سعدہ خدا ابو بکر پر حرم کرے نہ تو انہوں نے دنیا کی خواہش کی اور نہ ہی دنیا نے انہیں چاہا باقی رہا حنتمہ کا بیٹا (عمر)، دنیائے تو اسے چاہا مگر اس نے دنیا کو نہیں چاہا۔ عثمان نے تو خوب دنیا سے فائدہ اٹھایا اور دنیائے اس سے فائدہ اٹھایا۔ باقی رہے ہم تو ہمارا حال یہ ہے کہ ہم دنیا میں لوٹ پوٹ ہو رہے ہیں یہ کہہ کر کچھ پشیمان سا ہو کر کہنے لگا۔ سجدایہ تو بادشاہی ہے جو خدا نے ہمیں عطا کی ہے۔

یزید بن معاویہ

اسی سال ائمہ معاویہ کی وفات کے بعد یزید کی لوگوں نے بیعت کی۔ یہ واقعہ ماہ رجب کی پندرھویں یا پانیسویں تاریخ کا ہے۔ یزید جب والی ملک بنا تو اسے اس کے سوا کسی کوئی فکر نہ تھی کہ معاویہ کے کئے پر جن لوگوں نے اس کی بیعت نہیں کی ان سے بیعت لی جائے اور ان کی طرف سے فراغت حاصل کی جائے۔

اسی بنا پر اس نے ولید بن عقبہ کو یہ خط لکھا۔ **بسم اللہ الرحمن الرحیم** "ایہ الممنین" یزید کی طرف سے ولید بن عقبہ کو معلوم ہو کہ معاویہ خدا کے بندوں میں سے ایک

بندہ تھا۔ خدا نے اسے کرامت عطا کیا اور حکومت سے سرفراز کیا تھا۔ جتنی عمر اس کی لکھی ہوئی تھی اس وقت تک زندہ رہا۔ جب مدت ختم ہو گئی تو وہ مر گیا۔ خدا اس پر رحم کرے کہ زندگی بھر لائق تلاش رہا۔ نیکو کار اور پرہیزگار ہو کر مرا۔ والسلام۔ ایک علیحدہ رقعہ میں اسے لکھا کہ حسین، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر سے بیعت لینے میں سختی اور تشدد کرو اور جب تک وہ بیعت نہ کر لیں ذرا بھرا نہیں مہلت نہ دو۔

معاویہ کی خبر مرگ سے ولید کو تشوش ہوئی اور اسے وہ ایک امر عظیم سمجھا لہذا مروان بن حکم کو بلا بھیجا۔ ولید جس دن مدینہ میں آیا تھا اسی

دن مروان بھی بہت ناپسندیدگی کے ساتھ شہر میں آیا تھا جس کی بنا پر ولید نے اسے گالیاں دی تھیں تو اس نے ولید سے ملنا چھوڑ دیا تھا اور اس سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ اس بات کو اتنا زمانہ گزر گیا کہ معاویہ کی خبر مرگ ولید کو پہنچی جب معاویہ کی ہلاکت کو ولید نے امر عظیم سمجھا اور ساتھ ساتھ اسے ان لوگوں سے بیعت لینے کا حکم بھی ہوا تو ایسے میں وہ مروان سے مشورہ لینے پر مجبور ہو گیا۔ جب اس نے مروان کو یزید کا خط پڑھ کر سنایا تو اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون درحمتہ اللہ کہا۔

ولید نے اس سلسلہ میں اس سے مشورہ چاہا اور پوچھا تمہاری کیا رائے ہے مروان کا ولید کو مشورہ اور یہی کیا کرنا چاہیے۔ مروان نے جواب دیا کہ میری رائے یہ ہے کہ اسی وقت

ان لوگوں کو بلا بھیجو جب وہ آئیں تو ان سے یزید کی بیعت اور اطاعت گزاری کا اعلان کر دو وہ مان جائیں تو تم بھی مان جانا اور ان سے باز رہنا۔ اگر انکار کریں تو سب کی گردن اڑا دو۔ قبل اس کے کہ انہیں منع اللہ کے مرنے کی خبر معلوم ہو اور اگر انہیں پہلے معلوم ہو گیا کہ معاویہ مر گیا ہے تو ان میں سے ہر شخص کسی طرف اٹھ کھڑا ہوگا اور مخالفت و مقابلہ پر کمر باندھ لے گا اور کیا معلوم کہ لوگوں کو اپنی اطاعت پر بھی آمادہ کر لے۔

ابوسعید مقبری کی روایت | ابو سعید کہتا ہے۔ میں نے مسجد مدینہ میں حسینؑ کو آتے دیکھا آپؐ ڈو

شخصوں کے درمیان چل رہے تھے۔ کبھی اس طرف اور کبھی اس طرف
 آ رہے تھے اور یزید بن مفرغ کے یہ اشعار آپؐ کی زبان پر تھے جن کا مفہوم یہ ہے۔ شہسوری کا پھر میں نام
 نہ لوں۔ پھر نہ رکھوں یزید نام اپنا۔ میں گوارا کروں اگر ذلت۔ ایسے جینے کو ہے سلام اپنا۔ راوی کہتا
 ہے میں نے اسی وقت دل میں کہا کہ آپؐ بخدا کچھ اور ہی ارادہ رکھتے ہیں۔ تب ہی تو یہ شعر پڑھا ہے۔ ابھی ڈو ہی
 ہی دن گذرے تھے کہ میں نے سنا آپؐ مکہ روانہ ہو گئے۔

امام حسینؑ کی مکہ میں آمد | آپؐ جب مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو یہ آیت پڑھی فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا
 يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۔ ترجمہ: (مختر)

موسیٰؑ پیغمبر و امید کی حالت میں شہر سے نکلے کہا پروردگار ظالم قوم کے ہاتھ سے مجھے نجات دے۔ جب مکہ
 میں داخل ہوئے تو یہ آیت پڑھی فَلَمَّا تَوَجَّهَ تَلَقَّاهُ مَدِينُ قَالَ عَسَىٰ أَنْ يَهْدِيَنِي سَوَاءَ
 السَّبِيلِ۔ یعنی (جب موسیٰؑ) مدین کی طرف متوجہ ہوئے تو کہا امید ہے کہ میرا مالک مجھے سیدھے راستہ پر
 لگا دے۔

باب نہم

مسلم بن عقیل

مسلم بن عقیل کی کوفہ روانگی | حسین بن علیؑ مکہ ہی میں تھے کہ ان کے پاس اہل کوفہ اور ان کے قاصد یہ پیغام لے کر آئے: ہم سب لوگ آپ پر بھروسہ کیے بیٹھے

ہیں ہم نماز جمعہ میں دالی کوفہ کے ساتھ شریک نہیں ہوئے۔ آپ ہم لوگوں میں آجائے اس زمانہ میں نعمان بن بشیر انصاری کوفہ کا دالی تھا۔ حسین بن علیؑ نے اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو بلا بھیجا۔ انہیں فرمایا تم کوفہ روانہ ہو جاؤ اور دیکھو کہ یہ لوگ مجھے کیا لکھ رہے ہیں اگر قرآن کی تحریریں سچی ہیں تو میں وہاں چلا جاؤں۔ مسلم مکہ سے چل کر مدینہ آئے اور یہاں سے دو ہمدردوں کو ساتھ لے کر کوفہ کی طرف چلے

مسلم آگے بڑھے یہاں تک کہ کوفہ میں پہنچ گئے اور وہاں ایک شخص (مسلم) ابن عقیل کے یہاں تشریف فرما ہوئے۔ اور لوگ آ آ کر ان سے بیعت کرنے لگے یہاں تک

کہ بارہ ہزار امائدانے آپ کی بیعت کر لی۔ ینزدیوں میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر نعمان بن بشیر (گورنر کوفہ) سے کہا یا تو تم کمزور ہو یا کمزور بنے ہو۔ شہر میں خرابی پھیل رہی ہے نعمان نے کہا اگر اطاعت خدا میں رہ کر میں کمزور سمجھا جاؤں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ معصیت خدا میں رہ کر صاحب فوت کھلاؤں میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ جس بات پر خدا نے پردہ ڈال دیا ہے میں اس کا پردہ فاش کروں اس شخص

نے نعمان کی یقین دہانی پر زید کو لکھ بھیجی۔

زید نے اپنے ایک غلام سرجون نامی (یہ عیسائی تھا) کو بلایا وہ
 اسی سے مشورہ کیا کرتا تھا اس سے سب حالات بیان کیے

کوفہ کی گورنری پر ابن زیاد کا قتل

سرجون نے کہا اگر معاویہ زندہ ہوتے تو آپ ان کی بات قبول کر لیتے۔ زید نے کہا ہاں تو اس نے کہا پھر میری
 بات کو ماننے کو نہ کے لیے عبید اللہ بن زیاد سے بہتر کوئی شخص نہیں اسی کو وہاں کی حکومت دیکھئے۔ اس سے
 پہلے زید عبید اللہ پر ناراض تھا وہ چاہتا تھا کہ اسے حکومت بصرہ سے بھی معزول کر دے اب اسے لکھ بھیجا
 کہ میں تم سے خوش ہوں اور میں نے بصرہ کے ساتھ کوفہ کی حکومت بھی تم کو عطا کی یہ بھی لکھا کہ مسلم بن عقیل کا پتہ لگاؤ
 اور جب وہ ہاتھ آجائے تو اسے قتل کر دو۔ عبید اللہ نے سب سے بصرہ کو ساتھ لیے ٹھکانا باندھے ہوئے کوفہ میں
 داخل ہوا۔ جس مجمع کی طرف سے گذرتا سلام علیکم کہنا تو جواب میں لوگ کہتے علیک السلام یا بنی نیت رسول اللہ
 کیونکہ لوگوں کو یہ گمان تھا کہ یہ حسین بن علی ہیں

بنی تمیم کے غلام کی تجبیری | عبید اللہ قصر الامارہ میں آکر اترا اپنے ایک غلام کو بلا کر تین ہزار درہم
 دیئے اور کہا جاؤ اس شخص کا پتہ لگاؤ۔ جس کی اہلی کوفہ بیعت کر رہے

ہیں۔ اس سے یہی کہنا کہ میں حمص سے اسی بیعت کے لیے آیا ہوں اور یہ مال اسے دے دینا کہ اس سے آپ
 تقویت حاصل کریں۔ اسی طرح وہ لطف و دل دہی کرتا رہا یہاں تک کہ اہل کوفہ میں سے ایک بوڑھے شخص کے
 پاس جو بیعت لیا کرتا تھا اسے کسی نے پہنچا دیا یہ اس سے بلا اور سب حال بیان کیا۔ وہ شیخ اس غلام کو اندر لے
 گیا۔ اس سے مال وصول کیا اور بیعت بھی لی۔ غلام نے عبید اللہ کے پاس جا کر سب کچھ اسے بتا دیا۔ عبید اللہ جب
 کوفہ میں آیا تھا تو مسلم پہلے جس گھر میں تھے اسے چھوڑ کر ہانی بن عروہ مرادی کے گھر چلے آئے تھے اور حسین بن علی
 کو لکھ بھیجا تھا کہ بارہ ہزار کوفیوں نے بیعت کر لی ہے آپ ضرور تشریف لائیے۔

ہانی بن عروہ کی طلبی | ادھر عبید اللہ نے رو سیائے کوفہ سے پوچھا کہ سب لوگوں کے ساتھ ہانی بن عروہ
 میرے پاس کیوں نہیں آئے۔ یہ سن کر محمد بن اشعث اپنی برادری کے لوگوں کو لیے ہوئے

ہانی کے پاس آیا تو دیکھا کہ وہ دروازے کے باہر ہی ہیں ان سے کہا کہ حاکم نے ابھی تمہارا ذکر کیا ہے اور یہ کہا
 کہ انہوں نے آنے میں بہت تاخیر کی تم کو اس کے پاس جانا چاہیے۔ یہ لوگ اسی طرح اصرار کرتے رہے بالآخر ہانی سوار
 ہو کر ان لوگوں کے ساتھ عبید اللہ کے پاس چلے آئے۔ اس وقت قاضی شریح بھی وہاں موجود تھا ہانی کو دیکھ کر
 عبید اللہ نے شریح سے کہا۔ واجل گرفت اپنے پاؤں ہمارے پاس چلا آیا۔ مہانی نے جب سلام کیا تو ابن زیاد کہنے
 لگا۔ بتاؤ مسلم کہاں ہے ہانی نے کہا میں نہیں جانتا۔

ہانی کی گرفتاری

عبید اللہ نے اپنے اس غلام کو بلایا جو درہم لے کر گیا تھا جب وہ ہانی کے سامنے آیا تو ہانی اس کو دیکھ کر حیران ہو گئے اور کہنے لگے۔ امیر کا خدا بھلا کرے۔ واللہ میں نے مسلم کو اپنے گھر نہیں بلایا وہ خود سے آئے تھے اور اپنے تئیں میرے اوپر ڈال دیا۔ عبید اللہ نے کہا پھر ان کو میرے پاس لے آؤ۔ ہانی نے جواب دیا بخدا اگر وہ میرے پاؤں کے نیچے چھپے ہوئے ہوتے تو میں وہاں سے قدم نہ نہرتا۔ عبید اللہ نے حکم دیا کہ اسے میرے قریب لاؤ۔ ہانی کو اس کے قریب لے کر گئے تو اس نے اُن پر ایک ایسی ضرب لگائی جس سے ان کے ابرو خون آلود ہو گئے۔ جہانی نے ایک سپاہی کی تلوار کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ اسے میان سے نکالیں مگر انہیں روک دیا گیا۔ عبید اللہ نے کہا تمہارا قتل اب خدا نے حلال کر دیا ہے یہ کہہ کر ان کو قید کر دینے کا حکم دیا اور قصر کی ایک جانب انہیں محبوس کر دیا گیا۔

قصر ابن زیاد کا محاصرہ

ایک روایت یہ ہے کہ جو شخص عبید اللہ کے پاس ہانی کو لے کر آیا وہ عمرو بن حجاج زبیدی تھا۔ ہانی اس حالت میں تھے کہ یہ خبر قبیلہ مذحج کو پہنچ گئی۔ ابن زیاد کے قصر کے دروازے پر ایک شور بلند ہوا وہ سن کر پوچھنے لگا۔ یہ کیا ماجرا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ مذحج کے لوگ ہیں۔ ابن زیاد نے شرح سے کہا۔ آپ ان لوگوں کے پاس جا کر انہیں مطلع کیجئے کہ میں نے گفتگو کرنے کے لیے ہانی کو نقطہ روک رکھا ہے اور اپنے ایک غلام کو جاسوسی کے لیے بھیجا کہ دیکھ شرح کیا گفتگو کرتا ہے۔ شرح کا گزر ہانی کی طرف سے ہوا تو ہانی نے کہا۔ اسے شرح خدا سے ڈرو یہ شخص مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ شرح نے قصر کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا۔ ہانی کے لیے کچھ ضرر پہنچنے کا اندیشہ نہیں۔ امیر نے کچھ گفتگو کرنے کے لیے صرف انہیں روک رکھا ہے۔ سب پکار اٹھے کہ شرح سچ کہتے ہیں۔ تمہارے سردار کے لیے ضرر پہنچنے کا کوئی اندیشہ نہیں۔ یہ سن کر سب لوگ منتشر ہو گئے۔ مسلم کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے شعار (شعار سے مراد مقرر الفاظ ہوتے ہیں کہ جب وہ پکارے جائیں تو سب شکار اپنے کام کے لیے آمادہ ہو جائیں) کی منادی کرادی۔ اور اہل کوفہ میں سے چار ہزار انسان ان کے پاس جمع ہو گئے۔

جناب مسلم سے اہل کوفہ کی بدعہدی

مسلم نے مقدمہ فوج کے آگے بڑھایا ممینہ اور میسرہ کو درست کیا اور خود قلب لشکر میں ہو کر بالآخر عبید اللہ کی طرف رُخ کیا اور عبید اللہ نے رؤسائے کوفہ کو بلا کر اپنے قصر خاص میں جمع کیا۔ جب مسلم قصر کے دروازے پر پہنچے تو تمام رؤسا قصر پر چڑھ کر اپنے اپنے برادری والوں کے سامنے آئے اور انہیں سمجھا سمجھا کر واپس کرنے لگے تو لوگ مسلم کے پاس سے سرکنے لگے شام ہونے تک پانچ سو آدمی رہ گئے۔ جب شب کی تاریکی پھیل گئی تو وہ بھی سب تھ چڑھ کر چلے گئے مسلم اکیلے گلیوں میں پھرتے پھرتے ایک مکان کے دروازے پر بیٹھ گئے ایک

عورت نکل کر آئی تو اس سے پانی مانگا۔ اس نے پانی لا کر پلا دیا اور پھر اندر چلی گئی۔ کچھ دیر کے بعد وہ پھر نکلی اور دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس نے کہا بندہ خدا ترسے یہاں بیٹھنے سے مجھے اندیشہ ہوتا ہے۔ یہاں سے چلے جاؤ۔ آپ نے فرمایا میں مسلم بن عقیل ہوں۔ کیا تمہارے ہاں کوئی پناہ لینے کی جگہ ہے۔ اس خاتون نے کہا اندر تشریف لائیے جگہ موجود ہے

جناب مسلم بن عقیل کی گرفتاری | اس عورت کا لڑکا محمد بن اشعث کے خانہ زادوں میں سے تھا اسے جب یہ معلوم ہوا تو وہ محمد بن اشعث سے کہہ آیا اور اس نے جاکر عبد اللہ کو خبر کر دی۔ عبد اللہ نے اپنے پولیس افسر عمر دین حریش مخزومی کو روانہ کیا اور اس کے ساتھ محمد اشعث کے بیٹے عبد الرحمن کو بھی ساتھ کر دیا۔ جناب مسلم کو جب پتہ چلا کہ گھر کو سپاہیوں نے گھیر لیا ہے۔ انہوں نے یہ دیکھ کر تلوار اٹھالی اور باہر آکر قتال میں مصروف ہو گئے۔ عبد الرحمن نے انہیں امان دی۔ پھر وہ انہیں لے کر عبد اللہ کے پاس آیا۔ عبد اللہ کے حکم سے قہر کی چوٹی پر ان کو لے گئے۔ وہاں ان کا سر قلم کر کے لاش لوگوں کے سامنے پھینک دی۔

تفصیلی واقعت

امام حسینؑ اور عبد اللہ بن مطیع میں گفتگو | اس سے زیادہ مفصل اور کامل بیان اس روایت میں ہے کہ امام حسینؑ مدینہ کی شاہراہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ کے اہل بیت نے عرض کی۔ آپ اس راستہ کو چھوڑ دیتے تو اچھا تھا۔ دیکھئے ابن زبیر نے بھی تو یہی کہا ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ سجدائیں تو اس راستہ سے نہیں پھروں گا۔ جو خدا کو منظور ہے وہ ہو کے ہو سکا راستے میں عبد اللہ بن مطیع امام حسینؑ سے ملا تو اس نے پوچھا۔ میری جان آپ پر تیار ہو۔ کہاں کا ارادہ ہے، آپ نے فرمایا۔ ابھی تو میں مکہ جا رہا ہوں۔ اس کے بعد حق تعالیٰ سے استخارہ کروں گا۔ ابن مطیع نے عرض کی حق تعالیٰ آپ کو خیریت سے رکھے اور ہم لوگوں کو آپ کا صدقہ قرار دے۔ مکہ جاسیے تو وہاں سے کوڈ کا مقدمہ گزرنے کی بجائے وہ شہر نخس اور شوم ہے۔ آپ کے پدر بزرگوار وہیں شہید ہوئے۔ آپ کے بھائی وہیں بکیں بے بس ہوئے۔ برجھی کا داران پر کیا گیا کہ جان جاتے جاتے بھی۔ آپ حرم کعبہ کو نہ چھوڑ سیتے۔ آپ ہی توسید عرب ہیں والد ملک حجاز میں آپ کا کوئی ہمسر نہیں۔ ہر طرف سے لوگ آپ کے پاس آئیں گے۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں۔ آپ حرم کعبہ سے جدا نہ ہوں۔ سجدہ اگر آپ شہید کر دیئے گئے تو ہم سب لوگ آپ کے بعد نام بنالیے جائیں گے۔

اہل مکہ کی امام حسینؑ سے عقیدت

امام حسینؑ آگے بڑھے اور مکہ میں جا کر قیام پذیر ہوئے وہاں کے لوگ زائرین کعبہ اور اہل آفاق آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کے پاس آنے جانے لگے۔ ابن زبیر بھی وہاں موجود تھا۔ خانہ کعبہ سے ذرا بھی مجدا نہیں ہوتا تھا۔ سارا سارا دن نماز پڑھتا اور طواف کرتا تھا۔ دوسرے لوگوں کے ساتھ امام حسینؑ کے پاس بھی آتا۔ آنے کی صورت یہ تھی کہ دو دن برابر آتا۔ پھر دو دن میں ایک دن آتا اور ایک دن نہ آتا۔ برابر انہیں راتے دیتا رہتا اور حسینؑ سے بڑھ کر خیرا بھر میں کوئی شخص اس کے لیے دو بھر نہیں تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ حسینؑ کے ہوتے ہوئے اہل حجاز کبھی بھی میری بیعت نہیں کریں گے اور نہ ہی کبھی میری اطاعت کریں گے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سب کی نگاہیں اور سب کے دل میں حسینؑ کی عظمت ہے اور ان کی طرف لوگوں کی رغبت مجھ سے بڑھ کر ہے۔ جب اہل کوفہ کو معاویہ کے ہلاک ہونے کی خبر پہنچی تو نذیر کے خیال سے عراق کے لوگ مضطرب ہو گئے اور کہنے لگے امام حسینؑ اور ابن زبیر نے نذیر کی بیعت نہیں کی اور وہ دونوں مکہ میں چلے آئے ہیں اس پر اہل کوفہ نے امام حسینؑ کو خط لکھا۔

سیلمان بن صرد کا شیعان علیؑ سے خطاب

سیلمان بن صرد کے مکان پر شیعہ جمع ہوئے معاویہ کے مرنے کا ذکر کر کے سب نے خدا کا شکر ادا کیا۔ پھر سیلمان نے کہا، معاویہ تو ہلاک ہو گیا ہے اور امام حسینؑ نے بیعت سے ہاتھ روک لیا ہے اور وہ مکہ چلے آئے ہیں تم لوگ ان کے اور ان کے والد گرامی کے شیعہ ہو۔ اگر تم لوگ ان کی نصرت اور ان کے دشمن سے جہاد کرنا چاہتے ہو، تو ان کو لکھو اور اگر تمہیں ڈر جانے اور بزدلی کا اندیشہ ہو تو ان کو دھوکہ نہ دو۔ سب نے کہا کہ ہم ان کے دشمن سے جہاد کریں گے اور اپنی جانیں ان پر نثار کریں گے۔ سیلمان نے کہا تو پھر اچھا انہیں خط لکھو چنانچہ خط لکھا گیا۔

امام حسینؑ کو کوفہ آنے کی دعوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم حسینؑ بن علی کے نام سیلمان بن صرد مسیب بن نجیہ، رفاعہ بن شداد حبیب بن مظاہر اور کوفہ کے شیعہ مومنین و مسلمین کی طرف سے سلام علیک ہم لوگ اس اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں جس کے سوا کوئی منہ دار پرستش نہیں ہے اس کے بعد اللہ کا شکر ہے کہ اس نے آپ کے سرکش اور گمراہ دشمن کو خاک میں ملا دیا ہے جس نے اس امت کی حکومت کو دبا لیا تھا، غنائم کو چھین لیا تھا اور ان کی مرضی کے بغیر ان کا حاکم بن بیٹھا تھا نیک لوگوں کو اکس نے قتل کر ڈالا اور بدکاروں کو رہنے دیا۔ مال خدا کو وہ دست بدست غلاموں میں بھرا رہا تھا اس پر ایسا عذاب نازل ہو جیسا قوم ثمود پر نازل ہوا تھا۔ ہم لوگوں کو کوئی ہدایت کرنے والا نہیں آپ تشریف لائے شاید خدا آپ کی وجہ سے ہم سب کو حتیٰ پر مجتمع کرے۔ نعمان بن بشیر قصر الامارہ میں موجود تو ہے لیکن ہم لوگ نہ جمعہ میں اکس کے ساتھ اکٹھے ہوتے ہیں اور نہ عید گاہ میں اکس کے ساتھ جاتے ہیں۔ یہیں اگر اتنا معلوم

ہو جائے کہ آپ ہمارے پاس تشریف لارہے ہیں۔ تو ہم انشاء اللہ اس کو اس طرح نکال دیں کہ اسے شام
 میں چلا جانا پڑے۔ والسلام ورحمۃ اللہ علیک۔

یہ خط عبداللہ بن مسعودؓ اور عبداللہ بن مالکؓ کے ہاتھ رواہ کیا
 اور انہیں جلدی پہنچانے کا حکم دیا۔ یہ خط ماورِ رمضان کی دس تاریخ کو
 مکہ میں امام حسینؓ کو ملا۔ اس خط کے روانہ کرنے کے دو دن بعد قیس بن مسعودیؓ - عبدالرحمن بن عبداللہ جرجیؓ اور
 عمارہ بن عبیدسولیؓ کے ہاتھ تقریباً تیرہ دن کے خط روانہ کئے جو ایک کی طرف سے، دو کی طرف سے، چار کی
 طرف سے تھے۔ پھر دو دن کے بعد ہانی بن ہانیؓ اور سعید بن عبداللہؓ کے ہاتھ یہ خط روانہ کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم - حسین بن علیؓ کے نام ان کے شیعوں مومنین اور مسلمین کی طرف سے۔ جلد روانہ ہو
 جائیے۔ لوگ آپ کے منتظر ہیں۔ سب کی رائے بس آپ ہی کے متنبہ ہے جلدی کیجئے۔ والسلام علیک۔
 اور شبث بن ربیع حجازیؓ ابجریزید بن عمارؓ یزید دومؓ - عروہ بن قیسؓ، عمرو بن حجاجؓ زبیدیؓ اور محمد بن
 عمیرؓ نجفیؓ نے لکھا فواہی کو فہ لہمار ہے میں۔ میرے سینہ ہو گئے ہیں۔ تالاب جھلک رہے ہیں۔ آپ کا جب جی
 چاہے آئیے۔ آپ کا لشکر میاں تیار موجود ہے۔ یہ سب پیامبر ایک ہی وقت میں حضرت کے پاس پہنچے آپ
 نے خطوط پڑھے۔ قاصدوں سے لوگوں کے حالات معلوم کئے۔ ہانی بن ہانیؓ بسبیعیؓ اور سعید بن عبداللہؓ حنفیؓ
 کو جو سب قاصدوں کے آخر میں پہنچے تھے۔ آپ نے جواب لکھ کر دیا۔

امام حسینؓ کا خط اہل کوفہ کے نام | حسین بن علیؓ کی طرف سے جماعت مومنین و مسلمین کے نام ہانی اور
 سعید لوگوں کے خطوط کے کریم سے پاس آئے تمہارے قاصدوں
 میں یہ دونوں شخص سب سے آفریں وارد ہوئے جو کچھ تم نے لکھا یا بیان کیا اور تم سب لوگوں کا یہ قول کہ
 "ہمیں کوئی ہدایت کرنے والا نہیں ہے۔ آپ آئیے شاید اللہ آپ کے سبب سے حق و ہدایت پر ہم لوگوں کو مجتمع
 کر دے" مجھے معلوم ہوا میں نے اپنے بھائی و ابن عم کو اور اپنے اہل بیت میں سے جن پر مجھے بھروسہ اور وثوق
 ہے تمہارے پاس روانہ کیا ہے میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ تم لوگوں کے حالات اور سب کی رائے وہ
 مجھے لکھیں۔ اگر ان کی تحریر سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ تمہاری جماعت کے لوگ اور تم میں سے صاحبان فضل و
 عقل سب اس پر متفق الراءتے ہیں جس امر کے لیے تمہارے قاصد میرے پاس آئے ہیں اور جو مضامین میں نے
 تمہارے خطوط میں پڑھے ہیں تو میں انشاء اللہ بہت جلد تمہارے پاس چلا آؤں گا۔ اپنی جان کی قسم امام و
 رہنمائے قوم دہی شخص ہو سکتا ہے جو قرآن پر عمل کرے جو عدل و قسط کو پکڑے ہوئے ہو۔ حق کا طرف دار
 اور ذاتِ خدا پر توکل رکھے۔ والسلام۔

عاریہ بنت سعید | بصرہ میں ایک بڑھیا بنی عبد قیس میں رہا کرتی تھی۔ اس کا نام ماریہ بنت سعد یا بنت منقذ تھا وہ مذہب شیعہ رکھتی تھی۔ کچھ دنوں تک بصرہ کے کچھ شیعہ اس کے گھر میں جمع ہوتے رہے اس گھر سے یہ لوگ مالو کس تھے اور وہاں آکر ایک دوسرے سے گفتگو کیا کرتے تھے۔ اسی زمانے میں ابن زیاد کو امام حسینؑ کے اس طرف آنے کی خبر پہنچی تو اس نے اپنے بصرہ کے عامل کو لکھا کہ وہ نگہبان مقرر کرے اور راستہ روک رکھے۔

یزید بن زبیط | یزید بن زبیط بنی عبد قیس میں سے ایک شخص تھا اس نے امام حسینؑ کے پاس جانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اس کے دس بیٹے تھے۔ ان سے کہا تم میں سے کون میرا ساتھ دیتا ہے اس کے دو بیٹے عبداللہ اور عبداللہ ساتھ چلنے پر تیار ہوئے۔ اسی بڑھیا کے گھر میں ابن زبیط نے اپنے دوستوں سے کہا۔ میں نے یہاں سے چلے جانے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے اب میں جہاں ہوں۔ لوگوں نے کہا۔ تیرے بارے میں ابن زیاد کے ساتھیوں کی طرف سے ہمیشہ اندیشہ ہے۔ اس نے کہا واللہ میرا ناقہ چل کھڑا ہو تو پھر مجھے کوئی نہیں پا سکتا۔ الغرض وہ روانہ ہو گیا۔ ناقہ اسے لے اڑا اور وہ امام حسینؑ تک جا پہنچا یعنی مقام الطح میں جہاں امام حسینؑ فروکش تھے۔ ابن زبیط وہاں آیا۔ اوپر سے اس کے آنے کی خبر ہو گئی تھی۔ آپ خود اس کو ملنے کے لیے اس کی فرود گاہ پر گئے۔ لیکن وہ خود آپ کی جائے قیام کی طرف چل پکا تھا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ آپ تو ہماری منزل کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ پھر واپس آیا یہاں حسینؑ نے اسے نہ پایا تو وہیں اس کے انتظار میں ٹھہر گئے۔ مرد بصری نے دیکھا کہ آپ تو اس کی فرود گاہ میں تشریف فرما ہیں تو دلچسپا راٹھا کہ فضل خدا اور رحمت باری! بڑی خوشی کی بات ہے یہ کہہ کر اس نے سلام کیا۔ سامنے بیٹھ گیا اور جس ارادہ سے آیا تھا وہ بیان کیا آپ نے اس کے لیے دعائے خیر کی پھر وہ آپ کے ساتھ ہی رہا۔ یہاں تک کہ منزل مقصود تک پہنچا۔ آپ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوا اور آپ کے ساتھ ہی وہ اور اس کے دونوں بیٹے درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

جناب مسلم کی کوفہ روانگی | آپ نے مسلم بن عقیل کو قیس بن مسہر صیداوی وغیرہ کے ساتھ روانہ کیا۔ خوٹ خدا اختائے راز اور خوبی و نرمی کا انہیں حکم دیا اور منہ پایا اگر دیکھو کہ لوگ مجتمع اور آمادہ ہیں تو بہت جلد اس امر کی اطلاع دینا۔ مسلم روانہ ہوتے مدینہ آئے مسجد نبویؐ میں نماز پڑھی اور اپنے گھر والوں سے رخصت ہوئے کوفہ میں داخل ہوئے تو مختار بن ابی عبید کے گھر قیام کیا شیعہ ان کے پاس آنے جانے لگے جب مجمع ان لوگوں کا ہو گیا تو جناب مسلم نے امام حسینؑ کا خط پڑھ کر سنایا خط سن کر سب لوگ رونے لگے۔ اس وقت عابس شاکری اٹھ کھڑے ہوئے۔ حق تعالیٰ کی حمد و ثناء بجالائے

عابس بن ابی شیبہ شاکری | اوکھا لوگوں کی طرف سے تو میں کچھ نہیں کہتا۔ میں نہیں جانتا کہ ان کے دل میں

کیا ہے میں ان کی طرف سے سجدہ آپ کو دھوکہ نہیں دینا چاہتا میں تو آپ سے صرف وہی بات کہتا ہوں جس پر اپنے دل کو آمادہ کر چکا ہوں۔ واللہ آپ جب مجھے پکاریں گے میں حاضر ہوں گا۔ آپ کے ساتھ مل کر آپ کے دشمن سے قتال کروں گا۔ آپ کے لیے اپنی تلوار کے وار اس وقت تک کئے جاؤں گا جب تک کہ حق تعالیٰ سے ملاقات کروں اور اس سے مجھے رضائے خدا کے سوا اور کچھ مطلوب نہیں۔

جلیب بن مظاهر | ان کے بعد جلیب بن مظاهر کھڑے ہوئے اور کہا رحمت خدا ہو تم پر دل کی بات بڑی خوبی سے تم نے بیان کی اور کہا قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں میرا بھی یہی ارادہ ہے جو ان کا ہے۔ پھر حنفی نے بھی یہی بات کہی۔

عبداللہ حضرمی کا خط یزید کے نام | عبداللہ حضرمی نے یزید کو لکھا مسلم بن عقیل کو فہم میں آگئے ہیں شیعوں نے حسین بن علیؑ کے نام پر ان سے بیعت کر لی ہے اگر تمہیں کوفہ کی خواہش ہے تو کسی زبردست شخص کو حاکم بنا کر بھیجو جو تمہارے حکم کو یہاں جاری کرے اور تمہارے دشمن کے ساتھ وہ سلوک کرے جو تم خود کرتے نعمان بن لیشیر (گورنر کوفہ) یا تو کمزور ہے یا کمزور بنتا ہے اس کے بعد عمار بن عبید نے اور اس کے بعد عمر سعد نے اسی مضمون کے خط یزید کو لکھے یہ سب خط پلے در پلے پہنچے۔

یزید کا سر جو ان سے مشورہ | یزید نے معاویہ کے غلام سر جو ان (جو عیسائی تھا) کو بلایا اور پوچھا تمہاری کیا رائے ہے حسین کوفہ کی طرف آرہے ہیں اور مسلم بن عقیل کوفہ میں ان کے لیے بیعت لے رہے ہیں۔ یزید نے غلام کو بھی خط دکھایا اور پوچھا کہ میں کسے کوفہ کا گورنر بناؤں۔ عبید اللہ بن زیاد نے یزید ان دونوں ناراض تھا۔ سر جو ان نے کہا اگر معاویہ اس وقت تمہارے لیے زندہ کر دیا جائے تو تم اس کی رائے مانو گے یزید نے کہا ہاں میں کر سر جو ان نے معاویہ کا وصیت نامہ نکالا کہ عبید اللہ کو کوفہ کا حاکم بنانا۔ سر جو ان نے کہا یہ معاویہ کی رائے ہے وہ مرتے وقت اس نوشتہ پر عمل کرنے کا حکم دے گیا ہے۔ یزید نے اس پر عمل کیا اور عبید اللہ کو بصرہ اور کوفہ دونوں کا گورنر مقرر کیا اور حکومت کوفہ کا سند ان اس کے نام لکھ دیا۔ فرمان کے ساتھ یہ خط بھی لکھ دیا۔

یزید کا خط ابن زیاد کے نام | میرے شیعہ جو کوفہ میں ہیں انہوں نے مجھے لکھا ہے کہ کوفہ میں ابن عقیل مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لیے جمعیتیں تیار کر رہا ہے۔ میرا یہ خط دیکھتے ہی تم کوفہ کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ وہاں جا کر ابن عقیل کو اس طرح ڈھونڈو جیسے کوئی ٹیکنے کو ڈھونڈتا ہے۔ اسے یا تو گرفتار کر لو۔ یا قتل کر دو اور یا شہر سے نکال دو۔ والسلام۔

عبید اللہ کے پاس مسلم بابل بصرہ میں خط لے کر آیا تو اس نے سامان سفر کی درستگی اور تیاری کا حکم دیا تاکہ دو سکر دن کوفہ روانہ ہو جائے۔

امام حسینؑ کے خطوط شرفائے بصرہ کے نام | ادھر امام حسینؑ نے ایک غلام سلیمان کے ہاتھ بصرہ کے پانچوں گروہوں کے روسا اور اشراف شہر کو ایک ہی قسم کا خط روانہ کیا۔ ان لوگوں میں مالک بن مسیح بکرمی، احنف بن قیس، منذر بن جبارود، مسعود بن عمرو، قیس بن حیثم اور عمر بن معمر کا نام ہے۔ یہ ایک ہی قسم کا خط تھا۔ جو سب کے نام آیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے محمدؐ کو برگزیدہ کیا اپنی مخلوقات میں نبوت سے ان کا اکرام اور رسالت کے لیے ان کا انتخاب کیا اور جب وہ اس کے بندوں کی خیر خواہی کر چکے اور اس کا پیغام پہنچا چکے تو حق تعالیٰ نے ان کو اپنے پاس بلایا۔ ہم لوگ ان کے اہل بیت اولیاء احیاء ان کے وارث اور لوگوں میں ان کے مقام کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ ہماری قوم نے اپنے تئیں ہم پر ترجیح دی تو ہم (بابل ناخواستہ) راضی ہو گئے، افتراق و اختلاف سے ہم نے کراہت کی اور امن و عافیت کو پسند کیا جب کہ ہم علم و عرفان رکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے اس امر پر قبضہ کر رکھا ہے بہ نسبت ان کے ہم اس حق کے زیادہ مستحق ہیں جو ہمارے مقابلہ میں طلب کیا گیا ہے۔ میں نے اپنا قاصد تم لوگوں کے پاس یہ خط دے کر روانہ کیا ہے میں تم کو کتاب خدا اور سنت رسول اللہؐ کی طرف دعوت دیتا ہوں اس لیے کہ سنت رسول اللہؐ شادی گئی ہے اور بدعت کو رواج دیا گیا ہے اگر تم لوگ میری بات کو سونگے اور میری اطاعت کرو گے تو تم کو میں راہ ہدایت پر لگا دوں گا والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ شرفائے بصرہ میں سے جس جس نے اس خط کو پڑھا اس نے اسے مخفی رکھا۔ ہاں منذر بن جبارود کو یہ دوسواں ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ عبید اللہؓ نے ہم لوگوں کو چکھ دیا ہو وہ عبید اللہؓ کے پاس قاصد کو لیے ہوئے چلا آیا اور خط بھی اسے دکھا دیا۔

ابن زیاد کا اہل بصرہ سے خطاب | عبید اللہؓ نے اسی وقت قاصد کی گردن اڑادی اور منبر پر گیا حمد ثنائے الہی کے بعد کہا "واللہ کوئی ایسا منہ زور نہیں جو میرے مقابلے میں ٹھہر سکے میں کسی کی دشمنی کی پردہ نہیں کرتا جو کوئی مجھ سے عداوت رکھے اس کے لیے میں عذاب ہوں جو کوئی مجھ سے جنگ آزمائی کرے میں اس کے حق میں زہر ہوں جس نے کسی تدرانگن کے ساتھ شیر اندازی کی اس نے انصاف کیا اسے اہل بصرہ! مجھے "امیر المؤمنین" نے کوذ کا حاکم مقرر کیا ہے۔ میں کل سویر سے ادھر روانہ ہوا جاؤں گا۔ تم لوگوں میں عثمان بن زیاد کو اپنا جانشین کئے جاتا ہوں دیکھو مخالفت و بغاوت سے بچے رہنا۔ قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر تم میں سے کسی شخص کی مخالفت کا حال مجھے معلوم ہوا تو میں اسے اس کے سر عنقہ اور اس کے ہوا خواہ کو ضرر و قتل کروں گا۔ میں قریب کو عبید کے عوض میں بچاؤں گا تاکہ تم سب میری اطاعت کرنے لگو اور تم میں کوئی مخالفت اور معاند نظر نہ آئے میں زیاد کا بیٹا ہوں۔ دنیا میں سب سے زیادہ اس کے ساتھ مشابہت رکھتا ہوں۔ مجھے کسی ماموں یا چچا کے ساتھ مشابہت نہیں ہے۔

دوسرے دن اس نے اپنے بڑے بھائی عثمان بن زیاد کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ اور ابن زیاد کی بصرہ سے واپسی

کے ساتھ بصرہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ کالاعمامہ سر پر رکھے ڈھانٹا باندھے ہوئے کوفہ میں داخل ہوا۔ یہاں لوگوں میں حسینؑ کے روانہ ہونے کی خبر پہنچ چکی تھی۔ سب لوگ ان کے منتظر تھے۔ عبید اللہؓ کو دیکھ کر سمجھے کہ حسینؑ ہیں۔ جس جس مجمع کی طرف سے گذرتا تھا لوگ سلام کرتے اور کہتے یا بن رسول اللہؐ مرحبا آپ کا آجانا کیسا اچھا ہوا۔ حسینؑ کے لیے ان کا خوش ہونا عبید اللہؓ کو ناگوار گذرا۔ جب ان لوگوں کو زیادہ خوشی کرتے دیکھا تو مسلم باہلی نے کہا ہٹ جاؤ۔ یہ امیر عبید اللہؓ بن زیاد ہے تو سب لوگوں کو انتہائی رنج اور قلق ہوا۔

قصر میں داخل ہو کر اس نے الصلوٰۃ جامعہ کی نذر کرائی لوگ سب جمع ہو گئے ابن زیاد کی اہل کوفہ کو دھمکی

اور حدود کا والی مقرر کیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ تم میں سے جو مظلوم ہو اس سے انصاف کروں جو محروم ہو اس کو عطا کروں جو بات سنے اور اطاعت کرے اس پر احسان کروں جو بے ایمان دنا فرمان ہو اس پر تشدد کروں۔ میں تم لوگوں کے بارے میں اس کے حکم کا اتباع کروں گا۔ اس کے فرمان کو نافذ کروں گا۔ تم میں سے جو شخص خوش ہوا اور مطیع ہے میں اس سے بد مہربانی کی طرح پیش آؤں گا اور جو شخص میرا حکم نہ مانے گا، میرا فرمان بجا نہیں لائے گا تو اس کے لیے میرا تازیانہ میری تلوار ہے انسان کو چلبستے کر وہ اپنی خیر نہائے۔ راستی بلا کو ٹالتی ہے یہ کہہ کر اتر آیا اور تمام سرکردہ افراد اور دیگر لوگوں پر تشدد کرنے لگا کہ تم لوگوں میں جو نووارد ہیں اور جن کی رائے مخالفت اور نافرمانی کرنا ہے ان سب کے نام مجھے لکھ کر دو جو شخص لکھ دے گا وہ بری ہو جائے گا اور جو کسی کا نام نہ لکھے گا۔ اس بات کا ضامن ہو کہ اس کے قبیلے میں سے کوئی ہماری مخالفت اور ہم سے بغاوت نہیں کرے گا اگر ایسا نہ ہوا تو پھر ہم سے کوئی شکایت نہ ہو اور اس کی جان و مال کا لینا ہمارے لیے حلال ہو گا۔ اور جس سرکردہ کے قبیلہ میں کوئی ایسا شخص پایا جائے گا۔ جس کی امیر المؤمنینؑ کو تلاکس ہو اور اس نے اب تک اسے پیش نہ کیا ہو گا تو وہ اپنے گھر ہی کے دروازے پر لٹکا دیا جائے گا۔ اور دستِ عطیات سے اس کی خدمت و ملازمت ختم کر دی جائے گی اور موضع عمان الزارہ کی طرف اسے نکال دیا جائے گا۔

یزید کا خط جب ابن زیاد پہنچا تو اس نے اہل بصرہ میں سے پانچ سو آدمی چن لیے۔ ان میں عبد اللہ بن حارث اور شریک بن اعور بھی تھے اور شریک شیعہ علیؑ

تھا جب کوفہ کے قریب پہنچ گئے تو ابن زیاد نے یمنی نافرہ لباس پہنا۔ اپنے خچر پر سوار ہوا۔ جہاں جہاں سے گذرتا لوگ دیکھ کر سمجھتے کہ حسینؑ ہیں۔ سب پکار کر کہتے تھے۔ مرحبا یا بن رسول اللہؐ وہ کسی کو جواب نہیں دیتا

تھا۔ لوگ گھروں سے نکل نکل کر اس کے پاس چلے رہے تھے۔ نعمان بن ابیشر دگور نہ کو نہ ہنے لوگوں کا حال سنا تو اس نے قصر کا دروازہ اندر سے بند کر لیا تاکہ حسین اور ان کے ساتھی اندر نہ آنے پائیں۔ عبید اللہ دروازے پر پہنچ گیا اور نعمان کو یقین تھا کہ حسین ہیں اور مخلوق خدا ان کے گرد جمع ہے تو نعمان نے کہا میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ میرے پاس سے چلے جاتے۔ میں اپنی امانت آپ کے حوالے نہیں کروں گا۔ مجھے آپ کا قتل کرنا بھی منظور نہیں۔ عبید اللہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر دونوں کنگروں کے درمیان جا کر کہا اسے کھول تمہارا بھلا نہ ہو۔ بڑی دیر سو یا اس کے پیچھے سے ایک شخص نے اس کی آواز سن لی۔ اس نے سب سے کہہ دیا۔ دوستو قسم خدا کی یہ تو ابن مرجانہ ہے۔ نعمان نے اب دروازہ کھولا اور ابن زیاد قصر میں داخل ہو گیا۔ لوگوں کے لیے دروازہ بند کر لیا گیا اور وہ سب منتشر ہو گئے۔ صبح ہوئی تو ابن زیاد ملے پر گیا اور کہا کہ ”میرے ساتھ ساتھ اظہار اطاعت کرتے ہوئے جو لوگ آئے اور سمجھے کہ حسین آئے ہیں اور وہ ہتھ پر قابض ہو گئے ہیں انہوں نے حسین کے ساتھ دشمنی کی ہے واللہ میں نے تم میں سے کسی کو بھی نہیں پہچانا۔ یہ کہہ کر وہ منبر سے اتر آیا۔ اس کو خبر پہنچی کہ مسلم بن عقیل ابن زیاد سے ایک شب پہلے آچکے ہیں اور تاحال کو نہ ہیں قیام پذیر ہیں۔ بنی تمیم کے ایک غلام کو ابن زیاد نے بلایا اسے کچھ مال دیا اور یہ کہا کہ تو بھی ان لوگوں جیسا طریقہ اپنالے اس مال سے ان کی اعانت کر۔ مانی و مسلم کو تلاش کر اور ان کے پاس جا چنانچہ وہ غلام مانی کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میں شیعہ ہوں اور میں کچھ مال لے کر آیا ہوں۔

ابن زیاد کے قتل کا منصوبہ | شریک بن عمرو (جو بصرہ سے ابن زیاد کے ساتھ آئے تھے) بیمار ہو کر مانی کے یہاں آئے اور ان سے کہا کہ مسلم سے کہیے کہ وہ یہاں میرے پاس موجود

رہیں۔ عبید اللہ میری عیادت کے لیے آئے گا۔ پھر مسلم سے شریک نے کہا اگر عبید اللہ کے قتل کا موقع آپ کو فراہم کر دیں تو آپ اُسے تلوار سے ماریں گے۔ مسلم نے کہا ہاں سجدہ۔ چنانچہ عبید اللہ شریک کی عیادت کے لیے مانی کے گھر آیا۔ شریک مسلم سے کہہ چکے تھے کہ جب میں کہوں مجھے پانی پلا دو۔ تو آپ نکل کر اس پر وار کرنا۔ عبید اللہ اگر شریک کے بستر پر بیٹھ گیا اور مہران اس کے پاس کھڑا ہو گیا۔ شریک نے کہا مجھے پانی پلا دو۔ ایک کینز کٹور لے کر آئی۔ مسلم کو دیکھ کر واپس چلی گئی۔ شریک نے پھر کہا مجھے پانی پلا دو۔ پھر تیسری مرتبہ کہا دانتے ہو تم پر پانی سے مجھے پرہیز کراتے ہو مجھے پانی پلاؤ اس میں میری جان جاتی ہے تو جانے دو۔ مہران تاڑ گیا اس نے عبید اللہ کی طرف آنکھ سے اشارہ کیا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ شریک نے کہا۔ اے امیر میں تم سے کچھ وصیت کرنا چاہتا ہوں کہا کہ میں پھر آؤں گا۔ اب مہران اسے دھکیلتا ہوا لے چلا اور کہا واللہ تمہارے قتل کرنے کا سامان تھا۔ عبید اللہ نے کہا یہ کیونکر یہ ہو سکتا ہے میں تو شریک کی خاطر آیا ہوں اور پھر مانی کے گھر میں

جس پر میرے باپ کا احسان ہے۔

صہانی بن عروہ اور ابن زیاد | اس نے واپس آکر اسماعیل بن خاریج اور محمد بن اشعث کو بلایا اور ان سے کہا کہ بانی کو میرے پاس لے آؤ۔ انہوں نے کہا کہ بانی امان دیئے بغیر نہیں آئیں گے وہ کہنے لگا۔ ”انہیں امان سے کیا واسطہ۔ ایسا کونسا قصور ان سے ہوا ہے تم دونوں جاؤ۔ اب اگر بغیر امان دیئے نہ آئیں تو ان کو امان دو اور لے آؤ۔ وہ دونوں بانی کو بلانے آئے۔ تو صہانی نے کہا اگر اس نے مجھے پالیا تو ضرور مجھے قتل کر دے گا لیکن وہ دونوں اصرار کرنے سے باز نہ آئے آخر وہ بانی کو لے ہی آئے۔ عبید اللہ جبہ کا خطبہ پڑھ رہا تھا۔ بانی مسجد میں آکر بیٹھ گئے اور ان کے دونوں گیسو ادھر ادھر جھجھول رہے تھے عبید اللہ نماز سے فارغ ہوا تو بانی کو پکارا یہ اس کے سچے سچے چلتے ہوئے مکان میں داخل ہوئے اور اسے سلام کیا عبید اللہ نے کہا بانی کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میرا باپ جب اس شہر میں آیا تھا تو اس نے ہمارے باپ اور حجر کے علاوہ ان شیعوں میں سے کسی کو بھی قتل کئے بغیر نہیں چھوڑا۔ حجر کا جو انجام ہوا وہ بھی تمہیں معلوم ہے پھر تم سے وہ اچھی طرح پیش آتا رہا۔ پھر امیر کو ذرے سے تمہاری سفارش میں اس نے یہ کلمہ کہا تھا کہ میری حاجت تم سے بانی ہے۔ بانی نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ ابن زیاد نے پوچھا تو کیا اس کا عوض یہی تھا کہ تم نے اپنے گھر میں ایک شخص کو چھپا رکھا ہے کہ مجھے قتل کر ڈالے۔ بانی نے کہا میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ عبید اللہ نے یہ سن کر اسی جتنی سلام کو جو ان لوگوں کی جاسوسی پر مقرر تھا بلایا۔

صہانی پر ابن زیاد کا حملہ | بانی اس کو دیکھ کر سمجھ گئے کہ اس نے سب حال کہہ دیا ہوگا لہذا کہا لے مجھ کو ہرجم کو پہنچی ہے وہ صحیح ہے۔ مگر میں ہرگز تمہارے احسان کو نہیں بھول سکتا۔ تمہارے لیے ابر تمہارے اہل و عیال کے لیے امان ہے جدھر تمہارے جی میں آتے چلے جاؤ عبید اللہ کچھ سوچنے لگا مہراں اس کے پاس عصا لیے کھڑا تھا وہ پکارا ہاتے غضب یہ جولا ہا تمہاری سلطنت میں تم کو امان دیتا ہے۔ ابن زیاد نے مہراں سے کہا اس کو پکڑو اس نے عصا رکھ دیا اور بانی کے دونوں گیسو پکڑ لیے ان کے چہرہ کو بند کیا اور عبید اللہ نے عصا اٹھا کر ان کے چہرہ پر مارا جس سے ان کے ابرو کا جھڑا اکھڑ کر دیوار میں پیوست ہو گیا پھر ان کے چہرہ پر مارا جس سے ان کا ماتھا اور ناک جھرنج ہو گیا۔ لوگوں نے شور و غوغا کی آواز سنی۔ قبیلہ مذحج کو پتہ چلا تو ان لوگوں نے قبیلہ مذحج کا محاصرہ: | آکر ابن زیاد کے مکان کو گھر لیا۔ عبید اللہ نے حکم دیا کہ بانی کو لے جا کر کسی حجرہ میں ڈال دو۔ پھر مہراں کو حکم دیا کہ شریح قاضی کو میرے پاس لے آؤ۔ وہ شریح کو لے آیا اور اس کے ساتھ پولیس کے افراد بھی چلے آئے بانی نے کہا شریح تم دیکھتے ہو کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے۔ اس نے کہا میں تو

دیکھتا ہوں کہ تم زندہ ہو۔ ہانی نے کہا یہ حال دیکھ کر بھی تم سمجھتے ہو کہ میں زندہ ہوں۔ میری برادری والوں سے بھی کہنا کہ اگر وہ چلے گئے تو ابن زیاد مجھے قتل کر دے گا۔ ابن شریح ابن زیاد کے پاس آیا اور کہا کہ ہانی زندہ ہے۔ مگر زخم کاری لگا ہے۔ ابن زیاد نے کہا اگر حاکم وقت اپنی رعیت کو سزا دے تو تم اعتراض کرتے ہو باہر جا کر ان لوگوں کو سمجھاؤ۔ شریح باہر گیا تو ابن زیاد نے ایک شخص کو اس کے ساتھ کر دیا۔ شریح نے لوگوں سے کہا یہ کیا گستاخی ہے وہ شخص زندہ ہے۔ حاکم نے ایک ضرب اس کو لگائی ہے اس سے وہ مر تو نہیں گیا خود کو بھی اور اس شخص کو بھی مصیبت میں مبتلا نہ کرو۔ اور کہاں سے چلے جاؤ۔

معقل غلام | عبید اللہ نے جس شخص کو تین ہزار درہم دیکر افشارے راز کے لیے بھیجا تھا یہ اسی کا غلام معقل تھا وہ پہلے مسلم بن عوسجہ کو ملا وہ بڑی مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے اس نے لوگوں سے سنا کہ ابن عوسجہ حنین کے لیے بیعت لیتے ہیں وہ ان کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ کہنے لگا اے بندہ خدا میں اب شام میں سے ایک شخص ہوں مجھے اللہ نے اس خاندان اور ان کے موالیوں کی محبت بطور نعمت عطا کی ہے۔ یہ تین ہزار درہم ہیں میں چاہتا ہوں کہ یہ اس شخص کی خدمت میں پیش کروں۔ جس کے متعلق مجھے خبر ملی ہے کہ وہ کوفہ میں آئے ہوئے ہیں اور وہ نواسہ رسول کے لیے بیعت لیتے ہیں میں ان کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ بالآخر ابن عوسجہ نے اس سے بیعت لی اور اس سے عہد پیاں لیتے پھر وہ مشیعوں کے ہاں آنے جانے لگا۔

شریک بن اعور کی علالت | شریک بیمار ہوئے چونکہ ابن زیاد اور تمام منافقان کی تعظیم کرتے تھے۔ ابن زیاد نے کہلا بھیجا کہ میں شام کو دیکھنے کے لیے آؤں گا۔ شریک نے مسلم سے کہا یہ مرد آج شام کو میری عیادت کیلئے آنے والا ہے جب وہ آکر بیٹھے تو آپ نکل کر اسے قتل کر دیں پھر قصر الامواہ میں جا بیٹھنا کوئی بھی آپ کو روکنے والا نہیں ہوگا۔ میں جب اس بیماری سے اچھا ہو گیا تو خود بصرہ جا کر آپ کے لیے سب انتظامات کروں گا۔ شام کو عبید اللہ شریک کی عیادت کے لیے آیا تو مسلم اٹھے تاکہ آپ میں چلے جائیں شریک نے تاکید کی تھی کہ جس وقت وہ آکر بیٹھے تو اسے ہرگز دم نہ لینے دینا۔ یہ سن کر ہانی مسلم کے پاس گئے اور کہا میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے گھر میں قتل ہو۔ ہانی نے اس بات کو معیدب سمجھا عبید اللہ آیا بیٹھا اور شریک کا حال پوچھا کہ تمہیں کیا بیماری ہے اور کب سے ہے۔ ان باتوں نے جب حاکم کو کھینچا اور شریک نے دیکھا کہ مسلم باہر نہیں آئے انہیں خوف ہوا کہ یہ موقع ہاتھ سے نہ نکل جائے تو وہ یہ شعر پڑھنے لگے۔

ما نطرون بسلمی ان تحيوها — اسقونہا وان کانت بھا نفسی۔ یعنی سلمیٰ کو سلام کرنے میں تمہیں اب کیا انتظار ہے مجھے پلاؤ چاہیئے اس میں میری جان چلی چاہیئے۔ شریک نے دو تین

دفعہ یہ شعر پڑھا۔ لیکن عبداللہ کچھ نہ سمجھا۔ لہذا پوچھا کہ ان کا کیا حال ہے۔ دیکھو یہ نہیان کی باتیں کر رہے ہیں۔
 صانی نے کہا خدا آپ کا بھلا کرے۔ ہاں طلوع صبح سے لے کر اس وقت تک ان کی یہی حالت ہے۔
 پھر عبداللہ اٹھ کر چلا گیا۔

شُرک کی وفات | جب مسلم باہر آئے تو شُرک نے کہا اے آپ نے قتل کیوں نہیں کیا۔ تو مسلم نے جواب دیا اس سے دو چیزیں مانع تھیں ایک تو ہانی کو یہ گوارا نہیں تھا

کہ ان کے گھر میں یہ واقعہ ہو اور دوسری بات وہ حدیث ہے جو لوگ نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ ایمان اچانک قتل کرنے سے روکتا ہے اور مومن کو زیب نہیں دیتا۔ کہ وہ کسی کو دھوکے سے قتل کرے۔ شُرک تین دن زندہ رہ کر فوت ہو گئے۔

معقل کی جاسوسی | عرض شُرک کی وفات کے بعد مسلم بن عسجر معقل کو جناب مسلم بن عقیل کے پاس لے گئے اور اس کے حالات بیان کئے انہوں نے اس سے بیعت لی اور ابو ثمرہ صہامی

سے فرمایا کہ جو مال یہ لے کر آیا ہے وہ لے لیں۔ کیونکہ یہ خدمت انہیں کے سپرد تھی وہ مال جمع کرتے جس سے بعض لوگوں کی اعانت کرتے۔ ہتھیار خریدتے۔ اور اس کام پر کڑی نظر رکھتے اور وہ جناب شجاعانہ عرب اور بزرگانِ شیعہ میں سے تھے معقل سب سے پہلے یہاں انکی صحبت میں آتا اور سب سے آخر میں جاتا تھا اور تمام خبریں سنتا۔ تمام رازوں کو معلوم کرتا اور جا کر ان کی زیاد کے کان میں ڈالتا تھا۔

ہانی اور ابن زیاد | ہانی ابستار میں صبح و شام ابن زیاد کے ہاں جایا کرتے تھے جب جناب مسلم ان کے ہاں آگئے تو انہوں نے بہن زیاد کے ہاں آنا جانا چھوڑ دیا۔ خود کو بسیار

ظاہر کیا اور گھر سے باہر نکلنا موقوف کر دیا۔ ابن زیاد نے ہانی کو بلانے کے لیے محمد بن اشعث، اسماء بن حارثہ اور عمرو بن حجاج زبیدی کو روانہ کیا۔ یہ لوگ جب ہانی کو لے کر اس کے ہاں پہنچے تو قاضی شریح بھی ابن زیاد کے پاس موجود تھے۔ شریح کی طرف دیکھ کر ابن زیاد نے یہ شعر پڑھا (ترجمہ) میں تو اس سے حسن سلوک کا ارادہ رکھتا ہوں (یا میں تو اس کی زندگی چاہتا ہوں) اور وہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے، اپنے دوست مرادی کے لیے میرا یہ عذر سن کر کھٹو پھر ہانی سے پوچھا کیوں ہانی "امیر المؤمنین" اور عامہ مسلمین کے لیے تمہارے گھر میں یہ کیسے سامان ہو رہے ہیں مسلم کو اپنے گھر میں رکھا ہے۔ ان کے لیے ہتھیار اور جنگجو افراد دوسرے گھر والوں میں مہیا کئے ہیں۔ ہانی نے انکار کیا تو اس نے معقل کو سامنے بلا کر کھڑا کر دیا۔ ہانی مجبور ہو گئے اور انہوں نے سب حال صاف صاف بیان کر دیا کہ مسلم خود میرے گھر چلے آئے۔ اور ان کے متعلق جو کچھ تمہارے سامنے ہے وہ سب درست ہے۔ اب مجھ سے جیسا عہد و پیمان چاہو لے لو۔ میں تمہارے ساتھ کوئی

برائی نہیں کروں گا۔ اگر کہو تو تمہارے پاس اتنی دیر کے لیے کسی کو بطور ریغمال چھوڑ دوں، کہ میں یہاں سے جا کر مسلم سے کہہ دوں کہ میرے گھر سے جہاں ان کا بھی چاہئے چلے جائیں تاکہ میں ذمہ داری سے بری ہو جاؤں۔ ابن زیاد نے کہا واللہ جب تک مسلم کو میرے پاس نہ لے آؤ تم ہرگز یہاں سے نہیں جاسکتے۔ ہانی نے کہا میں سجدہ ہرگز انہیں تمہارے پاس نہیں لاؤں گا کیا اپنے مہمان کو تمہارے پاس لے آؤں تاکہ تم اسے قتل کر دو۔ اس نے کہا واللہ تمہیں لانا پڑے گا۔ ہانی نے کہا واللہ میں نہیں لاؤں گا۔

ہانی اور مسلم باہلی جب تکرار طرہ گئی تو مسلم باہلی اٹھ کھڑا ہوا اس وقت تک کہ وہ میں اس کے علاوہ کوئی شامی یا بصری نہیں تھا۔ اس نے دیکھا کہ ہانی اپنی بات، برادر اڑ گئے ہیں اور

جناب مسلم کو حملے کرنے کیلئے ابن زیاد کی بات نہیں سنتے، کہنے لگا۔ خدا امیر کا بھلا کرے مجھے ذرا ہانی سے گفتگو کر لینے دو۔ چنانچہ ابن زیاد سے اتنا دُور وہ ہانی کو لے گیا کہ ان کی اونچی گفتگو وہ سن سکتا تھا اور انہیں دیکھ رہا تھا۔ مسلم نے کہا اے ہانی خدا کے واسطے اپنے کو قتل نہ کرو۔ اور اپنی قوم و برادری پر مصیبت نہ لاؤ۔ یہ شخص (جناب مسلم)، ان لوگوں کے خاندان میں سے ہے نہ کوئی انہیں قتل کرے گا اور نہ ہی کسی طرح کا ضرر ان کو پہنچے گا۔

انہیں ان کے حوالے کر دو۔ اس میں تمہارے لیے کوئی رسوائی نہیں ہے اور نہ کوئی نقصان ہے تم تو انہیں حکم وقت کے حوالے کر دو گے۔ ہانی نے کہا نہیں سجدہ اس میں میری بڑی ذلت اور رسوائی ہے۔ میں زندہ موجود

اور صحیح سلامت ہوں دیکھتا اور سمجھتا ہوں، دست و بازو میں طاقت رکھتا ہوں۔ میرے اعوان و مددگار

بھی بہت ہیں۔ اس کے باوجود بھی میں نے جسے پناہ دی ہے اور جو میرا مہمان ہے اسے ان کے حوالے کر دوں اللہ اگر میں اس وقت تنہا اور بے یار و مددگار ہوتا۔ تب بھی اپنی جان جب تک دے دیتا انہیں حوالے نہ کرتا باہلی انہیں نہیں دیئے جاتا تھا اور وہ یہی کہتے جاتے تھے کہ خدا کی قسم میں انہیں کبھی اس کے حوالے نہیں کروں گا۔

ہانی کی ابن زیاد سے تلخ کلامی حبیب اللہ نے کہا اسے میرے پاس لے آؤ ہانی کو لوگ لے گئے تو ابن زیاد نے کہا مسلم کو میرے پاس لاؤ۔ ورنہ سجدہ تمہاری گردن

اڑا دوں گا۔ ہانی نے کہا چہر تو یہاں تلواریں بہت چمکیں گی۔ وہ کہنے لگا تجھ پر انیس ہے تو مجھے تلواروں سے

ڈراتا ہے۔ پھر اس نے ان کے چہرہ پر چھڑی مارنا شروع کی۔ ناک، پیشانی اور خنجر پر برابر وہ چھڑی مارے

جا رہا تھا کہ جس سے ان کی ناک کے ٹکڑے اڑ گئے۔ ان کے کپڑے خون میں ڈوب گئے۔ رخساروں پر

ماٹھے کا گوشت ان کی ڈاڑھی پر ٹپک آیا۔ آخر چھڑی ٹوٹ گئی۔ ہانی نے ایک سپاہی کی تلوار پر ہاتھ ڈالا مگر

اس نے قبضہ چھڑا لیا۔ اس پر عبید اللہ نے کہا۔ ہر وقت ہی فتنہ و فساد، تو نے اپنا خون مباح کر دیا اب تمہیں

قتل کرنا ہمارے لیے حلال ہے۔

عبید اللہ کا مسجد سے فرار | ایک روایت ہے کہ عبید اللہ نے جب ہانی کو مارا اور قید کر دیا تو اسے اندیشہ ہوا کہ لوگ مجھ پر حملہ کریں گے۔ لہذا وہ اپنی پولیس، لوگوں اور شہر کے رئیسوں کے ساتھ نکل کر منبر پر گیا۔ حمد و ثنائے الہی بجالایا۔ لوگوں کو اعانت کرنے اور اختلاف سے اجتناب کرنے کی تلقین کرتا رہا۔ منبر سے اترنا چاہتا تھا کہ بازاری لوگوں کو یہ کہتے سنا۔ ابن عقیل آگئے۔ ابن عقیل یہ دیکھتے ہی وہ دوڑ کر قصر میں چلا گیا اور سب دروازے بند کر لیے۔ جناب مسلم نے اس کے قصر کو گھیر لیا۔ تھوڑی دیر میں مسجد لوگوں سے پُر ہو گئی۔ عبید اللہ بہت گھبرا گیا اس کے پاس تیس پولیس کے آدمی اور بیس نژاد اشرف شہر اور اس کے نوکر چاکر مل کر بیٹھے تھے اس کے پاس جو لوگ تھے وہ بلند ہو ہو کر اس ہجوم کو دیکھتے اور اس سے ڈرتے تھے۔

ابن زیاد کی شرفائے شہر کو ہلاکت | عبید اللہ نے اشرف شہر کو بلا کر جمع کیا اور ان سے کہا بلندی پر جا کر ان سے کہو کہ جو اطاعت کریں گے انہیں انعام و اکرام ملے گا۔ جو نافرمان رہیں گے وہ محروم ہوں گے اور انہیں سزا ملے گی۔ ان کو آگاہ کر دیا کہ ان کے مقابلے کے لیے شام سے توجیں روانہ ہو چکی ہیں۔ سب سے پہلے کثیر بن تہاب نے تقریر کی جب کہ سورج غروب ہونے کو تھا۔ لوگو اپنے اپنے گھروں کی طرف کو داپس جاؤ، شرفاء میں جلدی نہ کرو خود کو اپنے ہاتھوں قتل نہ کرنا۔ دیکھو "امیر المؤمنین" یزید کی فوجیں چل چکی ہیں۔ سو امیر نے خدا سے یہ عہد کر لیا ہے کہ اگر تم اس سے جنگ پر آمادہ رہے اور اسی شام کو یہاں سے واپس نہ گئے تو وہ تمہاری ذریت کو عطا سے محروم کر دے گا اور تمہارے جنگجو لوگوں کو غزوات اہل شام میں بغیر کچھ دیئے متفرق کر دیا۔ برے کی جگہ اچھے کو، غائب کے عوض حاضر کو گرفتار کرے گا۔ جس جس نے نافرمانی کی ہے ان میں سے ایک کو بھی سزا دیے بغیر نہیں چھوڑے گا۔ باقی اشرف شہر نے بھی اسی قسم کی تقریریں کیں۔

اہل کوفہ کی عہد دہی | ان کی گفتگو سن سن کر لوگ متفرق ہونے اور واپس جانے لگے۔ ایک ایک عورت اپنے بیٹے یا بھائی کے پاس آتی اور کہتی تم یہاں سے چلو اتنے لوگ موجود ہیں۔ بیٹے بیٹے لیں گے۔ کوئی مرد اپنے بیٹے یا بھائی کے پاس آتا اور کہتا کل اہل شام آجائیں گے تو تم ان سے کیونکر جنگ کر سکو گے چلو یہاں سے اور وہ اس کے ساتھ چلا جاتا۔ اسی طرح لوگ متفرق و پراکندہ ہوتے رہے اور شام تک جناب مسلم کے پاس تیس افراد سے زیادہ نہیں رہے تھے یہاں تک کہ مغرب کی نماز پڑھنے کے ساتھ فقط تیس افراد تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ رات ہو گئی ہے اور ان کے ساتھ ہی چند شخص رو گئے ہیں تو وہ نکلے اور ابواب کندہ کی طرف متوجہ ہوئے دروازے تک پہنچے ہی تھے کہ ان کے ساتھ دس آدمی رہ گئے۔

دروازے سے باہر نکلے تو کوئی بھی ساتھ نہ تھا اب جوڑ کر دیکھا تو اتنا بھی نہیں تھا کہ کوئی راستہ بتا دیا کسی گھر میں لے جاتا یا دشمن کا سامنا ہو تو ان کے آڑے آتا۔ آپ آگے کی طرف چلے۔ کوڑی کی گلیوں میں ٹرکٹر دیکھتے اور انہیں یہ بھی معلوم نہیں تھا۔ میں کہہ رہا ہوں

جالتے جالتے بنی جیلہ کندہ کے عمارت میں ایک عورت کے دروازے پر

مسلم اور طوطہ

پہنچے جس کا نام طوطہ تھا جو اسید حضری کی بیوی تھی۔ بلال ان کے شکم سے پیدا ہوا تھا بلال بھی لوگوں کے ساتھ گیا ہوا تھا۔ ماں دروازے پر کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی جناب مسلم نے اسے سلام کیا اس نے جواباً سلام دیا۔ جناب مسلم نے کہا۔ نیک بخت مجھے تھوڑا سا پانی ملا دو۔ اس نے پانی لاکر ملا دیا۔ مسلم وہیں بیٹھ گئے۔ عورت پانی کا برتن رکھ کر پھر باہر آئی اور کہنے لگی۔ بندہ خدا کیا پانی تم نے پی نہیں لیا؟ مسلم نے کہا۔ ہاں، وہ کہنے لگی۔ پھر اپنے گھر کی طرف جاؤ، مسلم چپ ہو گئے اتنے میں وہ پھر باہر آئی اور پھر وہی بات دہرائی اب بھی مسلم خاموش رہے تو اس نے کہا سبحان اللہ اسے بندہ خدا اپنے گھر جاؤ خدا تمہارا مہلا کرے میرے دروازے

پر تمہارا بیٹھنا مناسب نہیں ہے، میں اس کی اجازت نہیں دیتی۔ یہ سن کر مسلم کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے نیک بخت اس شہر میں میرا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے اور نہ کوئی قوم برادری ہے تم کچھ نیکی کرو۔ اور ثواب کماد۔

ناید میں کہیں اس کا بدلہ دے سکوں۔ اس نے کہا اے شخص تم کیا کہہ رہے ہو۔ فرمایا میں مسلم بن عقیل ہوں، لوگوں نے مجھ سے دعا کیا اور مجھے دھوکہ دیا۔ اس نے کہا کیا واقفاً آپ مسلم ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ تو وہ کہنے لگی

آپ اندر تشریف لائیے۔ اس نے ایک کمرے میں بستر بچھا دیا اور کھانا لے کر آئی مگر انہوں نے کھانا نہیں کھایا اتنے میں اس کا بیٹا آگیا اس نے ماں کو دیکھا کہ وہ حجرے میں بار بار آتی جاتی ہے۔ وہ کہنے لگا

تیرے اس حجرے میں آنے جانے سے مجھے شک ہوتا ہے کوئی نہ کوئی بات فرور ہے۔ اس نے کہا بیٹا یہ بات نہ پوچھو اسے جانے دو۔ اس نے کہا میں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے بتا دو۔ کہنے لگی تم اپنا کام کرو۔ اور

مجھ سے نہ پوچھو۔ وہ بہت ہی اصرار کرنے لگا تو اس نے کہا بیٹا دیکھ میں جو تجھے کہتی ہوں اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا پھر اس سے قسم لی اور اس نے قسم کھائی تو ماں نے سارا حال بیان کر دیا۔ یہ سن کر وہ لیٹ رہا اور

چپ ہو گیا لوگ کہتے ہیں کہ یہ آوارہ شخص تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اپنے ساتھ والوں کے ساتھ بیٹھ کر شراب بھی پیا کرتا تھا۔

یہ بلال طوطہ کا بیٹا صبح ہوتے ہی محمد بن اشعث کے بیٹے عبدالرحمن کے پاس پہنچا اور اُس سے کہہ دیا کہ مسلم میری ماں کے بیان مقیم ہے۔ عبدالرحمن اپنے باپ کے پاس گیا جو ابن زیاد

بلال کی خبری

کے پاس تھا اور اس سے آہستہ آہستہ سب حال بیان کر دیا۔ ابن زیاد نے پوچھا بتاؤ تمہارے بیٹے کیا باتیں

کہیں رہی، نے کہا کہ مسلم ہمارے ہی گھروں میں سے ایک گھر میں مقیم ہیں۔ ابن زیاد نے چھڑی اس کے پہلو میں چھوئی اور کہا اٹھو۔ ابھی انہیں میرے پاس لے کر آؤ۔ اور عمر بن حریث سے کہلو ابھیجا کہ بنی قیس کے ساتھ ستر آدمی ابن اشعث کے ساتھ کر دو۔ گھوڑوں کی ٹاپ اور لوگوں کی آوازیں سن کر مسلم سمجھ گئے کہ یہ لوگ مجھ پر حملہ کرنے آرہے ہیں۔ لہذا آپ تلوار لے کر ان لوگوں کی طرف بڑھے۔ جو لوگ گھر میں گھس گئے تھے۔ جناب مسلم نے مار مار کر سب کو گھر سے نکال دیا۔ انہوں نے پھر پلٹ کر حملہ کیا تو مسلم نے پھر اسی طرح ان کا مقابلہ کیا۔

جناب مسلم کی شجاعت | یکیر بن حمران نے آپ کے چہرہ انور پر وار کیا جس سے آپ کا اوپر والا ہونٹ کٹ گیا۔ نیچے کا ہونٹ بھی زخمی ہوا اور سامنے کے دو دانت گر گئے تو

جناب مسلم نے اس کے سر پر کاری زخم لگایا۔ پھر دوسرا وار اس کے کاندھے پر اس زور سے لگایا کہ تلوار اس کے سینے تک اتر آئی۔ یہ حالت دیکھ کر لوگ مکان کی چھت پر چڑھ کر ان پر پتھر بسانے لگے اور بانس کی بھٹیلا آگ سے دھکتی ہوئی مکان کی چھت پر سے ان پر ڈالنے لگے۔ یہ دیکھ کر مسلم تلوار کھینچے ہوئے مٹی میں ان سے لڑنے کے لیے نکل آئے اور قتال میں مصروف ہو گئے۔

جناب مسلم کے لیے ابن اشعث کی امان | ابن اشعث نے سامنے آکر کہا اے شخص تمہارے لیے امان ہے تم کیوں اپنے کو خود قتل کر رہے ہو۔ مسلم اسی طرح شمشیر نئی

کرتے رہے اور رجز پڑھتے جاتے تھے (جس کا آخری مصرعہ یہ ہے) احلاف ان اکذب ان اعدا۔ مجھے یہ خوف ہے کہ مجھ سے جھوٹ بولیں گے یا مجھے دھوکہ دیں گے۔ ابن اشعث نے کہا کوئی شخص آپ سے جھوٹ نہیں بولے گا نہ کوئی آپ سے فریب کرے گا۔ کوئی آپ کو دھوکہ نہیں دے گا۔ یہ لوگ تو آپ کی قوم و قبیلہ ہیں۔ وہ آپ کو قتل کرنا نہیں چاہتے اور نہ ہی آپ پر ہاتھ اٹھانا چاہتے ہیں۔ جناب مسلم پتھروں کی مار اور زخموں کی وجہ سے چور چور تھے۔ اب جنگ کرنے کی طاقت ان میں نہیں رہی تھی اور وہ ہانپ رہے تھے۔ مکان کی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑے ہو گئے ابن اشعث ان کے قریب آکر کہنے لگا۔ آپ کے لیے امان ہے جناب مسلم نے کہا میرے لیے امان ہے اس نے کہا ہاں امان ہے۔ اور سب لوگ پکار اٹھے کہ امان ہے فقط ایک عمر سلمی تھا جو یہ کہہ کر کنارہ کش ہو گیا کہ مجھے اس امر میں کوئی دخل نہیں ہے۔ جناب مسلم نے کہا اگر تم لوگ مجھے امان کے لیے نہ کہتے تو میں اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھوں میں نہ دیتا۔ ایک خنجر پر انہیں سوار کر دیا گیا اور سب ان کے گرد ہجوم کئے ہوئے تھے۔ جناب مسلم نے تلوار لگے میں ڈال لی تھی۔ ان لوگوں نے تلوار ان کے گلے سے نکال لی اس وقت جناب مسلم کو اپنی جان کے بچنے سے مایوسی ہوئی اور ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہنے لگے یہ پل دلفا ہے

جو تم نے میرے ساتھ کیا ہے۔ ابن اشعث نے کہا مجھے اُمید ہے کہ آپ کے لیے کوئی خطرہ نہیں، مسلم نے کہا بس اُمید ہی اُمید ہے امان جو تم نے دی ہے وہ کیا ہوئی۔ پھر آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ کہا اور رونے لگے تو عمرو سلمیٰ نے کہا جو شخص اس چیز کا طالب ہو جس کے تم طالب ہو پھر اس پر تمہاری کسی مصیبت پڑ جائے۔ وہ اس طرح نہیں روتا۔ جناب مسلم نے کہا کہ اگرچہ میں چشمِ زدن کے لیے بھی اپنی جان کا تلفت ہونا گوارا نہیں کرتا۔ پھر بھی میں اپنی جان کے لیے نہیں رو رہا ہوں اور نہ ہی میں اپنے قتل ہونے کا ماتم کر رہا ہوں میں تو اپنے عزیز دل کے لیے رو رہا ہوں جو میری طرف آ رہے ہیں۔ میں حسینؑ اور ان کی اولاد کے لیے رو رہا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ ابن اشعث کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے بندہ خدا میں سمجھتا ہوں کہ تو مجھے امان نہیں دے سکے گا۔ تو کیا تو اتنا سلوک میرے ساتھ کرے گا کہ اپنے کسی آدمی کو میری طرف سے حسینؑ کے پاس بھیج دے وہ آج کل ہی میں تم لوگوں کے پاس آنے کے لیے روانہ ہو چکے ہوں گے اور اہل بیت بھی ان کے ساتھ ہوں گے تم جو میری سب سے تابی دیکھ رہے ہو وہ شخص اسی سبب سے ہے۔ جو شخص میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دے کہ ”مسلم نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے وہ گرفتار ہو چکے ہیں۔ اب وہ یہ نہیں چاہتے کہ آپ یہاں آئیں اور شہید کر دیئے جائیں۔ آپ اہل بیت کو لے کر واپس ملٹ جائیں اور کوفیوں کے دھوکے میں نہ آئیں۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ جن سے چھٹکارا پانے کے لیے آپ کے والد گرامی مرنے اور قتل ہونے کی تمنا رکھتے تھے۔ اہل کوفہ نے آپ سے بھی جھوٹ بولا اور مجھ سے بھی جھوٹ بولا اور جب کو فریب دیا گیا ہو اس کی کوئی رائے نہیں ہوتی۔ ابن اشعث نے کہا۔ واللہ میں ایسا ہی کروں گا اور ابن زیاد سے بھی کہہ دوں گا کہ میں آپ کو امان دے چکا ہوں۔

مسلم باہلی کی گستاخی
مسلم قصر کے دروازے پر جب پہنچے تو وہ بہت پیاسے تھے۔ قصر کے دروازے پر ٹھنڈے پانی کا ایک گھڑا رکھا ہوا تھا جناب مسلم نے کہا مجھے اس میں سے تھوڑا سا پانی پلا دو۔ ابن عمرو باہلی نے جواب دیا دیکھ کیسا ٹھنڈا پانی ہے واللہ اس میں سے ایک بوند بھی تم کو نہیں ملے گی۔ تمہیں (معاذ اللہ) آتش جہنم کا کھوتا ہوا پانی پینے کے لیے ملے گا۔ جناب مسلم نے فرمایا ارے تو کون ہے کہا میں اس شخص کا بیٹا ہوں کہ جب تو نے حق کا انکار کیا تو اس نے اقرار کیا اور جب تو نے کھوپا پن ظاہر کیا۔ تو اس نے خلوص دکھایا جب تو نے نافرمانی اور مخالفت کی تو اس نے بات کو سنا اور اطاعت کی۔ میں مسلم بن عمرو باہلی ہوں۔ جناب مسلم نے فرمایا تیری ماں تیرے عم میں روتے۔ تو کتنا بے رحم اور بد زبان ہے اور کیسا سنگ دل اور درشت طینت ہے۔ اے ابن باہلہ تو دوزخ کے دائمی عذاب اور اس کھولتے ہوئے پانی کا زیادہ سزاوار ہے۔ مسلم یہ کہہ کر دیوار سے لگ کر بیٹھ گئے اور عمرو بن حرث نے اپنے غلام سلیمان کو بھیجا کہ وہ پانی لے آئے۔

جناب مسلم کی پانی سے محرومی | ایک روایت ہے کہ عمارہ نے اپنے غلام قس کو بھیجا اور وہ پانی کی ایک صراحی لے کر آیا اس پر رومال پڑا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ایک کٹورا

تھا۔ کٹورے میں پانی ڈال کر اس نے جناب مسلم کو دیا۔ جب آپ پانی پینے کا ارادہ کرتے تو کٹورا خون سے بھر جانا۔ جب تیسری بار غلام نے کٹورا بھر کر دیا اور مسلم پینے لگے تو آپ کے سامنے کے دونوں دانت کٹورے میں آکر پھنس گئے۔ الحمد للہ اگر میری قسمت میں یہ پانی ہوتا تو میں پیتا پھر آپ کو ابن زیاد کے پاس لے گئے۔

جناب مسلم کی عمر بن سعد کو وصیت | مسلم نے کہا مجھے ذرا اپنی قوم کے کسی شخص کو وصیت کر لینے دو۔ یہ کہہ کر ابن زیاد کے ہم نشینوں کی طرف نظر کی۔ عمر بن سعد وہاں موجود

تھا۔ آپ نے فرمایا اے عمر مجھ میں اور تجھ میں قرابت ہے میں تجھ سے ایک حاجت رکھتا ہوں تجھے وہ پوری کرنا چاہیے اور وہ ایک راز ہے۔ ابن سعد نے اس کے سنسنے سے انکار کیا تو ابن زیاد نے کہا کہ تجھے اپنے ابن عم کی بات سننے سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔ تب ابن سعد اٹھ کھڑا ہوا اور وہ مسلم کے ساتھ ایسی جگہ جا کر بیٹھ گیا جہاں سے ابن زیاد کا بھی سامنا تھا۔ جناب مسلم نے کہا کہ ذہن میرے ذمہ کچھ قرض ہے جب سے میں یہاں آیا ہوں سات سو درہم قرض لے چکا ہوں۔ یہ قرض ادا کر دینا (بعض روایات میں ہے کہ میری زرہ و تلوار بیچ کر ادا کرتا) اور میری روش کا خیال رکھنا۔ ابن زیاد سے بچھ مانگ کر دفن کر دینا اور حسینؑ کے پاس کسی کو بھیجنا جو ان کو واپس کر دے۔ کیونکہ میں ان کو لکھ چکا ہوں کہ لوگ آپ کا ساتھ دیں گے۔ میرا خیال یہی ہے کہ اب وہ آتے ہی ہوں گے۔ عمر نے جاکر ابن زیاد سے کہا آپ سمجھے۔ انہوں نے مجھ سے کیا کہا ہے۔ انہوں نے یہ یہ باتیں مجھ سے کہیں ہیں۔ ابن زیاد نے کہا کہ قابلِ وثوق شخص تو کبھی خیانت نہیں کرتا۔ ہاں کبھی خائن کو امین سمجھ کر اس پر بھروسہ کر لیتے ہیں۔ تمہارا مالی تو تمہارا ہی ہے۔ ہم تم کو اس امر سے نہیں روکتے جس طرح چارہ اسے صرف کر دو۔ حسینؑ بھی اگر ہماری طرف آنے کا ارادہ نہیں کریں گے تو ہمیں بھی ان سے کوئی سروکار نہیں۔ ہاں اگر انہوں نے اوجھڑ کا قصد کیا تو ہم بھی ان سے باز نہیں رہیں گے اور لاشیں کے بارے میں ہم تمہاری سفارش نہیں سنیں گے کیونکہ مسلم ہماری طرف سے اس رعایت کا سزاوار نہیں ہے اس نے ہم سے جنگ کی ہماری مخالفت کی اور ہمیں ہلاک کرنے پر آمادہ رہا۔

ابن زیاد اور جناب مسلم میں تلخ کلامی | اس کے بعد ابن زیاد نے کہا ہاں مسلم بنا لوگ یہاں امن کی حالت میں تھے اور سب ایک زبان تھے تم اس لیے آئے کہ انہیں تفرقہ

ڈالو۔ انہیں پریشان کرو۔ اور انہیں ایک دوسرے سے لڑا دو۔ جناب مسلم نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہے۔ میں اس لیے نہیں آیا بلکہ اہل شہر یہ کہتے ہیں کہ تیرے باپ نے ان میں سے نیک لوگوں کو جین چین کر قتل کیا۔ ان کا خون بہایا، ان کے ساتھ قیصر و کسریٰ کی طرح پیش کیا۔ ہم اس لیے آئے کہ عدل کے ساتھ حکم کریں اور حکم قرآن کی دعوت

دیں۔ ابن زیاد نے کہا بدکار کجس اور یہ دعوے کجا جب تو مدینہ میں شراب پیا کرتا تھا اس وقت تمہیں یہ
 یہ نہ آیا کہ ان لوگوں میں عدل کرے۔ جناب مسلم نے فرمایا۔ میں شراب پیتا ہوں واللہ خدا خوب جانتا ہے کہ
 تو جھوٹا ہے اور جو کچھ تو نے کہا وہ جہالت کی بنا پر کہا۔ میں ایسا نہیں ہوں جیسا تو کہہ رہا ہے۔ شراب تو وہ
 پئے گا جو مسلمانوں کا خون پی لیا کرتا ہے جو اسے قتل کرتا ہے جس کا قتل خدا نے حرام کیا ہے اور جو اس کا خون بہاتا
 ہے جس نے کسی کا خون نہیں بہایا۔ جو غصہ، بغض اور بدگمانی پر غور و غریب کرتا ہے اور پھر اس طرح مہول جاتا
 ہے جیسے اس نے کچھ کیا ہی نہیں۔ ابن زیاد نے کہا اوید کار تیرے دل میں وہ تمنا ہے جس سے خدا نے تجھے
 فردم کر دیا ہے اور تجھے اس نے اس قابل نہیں سمجھا۔ مسلم نے کہا پھر کون قابل ہے۔ اس نے کہا "امیر المومنین" یزید۔
 مسلم نے فرمایا۔ ہر حالت میں خدا کا شکر ہے۔ ہم نے اپنا اور تمہارا انصاف خدا پر چھوڑ رکھا ہے۔ کہا شاید تمہارا
 گمان ہے کہ تم لوگوں کا بھی اس امارت میں کچھ حق ہے۔ فرمایا بخدا گمانہیں بلکہ یقین ہے۔ ابن زیاد نے کہا۔ خدا
 مجھے مارے اگر میں نہیں اس طرح نہ قتل کروں کہ اسلام میں اس طرح کسی کو قتل نہ کیا گیا ہو۔ آپ نے فرمایا ہاں
 بیشک اسلام میں جو ظلم بھی نہیں ہوا اس کے ایجاد کرنے کا تو ہی سزاوار ہے۔ بری طرح قتل کرنا، بری طرح سر کاٹنا،
 برافعالی کرنا، اور غائب ہو کر ملامت میٹھنا تیرا ہی حصہ ہے۔ دنیا بھر میں تجھ سے بڑھ کر کوئی اس کا سزاوار نہیں ہے۔

ابن زیاد کی لاف زنی

ابن سمیہ نے اب مسلم حسین علیؑ اور عقیل کو گالیاں دینا شروع کیں، تو
 جناب مسلم نے سکوت اختیار کیا۔ پھر اس نے لوگوں کو حکم دیا کہ اس کو
 قصر الامارہ کی چھت پر لے جاؤ۔ اس کی گردن قلم کر لو اور سر کے ساتھ جسم کو بھی نیچے پھینک دو۔ اب
 جناب مسلم نے ابن اشعث کی طرف دیکھ کر فرمایا تو نے مجھے امان نہ دی ہوتی تو واللہ میں خود کو حوالے نہ
 کرتا اب تو مجھے بچانے کے لیے تلوار لے کر کھڑا ہو جا۔

جناب مسلم کی شہادت

ابن زیاد نے پوچھا وہ شخص کہاں ہے جس کے سر اور شانے پر مسلم نے تلوار ماری
 تھی اسے بلا کر کہا تو چھت پر چڑھ جا۔ اور اس کا سر قلم کر دے جناب مسلم
 کو چھت پر لے کر چلے تو آپ تبخیر استغفار اور صلوات پڑھتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے۔ خداوند ہمارا اور
 ان لوگوں کا عدل و انصاف تیرے ہاتھ میں ہے جنہوں نے ہمیں دھوکہ دیا۔ ہم سے جھوٹ بولے اور ہمیں ذلیل کیا
 قصر کی اس جہت میں جہاں آجکل شتر قصب رہتے ہیں جناب مسلم کو لے کر گئے وہاں ان کی گردن اڑادی گئی
 اور سر کے ساتھ جسم کو بھی نیچے پھینک دیا۔

جناب مسلم کی شہادت کے بعد اس نے حکم دیا کہ ہائی کو بازار لے کر جلاؤ اور
 ہانی بن عروہ کے قتل کا حکم اس کی گردن اڑادو۔ ہانی کو بازار میں دباؤ لے کر گئے جہاں بکریاں بکتی تھیں۔

ان کی مشقیں بندھی ہوئی تھیں اور وہ بار بار کہتے جاتے تھے کہاں ہیں بنی منہج جو آج میری ملک نہیں کرتے جب دیکھا کہ کوئی مدد کو نہیں آتا تو اپنے ہاتھ کو زور سے کھینچا، رسی میں سے نکال لیا اور کہا کہ ارے کوئی عصا رکھ کر چھری کوئی پتھر نہیں کیا کوئی ادھڑ کی ہڈی بھی نہیں کہ انسان اسی کو لے کر اپنی جان بچانے کی کوشش کرے یہ کہہ رہے تھے کہ سرکاری لوگ ان پر پل بڑھے پھر انہیں رسی میں بانڈ لیا اور ان سے کہا کہ اپنی گردن آگے بڑھاؤ تو انہوں نے کہا میں ایسا سخی نہیں ہوں کہ اپنا سروں میں اپنی جان لینے میں تمہاری عانت پہنچاؤں گا۔

صہانی بن عروہ کی شہادت | ابن زیاد کے ترک غلام نے جس کا نام رشید تھا تلوار کا وارکب جو کاہل نہ ہوا ہائی کہنے لگے خدا کے پاس ہی جانا ہے خداوند ا مجھے اپنی رحمت و رضوان میں لے لے۔ ترک نے دوسرے دار میں انہیں شہید کر دیا۔

مسلم ہانی کے سروں کی روانگی | اب جناب مسلم اور صہانی کے سر ابن زیاد نے صہانی بن ابوجہ اور زبیر بن اروح کے ساتھ یزید کے پاس بھیج دیئے اور منشی سے خط لکھوایا۔ الحمد للہ خدا نے "امیر المؤمنین" کے حق کو محفوظ رکھا اور دشمن کی فکر سے اسے بچالیا میں "امیر المؤمنین" کو خبر دیتا ہوں کہ مسلم نے صہانی کے گھر میں پناہ لی تھی۔ میں نے ان دونوں پر جاسوس مقرر کئے۔ کچھ لوگ فریب سے ان کے گھر بھیجے، ان سے محو و فریب کر کے بالآخر دونوں کو باہر نکالا اور خدا کے فضل سے دونوں پر سے قابویں آگئے۔ میں نے دونوں کے سر قلم کر کے مانی بن ابی حیدر اور زبیر کے ساتھ آپ کے پاس روانہ کئے ہیں۔ یہ دونوں شخص تابع فرمان اطاعت گذار اور خیر خواہ ہیں "امیر المؤمنین" جو بات چاہیں ان سے دریافت کریں دونوں واقف کار راست گو اور صاحب فہم ہیں۔ والسلام۔

یزید کا خط ابن زیاد کے نام | یزید نے جواب میں لکھا جو میں چاہتا تھا وہی تو نے کیا تو نے عافلانہ کام اور دلیرانہ حکم کیا مجھے مطمئن اور بے فکر کر دیا۔ میں تجھے جیسا سمجھتا تھا اور تیری نسبت میری جو رائے تھی۔ تو نے اپنے کو ویسا ہی ثابت کیا۔۔۔ اور مجھے خبر ملی ہے کہ حسینؑ عراق کی طرف آ رہے ہیں، ان کو ان مقرر کردہ، مورچے تیار رکھو جس سے بدگمانی ہو اس کو حراست میں لو، جس پر ہمت بھی ہو اسے گرفتار کرو۔ ہاں جو تجھ سے خود جنگ نہ کرے۔ اسے قتل نہ کرنا اور جو جو واقعات پیش آئے اس کا حال مجھے لکھتے رہنا۔ والسلام۔

غیاث بن عبد اللہ بن عمار کی گرفتاری | حسینؑ مدینہ سے ستھ ماہ رجب کی اٹھائیسویں تاریخ التوار کے دن مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور شعبان کی تیسری تاریخ شب بدھ تھی کہ آپ مکہ میں داخل ہوئے۔ مکہ میں شعبان، رمضان، شوال اور ذیقعدہ میں قیام کیا۔ پھر ذی الحجہ

اٹھویں تاریخ منگل کے دن روزِ فردیہ آپ مکہ سے روانہ ہوئے۔ اسی دن جنابِ مسلم نے حملہ کیا تھا اور مسلم کے ساتھ مختار اور عبداللہ بن حارث بھی تھے۔ مختار سبزِ علم لیے ہوئے تھے اور عمرو بن حریث کے مکان پر اگر علم لوگاڑ دیا اور کہا میں تو اس لیے نکلا ہوں کہ عمرو کو روکے رہوں۔ بعد میں ابن زیاد نے مختار اور عبداللہ کو گرفتار کرنے کا لوگوں کو حکم دیا اور اس کے لیے الغام مقرر کئے۔ چنانچہ دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا گیا۔

باب - ۱۰

امام حسینؑ

عبداللہؑ نے حسینؑ کی روانگی کا ذکر سنا تو حسینؑ کی خدمت میں آئے اور کہا بھائی لوگوں میں چرچا ہے کہ آپ عراق کی طرف جا رہے ہیں۔ مجھے تو بتائیے آپ کا کیا ارادہ ہے۔ فرمایا۔ انشاء اللہ انہی دو دنوں کے اندر روانہ ہو جاؤں گا۔ ابن عباسؓ نے کہا میں خدا کا واسطہ دیتا ہوں ایسا نہ کیجئے۔ خدا آپ پر رحم کرے مجھے یہ تو بتائیے کہ آپ ایسے لوگوں میں جا رہے ہیں جنہوں نے اپنے حاکم کو قتل کر دیا ہو، اپنے شہروں کا انتظام خود سنبھال لیا ہو اور وہ اپنے دشمن کو نکال چکے ہوں۔ اگر وہ یہ سب کچھ پہلے کر چکے ہیں۔ پھر آپ جائیے اور اگر یہ بات ہے کہ انہوں نے فقط آپ کو بلایا ہی ہے اور حکم ان پر اسی طرح مسلط ہے۔ اسی کے عہدہ دار شہروں سے خراج وصول کرتے ہیں تو پھر وہ آپ کو جنگ و جدال کے واسطے بلارہے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ لوگ آپ کو دھوکہ دیں گے۔ آپ کو جھٹلائیں گے آپ کی مخالفت کریں گے۔ آپ کا سامنا چھوڑ دیں گے اور اگر وہ آپ پر حملہ کریں گے تو ان کا حملہ سب سے سخت تر ہوگا۔ امام حسینؑ نے فرمایا میں خدا سے ہی خیر کا طالب ہوں اور دیکھتا ہوں، کہ کیا ہوتا ہے۔

عبداللہؑ بن زبیر اور امام حسینؑ | ابن عباسؓ وہاں سے اٹھے تو ابن زبیرؓ آگیا کچھ دیر تک باتیں کرتا رہا پھر کہنے لگا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قوم کو ہم کیوں چھوڑ دیں کیوں ان سے باز رہیں۔ ہم تو مہاجرین کی اولاد ہیں اور ان سے بڑھ کر ریاست کے حقدار ہیں یہ تو بتائیے آپ کا کیا ارادہ ہے۔ حسینؑ نے فرمایا میرا دل تو یہی چاہتا ہے کہ میں کو فہلا جاؤں۔ وہاں کے اشراف اور میرے شیعوں نے خط لکھے ہیں اور میں خدا سے خیر کا خواستگار ہوں۔ یہ سن کر ابن زبیرؓ نے کہا۔ آپ کے شیعوں جیسے اگر

میرے لوگ بھی وہاں ہوتے تو میں اس سے انحراف نہ کرتا۔ یہ کہہ کر ابن زبیر کو اندیشہ ہوا کہ کہیں مجھ سے بدگمان نہ ہوں تو کہا اگر آپ حجاز میں ہی رہ کر اس ریاست کا ارادہ کریں تو کوئی بھی انتاء اللہ آپ کی مخالفت نہیں کرے گا۔ ابن زبیر اٹھ کر چلے گئے توحسینؑ نے فرمایا۔ اس شخص کو دنیا کی کسی چیز کی اتنی آرزو نہیں جتنی اس بات کی ہے کہ میں حجاز سے عراق کی طرف چلا جاؤں۔ وہ خوب جانتا ہے کہ میرے ہوتے ہوئے اسے ریاست نہیں مل سکتی چونکہ لوگ اسے میرے برابر نہیں سمجھتے اس لیے اس کی خواہش ہے کہ میں چلا جاؤں اور اسکے لیے میدان خالی ہو جائے۔

پھر اسی دن شام کو یا دوسری صبح کو حسینؑ کے پاس ابن عباسؓ کا حسینؑ کو یمن جانے کا مشورہ

ابن عباسؓ نے عرض کیا۔ برادر میں چاہتا ہوں کہ صبر کروں مگر مجھے صبر نہیں آتا۔ مجھے آپ کی تباہی و بربادی کا خوف ہے۔ اہل عراق دغا پیشہ لوگ ہیں ہرگز ان کے پاس نہ جانیے اسی شہر میں قیام کیجئے کہ آپ تمام حجاز کے رئیس ہیں۔ اہل عراق اگر آپ کو جلاتے ہیں تو انہیں نیچے کودہ اپنے دشمن سے پیچھا چھڑالیں۔ اس کے بعد آپ ان کے پاس چلیئے اگر آپ اس بات کو نہیں مانتے اور یہاں سے جانا ہی منظور ہے تو یمن کی طرف چلے جانیے۔ وہاں قلعے ہیں درہ کوہ ہیں ایک طویل و عریض ملک ہے آپ کے والد کے وہاں شیعہ موجود ہیں۔ آپ سب سے الگ رہ کر لوگوں سے خط و کتابت کریں اپنے قاصدوں کو بھیجیں۔ اس طریقہ سے مجھے امید ہے کہ جو بات آپ چاہتے ہیں وہ امن و عافیت سے آپ کو حاصل ہو جائے گی۔ حسینؑ نے جواب دیا۔ بھائی بخدا میں جانتا ہوں کہ تم صبر خواہ اور میرے شفیق ہو۔ لیکن میں تو روانگی کا مصمم ارادہ کر چکا ہوں۔

ابن عباسؓ نے عرض کیا آپ اگر جانا ہی چاہتے ہیں

ابن عباسؓ کا اہل بیت کو ساتھ لے جانے پر انکار
تو عورتوں اور بچوں کو ساتھ نہ لے جانیے واللہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ عورتوں اور بچوں کے سامنے نہ مارے جائیں۔ پھر ابن عباسؓ کہنے لگے۔ آپ نے تو ابن زبیر کی مراد پوری کر دی۔ ملک حجاز کو اس کے لیے چھوڑ کر خود نکل چلے۔ آپ کے سامنے کوئی اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا تھا۔ ابن عباسؓ یہاں سے اٹھ کر ابن زبیر کے قریب سے گزرے تو کہا اے ابن زبیر تمہاری مراد پوری ہو گئی۔ پھر اس مضمون کے شعر پڑھے۔ اے سبزہ ناز کی رہنے والی چکور میدان خالی ہے اڑے بچے نکال چھپے کر۔ جب تک جی چاہے جتنی چلتی چلتی پھر۔ حسینؑ تو عراق چلے۔ اب تو حجاز کو نہ چھوڑ۔

امام حسینؑ اور ابن زبیر کی گفتگو
ایک روایت ہے کہ بعض حجاج نے روز ترویہ حسینؑ اور ابن زبیر کو حجر اسود اور دروازہ کعبہ کے درمیان کھڑے ہوئے دیکھا۔

ابن زبیر حسینؑ سے کہہ رہے تھے اگر آپ یہاں رہنا چاہتے ہیں تو رہیئے۔ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیجئے ہم

آپ کے معین و شریک اور ہوا خواہ رہیں گے۔ آپ کی بیعت کریں گے۔ امام حسین نے جواب دیا۔ میں نے اپنے والد گرامی سے یہ حدیث سنی ہے کہ ایک مینڈھا مکہ کی حرمت کو برباد کر دے گا۔ میں وہ مینڈھا بننا نہیں چاہتا۔ اس پر ابن زبیر نے کہا۔ اچھا آپ یہاں رہیے حکومت میرے حوالے کر دیجئے۔ آپ کی اطاعت کی جائے گی۔ کوئی بات آپ کے خلاف نہیں ہونے پڑے گی۔ امام حسین نے فرمایا مجھے یہ بھی منظور نہیں۔ پھر دونوں حضرت چپکے چپکے باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہوا اور لوگ منی کی طرف چلے۔ امام حسین نے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ صفاء و مرداکہ درمیان سعی کی۔ بال کتر دوائے اور عمرہ کے ساتھ محل ہو کر کوئٹہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت حسین کا مکہ میں جنگ کرنے سے انکار | کچھ لوگوں کا بیان ہے انہوں نے مکہ میں دیکھا کہ حسین اور ابن زبیر دونوں کھڑے ہیں۔ ابن زبیر نے حسین سے عرض کیا اے فرزند فاطمہ میری بہت سنی ہے حسین اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے چپکے چپکے باتیں کیں۔ پھر سہادی طرف مڑ کر کہنے لگے۔ تم مجھے کہ ابن زبیر کیا کہہ رہا تھا۔ ہم نے عرض کیا ہم آپ پر قربان ہو جائیں ہم کچھ نہیں سمجھتے۔ آپ نے فرمایا وہ کہتا تھا کہ آپ مسجد الحرام میں رہتے ہیں آپ کی نصرت کے لیے لوگوں کو جمع کر لوں گا۔ یہ کہہ کر حسین نے فرمایا اگر ایک بالشت بھر اس مسجد کے باہر میں قتل ہو جاؤں۔ تو واللہ میں اسے اس بات سے بہتر سمجھتا ہوں کہ ایک بالشت بھر مسجد کے اندر قتل ہوں۔ بخدا اگر میں حشرات الارض کے کسی سوراخ میں بھی چھپوں گا تو یہ دوگ مجھے وہاں سے بھی نکال لیں گے اور جو سلوک یہ میرے ساتھ کرنا چاہتے ہیں۔ کریں گے اور واللہ یہ لوگ مجھ پر ایسا ظلم کریں گے جیسا یہود نے ہفتہ کے دن کیا تھا۔

امام حسین کی فرزوق شاعر سے ملاقات | امام حسین عجب منزل صفاح پر پہنچے تو فرزوق بن غالب شاعر نے آپ کو ٹھہرا کر عرض کیا خداوند عالم آپ کی اُمید اور مراد کو خاطر خواہ پورا کرے۔ حسین نے اس سے پوچھا یہ تو بتاؤ کہ لوگوں کو تم کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو۔ فرزوق نے عرض کیا۔ آپ نے اس شخص سے سوال کیا جو خوب واقف ہے۔ لوگوں کے دل آپ کی طرف مائل ہیں لیکن ان کی تلواریں بنی اُمیہ کی مدد کے لیے ہیں۔ ہر حکم آسمان سے اترتا ہے اور خدا ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ حسین نے فرمایا تم نے سچ کہا خدا ہی کی طرف سے حکم ہے اور خدا ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر روز اس کی نالی شان ہے اگر آسمانی حکم سہادی خاطر ہو گا تو ہم اس کی نعمت کا شکر سجالائیں گے اور وہی ادا ہے شکر کی توفیق دینے والا ہے اور اگر آسمانی حکم ہمارے ارادہ کے خلاف ہو تو جن کی نیت حق پر ہے اور جس کی خصلت میں خوفِ الہی ہے اس پر کوئی الزام نہیں ہو سکتا۔ یہ کہہ کر امام حسین نے اونٹ کو آگے بڑھایا السلام علیک کہا اور دونوں اپنے اپنے راستے پر روانہ ہو گئے۔

فرزدق کا بیان | فرزدق کہتے ہیں، حج کے دن سختے ستر کا وانعہ ہے کہ میں حرم میں داخل ہوا۔ میں نے حسین بن علیؑ کو سکھ کے باہر پایا جب کہ تلواریں اور ڈھالیں ان کے ساتھ محققین میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ اونٹوں کی قطار کس کے ساتھ ہے معلوم ہوا کہ حسینؑ کا قافلہ ہے۔ میں آپ کے پاس گیا۔ میں نے عرض کیا کہ فرزند رسولؐ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں کیا جلدی تھی کہ آپ حج کو چھوڑ کر چلے فرمایا اگر میں جلدی نہ کرتا تو گرفتار کر لیا جاتا۔ پھر مجھ سے پوچھا تم کون ہو۔ میں نے عرض کیا میں عراق کا ایک شخص ہوں۔ پھر سوال کیا۔ جن لوگوں میں سے تم آرہے ہو ان کا حال مجھ سے بیان کرو۔ میں نے جواب دیا لوگوں کے دل آپ کی طرف، تلواریں بنی اُمیہ کی طرف ہیں اور حکم خدا کے ہاتھ میں ہے یہ سن کر آپ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔ اس کے بعد میں نے نذر اور اعمال حج کے بارے میں آپ سے کچھ مسائل پوچھے آپ نے وہ سب بتائے۔

عبداللہ بن جعفر کا خط حسین کے نام | علی بن الحسین کا بیان ہے جب ہم لوگ مکہ سے نکلے، تو عبداللہ بن جعفر نے اپنے دونوں بیٹوں عون و جعفر کے ساتھ ایک خط حسین کو بھیجا کہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں آپ میرا خط دیکھتے ہی واپس چلے آئیں۔ مجھے خوف ہے کہ آپ جہاں جا رہے ہیں وہاں آپ ہلاک اور آپ کے اہل بیت تباہ نہ ہو جائیں۔ اگر آپ شہید ہو گئے تو دنیا میں اندھیر ہو جائے گا۔ اہل ہدایت کے رہنا اور اہل ایمان کا سہارا صرف آپ ہی کی ذات ہے۔ روانگی میں جلدی نہ کیجئے۔ اس خط کے پیچھے میں بھی آ رہا ہوں، والد ام۔ (عبداللہ بن جعفر نے عمرو بن سعید گورنر مکہ سے آپ کے لیے ایک امان نامہ بھی لکھوایا تھا) جب سحلی بن سعید اور عبداللہ بن جعفر آپ کے پاس پہنچے اور سحلی نے (اپنے بھائی کا امان نامہ والا) خط دیا اور دونوں نے بہت اصرار کیا تو آپ نے یہ عذر کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے جو انہوں نے مجھے حکم دیا ہے میں اسے بجا لاؤں گا۔ چاہے اس میں میرے لیے ضرر ہو یا نفع۔ دونوں نے پوچھا وہ خواب کیا ہے آپ نے فرمایا میں نے کسی سے بیان کیا ہے اور تم بیان کر دوں گا۔ یہاں تک کہ اپنے خدا سے ملاقات کروں گا۔

عمر بن سعد کو امارت سے کی لالچ | عمر بن سعد بن ابی وقاص کو عبید اللہ نے سے کی حکومت دے دی اور اس کے نام پر فرمان لکھ دیا اور یہ بھی کہا کہ میری طرف سے اس شخص (حسین) کو سمجھ لو۔ ابن سعد نے کہا مجھے معاف رکھئے۔ ابن زیاد کسی طرح نہ مانا تو اس نے کہا، ایک رات کی ہبلت دیجئے، عمر اپنے معاملہ کو سوچتا رہا صبح ہوئی تو ابن زیاد کے پاس گیا، اس کے حکم کو بجالانے پر تیار ہو گیا اور حسین بن علی کی طرف روانہ ہو گیا۔

ابن سعد کی امام حسینؑ پر فوج کشی | جب آپ وہاں پہنچے تو آپ نے فرمایا: تین میں سے ایک بات اختیار کرو۔ یا تو مجھے چھوڑ دو کہ میں جہاں سے آیا ہوں وہیں چلا جاؤں یا مجھے یزید کے پاس جانے دو۔ یا کسی حسد کی طرف نکل جانے دو۔ عمر سعد نے یہ بات قبول کر لی۔ ابن زیاد نے اسے لکھا کہ وہ جیت تک اپنا ہاتھ ہمارے ہاتھ میں نہ پکڑا دیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ حسینؑ نے منہ مایا ایسا تو کبھی نہیں ہوگا۔ اس پر ابن سعد نے لڑائی شروع کر دی۔ اور تمام انصار حسینؑ شہید ہو گئے جن میں سے سترہ نوجوان ان کے اہل بیت میں سے تھے اور ایک تیراگر ایک بچے کو لگا جو آپ کی گود میں تھا حسینؑ اس کا خون پونچھتے جاتے تھے اور کہتے تھے۔ خداوند ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان تو انصاف کر جنہوں نے نصرت کرنے کے لیے ہمیں بلوایا اور پھر ہمیں قتل کیا۔ اس کے بعد آپ نے ایک چادر منگوائی اسے مچاڑا اور آگے سے پہن لیا۔ پھر تلوار لے کر نکلے اور شہید ہو گئے۔ صلوات اللہ علیہ آپ کو بنی مذحج کے ایک شخص نے شہید کیا وہ آپ کا سر کاٹ کر ابن زیاد کے پاس لے گیا اور تنظیم میں یہ مضمون ادا کیا۔ میرے اونٹوں کو سیم و زر سے لدا دے۔ میں نے جلیل القدر بادشاہ کو قتل کیا ہے۔ میں نے اسے قتل کیا جس کے ماں باپ بہترین خلائق تھے اور جنسب کے لحاظ سے خود بھی بہترین خلق ہے۔

ابو بزرہ اسلمی کا اظہارِ حق | ابن زیاد نے اس شخص کو سر حسینؑ سمیت یزید کے پاس بھیج دیا اس وقت اس کے پاس ابو بزرہ اسلمی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے حسینؑ یزید کے سامنے رکھ دیا۔ یزید چھڑی سے آپ کے دھن مبارک کو کھٹکھٹا رہا تھا اور کسی شاعر کا یہ شعر پڑھتا تھا ہم ان لوگوں کے سر بھی اتار لیتے ہیں جو قویٰ شدید اور ہم پر بھاری ہوتے ہیں خواہ وہ کیسے ہی سرکش و جفا کار رہے ہوں ابو بزرہ کہنے لگے اپنی چھڑی کو ہٹا لو میں نے بار بار دیکھا ہے کہ رسول اللہؐ اپنا دھن اس دھن پر رکھ کر بوسہ لیتے تھے۔ ابن سعد نے حسینؑ کے اہل حرم اور عیال کو ابن زیاد کے پاس روانہ کیا۔ آپ کے اہل بیت میں عورتوں کے ساتھ ایک بیمار فرزند کے علاوہ کوئی باقی نہیں رہا تھا۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ اسے بھی قتل کر دو۔ جناب زینبؑ یہ کہیں کر بیمار سے لپٹ گئیں اور غم نے لگیں جب تک مجھے قتل نہ کر لو اللہ یہ قتل نہیں ہو سکتا۔ ابن زیاد کو ترس آگیا اور اس ارادہ سے باز آیا اور سب کو یزید کے پاس بھیج دیا۔ یہ لوگ جب یزید کے پاس پہنچے تو اس نے اہل شام میں سے جو اس کے درباری تھے سب کو جمع کیا۔ اس کے بعد اہل بیت کو دربار میں لائے۔ اہل دربار نے فتح کی مبارک باد دی۔ انہی میں سے ایک نبی آنکھوں والے سُرخ رنگ نے اہل بیت میں سے ایک لڑکی کی طرف دیکھا اور کہا: "امیر المؤمنین" یہ مجھے عنایت کیجئے۔ جناب زینبؑ نے کہا واللہ یہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک (یزید) دین اسلام سے خارج نہ ہو جائے نہ یزید کو یہ اختیار رہتا دیکھئے۔ شامی نے پھر وہی سوال کیا تو یزید نے کہا۔ اس

امداد بے سے باز رہو۔ پھر ان کی روانگی کا سامان کر کے انہیں مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ جب اہل بیت مدینہ میں داخل ہوئے تو خاندان عبدالمطلب کی ایک خاتون بالوں کو بھرائے ہوئے گوشہ دامن کو سر پر رکھے استقبال کو نکلیں وہ روتی جاتی تھی اور کہہ رہی تھیں (ترجمہ اشعار) لوگو! کیا جواب دو گے جب سپینبرہم سے پوچھیں گے کہ تم نے آخری اُمت ہو کر یہ کیا سلوک میرے بعد میری عزت و اہل بیت کے ساتھ کیا۔ کچھ لوگ ان میں سے قید ہوئے اور کچھ قتل ہو گئے جو خاک و خون آلودہ ہیں۔ میں نے جو تم کو بات کی اس کا عوض یہ تو نہ تھا۔ کہ میرے بعد میرے خاندان سے تم بُرائی کرو۔

زہیر بن قین کی امام حسینؑ سے ملاقات | زہیر بن قین سفر میں تھے راستے میں امام حسینؑ سے ملاقات ہو گئی اور وہ بھی آپ کے ساتھ ہو گئے۔

حسین بن نمیر کی روانگی | ابن زیاد کو جب معلوم ہوا کہ حسینؑ مکہ سے کوفہ کی طرف آ رہے ہیں تو اس نے اپنے پرنسپل فخر حسین بن نمیر کو روانہ کیا وہ اگر قادسیہ میں اترا یا قادسیہ سے حقائق نطق طمانہ اور اعلیٰ ملک سوار پھیلا دیئے لوگوں نے یہ دیکھ کر کہا یہ حسینؑ کی آمد آمد عراق کی طرف ہے۔

حضرت حسینؑ کا حاصر میں قیام | بطن الدمر میں جو مقام حاجر ہے وہاں پہنچ کر حسینؑ نے اہل کوفہ کو یہ خط لکھا کہ قیس بن مسهر حیدادی کے ہاتھ روانہ کیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

”حسینؑ بن علیؑ کی طرف سے ان کے بادران ایمانی و اسلامی کے نام سلام و علیکم۔ میں تمہارے سامنے اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ مسلم بن عقیل کا خط مجھے پہنچا۔ تم لوگوں کا حسن عقیدہ اور تم سب کے میری مدد اور میرے حق کی طلب پر متفق ہونے کا حال مجھے معلوم ہوا۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم پر احسان کرے اور تم لوگوں کو اس بات کا اجر عظیم دے۔ میں تمہارے پاس آنے کے لیے ذی الحجہ کی آٹھویں کو منگل کے دن روزِ ترویہ مکہ سے روانہ ہو چکا ہوں۔ جب میرا قاصد تمہارے پاس پہنچے تو اپنے کام میں جلدی کرو، اور کوشش کرو۔ میں انہی دنوں میں تمہارے پاس انشاء اللہ آ جاؤں گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔“

جناب مسلم نے اپنی شہادت کے تئیس دن پیشتر آپ کو یہ خط لکھا تھا (مثل ہے) رازد جیسے پانی اور چارہ کی تلاش میں بھیجا جائے۔) اپنے لوگوں سے غلط بات نہیں کہے گا۔ جماعت اہل کوفہ آپ کے ساتھ ہے۔ میرا خط پڑھنے کے ساتھ ہی آپ ادھر روانہ ہو جائیے۔ والسلام علیکم۔ آپ بچوں اور عیبیوں کو ساتھ لیے ہوئے اس طرح روانہ ہوئے کہ ذرا بھی کہیں نہیں ٹھہرتے تھے اور آپ کا خط لے کر قیس بن مسهر حیدادی کو کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔

قاصد امام حسینؑ کی شہادت | جب قادسیہ پہنچے تو ابن نمیر نے ان کو گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس بھیج دیا۔ ابن زیاد نے ان سے کہا کہ قصر الامارہ پر چڑھ جاؤ اور کتاب بن

کذاب دہشت جھوٹے اور بہت ہی جھوٹے کے بیٹے کو سب دشمن کرو۔ قیس قصر پر گئے اور کہا ”اے لوگو حسین بن علی بہترین خلق خدا، فرزند ناکہ دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور میں ان کا قاصد ہو کر تم لوگوں کے پاس آیا ہوں۔ میں نے ان کو مقام حاجر میں چھوڑا ہے۔ ان کی نصرت کے لیے تم سب جاؤ۔ یہ کہہ کر قیس نے ابن زیاد اور اس کے باپ پر لعنت کی اور علی بن ابی طالب کے لیے مصفرت کی دعا کی۔ ابن زیاد نے حکم دیا اور قصر سے وہ نیچے گرا دیئے گئے۔ وہ چور چور ہو کر شہادت کے درجہ پر فائز ہوئے۔

زمیر بن قیس کا جذبہ شہادت | زمیر بن قیس بکلی کا قافلہ مکہ سے جو نکلا تو حسین کے ساتھ ہو گیا تھا۔ لیکن ان لوگوں کو کسی منزل پر بھی آپ کے ساتھ ہونا گوارا نہ تھا۔ جب آپ روانہ ہوتے تھے تو زمیر بٹھ جاتا اور جب آپ کہیں اترتے تو زمیر اگے نکل جاتا۔ بنی فرازہ کا ایک شخص جو زمیر کے ساتھ تھا بیان کرتا ہے۔ ایک منزل میں ایسا اتفاق ہوا کہ اس کے علاوہ کوئی چارہ ہی نہ تھا کہ ہم اور حسین وہیں قیام کریں۔ حسین ایک طرف اور ہم دوسری طرف اترے ہم سب بیٹھے کھانا کھا رہے تھے، کہ حسین کے پاس سے ایک قاصد آیا۔ اس نے سلام کیا اندر پہنچا اور کہا اسے زمیر بن قیس ابو عبد اللہ حسین بن علی نے مجھے تمہارے پاس اس لیے بھیجا ہے کہ تم ان کے پاس چلو۔ یہ سنتے ہی ہم سب نے ذالہ ہاتھ سے چھوٹ دیا۔ معلوم ہوا کہ ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ دھرم نہت عمرو زو جہ زمیر کہنے لگی۔ ”سبحان اللہ فرزند رسول تمہیں بلائیں اور تم ان کے پاس نہ جاؤ، گئے ہوتے ان سے باتیں کتے۔ پھر چلے آتے۔ چنانچہ زمیر آپ کے پاس گئے اور بہت جلد ہشاش بشاش چہرہ کے ساتھ واپس آئے اپنا خیمہ ڈیرہ ساز و سامان اور مال و متاع اٹھا کر حسین کی طرف بھجوا دیا اور بیوی سے کہا میں نے تجھے اپنے نکاح سے آزاد کیا۔ تم اپنے خاندان کی طرف چلی جاؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے سبب تمہارے لیے نیکی کے علاوہ کوئی بُرائی ہو پھر اپنے ساتھ والوں سے کہا تم میں سے جو چاہے میرے ساتھ چلا آئے ورنہ یہ سمجھ لے کہ یہ آخری ملاقات ہے میں ایک حدیث تم لوگوں سے بیان کرتا ہوں۔ غزوہ بلنجر میں خدا نے ہم کو فتح دی اور مال غنیمت ہمارے ہاتھ آیا تو مسلمان فارسی نے ہم سے بوجھا کہ خدا نے جو یہ فتح تم کو دی ہے اور جو مال غنیمت تمہارے ہاتھ آیا ہے اس سے تم خوش ہو گئے جو ہم نے کہا ہاں ہیں خوشی تو ہوئی ہے تو کہنے لگے ”جو انان آل محمد کا زمانہ تمہیں ملے اور ان کی نصرت میں تم قتال کرو تو اس مال غنیمت سے زیادہ تمہیں خوشی ہوگی۔ اب میں تم سے خدا حافظ کہتا ہوں اس وقت سے زمیر سب سے آگے ہی آگے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

عبد اللہ اور غدیری | عبد اللہ اور غدیری دو شخص بنی اسد کے چچ کر گئے۔ وہ بیان کرتے ہیں ہم حج سے فارغ ہوئے تو ہمیں اس کے سوا کوئی فکر نہ تھی کہ راستے ہی میں حسین تک پہنچ جائیں

تاکہ دیکھیں کہ ان کا معاملہ کہاں تک پہنچتا ہے۔ ہم ان کے قریب ہی پہنچے تھے کہ اہل کوفہ میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ادھر آ رہا تھا۔ جب اس نے حسینؑ کو دیکھا تو راستہ چھوڑ کر دوسری طرف مڑ گیا۔ حسینؑ اسے دیکھ کر ٹھہر گئے گویا آپ اسے ملنا چاہتے تھے۔ پھر آپ چل پڑے اور ہم بھی روانہ ہوئے۔ ہم میں سے ایک نے دوسرے سے کہا۔ آؤ ذرا اس شخص سے چل کر کوفہ کے حالات تو معلوم کریں۔ چنانچہ ہم دونوں اس شخص کے پاس پہنچ گئے۔ اسلام علیک کہا اس نے وعلیکم السلام درجۃ اللہ کہا ہم نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں اسدی ہوں ہم نے کہا ہم دونوں شخص بھی اسدی ہیں۔ تمہارا نام کیا ہے اس نے کہا بکسیر بن شعیب پھر ہم نے بھی اپنا نسب اس سے بیان کیا۔ اور پوچھا کہ تم جہاں سے آئے ہو وہاں کی خبر کیا ہے اس نے کہا میں کوفہ سے نہیں نکلا تھا کہ مسلم اور جہانی شہید ہو چکے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ان دونوں کے پاؤں پکڑ کر انہیں گھسیٹتے ہوئے بازار میں لیے جا رہے تھے۔

شہادتِ مسلم کی امام حسینؑ کو اطلاع | ہم دونوں یہ خبر سن کر پھر حسینؑ کے قافلہ سے آٹے جب شام کو آپ منزلِ تعلبہ میں اترے تو ہم آپ کے پاس گئے سلام کیا آپ نے جواباً سلام دیا۔ ہم نے عرض کیا۔ آپ پر رحمتِ خدا نازل ہو۔ ہمارے پاس ایک خبر ہے آپ فرمائیں تو ہم اعلانیہ بیان کریں اور اگر چاہیں تو تنہائی میں گوشہ کش و گذار کریں۔ آپ نے اپنے انصار کی طرف دیکھا اور فرمایا ان لوگوں سے چھپنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم نے عرض کیا کل شام آپ نے ایک سوار کو سامنے آتے ہوئے دیکھا تھا۔ فرمایا ہاں دیکھا تھا اور میں اس سے پوچھنا بھی چاہتا تھا۔ ہم نے کہا آپ کو اس سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہی۔ ہم کو بے لوث خبر اس سے مل گئی ہے وہ ہم لوگوں میں سے بنی اسد کا ایک شخص ہے جو بڑے راستی اور فضل و عقل رکھتا ہے اس نے ہم سے بیان کیا۔ وہ کوفہ سے ابھی نہیں نکلا تھا کہ مسلم اور جہانی شہید ہو چکے تھے۔ اس نے دیکھا کہ ان دونوں کے پاؤں پکڑ کر بازار میں گھسیٹتے ہوئے لیے جاتے تھے یہ سن کر آپ نے فرمایا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دونوں پر خدا کی رحمت نازل ہو آپ بار بار یہی کہتے رہے ہم نے عرض کی۔ ہم آپ کو خدا کی قسم دیتے ہیں کہ اپنی جان اور اہل بیت کا خیال کھینچے اور اسی جگہ سے پلٹ جائیں کوفہ میں نہ کوئی آپ کا یار و مددگار ہے نہ وہاں آپ کے شیعہ ہیں بلکہ ہمیں تو خوف اس بات کا ہے کہ وہ لوگ آپ کی مخالفت کریں گے۔

آلِ عقیل کا اصرار | یہ سن کر عقیل بن ابی طالبؑ کے فرزند یہ کہتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے واللہ جب تک ہم بدلہ نہ لے لیں گے یا جو ہمارے بھائی کا حال ہوا ہے وہی ہمارا نہ ہوگا۔ اس جگہ سے ہم نہیں سہ کر سکتے۔ یہ سن کر آپ نے دونوں شخصوں کی طرف دیکھا اور فرمایا ان لوگوں کے بغیر زندگی کا کوئی

لطف نہیں ہم سمجھ گئے کہ آپ نے کوڑہ جانے کا حکم ارادہ کر لیا ہے۔ ہم نے عرض کی خدا آپ کے لیے بہتری کو ہے آپ نے جواب میں فرمایا خدا تم دونوں پر رحمت نازل فرمائے۔ آپ کے بعض انصار نے کہا کجا مسلم کجا آپ کو زمین آپ جائیں گے تو سب آپ کی طرف دوڑ پڑیں گے۔ آپ صبح کا انتظار کرتے رہے جب وقت سحر ہوا تو خادموں اور غلاموں سے کہا پانی جتنا لے سکو لے لو۔ ان لوگوں نے پانی بھر لیا اور بہت زیادہ بھرا پھر سب وہاں سے روانہ ہوئے چلتے چلتے منزل زبالہ میں پہنچے۔

عبداللہ بن لقیط کی شہادت کی اطلاع

راستے میں جہاں کہیں آبادی سے گذرتے وہاں کے لوگ آپ کے ساتھ ہو لیتے تھے زبالہ میں آپ کو اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن لقیط کی شہادت کی خبر ملی ان کو آپ نے راستے ہی سے مسلم کے پاس بھیجا تھا جب کہ ابھی تک آپ کو مسلم کی شہادت کی خبر نہیں آئی تھی۔ ابن لقیط قاصد سیدہ میں پہنچے تو انہیں ابن نیر کے سواروں نے گرفتار کر لیا اور ابن زیاد کے پاس بھیج دیا۔ انہیں بھی کہا کہ قصر پر جا کر کذاب بن کذاب (جھوٹے کے بیٹے جھوٹے) پر لعنت کر کے واپس آؤ۔ تو پھر میں تمہارے بارے میں کوئی حکم جاری کروں گا۔ عبداللہ بن لقیط چھت پر چڑھ گئے جب سب لوگوں کا سامنا ہوا تو پکارے۔ اے لوگو میں حسینؑ فاطمہؑ کا قاصد ہوں اور اس ابن مرجانہ لیسر سمیہ ولد الحارم کے مقابلہ میں ان کی نصرت اور مدد کرو۔ ابن زیاد نے حکم سے وہ قصر پر سے زمین پر گرادیے گئے۔ ہڈیاں چورچور ہو گئیں۔ ابھی کچھ جان باقی تھی کہ ایک شخص نے آکر ذبح کر دیا۔ جس کا نام عبدالملک بن عمیر تھا لوگوں نے اعتراض کیا تو اس نے کہا میں چاہتا تھا کہ اس کی مشکل آسان ہو۔

آنحضرتؐ کا خطبہ

یہ خبر جب آپ کو معلوم ہوئی تو آپ نے سب لوگوں کو ایک تحریر پڑھ کر سنائی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ایک بہت ہی سخت واقعہ کی خبر مجھے پہنچی ہے، مسلم، ہاشمی اور عبداللہ قتل کر دیئے گئے ہیں۔ ہمارے شیعوں نے (جو زبانی شیعہ کہلاتے ہیں) ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ تم میں سے جو کوئی جانا چاہے چلا جائے۔ میں نے تم سے اپنا ذمہ اٹھا لیا۔ یہ سنتے ہی وہ سب لوگ منتشر ہو گئے، کوئی دائیں جانب چلا اور کوئی بائیں طرف یہاں تک کہ صرف وہی لوگ رہ گئے جو مدینہ سے آپ کے ساتھ چلے آئے اور آپ نے جو ایسا کیا تو یہ سمجھ کر کیا کہ یہ اعرابی جو ساتھ ساتھ چلے آتے ہیں سمجھے ہوئے ہیں کہ حسینؑ کسی ایسے شہر میں جا رہے ہیں جہاں سب لوگ ان کی اطاعت پر آمادہ ہیں۔ آپ کو مناسب نہ معلوم ہوا کہ ان کو ساتھ لے چلیں۔ جب تک ان کو وثوق نہ ہو جائے کہ کہاں جا رہے ہیں۔ آپ کو یقین تھا کہ ان کو مفصل حال معلوم ہو جائے گا تو پھر صرف وہی لوگ ساتھ دیں گے جو میرا ساتھ دینے والے اور میرے ساتھ مرنے والے ہوں۔ باقی سب متفرق ہو جائیں گے۔

باب - ۱۱

سانحہ کربلاؑ میں شروع ہوا

اما حسینؑ کا منزل شرافت میں قیام | آپ نے منزل شرافت میں قیام کیا صبح کے وقت خادموں کو حکم دیا۔ پانی بھریں۔ انہوں نے پانی ساتھ لے لیا۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے صبح سے لے کر مسلسل چلتے رہے۔ یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی اور ایک شخص پکارا۔ اللہ اکبر آپ نے بھی کہا اللہ اکبر اور پوچھا کہ اللہ اکبر تو نے کس بنا پر کہا اس نے کہا مجھے غم سے کدورت دکھائی دے رہے ہیں۔ یہ سن کر بنی اسد میں سے دو شخص آپ سے کہنے لگے ہم نے تو کبھی یہاں غم سے کدورت نہیں دیکھے تھے ہمیں تو ہر اول کس نے کا رسالہ معلوم ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے لیے یہاں کوئی ایسی جگہ مل سکتی ہے کہ جس کو پس پشت رکھ کر ان لوگوں سے ایک ہی رخ سے سامنا کریں۔ دو نو شخصوں نے کہا۔ آپ کے پہلو ہی میں دو جسم دیپٹا موجود ہے۔ آپ بائیں جانب مڑ جائیں۔ ان لوگوں سے پہلے آپ وہاں پہنچ جائیں گے۔ تو جو بات آپ چاہتے ہیں وہ حاصل ہے۔ آپ بائیں طرف مڑے ساتھ ہی وہ رسالہ بھی اس طرف مڑا۔ ان کی برہمیوں کے پھل شہد کی مکھیوں کے غول معلوم ہوتے اور ان کے غلوں کی سیر قبی گوہ کے پردوں کی طرح پھیل ہوئی تھیں۔ ان سے پیشتر ہی آپ دو جسم تک پہنچ گئے اور وہیں اتر پڑے اور حکم دیا تو جیسے نصب ہو گئے۔

حر کا شکر | ہزار سواروں کا رسالہ لیے ہوئے حراس جلی بوئی ٹوپر میں آپ کے مقابل آکر مٹھارہ دیکھا کہ آپ اور آپ کے انصار علمے بازھے ہوتے ہیں آپ نے خادموں کو حکم دیا کہ ان سب لوگوں کو پانی پلا کر ان کی پیاس بجھاؤ اور گھوڑوں کو بھی پانی دکھا دو۔ خدام اٹھ کھڑے ہوئے اور رسالہ کے سواروں کو پانی پلا کر سیراب کر دیا۔ پھر کسے کھڑے طشت بھر بھر کر گھوڑوں کے سامنے لے گئے۔ گھوڑا جب تین چار پانچ دفعہ پانی میں منہ ڈال چکے تب برتن ہٹا کر دوسرے گھوڑے کو پانی پلاتے تھے۔ اس طرح سب گھوڑوں کو پانی پلایا۔

حر کے ایک سپاہی سے حسن سلوک | حر کے رسالے کا ایک سپاہی پیچھے رہ گیا تھا وہ بیان کرتا ہے آپ نے میری اور میرے گھوڑے کی حالت جو پیاس سے مہوہی

مختی، دیکھی تو فرمایا۔ راویہ کو بٹھا دے۔ میں مشک کو راویہ سمجھا۔ تو آپ نے فرمایا اسے لڑکے اونٹ کو بٹھا۔ میں نے اونٹ کو بٹھایا تو فرمایا کہ پانی پیو۔ جب پینے لگتا تو مشک سے پانی باہر گر پڑتا۔ آپ نے فرمایا۔ مشک کے دھلے کو لٹا دو۔ لیکن مجھ سے اٹھایا نہ گیا تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور دھلے کو الٹ دیا میں نے پانی پیا اور اپنے گھوڑے کو بھی پلایا آپ کی طرف حرکت کے قادیسیہ سے آنے کا سبب یہ تھا کہ ابن زیاد کو جب خبر ملی حسین آ رہے ہیں تو اس نے حسین بن نمیر کو جو اس کا پولیس افسر تھا روانہ کیا اسے حکم دیا کہ وہ قادیسیہ میں ٹھہرے اور قطیفانہ سے حقائق تک مورچے باندھے نیز حرہ ہزار سوار دے کر اس کے آگے قادیسیہ روانہ کیا کہ حسین علیہ السلام سے مراحمہ کرے حر آپ کے سامنے رہا یہاں تک۔

امام حسینؑ کی نماز ظہر کی امامت | کہ ظہر کا وقت آگیا تو آپ نے حجاج بن مسروق جعفی کو حکم دیا وہ آذان کہیں انہوں نے آذان کہی اور امامت کا وقت آیا تو آپ ہتھ دے اور چادر نعلین پہنے ہوئے نکلے حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور کہا اسے لوگو! اھل نے عزوجل سے اور تم سب لوگوں سے میں ایک غدر پیش کرتا ہوں کہ جب تک تم لوگوں کے خطوط اور تمہارے قادیسیہ پیغام لے کر میرے پاس نہیں آتے کہ آپ آئیں ہمارا کوئی امام و سربراہ نہیں ہے شاید آپ کے سبب سے خدا ہم سب لوگوں کو ہدایت پر متفق کر دے اس وقت تک میں تمہارے پاس نہیں آیا۔ اب اگر تم اس قول پر قائم ہو تو یہ لو میں تمہارے پاس آگیا ہوں تم مجھ سے اپنا عہد و پیمان کرو جس سے میں مطمئن ہو جاؤں تو تمہارے شہر میں چلتا ہوں اور اگر ایسا نہیں کرتے اور میرا آنا تمہیں ناگوار ہے تو جہاں سے میں آیا ہوں وہاں واپس چلا جاتا ہوں۔ یہ سن کر سب سکوت اختیار کیا لوگوں نے مؤذن سے کہا کہ امامت کہو۔ اس نے امامت کہی تو حسینؑ نے حر سے پوچھا کیا تم لوگ الگ نماز پڑھو گے حر نے کہا نہیں ہم سب لوگ آپ کے ساتھ نماز پڑھیں گے آپ نے سب کو نماز پڑھائی اور اپنے خیمے میں چلے گئے آپ کے انصار بھی سب آپ کے پاس جمع ہو گئے۔

حضرت کا لشکر حر سے خطاب | حر اپنی جگہ پر جہاں وہ پہلے تھا واپس آیا اس کے لیے خیمہ نصب کیا گیا اور وہ اس میں چلا گیا کچھ لوگ اس کے ساتھیوں میں سے اس کے پاس جمع ہو گئے باقی لوگ اپنی اپنی صفوں میں واپس آ گئے اور پھر صفیں باندھ لیں ہر شخص اپنے اپنے گھوڑے کے سایہ میں اتر کر بیٹھ گیا۔ عصر کا وقت ہوا تو آپ نے حکم دیا کہ روانہ ہونے کے لیے سب تیار ہو جائیں پھر آپ خیمہ سے نکلے۔ مؤذن کو حکم دیا اس نے نماز عصر کے لیے آذان دی اور امامت کہی۔ آپ آگے بڑھے سب کو نماز پڑھائی۔ سلام پھیرنے کے بعد سب کی طرف رخ کر کے حمد و ثنا الہی بجالائے پھر فرمایا اسے لوگو! اگر تم خوف خدا کرو گے اور حقداروں کے حق کو پہچانو گے تو یہ امر خوشنودی خدا کا باعث ہوگا۔ ہم اہل بیت ہیں اور یہ

لوگ جو تم پر حکومت کرنے کا دعویٰ رکھتے ہیں اس کا انہیں حق نہیں اور وہ تمہارے ساتھ ظلم و تعدی سے پیش آتے ہیں۔ اس امر میں ہم ان سے ادنیٰ اور اس کے زیادہ حقدار ہیں۔ اب اگر ہمیں پسند نہیں کرتے اور تمہارے حق سے تم واقف نہیں ہو۔ اپنے خطوط اور تصدوں کی زبانی تم نے مجھے کہلا بھیجا ہے گویا وہ تمہاری رائے نہیں رہی تو میں تمہارے پاس سے چلا جاتا ہوں۔“ حرنے جواب میں کہا واللہ مجھے معلوم نہیں وہ کیسے خطوط تھے جن کا آپ ذکر فرما رہے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے عقبہ بن سہمان سے فرمایا کہ وہ دونوں تھیلے جن میں ان لوگوں کے خطوط ہیں لے آؤ۔ عقبہ دونوں تھیلے لے آئے جن میں خط بھرے ہوئے تھے اور سب کے سامنے خطوط کو لا کر کھجور دیا حرنے کہا جن لوگوں نے آپ کو خط لکھے تھے ہم ان میں سے نہیں ہیں۔ ہم کو تو یہ حکم ملا ہے کہ اگر ہم آپ کو یا پس تو ابن زیاد کے پاس لے جلیں اور لے جائے بغیر نہ چھوڑیں۔ آپ نے فرمایا تیری موت اس سے بہت پہلے ہے۔ انصار سے فرمایا اٹھو اور سوار ہو جاؤ۔ سب سوار ہو گئے اور انتظار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ ان کی مستورات بھی سوار ہو گئیں۔

حرنے کی مزاحمت آپ نے ساتھیوں سے فرمایا کہ واپس چلو۔ وہ لوگ واپس ہونے لگے تو حرنے کے رسالہ والے مزاحم ہوئے آپ نے حرنے سے کہا۔ تیری مال تجھ پر روئے۔ آخر تیرا کیا مطلب ہے حرنے کہا واللہ اگر عرب میں سے کسی اور نے یہ کلمہ کہا ہوتا اور وہ ہوتا بھی اس حالت میں جس میں آپ ہیں تو میں بھی اس کی مال کا ذکر کرتا چلے وہ کوئی بھی ہوتا واللہ آپ کی والدہ گرامی کا ذکر بغیر حد درجہ تک تعظیم کے میری مجال نہیں جو کروں۔ آپ نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے۔ حرنے کہا واللہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو ابن زیاد کے پاس لے جاؤں آپ نے فرمایا واللہ میں تیرے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ حرنے کہا واللہ میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا۔ تین دفعہ ان کلمات کا تکرار ہوا تو حرنے کہا مجھے آپ سے جنگ کرنے کا حکم نہیں مجھے تو یہ حکم ہے کہ جب تک آپ کو کوفہ نہ لے جاؤں آپ سے جدا نہ ہوں اب آپ نہیں مانتے تو کھسی ایسے راستہ پر چلے جو نہ کوفہ نہ مدینہ کا۔ میں ابن زیاد کو لکھتا ہوں آپ بھی اگر جی چاہے تو یزید یا ابن زیاد کو لکھیں شاید خدا کوئی ایسی صورت نکال دے کہ میں آپ کے کھسی معاصر میں مبتلا ہونے سے بچ جاؤں آپ یہ راستہ اختیار کیجئے عذیب و قنادسیہ کی راہ سے بائیں مڑ جائیے۔ اس وقت عذیب اڑتیس میل کے فاصلہ پر تھا۔ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور حرنے بھی ساتھ ساتھ چلا۔

حضرت حسینؑ کا بیضہ میں خطبہ مقام بیضہ میں آپ نے اپنے اور حرنے کے اصحاب سے یہ خطبہ حمد و ثنائے الہی کے بعد ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسے بادشاہ کو دیکھے جو ظالم ہو جو ظلم خدا کو حلال سمجھتا ہو، جو عبد خدا کو توڑتا ہو جو سنت رسول خدا

کے خلاف عمل کرتا ہو جو بندگان خدا کے ساتھ ظلم و سرکشی سے پیش آتا ہو اور پھر نفعاً یا تولاً اس پر یہ شخص اعتراض نہ کرے تو خدا اس کو بھی اس کے اعمال میں شریک کرے گا۔ سنو ان حکام نے شیطان کی اطاعت اختیار کر لی ہے۔ اور خدا کی اطاعت کو ترک کر دیا ہے۔ فساد کو ظاہر حدود شریعت کو معطل مال غنیمت کو غصب حرام خدا کو حلال اور حلال خدا کو حرام کر دکھا ہے ان پر اعتراض کرنے کا سبب زیادہ مجھے حق ہے۔ تمہارے خط میرے پاس آئے اور تمہارے قاصد میرے پاس تمہاری طرف سے اس بات پر بیعت کرنے کے لیے آئے کہ تم میرا ساتھ نہیں چھوڑو گے اور مجھے دشمن کے حوالے نہیں کر دے گے۔ اگر تم اپنی بیعت کو پورا کرو تو ہرہ مند ہو گے میں حسین ہوں علی و فاطمہ و خیر رسولؐ کا فرزند میری جان تمہاری جانوں کے ساتھ ہے میرے اہل و عیال تمہارے اہل و عیال کے ساتھ ہیں۔ میں تمہارا پیشوا ہوں اگر تم نے ایسا نہ کیا۔ عہد و پیمان کو توڑا اور میری بیعت اپنی گردن سے نکال پھینکی تو قسم ہے اپنی جان کی یہ بات تمہاری کوئی نئی بات نہیں ہے یہی سلوک تم نے میرے باپ میرے بھائی اور میرے ابن عم مسلم کے ساتھ کیا ہے جس نے تم پر بھروسہ کیا اس نے دھوکہ کھایا اور جس نے بد عہدی کی اس نے اپنے نفس کے ساتھ کی تم جو کہ اور بے بہرہ و بے خدا مجھے تم سے بے نیاز کر دے گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

دوہم کا خطبہ | دوہم میں جو آپؐ نے خطبہ دیا ایک روایت کی بنا پر وہ اس طرح ہے ”حمد و ثنائے الہی کے بعد اپنے فرمایا تم لوگ دیکھ رہے ہو کہ کیا حال ہو رہا ہے دنیا بدل گئی ہے وہ پہچانی نہیں جاتی۔ نیکیاں روگرواں ہو گئیں اور باطل گئی گزریں۔ اب رہا ہی کیا ہے۔ برتن کا دھوویں رہ گیا بری زندگی اور ناگوار چارہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ حق پر عمل نہیں ہوتا اور باطل سے پرہیز نہیں کیا جاتا۔ مومن کو چاہیے کہ حق پر رہ کر خدا سے ملاقات کرے میں دیکھتا ہوں کہ مر جانا شہادت ہے۔ اور ظالموں کے ساتھ زندگی بسر کرنا ناگوار سی چیز ہے۔“

یہ سن کر زہیر بن قین اٹھ کھڑے ہوئے اپنے ساتھ کے لوگوں سے کہا تم کچھ کہتے ہو یا میں کہوں۔ انہوں نے کہا آپ ہی کہیے۔ زہیر نے حمد و ثنائے الہی کے بعد کہا ”اے فرزند رسولؐ خداک اللہ آپ کے ارشاد کو ہم قبول کرتے ہیں واللہ اگر دنیا ہمارے لیے باقی رہنے والی ہوتی اور ہم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوتے پھر آپ کی نصرت اور غمخواری میں ہم دنیا کو چھوڑنا پڑتا۔ تب بھی ہم اس دنیا میں رہنے سے آپ کے ساتھ ایسے چھوڑنے کو بہتر سمجھتے۔“ آپ نے یہ سن کر ان کے لیے دعا و خیر کی۔ حرا آپ کے ساتھ ساتھ چلا آتا تھا اور وہ آپ سے کہتا جاتا تھا ”اے حسینؑ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ اپنی جان کا خیال کیجیے۔ میں کہے دیتا ہوں اگر آپ نے خود حملہ کیا تو قتل ہو جائیں گے اور اگر آپ پر حملہ ہوگا تو بھی آپ ہلاک ہوں گے مجھے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے آپ نے فرمایا تو مجھے مرنے سے ڈراتا ہے اور کیا اس سے زیادہ اور بھی ہے کہ تم مجھے قتل کر دو۔ اس سلسلے میں میں وہی بات کہوں گا جو قبیلہ ادس میں سے ایک صحابی نے

اپنے چچا زاد بھائی سے کہی تھی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی نصرت کو چلے تھے تو اس نے کہا کہاں جاتے ہو مارے جاؤ گے تو انہوں نے جواب دیا لا شجر کا ترجمہ میں جاؤں گا اور موت سے اس شخص کو کاہ ہے کی مٹرم جس نے حق کی نیت کی ہو اور مسلم ہو کر جہاد کیا ہو۔ جس نے اپنی جان سے بندگانِ صالح کی غنچواری کی ہو جس نے ہلاک ہونے والے خائن و ذلیل سے کنارہ کیا ہو ہڑ حرنے یہ بات سنی تو آپ کے پاس سے الگ ہو گیا جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک طرف چل رہا تھا اور حسینؑ راستے کی دوسری طرف۔

طراح بن عدی کی آمد

جب آپ عذیب البجانات تک پہنچے تو چار اشغال ادوٹوں پر سوار وارد ہوئے جن کے ساتھ طراح بن عدی بطور رہنما تھے۔ ان لوگوں کو دیکھ کر حر بڑھا آپ سے کہنے لگا یہ لوگ جو کوفہ سے آئے ہیں۔ آپ کے ساتھ والوں میں شمار نہیں ہوتے لہذا میں ان کو گرفتار کر لوں گا یا واپس کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا جو بات میں اپنے لیے گوارا نہیں کرتا ان کے لیے بھی نہیں کر دوں گا۔ یہ میرے انصافِ اعلان ہیں۔ اب آپ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم جہاں سے آ رہے ہو وہاں کی کیا خبر ہے۔ مجمع عائدی ان میں سے کہنے لگا۔ بڑے لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ ان کو بڑی بڑی رشوتیں دی گئی ہیں ان کے تھیلے بھر دیئے گئے ہیں اور ان کو ساتھی اور خیر خواہ بنا رہے ہیں وہ سب آپ کی مخالفت پر متفق ہیں۔ رہے دوسرے لوگ تو وہ دل سے تو آپ کی طرف ہیں لیکن کل یہی لوگ آپ پر سوار کھینچے ہوئے آپ پر آئیں گے۔ آپ نے فرمایا میرا مقصد تمہارے پاس آیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ اسے پکڑ کر ابن زیاد کے پاس بھیجا گیا اس نے حکم دیا کہ وہ آپ پر اور آپ کے والد گرامی پر لعنت کرے۔ اس نے آپ پر اور آپ کے والد گرامی پر صلوات بھیجی۔ ابن زیاد اور اس کے باپ پر لعنت کی لوگوں کو آپ کی نصرت کی دعوت دی اور آپ کے آنے کی سب کو خبر کر دی اس پر ابن زیاد نے حکم دیا کہ ایسا لیوان کی چوٹی سے نیچے گرا دیا جائے۔ جین کی آنکھیں پسین کر ڈیڈ یا آئیں اور آپ انسو مضبوط کر سکے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی (ترجمہ) ان میں سے کچھ تو گذر گئے اور کچھ انتظار کر رہے ہیں اور لوگوں میں ذرہ بھر تغیر و تبدل نہیں آیا خدا وندا انہیں اور ہمیں نصرت بہشت عطا فرما ہمیں کو اور انہیں کو اپنے جوار رحمت اور ثواب کے ذخیرہ بخشش میں یکجا کر دے۔

طراح کا آپ کو کوہِ ابراہیم جانے کا مشورہ

طراح بن عدی آپ کے قریب آئے اور کہنے لگے سجدہ میں تو دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے ساتھ کوئی بھی نہیں اگر فقط یہی لوگ جو آپ کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں آپ سے جنگ کریں تو کافی ہیں حالانکہ جب میں آپ کے پاس آنے کے لیے کوفہ سے نکلا تھا۔ اس سے پیشتر بیرون شہر میں نے سپاہ کی ایسی کثرت دیکھی ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی منظم پر میری نظر سے نہیں گذری تھی۔ میرے پوچھنے پر معلوم ہوا یہ اجتماع تو مناشئ لشکر کے لیے ہے (یعنی دیکھا جا

رہا ہے کہ لشکر کتنا بڑا ہے، غنائش سے فارغ ہو کر یہ سب لوگ حسینؑ کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوں گے اب میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں اگر ممکن ہو تو ایک قدم بھی اس طرف جانے کے لیے نہ اٹھائیے اگر آپ کسی ایسی جگہ جانا چاہتے ہوں جہاں اللہ آپ کی حفاظت کرے اور جہاں آپ کوئی رائے قائم کر سکیں اور جو کام کرنا چاہیں اسے اچھی طرح سوچ سمجھ سکیں تو چلے میں آپ کو اپنے بند پہاڑ کوہ احبا کی طرف لے چلتا ہوں، بخدا ہم لوگ اسی پہاڑ کی دہرے سے شاہان غسان و حمیر نعمان بن منذر اور ہر سیاہ و سرخ سے محفوظ رہے ہیں واللہ ہمیں یہ لوگ کبھی مطیع نہیں کر سکے۔ میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں موضع قریہ میں آپ کو اتار دوں گا۔ پھر کوہستان احبا اور سلمیٰ میں بنی طے کے جو لوگ ہیں ان سے کہلا بھیجوں گا۔ واللہ دس دن کے اندر اندر آپ کے پاس قبیلہ طے کے سوار و پیادہ جمع ہو جائیں گے۔ آپ کا جب تک جی چاہے ہم لوگوں میں رہیں اگر کوئی واقعہ پیش آئے تو میں بیس ہزار بنی طے کے افراد جمع کر دینے کا ذمہ لیتا ہوں جو آپ کے سامنے شمشیر زنی کریں گے جب تک ان میں سے ایک شخص بھی زندہ رہے گا آپ کو ضرر نہ پہنچے دے گا آپ نے یہ سن کر فرمایا خدا تجھے اور تیری قوم کو جو انے خیر دے۔ بات یہ ہے کہ ہم میں اور اس قوم میں ایک قول ہو چکا ہے جس کی وجہ سے ہم واپس نہیں جاسکتے معلوم نہیں کہ ہمارا اور ان کا انجام کیا ہوگا۔ طراح کہتے ہیں۔ میں آپ سے رخصت ہوا اور میں نے کہا کہ خداوند عالم جن و انس کے شر سے آپ کو محفوظ رکھے۔ میں کوہ سے اپنے اہل و عیال کے لیے کچھ غلہ وغیرہ لے کر چلا ہوں۔ ان کو خرچ کرنے کے لیے بھی کچھ دیتا ہے وہاں جا کر یہ سب چیزیں انہیں دے کر انشاء اللہ آپ کے پاس آؤں گا۔ اگر میں آپ تک پہنچ گیا تو واللہ میں بھی آپ کے انصار میں شامل ہو جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا رحمت اللہ اگر تیرا یہ ارادہ ہے تو جلدی کرو۔ آپ کے ارشاد سے مجھے معلوم ہوا کہ آپ کو اس امر میں اہتمام ہے کہ لوگ آپ کے ساتھ شریک ہوں۔ جب ہی تو مجھے جلدی کرنے کو کہتے ہیں۔ میں اپنے اہل و عیال میں پہنچا۔ جن چیزوں کی انہیں ضرورت تھی وہ ان کو دے کر میں نے وصیت کی سب کہنے لگے۔ اس دفعہ تو تم اس طرح رخصت ہو رہے ہو کہ اس سے پیشتر کبھی ایسا نہیں ہوا میں نے اپنے ارادے سے انہیں مطلع کیا اور بنی ثعلیٰ کے راستے سے میں روانہ ہوا۔ عذیب الہجانات تک پہنچا ہی تھا کہ ساعد بن بدر سے شہادت حسینؑ کی خبر مجھے معلوم ہوئی یہ سن کر میں واپس چلا گیا۔

حسینؑ اور عبد اللہ بن عمر
 حسینؑ چلتے چلتے قصر ابن مقاتل میں جا کر اترے دیکھا کہ ایک سیاہ پردہ الیتاد ہے پوچھا یہ کس کا نیمہ ہے معلوم ہوا کہ عبید اللہ بن حرجفی کا۔ فرمایا: اسے میرے پاس بلا لاؤ۔ کوئی شخص بلانے کو گیا۔ اور اس سے کہا۔ حسینؑ بن علیؑ یہاں آئے ہوئے ہیں اور وہ تمہیں بلاتے ہیں۔ ابن عمر نے یہ سن کر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ واللہ میں تو کوہ سے اس لیے نکل آیا تھا مجھے یہ

منتظر نہیں تھا کہ میں کوفہ میں ہوں اور حسینؑ بھی وہاں آئیں واللہ میں نہیں چاہتا کہ ان سے ملوں اور وہ مجھ سے ملیں پیغام پہنچانے والا واپس کیا۔ آپ سے حال بیان کیا تو آپ نے یہ سنتے ہی نعلین پہنی اور کھڑے ہو گئے اس کے پاس آئے۔ خیمے میں داخل ہوئے سلام کیا بیٹھ گئے اور اسے اپنے ساتھ شریک ہونے کی دعوت دی ابن حمرنے جو بات پہلے کہی تھی وہی پھر کئی تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم ہماری نصرت نہیں کرتے تو ہمارے قانون کے ساتھ شریک ہونے میں خوف خدا کرنا۔ واللہ جو شخص ہماری فریاد سن کر ہماری نصرت و مدد نہیں کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ ابن حمرنے کہا انشاء اللہ یہ تو کبھی نہیں ہوگا۔ یہ سن کر امام حسینؑ اس کے پاس بے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی فرودگاہ میں چلے آئے۔ کچھ رات باقی تھی کہ پانی بھرنے کا حکم دیا اور قصر بنی مقاتل سے روانہ ہو گئے۔

حضرت امام حسینؑ کو شہادت کی بشارت | ایک ساعت بھر چلے تھے کہ آپؑ کو ذرا اونگھ آئی پھر

دو دفعہ یا تہن بار یہ کلمہ آپؑ نے کہا یہ سن کر آپؑ کے فرزند علی بن الحسینؑ (علی اکبر) گھوڑا بڑھا کر قریب آئے اور کہنے لگے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون واللہ رب العالمین۔ بابا میری جان آپ پر قربان ہو۔ اس وقت آپؑ نے یہ کلمہ کیوں فرمایا۔ آپؑ نے کہا بیٹا ذرا میری آنکھ لگ گئی تھی۔ میں نے ایک سوار کو گھوڑے پر دیکھا اس نے کہا۔ یہ لوگ تو چلے جا رہے ہیں اور موت ان کی طرف آرہی ہے۔ اس سے میں سمجھا کہ ہم کو مرگ کی خبر سنائی گئی ہے۔ انہوں نے عرض کی یا خدا آپ کو ہر بلا سے محفوظ رکھے کیا ہم لوگ حق پر نہیں ہیں۔ آپؑ نے فرمایا قسم ہے اس خدا کی جس کے پاس سب کو جانا ہے ہم یقیناً حق پر ہیں۔ علی بن الحسینؑ نے کہا پھر میں کچھ پرداہ نہیں، مریں گے تو حق پر مریں گے۔ آپؑ نے کہا جزاک اللہ، باپ کی طرف سے فرزند کو جو بہترین خیرال ممکنی ہے وہ تم کو ملے۔

حضرت حسینؑ کا نینوا میں قیام | صبح ہوئی آپؑ گھوڑے سے اترے ہاتھ پر بھی تلوار سے سوار ہوئے اور اپنے

کو متفرق کر دیں۔ یہ دیکھ کر قریب آتا تھا اور لوگوں کو ادھر جانے سے روکتا تھا۔ وہ لوگ حرا کو ہٹا دیتے تھے حوران کو مجبور کرتا تھا کہ کوفہ کے رخ پر چلنے کے لیے تو وہ نہیں ملتے تھے اور آگے بڑھ جاتے تھے۔ وہ اس طرح بائیں جانب مڑتے ہوئے چلتے رہے یہاں تک کہ نینوا میں پہنچے یہ وہی مقام ہے جہاں حسینؑ اتر پڑے۔

ابن زیاد کا قاصد | اتنے میں ایک سائڈنی سوار ہتھیار لگائے ہوئے کمان شانے پر ڈالے کوفہ سے آتا ہوا دکھائی دیا۔ سب کے سب اس کے انتظار میں ٹھہر گئے۔ وہ آیا تو حرا

اور اس کے ساتھیوں کو سلام کیا۔ حسینؑ اور ان کے انصار کو سلام نہیں کیا۔ حرا کو ابن زیاد کا خط دیا اس میں لکھا تھا کہ "میرا قاصد اور میرا خط جب تمہیں پہنچیں تو حسینؑ کو بہت تنگ کرنا ان کو ایسی جگہ اترنے دینا جو چھوٹا

میدان ہو اور جہاں کوئی پناہ کی جگہ نہ ہو، جہاں پانی نہ ہو۔ دیکھو قاصد کو میں نے حکم دیا ہے کہ وہ حکم پر نگران رہے۔
 تمہارا ساتھ نہ چھوڑے جب تک کہ میرے پاس یہ خبر لے کر نہ آئے کہ تم نے میرے حکم کو پورا کر دیا۔
 حزن نے خط پڑھ کر انصار حسینؑ سے کہا یہ خط امیر عبداللہ بن زیاد کا ہے مجھے حکم دیا ہے کہ جس مقام پر مجھے
 یہ خط پہنچے وہیں تم لوگوں پر سختی اور تنگی کرو اور دیکھو یہ شخص اس کا قاصد ہے اس کو حکم ہے کہ میرے پاس
 سے نہ ہٹے جیت تک یہ دیکھ نہ لے کہ میں نے امیر کی رائے پر عمل کیا اور اس کے حکم کو جاری کر دیا ہے۔

ابو شعثا کی قاصد کے گفتگو | یہ سن کر قاصد کی طرف ابو شعثا زید بن مہاجر کندی نمدی نے دیکھا اور اس
 کے سامنے آکر کہا کیا تو مالک بن نسیب سے ہے۔ اس نے کہا ہاں (اور یہ قاصد بھی
 کندی تھا) ابو شعثا نے کہا تیرا برا ہو تو کیا پیام لے کر آیا ہے۔ اس نے کہا جو پیغام میں لے کر آیا ہوں اس میں میں نے
 اپنے امام کی اطاعت کی ہے اور اپنی بیعت کو میں نے پورا کیا ابو شعثا نے کہا تو نے اپنے خدا کی نافرمانی کی ہے اور
 اپنے امام کی اطاعت کر کے خود کو ہلاک کیا تو نے اپنے لیے عار و نار کو اختیار کیا۔ حتیٰ لقائے فرات ہے۔ **وَجَعَلْنَا**
مِنْهُمْ أُمَّةً قَدْ دَنَ إِلَهُ نَارُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُصْرُونَ۔ ہم نے کچھ امام ان میں
 پیدا کئے ہیں جو کہ دوزخ کی طرف سے جانے کی ہدایت کرتے ہیں۔ اور قیامت کے دن ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔
 بس ایسا ہی تیرا امام ہے۔ اب حزن نے ان لوگوں کو اسی جگہ اترنے پر مجبور کیا جہاں نہ پانی تھا نہ کوئی بستی تھی۔
 انہوں نے کہا ہمیں نینوا میں یا غاضیہ میں شفیہ میں اتر جانے دو۔ حزن نے کہا واللہ ایسا نہیں ہو سکتا نہ میں ایسا
 کر سکتا ہوں۔ دیکھو یہ شخص جاسوسی کے لیے میرے پاس بھیجا گیا ہے۔

زہیر بن قین کا مشورہ | اس وقت زہیر بن قین نے عرض کی۔ فرزند رسول! ہمیں ان لوگوں سے جنگ کرنا
 نہ نسبت ان لوگوں کے جو بعد میں لڑنے کو آئیں گے زیادہ آسان ہے میں قسم
 کھا کر کہتا ہوں کہ ان کے بعد آپ خیال فرمائیے اتنے لوگ ہم سے لڑنے کو آئیں گے جن کا مقابلہ ہم نہیں کر سکتے آپ
 نے جواب دیا۔ میں جنگ میں ابتدا نہیں کروں گا۔ آپ وہیں اتر پڑے۔ یہ محرم ۱۱ھ کی دوسری تاریخ جمعات کا
 دن تھا۔ اس کے دوسرے دن صبح کو عمر بن سعد چار ہزار کی فوج لیکر کوفہ سے یہاں وارد ہوا۔ حسینؑ پر ابن سعد کے
 لشکر کشی کرنے کی وجہ یہ تھی کہ قبیلہ ولیم نے موضع بستی پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ سن کر ابن زیاد نے ملک رے کا فرمان
 ابن سعد کے نام پر لکھا اور حکم دیا کہ وہ اس طرف روانہ ہو۔ وہ لوگوں کو لے کر روانہ ہوا۔ حمام اعین میں لشکر گاہ
 مقرر کی۔ جب حسینؑ کا معاملہ پیش آیا۔ اور آپ کو ذہ کی طرف متوجہ ہوئے تو ابن زیاد نے عمر سعد کو بلا بھیجا
 اور کہا کہ پہلے حسین علیہ السلام کی طرف جاؤ۔ ہمارے اور ان کے درمیان جو معاملہ ہے اس کا فیصلہ ہو
 جائے۔ تب اپنی خدمت پر جانا۔

حمزہ بن مغیرہ کا عمر سعد کو مشورہ

ابن سعد نے کہا خدا آپ کا بھلا کرے اگر مناسب سمجھیں تو مجھے اس کام سے معاف رکھئے۔ ابن زیاد نے کہا ہاں ایسا ہو سکتا ہے اس شرط پر کہ رے کا فرمان واپس کر دو۔ جب اس نے یہ کہا تو ابن سعد نے اس بارے میں غور و خوض کرنے کے لیے ایک دن کی مہلت مانگی وہاں سے واپس آکر اس نے اپنے ہوا خواہوں میں سے جس جس سے مشورہ کیا اس نے اسے اس حرکت سے منع کیا۔ خود اس کا بھائی حمزہ بن مغیرہ بن شعیبہ اس کے پاس آیا اور کہا ماموں خدا کے واسطے حسینؑ سے مقابلہ کرنے کا قصد نہ کرنا۔ اس میں اپنے خدا کی نافرمانی بھی ہے اور قطع رحمی بھی۔ واللہ اگر روئے زمین کی مسطفت، تمام دنیا اور مال دنیا سے محروم بھی ہو جاؤ۔ تو وہ اس سے بہتر ہے کہ خدا کے سامنے حسینؑ کے خون میں آلودہ ہو کر تم کو جانا پڑے۔ ابن سعد نے کہا۔ اللہ ایسا ہی کر دے گا۔

عبداللہ بن لیسا اور ابن سعد

ابن سعد کو جب یہ حکم ملا تو عبداللہ بن لیسا رحمہ اللہ اس کے پاس آیا۔ ابن سعد نے کہا امیر نے مجھے حسینؑ کے مقابلے میں جانے کا حکم دیا۔ اور میں نے انکار کر دیا۔ ابن لیسا نے کہا خدا نے تجھے راہِ ثواب دکھا دی ہے خدا تجھے ہدایت کی توفیق دے اور اس بلا کو ٹال دے ایسا نہ کرنا اور نہ اس کام کے لیے روانہ ہونا۔ ابن لیسا یہ کہہ کر ابن سعد کے پاس سے چلا آیا۔ کسی نے آکر خبر دی کہ ابن سعد تو حسینؑ پر چڑھائی کرنے کے لیے لوگوں کو جمع کر رہا ہے۔ یہ سن کر ابن لیسا پھر اس کے پاس گیا دیکھا وہ بیٹھا ہوا ہے۔ اسے دیکھ کر اس نے مہنہ پھیر لیا۔ یہ سمجھ گیا کہ اب اس نے لشکر کشی کا مصمم ارادہ کر لیا ہے اور وہاں سے چلا آیا۔ ابن سعد نے ابن زیاد سے آکر کہا، خدا آپ کا بھلا کرے۔ آپ نے مجھے خدمت دی۔ میرے نام کا فرمان لکھ دیا اور سب نے سنا۔ پھر اب آپ کی رائے ہو تو اس حکم کو نافذ کر دیجئے اور یہ لشکر جو انشرف کو نہ کاہے اس پر کسی ایسے شخص کو جس کی کارروائی و کارِ اکلاہی فتنہ جنگ میں آپ کی مرضی کے موافق ہو اور مجھے اس پر تفوق نہ ہو اسے مقرر کر کے حسینؑ کے مقابلے کے لیے بھیج دیجئے یہ کہہ کر ابن سعد نے کچھ لوگوں کے نام بھی لئے۔

ابن سعد کی حسینؑ پر فوج کشی

ابن زیاد نے کہا انشرف کو نہ کے نام تم مجھے کیا بتاتے ہو میں تم سے مشورہ نہیں چاہتا کہ کس کو مقرر کروں۔ تم اگر لشکر لے کر جاتے ہو تو جہاد ورنہ میرا فرمان واپس کر دو۔ ابن سعد نے جب اس کا یہ اصرار دیکھا تو کہا اچھا میں جانا ہوں۔ چنانچہ وہ چار ہزار کے لشکر کے ساتھ نکلا اور جس دن حسینؑ ینوا میں آئے اس کے دو سترے دن صبح کو آپ کے مقابل میں آکر اترا۔ عزرہ بن قیس احمسی کو حکم دیا کہ حسینؑ کے پاس جا کر پوچھے کہ وہ یہاں کیوں آئے ہیں اور کیا ارادہ رکھتے ہیں عزرہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے آپ کو خط لکھ کر بلا ہاتھار لہذا اسے آپ کے سامنے جلاتے

ہوئے شرم آئی۔ ابن سعد نے لشکر کے دیگر رئیسوں سے بھی جنہوں نے آپ کو خط لکھے تھے یہ پیام لے جلنے کے لیے کہا لیکن سب نے انکار کیا اور یہ پیغام لے جانا کسی کو گوارا نہ ہوا۔

یہ دیکھ کر کثیر اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ بڑا شہسوار دلیر اور ہر بات میں بیباک تھا۔ اس کیثر بن عبد اللہ شغبی نے کہا ”میں حسینؑ کے پاس جاتا ہوں اور اگر کہیں تو واللہ ایک بے ہی واریں ان

کا کام بھی تمام کر دوں“ ابن سعد نے کہا ”نہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم ان کو اچانک قتل کر دو۔ ہاں ان کے پاس جا کر یہ پوچھو کہ ان کے آنے کا سبب کیا ہے“ کثیر یہ پوچھنے کو چلا۔ ابو ثمامہ صامدی نے اُسے آتے دیکھ کر آپ سے کہا کہ ابا عبد اللہ خدا آپ کا بھلا کرے جو شخص آپ کے پاس آ رہا ہے۔ دنیا بھر کا شہر پر سفاک و نساک ہے یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اس سے کہا کہ اپنی تلوار رکھ دو۔ اس نے کہا واللہ یہ نہیں ہوگا۔ اس میں میں کسی کا لحاظ نہیں کر دوں گا۔ میں فقط قاصد کی حیثیت سے آیا ہوں تم لوگ میری بات سونگے تو جو پیام لے کر آیا ہوں پہنچا دوں گا۔ اگر نہیں سنتے تو واپس چلا جاتا ہوں۔ ابو ثمامہ نے کہا۔ تو اچھا پھر میں تیری تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھے رہوں گا۔ پھر تجھے جو کچھ کہنا ہو کہہ لے۔ اس نے کہا واللہ یہ بھی نہیں ہوگا۔ قبضہ کو ہاتھ نہ لگانا۔ ابو ثمامہ نے کہا تو پھر جو تجھے کہنا ہو وہ کہہ دے میں جا کر عرض کر دوں گا۔ لیکن تجھے قریب نہیں جانے دوں گا۔ چونکہ تو ایک بکاہر شخص ہے۔ دونوں میں گالی گلوچ ہوئی اور وہ واپس چلا گیا۔ اور ابن سعد سے یہ حال بیان کر دیا۔

ابن سعد نے اب قرہ بن قیس سے کہا۔ قرہ تم ذرا حسینؑ کے پاس جا کر پوچھو کہ وہ کیوں آئے ہیں اور کیا ارادہ رکھتے ہیں۔ قرہ وہاں سے چلا کہ

آپ سے ملاقات کرے۔ آپ نے جب اسے آتے ہوئے دیکھا تو انصار سے پوچھا۔ اس شخص کو تم جانتے ہو۔ حبیب بن مظاہر نے کہا۔ ہاں میں پہچانتا ہوں یہ بنی حنظلہ میں سے ہے تمیمی اور ہماری بہن۔ (خانہ انی بہن) کا لڑکا ہے میں تو اس کو خوش عقیدہ سمجھتا تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ یہ ان لوگوں کے ساتھ آئے گا۔ اتنے میں قرہ پہنچا۔ آپ کو سلام کیا اور ابن سعد کا پیام پہنچا دیا۔ آپ نے جواب دیا ”تمہارے شہر والوں نے مجھے لکھا کہ آپ یہاں آیتے اب اگر انہیں میرا آنا ناگوار ہے تو میں واپس چلا جاؤں گا۔“ حبیب بن مظاہر نے اس سے کہا کہ اے قرہ کیا تو ان ظالموں میں پھر واپس چلا جائے گا تجھے چاہیے کہ ان کی نصرت کرو۔ جن کے بزرگوں کی بدولت خدا نے تجھے اور ہمیں کرامت عطا فرمائی ہے۔ قرہ نے کہا میں اپنے آپ اٹھی کو اس کے پیام کا جواب پہنچانے جاؤں گا اور پھر حبیبی میری لائے ہوگی اس پر عمل کر دوں گا یہ کہہ کر ابن سعد کے پاس گیا اور اس سے سب حال بیان کیا۔

ابن سعد نے کہا امید تو ہے کہ خدا مجھے ان سے لڑنے اور ان کے کشت و خون کرنے سے محفوظ رکھے گا۔ اور ابن زیاد کو یہ خط لکھا

اللہ الرحمن الرحیم میں یہاں جب حسینؑ کے مقابل اُترا تو ایک قاصدان کے پاس بھیجا اور ان کو کہ آپ کے آنے کا سبب کیا ہے آپ کیا چاہتے ہیں اور کس چیز کے طلب گار ہیں۔ انہوں نے اس کا جواب دیا کہ اس شہر کے لوگوں نے مجھے خط لکھے میرے پاس ان کے قاصد آئے اور اس بات کے خواہشگار ہوئے کہ میں یہاں آؤں میں چلا آیا۔ اب اگر میرا آنا انہیں ناگوار ہے۔ اور قاصدوں کے ذریعے انہوں نے جو کچھ کہلا بھیجا تھا۔ اب اس کے خلاف ان کی رائے ہو گئی ہے تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔ ابن زیاد کو جب یہ خط سنایا گیا تو اس نے یہ شعر پڑھا۔

الآن اذ علقت فخالینا بوجو النجاة ولات حسین
مناص - یعنی جب ہمارے بچے میں پھنس گئے اب نکلنا چاہتے ہیں اب تو ان کے لئے کوئی مفر نہیں۔

اس خط کا جواب اس نے ابن سعد کو یہ لکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم تمہارا خط ملا جو کچھ تم نے لکھا معلوم ہوا حسینؑ سے کہو کہ یزید بن معاویہ کی وہ خود اور ان کے تمام انصار بیعت کریں۔ اگر انہوں نے بیعت کر لی تو پھر ہم جیسا مناسب سمجھیں گے کریں گے۔ ابن سعد کو یہ خط پہنچا تو کہنے لگا میں سمجھ گیا ابن زیاد کو عافیت منظور نہیں ہے۔

ابن زیاد کا پانی پر تبضہ کرنے کا حکم | ابن زیاد کا ایک اور خط ابن سعد کو آیا اس کا مضمون یہ تھا کہ

نہر اور حسینؑ کے درمیان حائل ہو جاؤ ایک بوند پانی وہ لوگ نہ پی سکیں اس خط کو دیکھ کر ابن سعد نے عمرو بن ججاج کو پانچ سو سواروں کا رئیس بنا کر روانہ کیا یہ لوگ نہر پر جا کر ٹھہرے۔ نہر اور حسینؑ و اصحاب حسینؑ کے درمیان یہ سب حائل ہو گئے۔ تاکہ وہ بوند بھر پانی اس سے نہ پینے پائیں۔

عبداللہ بن ابی حصین کو حضرت کی بدعا اور اس کا انجام | یہ واقعہ آپ کے شہید ہونے سے تین دن پہلے کا ہے۔ آپ کے سامنے آکر

عبداللہ اذری نے جو قبیلہ بنی بجلیہ میں شمار ہوتا تھا پکار کر کہا۔ اے حسینؑ ذرا پانی کی طرف دیکھو۔ اس کا آسمانی رنگ تھا معلوم ہوتا ہے۔ واللہ تم پیاسے مر جاؤ گے اور ایک قطرہ بھی آپ کو نہیں ملے گا۔ آپ نے یہ سن کر عرض کیا خدا دنا اس شخص کو پیاس کی ایذا دے کہ قتل کر دے اور کبھی اس کی مغفرت نہ ہو۔ اس کے بعد حمید بن مسلم اس کی عیادت کو گیا تھا وہ کہتا ہے کہ قسم ہے اس خدا نے وحدہ لا شریک کی میں نے اسے دیکھا کہ وہ پانی پیتا ہے اور پیاس پیاس کہے جاتا ہے۔ پھر قے کر دیتا ہے۔ پھر پیتا ہے اور پیاسا ہو جاتا ہے۔ اس کی پیاس نہیں سمجھتی۔ یہی حالت اس کی مسلسل رہی۔ یہاں تک وہ مر گیا۔ (لفظہ اللہ علیہ)

حسینؑ اور ابن سعد کی ملاقات | حسینؑ نے عمر بن قرضہ انصاری کو ابن سعد کے پاس بھیجا کہ آج رات

شکروں کے درمیان مجھ سے ملاقات کرو۔ ابن سعد پیش سواری ساتھ لے کر نکلے لکھا اور آپ بھی میں سواری سے کر نکلے جب قریب آئے تو آپ نے انصار سے فرمایا کہ سب ہٹ جائیں اس نے بھی اپنے ہمراہیوں کو ہٹ جانے کے لیے کہا سب وہاں سے اتنی دور ہٹ گئے جہاں نہ آواز سنائی دیتی تھی نہ کوئی بات۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ مجھے اس وسیع و عریض زمین میں کسی طرف نکل جانے دو۔ میں دیکھ نکلا کہ انجام کیا ہوتا ہے ابن سعد سے آپ نے تین یا چار ملاقاتیں کیں۔ اس نے ابن زیاد کو لکھا "خدا نے آگ کے شعلوں کو بجھا دیا۔ اختلاف کو رفع کیا اور قوم کی بہتری چاہی۔ حسینؑ اس بات پر راضی ہیں کہ جہاں سے آئے ہیں رہیں چلے جائیں۔ یا ملک اسلام کی سرحدوں میں سے جس سرحد پر ہم چاہیں انہیں بھیج دیں وہاں وہ ایک مسلم کی حیثیت سے رہیں گے۔ اور فتنہ و فتنان میں وہ سب کا ساتھ دیں گے۔"

شمر کی فتنہ انگیزی | ابن زیاد نے خط پڑھ کر کہا ایسے شخص کا خط ہے جو اپنے امیر کا خیر خواہ (اور اپنی قوم پر شفیق ہے تو اچھا میں نے قبول کیا۔ یہ سن کر شمر بن ذی الجوشن کھڑا ہو گیا اور کہا کہ کیا آپ ان کی یہ بات قبول کرتے ہیں اسے وہ تو آپ کی زمین پر اتارے ہوئے ہیں آپ کے پہلو میں موجود ہیں۔ واللہ آپ کی اطاعت کے بغیر اگر وہ آپ کے شہر سے چلے گئے تو قوت و غلبہ ان کی اور عاجزی و کمزوری آپ کی ہوگی۔ یہ موقع انہیں نہیں دینا چاہیئے۔ اس میں آپ کے لیے ذلت ہے، ہونا یہ چاہیئے کہ وہ اور ان کے انصار آپ کے حکم پر سر جھکا دیں۔ اگر آپ مزادیں تو آپ کو سزا کا حق ہے اور اگر آپ معاف کر دیں تو آپ کو اختیار ہے۔ واللہ میں تو یہ سننا ہوں کہ حسینؑ اور ابن سعد دونوں لشکروں کے درمیان رات بھر بیٹھے ہوئے باتیں کرتے ہیں، ابن زیاد نے کہا کیا اچھی رائے تو نے دی ہے، رائے ہے تو بس یہی ہے۔ پھر ابن زیاد نے ایک خط لکھ کر شمر کو دیا اور کہا یہ خط لیکر عمر سعد کے پاس جاؤ۔

ابن زیاد کا جنگ کا حکم | اسے چاہیئے کہ حسینؑ اور ان کے انصار سے کہے "وہ سب میرے حکم کے سامنے سر جھکا دیں۔ اگر وہ ایسا کر لیں تو ان سب کو اطاعت گزاروں کی طرح میرے

پاس بھیج دے۔ اور اگر وہ یہ بات نہ مانیں تو پھر ان سے جنگ کرے۔ اگر ابن سعد نے ایسا ہی کیا تو اس کی اطاعت تم بھی کرنا۔ اس کی بات کو ماننا اور اگر اس نے انکار کیا تو پھر ان لوگوں سے تم خود جنگ کرنا اور تو ہی امیر شمر ہے۔ ابن سعد پر حملہ کر کے اس کی گردن اڑا دینا اور اس کا سر میرے پاس بھیج دینا۔ ابن سعد کو جو خط ابن زیاد نے لکھا اس کا مضمون یہ تھا میں نے تجھے حسینؑ کے مقابلے میں ایسے نہیں بھیجا تھا کہ تو ان کے بچانے کے لیے نکل کرے یا ان پر احسان کرے یا ان کی سلامتی چاہے یا ان کا میرے سامنے سفارشی بن

بیٹھے۔ سن اگر تو حسینؑ اور ان کے انصار میرے حکم پر سر جھکا دیں اور گردنیں خم کر دیں تو سب کو اطاعت گزاروں کی طرح میرے پاس بھیج دے اور اگر وہ نہ مائیں تو ان پر اس طرح لشکر کشی کر کہ سب قتل ہو جائیں اور سب کے سر کاٹ لے وہ اسی کے سزا دار ہیں۔ حسینؑ جب قتل ہو جائیں تو ان کے سینے اور پشت پر گھوڑے دوڑا دے کہ وہ نافرمان مخالفت انہو سر ظالم ہیں۔ میرے یہ دل کی بات نہیں کہ اس سے مرنے والے کو مرنے کے بعد کچھ ایذا پہنچے گی۔ لیکن میری زبان پر آگیا ہے کہ اگر میں انہیں قتل کروں گا تو ان کے ساتھ یہ سلوک بھی کروں گا۔ اگر ان کے بڑے ہیں تم ہمارے حکم کو جاری کرو گے تو تمہیں وہ عوض ملے گا۔ جو ایک فرما تیرا وار و اطاعت گزار کو ملنا چاہیے اور اگر تمہیں یہ منظور نہیں تو پھر سہاری خدمت اور ہمارے لشکر سے الگ ہو جاؤ۔ اور لشکر کو شمر کے حوالے کر دو۔ ہم نے اسے اپنے احکام بتا دیتے ہیں۔ والسلام۔“

فرزدان حضرت ام البنین کے لئے امان

شمر کو جب یہ خط ملا تو وہ خود اور اس کے ساتھ عبداللہ بن ابی محل دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ عبداللہ کی مچھوچی ام البنین حضرت علی بن ابی طالب کے نکاح میں تھیں۔ ان کے بطن سے جناب عباسؑ، عبداللہ، جعفرؑ اور عثمان پیدا ہوئے تھے۔ عبداللہ بن ابی محل بن خرام نے کہا۔ خدا امیر کا بھلا کرے۔ ہماری خاندانی بہن کے بیٹے حسینؑ کے ساتھ ہیں۔ آپ مناسب سمجھیں تو ان کے لیے امان لکھ دیں۔ ابن زیاد نے کہا۔ لیسر چشم۔ چنانچہ اس نے کاتب سے کہا اور اس نے امان کا فرمان لکھ دیا۔ عبداللہ نے اپنے غلام کے ہاتھ جس کا نام کرمان تھا اس امان نامہ کو روانہ کیا کرمان نے وہاں جاکر ان حضرات کو بلایا اور کہا کہ تمہارے ماموں نے تمہارے لیے امان بھیجی ہے۔ ان جو انوں نے کہا تمہارے ماموں کو سلام کہتا اور کہہ دینا کہ تم لوگوں کی امان کی ہمیں ضرورت نہیں۔ لیسر سمیہ کی امان سے خدا کی امان بہتر ہے۔ شمر جب ابن زیاد کا خط لے کر ابن سعد کے پاس آیا۔ اس نے خط پڑھا تو ابن سعد نے شمر سے کہا فائے ہو تجھ پر تو نے کیا حرکت کی۔ خدا تیرے سایہ سے بچائے۔ خدا تجھے غارت کرے۔ تو یہ کیا میرے پاس لے کر آیا ہے۔ واللہ میرا گمان یہی ہے کہ تو نے ہی اس کی رائے کو پھیرا۔ کہ وہ میری تحریر کو نہ مانتے جس معاملہ میں ہمیں اصلاح کی امید تھی تو نے اسے بگاڑ دیا۔ واللہ حسینؑ گردن جھکانے والے شخص نہیں ہیں ان کے پہلو میں خود دار دل ہے (دیا ان کے باپ کا دل ہے) شمر نے کہا یہ تو بتا تیرا کیا ارادہ ہے۔ کیا اپنے امیر کے حکم پر تو چلے گا اور اس کے دشمن کو قتل کرے گا۔ اور اگر یہ نہیں تو لشکر کو مجھ پر چھوڑ دے۔ ابن سعد نے کہا نہیں تجھے لشکر نہیں مل سکتا۔ میں خود یہ کام کروں گا۔ شمر نے کہا۔ پھر تم ہی کرو۔ ابن سعد۔ لشکر لے کر چلا۔ یہ محرم کی نویں تاریخ تھی۔ جموات کا دن اور شام کا وقت تھا۔ شمر آکر انصار حسینؑ کے سامنے کھڑا ہوا اور کہا کہ ہم لوگوں کی بہن (خاندانی بہن) چونکہ جناب ام المؤمنین بھی کلابی خاندان سے تھیں) کے بیٹے کہاں ہیں۔ یسن کر عباسؑ و جعفر و عثمان فرزدان علیؑ اس کے پاس

آئے اور کہا کہ تجھے کیا کام ہے اور کیا کہتا ہے۔ کہا: میری بہن کے بیٹا تمہارے لیے امان ہے۔ ان نوجوانوں نے جواب دیا: خدا کی قسم پر اور تیری امان پر لعنت ہو تو ہمیں ماموں بن کر جو امان دیتا ہے کیا فرزند رسولؐ کے لیے امان نہیں۔ ابن سعد نے: خدا کی قسم خدا کی قسم کے سوار و گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ اور تمہیں خوشخبری نصیب ہو۔

حضرت حسینؑ کو رسول اللہؐ کی بشارت | ابن سعد نماز عصر کے بعد اپنے سواروں کو لے کر روانہ ہوا اور حسینی قافلہ پر چڑھائی کر دی اس وقت امام حسینؑ اپنے خیمہ کے سامنے

اس حدیث سے بیٹھے ہوئے تھے کہ دونوں گھٹنے بلند تھے۔ اور تلوار سے ٹکے ہوئے تھے آپؑ نے گھٹنوں کے اوپر سر رکھا تھا آپؑ کی بہن جناب زینبؑ نے شور و غل کی آواز سنی تو بھائی کے پاس آئیں عرض کیا بھائی آپؑ نے سنا لوگوں کی آوازیں قریب آ رہی ہیں۔ حسینؑ نے زانو سے سر اٹھایا اور کہا: میں نے رسول اللہؐ کو خواب میں دیکھا ہے۔ وہ مجھ سے فرما رہے ہیں۔ تم ہمارے پاس آ جاؤ گے۔ یہ سن کر اپنا منہ پیٹ لیا اور کہا: دائے! آپؑ نے فرمایا بہن تم پر دائے نہیں ہے خدا تم پر رحم کرے۔ خاموش ہو جاؤ۔

عباس بن علیؑ | حضرت عباس بن علیؑ نے عرض کیا: بھائی جان وہ لوگ تو آپؑ کے پیچھے ہیں کہ آپؑ کھڑے ہو گئے اور منہ مایا میں تمہارے صدمے جاؤں۔ گھوڑے پر سوار ہو کر جاؤ۔ ان لوگوں سے جا کر ملو۔ اور پوچھو کہ کیا چاہتے ہو۔ کیا ارادہ ہے اور ادھر آنے کا سبب کیا ہے۔

حضرت عباسؑ تقریباً بیس سواروں کو لے کر جن میں زہیر بن قین اور حبیب بن مظاہر بھی تھے۔ ان لوگوں کے پاس آئے اور ان سے کہا تمہارا کیا ارادہ ہے۔ تمہارے جی میں کیا ایلیے۔ انہوں نے کہا: امیر کا یہ حکم آیا ہے تم لوگوں سے کہہ دیں کہ یا تو اس کے حکم پر سر کو جھکا دو۔ ورنہ ہم تم سے جنگ کریں گے۔ جناب عباسؑ نے کہا ذرا ٹھہرو میں ابو عبد اللہ الحسینؑ سے جا کر جو کچھ تم کہتے ہو عرض کر دوں۔ وہ لوگ رک گئے اور کہنے لگے جا کر انہیں خبر کر دو۔ پھر ہم سے آکر بیان کر دو۔ وہ کیا کہتے ہیں۔ عباسؑ گھوڑا اٹھا کر حسینؑ کے پاس یہ خبر لے کر چلے اور ان کے بقیۃ الضار ان لوگوں سے گفتگو کرنے کو ٹھہرے رہے۔ ابن مظاہر نے زہیر سے کہا چاہو تو تم ان لوگوں سے گفتگو کرو یا کہو تو میں کچھ کہوں۔ زہیر نے کہا آپؑ نے یہ ابتداء کی ہے تو آپؑ ہی گفتگو کریں۔ جناب حبیب نے ان لوگوں سے خطاب کر کے کہا: سنو کل قیامت کے دن خدا کے حضور جو لوگ آئیں گے واللہ ان میں سے بہت برے وہی لوگ ٹھہریں گے جس نے اس کے نبی کی درتیت ان کی عزت، ان کے اہل بیت اور اس شہر کے عبادت گزار لوگوں کو قتل کیا ہوگا۔ جن کی مہجہ عبادت میں گذرتی ہے۔ جن کی زبان پر ذکرِ خدا جاری رہتا ہے۔ یہ سن کر فرزد بن قین بولا: تم سے تو جہاں تک ہو سکتا ہے اپنے نفس کی پاکیزگی بیان کرتے رہتے ہو۔

زہیر بن قین اور عزرہ | زہیر نے عزرہ سے کہا اے عزرہ۔ خدا نے ان کے نفس کو پاک کیا ہے۔ انہیں ہدایت کی ہے۔ اے عزرہ خدا سے ڈرو۔ تیری خیر خواہی کی بات کرتا ہوں

اے عزرہ خدا کے واسطے ان پاکیزہ نفوس کے قتل میں ان لوگوں کے ساتھ تو شریک نہ ہو جو اس ظلمت و گمراہی کے بانی ہیں۔ عزرہ نے کہا اے زہیر ہم تو تجھے ان اہل بیت کے شیعوں میں سے نہیں جانتے تھے۔ تم تو عثمانی کردہ میں شامل تھے۔ زہیر نے کہا مجھے اس مقام پر دیکھ کر بھی نہیں سمجھنا کہ میں انہی لوگوں میں سے ہوں سن لے سجدہ میں نے نہ کبھی کوئی خط ان کو لکھا نہ کبھی کوئی قاصد ان کے پاس بھیجا۔ نہ کبھی ان سے نصرت کا وعدہ کیا۔ نہ وہ ایہ کہ راستہ میں ان سے ملاقات ہو گئی۔ ان کو دیکھ کر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاد آگئے اور ان کا رتبہ جو ان کے رشتہ سے ہے اس کا مجھے خیال آگیا اور میں سمجھ گیا کہ یہ کن دشمنوں اور تمہارے جہر کے لوگوں میں جا رہے ہیں۔ بس میری رائے یہ ہوئی کہ میں ان کی نصرت کروں اور ان کے جہر کے میں شریک نہ ہو جاؤں اور اپنی جان ان کی جان پرستہ بان کر دوں۔ تاکہ جس خدا کے حق اور رسول خدا کے حق کو تم نے ضائع کر دیا ہے اس کی حفاظت کروں۔

ایک بات کی مہلت | اتنے میں عباس بن علی گھوڑے کو اڑھکاتے ہوئے ان لوگوں تک پہنچے اور کہا

کہ اے لوگو! ابو عبد اللہ تم سے اس بات کا سوال کرتے ہیں کہ اس وقت تم واپس ہو جاؤ۔ تاکہ وہ عذر و دستبردار نہ بنیں۔ کل صبح کو انشا اللہ بھر ہم لوگ ملیں گے۔ عباس بن علی نے اگر جب یہ بات کہی تو ابن سعد نے شمر سے پوچھا کہ تیری کیا رائے ہے۔ شمر نے کہا جو تیری رائے ہو۔ تو امیر لشکر ہے جو تیری رائے ہوگی بس دہی رائے ہے۔ ابن سعد اب دوسرے لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ یہ سن کر عمرو بن حجاج زبیدی نے کہا۔ سبحان اللہ اگر یہ لوگ کفار و کفر سے ہوتے اور تجھ سے یہی سوال کرتے تو واللہ تجھے قبول کر لینا چاہیے تھا۔ قیس بن اشعث نے کہا۔ یہ بات ان کی مان لو۔ میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کل صبح کو یہ لوگ تجھ سے ملنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ ابن سعد نے کہا۔ اگر یہ مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ لڑیں گے تو میں اس وقت مہلت نہ دوں۔ راوی کہتا ہے کہ جناب عباس بن علیؑ نے جب حسینؑ سے یہ امر کہا تھا کہ ابن سعد ایسا ایسا کہتا ہے تو آپ نے فرمایا تھا کہ تم۔ لپیٹ کر جاؤ۔ تم سے ہو سکے تو ان لوگوں کو کل صبح تک ٹال دو۔ اور آج کی شام کے لیے ان کو ہم سے دفع کر دو۔ تاکہ آج کی رات ہم اپنے پروردگار کے لیے عبادت اور اس سے دعا اور طلب مغفرت کر لیں۔ خدا ہی غیب جانتا ہے کہ اس کی عبادت اس کتاب کی تلاوت، اور دعا و استغفار کی کثرت کو میں دوست رکھتا ہوں۔ علی بن الحسینؑ کہتے ہیں کہ ابن سعد کچھ پاس سے ایک قاصد ہم لوگوں کے پاس آیا اور ایسے مقام پر کھڑا ہوا جہاں سے آواز سنائی دیتی تھی

اور اس نے کہا۔ ہم نے تم لوگوں کو کل صبح تک کی ہمت دی ہے۔ اگر تم اطاعت کرو گے تو تم کو اپنے امیر عبید اللہ کے پاس روانہ کر دیں گے اور اگر انکار کرو گے تو پھر ہم نہیں چھوڑیں گے۔

حضرت امام حسینؑ کی اپنے ہمراہیوں کو چلے جانے کی اجازت | اس وقت شام ہونے کو تھی حسینؑ نے اپنے

انصار کو جمع کیا۔ علی بن الحسینؑ کہتے ہیں۔ یہ دیکھ کر میں آپ کے قریب چلا گیا کہ سنو! آپ کیا فرماتے ہیں۔ اور میں بیمار تھا۔ میں نے سنا کہ میرے والد اپنے انصار سے فرما رہے ہیں۔ ”یہ خدائے تبارک و تعالیٰ کی بہترین خدمت بنا سجاتا ہوں اور راحت و مصیبت میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔ خدا دنا میں تیرا شکر بجاتا ہوں کہ تو نے یہیں نبوت کی کرامت بخشی تو نے یہیں قرآن کی تعلیم دی تو نے یہیں علم دین عطا کیا تو نے یہیں سماعت و بصارت اور دل دیا اور تو نے یہیں مشرکین میں شہداء نہ ہونے دیا۔ اس کے بعد میں کتا ہوں کہ میں نے اپنے انصار سے افضل و برتر انصار اور اپنے اہل بیت سے زیادہ وفادار اور فرمانبردار اہل بیت نہیں دیکھے۔ سنو میں سمجھ چکا ہوں کہ ان دشمنوں کے ہاتھوں صبح ہم لوگوں کا فیصلہ ہونے والا ہے تم سب کے بارے میں میری یہ رائے ہے کہ میری اجازت سے تم سب چلے جاؤ۔ میری طرف سے تمہیں کوئی ممانعت نہیں۔ دیکھو رات کی تاریکی چھائی ہوئی ہے اسے غنیمت سمجھو۔“

ضحاک بن عبد اللہ اور مالک بن نضر | اس سے پیشتر ضحاک اور مالک دو شخص آپ کے پاس آئے سلام کر کے بیٹھ گئے۔ آپ نے سلام کا جواب دیا۔ خیر مقدم کیا اور آنے کا سبب پوچھا۔ انہوں نے کہا ہم اس لیے آئے ہیں کہ آپ کو سلام کر لیں۔ آپ کی سلامتی کی دعا خدا سے کریں، آپ سے ملاقات کر لیں اور لوگوں کی حالت آپ سے بیان کریں۔ سنئے ہم آپ سے کہنے دیتے ہیں۔ یہ لوگ آپ سے جنگ کرنے پر آمادہ ہیں۔ حسینؑ نے فرمایا: حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (میرے لیے اللہ کافی ہے، اور وہ

بہترین نگہبان ہے) دونوں شخص کچھ شرمندہ ہوئے اور خدا سے آپ کے لیے دعا مانگنے لگے۔ آپ نے ارشاد فرمایا میری نصرت کرنے سے تمہیں کیا چیز مانع ہے۔ مالک نے کہا۔ میں قرضدار اور غیالدار ہوں۔ ضحاک نے بھی کہا کہ میں مقروض اور صاحبِ غیال ہوں۔ لیکن جس وقت کوئی لڑنے والا باقی نہ رہے تو مجھے آپ واپس جانے کی اجازت دے دینا۔ پھر میں آپ کی طرف سے قتال کرنے کے لیے حاضر ہوں۔ بشرطیکہ میرا نصرت کرنا آپ کے لیے نفع مند ہو۔ اور آپ کی مصیبت کو دور کر سکے۔ آپ نے فرمایا تمہیں اجازت ہے۔ یہ سن کر ضحاک کہتا ہے میں وہیں ٹھہرا رہا۔

ال عقیل کا جذبہ | جب رات ہو گئی تو آپ نے کہا۔ ”دیکھو۔ رات کی تاریکی چھائی ہوئی ہے اسے غنیمت سمجھو۔ تم میں سے ایک ایک شخص میرے اہل بیت میں سے ایک ایک کا ہاتھ پکڑ لے

پھر جب تک کہ خدا اطمینان دے تم سب اپنے قصیوں اور شہروں میں نکل جاؤ۔ کیونکہ یہ لوگ صرف میرے ہی طلبکار ہیں مجھے قتل کر لیں گے تو پھر کسی اور کا خیال بھی نہیں کریں گے۔ یہ سن کر آپ کے بھائی بیٹے بھتیجے اور بھانجے کہنے لگے ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم آپ کے بعد زندہ رہیں۔ خدا ہمیں وہ دن نہ دکھائے۔ سب پہلے خباب عکاس نے یہ کلمہ کہا۔ پھر سب نے اسی طرح کی گفتگو کی۔ حسینؑ نے پکار کر کہا ”اے اولاد عقیل! ہم کاتل تمہارے لیے کافی ہے تم چلے جاؤ۔ میں اجازت دیتا ہوں انہوں نے کہا لوگ کیا کہیں گے یہی کہیں گے نا۔ کہ ہم اپنے بزرگ اپنے سردار اور ان کے چچا زاد بھائیوں کو جو بہترین چچا تھے چھوڑ کر چلے آئے۔ ان کے ساتھ مل کر ایک تیز چلا پایا نہ برچھی کا دار کیا اور نہ کوئی تلوار کا ہاتھ مارا۔ یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ ان پر کیا گزری، ہرگز نہیں۔ واللہ ہم سے یہ نہیں ہوگا۔ بلکہ ہم اپنی جانیں اپنا مال اور اپنے اہل و عیال آپ پر قربان کریں گے۔ آپ کے ساتھ شریک ہو کر جنگ کریں گے۔ جو حال آپ کا ہو گا وہی ہمارا ہوگا خدا وہ زندگی نہ دے جو آپ کے بعد ہو۔

مسلم بن عوسجہ اور سعد بن عبد اللہ کا استقلال
مسلم بن عوسجہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کیا ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں جبکہ ابھی ہم نے خدا کے سامنے آپ کا حق ادا نہیں کیا۔ ہاں واللہ جب تک میری برچھی ان لوگوں کے سینہ میں ٹوٹ کر نہ رہ جائے۔ جب تک قبضہ میرے ہاتھ میں ہے اور میں ان کو تلواریں نہ مار لوں میں آپ سے جدا نہیں ہوں گا۔ اگر ان کے ساتھ لڑنے کے لیے میرے پاس ہتھیار نہ رہے تو میں آپ کی نصرت میں انہیں پتھر مار مار کر آپ کے ساتھ جان دوں گا۔ سعد بن عبد اللہ نے کہا واللہ ہم آپ کو چھوڑ کر نہ جائیں گے۔ خدا یہ تو دیکھ لے کہ رسول اللہؐ کی غیبت میں ہم نے آپ کی کیسی حفاظت کی۔ سجدہ اگر میں جانتا کہ میں قتل ہو جاؤں گا۔ پھر زندہ کیا جاؤں گا۔ پھر زندہ جلادیا جاؤں گا۔ پھر میری خاکستر اڑادی جائے اور ترم مرتبہ یہی حالت مجھ پر گذرے۔ تب بھی آپ کی نصرت میں جب تک مجھے موت نہ آجائے گی میں آپ سے جدا نہ ہوں گا اور آپ تو صرف ایک ہی مرتبہ قتل ہونا ہے۔ اس میں وہ شرف و کرامت ہے جیسے ابد تک زوال نہیں پھر اسے میں کیوں نہ حاصل کروں۔“

زہیر بن قین کی استقامت
زہیر نے کہا سجدہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں اسی طرح ہزار مرتبہ قتل کیا جاؤں جس سے خدا آپ کو اور آپ کے اہل بیت و ان نو جوانوں کو بچالے۔ اسی طرح ایک ہی طرز کی گفتگو آپ کے انصار میں سے ایک جماعت نے کی۔ کہتے تھے ”واللہ آپ کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ بلکہ اپنی جانیں آپ پر فدا کر دیں گے۔ ہم اپنے ہاتھوں اور پیشانیوں سے آپ کو بچائیں گے۔ ہم منتقل ہو جائیں اور وہ سنی جو ہم پر ہے ادا ہو جائے۔“

امام زین العابدینؑ کا بیان | علی بن الحسین بیان کرتے ہیں۔ اس شام کا ذکر ہے جس کی صبح کو میرے والدؑ شہید ہوئے۔ میں بیٹھا ہوا تھا اور میری بھوپھی جناب زینبؑ میری تیمارداری میں مصروف تھیں۔ جبکہ میرے والد نے اپنے انصار سے اپنے خیمہ میں تنگیا کیا تھا۔ اس وقت ابوذر غفاریؓ کے غلام ٹھوٹی آپ کے پاس تلوار کی دیکھ بھال کر کے اسے درست کر رہے تھے کہ آپ اس مضمون کے اشعار پڑھنے لگے (ترجمہ) اے ناپائیدار زمانہ تجھ پر داتے ہو کیا برا دوست ہے کہ ہر صبح دشنام کسی دوست یا دشمن کو مار دیتا ہے۔ ایک کے عوم میں دوسرے کو قبول نہیں کرتا اور یہ سب کچھ حکم خدا کے ماتحت ہوتا ہے، جو زندہ ہے اسے اس رستہ پر جانا ہے۔ ان اشعار کو آپ نے دو تین مرتبہ پڑھا میں سمجھ گیا اور جان گیا۔ جو آپ کا مقصد تھا مجھے بے اختیار رونانا لگا۔ لیکن میں نے اپنے انس و ضبط کو لیے خاموش رہا اور سمجھ گیا کہ مصیبت ٹوٹ پڑی ہے۔

حضرت زینبؑ کی آہ و زاری | مگر میری بھوپھی نے بھی ان اشعار کو سن لیا وہ عورت تھیں۔ چونکہ عورتوں کی طبیعت میں رقت اور فوراً گھبرا جانا ہوتا ہے وہ خود کو سنبھال نہ سکیں۔ وہ رہنہ سر دوڑیں۔ چادر کو کھینچتی ہوئی آپ کے پاس پہنچیں اور کہنے لگیں ”وامصیتاہ آج مجھے موت آ گئی ہوئی۔ اے بزرگوں کے جانشین اے داماد گوں کے شفیع بس آج میری ماں فاطمہؑ مر گئیں۔ میرے باپ اور بھائی حسنؑ نے آج رحلت کی۔ آپ نے ان کی طرف دیکھا اور کہنے لگے پیاری بہن دیکھو کہیں شیطان تمہارے حلم و بردباری کو زائل نہ کر دے“ کہنے لگیں ”اے ابا عبد اللہؑ میرے ماں باپ آپ پر قربان میری جان آپ کے صدمے۔ آپ نے قتل ہونا گوارا کر لیا۔ یہ سن کر آپ نے اپنی طبیعت کو سنبھالا۔ آنکھوں میں آنسو بھرے اور کہا کہ موت نے چین سے بیٹھنے نہیں دیا۔

حضرت زینبؑ کو امام حسینؑ کا دلاسا | کہا ہائے بھائی کیا آپ کو مجبور کر کے قتل کریں گے۔ اس سے تو اور بھی میرا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتا جاتا ہے میرے دل پر سخت قتل گذر رہا ہے۔ یہ کہہ کر منہ کو پٹیا، گریبان کو بھڑا ڈالا اور غش کھا کر گر پڑیں۔ بہن کا یہ حال دیکھ کر آپ کھڑے ہو گئے ان کے پاس آ کر چہرہ پر پانی چھڑکا (ظاہر آنسوؤں کا پانی ہوگا) اور کہا پیاری بہن تقویٰ اختیار کر و خدا کے لیے صبر کرو۔ اس بات کو سمجھ لو کہ سب رونے زمین دلوں مر جائیں گے اور اہل آسمان والے بھی باقی نہیں رہیں گے۔ سوائے اللہ کی ذات کے جس نے اپنی قدرت سے اس زمین کو پیدا کیا ہے جو دوبارہ مخلوق کو زندہ کرے گا اور سب کے سب پٹ آئیں گے جو یگانہ اور تنہا ہے۔ باقی سب چیزیں مٹ جاتے والی ہیں۔ میرے باپ مجھ سے بہتر تھے، میری ماں مجھ سے بہتر تھیں، میرے بھائی مجھ سے بہتر تھے۔ مجھے اور ہر مسلمان کو اور ان سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات سے تسکین ہونی چاہیے۔

اسی طرح کے کلمات کہہ کر انہیں سمجھایا۔ پھر فرمایا۔ پیاری بہن۔ میں تم کو قسم دیتا ہوں۔ میری اس قسم کو پورا کرنا۔ میں مر جاؤں تو میرے سرِ غم میں گریبان چاک نہ کرنا، منہ نہ پٹینا، داویلا نہ کرنا۔ یہ کہہ کر آپ انہیں اپنے ساتھ لاسے اور میز سے پاس لا کر بٹھا گئے۔ پھر آپ نصیحے سے باہر چلے گئے اور انصار کو حکم دیا کہ خیموں کو قریب قریب اس طرح نصب کریں کہ طبابوں کے اندر نمایاں آجائیں۔ (تاکہ خیموں کا ایک حلقہ سایہ بن جائے) سب لوگ اس حلقہ کے اندر رہیں اور صرف ایک رخ جس سے دشمن کا سامنا ہو رہا تھا رہنے دیں۔

حسینی قافلہ کی عبادت گزاری | حسینؑ اور آپؑ کے اصحاب کرام رات بیدار رہے۔ سب نمازیں پڑھتے اور استغفار کرتے رہے۔ دعا و تفرغ میں مشغول رہے۔ سواروں کا ایک سالہ جو ان کی نگرانی کے لیے دشمن کی طرف سے مقرر ہوا تھا، ادھر سے گذرا۔ اس وقت آپؑ یہ آیت تلاوت کر رہے تھے

الْاِيْحُسَيْنِ الَّذِي كَفَرُوا اٰثِمًا تَلٰوْنٰهُ لَهْمْ خِيْلًا لَا نَفْسَ لَكُمْ اِنَّمَا اِنَّمٰ لِيْ لَكُمْ لِيْنِزَادُوْا اِثْمًا وَنَهْمْ عَذَابٍ مُّهِينٍ۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْنُ الْحَبِيْثُ مِنْ الطَّيِّبِ۔۔۔۔۔ ہاں بروگ کا فر ہو گئے وہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم نے جو انہیں ذلیل ہی ہے اس میں ان کے لیے بہتری ہے۔ ہم تو اس لیے انہیں ذلیل دے رہے ہیں۔ کہ وہ اور بھی گناہوں میں مبتلا ہو جائیں ان کے لیے تو ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ خدا یہ نہیں کرے گا۔ کہ تم لوگ جس حال میں ہو، اسی حالت میں مومنین کو رہنے دے وہ پاک اور ناپاک دونوں کو جدا کر کے رہے گا۔

ابو حروب کی بدگلامی | اس آیت کو رسالہ کے لوگوں میں سے ایک شخص نے سنا اور کہنے لگا۔ رب کعبہ کی قسم ہم پاک لوگ ہیں اور تم لوگوں سے جدا کر لیے گئے ہیں۔ ایک شخص نے اسے پہچان کر بربر سے کہا جانتے ہو یہ کون شخص ہے۔ کہا میں نہیں جانتا۔ اس نے کہا یہ ابو حروب سبطی ہے۔ یہ بڑا ہسنے والا، بیہودہ، امر میں بڑا دلیر اور سفاک ہے۔ سعید بن قیس نے اسے خون کرنے پر کبھی قید بھی کیا تھا۔ بربر نے اس کا نام سن کر پکارا 'اودناستق' خدا نے تجھ کو پاک لوگوں میں شمار کیا ہے۔ پوچھا تو کون ہے۔ کہا میں بربر بن خضر ہوں کہنے لگا۔ انا لشر بہ بات مجھ پر گراں ہے۔ اسے بربر 'واللہ تو ہلاک ہوا' واللہ تو ہلاک ہوا۔ بربر نے کہا اے ابو حروب خدا کے سامنے گناہان کبیرہ سے توبہ کرنے کا یہی تو موقع ہے رسن سجدا ہم پاک لوگوں میں شامل ہیں اور تم سب ناپاک ہو۔ کہنے لگا۔ (بلوط مستخر) وَاِنَا عَلٰى اَذٰلِكَ مِنَ الشّٰهَدِيْنَ۔ یعنی ہاں ہاں میں بھی گواہی دیتا ہوں۔ ایک شخص نے کہا وا کے ہونے پر جان بوجھ کر تو نہیں سمجھا۔

حسینی شکر کی ترتیب | ابن سعد روزِ عاشورہ ہفتہ یا جمعہ کا دن تھا۔ صبح کی نماز پڑھ چکا تو اپنی فوج کو ساتھ لے کر نکلا۔ حسینؑ نے بھی اپنے انصار کی صفیں جمائیں۔ ان کے ساتھ صبح کی

نماز پڑھی۔ آپ کے ساتھ تیس سوار اور چالیس پیادے تھے۔ آپ نے میمنہ پر زہیر بن قین اور میسرہ پر حبیب بن مظاہر کو مقرر کیا، اپنا علم اپنے بھائی عباس بن علیؓ کو دیا جنہوں کو پشت پر رکھا اور انہوں کے پیچھے آپ نے دیا کہ لکڑیاں اور بالنس جمع کر کے اس میں آگ لگا دی جائے اس خطرہ سے کہ دشمن پیچھے سے حملہ نہ کریں۔ حسینؑ کے انہوں کے پیچھے زمین پست تھی جیسے پتلی سی نہر کھدی ہوئی ہوتی ہے۔ اسی کو رات کے وقت کھود کر خندق بنا لیا تھا۔ اور اس میں لکڑیاں اور بالنس ڈال دیئے تھے کہ جب صبح کو دشمن ہم پر حملہ کریں گے تو اس میں آگ لگا دیں گے تاکہ دشمن ہم سے ایک ہی رخ سے لڑیں اور پیچھے سے وہ حملہ نہ کر سکیں۔ یہ احتیاط ان کے کام آئی۔

عبدالرحمن اور بربر بربر نے عبدالرحمنؓ سے کچھ مزاج کیا تو عبدالرحمنؓ نے کہا مجھے اس سے عاف رکھئے۔ بخدا یہ فضل باتوں کا وقت نہیں۔ بربر نے کہا۔ والدہ میری قوم کے لوگ جانتے ہیں کہ نہ جوانی میں مجھے فضل باتوں سے رغبت تھی اور نہ کبھی بڑھاپے میں کبھی ہوئی لیکن والدہ جو واقعہ اب ہم پر گزرنے والا ہے میں اس کے خیال سے فوجش ہو رہا ہوں میں جو راہین ملنے میں پس اتنی ہی دیر ہے کہ یہ لشکر والے تلواریں کھینچ کر ہم پر آ پڑیں اور مجھے تو آرزو ہے کہ کہیں وہ تلواریں لے کر آ ہی پڑیں۔ اب حسینؑ سوار ہوئے اور قرآن منگوا کر اپنے سامنے رکھ لیا۔

احمد حسینؑ کی دعا ایک روایت ہے کہ صبح کے وقت دشمن کا رسالہ جب حسینؑ کی طرف بڑھا تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے اور کہا خداوند ہر مصیبت میں مجھے تجھ پر بھروسہ ہے اور ہر قسم کی سختی میں مجھے تجھ سے ہی امید ہے جو بلا مجھ پر نازل ہو اس میں تیرا ہی سہارا ہے اور تجھی پر وثوق ہے۔ کتنی ہی آفتیں ایسی پیش آئیں جن میں دل بیٹھ جاتا اور جن پر کوئی چارہ کار نہ ہوتا جن میں دوست ساتھ نہ دیتے، دشمن شامت کرتے اور خوشی مناتے تو میں نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تجھ سے اپنا درد دل کہا۔ تیرے سوا کسی سے کہنے کو دل نہ چاہا تو نے ان آفتوں کو مائل دیا اور دفع کر دیا۔ ہر نعمت کا بخشنے والا، ہر نیکی کا عطا کرنے والا اور ہر مراد پوری کرنے والا فقط تو ہی ہے۔

شمس بن ذی الجوشن کی بکواس جب وہ لوگ ادھر متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ ان کے پس پشت آگ بھڑک رہی ہے۔ ایک شخص ان میں سے گھوڑا دوڑاتا ہوا ادھر سے گزرا اس نے کسی سے کوئی بات نہیں کی۔ سیدہ خنیمہ کی طرف گیا لیکن آگ کے شعلوں میں اسے سمیے دکھائی نہ دیئے وہاں سے پلٹا اور پکار کر کہنے لگا۔ حسینؑ قیامت سے پیشتر دنیا میں ہی تم نے آگ میں جانے کی جلدی کی۔ آپ نے پوچھا یہ شخص کون ہے شاید شمشیر ہوگا۔ لوگوں نے کہا ہاں وہی لعین ہے۔ خدا آپ کو سلامت رکھے۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ ”او بکریاں چرانے والی کے بچے آگ میں جلنے کا تو سزا وار ہے۔“

جنگ میں پہل کرنے سے ممانعت

مسلم بن عجمہ نے عرض کیا۔ فرزند رسولؐ میں آپ پر قربان جاؤں کیسے تو اس کو تیر ماروں۔ وہ میری زد میں ہے۔ تیر خطا نہیں جلتے گا۔ یہ فاسق بڑے جباروں میں سے ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تیر نہ مارنا۔ کیونکہ ادھر سے ابتدا کرنا مجھے گوارا نہیں۔ آپ کے ساتھ ایک گھوڑا تھا جس کا نام لاسی تھا۔ اس پر آپ نے علی بن الحسینؑ کو سوار کیا۔ دشمن جب آپ کے ساتھ آئے تو آپ نے اپنا ناتہ طلب کیا۔ اس پر سوار ہوئے اور بہت بلند آواز سے پکار کر کہا جسے سب لوگوں نے سنا۔ لوگو! میری بات سن لو میرے ساتھ جلدی نہ کرو۔ جو باتیں تم سے کہنا ضروری ہیں وہ مجھے کہہ لینے دو۔ اور تم لوگوں کے پاس چلے آنے کا عذر مجھے کہہ لینے دو۔ اگر تم میرا عذر مان لو گے۔ میری بات کو سچ سمجھو گے۔ میرے ساتھ انصاف کرو گے تو تم نیکی حاصل کرو گے اور پھر مجھ پر الزام نہ دھر سکو گے۔ اگر تم میرا عذر نہیں مانتے اور میرے ساتھ انصاف نہیں کرتے فاجعہوا امرکم وشکرکاءکم لا یکن امرکم علیکم غمہ ثم اقصوا الی ولا تنظرون، ان والذی نزل الکتاب وهو یتوکل علی الصالحین۔ یعنی پھر جو تمہارا ارادہ ہو اس پر آمادہ ہو جاؤ۔ اپنے مشرکوں کو پکارو۔ اور اچھی طرح سمجھ لو کہ اب تمہیں کوئی تردد تو نہیں اور پھر میرے ساتھ جو سلوک کرنا چاہتے ہو کہ کرو اور مجھے ذرا بھر مہلت نہ دو۔ میرا تو سہارا خدا پر ہے جس نے کتاب کو نازل کیا ہے۔ وہی تو نیک بندوں کو دوست رکھتا ہے۔ آپ کا یہ کلام جب آپ کی بہنوں نے سنا تو وہ چلا چلا کر رونے لگیں۔ ان کی آوازیں بلند ہوئیں تو آپ نے اپنے بھائی عباسؓ اور فرزند علی بن الحسینؑ کو ان کے پاس بھیجا اور کہا کہ انہیں چپ کرادو ابھی تو انہیں بہت رونا ہے۔ یہ دونوں بزرگوار جب انہیں خاموش کرانے چلے تو آپ نے کہا ابن عباسؓ نے کیا بات کہی تھی۔ یعنی ابن عباسؓ نے آپ کو منع کیا تھا کہ اہل حرم کو ساتھ نہ لے جائیے۔ اب ان کے رونے سے ابن عباسؓ کا کہنا یاد آگیا۔

حضرت حسینؑ کا تاریخی خطبہ

جب اہل حرم کے رونے کی آواز موقوف ہوئی تو آپ نے حمد وثنا کے الہی بیان کی اور اس کی شان کے لائق اس کا ذکر کیا اور اللہ کی صلوات محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کے ملائکہ اور انبیا پر بھیجی۔ حمد و نعت میں خدا جانے کیا کیا باتیں آپ نے کیں کہ بیان میں اس کے ذکر کی گنجائش نہیں۔ راوی کہتا ہے۔ میں نے کسی کی ایسی فصیح و بلیغ تقریر نہ اس سے پہلے کبھی سنی تھی اور نہ اس کے بعد کبھی سنی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: میرے خاندان کا خیال کرو کہ میں کون ہوں۔ پھر اپنے اپنے دل سے پوچھا اور غور کرو کہ میرا قتل کرنا، میری ہتک، حرمت کرنا کیا تم لوگوں کے لیے حلال ہے۔ کیا میں تمہارے نبی کا نواسہ نہیں ہوں کیا میں ان کے وصی اور ابن عم کا فرزند نہیں ہوں جو کہ خدا پر سب سے پہلے ایمان لائے اور خدا کی طرف سے اس کا رسولؐ ہوا احکام لے کر آیا انہوں نے اس کی تصدیق کی کیا سید الشہداء حضرت حمزہؓ میرے والد کے چچا نہیں کیا جعفرؓ علیہ السلام

فوالجناحین میرے سچا نہیں کیا تم میں سے کسی نے یہ نہیں سنا کہ رسول اللہؐ نے میرے اور میرے بھائی کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ یہ دونوں جو انان جنت کے سردار ہیں۔ جو میں کہہ رہا ہوں یہ بات سچی ہے اگر تم میری تصدیق کر دگے تو سن لو واللہ جب سے مجھے اس بات کا علم ہوا کہ خدا جھوٹ بولنے والے سے بیزار ہے اور جھوٹ بنانے والے کو اس کے جھوٹ سے ضرر پہنچاتا ہے۔ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اور اگر تم مجھے سچا نہیں سمجھتے تو سنو تم میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ اگر تم ان سے پوچھو تو وہ بیان کریں گے۔ جابر بن عبد اللہ انصاری، ابو سعید خدری، سہیل بن سعد، سعدی، زید بن ارقم اور انس بن مالک سے پوچھ کر دیکھو یہ لوگ تم سے بیان کریں گے انہوں نے میرے اور میرے بھائی کے بارے میں رسول اللہؐ کو یہی کہتے سنا ہے کیا یہ امر بھی تم لوگوں کو میرا خون بہانے سے مانع نہیں ہے۔“

شمر نے کہا وہ خدا کی عبادت ایک ہی حرف پر کرے۔ اگر اسے معلوم ہو کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ حبیب بن مظاہر نے جواب دیا۔ واللہ میں سمجھتا ہوں کہ تو خدا کی عبادت ستر رخ سے کرتا ہے۔ بیشک تو سچ کہتا ہے۔ تیری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ خدا نے تیرے دل پر مہر لگا دی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اگر تمہیں اس بات پر شک ہے تو کیا اس امر میں بھی شک ہے کہ میں تمہارے نبی کا نواسہ ہوں۔ واللہ اس وقت مشرق سے مغرب تک میرے سوا کوئی شخص تم میں سے یا تمہارے غیر میں سے کوئی کسی نبی کا نواسہ نہیں ہے اور میں تو خاص کر تمہارے نبی کا نواسہ ہوں یہ تو بتاؤ کیا تم اس لیے میرے درپے ہو کہ میں نے تم میں سے کسی کو قتل کیا ہے یا تمہارے کسی مال کو ڈوب دیا ہے یا میں نے کسی کو زخمی کیا ہے اور اس کا قصاص مجھ سے چاہتے ہو۔“

اب آپ کی بات کا جواب ہی نہیں دیتا تھا۔ آپ نے پکار کر کہا ”اے شعث بن ربیع، اے حجاز بن ربیع، اے قیس بن اشعث، اے یزید بن حارث۔ کیا تم لوگوں نے مجھے نہیں لکھا تھا۔ میسے پک چکے ہیں، باغ سرسبز ہو رہے ہیں، املااب جھپک رہے ہیں اور آپ کی نصرت کے لیے لشکر ہلال آراستہ ہیں۔ آئیے“ ان لوگوں نے جواب دیا۔ ہم نے نہیں لکھا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ سچا تم نے لکھا تھا۔ لوگو۔ اب میرا نا اگر تمہیں ناگوار ہو اسے تو دنیا میں کسی گوشہ امن کی طرف مجھے چلے جانے دو۔“ قیس بن اشعث نے کہا۔ آپ اپنے قرابت داروں کے حکم پر کیوں نہیں چھکا دیتے۔ یہ آپ سے اسی طرح پیش آئیں گے جیسا آپ چاہتے ہیں۔ ان کی طرف سے کوئی امر آپ کو ناگوار خاطر مرکز ظاہر نہیں ہو گا۔ آپ نے جواب دیا آخر تو مجھ بن اشعث کا بھائی ہے۔ اب تو چاہتا ہے کہ مسلم بن عقیل کے خون سے بڑھ کر بنی ہاشم کو سچے مطالبہ ہو۔ واللہ میں ذلت کے ساتھ ان لوگوں کے ہاتھ میں لٹکتا نہیں دوں گا اور نہ غلاموں کی طرح اطاعت کا اقرار کروں گا۔ اے بندگان خدا میں اپنے اور تمہارے خدا سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ تم مجھے سنگسار کرو میں اپنے اور تمہارے پروردگار سے پناہ مانگتا ہوں ہر سنگتر سے جو روز جزا پر ایمان نہیں رکھتا۔

زہیر کا خطاب | یہ کہہ کر آپ نے اپنے ناتہ کو بٹھا دیا۔ اب دشمنوں نے آپ پر حملہ کرنا شروع کیا تو زہیر بن قین ایک تیار گھوڑے پر بھتیار لگائے ہوئے نکل کر آئے اور کہا اے اہل کوفہ عذابِ خدا

سے ڈرو، عذابِ خدا سے ڈرو۔ سنو مسلمان کیسے اپنے مسلمان بھائی کی خیر خواہی کرنا ضروری ہے۔ ہمارے تمہارے دریا جب تک تلوار نہیں آتی اس وقت تک ہم تم بھائی بھائی ہیں۔ ایک دین اور ایک ہی ملت پر ہیں۔ ہم ساری خیر خواہی کے تم لائق ہو، ہاں جب تلوار میان میں آجائے گی پھر مدت ختم ہو جائے گی۔ یہیں اور تمہیں خدا نے اپنے نبی محمدؐ کی ذریت کے بارے میں امتحان میں ڈالا ہے تاکہ وہ دیکھ لے کہ ہم کیا کرتے ہیں اور تم کیا کرتے ہو۔ ہم لوگ تمہیں اس امر کی طرف بلاتے ہیں کہ زیادہ کے بیٹے مردود عبید اللہ کا ساتھ چھوڑ کر ذریتِ رسولؐ کی نصرت و مدد کرو۔ تم نے ان دنوں کے عہدِ حکومت میں (زیادہ ابن زیاد) برائی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا۔ انہوں نے تم لوگوں کی آنکھیں لٹکوا دیں، ہاتھ کٹوائے، پاؤں قطع کروائے، گوش دہنی اور سر کاٹے، تمہاری لاشیں ٹنڈ درختوں پر لٹکائیں، تمہارے بزرگوں اور قاریوں کو حجر بن عدی ان کے اصحاب اور ہانی بن عردہ اور ان کے امثال کو انہوں نے قتل کیا، یہ سن کر وہ زہیر سے سخت کلامی کرنے لگے۔ عبید اللہ کی تعریف اور اسے دعا دینے لگے اور کہنے لگے کہ ہم لوگ جب تک تمہارے سردار اور ان کے اصحاب کو قتل نہیں کر لیں گے یا انہیں اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے امیر عبید اللہ کے پاس نہیں بھیج دیں گے، اس وقت تک یہاں سے قدم نہیں ہٹائیں گے۔ زہیر نے کہا ”بندگانِ حبشہ جنابِ فاطمہؑ کی اولادِ اسمیہ کے بیٹے سے نصرت و مدد کی زیادہ حق رکھتی ہے۔ اگر تم ان کی نصرت نہیں کرتے تو خدا کے واسطے ان کے قتل سے توبہ کر رہو۔ یسن کر سمرقن ذی الجوشن نے ایک تیر زہیر کو مار کر کہا ”خاموش رہو۔ خدا تیری بک بک کو خاموش کر دے تو نے ہم لوگوں کا دماغ پریشان کر دیا ہے۔ زہیر نے جواب دیا اے اس باپ کے بیٹے جس کا پیشاب ایڑیوں تک بہہ کر آتا تھا۔ میں تجھ سے خطاب نہیں کرتا تو تو حاذر رہے۔ واللہ میں جانتا ہوں کہ کتابِ خدا کی دو آیتیں بھی تو نہیں سمجھ سکتا۔ قیامت کی رسوائی اور عذابِ الیم تجھے مبارک ہو۔ سمرقن نے کہا ”خدا تجھ کو اور تیرے سردار کو ابھی قتل کرے گا۔“ زہیر نے کہا تو مجھے موت سے ڈرنا ہے۔ ”واللہ حسینؑ کے ساتھ مر جانا تم لوگوں کے ساتھ زندگانی حب وید سے میں بہتر سمجھتا ہوں۔“ یہ کہہ کر زہیر نے باواز بلند سب لوگوں کو خطاب کر کے کہا ”بندگانِ خدا اس سفلہ پاجھی کی باتوں پر اپنے دین سے نہ پھرنے۔ واللہ محمدؐ کی شفاعت ان لوگوں کو نہیں پہنچے گی۔ جہنم نے آنحضرتؐ کی ذریت و اہل بیتؑ کا خون بہایا۔ ان کی نصرت کرنے والوں اور ان کے اہلیت کو بچانے والوں کو قتل کیا۔ اسی اشارے میں ایک شخص نے آواز دی کہ زہیر ابو عبد اللہؑ فرماتے ہیں۔ واپس آ جاؤ، فرماتے ہیں اپنی جان کی قسم اگر مومن آلِ فرعون نے اپنی قوم کی خیر خواہی کی اور انہیں حق کی طرف بلانے میں انتہا کر دی تو تم نے بھی ان لوگوں کی خیر خواہی کی اور انتہا کر دی۔ کاشک تمہاری خیر خواہی اور انتہا کی کوشش انہیں کچھ نفع بخشی۔

حکمرانی ابن سعد سے گفتگو | جب ابن سعد حملہ کرنے کو بیڑھنے لگا تو حرنے پوچھا۔ خدا تیرا جھلا کرے کیا تو ان سے لڑنے لگا ہے۔ ابن سعد نے کہا ہاں واللہ لڑنا بھی ایسا لڑنا جس میں کم سے کم یہ ہوگا کہ سُر اڑیں گے اور ہاتھ قلم ہونگے۔ حرنے کہا کیا ان کی باتوں میں سے کسی بات کو تم لوگ نہیں مانو گے۔ ابن سعد نے کہا واللہ اگر میرا اختیار ہوتا۔ تو میں ایسا ہی کرتا لیکن تیرا امیر اسے نہیں مانتا۔ یہ سن کر حرا ایک طرف جا کر بٹھریے اور اپنی برادری کے ایک شخص قرہ بن قیس سے کہنے لگے۔ قرہ تم اپنے گھوڑے کو آج پانی پلا پکے، اس نے کہا نہیں پلایا کہا پھر اسے پانی پلانے چلتے نہیں۔ قرہ کو یہ کان ہوا کہ حرا کہہ رہا تھا کہ ہونا چاہتے ہیں اور جنگ میں شریک نہیں ہوں گے اور چاہتے ہیں کہ اس بات سے میں پیچھے رہوں مجھ سے اسے ڈر ہے کہ اس راز کو فاش نہ کر دوں۔ اس خیال سے قرہ نے کہا ہاں ابھی تک میں نے گھوڑے کو پانی نہیں پلایا ابھی جا کر پلاتا ہوں۔ یہ کہہ کر قرہ وہاں سے چلا گیا کہتا تھا اگر حرنے مجھے اپنے ارادہ سے مطلع کیا ہوتا تو واللہ میں بھی اس کے ساتھ ہی حسینؑ کے پاس چلا جاتا۔

حکمرانی ابن سعد کی طرف پیش قدمی | اب حرنے حسینؑ کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ مہاجرین اس کی برادری کا ایک شخص حرا کی یہ حال دیکھ کر کہنے لگا۔ ابن زید تمہارا کیا ارادہ ہے۔ کیا تم حملہ کرنا چاہتے ہو۔ حریہ سن کر چپ رہا اور اس کے ہاتھ پاؤں میں ہتھکڑی سی پیدا ہو گئی اس پر ابن اس نے کہا تمہارا یہ حال دیکھ کر واللہ مجھے شبہ ہوتا ہے۔ کچھ میں نے کسی مقام پر تمہاری یہ حالت نہیں دیکھی جو اس وقت دیکھ رہا ہوں۔ مجھ سے کوئی پوچھے کہ اہل کوفہ میں سب بڑھ کر جری و بہادر کون ہے تو میں تمہارا ہی نام لوں گا۔ پھر یہ کیا حالت تمہاری میں دیکھ رہا ہوں۔ حرنے جواب دیا۔ واللہ میں اپنے دل سے پوچھ رہا ہوں، کہ دوزخ میں جانا چاہتا ہے یا بہشت میں۔ اور قسم ہے خدا کی اگر میرے ٹکڑے اڑا دیئے جائیں اور میں زندہ چلا دیا جاؤں تب بھی میں کسی شے کے لیے بہشت کو نہیں چھوڑنے کا۔ یہ کہہ کر حرنے گھوڑے کو تازیانہ مارا اور حسینؑ کے پاس جا پہنچا۔

حکمرانی ابن سعد سے علیحدگی | عرض کی فرزند رسولؐ میں آپ پر قربان جاؤں میں دہی شخص ہوں جس نے آپ کو واپس نہ جانے دیا۔ جو راستہ بھر آپ کے ساتھ ساتھ رہا جس نے آپ کو اسی جگہ بٹھرنے پر مجبور کیا۔ قسم ہے خدا نے وحدہ لا شریک کا، میں ہرگز یہ نہ سمجھا تھا کہ جتنی باتیں آپ ان لوگوں کے سامنے پیش کریں گے یہ ان میں سے کسی امر کو بھی نہیں مانیں گے اور یہاں تک نوبت پہنچ جائے گی۔ میں تو دل میں یہ سوچے ہوئے تھا کہ بعض باتوں میں ان لوگوں کی اطاعت کروں تو کیا مضائقہ ہے۔ یہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ میں نے ان کی اطاعت سے انحراف کیا ہوگا یہی کہ حسینؑ جن باتوں کو پیش کرتے ہیں، یہ ان باتوں کو مان لیں گے واللہ اگر میں جانتا

ہر کاشیکر نے یہ سب سے خطاب |
 حرم یسن کو اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھے اور کہا لوگو حسین نے جو تباہی
 پیش کی ہیں کیا ان میں سے کسی بات کو تم نہیں مانتے تاکہ خدا تمہیں ان
 سے جنگ و جدال میں مبتلا ہونے سے بچالے وہ کہنے لگے۔ ہمارا امیر عمر بن سعد موجود ہے اس سے گفتگو کرو۔ حرم
 نے یہ سن کر ابن سعد سے وہی گفتگو دوبارہ کی جو اس سے پہلے کر چلے تھے اور جو گفتگو اپنے ساتھیوں سے کی تھی۔ ابن سعد
 نے جواب دیا۔ میری خواہش تو یہی تھی اگر ہو سکتا تو میں یہی کرتا۔ اب حرم نے اہل کوفہ کی طرف خطاب کر کے کہا خاتم
 کو ہلاک اور تباہ کرے تم نے انہیں بلایا اور جب وہ چلے آئے تو انہیں دشمن کے حوالے کر دیا تم کہتے تھے کہ ان پر اپنی
 جان تیار کریں گے اور اب ان پر ان کے قتل کرنے کے لیے حکم کر رہے ہو۔ ان کو تم نے گھر ٹاکر گوتا رہا کیا ان
 کا سانس بند کر دیا ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ان کو خدا کی نیائی ہوئی و سیب و عریض زمین میں کسی طرف نہ
 نکل جانے دیا تاکہ وہ اور ان کے اہل بیت امن سے رہتے۔ اب وہ ایک قیدی کی طرح تمہارے ہاتھ میں ہیں۔
 اپنے نفس کے لیے اچھا یا بُرا کچھ نہیں کر سکتے۔ تم نے انہیں ان کے اہل حرم، ان کے بچوں اور دوستوں کو بہتے
 ہوئے فرات کے پانی سے روکا۔ جسے یہودی، مجوسی اور نصرانی پیتے ہیں۔ کس بیابان کا سورا اور کتے اس
 میں نہاتے ہیں۔ پیاس کی شدت نے ان لوگوں کو تباہ کر رکھا ہے۔ محمد کی ذریت سے ان کے بعد کیا بُرا
 سلوک تم نے کیا ہے اگر آج کے دن اسی وقت تم اپنے امادہ سے باز نہ آتے اور تم نے تو یہ نہ کی تو خدا تمہارا دشمن
 کی پیاس کو سیراب نہیں کرے گا اور یسن کو پیادوں کی فوج نے حرم پر تیر بربانی شروع کی۔ حرم وہاں سے
 پلٹے اور حضرت کے ساتھ لڑکھڑے ہو گئے۔

ابن سعد کا پہلا تیسر | اس کے بعد ابن سعد نے کمان میں تیر جوڑا اور تیر رملہ کر کے کہا، گواہ رہنا
 کہ سب سے پہلے میں نے ہی تیر چلایا ہے۔

بنی علیم کے عبداللہ بن عمر کو فرمایا کہ آئے ہوئے تھے۔ قیدہ حوران میں جہد کے کنوئیں کے قریب گھر لے کر اترے ہوئے تھے۔ ان کی بیوی ام وہب خاندان نمر بن ماسطہ سے ان کے ساتھ تھی

عبداللہ بن عمر کلبی

عبداللہ نے مقام نجد میں دیکھا کہ حسینؑ پر فوج کشی کرنے کے لیے عرض لشکر کا سامان ہے۔ عبداللہ نے پوچھا کیا ماجرا ہے کسی نے کہہ دیا حسینؑ نواسہ رسولؐ پر لشکر کی چڑھائی ہے۔ عبداللہ کو مدت سے آرزو تھی کہ مشرکین سے جہاد کریں۔ خیال آیا کہ اپنے پیغمبرؐ کے نواسہ پر یہ لوگ لشکر کشی کر رہے ہیں ان سے جہاد کرنا بھی اللہ کے ہاں شکرانہ سے جہاد کرنے کے ثواب سے کم نہیں ہوگا۔ یہ سوچ کر ام وہب کے پاس آئے۔ ان سے یہ جو کچھ عرض کر لائے

تھے اور جو بات دل میں ٹھکان لی تھی بیان کی انہوں نے کہا کیا اچھی بات تم نے کہی خدا تمہاری بہترین تمنا کو پورا کرے چلو اور مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ عبداللہ راتوں رات بیوی کو ساتھ لے ہوئے آپ کے لشکر میں آگئے

اور وہیں آپ مقیم ہو گئے۔ جب ابن سعد نے قریب آ کر تیر مارا۔ دوسرے لوگوں نے بھی تیر مارے تو زیاد کا غلام بیسار اور عبداللہ کے غلام سالم صف سے نکلے اور مبارز طلبی کی حبیب اور بریر اٹھے مگر آنحضرتؐ نے کہا بیٹھ جاؤ یہ دیکھ کر عبداللہ مکی اٹھ کر عرض گزار ہوئے۔ اباعبداللہ احمدؑ رحمہ اللہ مجھے ان دونوں سے لڑنے کی اجازت دیجئے۔ آپ نے نظر جو اٹھائی تو دیکھا ایک شخص گدھی رنگ، دراز قامت، قوی بازو، قوی ہیکل سامنے کھڑا ہے کہا کہ میرے خیال میں یہ شخص مرد میدان اور مد مقابلوں کو قتل کرنے کی ہمت رکھتا ہے۔ اگر لڑنا چاہتے ہو تو لڑو۔

عبداللہ ان دونوں کے مقابلے میں گئے، دونوں نے پوچھا تم کون ہو، انہوں نے اپنا نسب بیان کیا وہ کہنے لگے ہم تمہیں نہیں جانتے۔ زہیر حبیب یا بریر کو ہمارے مقابلہ میں آنا چاہیے۔ لیسا اس وقت سالم سے کچھ آگے تھا۔

عبداللہ نے جواب دیا اولیٰ نہ زاحشہ کسی شخص سے مقابلہ کرنے میں تجھے بھی عار ہے تیرے مقابلہ میں بھی وہی شخص آئے جو تجھ سے بہتر ہو یہ کہتے ہی بیسار پر حملہ کیا۔ ایک ہی وار میں وہ ٹھنڈا ہو گیا یہ اس پر وار کرنے میں مشغول

ہی تھے کہ سالم نے ان پر حملہ کیا اور لٹکا کر کہا کہ میں آپہنچا۔ عبداللہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور اس نے آتے ہی ان پر وار کر دیا انہوں نے اس کی تلوار کو بائیں ہاتھ پر روکا اس ہاتھ کی انگلیاں تلوار سے اڑ گئیں

اس کے بعد ہی انہوں نے مڑ کر اس پر وار کیا اور دونوں کو قتل کر کے یہ اشعار پڑھتے ہوئے آگے بڑھے تم لوگ مجھے نہیں پہچانتے۔ تو سنو میں خاندان بنی کلب سے ہوں۔ یہ خیر میرے لیے کافی ہے کہ میرا گھر قبیلہ علیم میں ہے، میں صاحب قوم و نصرت ہوں۔ مصیبت پڑے تو بدل نہیں ہو جاتے۔ اے ام وہب میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں۔

کہ بڑھ بڑھ کر تلواروں اور برچھیوں کے وار ان لوگوں پر کیا کروں گا جیسا کہ خدا پرستوں کا شیوہ ہے۔

ام وہب نے یہ سن کر ایک لکڑی ہاتھ میں لی اور اپنے شوہر کی طرف یہ کہتی ہوئی بڑھیں میرے ہاں باپ تم پر فرمان ہو جائیں۔ ذریت رسولؐ کی طرف سے لڑے

ام وہب کا جذبہ جان نثاری

جاؤ۔ عبداللہ بیوی کی آواز سُن کر پلٹ آئے تاکہ انہیں عورتوں میں جا کر بٹھائیں۔ ام وہب ان کے دامن سے پلٹ گئیں اور کہتی تھیں تمہارے سلنے جیت تک مرنے جاؤں تمہیں نہیں چھوڑوں گی۔ حسین نے پکار کر کہا "اہل بیت کی طرف سے تم دونوں کو جبرائے غیر ملے۔ بی بی عورتوں کی طرف واپس چلی آؤ۔ انہیں کے پاس بیٹھو۔ عورتوں پر جہاد نہیں ہے۔" ام وہب یہ حکم سن کر عورتوں کی طرف پلٹ گئیں۔ ابن سعد کے سمیعہ پر عمرو بن حجاج تھا وہ سارے رسالے کو لے کر حسین کے انصار کی طرف بڑھا جب آپ کے قریب آیا تو انصار حسین کھنوں کے بل انہیں روکنے لگے اور پھپھو کی سنائیں ان کی طرف کر دیں چنانچہ سواران کی طرف نہ بڑھ سکے اور واپس جانے لگے تو انصار نے انہیں تیر مارے جن سے کچھ لوگ مارے گئے اور کچھ زخمی ہوئے۔

عبداللہ بن حوزہ کا انجام بد | آپ کو پکارا۔ آپ نے فرمایا کیا کہتے ہو۔ وہ یسین کہنے لگا جہنم کی آگ مبارک ہو۔ آپ نے فرمایا "الیا خیال نہ کرو میں تو رب رحیم اور نبی کریم کے پاس جاؤں گا؟ پھر پوچھا یہ کون ہے۔ انصار نے عرض کی یہ ابن حوزہ ہے۔ آپ نے بد دعا کی خداوند! اسے جہنم کی آگ میں لے جا۔ اس کا گھوڑا ایک نالی میں الجھ گیا اور یہ گر پڑا مگر اس طرح کہ اس کا پاؤں تو رکاب میں الجھا رہ گیا اور سر زمین پر آ رہا گھوڑا لہجہ کا اور اس طرح اسے لے کر بھاگا کہ پتھروں اور درختوں سے اس کا سر ٹکراتا رہا اور بالآخر مر گیا۔ سروق بن وائل یہ معجزہ دیکھ کر رسالے سے الگ ہو کر چلا گیا۔

یزید بن معقل اور بریر میں مباہلہ | یزید صنف سے نکلا، پکار کر کہنے لگا کیوں بریر تم نے دیکھ لیا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ بریر نے کہا واللہ خدا نے میرے ساتھ بھلائی کی اور تیرے حتی میں بُرائی۔ وہ کہنے لگا تم نے جھوٹ بولا حالانکہ تم جھوٹ نہیں بولا کرتے تھے تم کو یاد ہو گا کہ بنی قوتان میں تمہارے ساتھ میں پھر رہا تھا اور تم یہ کہتے جلتے تھے کہ عثمان نے اپنے نفس کے ساتھ اسرار کیا۔ معاذ یہ خود گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرتا ہے اور امام صدیق دیر حتی علی بن ابی طالب ہیں بریر نے کہا ہاں ہاں۔ یہی میرا عقیدہ اور میرا قول ہے۔ یزید نے کہا اس میں شک نہیں کہ تو گمراہ ہے۔ بریر نے کہا اؤ ہم تم مباہلہ کر لیں پھر خدا سے دعا مانگیں کہ وہ جھوٹے پر لعنت کرے اور گمراہ کو قتل کرے۔ اس کے بعد ہم جنگ کو رہے۔ اور وہ دونوں نکلے اور ہاتھ بلند کر کے یہ دعا کی کہ خدایا جھوٹے پر عذاب نازل ہو اور جو راہ راست پر ہے وہ گمراہ کو قتل کرے اس کے بعد دونوں لڑنے کو بڑے دو دو چوٹیں پہنیں۔ یزید کا ایک اوجھا سادار بریر پر پڑا جس سے بریر کو کوئی ضرر نہ پہنچا بریر نے جو تلوار یزید کو ماری تو وہ مغز کو کاٹتی ہوئی دماغ تک پہنچی اور وہ اس طرح گرا کہ معلوم ہوا کہ پہاڑ سے نیچے آ رہا ہے۔ بریر کی تلوار اسی طرح شکاف زخم میں موجود تھی۔ بریر تلوار

کو کھینچ رہے تھے کہ رضی بن مفید عبدی بریر سے لپٹ گیا کچھ دیر کی کشتی کے بعد بریر اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھے تو عبدی چلانے لگا۔ بہادر و کمک کرنے والو دوڑا دبا کعب ازدی نے بریر پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا کسی شخص نے اسے بتایا یہ قادی فرستان بریر ہیں جو مسجد میں ہم لوگوں کو قرآن پڑھایا کرتے تھے۔ کعب نے نیزہ کا وار کیا۔ اس کی سنان بریر کی پشت پر لگی بریر بھی کھا کر زانو کے بل ہو گئے اور عبدی کی ناک دانتوں سے کاٹ لی اور اس کے چہرے کو زخمی کر دیا۔ کعب نے ایسا وار کیا کہ بریر عبدی کے سینے پر سے الگ جا پڑے اور اس کی برہمی کا پھل بریر کی پشت پر اترتا ہوا تھا۔ عبدی خاک جھپٹ کر اٹھ کھڑا ہوا اور ازدی سے کہا تو نے ایسا احسان کیا جسے کبھی نہ بھولوں گا۔ کعب ازدی جب میدان سے واپس آیا تو اس کی بیوی یا بہن نے کہا تو نے فرزندِ نافرمان کے مقابلے میں کمک کی۔ تو نے قاریوں کے سردار کو قتل کیا تو کیسے بڑے اعظم کا مرتکب ہوا۔ واللہ میں تجھ سے کبھی بات نہیں کروں گی۔ حر جب لشکرِ حسین میں آچکے تو بنی شقرہ کا یزید بن سفیان کہنے لگا۔ اگر حر کو میں جلتے ہوئے دیکھ لیتا تو برہمی لے کر اس کے پیچھے دوڑتا جب لڑائی شروع ہوئی اور دیکھا کہ حر بڑھ بڑھ کر حملے کر رہے ہیں تو حسین نے یزید سے کہا کیا اسی حرکتے قتل کی تجھے آرزو نہ تھی اس نے کہا ہاں اور مقابلے کے لیے آیا۔ حر سے کہا لڑو گے۔ حر نے کہا کیوں نہیں۔ یہ کہہ کر حر اس طرح میدان میں آئے کہ بقولِ حسین کے واللہ حریف کی جان حر کی منٹھی میں تھی اور آتے ہی اسے قتل کر دیا۔

مزاحم بن حرث کا خاتمہ | نافع بن ہلال اس دن قتل و جدال کے دوران یہ کہتے جاتے تھے۔ اِنّی الجمعی انا علی دین علی بن جبک جل والا ہوں۔ میں علی کے دین پر ہوں۔ مزاحم ان سے لڑنے کو یہ کہتا ہوا بڑھا۔ انا علی دین عثمان بن عثمان کے دین پر ہوں۔ نافع نے کہا تو شیطان کے دین پر ہے اور حملہ کرتے ہی مزاحم کو قتل کر دیا یہ دیکھ کر عمر بن حجاج نے کہا اے احمق۔ اے اہل کونہ تم نہیں جانتے کہ کن سے لڑ رہے ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مرنے پر آمادہ ہیں۔ ایک ایک کر کے ان سے ہرگز نہ لڑو یہ تو حقوڑے سے لوگ ہیں اور حقوڑی دیر میں فنا ہو جائیں گے۔ واللہ اگر تم انہیں پتھر اٹھا اٹھا کر مارو تو سب کو قتل کر سکتے ہو۔ ابن سعد نے کہا تو سچ کہتا ہے یہی رائے ٹھیک ہے لوگوں کو اس نے ممانعت کر دی کہ وہ ایک ایک کر کے نہ لڑیں۔ اس کے بعد ابن سعد کے میمنہ سے عمر بن حجاج نے خراسان کی طرف سے حملہ کیا اور ایک گھنٹہ تک جنگ ہوتی رہی۔

حسینی شکر کا پہلا زخمی | اسی حملہ میں مسلم بن عوسجہ اسدی انصارِ حسین میں سب سے پہلے زخمی ہو کر گرے۔ ابن حجاج جب حملہ کر کے پلٹا اور غبار چھٹا تو دیکھا کہ مسلم بن عوسجہ زمین پر پڑے ہیں حسین ان کے پاس آئے۔ ابھی ذرا جان باقی تھی آپ نے فرمایا۔ مسلم بن عوسجہ خدام پر

رحم کرے۔ مجاہدین میں سے کسی نے اپنی جان فدا کر دی اور کوئی انتظار کر رہا ہے انہوں نے ذرا بھی تغیر و تبدل نہیں کیا پھر حبیب بن مظاہر نے قریب آکر کہا۔ اے ابن عوسجہ تمہارے قتل ہونے کا بڑا قلق ہے تمہیں بہشت مبارک ہو۔ بہت آہستہ سے جواب دیا خدا تم کو بھی خیر و خوبی مبارک کرے۔ حبیب نے کہا میں جانتا ہوں کہ تمہارے پیچھے ہی پیچھے اسی وقت تمہارے پاس آنے کو یہوں ورنہ یہ کہتا۔ جو جی چاہے وصیت کر دو کہ تم سے جو قرابت اخوت دینی کا تقاضہ ہے اس کے مطابق تمہاری وصیت کو بجالاؤں۔

معمر کہ بلا کے پہلے شہید کی وصیت | مسلم بن عوسجہ نے حسینؑ کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ بس ان کے بارے میں تمہیں یہ وصیت کرتا ہوں کہ ان پر اپنی جان قربان کرنا حبیب نے کہا واللہ میں ایسا ہی کروں گا۔ جو نہی مسلم کی روح نے پرواز کی اور ان کی کینئر ان کا نام لے کر بہن کئے لگی تو عمر بن حجاج کے لشکر میں پھوٹ مچ گیا۔ کہ ہم نے مسلم بن عوسجہ کو قتل کر دیا۔ سنبث نے سن کر کہا تم کو موت آئے اپنے ہی عزیزوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کرتے ہو اور غیروں کے سامنے خود کو ذلیل کوستے ہو۔ مسلم جیسے شخص کو قتل کر کے خوش ہو رہے ہو سنو واللہ میں نے مسلمانوں میں ان کو بڑے بڑے معرکوں میں بڑی شان سے دیکھا ہے۔ آذربائیجان کے دھارے میں میں نے دیکھا انہوں نے چھ کافروں کو قتل کیا جبکہ مسلمانوں کے سب سوار ابھی آنے نہ پاتے تھے۔ بھلا ایسا شخص تم سے قتل ہو جائے اور تم خوش ہو رہے ہو۔ انہیں مسلم بن عبداللہ صباہی اور عبدالرحمن سجلی نے شہید کیا تھا۔

عبداللہ بن غنیمہ کلبی کی شہادت | اشتر ذی الجوشن نے اپنے مسرے سے حضرت کے مسرے پر حملہ کیا یہ سب لوگ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے رستم اور اس کے ساتھیوں کو برچھیاں مارنے لگے۔ اب حسینؑ اور اصحاب حسینؑ پر چاروں طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے۔ اسی حملہ میں کلبی شہید ہوئے انہوں نے پہلے دو شخصوں کو قتل کیا۔ پھر اور دو کو قتل کیا۔ بڑی شدت اور جرات سے حملہ کر رہے تھے کہ بانی بن شہید اور بحیر بن حنی نے حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا اور یہ دوسرے شہید ہیں۔

اصحاب حسینؑ کا شدید حملہ | آپ کے اصحاب نے بڑی شدت اور قوت سے حملہ کیا اور ہر کل بتیں سوار شکست دی۔ عزرہ بن قیس جو اہل کوفہ کا سرخیل تھا جب اس نے اپنے رسالہ کے سواروں کو سپاہ ہوتے دیکھا تو ابی سعد سے کہا بھیجا تو دیکھ رہا ہے کہ ان چند سواروں کے مقابلہ میں دیر سے میرا رسالہ منتشر ہو رہا ہے اللہ کے لیے پیادوں اور تیز اندازوں کو جلد ہی بھیجو۔ ابن سعد نے شہید بن ربیع سے کہا تو اس نے المکار کر اہل ایک شخص نے مصعب کے عہد حکومت میں شہید کو یہ کہتے سنا کہ اہل کوفہ کو خیر و خوبی خدا بھی نصیب نہیں کئے

اور انہیں کبھی راہِ راست کی توفیق نہ دے گا۔ تعب کی بات ہے کہ ہم لوگ پانچ برس تک علی بن ابی طالب کے پھران کے فرزند کے ساتھ رہ کر بنی اُمیہ سے کشت و خون میں مشغول رہے ہوں۔ پھر ہمیں لوگ اولاد و معاویہ اور پسپہ سمیہ فاحشرہ کے ساتھ ان کے دو سے فرزند سے جو تمام روئے زمین کے لوگوں سے افضل ہو، کشت و خون کریں ہلے مگر اسی ہلے زیا نکاری۔ ابن سعد نے حصین بن اُمیہ کو پکارا اور تمام زرہ پوش سوار اور پانچ سو تیر اندازوں کے ساتھ اسے روانہ کیا۔ یہ حملہ کرنے کو بڑھے اور قریب پہنچ کر ان پر تیر برس آنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں ان کے گھوڑوں کو پلے کر دیا اور انصارِ حسینی سب بیمار رہے ہو گئے۔

حرم کی شمشیر زنی | حرم بن مشرق کہتا ہے۔ والدِ عمر کے گھوڑے کو میں نے پلے کیا۔ اس کے حلق میں تیرا تار دیا اور ڈنگھا کر گر پڑا۔ حرم اس کی پشت سے اس طرح کوڑے جیسے کوئی شیر تلوار کھینچ کر میدان میں آگیا ہو۔

حصین بنی خیموں پر حملہ | ایسی جنگِ خدائی کے پردہ پر نہیں ہوئی ہوگی جیسی اس دن ہوئی۔ دوپہر ہونے کو آئی۔ اور کوفیوں کو ایک رخ کے سوا دوسری طرف سے انصارِ حسینی پر حملہ کرنا ممکن نہ ہوا۔ وجہ یہ تھی کہ ان کے خیمہ ایک ہی مقام پر تھے اور خیمہ سے خیمہ متصل تھا یہ دیکھ کر ابن سعد نے پایہ لہا کو بھیجا کہ دائیں اور بائیں طرف کے خیمے اکھاڑ ڈالیں تو وہ لوگ گھر جائیں گے۔ تین چار شخص انصارِ حسینی میں سے خیموں کے بیچ میں آکر جیسے دیکھتے خیمہ اکھاڑ رہا ہے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیتے یا قریب تیر مار کر اسے ہلاک کر دیتے۔ ابن سعد نے حکم دیا کہ خیمہ کے اندر کوئی نہ جائے بلکہ ان سب خیموں کو آگ لگا دو۔ جب آگ لگی تو آپ نے فرمایا یہ خیمے جلاتے ہیں تو جلاتے دو۔ چونکہ جب خیموں میں آگ لگ جائے گی تو اس رخ سے یہ حملہ نہیں کر سکیں گے۔ ایسا ہی ہوا جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا اور ایک ہی رخ کے علاوہ وہ دوسری طرف سے یورش نہ کر سکے۔

ام و دھب کی شہادت | اسی حالت میں زوہرہ کلبی اپنے شوہر کی لاش پر آئیں ان کے سر ہانے بیٹھ کر ان کے چہرے سے گرد و غبار صاف کرنے لگیں اور کہہ رہی تھیں "بہشت تم کو مبارک ہو" ستر نے ستر نامی غلام سے کہا۔ اس عورت کے سر پر لالٹھی مارو۔ سر پر لٹھ پڑی تو اس خاتون کا سر پاش ہو گیا اور وہ اسی جگہ شہید ہو گئیں۔

شمر کا خیمہ سین پر حملہ | آپ کے مخصوص خیمہ پر ستر نے حملہ کیا برچی مار کر پکارا۔ آگ لاؤ میں اس خیمہ کو اور جو لوگ اس میں موجود ہیں انہیں جلا دوں۔ بیسیاں چلاتی ہوئی خیمہ سے باہر نکل آئیں۔ آپ نے پکار کر کہا اسے پسرو ذی الجوشن تو آگ منگوا رہا ہے تاکہ میرے گھر اور میرے اہل بیت کو

جلاد سے۔ خدا تمہیں آگ میں جلا دے۔ حمید بن مسلم نے شمر سے کہا۔ سبحان اللہ ایسی حرکت مناسب نہیں ہے۔ تو چاہتا ہے۔ دو گناہ اپنے سر لے اور چاہتا ہے کہ ایسا عذاب کرے جو خدا کی ذات سے مخصوص ہے۔

اس طرح بچوں اور عورتوں کو قتل کرے۔ واللہ مردوں کو قتل کرنا امیر کے نوکشیں کر دینے کے لیے کافی ہے۔ شمر نے پوچھا تو کون ہے۔ حمید نے کہا میں یہ نہیں بتاؤں گا کہ میں کون ہوں۔ میں دل میں ڈرا کہ حاکم کو خبر کر کے مجھے کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ اسی مقام پر ایک اور شخص پہنچ گیا۔ جس کی بات شمر حمید کی نسبت زیادہ سنتا تھا اور

وہ شبث بن ربعی تھا۔ کہنے لگا جو کلمہ تیری زبان سے نکلا ہے اس سے بدتر کلمہ میں نے نہیں سنا اور جو حرکت تو کرنے لگے اس سے بدتر کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ اسے تو عورتوں کو دھمکا رہے شمر کو کچھ شرم آگئی اور پلٹے کہ ارادہ کیا۔ اسی وقت زہیر بن قین نے اپنے ساتھیوں میں سے دس شخصوں کو لیکر شمر اور اس کے اصحاب پر حملہ کر دیا۔ اور انہیں پسپا کر کے خیمہ سے دور کر دیا۔ ایومرہ غلابی کو جو شمر کا ساتھی تھا قتل کر دیا۔

شمر کی پسپائی

روز عاشور کی نماز جماعت اور شہادت حبیب | انصار حسینؑ میں سے ایک یا دو شخص بھی شہید ہوتے تو لشکر میں صاف کمی معلوم ہوتی اور دوسری طرف کتنے ہی مائے

جستے ان کی کثرت میں کمی معلوم نہ ہوتی تھی۔ یہ حال دیکھ کر ابو ثامر صامدیؑ نے آپ سے عرض کیا یا اباعبداللہ آپ پر میری جان تشریف ہو یہ لوگ آپ سے قریب آگے ہیں اور واللہ جب تک ان کی نصرت میں ہیں قتل نہ ہو جاؤں انشاء اللہ آپ قتل نہیں ہو سکتے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ نماز کا وقت قریب ہے لہذا اس نماز کے بعد حق تعالیٰ سے ملاقات کروں۔ یہ سن کر آپ نے سر اٹھا کر دیکھا اور کہا خدا تم کو نماز گزاروں میں اور اہل ذکر میں شمار کرے کہ تم نے نماز کا ذکر کیا۔ ہاں یہ نماز کا اول وقت ہے۔ ان لوگوں سے پوچھو کہ ہمیں اتنی مہلت دیں کہ ہم نماز پڑھ لیں۔ حصین بن تمیمؑ نے کہا تمہاری نماز قبول ہی نہیں ہے۔ حبیب بن مظاہرؑ نے جواب دیا تیرے زعم باہل میں آل رسولؐ کی نماز قبول نہیں ہوگی اور تیری نماز اوگدھے قبول ہوگی۔ ابن تمیمؑ نے یہ سن کر حملہ کر دیا۔ حبیب نے بڑھ کر اس کے گھوڑے کے منہ پر تلوار ماری وہ الف ہو گیا اور یہ گھوڑے سے گر پڑا اس کے اصحاب دوڑے اور اسے بچا کر اٹھا کر لے گئے۔

حبیب رجز پڑھتے جاتے اور شہدہ مد سے شمشیر زنی کر رہے تھے۔ بنی تمیم کے ایک اور شخص نے بڑھ کر بچھی کا دار کیا۔ حبیب گر کر اٹھنا چاہتے تھے کہ حصین بن تمیمؑ نے ان کے سر پر تلوار مار دی اور وہ گر گئے۔ مرد تمیمی نے گھوڑے سے اتر کر ان کا سر کاٹ لیا۔

قاسم بن حبیب کا انتقام | یہ لوگ جب کوفہ میں آئے تو قسیمی شخص حبیب کا سراپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکائے۔ ابن زیاد کے قصر کی طرف آیا۔ قاسم بن حبیب نے باپ کا سراپا

سوار کے پاس دیکھا وہ بلوغ کے قریب تھے۔ انہوں نے اس سوار کے پیچھے پیچھے پھرنا شروع کیا۔ کسی وقت بھی اس کا ساتھ نہیں چھوڑتے تھے وہ قصر میں جاتا تو یہ ساتھ جاتے وہ باہر نکلتا تو یہ بھی نکل آتے۔ سوار کو کچھ بدگانی ہوئی کہنے لگا اے لڑکے تو میرے پیچھے پیچھے کیوں رہتا ہے۔ انہوں نے کہا کوئی بات نہیں کہا کوئی سبب تو ضرور ہے مجھ سے بیان کرو۔ کہا یہ میرے باپ کا سراپا ہے پاس ہے۔ مجھے دیدے کہ میں اسے دفن کر دوں۔ کہنے لگا لڑکے اس کے دفن کرنے پر امیر ماضی نہ ہوگا اور مجھے یہ بھی امید ہے کہ اسے قتل کے صلہ میں امیر مجھے بہت اچھا عوض دے گا۔ لڑکے نے کہا لیکن خدا تو مجھے اس کا بہت بڑا بدلہ دے گا واللہ تو نے اپنے سے بہتر شخص کو قتل کیا ہے یہ حکمران وہ لڑکا رونے لگا۔ غرض وہ اسی نکر میں رہا اور اب وہ بالغ بھی ہو گیا تھا مگر اس کے علاوہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ اپنے باپ کے قاتل کی تاک میں رہا تاکہ موقع ملے تو باپ کا بدلہ اس سے لے یا آخر مصعب بن زبیر کے عہد حکومت میں اسے ایک خیمہ میں پایا۔ ایک دن دوپہر کے وقت اسے جا کر تلواریں ماریں کہ وہ ٹھنڈا ہو کر رہ گیا۔

زہیر بن قین اور حر کی شجاعت | ایک روایت ہے کہ حبیب جب شہید ہو گئے تو حسینؑ کا دل ٹوٹ گیا اور فرمایا۔ میں نے اپنے نفس اور اپنے انصار کو خدا کے حوالے کیا۔ اب حر نے رجز بڑھانا شروع کیا اور ان کے ساتھ مل کر زہیر نے بھی شدید قتال کیا۔ ان دونوں میں سے ایک شخص حملہ کرتا تھا جب وہ دشمنوں میں گھر جاتا تو دوسرا حملہ کر کے اسے چھڑا لیتا تھا۔ ایک ساعت تک اسی طرح یہ دونوں شمشیر زنی کرتے رہے۔ اس کے بعد پیادوں کے جم غفیر نے حملہ کر کے حر کو شہید کر دیا اور ابو ثمامہ نے اپنے چچا نناد کو جو دشمنوں کے ساتھ تھا قتل کر دیا۔

نماز ظہر | اس کے بعد سب نے نماز ظہر پڑھی یہ نماز خوف تھی جو حسینؑ کے ساتھ ان لوگوں نے پڑھی تھی کہ بعد پھر شدت سے کشت و خون ہونے لگا۔ دشمن حسینؑ تک پہنچ گئے۔ یہ دیکھ کر جناب حنفیؑ آپ کے سنانے آکر کھڑے ہو گئے اور دائیں بائیں طرف سے ان پر تیر پڑ رہے تھے۔ بالآخر وہ تیر کھاتے کھاتے گر گئے۔

زہیر کا رجز | زہیر نے شدت سے شمشیر زنی کی حسینؑ کے شانے پر ہاتھ رکھ کر رجز پڑھا۔ اے مہدی بادی بڑھیے اپنے عبد رسول اللہؐ علی مرتضیٰؑ حسنؑ ذوالجناہین جعفرؑ اور شیر خدا حمزہؑ سے ملاقات کیجئے اسی حالت میں کثیر شہجی اور مہاجر نے حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا۔

نافع بن ہلال کی شجاعت اور شہادت | میں بھیجے ہوئے تیر لگاتے جلتے اور کہتے جاتے تھے۔ میں جملی

اور دین علی پر ہوں۔ ابن سعد کے اس ساتھیوں میں سے بارہ شخصوں کو انہوں نے قتل کیا اور زعمی ان کے علاوہ تھے۔ پھر نافع پر دار ہوا اور ان کے دونوں بازو کاٹ گئے۔ وہ انہیں زندہ گرفتار کر کے سمر اور اس کے ساتھی انہیں دھکیلے ہوئے ابن سعد کے پاس لائے۔ ابن سعد نے کہا اسے نافع تم نے اپنے نفس کے ساتھ ایسی برائی کیوں کی۔ نافع نے کہا۔ میرے ارادے کا حال خدا کو خوب معلوم ہے، ان کی داڑھی پر خون بہہ رہا تھا اور وہ کہہ رہے تھے میں نے زخمیوں کے علاوہ تمہارے بارہ آدمیوں کو قتل کیلئے۔ اس کے باوجود مجھے ذرا بھی پشیمانی نہیں۔ میرے دست و بازو ٹوٹ نہ گئے ہوتے تو تم مجھے اسیر نہ کر سکتے۔ سمر نے ابن سعد سے کہا اسے قتل کر دو اس نے کہا تو نے کہا ہے چاہو تو قتل بھی کر دو سمر نے تلوار کھینچی تو نافع نے کہا بخدا اگر تو مسلمان ہوتا تو ہم لوگوں کا خون گردن پر لے کر خدا کے سامنے جانا تجھے شاق ہوتا۔ شکریہ اس خدا کا جو لوگ بدترین خلائق ہیں ان کے ہاتھوں اس نے ہماری موت مقدر کی ہے۔ اس کے بعد سمر نے انہیں شہید کر دیا۔

پسرانِ عزرہ غفاری کی تمنا | اب سمر بجز بڑھتا ہوا انصارین کی طرف بڑھا۔ انصار نے یہ دیکھا کہ قاتلوں کا بڑا ہجوم ہے، نہ وہ اب حسین کو بچا سکتے ہیں اور نہ ہی خود کو۔ سب نے یہ آرزو کی کہ آپ کے سامنے ہی قتل ہو جائیں۔ عزرہ غفاری کے دونوں منہ زند عبد اللہ اور عبد الرحمن آپ کے پاس آئے اور کہا یا ابا عبد اللہ علیک السلام دشمنوں نے ہمیں آپ کے ساتھ گھیر لیا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ آپ کے سامنے ہی قتل ہو جائیں۔ آپ کے دشمنوں اور ان کے زعمہ کو ہٹاتے جائیں۔ آپ نے فرمایا مرجا بجا آؤ میرے قریب آجاؤ۔ دونوں آپ کے قریب آکر رجز پڑھنے کے شیش زنی کرنے لگے۔

سیف مالک کی بے قراری | یہ دونوں آپس میں چچا زاد بھائی تھے لیکن دونوں کی ماں ایک تھی یہ دونوں جابر بن نوجوان روتے ہوئے آپ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا بچو کیوں روتے ہو۔ واللہ میں جانتا ہوں۔ اب تھوڑی ہی دیر میں تم خوش ہو جاؤ گے۔ انہوں نے جواب دیا ہم آپ پر قربان ہو جائیں۔ ہم اپنے لیے نہیں روتے۔ آپ کی حالت پر ہمیں رونا آتا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ نزعہ میں ہیں اور ہم آپ کو بچا نہیں سکتے۔ آپ نے جواب دیا۔ میری حالت پر محزون ہونے کی جزا اور مجھ سے مہر دی کا عوض اسے فیروزہ دیتی تعالیٰ تمہیں دے۔ جیسا ثواب کہ وہ نیک بندوں کو دیتا ہے۔

حظہ بن اسعد کا اپنے قبیلہ سے خطاب | اسی اثناء میں حنظلہ بن اسعد شامی آپ کے سامنے آکر کھڑے ہوئے اور یکا کر کہنے لگے۔ اے میری قوم والو مجھے ڈر

بسے کہ تم لوگوں پر جنگِ اُخْراب کا ساعذاب نازل ہوگا۔ جیسا کہ قومِ نوح و عاد و ثمود اور ان کے بعد والوں پر نازل ہوا۔ اور خدا بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ اسے میری قوم کے لوگو مجھے تمہارے لیے روزِ قیامت کا ڈر ہے جس دن تم بڑے پتھر سے ہوتے بھاگتے پھرو گے اور خدا کی طرف سے تمہارا بچانے والا کوئی نہیں ہوگا۔ اور سنو خدا جسے گمراہ کرتا ہے اسے کوئی راستہ پر لگانے والا نہیں ملتا۔ اسے میری قوم کے لوگو حسینؑ کو قتل نہ کرو تاکہ خدا کا عذاب نازل ہو کر تم کو تباہ نہ کرے اور سنو جس نے (خدا پر) بہتان باندھا وہ زیاںکار ہے۔

حفظہ کی شہادت | اسی وقت سے عذاب کے سزاوار ہو چکے ہیں جب تم نے انہیں حق کی طرف پکارا۔ اور انہوں نے تمہارے قول کو رد کر دیا۔ تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا خون بہانے پر آمادہ ہو گئے۔ اور اب تو یہ لوگ تمہارے صالح بھائیوں کو بھی قتل کر چکے ہیں حفظہ نے کہا میں آپ پر فدا ہو جاؤں آپ نے سچ فرمایا۔ بیشک آپ دین کو زیادہ سمجھتے ہیں اور اس منصب کے زیادہ حقدار ہیں۔ کیا اب ہم اپنے بھائیوں کو مٹنے نہ جائیں۔ آپ نے اجازت دی کہ دار البقار کی طرف جاؤ جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ حفظہ نے کہا۔ السلام علیک یا ابا عبد اللہ خدا آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر صلوات بھیجے اور ہم و آپ کو جنت میں پہنچوائے۔ آپ نے یہ سن کر دو مرتبہ آمین کہی۔ حفظہ آگے بڑھے۔ شمشیر زنی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ حفظہ کے بعد دونوں جابری نوجوان آگے بڑھے مڑ مڑ کے آپ کو فرزندِ رسولؐ کہہ کر سلام کرتے آپ نے دونوں کے جواب سلام دیئے اور رحمت کی دعا کی وہ بھی قتال کر کے شہید ہوئے۔

شہادت کی شہادت | عابس بن ابی شیبہ شاکری اپنے غلام شہاد کے ساتھ لیمے ہوئے آئے شہاد سے پوچھا کیا ارادہ ہے اس نے کہا ارادہ کیا ہے بس نواسہ رسولؐ کی طرف سے آپ کے ساتھ شریک ہو کر جہاد کروں گا اور قتل ہو جاؤں گا۔ عابس نے کہا مجھے تجھ سے یہی امید تھی۔ اب اگر زندہ رہنا منظور نہیں تو ابا عبد اللہؑ کے سامنے جا کر تجھے رخصت کروں گا۔ اس وقت تجھ سے بڑھ کر مجھے کوئی عزیز نہ ہوتا تو میری خوشی بھی تھی کہ وہ میرے سامنے آتا اور میں اسے رخصت کرتا آج کا دن وہ ہے کہ جتنا ہم سے ہو سکے ثواب کالیں۔ پس آج کے بعد عملِ خیر کا موقع نہیں پھر تو روزِ حساب ہی آنے والا ہے۔ شہاد نے جا کر حسینؑ کو سلام کیا۔ باہر جا کر جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

عابس کی شجاعت و شہادت | عابس نے اب آپ سے عرض کیا کہ اے ابا عبد اللہؑ آپ سے بڑھ کر میرے عزیز نہیں ہیں۔ اگر اپنی جان دینے اور خون بہانے سے بڑھ کر کوئی ایسی چیز ہوتی کہ جس سے میں آپ کو مصیبت اور قتل ہونے سے بچا سکتا تو میں وہ

بھی کر گذرتا۔ السلام علیک یا ابا عبد اللہ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں آپ اور آپ کے پدر بزرگوار کی ہدایت پرست ام ہوں یہ کہہ کر تلوار کھینچے ہوئے دشمنوں کی طرف چلے۔ ان کی پیشانی پر ایک زخم کا بھی نشان تھا۔ ربیع بن ہبیم نے ان کو آتے ہوئے دیکھ کر پہچان لیا۔ یہ اور معرکوں میں بھی ان کو دیکھ چکا تھا، یہ بہت بڑے بہادر تھے۔ ربیع نے لوگوں سے کہا۔ یہ شیر مرداں و فدا ہے یہ عابس بن شیب ہے تم میں سے کوئی ایک شخص اس سے لڑنے کے لیے ہرگز نہ جاتے۔ عابس نے پکارنا شروع کیا۔ کیا آپ کے مقابل میں کوئی ایک نہیں نکلے گا۔ ابن سعد نے حکم دیا کہ پیٹروں کی بارش کر کے اس شخص کو چھوڑ کر دو۔ چاروں طرف سے پتھر آنے لگے۔ یہ دیکھ کر انہوں نے اپنی زرہ اور خود اتار پھینکی اور ان لوگوں پر حملہ کر دیا۔ ربیع کہتا ہے سجدہ یہ دوسرے زیادہ آدمی تھے جو بھاگ کھڑے ہوئے مگو بھاگے ہوئے پھر ملے آئے اور ہر طرف سے حملہ کر دیا۔ اور عابس شہید ہو گئے۔ میں نے چند آدمیوں کے ہاتھ میں ان کا سر دیکھا۔ یہ کتا تھا میں نے قتل کیا وہ کہتا تھا میں نے قتل کیا۔ سب کے سب ابن سعد کے پاس گئے اس نے کہا کیوں جھگڑتے ہو۔ اس شخص کو ایک برہمنی نے قتل نہیں کیا یہ کہہ کر ان کا جھگڑا چکایا۔

صنحاک بن عبد اللہ مشرقی | صنحاک نے جب دیکھا کہ انصار حسین کا نام آگئے اور اب آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر دشمنوں کو دسترس حاصل ہو گئی ہے۔ سوید بن عمرو غنوی اور بشیر بن عمرو صفہ جی کے علاوہ انصار میں کوئی باقی نہیں رہا تو اس نے آپ سے کہا۔ اے فرزند رسول جو بات میں نے آپ سے کہی تھی وہ آپ کو معلوم ہی ہے۔ میں نے یہی کہا تھا کہ جب تک کسی شخص کو آپ کی طرف سے قتال کرتے ہوئے دیکھوں گا میں بھی قتال کرتا جاؤں گا جب میں نے دیکھا کہ اب لڑنے والا کوئی باقی نہیں رہا۔ تو میں بھی چلا جاؤں گا۔ اور اپنے فرمایا تھا کہ اچھا چلے جانا۔ اپنے جواب دیا تو سوچ کہتا ہے مگر اب کیونکر جاسکتا ہے۔ اگر جاسکتا ہے تو نکل جا۔ یہ کہیں کو صخاک اپنی گھوڑی کے پاس آیا جیسے اس نے اصحاب کے گھوڑوں کے پے ہونے کے بعد اپنے رفیق کے ایک خیمے میں چھپا رکھا تھا اور خود پیادہ جنگ کرتا رہا تھا۔ اس نے اس دن دو آدمیوں کو قتل کیا تھا اور ایک کا ہاتھ اڑا دیا تھا۔ حسین نے کئی مرتبہ کہا تھا کہ تیرا ہاتھ کبھی شل نہ ہو۔ خدا تیرے ہاتھ کو قطع نہ کرے اور خدا اہل بیت نبوی کی طرف سے اچھی جزا تجھے دے۔

صنحاک کو میدان جنگ سے جانے کی اجازت | غرض جب اسے اجازت ملی گئی تو اس نے خیمہ سے اپنی گھوڑی نکالی اور اس کی پیٹھ پر جا بیٹھا۔ کوڑا مارا گھوڑی نے اپنے سوں پر بوجھ دیا تھا کہ اس نے لوگوں کے انہوہ پر اسے ڈال دیا انہوں نے اسے راستہ دے دیا۔ ان میں سے پندرہ شخصوں نے اس کا تعاقب کیا شط فرات پر ایک قریہ شفیہ نامی تھا وہاں تک جا پہنچا۔ یہ لوگ بھی اس کے قریب پہنچ گئے تھے اب اس نے ٹر کر ان کی طرف دیکھا تو کثیر شعبی ایوب بنیواری اور قیس صامدی نے اسے پہچان کر کہا کہ یہ تو ہمارا ابن عم

صحا کہ ہے۔ خدا کے واسطے اس پر ہاتھ نہ ڈالو۔ چنانچہ سب کا اتفاق ہو گیا اور وہ اس کے لعاب سے باز رہے اس طرح خدا نے اسے بچا لیا۔

یزید بن زیاد کا رجز اور اس کی شہادت | ابو شعثار یزید بن زیاد حسینؑ کے سامنے آکر دونوں انوشک لگا کر کھڑے ہو گئے اور سو تیر دشمنوں کو مارے ان میں سے

صرف پانچ تیر خطا ہو گئے۔ یہ تیر انداز تھے۔ جب تیر رہا کرتے تو کہتے ہیں بنی ہمدان سے ہوں جو شمشور لشکر میں حسینؑ نے دعا کی۔ خدایا اس کے تیروں کونٹ نہ پر درست لگا اور اسے بہت نصیب کر۔ سب تیر چلا چکے تو اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا پانچ کے علاوہ میرا کوئی تیر خطا نہیں گیا مجھے یقین ہے کہ پانچ افراد کو میں نے قتل کیا۔ انصار میں سے جو لوگ ابتداء میں شہید ہوئے یہ انہیں میں سے تھے۔ ان کے رجز کا مفہوم یہ تھا میں یزید ہوں، میرا دادا محاصرے میں بیٹھ رہا ہے۔ خدایا میں حسینؑ کا ناصر ہوں۔ ابن سعد کا ساتھ میں نے چھوڑ دیا اور اس سے دوری اختیار کی۔ پہلے یہ ابن سعد کے ساتھ اس کے لشکر میں تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ حسینؑ نے جتنی شرطیں پیش کیں وہ سب رد کی گئیں تو انصار حسینؑ میں آکر مل گئے اور مشغول جہاد رہ کر شہید ہو گئے۔

عمر بن خالد سعد اور جابر بن حارث کی شہادت | آپ کے انصار میں عمر بن خالد صیداوی ان کے غلام سعد اور جابر بن حارث سلمانی اور مجمع بن عبداللہ عائدی نے

لڑائی شروع ہوتے ہی حملہ کر دیا تھا۔ تلواریں کھینچے ہوئے دشمنوں کے انبواہ میں در آئے جب لڑتے ہوئے دور نکل گئے تو بھاگے ہوئے پلٹ آئے لوگ انہیں گھیرنے لگے ان کے اصحاب اور ان کے درمیان جاکر ہو گئے یہ دیکھ کر حضرت عباسؑ بن علیؑ نے حملہ کیا اور ان لوگوں کو زرعہ سے نکال لائے۔ یہ سب زخمی ہو چکے تھے۔ دشمنوں کو قریب آتے دیکھ کر پھر تلواریں سونت لیں اور ایک ہی جگہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ یہ واقعہ بھی شروع جنگ میں ہوا۔ آپ کے انصار میں سے صرف یزید بن عمرو باقی رہ گئے اور وہ آپ کے ساتھ تھے۔

جناب علی اکبرؑ فرزند حسینؑ کی شہادت | اولاد ابو طالبؑ میں سب سے پہلے علی اکبرؑ فرزند حسینؑ شہید ہوئے۔ ان کی والدہ یحییٰ بنت مرہ ثقیفی تھیں۔ یہ دشمنوں پر

حملہ آور ہوئے اور بار بار اس مضمون کا ججز پڑھنے لگے۔ میرا نام علی بن الحسینؑ ہے۔ بربک کعبہ ہم لوگ رسول اللہؐ سے قریب تر ہیں۔ واللہ پیر ابن سیدہ کے حکم کو ہم نہیں مانیں گے۔ مرہ بن منقذ عہری نے ان کو دیکھ کر کہا۔ یہ جوان میرے قریب سے اسی طرح لڑتا ہوا اور یہی کلمہ کہتا ہوا گزرے کہ میں اس کے ماتم میں اس کے باپ کو نہ رلاؤں تو سارے عرب کی بھٹکار مجھ پر ہو۔ علی اکبرؑ شمشیر زنی کرتے ہوئے اس کی طرف گزرے۔ مرہ نے سامنے آکر انہیں برہمگی ماری وہ گرے دشمنوں نے گھیر لیا اور تلواریں مار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

حمید بن مسلم کا بیان | حمید کہتا ہے میں نے اپنے کان سے حسینؑ کو یہ کہتے سنا۔ خدا ان لوگوں کو قتل کئے اسے فرزند جنہوں نے تجھے قتل کیا۔ خدا اور رسولؐ کی آبروریزی پر کس قدر ان کی جرأت بڑھی ہوئی ہے بس تیرے بعد دنیا پر خاک۔ میں نے دیکھا کہ ایک بی بی دوڑ کر نکلیں یوں معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب نے طلوع کیا ہے جو پکار رہی تھیں۔ اے بھتیجا اے میرے بھتیجے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا تو معلوم ہوا یہ زینبؓ بن فاطمہؓ بنت رسول اللہؐ ہیں وہ آئیں اور علی اکبرؑ کی لاش پر گر پڑیں۔ یہ دیکھ کر حسینؑ ان کا ہاتھ تھامے ہڑنے ان کے خیمے میں لے گئے۔ نو جوانوں کو ساتھ لے کر لاش پر آئے اور حکم دیا کہ بھائی کی لاش اٹھاؤ لڑکے مقتل سے لاش اٹھا کر لے گئے جس خیمہ کے سامنے میدان کا رزار تھا وہیں لاش کو لٹا دیا۔ مسلم بن عقیل کے فرزند عبداللہؑ کو عمر و صبیح صدائی نے تیر مارا۔ عبداللہؑ نے ماتھے پر ہاتھ رکھ لیا۔ تاکہ سر کو تیز سے بچائیں۔ تیر ہاتھ کو چیرتا ہوا ماتھے تک پہنچا اب یہ ہاتھ کو ذرا بھی جنبش نہیں دے سکتے تھے۔ چہرہ اس نے ہٹ کر دوسرا تیران کے دل پر مارا۔

عون و محمد کی شہادت | اب چاروں طرف سے دشمنوں کا هجوم ہو گیا۔ عبداللہؑ بن قطبہ طائی نے عون بن اللہؑ بن جعفرؑ پر حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ اور عامر بن نہشل نے عون کے بھائی محمدؑ پر حملہ کیا اور انہیں شہید کر دیا۔

عبد الرحمن و جعفر فرزند ان عقیل کی شہادت | عثمان بن خالد جھنی اور بشر بن سوط مہدانی نے عبدالرحمن بن عقیل پر حملہ کیا اور انہیں شہید کیا جبکہ عبداللہؑ بن جعفرؑ نے جعفر بن عقیل کو تیر مار کر شہید کر دیا۔

قاسم بن حسن کی شہادت | حمید بن مسلم نے ایک بچے کو دیکھا گویا وہ چاند کا ٹکڑا تھا۔ جو ہاتھ میں تھارہا۔ ہونے معرکہ کی طرف بڑھا۔ حمید کہتا ہے۔ اس کے گلے میں گڑتا تھا۔ پلٹے جا رہے ہوئے مجھے خوب یاد ہے کہ ان کی ٹھلین میں سے بائیں پاؤں کے جوتے کا لہرہ ٹوٹا ہوا تھا۔ ان کو دیکھ کر مجھ سے عمرو بن سعد ازدی کہنے لگا۔ اسے تو واللہ میں قتل کروں گا۔ میں نے کہا بھائی اللہ اس کے قتل کرنے سے تجھے کیا ملے گا۔ انصار حسینؑ میں سے وہ لوگ جن کو تم نے گھیر رکھا ہے بس ان کا قتل ہر جہاں کافی ہے۔ اس نے جواب دیا واللہ اسے تو میں قتل کروں گا۔ یہ کہہ کر اس نے حملہ کیا اور ان کے سر پر تلوار مار کر پٹا۔ وہ بچہ منہ کے بل گر پڑا۔ چچا چچا کہہ کر پکارا۔ یہ سن کر حسینؑ اس طرح جھپٹ کر آئے جیسے شاہین آفتاب سے غصناک شیر کی طرح اپنے حملہ کیا۔ عمرو کو تلوار ماری۔ اس نے تلوار کو ہاتھ پر روکا۔ اس کا ہاتھ کہنی سے جدا ہو گیا۔ وہ چلتا اور دباں سے ہٹ گیا۔ ہلی کوفہ کے سوار دوڑے کہ اسے بچا کر لے جائیں۔ گھوڑے اس کی طرف

پٹے اور ان کے قدم اکھڑ گئے سواروں کو لیے ہوئے اس کو یا کمال کرتے گذر گئے بالآخر وہ مر گیا۔

شہادت قاسم پر حسین کا اضطراب | غبارِ فرو ہوا تو دیکھا کہ حسینؑ اس بیچے کے سر ہانے کھڑے ہوئے ہیں اور وہ ایڑیاں رگڑ رہا ہے اور آپؐ فرما رہے ہیں خدا سمجھان لوگوں

کو جنہوں نے تجھے قتل کیا جس سے تیرے جدِ بزرگوار قیامت کے دن تیرے خون کا دعویٰ کریں گے۔ واللہ چچا پر یہ شاق ہے کہ تو پکارے اور وہ جواب نہ دے سکے جواب دے بھی تو اس سے تجھے کوئی فائدہ نہ ہو واللہ تیرے چچا کے دشمن بہت اور مددگار بہت کم رہ گئے ہیں پھر آپؐ نے اس کو گود میں اٹھالیا۔ میں نے دیکھا کہ حسینؑ اسے سینے سے لگائے ہوئے تھے۔ ان کے دونوں پاؤں زمین پر گسٹے جا رہے تھے۔ میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ انہوں نے اسے گود میں کیوں اٹھالیا ہے۔ دیکھا کہ ان کی لاش اپنے فرزند علی اکبرؑ کے پہلو میں اور جو لوگ ان کے خاندان کے گرداگرد قتل ہوئے تھے ان کی لاشوں کے مٹیان ٹٹا دی ہیں نے لوگوں سے پوچھا یہ سچ کون ہے معلوم ہوا کہ یہ قاسم بن حسنؑ ہے۔

حضرت حسینؑ پر ابنِ نسیر کندی کا حملہ | حسینؑ اس دن کافی وقت اس حالت میں رہے کہ جو شخص آپؑ کی طرف بڑھتا تھا۔ آپؑ کے قریب پہنچ کر واپس چلا آتا اور آپؑ کو

قتل کرنے اور اس گناہِ عظیم کو سر لینے سے جھجکتا تھا۔ اس اثنا میں مالک بن نسیر کندی نے آپؑ کے سر پر تلوار ماری کلاہ برنس آپؑ پہنے ہوئے تھے تلوار برنس کو کاٹتی ہوئی سر تک پہنچ گئی۔ زخم کے خون سے ٹوپی بربز ہو گئی آپؑ نے کہا تجھے اس ضرب کے نفع میں کھانا پینا نصیب نہ ہو۔ خدا تیرا حشر ظالموں کے ساتھ کرے یہ کہہ کر آپؑ نے ٹوپی کو اتار دیا۔ ایک اور ٹوپی منگوا کر پہنی اور اس پر عامہ باندھ لیا۔ اس وقت آپؑ چنستہ اور زمین گیر ہو گئے تھے کندی نے آکر ٹوپی اٹھالی یہ ٹوپی خز کی تھی۔ اس کے بعد جب یہ اپنی بیوی ام عبد اللہؑ بن حمر کے یہاں گیا اور ٹوپی کا خون دھونے بیٹھا تو اس عورت نے کہا ہائے فواسہ رسولؐ کی ٹوپی لوٹ کر تو میرے گھر لے آیا ہے لے جا یہاں سے لوگ کہتے ہیں سخت محتاجی میں وہ مبتلا ہو کر مر گیا۔

عبد اللہ بن حسینؑ کی شہادت | آپؑ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک سچہ آپؑ کے پاس کوئی لے آیا آپؑ نے اسے گود میں بٹھالیا۔ یہ سچہ عبد اللہ بن حسینؑ تھا۔ بنو اسد میں

سے ایک شخص نے تیرا مارا اور سچہ فوج ہو گیا حسینؑ نے اس کے زخم کے نیچے چلو لگا دیا دونوں چلو خون سے پُر ہو گئے تو زمین پر اس خون کو پھینک دیا اسکے بعد فرمایا بار خدایا ان ظالموں کے ہمارے خون کا انتقام لے اور ان عقوبت غویٰ نے ابو بکر بن حسینؑ کو تیرا کر شہید کر دیا

عبد اللہ جعفرؑ اور عثمانؑ فرزند ان عسلی کی شہادت | کہتے ہیں کہ جناب عباسؑ نے عبد اللہ جعفرؑ اور عثمانؑ سے کہا۔ میرے ماں جانے بھائی تم مجھ سے

پہلے ہی جاؤ تاکہ میں تمہارا غم برداشت کروں تمہاری تو کوئی اولاد نہیں وہ اس حکم کو سبجالائے اور ان سے پہلے ہی شہید ہوئے۔ عبداللہؓ کو ہانی حضرمی نے قتل کیا۔ پھر اسی یحییٰ نے حضرت پر حملہ کیا اور انہیں شہید کر کے ان کا سر لے آیا۔ عثمان کو غولی بن یزید نے تیر مار کر اور بنی دارم کے ایک شخص نے اس پر حملہ کر کے انہیں شہید کیا۔ پھر ایک مرد دارمی نے محمد بن علیؓ کو بھی تیر مار کر شہید کیا اور ان کا سر کاٹ لیا۔

ہانی کہتا ہے نجد میں نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ وہ خیمے کی ایک لکڑی ہاتھ میں لیے ہوئے نکل آیا وہ کہتا پاسچا مہینے ہوئے تھا ڈرتا ہوا کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف دیکھتا تھا

اس کے کانوں میں بندے تھے۔ جب ادھر ادھر مڑتا تھا تو بندوں کے ہٹنے کی تقویر میری آنکھوں میں اس وقت تک پھر رہی ہے۔ ایک شخص گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے بڑھا اس سچے کے پاس آکر گھوڑے سے جھکا اور اسے تلوار سے ٹکڑے کر دیا۔ اصل میں یہ حرکت خود ہانی حضرمی نے کی تھی۔ وہ اپنا نام اس لیے چھپاتا تھا کہ لوگ ناراض نہ ہوں۔

حسینؑ پر پیاس کا غلبہ | پیاس کی شدت جب ہوئی تو حسینؑ پانی کی طرف گئے۔ جھین بن تمیم نے آپ کو تیر مارا جو آپ کے دہن مبارک پر لگا آپ خون کو منہ سے لے کر آسمان کی طرف پھینکتے جاتے تھے اس کے بعد آپ خدا کا شکر سجالائے اور حمد و ثنائے الہی کی پھر دونوں ہاتھوں کو ملا کر دعا کی۔ خداوند ان سے گن گن کر بدلہ لے انہیں جن جن کر قتل کر اور ان میں سے کسی کو روئے زمین پر نہ رہنے دے۔

آپ کی آبائی کے حق میں بدعا | ایک روایت ہے کہ آپ کے لشکر پر حیب دشمنوں نے غلبہ حاصل کر لیا تو آپ گھوڑے پر سوار ہوئے اور فرات کا رخ کیا بنی ابان میں سے

ایک شخص نے پکار کر کہا ارے دریا اور ان کے درمیان حائل ہو جاؤ کہیں ان کے شیعہ ان کی کمک کو نہ دوڑ آئیں۔ آپ نے گھوڑے کو تازیانہ مارا تھا کہ لوگ پیچھے دوڑیں۔ آپ کے اور فرات کے درمیان حائل ہو گئے آپ نے اس آبائی کے حق میں بد دعا کی خدایا اسے تشنگی میں مبتلا کر۔ آبائی نے آپ کو تیر مارا جو ٹھوڑی کے نیچے پیوست ہو گیا۔ اس تیر کو کھینچ کر زخم کے نیچے دونوں چلو رکھ دیئے۔ جب خون سے پھر گئے تو آپ نے کہا۔ خداوند تیرے پیغمبر کے واسطے کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہے۔ میں اس کی فریاد تجھ سے کرتا ہوں۔ بہت تھوڑا وقت گذرا کہ خدا نے آبائی کو پیاس میں مبتلا کر دیا۔ کسی طرح اس کی تشنگی بجھتی ہی نہ تھی پانی ٹھنڈا کیا جاتا اس میں شکر ڈالی جاتی دودھ کے پیالے بھرے ہوتے اور پانی کے ٹکے پھر رہتے لیکن وہ یہی کہتے جاتا ارے پانی پلاؤ۔ پیاس مجھے مارے ڈالتی ہے۔ ایک صراحی یا ایک بڑا پیالہ جس سے سارا گھر سیرا ہو جائے اسے دیا جاتا وہ ڈنڈ کا کے سب پی جاتا۔ برتن سے منہ ہٹا کر ذرا لیتا کہ پھر بپارتا ارے پانی پلاؤ۔

پیس اس مجھے مارے ڈالتی ہے۔ قاسم بن اصبح نے یہ تماشا دیکھا تھا وہ کہتا ہے کہ واللہ تھوڑے ہی دنوں میں اس کا پیٹ اس طرح ترشک گیا جیسے اونٹ کا پیٹ ہو۔

شمر کی حسینی خیم کی طرف پیش قدمی | شمر ذی الجوشن کو فیر میں سے کوئی دس یا دوں کو ساتھ لیکر اس خیمہ کی طرف چلا جس میں حسینؑ کے اہل و عیال اور اسباب

تھا۔ یہ لوگ بڑھ کر آپ کے اور اس خیمے کے درمیان حائل ہو گئے۔ آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا وائے ہو تم پر اگر تم لوگوں کا کوئی دین نہیں ہے اور قیامت کا خوف تمہیں نہیں تب بھی امور دنیا میں تو شرفاء اور پھلے مالوں کا طریقہ اختیار کرو۔ میرے گھر اور میرے اہل و عیال کو جا لوں اور نالائقوں سے بچاؤ۔ شمر نے کہا اچھا اسے فرزند فاطمہ یہی ہوگا۔

امام حسینؑ پر حملہ | اس کے بعد شمر پیادوں کو لیے ہوئے آپ کی طرف بڑھا آپ چلکرتے تو سب بھاگ جاتے اس کے بعد دشمنوں نے آپ کو گھیر لیا۔ یہ دیکھ کر ایک بچہ خیمہ سے نکلا اور آپ

کے پاس آنے لگا۔ آپ کی بہن زینبؑ اس بچہ کے پیچھے دوڑیں کہ اسے روکیں۔ آپ نے پکار کر کہا۔ زینبؑ اسے چھو۔ بچہ نہ مانا اور دوڑتا ہوا آپ کے پاس پہنچا اور پہلو میں آکر کھڑا ہو گیا۔ بحر بن کعب نے آپ پر تلوار اٹھائی کہ وار کرے۔ بچہ نے کہا ادھیشت تو میرے چچا کو قتل کرتا ہے۔ اس نے آپ پر وار کیا بچہ نے اس کی تلوار کو روکنے کے لیے اپنا ہاتھ آگے کر دیا۔ بچہ کا ہاتھ قلم ہو کر ٹٹک گیا بس ایک قسم کا لٹکارہ کیا بچہ اماں آماں کر کے چلا یا تو حسینؑ نے اسے اپنے سینے سے لپٹایا اور کہا۔ اے میرے بھائی کے سخت جگر اس مصیبت پر صبر کر اور اسے اپنے حق میں بہتر سمجھ۔ خدا تعالیٰ تجھے تیرے بزرگوں سے ملا دے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی بن ابی طالبؑ، حمزہؑ و جعفر اور حسینؑ بن علیؑ کے پاس پہنچا دے گا۔ حمید بن مسلم کہتا ہے۔ اس دن میں نے حسینؑ کو کہتے سنا۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو آسمان کی بارشیں اور زمین کی برکتوں سے محروم کر دے اگر تو انہیں کچھ مہلت دے تو ان میں تفرقہ ڈال دے۔ ان کو گردہ گردہ کر کے متفرق کر دے۔ ان کے حاکموں کو ان سے کبھی راضی نہ ہونے دے۔ انہوں نے ہمیں نصرت کرنے کو بلایا تھا اور ہم پر حملہ کرنے کے لیے دوڑ پڑے۔ ہمیں انہوں نے قتل کیا۔ پھر جو پیادے آپ پر ہجوم کئے ہوئے تھے آپ نے ان سے مقابلہ کیا تو وہ سب کے سب پیسا ہو گئے۔

بحر بن کعب کا انجام | آپ کے انصار میں سے تین یا چار شخص باقی رہ گئے تو آپ نے ایک مضبوط پائتخت اور بر دیانی کا منگوایا پھر اسے چاک کر کے بھاڑا۔ آپ کو اندیشہ یہ تھا کہ شہید کمنے

کے بعد مجھے برہنہ نہ کر دیں۔ یہ دیکھ کر بعض اصحاب نے کہا اس کے نیچے جانیگہ ہو جائے تو اچھا ہے آپ نے فرمایا۔

وہ انتہائی ذلیل لباس پہنے نہیں پہننا چاہیے لیکن آپ کی شہادت کے بعد بھرجن کعب نے اس پانچواں کو اتار لیا۔ جب سے اس کے ہاتھ ایسے ہو گئے کہ جاڑوں میں ان سے پانی ٹپکتا تھا اور گرمیوں میں لکڑی کی طرح سوکھ جاتے تھے۔

حضرت حسینؑ کی شجاعت | عبداللہ بن عمار کہتا ہے کہ میں نے برہجمی تان کر حسینؑ پر حملہ کیا ان کے قریب پہنچا واللہ میں برہجمی مارنا چاہتا تھا کہ میں ان کے قریب سے ہٹ

آیا اور دل میں کہا میں انہیں کیوں قتل کروں کوئی قتل کرے تو کرے۔ میں نے دیکھا ان کے دائیں بائیں جو پیادے زخم کئے ہوئے تھے انہوں نے آپ پر حملہ کیا۔ آپ نے دائیں طرف کے پیادوں کو منتشر کر دیا پھر بائیں طرف والوں پر حملہ کر کے انہیں منتشر کر دیا۔ آپ عمامہ باندھے ہوئے تھے اور خر کا گلے میں قمیض تھا واللہ کسی ایسے بکس اور بے بس کو جس کے بیٹے اہل بیت و انصار قتل ہو گئے ہوں اس دل ان حواس اور اس جرأت سے لڑتے ہوئے میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ بخدا ان سے پیشتر ان کا مثل دیکھنے میں آیا اور زمان کے بعد کہ ان کے دائیں بائیں لوگ اس طرح بھاگتے تھے جیسے بھیڑیے کے حملہ سے بکریاں بھاگتی ہیں۔ اسی حالت میں ان کی بہن زینبؑ بہت فاطمہؑ خیمہ سے نکل آئیں وہ کہہ رہی تھیں ہائے آسمان زمین پر پھٹ کیوں نہیں پڑتا۔ ابن سعد اس وقت حسینؑ کے قریب آیا تو اس سے کہنے لگیں اے ابن سعد حسینؑ قتل ہو رہے ہیں اور تو دیکھ رہا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ابن سعد کے آنسو نکل آئے جو دارحیٰ تک بہہ گئے۔ اور اس نے جناب زینبؑ کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ حمید کہتا ہے آپ حر کا جبہ پہنے عمامہ باندھے وسم کا خضاب لگائے ہوئے تھے۔ پیدل ہو کر اس طرح قتال کر رہے تھے جیسے کوئی بہادر شہسوار فاصلہ سے خود کو بچاتا جائے۔ لیکن گاہوں سے اپنا موقع ڈھونڈتا جائے۔ سواروں پر حملہ کرنا جائے قتل ہونے سے پہلے میں نے آپ کو پرکھتے سنا میرے قتل کرنے پر کیا تم آمادہ ہو چکے ہو، سن لو۔ واللہ میرے بعد تم کسی ایسے شخص کو قتل نہیں کرو گے۔ بند گاہی خدا میں سے کہ جس کے قتل پر خدا میرے قتل سے ناراض ہو۔ مجھے تو بخدا یہ امید ہے کہ حق قتلے تمہیں ذلیل کر کے مجھ پر کرم کرے گا۔ پھر میرا انتقام تم سے اس طرح لے گا کہ تم حیران ہو جاؤ گے۔ تم نے مجھے قتل کیا تو کیا مگر واللہ خدا تم لوگوں میں آپس میں کشت و خون ڈلوادے گا تمہارے خون کی ندیاں بہیں گی اور اس پر بھی بس نہیں کرے گا یہاں تک کہ درذناک عذاب تمہارے لیے چند در چند کر دے گا۔ کافی دیر تک آپ اسی حالت میں رہے۔

آنحضرتؐ پر پکڑش | لوگ قتل کرنا چاہتے تو ممکن تھا لیکن وہ ایک دوسرے کے پیچھے چھپتے تھے اور ہر ایک چاہتا تھا کہ کوئی دوسرا آپ کو شہید کرے۔ بالآخر شمر نے پکار کر کہا دائے ہو تم پر اس شخص کے بارے میں تمہیں کس چیز کا انتظار ہے اسے تمہاری مائیں تمہیں روئیں ایسے

قتل کر دو۔ اب ہر طرف سے آپ پر حملہ ہوا۔ زرعر بن شریک نے وار کیا آپ کی یائیں سمجھیلی پر اس کی ضرب پڑی پھر سب مہٹ گئے۔ آپ اٹھئے اور چکر گر پڑتے تھے۔

شہادت حسین | پھر اسی حالت میں سنان بن انس نخعی نے آپ کو برجی ماری جس سے آپ گر پڑے۔ اس نے غولی سے کہا کہ سر کاٹ لے غولی نے ارادہ کیا مگر اس سے یہ کام نہ ہو سکا اور وہ کانپنے لگا۔ سنان نے کہا خدا ترے بازوؤں کو توڑے۔ اور تیرے ہاتھوں کو قطع کرے۔ یہ کہہ کر وہ اتر کر آپ کی طرف بڑھا۔ اس نے آپ کو ذبح کر دیا اور آپ کا سر کاٹ لیا۔ اور غولی کو دیدیا۔ نوبح ہونے سے پہلے بہت سی تلواریں بھی آپ پر پڑ چکی تھیں۔ سر جدا کرنے سے پہلے سنان کی یہ حالت تھی جسے دیکھتا کہ حسینؑ کے قریب آ رہا ہے اس پر حملہ کر دیتا اس خوف سے کہ مجھے ہٹا کر وہی سر نہ لے جائے۔

اہل بیت عصمت سے نافرمانی | آپ جو لباس پہنے ہوئے تھے وہ بھی لٹ گیا۔ بحر بن کعب نے پانچا منہ لیا۔ قیس بن اشعث نے چادر اتار لی جسے اس کا نام قیس قطیفہ مشہور ہو گیا یعنی چادر والا۔ اسود نے غلین آپ کے انار لیے۔ بنی ہشام کا ایک تلوار نکال کر لے گیا اس کے بعد وہ حبیب بن بدیل کے خاندان میں آ گئی۔ پھر یہ لوگ زعفرانی پوشاک اور اونٹوں کی طرف بڑھے اور یہ سب چیزیں لوٹ لے گئے۔ پھر اہل حرم اور مال و متاع کے لوٹنے کو گئے۔ یہ حال تھا کہ ایک بی بی کے سر سے چادر کوئی اتارنا تھا اور دوسرا اس سے چھین کر لے جاتا تھا۔

معمر کے ہلاکے آخری شہید | آپ کے انصاریکے سوید بن عمرو زخموں سے چور ہو کر کشتوں میں پڑے تھے۔ انہوں نے لوگوں کو کہتے سنا کہ حسینؑ قتل ہو گئے۔ ذرا چونک کر دیکھا کہ تلوار تو ان کی کوئی لے گیا ہے۔ مگر ایک چھری ان کے پاس ہے۔ چنانچہ اس چھری سے وہ کچھ دیر تک رتے رہے آخر کار عروہ بن بطار اور زید بن امان نے مل کر انہیں شہید کیا اور وہ سب کے آخری شہید ہیں۔

علی بن حسینؑ زین العابدین | حمید کہتا ہے میں علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ کے پاس پہنچا وہ فرشتے پر لیٹے ہوئے تھے اور وہ بیمار تھے۔ شتر اپنے ساتھ پیادوں کو لیے ہوئے ادھر آیا وہ کہتے جانتے تھے کیا اسے قتل نہ کریں۔ میں نے کہا سبحان اللہ میں نہیں چاہیے کہ بچوں کو قتل کریں۔ یہ تو ابھی بچوں میں داخل ہے۔ پھر جس کو میں ان کی طرف آتا دیکھتا تھا اسے ملاں دیتا۔ آخر ابن اسحاق آیا۔ فوج کو ہدایت کی اور کہا۔ دیکھو عورتوں کے خیوں میں ہرگز کوئی نہ جائے اور نہ اس بیار لڑکے سے کوئی تعرض کرے۔ جس نے ان کا کوئی مال و اسباب لوٹا ہو وہ واپس کر دے لیکن کسی نے کوئی چیز بھی واپس نہیں کی۔ علیؑ بن حسینؑ نے مجھ سے کہا اے شخص تجھے جڑے خیرے تیرے کہنے سے واللہ ہم سے آفت ٹل گئی۔

نشان بن النضر | لوگوں نے نشان سے کہا علی کے فرزند رسولؐ کے نواسے عرب میں سب سے بڑے مرتبہ والے شخص کو تو نے قتل کیا ہے جو اس ارادے سے آیا تھا کہ ان کی سلطنت کو زائل کر دے۔

امراء کے پاس جا اور ان سے صلہ مانگ اگر وہ قتل حسینؑ کے صلہ میں اپنے خزانے بھی تجھے عطا کر دیں تو بھی کم ہے نشان یہ کہن کر گھوڑے پر سوار ہوا وہ بڑا بہادر اور شاعر تھا اسے کچھ لشک بھی تھا وہ ابن سعد کے سراپردہ کی طرف آیا۔ دروازہ پر کھڑا ہوا اور پکار پکار کر یہ شعر پڑھے (مضمون) میرے اذٹوں کو چاندی سونے سے لڑائے میں نے بلند مرتبہ بادشاہ کو قتل کیا ہے جو شخص مال یا پ کی طرف سے بہترین خلق ہے اور نسب میں سب سے بہتر ہے۔ میں نے اسے قتل کیا۔ ابن سعد نے کہا۔ میں اس بات کا گواہ ہوں کہ تو دیوانہ ہے کبھی تو ہوش میں آیا ہی نہیں اسے میرے پاس لے آؤ۔ جب اسے ابن سعد کے پاس لے کر گئے تو اس نے ایک چھڑی اسے ماری اور کہا۔ او دیوانے یہ کلمہ تو زبان سے نکالتا ہے۔ واللہ اگر ابن زیاد سنتا تو تیری گردن اڑا دیتا۔

حضرت حسینؑ کے جسم کی پامالی | اس کے بعد ابن سعد نے اپنے ساتھ والوں میں منادی کرادی۔ کون کون لوگ اپنے گھوڑوں سے حسینؑ کو پامال کریں گے۔ یہ سُن کر دس آدمی نکلے

ان میں اسحق حضرمی بھی تھا جس نے آپؑ کا فیض اتار لیا تھا اور آخر کار میروں ہو گیا تھا یہ دس سوار آئے، اور اپنے گھوڑوں سے حسینؑ کو پامال کیا اس طرح کہ ان کے سینہ اور پشت کو چور چور کر دیا۔

شہداء کو بلا کا دفن | حسینؑ کے ساتھیوں میں بہتر افراد شہید ہوئے۔ ان کی شہادت کے دن بے وقامت غاصرین جو بنی اسد کے لوگ رہتے تھے انہوں نے مل کر ان حضرات کو دفن کیا۔ ابن سعد نے اپنے اصحاب کی لاشوں پر نماز پڑھی اور انہیں دفن کیا۔

سرسر حسینؑ کی سوانحی کوفہ | حسینؑ کے شہید ہوتے ہی ان کے سر کو اسی دن غولی کے ہاتھ حمید بن مسلم کو ساتھ لے کے ابن زیاد کے پاس روانہ کر دیا تھا غولی سر کو لیے ہوئے ابن زیاد کے قصر کی طرف

گیا۔ قصر کا دروازہ بند ہو چکا تھا یہ اپنے گھر چلا گیا۔ سر کو ایک لگن کے نیچے ڈھانک کر رکھ دیا۔ اس کی دو بیویاں تھیں۔ ایک بنی اسد میں سے اور ایک حضرمی تھی اس کا نام نوار تھا۔ یہ رات اس کے ساتھ رہنے کی تھی۔

جب وہ فرس خواب پر آیا۔ تو نوار نے پوچھا کیا خبر ہے تو کیا لیکر آیا ہے اس نے کہا تمام دنیا کی دولت تیرے پاس لے کر آیا ہوں۔ تیرے نیچے میں حسینؑ کا سر لے کر آیا ہوں۔ نوار نے کہا قف ہے تجھ پر لوگ سونا اور چاندی لے کر آتے ہیں اور تو مسر زہد رسولؐ کا سر لیکر آیا ہے واللہ میں اور تو اب ایک خیمہ میں کبھی نہیں رہیں گے نوار یہ

کہہ کر بستر سے اٹھی اور سیدھی اس جگہ گئی جہاں آپؑ کا سر رکھا ہوا تھا۔ اب اس نے یعنی اسدی عورت کو بلایا اور نوار بیٹھی ہوئی سر کو دیکھے جا رہی تھی۔ وہ کہتی ہے واللہ آسمان سے ایک نور کا عمود اس لگن تک تھا، یہی

برابر دیکھتی رہی اور سفید سفید پرندے اس کے گرد اڑ رہے تھے۔ صبح ہوئی تو وہ سر کو این زیاد کے پاس لے گیا۔

اہل بیت کی دانگی کو فہ ابن سعد نے اس دن وہیں قیام کیا۔ دو سحر دن صبح کو بکیر کے بیٹے حمید کو حکم دیا کہ لوگوں میں کوئہ کی طرف جانے کی منادی کر دے وہ اپنے ساتھ آنحضرت

کی بیٹیوں، بہنوں اور بچوں کو سوار کر کے چٹلا علی بن حسینؑ بہار تھے وہ بیٹیاں جب آنحضرتؐ اور آپ کے عزیزوں اور فرزندوں کی لاشوں کے قریب سے گزریں تو آہ و نالہ کرنے اور منہ پیلنے لگیں قرہ بن قیس تمیمی کہتا ہے میں گھوڑا بڑھا کہ قریب گیا ان عورتوں کو میں نے دیکھا، میں نے ایسی خواتین کبھی نہیں دیکھی تھیں زینب بنت فاطمہؑ کا یہ کہنا میں کبھی نہ بھولوں گا جس وقت وہ اپنے بھائی کی لاش پر پہنچیں تو کہتی تھیں "وہا اجمہارہ و اجمہارہ" طائیکہ آسمان نے آپ پر نماز پڑھی اور حسینؑ خاک و خون میں ڈوبے ہوئے میدان میں پڑے ہیں جبکہ ان کے تمام اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہیں۔ یا حمہاء آپ کی بیٹیاں قیدی بنالی گئیں۔ آپ کی ذریت کو قتل کر دیا گیا ہے ہمارا ان کی لاش پر خاک ڈال رہی ہے" بخندایہ سن کر دوست دشمن سب رو دیتے۔ پھر باقی لاشوں کے سر جدا کئے گئے۔ شمر قیس بن اشعث اور عمر بن حجاج کے ساتھ بہتر سر روانہ کئے۔ ان لوگوں نے وہ سر ابن زیاد کے پاس پہنچا دیئے۔

حسینؑ سے ابن زیاد کی گستاخی حمید بن مسلم کہتا ہے ابن سعد نے مجھے بلا کر اپنے اہل و عیال کے پاس بھیجا تاکہ ان کو خوشخبری سناؤں کہ اللہ نے اسے فتح دی اور عافیت

سے گزری۔ میں جا کر انہیں اطلاع کر آیا۔ واپس آیا تو دیکھا کہ ابن زیاد لوگوں کو ملنے کے لیے دربار میں بیٹھا ہے اور تہنیت و مبارک باد دینے کے لیے لوگ آ رہے ہیں اور اس کے پاس ایک وزیر آیا ہوا ہے اس نے اس وفد کو اور دوسرے لوگوں کو اجازت دی اندر جانے والوں کے ساتھ میں بھی چلا گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حسینؑ کا سر اس کے سامنے رکھا ہے ان کے دانتوں کو ایک سماعت تک وہ چھڑی سے کھٹکھٹاتا رہا نوید بن ارقم نے جب دیکھا کہ وہ (یعین) چھڑی سے کھٹکھٹانا موقوف نہیں کرتا تو کہا کہ اس چھڑی کو ان دانتوں سے مٹالے۔ اس وحدہ لا شریک کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ اپنے ہونٹ ان ہونٹوں پر رکھ کر ان کے بر سے لیتے تھے۔ یہ کہا اور وہ پیر مرد چھوٹ چھوٹ کر رونے لگے۔ ابن زیاد نے کہا خدا تجھے رلائے۔ اگر تو پیر فروت در بہت بڑھا، نہ ہوتا جس کی عقل جاتی رہی ہے تو واللہ میں تیری گردن اڑا دیتا۔ زید یہ سن کر دہاں سے اٹھے اور چلے گئے۔ ان کے چلے جانے کے بعد لوگوں میں چرچا تھا کہ بجن را زید بن ارقم نے ایک ایسی بات کہی ہے کہ ابن زیاد سن پاتا تو انہیں قتل کر دیتا۔ حمید نے پوچھا انہوں نے کیا بات کہی ہے لوگوں نے بتایا وہ ادھر سے یہ کہتے ہوئے گزرے ملک عبدعبداللہ بن عبدالمطلب ایک

غلام نے دوسرے غلام کو حاکم بنایا۔ اس نے تمام بندگانِ خدا کو اپنا خانہ زاد بنالیا۔ آج سے اسے قوم عرب
جسمِ نبی غلام ہو گئے ہو۔ تم نے فرزندِ فاطمہ کو قتل کیا اور سپرِ مرجانہ کو اپنا حاکم بنالیا وہ نیک لوگوں کو تم میں سے
چن چن کر قتل کر رہا ہے۔ بشر یہ لوگوں کو غلام بنا رہا ہے تم نے ذلت کو گوارا کر لیا اور جس نے ذلت کو
گوارا کیا اس پر خدا کی مار پڑے۔

حضرت زینب بنت فاطمہ | پاس لائی گئیں۔ زینب بنت فاطمہ نے انتہائی پرانا متم کا لیکس پہن رکھا
تھا اور اپنی ہیئت تبدیل کر رکھی تھی۔ کینڑی آپ کو گھیرے ہوئے تھیں جب دربار میں آئیں تو بدمعہ لگیں۔ ابن زیاد
نے کہا یہ بیٹی ہوتی عورت کون ہے۔ آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس نے قین دفعہ پوچھا اور آپ نے ہر دفعہ ناشی
اختیار کی۔ اب کہ آپ کی کسی کینڑی نے کہا یہ زینب بنت فاطمہ ہیں۔ ابن زیاد نے کہا شک ہے اس خدا کا جس
نے تم لوگوں کو رسوا کیا قتل کیا اور تمہاری کہانیوں کو جھوٹا کر دیا۔ آپ نے جواب دیا شک ہے اس خدا کا جس
نے محمدؐ کی وجہ سے ہمیں عزت بخشی، ہمیں طیب و طاہر قرار دیا جو پاک رکھنے کا حق ہے وہ بات نہیں جو تو کہتا ہے
رسوا اور جھوٹا تو وہ ہوتا ہے جو فاسق و فاجر ہو۔ ابن زیاد نے کہا تم نے دیکھ لیا کہ خدا نے تمہارے خاندان والوں
کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ آپ نے فرمایا ان کے مقدر میں شہید ہونا تھا وہ اپنی قتل گاہ کی طرف چلے آئے۔ اب تو بھی
اور وہ لوگ بھی خدا کے سامنے جائیں گے وہیں تم لوگ اپنے اپنے تنازع اور جھگڑے پیش کر دو گے۔ ابن زیاد
غضبناک اور برا فرودختہ ہو گیا۔

حضرت زینب اور ابن زیاد | عمر بن حریث نے کہا۔ خدا امیر کا جھلا کرے یہ ایک خاتون ہیں، تو کیا خاتون
کی کسی بات کا مواخذہ ہو سکتا ہے کسی بات کا یا سخت کلامی کا عورت سے
مواخذہ نہیں کیا جاتا پھر آپ مخاطب ہو کر ابن زیاد نے کہا تمہارے خاندان کے سرکشوں اور نافرمانوں کی طرف
سے خدا نے میرے دل کو ٹھنڈا کیا ہے۔ یہ سن کر آپ رونے لگیں اور فرمایا سبھا ہمارے مردوں کو تو نے قتل
کر دیا۔ میرے خاندان کو تو نے تباہ کر دیا۔ شاخوں کو تو نے کاٹ دیا اور جڑ کو اکھاڑ پھینکا۔ اگر اس سے تیرا
دل ٹھنڈا ہو سکتا تھا تو بیشک ٹھنڈا کر لیا۔ وہ کہنے لگا یہ بڑی دلیر اور بیباک عورت ہے تمہارے باپ
بھی تو شاعر اور دلیر تھے۔ آپ نے فرمایا عورت کو دلیری سے کیا واسطہ۔ میں کیا دلیری کروں گی۔ یہ تو خون
دل تھا جو میں نے کہہ دیا۔

امام زکریا العابدین کے قتل کا حکم | حمید کہتا ہے علی بن حسینؑ کو جب ابن زیاد کے دربار میں لائے تو
میں اس کے پاس ہی کھڑا تھا اس نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے فرمایا

علی بن الحسین ہوں۔ کہنے لگا۔ علی بن الحسین کو کیا خدا نے قتل نہیں کیا۔ آپ خاموش ہو گئے۔ کہنے لگا جواب کیوں نہیں دیتے۔ آپ نے فرمایا میرا ایک بھائی علی بن الحسین تھا۔ اسے لوگوں نے قتل کیا ہے۔ اس نے کہا نہیں خدا نے قتل کیا ہے۔ آپ پھر خاموش ہو گئے۔ اس نے کہا جواب کیوں نہیں دیتے تو آپ نے یہ آیت پڑھی۔ (ترجمہ) جن کی موت کا وقت آتا ہے خدا ہی ان کو موت دیتا ہے اور حکم خدا کے بغیر کوئی شخص نہیں مر سکتا۔ ابن زیاد نے کہا واللہ تم بھی انہی لوگوں میں سے ہو ذرا دیکھنا یہ بالغ ہیں والدین تو سمجھتا ہوں کہ یہ مردوں میں داخل ہو چکے ہیں۔ مری بن معاذ نے انہیں دیکھ کر کہا کہ ہاں یہ بالغ ہیں۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ انہیں قتل کر دو۔

حضرت زینبؓ کی بے تابی | اس پر علی بن الحسین نے پوچھا ان عورتوں کی حفاظت کے لیے تم کس کو مقرر کر دی گئے۔ ان کی چھو بھی جناب زینب ان سے لپٹ گئیں اور کہنے لگیں۔ اے ابن زیاد ہم لوگوں پر جو مصیبت گزر گئی اسی پر بس کرو کیا ہم لوگوں کا خون بہانے سے ابھی تجھے سیرابی نہیں ہوتی۔ کیا ہم میں سے کسی کو ترسنے باقی رکھا ہے؟ یہ کہہ کر بھتیجے کے گلے میں باہیں ڈال دیں اور فرمایا، اے ابن زیاد میں تجھے خدا کا واسطہ دیتی ہوں اگر تو مسلمان ہے تو اس کے ساتھ مجھے بھی قتل کر دے۔ ابن زیاد دیر تک اس بی بی کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا رحم و قراست پر تعجب ہوتا ہے واللہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو یہ آرزو ہے کہ اس لڑکے کو میں قتل کر دوں تو اس کے ساتھ ان کو بھی قتل کر دوں اچھا اس لڑکے کو چھوڑ دو۔ جاؤ اپنے گھر کی عورتوں کے ساتھ تمہیں رہو۔

مسجد کوفہ میں فتنہ کا اعلان | ابن زیاد جب قصر میں داخل ہوا اور سب لوگ بھی اکٹھے ہوئے تو الصلوٰۃ جامعہ کی ندا ہوئی یعنی نماز کے بعد دربار عام ہو گا۔ غرض بڑی مسجد میں لوگ جمع ہو گئے ابن زیاد منبر پر گیا اور کہا شکریہ ہے خدا کا جس نے حق اور اہل حق کو قوی کیا اور امیر المؤمنینؓ یزید بن معاویہ اور ان کے گرد کی نصرت کی اور کذاب بن کذاب حسین بن علی اور ان کے گرد کے لوگوں کو قتل کیا۔

عبداللہ بن عقیف ازدی | ابن زیاد ابھی اس گفتگو سے فارغ نہ ہونے پایا تھا کہ عبداللہ بن عقیف اٹھ کر دوڑے یہ بزرگ حضرت علیؓ کے شیعہ تھے۔ بائیں آنکھ ان کی جنگ جمل میں جاتی رہی تھی جب کہ یہ حضرت علیؓ کے ساتھ جہاد میں شریک تھے۔ جنگ صفین میں ایک ضرب ان کے سر پر پڑی تھی اور ایک بھونول پر اس کے صدر سے دوسری آنکھ بھی جاتی رہی تھی جب سے یہ بڑی مسجد سے نہ نکلتے تھے۔ رات تک وہیں نماز پڑھتے رہتے تھے اس کے بعد واپس آتے تھے۔

ابن عقیف ازدی کی شہادت | ابن زیاد کا یہ حملہ سن کر انہوں نے کہا او پسرم جانہ کذاب بن کذاب (جھوٹا اور جھوٹے کے بیٹے) تو ہے تیرا باپ ہے اور میں نے تجھے حاکم بنایا۔

اور اس کا باپ ہے ادیسر مر جانہ پیغمبروں کی اولاد کو قتل کرتے ہو اور راست بازوں کا ساتوں منہ سے کہتے ہو۔ ابن زیاد نے کہا لاؤ تو اسے میرے پاس سپاہیوں نے ان پر حملہ کر کے انہیں گرفتار کر لیا۔ عبداللہ نے یہاں سے روزگہ کرنا کی یہ کلمہ اڑیوں کا شعار تھا۔ کوفہ میں اس وقت سات سواروں کی جنگجو موجود تھے ان میں سے چند اشخاص عبداللہ بن عقیف کی طرف دوڑے۔ ان کو چھڑا لیا اور انہیں ان کے گھر پہنچا آئے۔ اس کے بعد ابن زیاد نے کچھ لوگ بھیج کر انہیں بلوا کر قتل کر دیا اور حکم دیا کہ مشور زمین پر ان کی لاشیں دار پر چڑھا دی جائے اور ایسا ہی ہوا پھر ابن زیاد نے مسرتی کوفہ میں نصب کر لیا اور تمام شہر میں اس کی تشہیر

مسر حسین کی کوفہ میں تشہیر | بھی کی گئی اس کے بعد زحر بن قیس کے ساتھ امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کے سر نیزہ بن معاویہ کے پاس روانہ کر دیئے گئے۔

ابن زیاد نے مستورات اور اطفال حسینؑ کے لیے بھی حکم دیا اور ان کی روانگی

اہل بیت کی روانگی شام | کا بھی سامان کیا گیا۔ علی بن الحسینؑ کے لیے حکم دیا کہ پاؤں سے گلے تک زنجیریں بکڑ دیئے جائیں۔ محضر بن ثعلبہ اور سحر کو ساتھ کر کے ان کو روانہ کیا یہ دونوں ان کو لئے ہوئے یزید کے پاس پہنچے راستہ پھر میں علی بن الحسینؑ نے ان دونوں سے کبھی کوئی بات نہیں کی۔

یزید کے سامنے جب حسینؑ اور ان کے اہل بیت و انصار کے

شہادت حسینؑ پر یحییٰ بن حکم کے اشعار | سر رکھے گئے تو مروان کا بھائی یحییٰ بن حکم اس وقت یزید کے پاس موجود تھا اس نے یہ شعر پڑھے۔ (ترجمہ) ایک لشکر کا لشکر ابن زیاد کے قرابت داروں کا جو کہ خاندان کا کہینہ ہے۔ صحرائے طف کے قریب موجود ہے۔ سیمہ کی نسل تو تعداد میں سنگرزوں کے برابر ہو گئی اور دختر رسولؐ کی نسل باقی نہ رہی۔ یزید نے یہ سنا تو یحییٰ کے سینے پر ہاتھ مار کر کہا خاموش رہو۔

یزید نے دربار لگایا اور بزرگان شام کو بلا کر اپنے گرد اکرو بٹھایا پھر علی بن

اہل بیت کی دربار یزید میں طلبی | الحسین اور اطفال و مستورات حسینؑ کو بلا بھیجا۔ یزید کے دربار میں ان کا داخلہ ہوا اور سب لوگ بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ علی بن الحسینؑ سے یزید کہنے لگا تمہارے باپ نے مجھ سے قرابت کو قطع کیا اور میرے حق کو دہیچانا اور میری سلطنت کو مجھ سے چھیننا چاہا تو دیکھو خدا نے ان سے کیا سلوک کیا۔ علی بن الحسینؑ نے کہا (ترجمہ آیت) روئے زمین پر تم لوگوں اور تمہارے لوگوں پر کوئی مصیبت نازل نہیں ہوئی مگر وہ اس نوشتہ میں ہے جو پوائش عالم سے پیشتر لکھا جا چکا ہے۔

فاطمہ بنت علیؑ بیان کرتی ہیں۔ جب ہم لوگ یزید کے سامنے لے جا کر بٹھائے گئے۔ اس وقت

فاطمہ بنت علیؑ | ایک سرخ آدمی اہل شام میں سے یزید کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے امیر المومنین

یہ عورت (یعنی میں) مجھے دیکھیں۔ میں اس زمانہ میں کم سن تھی میرے تن بدن میں مقررہ مقررہ پڑ گئی اور میں ڈر گئی۔ مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید یہ بات ان کے مذہب میں جائز ہوگی۔ میں نے اپنی بڑی بہن زینبؓ کا آئینہ پکڑ لیا وہ مجھ سے زیادہ عقل رکھتی تھیں اور جانتی تھیں کہ ایسا نہیں ہو سکتا وہ بول اٹھیں۔ جھک مارا تو نے او بے ہودے بدکار نہ تیری یہ مجال ہے اور نہ یزید کی۔ یزید کو غصہ آگیا کہنے لگا واللہ تم نے غلط کہا مجھے یہ اختیار ہے، میں کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں۔ انہوں نے کہا واللہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ خدا نے تجھے یہ اختیار نہیں دیا کہ یہ کہ تو ہمارے مذہب سے نکل جائے اور ہمارے دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرے۔ یزید غضب ناک ہو گیا۔ اور جرم ہر کر کہنے لگا تو مجھ سے یہ گفتگو کرتی ہے۔ دین سے تو تیرا باپ اور بھائی نکل گئے آپ نے فرمایا خدا میرے باپ میرے بھائی اور میرے جد کے دین سے تو نے تیرے باپ اور دادا سے ہدایت حاصل کی۔ یزید نے کہا او دشمن خدا تو چھوٹ کہہ رہی ہے۔ فرمایا تو حاکم ہے ناحی سخت کلامی کرتا ہے اور اپنی حکومت کی طاقت سے دباتا ہے۔ واللہ اب تو یزید کو بھی شرم آگئی اور وہ چپ ہو گیا۔ شامی نے پھر وہی کلمہ کہا، تو یزید نے کہا دور ہو خدا تجھے موت دیکر فیصلہ کرے۔

ایک روایت ہے کہ جب امرا کو بلا ابن زیاد کے پاس پہنچے اور ابھی قید تھے کہ زندان میں ایک رقعہ پتھر میں لپٹا ہوا آکر گرا اس میں لکھا تھا تم لوگوں کے بارے میں یزید سے حکم لینے کے لیے یہاں سے فلاں تاریخ کو ایک قاصد روانہ ہوا ہے اتنے دنوں میں آئے گا۔ فلاں تاریخ تک یہاں پہنچے گا اگر تم لوگ نے اللہ اکبر کی آواز سنی تو یقین کر لینا کہ تمہارے قتل کا حکم آیا ہے اور اگر تکبر کی آواز نہ سنا تو سمجھنا کہ انشاء اللہ تعالیٰ امان ہے۔ ابھی قاصد کے پہنچنے میں دو تین دن باقی تھے کہ قید خانہ میں ایک پتھر آکر گرا اس میں ایک رقعہ اور ایک استرہ لپٹا ہوا تھا۔ رقعہ میں تھا کہ تم لوگوں کو جو وصیت یا عہد کرنا ہو کر لو۔ فلاں تاریخ تک قاصد آئے گا۔ قاصد آیا لیکن تکبر کی آواز بلند نہ ہوئی وہ حکم لے کر آیا تھا کہ قیدیوں کو میرے پاس بھیج دو۔ لہذا ابن زیاد نے سرداروں اور قیدیوں کو یزید کے پاس بھیج دیا۔

یزید کی لاف زنی | حسینؓ کا سر دیکھ کر یزید نے کہا جانتے ہو ان کا یہ انجام کیوں ہوا۔ یہ کہتے تھے کہ ان کے باپ میرے باپ سے بہتر تھے، ان کی ماں فاطمہؓ میری ماں سے بہتر تھیں ان کے جد رسول اللہؐ میرے جد سے بہتر تھے اور یہ خود مجھ سے بہتر ہیں اور خلافت کا مجھ سے بڑھ کر حق رکھتے ہیں۔ اپنے باپ کو جو میرے باپ سے بہتر کہتے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ میرے باپ نے ان کے باپ سے محاکمہ کیا۔ اور لوگ جانتے ہیں کہ کس کے حق میں حکم ہوا۔ اپنی ماں کو جو میری ماں سے بہتر کہتے تھے تو اس میں شک نہیں، کہ فاطمہؓ رضی اللہ عنہا رسول اللہؐ میری ماں سے بہتر ہیں اور ان کا یہ کہنا کہ ان کے جد میرے جد سے بہتر تھے تو اس میں بھی

کوئی شک نہیں کیونکہ جو شخص خدا اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہے اس کی نظر میں رسول اللہ کا مثل و نظیر نہیں ہو سکتا لیکن ان پر یہ بلا و مصیبت ان کی سمجھ کی طرف سے آئی اور انہوں نے یہ آیت نہیں پڑھی۔ (ترجمہ آیت) کہو! اے پیغمبر! اے ملک کے مالک خدا تو جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور تو جس سے چاہتا ہے ملک لے لیتا ہے، تو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور تو جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ تیرے ہی دست قدرت میں بنی ہے اور تو ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

ایک اور روایت ایک روایت ہے کہ اہل کوفہ سر حسین لیکر جب مسجد دمشق میں داخل ہوئے تو مروان بن حکم نے ان سے پوچھا تم نے کیا کیا انہوں نے کہا کہ ان میں سے اٹھارہ شخص ہم لوگوں میں وارد ہوئے تھے۔ ہم نے سب کو قتل کر دیا۔ یہ ان کے سر اور تیزی ہیں۔ یہ کہتے ہی مروان تو دباؤ سے دوڑتا ہوا چلا گیا لیکن اس کا بھائی یحییٰ ان کے پاس آکر پوچھنے لگا کہ تم نے کیا کیا۔ انہوں نے جو کچھ مروان سے کہا تھا وہی یحییٰ سے کہہ دیا۔ یحییٰ نے کہا تم لوگ قیامت کے دن محمد کی شفاعت سے محروم ہو چکے ہو۔ میں تو اب کمی امر میں کبھی بھی تمہارا ساتھ نہیں دوں گا۔ یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلا گیا۔

یزید اور ابو بکر اسلمی اس کے بعد یزید نے لوگوں کو دربار میں آنے کا اذن دیا آئے تو دیکھا کہ آپ کا سر یزید کے سامنے رکھا ہوا ہے۔ یزید کے ہاتھ میں چھڑی ہے وہ آپ کے دانتوں کو چھڑی سے چھڑ رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ ان کی اور میری مثال وہ ہے جو حسین بن حمام مری نے کہی ہے یفلقنہا ما من رجال احبہ والینادھم کافوا الحق واطلما۔

ہماری تواریں اپنے ہی پیاروں کے سر اڑا دیتی ہیں وہ بھی تو بڑے نافرمان اور بڑے ظالم تھے۔ صحابی رسول ابو بکر اسلمی نے دیکھ کر کہا۔ اے یزید تیری چھڑی اور حسین کے دانت! ارے تیری چھڑی کس مقام پر ہے میں نے اسی جگہ کو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چومتے تھے۔ سن لے قیامت کے دن تیرا حشر ابن زیاد کے ساتھ اور حسین کا حشر محمد کے ساتھ ہو گا یہ کہہ کر وہ دربار سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

شہادت حسین کی اطلاع مدینہ میں ابن زیاد نے جب حسین کو قتل کیا اور ان کا سر اس کے پاس آچکا تو عبدالملک اسلمی کو بلا کر کہا تو خود مدینہ جا کر عمر بن سعید کو قتل حسین کی خوشخبری سنا۔ عمرو اس زمانہ میں مدینہ کا گورنر تھا۔ عبدالملک نے اس حکم کو ٹالنا چاہا۔ ابن زیاد تو ناک پڑھی نہیں بیٹھنے دیتا تھا۔ اسے جھڑک دیا اور کہا ابھی جاؤ اور مدینہ تک خود کو پہنچاؤ اور دیکھ تجھ سے پیشتر یہ خبر مدینہ نہ پہنچنے پائے کچھ دینار بھی اس کو دیئے اور تاکید کی کہ سستی نہ کرنا۔ تیرا ناقد اگر راستے میں رہ جائے تو دوسرا ناقہ خرید لیں۔ عبدالملک مدینہ میں پہنچا تو قریش میں سے ایک شخص اس کو پوچھنے لگا کیا خبر ہے اس نے جواب دیا

خبر امیر سے کہنے کی ہے۔ یہ سن کر قریشی نے کہا قتل حسین و حمین مارے گئے) انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عبدالملک عمرو بن سعید کے پاس گیا وہ دیکھتے ہی کہنے لگا وہاں کی کیا خبر لایا ہے۔ اس نے کہا۔ آپ کے خوش ہونے کی خبر ہے حسین ابن علیؑ مارے گئے۔ اس نے کہا اس کی منادی کو در عبدالملک کہتا ہے میں نے قتل حسینؑ کی منادی کی تو اس کو سنکر بنی ہاشم کی مستورات نے اپنے اپنے گھروں سے ایسا لوحہ اور ماتم شہادت حسینؑ پر کیا کہ میں نے کبھی نہیں سنا تھا۔ اس پر عمرو بن سعید (یعین) نے منہس کر یہ شعر عمرو بن سعدی کا پڑھا (ترجمہ شعر) جس طرح ہماری خواتین روٹی پیٹی تھیں۔ جنگ لارنب میں اس طرح عبدالمدان دلسے بنی زیاد کی عورتیں بھی روٹی پیٹیں۔ عمرو بن سعید نے کہا عثمان بن عفان کے قتل پر جو بے یار و نزاری ہوئی تھی یہ لوحہ و ماتم اسی کے بدلے میں ہے اس کے بعد منبر پر گیا اور قتل حسینؑ کی خبر بیان کی۔

حضرت عبداللہ بن جعفر | پہنچی تو آپ کے بعض خادم اور دو سکر لگ پر سہ دینے کے لیے ان کے پاس آئے۔ ایک غلام شاید ابوالسلاسل تھا کہنے لگا یہ مصیبت ہم پر حسینؑ کی وجہ سے ہے۔ عبداللہ بن جعفر نے یہ سن کر اسے جوتا کھینچ مارا اور کہا ادھر ہی عورت کے بچے حسینؑ کے متعلق یہ کہتا ہے واللہ اگر میں خود وہاں ہوتا تو ہرگز ان سے جدا نہ ہوتا اور یہی چاہتا کہ ان کے ساتھ میں بھی قتل ہو جاؤں۔ واللہ وہ تو ایسے ہیں کہ ان دو بیٹوں کے عوض میں اپنی جان ان پر فدا کرتا۔ ان دونوں کی مصیبت کو تو میں مصیبت ہی نہیں سمجھتا انہوں نے میرے بھائی اور میرے ابن عم کے ساتھ ان کی رفاقت میں صبر و رضا کے ساتھ اپنی جان دی ہے یہ کہہ کر اپنے ہمنشینوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا شکریہ خدا کا جس نے شہادت حسینؑ کے غم و ماتم میں مبتلا کیا۔ اگر حسینؑ کی نصرت میرے ہاتھ سے نہیں ہوتی تو میرے فرزندوں سے تو ہوتی۔

ام لقمان بنت عقیل کا لوحہ | جب اہل مدینہ کو شہادت حسینؑ کی خبر ملی تو ام لقمان بنت عقیل اپنے خاندان کی عورتوں کو ساتھ لیے ہوئے نکلیں، ان کا سر کھلا ہوا تھا۔ چادر کو سنبھالتی جاتی تھیں اور یہ کہہ رہی تھیں ماذا تقولون اذا قال النبیؐ لکم ماذا فعلتم وافتواخبر الامم۔ بعترقی واهلی بعد مفتقدی۔ منهم اساری ومنهم ضربوا بدم۔ لوگو کیا جواب دو گے پیغمبر کو جب وہ تم سے یہ بات پوچھیں گے کہ تم نے نبیؐ آخر الزماں کی اُمت ہو کر میری عزت اور میرے اہل بیت کے ساتھ کیا سلوک کیا ان میں سے کچھ امیر ہیں اور کچھ خاک و خون آلودہ ہیں۔

حکماء قتل حسینؑ کی طلبی | عمر بن سعد سے قتل حسینؑ کے بعد ابن زیاد نے کہا وہ رقمہ جو میں نے قتل حسینؑ کے لیے تمہیں لکھا تھا وہ کہاں ہے۔ ابن سعد نے کہا۔ میں تیرا حکم

بجلائے میں مصروف رہا اور وہ رقعہ ضائع ہو گیا۔ کہا نہیں وہ رقعہ لے آؤ۔ کہا وہ جانا رہا۔ واللہ وہ رقعہ مجھے دے دے کہا وہ رقعہ سجدا اس لیے رکھا ہوا ہے کہ مدینہ میں قریش کی بڑی بوڑھی بیبیوں کے سامنے معذرت کے طور پر پڑھا جائے گا۔ سن میں نے حسینؑ کے بارے میں ایسی خبر خواہی کی باتیں تجھ سے کہیں کہ اگر اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے کہتا تو ان کا حق ادا کر دیتا۔ یہ سن کر ابن زیاد کا بھائی عثمان بن زیاد کہنے لگا۔ واللہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ حسینؑ قتل نہ ہوتے چاہے اس میں ابن زیاد کی ناک میں نکیل چڑھا دی جاتی۔ سجدا عبد اللہ نے بھائی سے یہ سن کر کچھ بڑا تہیں منایا جس دن حسینؑ شہید ہوئے ہیں۔ اسی دن صبح کو مدینہ میں یہ آواز آئی حسینؑ کے قاتلوں تہیں عذاب اور رسوائی مبارک ہو۔ تمام اہل آسمان ملائکہ اور نبی و تمام پر بد دعا کرتے ہیں۔ تم پر سلیمان، موسیٰ اور عیسیٰؑ نے لعنت کی ہے۔ عمرو بن عکرمہ کہتا ہے۔ میں نے یہ آواز خود سنی اور عمرو بن عبیدہ دم کلیجی کہتا ہے کہ میرے باپ نے بھی یہ آواز سنی تھی۔

شہداء بنی ہاشم
حسینؑ بن علیؑ جب شہید ہوئے تو ان کے ان کے عزیزوں اور انصار کے سر ابن زیاد کے پاس لائے گئے۔ بنی کندہ قبیلہ سر لے کر آئے ان کا سردار قیس بن اشعث تھا۔ بنی ہوازن میں سر لائے۔ ان کا سردار شمر ذی الجوشن تھا۔ بنی تمیم سترہ سر لائے۔ بنی اسد چھ، بنی مذحج سات اور باقی لشکر والے بھی سات سر لائے۔ یہ سب سترہ سر ہوئے۔ شہدائے کربلا۔

(۱) شہداء میں حسین بن علیؑ ہیں۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہؐ ہیں۔ سنان بن انس نے آپ کو شہید کیا اور خولی بن یزید آپ کا سر لے کر آیا۔

(۲) عیسا کس بن علیؑ ہیں ان کی والدہ ام البنین ہیں آپ کو زید بن وقار اور حکیم بن طفیل نے شہید کیا۔

(۳) جعفر بن علیؑ ان کی والدہ بھی ام البنین ہیں۔

(۴) عبد اللہ بن علیؑ ان کی والدہ بھی ام البنین ہیں۔

(۵) عثمان بن علیؑ ان کی والدہ بھی ام البنین ہیں۔ خولی بن یزید نے تیر مار کر ان کو شہید کیا۔

(۶) محمد بن علیؑ ان کی والدہ کثیرہ ہیں۔ انہیں قبیلہ ابان کے ایک شخص نے شہید کیا۔

(۷) ابو بکر بن علیؑ ان کی مال لیلیٰ بنت مسعود ہیں۔ ان کے شہید ہونے میں بعض مورخین کو شک بھی ہے۔

(۸) علی بن الحسین ان کی والدہ لیلیٰ بنت البقرہ ہیں۔ یہ میمونہ بنت البرسفیان بن حرب کی بیٹی ہیں۔ ان کو مرہ

بن منافق عبدی نے شہید کیا۔ (۹) عبد اللہ بن حسینؑ ان کی والدہ رباب بنت امرؤ القیس ہیں ان کو ہانی بن غثیت

نے شہید کیا (۱۰) ابو بکر بن حسنؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ ان کی والدہ کثیرہ تھی ان کو عبد اللہ بن عقبہ غزی نے شہید کیا۔

(۱۱) عبد اللہ بن حسنؑ ان کی والدہ بھی کثیرہ تھیں۔ ان کو حرط بن کاہن نے تیر مار کر شہید کیا۔ (۱۲) قائم بن حسنؑ ان کی

والدہ بھی کینز تھیں۔ ان کو سعد بن عمرو زدی نے شہید کیا۔ (۱۳) عون بن عبد اللہ بن جعفر ان کی والدہ جمانہ بنت
 مسیب تھیں۔ ان کو عبد اللہ بن قطبہ نے شہید کیا۔ (۱۴) محمد بن عبد اللہ بن جعفر ان کی ماں خود ماہ بنت خصفہ تھیں۔
 ان کو عامر بن نہشل نے شہید کیا۔ (۱۵) جعفر بن عقیل ان کی والدہ ام النبیین بن شقر تھیں ان کو بشر بن عوط مہدانی
 نے شہید کیا۔ (۱۶) عبد الرحمن بن عقیل ان کی والدہ کینز تھیں ان کو عثمان بن خالد حنبی نے شہید کیا۔ (۱۷) عبد اللہ
 بن عقیل ان کی والدہ کینز تھیں ان کو عمرو بن صبح نے حیر مار کر شہید کیا (۱۸) مسلم بن عقیل ان کی والدہ بھی کینز
 تھیں یہ کوفہ میں شہید ہوئے اور (۱۹) عبد اللہ بن مسلم ان کی والدہ رقیہ بنت علی تھیں۔ رقیہ کی والدہ کینز
 تھیں ان کو بھی عمرو بن صبح نے شہید کیا۔ بعض اُسید بن مالک کا کہتے ہیں (۲۰) محمد بن ابی سعید بن عقیل ان کی
 والدہ بھی کینز تھیں ان کو لقط بن یاسر حنبی نے شہید کیا۔ حسن بن حسن کم سن سمجھے گئے ان کی والدہ عولہ بنت منظور
 خرازی تھیں اور عمرو بن حسن بھی کم سن سمجھے گئے ان کی والدہ بھی کینز تھیں یہ دونوں صاحبزادے شہادت سے
 بچ گئے۔ آپ کے غلاموں میں سے سلیمان قتل ہوئے۔ ان کو سلیمان بن عوف حضرمی نے شہید کیا۔ اور منہج بھی
 آپ کے غلام ہیں یہ بھی آپ کے ساتھ شہید ہوئے (۲۱) عبد اللہ بن مقطر آپ کے رضاعی بھائی (امام حسن کے رضاعی
 بھائی یا کسی اور فرزند علی کی نسبت سے رضاعی بھائی ہوں گے) کوفہ میں شہید ہوئے۔ (روانگی مدینہ کا واقعہ
 اصل کتاب میں پہلے ذکر ہے ہم نے بعد میں لکھا ہے)

یزید نے نعمان بن بشیر سے کہا اے نعمان ان لوگوں کی روانگی کا سامان
 ایسا ہو مناسب کرو اور ان کے ساتھ اہل شام میں سے کسی ایک ایسے

اہل بیت کی مدنیہ واپسی

شخص کو بھیج دو جو امانت دار اور نیک کردار ہو اس کے ساتھ اور خادم ہوں۔ اور وہ انہیں مدنیہ پہنچا
 دے۔ اس کے بعد ان کے لیے ایک علیحدہ مکان کا بندوبست کیا گیا۔ (جناب زینب کی خواہش کے مطابق) تو
 آل معاویہ سے کوئی عورت ایسی نہ ہوگی جو سین کے لیے نوصہ وزاری کرتی ہوئی ان کے پاس نہ آئی ہو۔ غرض نبین
 دن تک وہاں مصروف تھیں تاہم بھائی گئی (بھیر) وہ شخص جو رہنائے سفر تھا ان کے ساتھ روانہ ہوا۔ رات بھر قافلے
 کے ساتھ ساتھ اس طرح رہتا کہ سارا قافلہ اس کی نگاہ کے سامنے ہوتا۔ جب یہ لوگ کہیں اترتے تو وہ خود اتر
 اس کے ساتھ قافلہ سے ادھر ادھر ہو جاتے جو اقلیہ کہ پاسبانوں کا ہوتا ہے اور وہ خود ان سے اہل طرح علیحدہ
 اترتا تھا کہ اگر کسی شخص نے دھوکہ نہا ہوتا یا قضاے حاجت کے لیے جاتا تو اسے کچھ دقت پیش نہ آتی۔ اسی طرح
 اس خاوادہ کو راحت و آرام سے ان کی ضروریات کو پچھتا ہوا ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آتا ہوا مدنیہ میں ان
 کو لے آیا۔ فاطمہ بنت علی نے اپنی بہن جناب زینب سے عرض کیا پیارے بہن یہ مرد شامی ہمارے ساتھ دوران
 سفر بڑا اچھا پیش آیا ہے اسے کچھ انعام دینا چاہیے۔ فرمایا سبحا میرے پاس تو سوائے میرے (معمولی) زلیور کے کچھ

بھی نہیں ہے جو اسے انعام میں دول۔ فاطمہ نے کہا اچھا ہم دونوں نہیں اپنا اپنا ذریعہ اسے انعام میں دے دیں غرض دونوں بیبیوں نے اپنے اپنے لنگن اور بازو بند اتار کر رہنمائے سفر کے پاس بھیجے اور اس سے معذرت کے ساتھ کہلا بھیجا کہ راستے میں جس خوبی سے تم ہم سے پیش آتے ہو یہ اس کا کچھ صلہ ہے اس نے جواب میں کہلا بھیجا۔ میں نے جو خدمت کی ہے اگر طبع دنیا میں کی ہوتی تو آپ کے اس زیور سے بلکہ اس سے کم پر بھی میں خوش ہو جاتا لیکن واللہ میں نے جو خدمت کی ہے وہ محض خوشنودی خدا اور رسول اللہ سے جو آپ کی قربت ہے اس خیال سے کی ہے۔

عبداللہ بن عمر | شہادت حسین کے بعد ابن زیاد نے بزرگان کوفہ میں سے عبید اللہ بن حر کو تلاش کیا اور اسے نہ پایا کچھ دنوں بعد ابن حر خود ہی ابن زیاد کے پاس آیا تو اس نے پوچھا تم کہاں تھے کہنے لگا میں بیمار تھا۔ اس نے پوچھا دل کی بیماری تھی یا جسم کی۔ اس نے کہا دل تو میرا بیمار نہیں تھا اور جسم کی بیماری سے اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت عنایت فرمائی ہے۔ ابن زیاد نے کہا تو جھوٹا ہے تو ہمارے دشمن کے ساتھ شریک تھا۔ اس نے کہا اگر میں تیرے دشمن کے ساتھ شریک ہوتا تو کوئی تو مجھے دیکھتا۔ میرا شریک ہونا ایسا تھا کہ چھپا رہتا۔ اس کے بعد ابن زیاد کسی اور شخص کا طرف متوجہ ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ابن حر وہاں سے نکلا اور گھوڑے پر سوار ہوا ہی تھا ابن زیاد نے پوچھا ابن حر کہاں گیا لوگوں نے بتایا ابھی باہر نکلا ہے۔ کہنے لگا اسے میرے پاس لاؤ پولیس والے دوڑے اور کہا کہ امیر کے پاس چلو ابن حر نے گھوڑے کو دوڑا دیا اور کہا جا کہ کہ دو والدہ خود سے تو میں کبھی تیرے پاس نہیں آؤں گا۔ یہ کہہ کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ احمد بن زیاد دھاتی کے گھر آکر اتر آیا یہاں اس کے ساتھ تھی اس کے پاس آکر جمع ہو گئے۔ یہاں سے روانہ ہو کر کربلا میں آیا اس نے اور اس کے رفقاء نے شہداء کی زیارت کی اس کے بعد مدائن کی طرف نکل گیا۔

عبید اللہ بن حر کا مرتبہ | اس بارے میں اس نے یہ اشعار پڑھے (ترجمہ اشعار) یہ امیر خود بھی دعا پیشہ ہے اور اس کا باپ بھی دعا پیشہ تھا مجھ سے کہتا ہے کہ تم نے حسین بن فاطمہ سے قتال کریں نہیں کیا ہائے مجھے تو یہ ندامت ہے کہ میں نے ان کی نصرت کیوں نہیں کی۔ سچ ہے کہ جس نفس کی اصلاح نہ کی جائے اسے پشیمان ہونا پڑتا ہے۔ اس وجہ سے کہ میں ان کے انصار میں نہیں تھا۔ مجھے حسرت رہے گی حسرت مجھ کی ایسی جو کبھی دل سے نہیں نکلے گی اور ہمیشہ رہے گی۔ خداوند عالم ان لوگوں کی روحوں کو بارانِ رحمت سے سیراب کرے جو ان کی نصرت پر کمر باندھ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

”ان کے مزاروں اور ان کی قتل گاہوں پر میں جا کر کھڑا ہوا تو کلیجہ چھٹنے لگا اور آنکھ کے آنسو اُمڈ آئے۔“

قسم کھا کر کہوں گا کہ جو لوگ میدانِ وفا میں ثابت قدم رہے جو نصرت کے لیے دوڑ پڑے اور وہ تو دریائے زخار تھے۔

”انہوں نے پیغمبر کے نواسے کی غنچاوری کی۔ اپنی تلواروں سے ان کی مدد کی وہ شیر بیشہ تھے ضرغام تھے۔“
 ”وہ قتل تو ہو گئے لیکن روئے زمین پر کوئی نیک نفس ایسا نہ ہوگا جو اس واقعہ سے غم و غصہ میں مبتلا نہ ہوا ہو۔“
 ”کسی نے ایسے لوگ نہ دیکھے ہوں گے جو مرتے وقت نورانی چہرے والے اور زبرگاہان دین ہوں۔“
 تو انہیں ظلم و جور سے قتل کرے پھر ہم سے دوستی کی امید رکھے اس خیال کو چھوڑے ہماری خصلت الٰہی نہیں ہے۔
 یس تم کھا کر کہتا ہو کہ ان لوگوں کو قتل کر کے تم نے یہیں ذلیل کر دیا اور پھر اے زن و مرد کے دلوں میں
 تمہاری طرف سے کینہ پیدا ہو گیا ہے۔“
 ”میں بار بار ارادہ کرتا ہوں کہ ان ظالموں کے گردہ پر جنہوں نے حق کو چھوڑ دیا ایک لشکر عظیم کے ساتھ حملہ کروں۔
 بس بیٹھ نہیں تو ایسے لشکر کو لے کر تم کو منتشر کروں گا جبکہ تمہارے لیے دیالہ کے حلوں سے بھی شدید تر ہوگا۔“

باب ۱۲

ابن زبیر کا اہل مکہ سے خطاب | اسی سال ابن زبیر نے یزید کی مخالفت کی۔ جب حسینؑ شہید ہو گئے تو ابن زبیر نے اہل مکہ سے محمدؐ و صلوات کے بعد اس بارے میں تقریر کی اس واقعہ کو بہت عظمت دی۔ اہل کوفہ کو خصوصاً اور اہل عراق کو عموماً ملامت کی اور کہا کہ اہل عراق چند لوگوں کے سوا سب کے سب غدار و بدکار ہیں اور بدترین اہل عراق کوفہ والے ہیں جنہوں نے حسینؑ کو اس لیے بلایا کہ ان کی نصرت کریں گے۔ ان کو اپنا فرمانروا بنائیں گے۔ جب وہ ان کے پاس چلے گئے تو ان سے لڑنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا تو اپنا ہاتھ ہمارے ہاتھ میں دے دو۔ ہم تمہیں بغیر لڑے بھڑے ابن زیاد پسر سمیہ کے پاس بھیج دیں گے کہ وہ جو سداک آپ سے کرنا چاہے کرے نہیں تو ہم سے جنگ کرو۔۔۔۔۔ لیکن وہ عزت سے مرجانا اس بُری زندگی سے بہتر سمجھے۔ خدا حسینؑ پر رحم کرے اور ان کے قاتل کو ذلیل کرے۔۔۔ کیا حسینؑ کے بعد بھی ہم ان لوگوں سے اطمینان کر سکتے ہیں کیا ان کی بات کو ہم مان سکتے ہیں، کیا ان کے جہاد پیمان کو ہم قبول کر سکتے ہیں۔ نہیں نہیں ہم انہیں اس لائق نہیں سمجھتے۔ سنو واللہ ان لوگوں نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو زیادہ تر قائم اللیل اور اکثر صائم النهار تھا۔ ان سے بڑھ کر ریاست و حکومت کا حقدار اور دینی فضل میں امامت کا سزاوار تھا واللہ وہ ایسے نہ تھے کہ قرآن کے بدلے تمنا کریں اور خوف خدا میں رونے کے بدلے گیت گایا کریں وہ ایسے نہ تھے کہ روزے چھوڑ کر شراب پییں اور حلقہ ذکر و تکرار سے

تھا کہ شکار کے لئے سوار ہوں (یہ ابن زبیر کی زبرد پٹنہ تھی) اب یہ لوگ گمراہ اور تباہ ہو جائیں گے۔ ابن زبیر کی یہ تہذیبیں کہ اس کے ساتھی اس کی طرف دوڑے اور کہا اسے شخص اپنی بیعت کا اعلان کر دے۔ جب حسین نے اسے تو اب کون تم سے اختلاف میں نزاع کرے گا۔ ابن زبیر چھپ چھپ کر لوگوں سے بیعت لیا کرتا تھا اور ظاہر یہ کرتا تھا کہ وہ خانہ کعبہ میں پناہ لینے آیا ہے اس نے اپنے ساتھیوں کو جواب دیا کہ ابھی جلدی نہ کرو۔

۶۲ھ کے واقعات

اشرفِ مدینہ کا وفد | یزید نے ولید کو معزول کر کے اس کی جگہ عثمان بن محمد بن ابی سعیدان کو مدینہ کا حاکم بنایا اس نے اہل مدینہ کا ایک وفد یزید کے پاس روانہ کیا۔ اس وفد میں عبداللہ بن حنظلہ الضاری غیل الملائکہ، عبداللہ بن عمر دخرمی، منذر ابن زبیر اور بہت سے دیگر اشرفِ مدینہ تھے یزید کے پاس آئے تو وہ اکرام و احسان سے پیش آیا اس نے سب کو انعام و جائزہ سے سرفراز کیا۔ سوائے منذر کے یہ سب لوگ مدینہ واپس آئے منذر بصرہ میں ابن زیاد کے پاس چلا گیا۔ منذر کو بھی ایک لاکھ درہم یزید نے بطور انعام دیئے تھے۔

یزید کا کردار | ان لوگوں نے مدینہ میں آکر اہل مدینہ کے سامنے یزید کو سب و شتم کرنا شروع کیا اور کہا ہم ایسے شخص کے پاس سے ہو کر آ رہے ہیں جن کا کوئی دین نہیں، شراب پیتے ہیں، بھانڈے بجاتے ہیں اس کی مجلس میں لگانے والی عورتیں لگانے لگاتی ہیں، کتوں سے کھیلتے ہیں، بچوں اور لونڈیوں کے ساتھ رات گزارتا ہے۔ تم سب لوگ گواہ رہو ہم نے اسے خلافت سے معزول کیا۔ یہ سن کر دیگر لوگوں نے بھی ان کی اتباع کی۔

عبداللہ بن حنظلہ کی بیعت | سب مل کر عبداللہ بن حنظلہ غیل الملائکہ کے پاس آئے اور اس کی بیعت کر لی اور اسے اپنا حاکم بنالیا۔ منذر بھی بصرہ سے حجاز روانہ ہوا۔ اہل مدینہ سے ملا۔ اور ان لوگوں میں شامل ہو گیا جو یزید کی مخالفت پھیلا رہے تھے وہ کہا کرتا تھا کہ یزید نے مجھے ایک لاکھ درہم دیئے ہیں لیکن اس کا یہ سلوک اس بات سے مجھے نہیں روک سکتا کہ میں اس کا حال تم سے نہ کہوں اور سچ بیان نہ کروں۔ واللہ وہ شراب پیتا ہے ایسا مست ہو جاتا ہے کہ نماز کا بھی ہر شے نہیں رہتا۔ اس کے ساتھ والوں حنظلہ یزید کی جو حرکتیں بیان کی تھیں ویسی ہی اس نے بیان کیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بیان کیں۔

۳۳۳ کے واقعات

مسلم بن عقبہ کی وائگی مدینہ | تمام بنی امیہ کی طرف سے ایک خطیہ زید کو لکھا گیا کہ ہم لوگ مردان کے گھر حضور ہیں۔ ہم پر پانی بند ہے اور اناج ہم خود پھینک آتے ہیں فریاد۔

فریاد۔ الفرض یہ منادی (شام میں) ہو گئی کہ لوگو حجاز کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ اپنا اپنا وظیفہ لہرا لے لو اور اس کے علاوہ سو سو دینار ہر شخص کو بطور اعانتہ دیئے جائیں گے۔ بارہ ہزار آدمی حجاز کی طرف جانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور زید نے ابن زیاد کو بھی لکھا تھا تو ابن زبیر سے لڑنے کو روانہ ہو۔ اس نے کہا کہ اس فاسق کے لیے یہ دو دو گناہ میں اپنے سر نہ لوں گا۔ ایک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نواسے کو قتل کر دیں۔ دوسرے خانہ کعبہ پر حملہ کر دیں۔ مرجانہ عبید اللہ کی مال سچی عورت تھی۔ جب اس نے حسین کو شہید کیا تو وہ کہتی تھی کہ تیرا رُبا ہو۔ یہ تو نے کیا کیا۔ یہ کیسی حرکت کرنے کی۔

زید کی مسلم بن عقبہ کو ہدایات | یہ لشکر مسلم بن عقبہ کی سرکردگی میں زید کی طرف سے روانہ ہوا۔ زید نے اس کو حکم دیا کہ اگر تم پر کچھ بن جائے تو لشکر کا رئیس حصین

بن زبیر کو بنانا اور لوگوں کو تین دن تک جہلت دینا مان جائیں تو بہتر۔ ورنہ ان سے جنگ کرنا۔ حبشہ کو غلبہ حاصل ہو جائے تو تین دن تک مدینہ کو لٹنا۔ وہاں کا مال روپیہ، ہتھیار اور غلہ لشکریوں کا مال ہے۔ تین دن کے بعد لٹنا موقوف کر دینا۔ (بنی امیہ کے جو افراد مدینہ میں تھے انہیں مدینہ سے یہ عہد و پیمان لے کر نکال دیا گیا تھا کہ وہ اہل مدینہ کے دشمن کی کسی قسم کی مدد نہیں کریں گے)

امام زین العابدین کا مردان کے اہل و عیال کو پناہ دینا | بنی امیہ جب شام کی طرف روانہ ہوئے تو مردان کی بیوی جو ابان بن مردان کی مال تھی۔ یعنی عائشہ

بنت عثمان بن عفان اس نے مردان کے تمام ساز و سامان کے ساتھ جناب علی بن الحسینؑ کے یہاں آکر پناہ لی تھی (ہوایوں) کہ بنی امیہ جب مدینہ سے نکالے گئے تو مردان نے عبداللہ بن حضرت عمر سے کہا کہ میرے اہل و عیال اپنے پاس چھپا رکھو لیکن ابن عمر نہ مانے۔ علی بن الحسینؑ سے جب مردان نے کہا مجھے آپ سے قرابت ہے اور میرے اہل بیت آپ کے اہل بیت کے ساتھ رہیں گے تو انہوں نے منظور کر لیا۔ لہذا مردان نے اپنے اہل و عیال علی بن الحسینؑ کے یہاں بھیج دیئے۔ آپ اہل لوگوں کو اپنے خانوادہ کے ساتھ لے کر مقام یثرب میں چلے آئے اور وہیں سب کو رکھا۔

مسلم بن عقبہ مدینے میں | ابن عقبہ زمین حرہ پر سے ہوتا ہوا مشرق کی طرف اہل مدینہ کے مقابل میں جا کر اترا۔ اس نے سب کو بلا کر کہا اے اہل مدینہ "امیر المؤمنین" زید کا یہ

خیال ہے کہ تم لوگ اصل ہو۔ تمہارا خون بہا نہ مجھے گوارا نہیں، تمہارے لیے تین دن کی مدت میں مقرر کرتا ہوں۔ جو کوئی تم میں سے باز آ جائے گا اور حق کی طرف رجوع کرے گا۔ اس کا عذر مستبول کریں گے اور یہاں سے واپس چلے جائیں گے اور اس لمحہ کی طرف جو مکہ میں ہے (ابن زبیر) متوجہ ہوں گے۔ تین دن ہو گئے تو مسلم نے کہا تین دن ہو گئے اب کہو کیا منظور ہے ملاپ کرتے ہو یا لڑنا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم لڑیں گے۔ اس نے کہا ہرگز ایسا نہ کرو۔ اطاعت گزار کی اختیاری رکرو۔ ہم تم مل کر اس لمحہ پر اپنا زور ڈالیں گے جس نے بے دین فاسقوں کو اپنے گرد جمع کر لیا ہے۔ اہل مدینہ نے کہا او دشمن خدا واللہ اگر تم مکہ جانے کا ارادہ رکھتے ہو تو جنگ کے بغیر ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔ کیا ہم تم کو اس بیٹے پھوڑ دیں کہ تم خانہ کعبہ پر حملہ کرو۔ وہاں کے رہنے والوں کو خوف و ہراس میں ڈالو۔ وہاں محدود کی سی حرکتیں کرو، بیت اللہ کی میجر متی کرو۔ نہیں نہیں واللہ یہ ہم سے نہیں ہوگا۔ مسلم اپنے سب لوگوں کو ساتھ لے کر زمین حرہ کی طرف کوفہ کی راہ پر گیا اور وہاں اپنا خیمہ نصب کر دیا۔ پھر سواروں کے ایک رسالہ کو ابن عسیل کے مقابلے کے لیے بھیجا (اس جنگ میں ابن عسیل اور سب سے زیادہ فضل بن عباس نے شجاعت کے جوہر دکھائے) بالآخر اہل مدینہ پر مسلم کی فوج کا غلبہ ہو گیا اور اہل مدینہ شکست کھا گئے۔ چونکہ فضل اور عبداللہ بن حنظلہ عسیل ملائے کہ شہید ہو گئے تھے اب مسلم نے تین دن تک مدینہ کی لوٹ مار شامیوں کی طرح قرار دی۔ لہذا وہ لوگوں کو قتل کرتے پھرتے اور ان کا مال لوٹ لیتے تھے۔ صحابہؓ میں سے جو لوگ مدینہ میں تھے وہ ہر اسان تھے۔ مسلم لوگوں سے کہتا کہ اس بات پر سمجھتے کہ ”تم سب کے سب نیرید بن معاویہ کے غلام ہو“ اس کے بعد علی بن الحسینؑ کو مسلم کے سامنے لائے آپ نے مردان کے ساتھ یہ سلوک کیا تھا کہ جس زمانہ میں بنی امیہ مدینہ سے نکلے گئے تو آپ نے مردان کے مال و متاع اور اس کی بیوی ام ابان دختر حضرت عثمان کو لٹنے سے بچا لیا اور اپنے ہاں پناہ دی تھی پھر جب ام ابان طائف کی طرف جانے لگی تو آپ نے اس کی حفاظت کے لیے اپنے فرزند عبداللہ کو ساتھ کر دیا تھا۔ جب علی بن الحسینؑ کو مسلم کے پاس لائے تو اس نے پوچھا یہ کون ہیں بت یا گیا کہ علی بن الحسینؑ وہ کہنے لگا تشریف لائیے تشریف لائیے۔ اور آپ کو اس نے اپنے قالین اور تخت پر اپنے پہلو میں بٹھایا اور کہنے لگا ”امیر المؤمنین“ نے آپ کے بارے میں پہلے ہی مجھ سے کہہ سن لیا ہے اور وہ کہتے تھے کہ بد باطن لوگوں نے آپ سے حسن سلوک کرنے سے مجھے دور رکھا۔ پھر کہنے لگا۔ آپ کے یہاں آنے سے آپ کے اہل و عیال کو تشویش ہو رہی ہوگی۔ آپ نے فرمایا سچا یہی بات ہے۔ اس نے اپنی سواری کا گھوڑا منگوایا اس پر سار ڈالا اور آپ کو اس گھوڑے پر سوار کر کے واپس کر دیا۔ (یہ ایک معجزہ کی بنا پر تھا۔)

۶۴ھ کے واقعات

مسلم بن عقبہ کی مکہ کی جانب ہجرت | مسلم جب مدینہ والوں سے فارغ ہوا اور اس کے لشکر والے تین دن تک شہر کو لوٹ چکے تو وہ ان سب کو لیکر

مکہ کی طرف چلا۔ مقام مشلل تک آخر محرم ۶۴ھ میں پہنچا تھا کہ اسے موت آگئی۔ مرتے وقت وہ حصین بن نمیر کو یزید کے حکم کے مطابق امیر شکر مقرر کر گیا اور اس سے کہا چار باتیں ہیں تجھ سے کہتا ہوں۔ بہت جلدی روانہ ہو جانا اور فوراً لڑائی شروع کر دینا۔ قبروں کو پوشیدہ رکھنا اور قریش میں سے کسی کی بات نہ سننا۔ اس کے بعد وہ سر گیا اور مشلل میں دفن ہوا۔

ابن نمیر کی مکہ پر فوج کشی | مسلم مر گیا تو ابن نمیر لشکر کو لے کر ابن زبیر سے لڑنے مکہ کی طرف روانہ ہوا ابن زبیر نے اپنے بھائی منذر کو جنگ کے لیے بھیجا وہ مارا گیا تو عبداللہ بن ابی

زناؤنیک کرکھڑا ہو گیا اور رات ہونے تک اپنے ساتھیوں کو جنگ پر آمادہ کرتا رہا۔ اس کے بعد دشمن پلٹ گئے اور یہ پہلا حصار تھا اس کے بعد بقیہ محرم اور سارا ماہ صفر اہل شام نے ابن زبیر سے جنگ و جدال میں گدنا۔

خانہ کعبہ پر سنگباری | ربیع الاول ۶۴ھ کی تیسری تاریخ ہفتے کے دن شامیوں نے خانہ کعبہ پر یخینق سے پتھر برسائے اور آگ لگا دی یہ رجز پڑھتے جاتے تھے یخینق ایک شتر

مست ہے کہ جس سے ہم کعبہ پر نشانے لگا رہے ہیں۔ محرم کی تیسویں کو ابن نمیر مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ چھبیسویں کو مکہ میں پہنچا اور چوتھے دن تک ابن زبیر کا محاصرہ کئے رہا اور ابتدائے ربیع الثانی میں یزید کی موت کی خبر سن کر محاصرہ اٹھا لیا۔

خانہ کعبہ میں آتش زنی | خانہ کعبہ کے جلنے کا واقعہ یزید کے مرنے سے انتیس دن پیشتر ہوا۔ لوگ گردا گرد آگ سلگایا کرتے تھے ہوا چلی ایک چٹکاری اڑ کر غلاف کعبہ پر جا پڑی جس سے

غلاف کعبہ اور چوبینہ جل گیا۔ عروہ بن ادینہ اپنی ماں کے ساتھ مکہ میں آیا تو اس نے کعبہ کو بے لباس رکھ عظیم کو جھلسا ہوا اور تین جگہ سے تڑکا ہوا دیکھا۔

مرگ یزید | ایک روایت ہے کہ یزید کی موت عوارین بستی میں ربیع الاول کی چودھویں تاریخ سنہ ۶۴ھ میں اڑتیس یا اسیالیس برس کی عمر میں ہوئی اور تیس برس چھ ماہ یا آٹھ ماہ اس نے حکومت کی اس کے بیٹے معاویہ بن یزید نے اس کی نماز پڑھائی۔ ایک روایت ہے کہ تیس برس چھ ماہ کے سن میں ابتدائے جربا ۶۴ھ

میں یزید غلیفہ ہوا اور دو برس آٹھ ماہ اس نے حکومت کی۔ ربیع الاول ۶۳ھ کی چودھویں تاریخ ۳۵ برس کی عمر میں وہ مر گیا۔ اس کی ماں میمون بنت جبعل کلبی تھی۔

مکہ کا محاصرہ | اسی سال یزید کے بعد شام والوں نے معاویہ بن یزید سے اور حجاز والوں نے عبداللہ بن زبیر سے بیعت کر لی۔ یحییٰ بن اہل شام کو لئے ہوئے چالیس دن تک ابن زبیر سے لڑا رہا۔ اس کا محاصرہ بہت سخت تھا۔ ابن زبیر اور اس کے ساتھی تنگ آ گئے تھے۔ کہ یزید کے مرنے کی خبر ابن زبیر کو ہو گئی جبکہ ابن زبیر اور اس کا لشکر اس سے نادان تھا۔ ابن زبیر نے پکار کر کہا لو تمہارا طاعت تو ہلاک ہو گیا اب تم میں سے جس کا جی چاہے اس بیعت میں شریک ہو جائے جو یہاں کے لوگوں نے کی ہے اور جسے منظور نہ ہو وہ شام کی طرف چلا جائے۔ یہ سن کر اہل شام نے ابن زبیر پر حملہ کر دیا۔ ابن زبیر نے ابن زبیر سے کہا۔ ذرا میرے قریب آؤ میں تجھ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں اور یہ اس سے باتیں کر رہا تھا کہ ایک گھوڑے نے لید کی کہ جس پر حرم کے کبوتر گر پڑے۔ ابن زبیر گھوڑے سے اتر کر کبوتروں کو بچانے لگا۔ ابن زبیر نے پوچھا کیا کرتے ہو، اس نے کہا ایسا نہ ہو کہ حرم کا کوئی کبوتر گھوڑے کی ٹاپ سے کچلا جائے۔ کہا واہ کبوتر کے قتل سے تو پر ہنر ہے اور مسلمانوں کے قتل پر آمادہ ہو۔ ابن زبیر نے کہا اب میں تم سے نہیں لڑوں گا اتنی اجازت دو کہ ہم لوگ کعبہ کا طواف کر کے چلے جائیں۔ ابن زبیر نے اجازت دے دی۔ اور وہ سب لوگ طواف کر کے چلے گئے۔

معاویہ بن یزید کی حکومت و ستیزاری | یزید کے بعد اس کا بیٹا معاویہ امیر ہوا تو اس نے شام میں حکم دیا کہ الصلوٰۃ جامعہ کی ندا کی جائے۔ سب جمع ہوئے تو اس نے کہا۔ میں نے تم پر حکومت کرنے کی فکر کی تو معلوم ہوا کہ یہ کام مجھ سے نہیں ہو سکے گا۔ اب تم کو اختیار ہے جسے چاہو اپنا امیر بنالو۔ یہ کہہ کر معاویہ گھر میں گیا۔ اور ایسا گیا کہ مر کر نکلا۔ بعض کہتے ہیں کہ زہر سے اور بعض کے نزدیک چھری مار کر اسے قتل کر دیا گیا۔ ۶۵ھ ماہ ذیقعدہ کی تیسری تاریخ مقام جابیہ میں مروان بن حکم کی بیعت خلافت کی گئی اور خالد بن یزید کو کمسن ہونے کی بنا پر ولی عہد مقرر کیا گیا اور مروان نے خالد کی ماں سے جس کا نام فاختہ تھا نکاح کر لیا۔

باب ۱۳

تَوَابِین

کوفہ کے روسائے شیعہ | حسین بن علیؑ شہید ہو گئے اور ابن زیاد کا لشکر شہید سے کوفہ واپس آیا تو شیعہ باہم ملاقات کرنے پر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور سب پشیمان ہوئے اور یہ سمجھے کہ ہم سے بہت بڑا قصور سرزد ہوا کہ حسینؑ کو مدد کے لیے بلایا لیکن ان کی نصرت کو ترک کر دیا وہ چارے ہاں آکر شہید ہو گئے۔ ہم سے یہ کلنک کا طیکہ گناہ کا داغ بغیر اس کے چھٹ نہیں سکتا۔ کہ ان کے قاتلوں کو قتل کریں اور خود بھی قتل ہو جائیں۔ کوفہ کے روسائے شیعہ میں سے پانچ اشخاص کی طرف ان لوگوں نے رجوع کیا۔ (۱) سلیمان بن صرد خزاعی جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے۔ (۲) مسیب فرازی جو کہ حضرت علیؑ کے بہترین صحابی تھے (۳) عبداللہ ازری (۴) عبداللہ ثقیفی (۵) اور رفاعہ بجلی اور ان سے التجا کی۔ یہ پانچوں سلیمان بن صرد کے گھر جمع ہوئے۔ یہ لوگ حضرت علیؑ کے بہترین اصحاب میں سے تھے اور ان کے ساتھ شرفار اور روسا شیعہ میں سے اور بہت سے لوگ تھے۔

مسیب فزاری کا شہادتِ حسینؑ پر اظہارِ تأسف | مسیب نے لوگوں کی طرف رخ کر کے تقریر شروع کی

بعد کہا۔ ہم لوگ بہت دنوں جئے اور انواع و اقسام کی آفتوں کا سامنا رہا۔ ہمیں اپنے پروردگار کی طرف اب رجوع کرنا چاہیے تاکہ ہمیں ان لوگوں میں شمار نہ کرے جن سے کل وہ کہنے والا ہے کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی کہ جس میں نصیحت لینے والا نصیحت لے سکتا ہے جب کہ ایک پیغمبر بھی تمہیں تنبیہ کرنے کو آچکا تھا اسی لیے تو امیر المؤمنین نے فرمایا ہے کہ جس عمر میں خداوند عالم نے فرزند آدمؑ پر حجت تمام کر دی ہے وہ ساٹھ سال ہے اور ہم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو ساٹھ سال سے نیچے ہو۔ ہمیں تو یہ آرزو تھی کہ اپنے نفسوں کو پاک کریں اور اپنے شیعوں کو نیک نام کریں لیکن جب حق تعالیٰ نے ہم لوگوں کی آزمائش کی تو ہمیں اپنے نبیؐ کے فاسے کے بارے میں ہر طرح سے جھوٹا پایا۔ اس سے پہلے ان کے خط ہمارے پاس آئے ان کے قاصد ہمارے پاس آئے انہوں نے ہم سے نصرت طلب کرنے میں علانیہ اور پوشیدہ اول و آخر حجت تمام کر دی لیکن ہم نے ان سے اپنی جانوں کو عزیز رکھا آخر وہ ہمارے یہاں آکر شہید ہو گئے نہ تو ہم نے ملحد سے ان کی نصرت کی نہ زبان سے ان کے لیے لڑے نہ اپنے مال سے ان کی اعانت کی اور نہ برادری سے ان کے لیے نصرت طلب کی اب ہم خدا کے سامنے کیا عذر پیش کریں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے۔ ان کا فرزند الکا پیارا ان کی ذریت اور ان کی نسل ہم لوگوں میں آکر شہید ہو گئی۔ نہیں نہیں سچا اب اس کے سوا کوئی عذر ہمارے پاس نہیں کہ تم ان کے قاتل اور ان کے تابعین سے جنگ کرو یہاں تک کہ تم خود قتل ہو جاؤ۔ شاید اس کے بعد ہمارا پروردگار ہم سے راضی ہو جائے مجھے تو خدا کے سامنے جا کر اس کے عذاب سے بچنے کی توقع نہیں ہے۔ اب کسی کو اپنے لوگوں میں سے سردار بنا لو۔ تمہارا کوئی امیر ضرور ہونا چاہیے جس سے رجوع کرتے ہو اور کوئی علم و نشان ہو جس کے گرد تم رہو مجھے تو بس یہی کہنا تھا۔ خدا سے اپنے اور تمہارے گت ہوں کے لیے مفقوت کا خواستگار ہوں۔

رفاعہ حبلی کی تقریر | مسیب کے بعد رفاعہ نے بڑھ کر سب سے پیشتر تقریر کی۔ حمد و ثنائے الہی بجالائے

نبی کریمؐ پر درد بھیجا اور کہا اے مسیب یہ خدا کی ہدایت تھی کہ ایسی بات تمہاری زبان سے نکلی اور سب سے بہتر جو کام ہے اس کی تم نے دعوت دی ہے تم نے حق تعالیٰ کی حمد و ثنا اور نبی کریمؐ

پرصلوات سے ابتدائی اور ناسقوں سے جہاد کرنے اور گناہ عظیم سے توبہ کرنے کی دعوت دی۔ ہم نے تمہاری بات کو سنا، تمہاری رائے کو قبول کیا، تمہارے کہنے کو مانا، تم کہتے ہو کہ اپنے میں سے کسی کو امیر بنالیں جس سے رجوع کرتے رہیں اور جس کے گرد جمع رہیں یہی رائے ہم لوگوں کی بھی تھی۔ اگر وہ امیر تم ہوئے تو ہم سب لوگ تم کو پسند کرتے تمہیں اپنا ہی خواہ سمجھتے اور ہماری جمیعت میں سب تم کو دوست رکھتے۔ یا اگر تمہاری رائے ہو اور ہمارے اصحاب کی رائے بھی ہو تو شیخ شعیبہ اور صحابی رسولؐ سلیمان بن صرد کو جن کا قدم سب پر بسقت رکھتا ہے جن کی دینداری اور سطوت مسلم ہے جن کی دانشمندی پر سب کو جھڑک دیتا ہے ہم اپنا امیر بنالیں۔ مجھے بس یہی کہتا تھا۔ خدا سے اپنے اور تمہارے گناہوں کے لیے مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔ پھر عبداللہ بن دال اور عبداللہ بن سعد نے رفاعہ کی تائید کی۔ مسیب کی بزرگی اور فضل کا اقرار کیا۔ سلیمان کی بسقت دینی اور ان کے امیر ہونے پر اپنی رضا ظاہر کی مسیب کہنے لگے۔ تم نے کیا اچھی بات کہی یہ توفیق الہی تمہارے لیے ہوئی تم دونوں کی رائے سے مجھے اتفاق ہے۔ ہاں سلیمان بن صرد کو ہی امیر مقرر کر دو۔

سلیمان بن صرد کا خطبہ
 حمید بن مسلم کہتا ہے جب سلیمان کو امیر بنایا گیا تو میں بھی وہاں موجود تھا۔ وہاں بزرگان اور سرداران شعیبہ میں سے سو آدمی سے زیادہ افراد موجود تھے۔ سلیمان بن صرد نے بہت سخت گفتگو کی اور اسی خطبہ کو ہر جمعہ کے دن وہ بار بار دہراتے رہے جو مجھے پہلے ہی یاد ہو گیا تھا انہوں نے کہا میں حق تعالیٰ کی بہترین شاکر تھا ہوں میں اس کی نعمتوں اور اس کی آزمائشوں کا شکریہ گزار ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے رسولؐ ہیں حمد و صلوٰۃ کے بعد واللہ مجھے خوف ہے اس زمانہ کا جس میں زندگی دو پھر ہو گئی ہے جس میں مصیبت بہت سخت ہو گئی ہے اس گروہ کے بزرگوں پر ظلم ہو رہا ہے ایسا نہ ہو کہ ہمارا انجام بخیر نہ ہو۔ ہم نے اپنے نبیؐ کے اہل بیت کی طرف دست طلب بڑھایا ہم نے ان کو نصرت کی امید دلائی ہم نے انہیں یہاں چلے آنے پر آمادہ کیا۔ لیکن جب وہ لوگ آگئے تو ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے اور حسم سے کچھ بھی نہ ہو سکا۔ ہم نے دھوکہ بازی کی اور ہم انتظار کرتے رہے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے انجام یہ ہوا کہ ہمارے یہاں آکر سنا۔ نبیؐ کا سر زند ان کا پارہ دل، ان کا لخت جگر جس کی رگوں میں ان کا خون تھا شہید ہو گیا وہ فریاد کرتے رہے

اور کوئی فریاد کس نہیں تھا وہ داد چاہتے رہے اور کوئی داد کو پہنچنے والا نہیں تھا ان فاسقوں نے انہیں تیزوں کا ہدف اور برچھپوں کا نشانہ بنالیا اور بالآخر انہیں شہید کر دیا۔ پھر سب دوڑ پڑے اور انہیں لوٹ لیا۔ اٹھو اٹھو پروردگار تم پر غضبناک ہے جب تک اس کو راضی نہ کر لو۔ اپنی بیویوں اور بچوں کے پاس نہ جاؤ۔ میں جانتا ہوں بنجد جب تک تم ان کے قاتلوں سے لڑ کر ان کو ہلاک نہیں کر دو گے خدا تم سے راضی نہیں ہوگا۔ سنو سنو موت سے ہرگز نہ ڈرو، واللہ موت سے جو ڈرا وہ ضرور ذلیل ہوا۔ نبی اسرائیل نے جو کام کیا تم بھی کی کرو۔ ان کے پیغمبروں نے ان سے کہا۔ امکم ظلمتمو انفسکم با تخذ ذکم العجل فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ذالیکم خیر لکم عند بارئکم یعنی گواہ پرستی کر کے تم نے اپنے تئیں تباہ کر دیا اب اپنے خالق سے توبہ کرو اور خود کو قتل کرو۔ خدا کے نزدیک اسی میں تہمدی خیر ہے۔ یسین کہ بنی اسرائیل نے کیا کیا۔ گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے۔ گردنوں کو جھکا دیا اور حکم قضا پر راضی ہو گئے انہیں یقین ہو گیا کہ اس گناہ عظیم سے قتل ہونے بغیر نجات نہیں ہوگی۔ اگر اسی طرح تم کو بھی حکم دیا جاتا تو تم کیا کرتے۔ اپنی تلواروں کو تیز کر لو۔ نیزوں کو ڈانڈوں پر جڑو، سامان جنگ اور گھوڑے جس قدر تم سے ممکن ہو سکے دشمنوں سے لڑنے کے لیے ہیا کر رکھو یہاں تک کہ وہ وقت آئے تم کو پکاریں کہ آؤ جہاد کریں۔

خالد بن سعد اور ابوالمعتمر کی پیشکش | یسین کہ خالد بن سعد اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اگر میں جانتا کہ اپنے تئیں قتل کرنے سے مجھے گناہ سے نجات ہو جائے گی

اور میرا پروردگار مجھ سے خوش ہو جائے گا تو میں اپنے آپ کو قتل کر دیتا۔ لیکن یہ حکم تو اس قوم کو ہوا تھا جو تم سے پیشتر گزر گئی ہیں تو خود کشی سے منع کیا گیا ہے لیکن کل کے دن دیکھ لینا کہ میدان میں پہلی برجھی جو چلے گی وہ مجھ پر ہی چلے گی۔ میں خدا کو اور ان مسلمانوں کو جو یہاں موجود ہیں گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میرے ان زائد ہتھیاروں کے علاوہ کہ جن سے میں دشمن سے قتالی کروں گا جو کچھ میری ملک ہے وہ میں نے ان سب مسلمانوں کو دی تاکہ وہ اس سے قوت حاصل کر کے ظالموں سے لڑیں۔ ان کے اس کلام پر سلیمان بن صرد نے کہا تم کو ثواب کثیر کی بشارت ہو جو ثواب خدا ان لوگوں کو دیتا ہے جو لوگ اپنے لیے سامان کر جاتے ہیں ابوالمعتمر نے کھڑے ہو کر کہا میں بھی تم لوگوں کو اپنی نسبت اسی بات کا گواہ کرتا ہوں جو بات خالد نے کہی ہے سلیمان بن صرد نے کہا میں اب تم میں سے جو شخص چاہے اپنا مال عبداللہ بن دال کے پاس لا کر جمع کر دے۔ جتنا جتنا مال تم دنیا چاہتے ہو وہ جمع ہو جائے تو اس سے ہم تمہاری جماعت میں جو لوگ بے سامان اور نادار ہیں ان کے لیے سامان جنگ مہیا کر دیں گے۔

حذیفہ بن یمان کے فرزند سعد اس وقت مدائن میں تھے ان کو سلیمان نے یہ خط لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سلیمان کی طرف

سے سعد اور ان مومنین کے نام جو ان کے پاس ہیں سلام پہنچے۔ دیکھئے دنیا وہ مقام ہے کہ جس سے نیکی چل بسی اور برائی درپیش ہے۔ دنیا کو اہل خرد سے نفرت ہے اور خدا کے نیک بندوں نے اس سے علیحدہ ہو کر کاغذم کر لیا۔ انہوں نے اپنی عقلمندی سے دنیا کو ناپائیدار تھی دے دی تاکہ حق تعالیٰ کے ثواب کثیر کو جو پانچ سو روایت ہے خرید لیں تمہارے بھائیوں میں جو مردانِ خدا اور شیعیہ اہل بیت ہیں انہوں نے اس امر پر غور کیا کہ تمہارے پیغمبر کے واسطے کے بارے میں وہ کس مصیبت میں پڑ گئے ہیں۔ وہ تو بلانے سے چلے آئے تھے لیکن جب انہوں نے پکارا تو کسی نے جواب نہ دیا۔ انہوں نے پلٹ جانے کا ارادہ کیا تو وہ روک لیے گئے۔ امان مانگی تو انہیں امان نہ ملی۔ انہوں نے ان لوگوں سے کنارہ کرنا چاہا تو انہوں نے انہیں نہ چھوڑا بلکہ ابراہیمؑ پر حملہ کر کے انہیں شہید کر کے لوٹ لیا۔ ظلم و کفر کا غور سے ان کی لاشیں برہنہ کر دی۔ عین ظالم قضا و قدر سے بے خبر تھے کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ اور خدا کو کیا جواب دیں گے۔ جس لوگوں نے ظلم کیا ہے انہیں اب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس طرح کے انقلاب میں مبتلا ہیں۔ تمہارے بھائیوں کو جو مصیبت پیش آئی انہوں نے اس کے انجام پر جب نظر کی تو انہیں معلوم ہو گیا کہ ان سے گناہ عظیم سرزد ہوا ہے کہ انہوں نے کیسے طیبے ظاہر کا ساتھ نہیں دیا۔ ان سے ہمدردی کی اور نہ ہی ان کی نفرت کو نکلے۔ اب اس کے سوا کہ وہ ان کے قاتلوں کو قتل کرنے تکلیف یہاں تک کہ خود فنا ہو جائیں۔ کبھی طرح اس گناہ سے نجات نہیں ہو سکتی اور نہ ہی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ اس بات پر تمہارے برادرانِ ایمانی آمادہ ہو گئے ہیں تم بھی آمادہ ہو جاؤ۔ مسلمان جنگ تیار کرو اور مستعد رہو۔ جس میں مقامِ شہید میں حصہ ملیں۔ تم لوگ ہمیشہ سے ہمارے گورہ اور حجابے بھائیوں میں سے ہو۔ اگر ایسا نہ بھی ہوتا تو بھی ہماری راستے یہ ہوتی کہ تم کو بھی اس امر میں شریک کریں۔ خدا نے چاہا تو تمہارے سب بھائی توبہ کر لیں گے۔ یہی ان کا خیال ہے۔ اسی بات کو وہ زبانِ ہمارے سامنے ظاہر بھی کرتے ہیں۔ اسی طرح افضل و انقباض و اجر اور خدا سے گناہوں کی توبہ لوگوں کے لیے سزاوار ہے خواہ اس میں گز نہیں کٹ جائیں اولاد و زوج ہو جائے، مال و دولت لٹ جائے اور کچھ تباہ ہو جائے۔ سرج عذرا وے جو قتل ہو گئے ہیں اور آج زندہ نہیں تو انہیں کیا نقصان پہنچا ہے وہ تو اپنے پروردگار سے نعمتیں پا رہے ہیں۔ وہ سب شہداء ہیں۔ انہوں نے صبر و شکیبائی کے ساتھ خدا سے ملاقات کی اور خدا نے انہیں صابروں کا سنا اجر کریم عطا فرمایا۔ یعنی حجاز اور ان کے اصحاب اور تمہارے بھائیوں میں سے جو لوگ بے بس ہو کر قتل کئے گئے جو ظلم سے وار پر کھینچے گئے۔ جن کے سر گردن کاٹے گئے جن پر زیادتی کی گئی جو آج زندہ نہیں ہیں اور تمہاری طرح گناہوں میں مبتلا نہیں ہوئے تو انہیں کیا ضرر پہنچا ہے۔ ان کے باوجود میں خدا کی جو مشیت تھی وہ پوری ہوئی انہوں نے اپنے پروردگار سے ملاقات کی اور اللہ تعالیٰ ان کا ثواب انہیں ملے گا۔ خدا تم پر رحم کرے۔ ہر طرح کے ضرر مصیبت اور جنگ کی حالت میں ثابت قدم رہو۔ اور بہت جلد خدا کے سامنے توبہ کرو۔ بجز تمہارے لیے یہی سزا

ہے کہ تمہارے بھائیوں نے ثواب حاصل کرنے کے لیے جس بلا مصیبت پر صبر و تحمل کیا ہے تم بھی اسی طرح کے اکتسابِ اجر کے لیے اس بلا مصیبت میں ثابت قدم رہو۔ اگر کسی نے رضائے الہی حاصل کرنے کے لیے قتل ہو جانے تک کو گوارا کر لیا تو تم لوگ بھی اسی طرح رضائے الہی کو حاصل کرو جس خوفِ خدا ہی دنیا میں بہترین زادِ راہ ہے اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ فانی اور ہلاک ہونے والا ہے اس دنیا سے تم کو بیزار ہو جانا چاہیے اور تمہیں دارِ آخرت پر نظر رکھنا چاہیے۔ اپنے دشمنِ خدا کے دشمن اور اہلِ بیتِ رسولؐ کے دشمن سے اس وقت تک جہاد کرنے کے لیے آمادہ رہنا چاہیے جب تک کہ تم خدا کے سامنے شوقِ درخست سے قیام کرنے کے لیے حاضر ہو جاؤ حتیٰ قتالے میں اور تمہیں پاکیزہ زندگی عطا کرے۔ یہیں اور تمہیں جس قسم کی آگ کے عذاب سے پناہ دیں رکھے۔ اپنی راہ میں ایسے شخص کے ساتھ سے یہیں قتل ہونا نصیب کرے جس سے اس کو شرفِ فیض و عداوت ہو وہ جس بات کو چاہے وہ اس کے قبضہ قدرت میں ہے اور وہ اپنے حقِ قول کے ساتھ ہر بات میں نیک کرتا ہے۔ واسلہ السلام

یہ خط سعد کے پاس عبداللہ بن مالک طائی کے ہاتھ میں ہے اور وہ اپنے حقِ قول کے ساتھ ہر بات میں نیک کرتا ہے۔ واسلہ السلام

سعد بن خلیفہ کا شیعانِ اہل بیت کے خطاب

بھیا! کوفہ کے بہت سے لوگ مائین میں رہا کرتے تھے کیونکہ یہ جگہ ان کو پسند آگئی تھی جب وہ لوگ اسے تو سعید نے سلیمان کا خط ان کو پڑھ کر سنایا اس کے بعد ہمدون بنا سجلائے اور پھر کہا: ”تم سب لوگ حسین کی نصرت اور ان کے دشمن سے جنگ کرنے کا مصمم اور باہم اتفاق کر چکے تھے لیکن ان کے شہید ہونے سے پہلے تمہیں موقع نہ ملا خدا اور عالم تمہیں اس نیک ارادے اور نصرتِ حسینؑ پر اتفاق کرنے کا بہترین ثواب عطا فرمائے۔ اب یہ خط تمہارے بھائیوں نے بھیجا ہے وہ تمہیں جرات دلاتے اور تم سے مدد چاہتے ہیں۔ تمہیں حتیٰ کی جانب دعوت دے رہے ہیں جس کے لیے تم خدا سے بہترین اجر و ثواب کی امید رکھتے ہو۔ بناؤ تمہاری کیا رائے ہے اور اب کیا کہتے ہو۔ سب سے کہا کہ ہم ان کی بات کو قبول کرتے ہیں اور ان کے ساتھ شریک ہو کر قتال کریں گے۔ جو ان کی رائے ہے وہی ہماری رائے ہے۔“

سلیمان کی حمایت میں تقریر

عبداللہ ابن طائی متظل نے کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الہی ادا کی اور کہا: ”میں نے اپنے برادرانِ ایمانی کی بات کو قبول کیا جس امر کی طرف وہ بلائے ہیں ہم اس کے لیے حاضر ہیں۔ ہماری بھی وہی رائے ہے جو ان کی ہے مجھے فوج کے ساتھ آگے ہلنا چاہیے کہ دیکھئے سعد نے کہا ہٹو جلدی نہ کرو۔ دشمن سے لڑنے کو سفارہ ہو اور سامانِ جنگ ہیکو اس کے بعد ہم سب لوگ روانہ ہوئے۔ اس خط کا جواب لکھ کر عبداللہ بن مالک طائی کے ہاتھ میں سلیمان کو روانہ کیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سلیمان بن صرہ کو سعد بن خلیفہ کی

طرف سے اور ان سب مومنین کو جو ان کے ساتھ ہیں سلام پہنچے۔ میں نے آپ کا خط پڑھا۔ آپ کے برادران ایمانی کی جماعت جس امر پر متفق ہوئی ہے اور اس میں آپ نہیں شریک کرنا چاہتے ہیں۔ اس امر کو بخوبی سمجھا۔ خدا نے آپ کو اکتساب ثواب کی ہدایت کی۔ بڑی فضیلت آپ کو میسر آئی۔ ہم لوگ دل سے سعی و کوشش اور کد و کاوش کر رہے ہیں۔ سامان جنگ مہیا ہو رہا ہے۔ گھوڑوں پر زین ڈال چکے ہیں۔ اور لگائیں چڑھا چکے ہیں۔ حکم کے منتظر اور آواز پر کان لگائے ہوئے ہیں جب میں بکار جائے گا ہم روانہ ہونگے انشاء اللہ کہیں دم نہ لیں گے۔ والسلام سلیمان نے یہ خط اپنے ساتھیوں کو سنایا تو سب بہت خوش ہوئے۔

مثنیٰ بن عبدی کا سلیمان کے نام | سعد کو جو خط سلیمان نے بھیجا تھا اس کی نقل مثنیٰ بن عبدی کو بھیجی تو مثنیٰ نے جواب دیا میں نے آپ کا خط پڑھا اور سب بھائیوں کو پڑھ کر سنایا میں نے آپ کی رائے کی تعریف کی اور آپ کی بات کو قبول کیا۔ انشاء اللہ ہم سب رگ ٹھیک اسی وقت جو آپ نے مقرر کیا ہے اور ٹھیک اسی مقام پر جس کا آپ نے ذکر کیا ہے خدمت میں پہنچ جائیں گے۔ والسلام علیک۔

شیعان اہل بیت کی جنگی تیاری | حسین کی شہادت کے بعد سترہ سال ہی ان لوگوں نے اپنا کام شروع کر دیا تھا آلات حرب اور سامان جنگ کے جمع کرنے میں مشغول تھے۔ پوشیدہ طور پر شیعہ اور غیر شیعہ کو بدلہ لینے پر آمادہ کرتے رہتے تھے۔ لوگ ان سے ملتے جاتے تھے۔ ایک قوم کے بعد دوسری قوم ان میں شریک ہو جاتی تھی وہ لوگ اسی کام میں منہمک تھے کہ یزید ربیع الاول کی چودھویں تاریخ سنہ ۶۰ھ میں مرگیا امام حسینؑ کے شہید ہونے اور یزید کے مرنے میں تین سال دو ماہ اور چار دن کا وقفہ تھا اس وقت ابن زیاد امیر عراق بصرہ میں تھا۔ کوفہ میں اس کی طرف سے عمر بن حریث مخدومی حاکم تھا۔ سلیمان کے پاس اگر شیعوں نے کہا وہ فرعون تو مر گیا اس وقت حکومت کمزور ہو رہی ہے۔ آپ کی رائے ہو تو ابن حریث کو دار الامارہ پر حملہ کر کے باہر نکال دیں اور اس کے بعد خون حسینؑ کا بدلہ لینا شروع کر دیں اور ان کے قاتلوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالیں۔ لوگوں کو اہل بیت کی طرف آنے کی دعوت دیں۔ جو کہ مظلوم اور اپنے حق سے محروم ہیں۔ اس بلے میں لوگوں نے جیسا ضرر کیا۔ سلیمان نے کہا ابھی جلدی نہ کرو۔ بھڑو۔

سلیمان کا مشورہ | جو بات تم کہتے ہو میں اس پر غور کر چکا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ قاتلان حسین علیہ السلام رو سائے کوفہ اور شمسواران عرب ہیں کہ میں سے خون حسینؑ کا انتقام لینا ہے اگر ان کو تمہارے ارادے کا علم ہو گیا اور وہ یہ سمجھ گئے کہ تم ان سے انتقام لینا چاہتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ بڑی سختی سے پیش آئیں گے جو لوگ میرے تابعین میں سے ہیں میں ان کے بارے میں غور کیا ہے یہ اگر سب اٹھ کھڑے ہوں تب بھی یہ انتقام نہیں لے سکتے۔ اور نہ اپنے دل کو ٹھنڈا کر سکتے ہیں اور نہ ہی دشمن کو ضرر

پہنچا سکتے ہیں بلکہ سب کے سب قتل ہو جائیں گے۔ مصلحت یہ ہے کہ اپنی طرف سے کچھ لوگوں کو شہر میں منتشر کر دو اور شیعہ غیر شیعہ کو جو بھی ہوں انکو اس امر کی طرف دعوت دو۔ مجھے اس بات کی امید ہے۔ کہ اب لوگ تمہارا بلانے دوڑ پڑیں گے کیونکہ وہ ذوق ہلاک ہو گیا ہے البتہ اس کی زندگی میں یہ بات ممکن نہ تھی۔ چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ ان میں سے ایک گروہ دعوت دینے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا اور ایک انبوہ کثیر نے ان کی دعوت کو قبول کیا۔ جن لوگوں نے یزید کی زندگی میں دعوت قبول کی تھی ان سے کئی گنا زیادہ لوگوں نے اس وقت آمادگی ظاہر کی۔

ان داغظوں میں عبید اللہ بن مری بڑے فیصلہ البیان داغظ تھے۔ جب ان کا بیان سننے کو مجمع جمع ہوتا تو وہ پہلے حمد و ثنائے الہی بجالاتے۔ رسول اللہ پر

صلوات بھیجتے اور اس کے بعد کہتے خدا تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق میں سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برگزیدہ کیا ان کو ہر فضیلت کے ساتھ مفضل کیا۔ ان کے پیرو ہونے کی تمہیں عزت بخشی اور ان پر ایمان لانے کی تم کو بزرگی عطا کی۔ اس ایمان کے طفیل تم لوگوں میں جو کشت و خون ہوا کرتے تھے حق تعالیٰ نے انہیں روک دیا۔ تمہارے راستے جو پر غوث و خطر ہوتے تھے ان میں امن قائم ہو گیا۔ ”تم لوگ جہنم میں گرا ہی چاہتے تھے کہ خدا نے تمہیں بچا لیا۔ بس اسی طرح خدا تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ شاید تم راہِ راست پر آ جاؤ“ یہ تو بتاؤ کہ اولین و آخرین میں خدا نے کوئی ایسا شخص پیدا کیا ہے کہ جس کا حق اس امت پر ان کے نبی کریم سے بڑھ کر ہو۔ کیا انبیاء و مرسلین وغیرہ کی کوئی ذریت ایسی ہو سکتی ہے جس کا حق اس امت پر ان کے نبی اکرم کی ذریت سے بڑھ کر ہو۔ نہیں سجدانہ کبھی ہوا ہے اور نہ ہوگا خدا تمہارا بھلا کرے تمہیں یہی معلوم ہے کہ تمہارے نبی کے نواسے کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اس قوم نے کیسی بے ادبی ان کے ساتھ کی۔ ان کو بکس دیکھ کر کیسی ان کی بے حرمتی کی۔ ان کو خون میں لٹا دیا، انہیں خاک آلود کیا۔ نہ اس قوم نے خوف خدا کیا اور نہ ہی قربت رسول کا پاس کیا۔ ان کو تیروں کا نشانہ بنایا گیا۔ ان کی لاکش (پسے خیال میں) درندوں کے لیے ڈال آئے۔ خدا پر مصیبت کسی کو انھوں سے نہ دکھائے۔ نہ اُلی رحمت نازل ہو حسین بن علی پر یہ لوگ کسے شہید کر کے صحرا میں ڈال آئے تھے۔ صادق و امین، شجاع اور عالم کو سابق اور اسلام کے فرزند اور رسول رب العالمین کے نواسے کو۔ ان کے یاد و دم دگا رھوڑے سے تھے ان کے دشمن کثرت سے انہیں گھیرے ہوتے تھے۔ دشمنوں نے انہیں شہید کیا اور دوستوں نے انہیں چھوڑ دیا۔ قتل کرنے والوں پر تو طاقت ہے ہی اور قاتلوں کے واسطے اللہ کے ہاں کوئی حجت نہیں اور چھوڑ دینے والوں کے لیے بھی کوئی عذر نہیں مگر یہ کہ وہ خدا سے توبہ نصوح کریں۔ ان کے قاتلوں سے جہاد کریں۔ ظالموں سے لڑیں۔ شاید اس صورت میں خدا توبہ قبول کرے اور خطا معاف کر دے ہم لوگ تمہیں کتاب خدا سنت رسول، اہل بیت کے خون کے انتقام ظالموں اور بے دینوں سے جہاد کی طرف دعوت دیتے

ہیں۔ اب اگر ہم اور تم قتل ہو گئے تو یہ سب کچھ لو کہ جو اب بنی تعالیٰ سے نیکو کاروں کو ملے گا وہ سب سے بہتر ہے اور اگر میں فتح نصیب ہوئی تو ہم اس حکومت کو اپنے مقبرہ کے اہل بیت کی طرف منتقل کر دیں گے۔ عبید اللہ نے یہ تقریر پر ہر روز بار بار سب کے سامنے اتنی دہرائی کہ سب کو یاد ہو گئی۔

مختار ثقفی کی کوفہ میں آمد یزید کو ہلاک ہوئے ابھی چھ ماہ گزرے تھے کہ رمضان کی پندرہ تاریخ جمعہ کے دن مختار کوفہ میں وارد ہوئے اور رمضان کی بائیسویں تاریخ جمعہ کے

دن عبداللہ بن یزید حاکم کوفہ ہو کر ابن زبیر کی طرف سے کوفہ میں آیا۔ مختار عبداللہ سے آٹھ دن پہلے کوفہ میں آئے۔ محترم رد سائے شیعہ ابن صدر کے پاس جمع تھے اور کوئی بھی مختار کو ان کے برابر نہ سمجھتا تھا۔ مختار شیعہوں کو کہتے کہ نوح حسین کا انتقام لینے کے لیے میرے پاس جمع ہو جاؤ۔ وہ جواب دیتے کہ شیخ الشیعہ سلیمان بن صدر ہیں۔ سب انہیں کی اطاعت قبول کر لی ہے اور انہیں کے پاس سب مجتمع ہیں۔

سلیمان اور مختار کے خلاف شکایت اسی زمانہ میں یزید بن شیبانی نے عبداللہ بن یزید (اگر نہ کوفہ از طرف ابن زبیر) سے جا کر کہا۔ لوگ یہ ذکر کر رہے ہیں کہ

یہاں کے شیعہ ابن صدر کے ساتھ مل کر آپ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں اور ایک چھوٹا سا گروہ مختار کے ساتھ بھی ہے لیکن یہی لوگ کہتے ہیں کہ مختار ابھی چڑھائی کا ارادہ نہیں رکھتا۔ عبداللہ نے کہا۔ ہمارے اور ان کے درمیان خدا انصاف کرے اگر وہ ہم سے لڑے تو ہم بھی ان سے لڑیں گے اور اگر وہ ہم سے متعرض نہ ہوئے تو ہم بھی ان کے پیچھے نہیں پڑیں گے۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ ان کا مطلب کیا ہے شیبانی نے کہا۔ لوگوں میں چرچا ہے کہ وہ خون حسین کا انتقام لینا چاہتے ہیں۔ اس نے کہا حسین بن علیؑ کو میں نے قتل نہیں کیا ہے جس نے ان کو قتل کیا ہے اس پر خدا لعنت کرے شیبانی نے کہا کہ سلیمان بن صدر اور ان کے ساتھی کوفہ پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔

عبداللہ بن یزید کا اہل کوفہ سے خطاب عبداللہ بن یزید نے گھر سے نکلا اور منبر پر جا کر اس نے حمد و ثناء کے بعد کہا۔ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ اہل شہر کے

ایک گروہ نے ہم پر خدج کا ارادہ کیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ وہ آخر چاہتے کیا ہیں معلوم ہوا کہ وہ حسین بن علیؑ کے خون کا بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ خدا ان لوگوں پر اپنی رحمت نازل کرے۔ سمجھا مجھے ان لوگوں کے گھروں کا پتہ بتا دیا گیا۔ مجھ سے یہ کہا گیا کہ میں ان لوگوں کو گرفتار کر لوں۔ مجھے یہ مشورہ دیا گیا کہ ان کے خدج سے پہلے میں ان سے جنگ کی ابتداء کر دوں۔ لیکن میں نے اس بات کو نہیں مانا اور کہہ دیا کہ وہ مجھ سے لڑیں گے تو میں ان سے لڑوں گا اور اگر وہ مجھ سے متعرض نہیں کریں گے تو میں بھی ان کے پیچھے نہیں پڑوں گا۔ آخر وہ مجھ سے کیوں لڑنے لگے واللہ میں نے حسین کو قتل کیا ہے اور نہ ہی ان کے قاتلوں کے ساتھ شریک ہوا بلکہ ان کے قتل ہونے کا تو مجھے

دکھ ہوا۔ خدا ان پر رحمت نازل کرے۔ ایسے لوگوں کے لیے امان ہے وہ علانیہ فوج کریں۔ چلیں پھر جس نے حسینؑ سے قتال کیا ہے۔ اس سے لڑنے کو روانہ ہوں وہ بھی تو ان سے لڑنے کو آرہا ہے میں تو قاتل حسینؑ کے مقابلہ میں انہی لوگوں کی امداد کروں گا۔ یہی ابن زیاد تو حسینؑ کا قاتل ہے اسی نے تمہارے اقران و امثال اور بہترین لوگوں کو قتل کیا ہے۔ وہ تم سے لڑنے کے لیے چلا آ رہا ہے جس طرح سے ایک رات کی راہ پر ہے جو اس سے ملنا چاہے مل سکتا ہے۔ اس سے لڑنا اور سامان جنگ کرنا اس بات سے افضل و بہتر ہے کہ تم لوگ آپس میں لڑو و تم میں سے ایک دوسرے کو قتل کرے اور ایک دوسرے کا خون بہائے اور پھر کل تمہارا دشمن تمہارا سر پر آجائے تو دیکھو کہ تمہاری قوت ٹوٹ گئی ہے اور اللہ کسی تو تمہارے دشمن کی آرزو ہے کہ وہ تمہاری طرف آ رہا ہے جو مخلوق خدا میں سے تمہارا زیادہ دشمن ہے یہ وہ شخص ہے کہ یہ اور اس کا باپ تم پر سات برس تک حکومت کرتے رہے ہیں پاک دامن اور اہل دین کے قتل کرنے سے یہ نہیں ٹھکنے تھے۔ اس شخص نے تم لوگوں کو قتل کیا اسی کے سبب سے تم پر بھینٹیں نازل ہوئیں۔ اسی نے انہیں بھی قتل کیا ہے۔ جن کے خون کا تم بدلہ لینا چاہتے ہو وہ تمہارے سر پر آ گیا ہے اب اپنی تمام قوت و شوکت کے ساتھ اس کا مقابلہ کرو۔ تم اسی سے لڑو اپنے لوگوں سے لڑنے کا ارادہ نہ کرو۔ میں نے تم سے کلمہ خیر کہنے میں دریغ نہیں کیا خدا ہمیں اور تمہیں یک دل و یک زبان رکھے اور ہمارے پیشواؤں کو نیکی عطا فرمائے (اس تقریر کے سننے کے بعد اگرچہ ابراہیم بن محمد طلحہ نے اس کی مخالفت کی اور پھر حبیبؑ ابراہیم کو ڈانٹا اور پھر عبد اللہ نے ابراہیم کے گھر جا کر اسے بتایا کہ میرا مقصد یہ تھا کہ اختلاف و افتراق پیدا نہ ہو۔ اور ان میں آپس ہی میں کشت و خون نہ ہو تو ابراہیم نے اس کے عذر کو قبول کر لیا۔ تاہم اس کا اثر یہ ہوا کہ اب سلمان بن صرد کے اصحاب علانیہ ہتھیار لے کر نکلے گئے اور سامان جنگ اور ضرورت کی چیزیں خاصہ و بظاہر مہیا کرنے لگے۔

جب حسینؑ نے مسلم کو کوہ بھیجا تو وہ مختار کے گھر میں ہی آکر اترے تھے۔ مختار نے دیکر اہل کوہ کے ساتھ مسلم سے بیعت کی تھی۔ ان کے ساتھ نیزے وغیرہ

کی طرح پیش آئے اور جو لوگ ان کے کہنے میں تھے انہیں مسلم کی طوٹ و عورت دی۔ جب مسلم نے خروج کیا تو مختار اپنے گاؤں لفقانامی میں تھے۔ ظہر کے وقت انہیں مسلم کے خروج کی خبر پہنچی جو نہ کہ مسلم نے اپنے اصحاب سے خروج کرنے کا جو دن مقرر کیا تھا۔ یہ وہ دن نہیں تھا بلکہ جب مسلم کو معلوم ہوا کہ ہامی کو مارا بیٹا اور مسید کو دیا گیا ہے تو انہوں نے اسی وقت خروج کر دیا۔ مختار یہ سن کر اپنے موالیوں کو ساتھ لے کر چلے اور مغرب کے بعد باب الفیل تک پہنچے۔ اور ان زیادہ نے عمرو بن حریث کو لوگوں کا سرسبز بنا کر ایک علم دیا تھا اور اسے حکم دیا تھا کہ وہ مسجد میں ٹھہرا رہے۔ مختار باب الفیل پر ٹھہر گئے تھے۔ اور حضرت صفی بن وداعی کا گدہ رہا وہ مختار کو

دیکھ کر کہنے لگا۔ یہاں تمہارے ٹھہرنے کی کیا وجہ ہے نہ تو تم لوگوں کے ساتھ ہو اور نہ ہی اپنے ٹھکانے پہنچو۔ مختار نے کہا تم لوگوں نے مصلحتِ عظیم کی ہے اس لیے میری رائے مذہب ہو گئی ہے۔

مختار اور ابنِ حریش | حانی بن داعی نے کہا واللہ آپ اپنی جان سے دشمنی کر رہے ہیں اور یہاں سے چل کر اپنی اور مختار کی گفتگو عمرو بنِ حریش سے کر دی۔ ابنِ حریش نے یہ

سن کر عبدالرحمن ثقفی سے کہا اٹھ اپنے چچا زاد کے پاس جا کر کہو کہ ابنِ عقیل کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ مختار کہاں ہیں وہ کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑے ہیں۔ عبدالرحمن جاننے کے لیے اٹھا ہی تھا کہ زائدہ بن قدام نے بڑھ کر ابنِ حریش سے کہا کہ مختار تمہارے پاس اس شرط سے آئیں گے کہ ان کے لیے امان ہو۔ ابنِ حریش نے کہا میری طرف سے تو انہیں امان ہے بلکہ ابنِ زیاد تک بھی اگر کچھ خبر ان کی پہنچ گئی تو میں امیر کے سامنے ان کی طرف سے گواہی دوں گا اور اچھی طرح سفارش کروں گا۔ زائدہ نے کہا پھر تو ہر طرح سے خیریت ہے۔ غرض عبدالرحمن اور زائدہ دونوں مختار کے پاس گئے۔ ان سے حانی اور ابنِ حریش کی گفتگو کا ذکر کر کے کہا خدا کے لیے اپنے قتل کے درپے نہ ہوں۔

مختار کی گرفتاری | مختار بالآخر ابنِ حریش کے پاس چلے آئے اسے سلام کیا اور اس کے علم کے نیچے بیٹھ گئے۔ صبح کو لوگوں میں مختار کی ان باتوں کا چرچا ہوا۔ عمارہ بن عقبہ یہ حال سن کر

ابنِ زیاد کے پاس گیا اور اس سے سب حال سنا دیا۔ دن چڑھا۔ ابنِ زیاد کا دروازہ کھلا لوگوں کو آنے کا اذن ملا۔ تو مختار بھی دوسروں کے ساتھ دربار میں داخل ہوئے۔ ابنِ زیاد نے انہیں بلا کر کہا تم ہی ایک مجمعِ ساتھ لے کر آئے تھے کہ ابنِ عقیل کی مدد کریں۔ مختار نے کہا ایسا نہیں ہے بلکہ میں آیا اور ابنِ حریش کے علم کے نیچے آؤں اور صبح تک انہیں کے ساتھ رہا۔ ابنِ حریش نے بھی اس کی شہادت دی اور کہا خدا آپ کی اصلاح رکھے۔ یہ سچ کہتا ہے۔ ابنِ زیاد نے عصا اٹھا کر مختار کے منہ پر مارا کہ جس سے ان کی آنکھ کا پتھر ناپٹ گیا اور کہا تمہارے حق میں یہ اچھا ہوا ابنِ حریش نے شہادت نہ دی ہوتی تو واللہ میں تیری گردن اڑا دیتا اب لے جاؤ اس کو قید خانہ میں، پولیس والوں نے انہیں لیجا کر قید خانہ میں ڈال دیا۔

مختار کیلئے عبداللہ بن عمر کی سفارش | امام حسین کی شہادت تک یہ قید میں رہے اس کے بعد انہوں نے زائدہ سے کہا عبداللہ بن عمر کے پاس مدینہ

میں جا کر اس سے کہو وہ ایک رقبہ زید کے نام لکھ دے۔ زید ابنِ زیاد کو مختار کی رہائی کا لکھ بھیجے زائدہ وہاں سے روانہ ہوا۔ عبداللہ بن عمر کے پاس آیا اور اسے مختار کا پیام دیا۔ مختار کی بہن صفیہ ابنِ عمر کی بیوی تھیں وہ بھائی کے قید ہونے پر بہت روئیں اور جزع و فزع کی تو عبداللہ نے زید کے نام ایک خط لکھ کر زائدہ کے

ہاتھ روانہ کیا۔ مضمون یہ تھا۔ ابن زیاد نے مختار کو قید کر لیا ہے اور وہ میری بیوی کا بھائی ہے۔ میں اس کی عافیت و بہبود چاہتا ہوں۔ خدا ہم پر اور تم پر رحم کرے اور اگر مصلحت ہو تو ابن زیاد کو اپنا یہ حکم لکھ کر بھیج دو کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ والسلام علیک۔ زائدہ یہ خط لے کر اپنے ناقد پر روانہ ہوا۔ یزید کے پاس شام کو پہنچا۔ یزید اس کا خط پڑھ کر ہنسنا اور کہا ابو عبد الرحمن نے سفارش کی ہے اور وہ سفارش کر سکتے ہیں یہ کہہ کر ابن زیاد کو خط لکھا کہ میرا خط دیکھتے ہی مختار کو رہا کر دے۔ والسلام۔ زائدہ یہ خط لے کر ابن زیاد کے پاس پہنچا۔ ابن زیاد نے مختار کو زندان سے رہا کر دیا۔

مختار کی رہائی | مختار کو زندان سے نکلوا کر اپنے سامنے بلوایا اور کہا کہ تین دن کی مہلت دیتا ہوں اس کے بعد اگر تم کو فہم مل جاؤ گے تو تمہاری خیمہ نہیں بچتا تو وہاں سے روانہ ہو گئے۔ ابن زیاد کو اب خیال آیا کہ زائدہ نے بڑی گستاخی کی "امیر المومنین" کے پاس گیا اور جس شخص کو میں نے قید کیا ہے اور ابھی مزید قید رکھنا چاہتا ہوں اس کی رہائی کا پروانہ میرے پاس لے کر آئے جاؤ زائدہ کو پکڑ لاؤ۔ عمرو بن نافع ابن زیاد کے منشی کا گزر زائدہ کی طرف سے ہوا تو اس نے اس سے کہا۔ اے جان سچا کہ جنگ اور میرا یہ احسان فرما دیا رکھنا۔ ادھر لوگ زائدہ کو ڈھونڈتے پھرتے تھے۔ وہ اس دن تو چھپا رہا۔ پھر اپنی قوم کے کچھ لوگوں کو ساتھ لے کر قعقاع زھلی اور سلم باھلی کے پاس آیا اور ان دونوں نے ابن زیاد سے اس کے لیے امان لے لی۔

مختار ثقفی کا انتقام لینے کا عزم بالجزم | مختار کو فہم سے نکل کر حجاز آیا اور وہاں دافقہ میں ابن عرق سے ملا۔ اس نے ان کا خیمہ تہدم کیا۔ اُن کی آنکھ دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو کیا صدمہ پہنچا انہوں نے کہا اس حرام زادے نے ایک لکڑی مادی جس سے یہ حالت ہو گئی۔ ابن عرق نے کہا اس نے یہ کیا حرکت کی۔ مختار نے کہا اگر میں اس کے ہاتھ پاؤں رگ دبا اور اس کے اعضا ٹکڑے ٹکڑے نہ کر دوں تو خدا مجھے مارے۔ اس نے کہا خدا آپ پر رحم کرے کیا یہ بات آپ نے سمجھ کر کہی ہے۔ مختار نے کہا جو کچھ کہہ رہا ہوں اسے یاد رکھنا اور دیکھ لینا۔ پھر ابن زبیر کے حالات پوچھے کہا اس نے بیت اللہ میں پناہ لے رکھی ہے کتنا ہے کہ رب کعبہ کی پناہ میں ہوئی۔ مگر چرچا یہ ہے کہ چھپ چھپ کے بیعت لیتا ہے تو یہ سمجھتا ہوں اگر اس کی شوکت و جمعیت بڑھ جائے تو وہ بھی مخالفت ظاہر کرے۔ مختار نے کہا ہاں ہاں اس میں شک نہیں وہ آج عرب میں ممتاز ہے اگر میرے نقش قدم پر چلے میری بات کو سننے تو میں اسے زحمت سے بچاؤں اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو مجھے کوئی اور ممتاز عرب مل جائے گا اسے ابن عرق فتنہ و فساد کے بادل گرج رہے ہیں وہ دیکھو جنگ برپا ہوئی اور شتر بے مہار کی طرح سب کو کچل ڈالا اور یکایک تم دیکھ لو گے اور اس

کے ساتھ ہلاک ہو گا۔ واللہ ابھی یہ گفتگو تمام ہوئی تھی کہ مسجد الحرام کی ایک جانب سے غنمار دکھائی دیا۔ ابن زبیر نے مجھ سے کہا جس کا ذکر تم کر رہے تھے کو وہ سامنے موجود ہے۔ بتاؤ یہ کہاں جا رہا ہے میں نے کہا گمان غالب ہے کہ وہ خانہ کعبہ کی طرف جاتے گا۔ چنانچہ وہ کعبہ ہی کی طرف آیا جس پر اسود کا سات دفعہ طواف کیا۔ پھر حجر کے پاس دو رکعت نماز پڑھی اور وہیں بیٹھا رہا زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ عاتق اور حجاز سے اس کے کچھ شناسا اس کے پاس بیٹھے۔ ابن زبیر منتظر رہا لیکن مختار اس کے پاس نہ آیا ابن زبیر نے کہا کیا یہ میرے پاس نہیں آئے گا میں نے کہا جو آپ چاہتے ہیں میں دریافت کئے لیتا ہوں۔ میں اس کے پاس آنجانوں کی طرح گیا پھر مڑ کر اُسے ملا سلام کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر بوجھا کہاں تھے۔ پھر راز و نیاز کے عنوان سے میں نے اس سے ابن زبیر کے متعلق باتیں کیں اور اسے عشاقی نماز کے بعد ابن زبیر سے ملاقات کے لیے تیار کیا۔ پھر ابن زبیر کے پاس جا کر میں نے وہ سب باتیں اس کو بتا دیں۔ پھر رات کو ہم دونوں ابن زبیر کے مکان پر آئے وہاں پہنچ کر میں نے کہا میں مٹا جاتا ہوں تم دونوں تھکیے ہیں باتیں کر لو دونوں نے کہا تم سے کسی بات کا پردہ نہیں۔ ابن زبیر نے غنمار سے مصافحہ کیا پھر مقدم کیا اس کے متعلقین کا حال پوچھا۔ پھر دونوں کچھ دیر خاموش رہے اس کے بعد مختار نے حمد و ثناء کے بعد کہا نہ زیادہ گفتگو کی ضرورت ہے اور نہ ہی مقصد سے کم کی دونوں بیکار ہیں۔ میں اس لیے تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم سے اس شرط پر بیعت کروں کہ میرے مشورہ کے بغیر تم کوئی کام نہیں کرو گے اور سب سے پہلے اپنے پاس آنے کا وقت مجھے دیا کرو گے اور جب تم خود کو ظاہر کرو تو اپنے ہر طے کام میں مجھے شریک رکھا کرو گے۔ ابن زبیر نے کہا کہ میں تو کتاب اللہ اور سنت رسول پر تم سے بیعت چاہتا ہوں۔ مختار نے کہا میرا اپنی سلا غلام نہیں ملے تو اس سے حد کتاب و سنت پر تم بیعت لینا۔ تمہاری اس حکومت میں مجھ میں اور میرے غیر میں کیا امتیاز رہا واللہ میں تم سے ہرگز بیعت نہیں کروں گا۔

ابن زبیر اور مختار میں معاہدہ | عباکس بن سہل نے جھک کر ابن زبیر کے کان میں کہا اس وقت تو اس کا دین خرید لو پھر جیسی رائے ہوئی ویسا کرنا اس پر ابن زبیر نے کہا اچھا جو تم کہتے ہو وہی یہ کہہ کر ہاتھ بڑھایا اور مختار نے اس کی بیعت کر لی۔ حصین بن نمیر نے جب شام سے آکر منہ کا محاصرہ کیا تو مختار اس معرکہ میں موجود تھا اور سب سے بڑھ کر اس نے میدان کارزار میں ثابت قدمی اور بہادری ظاہر کی جب یہ نوبت پہنچی تو منذر بن زبیر، مسور بن حمزہ، مصعب بن عبد الرحمن بن عوف قتل ہو گئے تو مختار نے پیکار بیکار کر کہا اے اہل شام میری طرف آؤ میری طرف میں ابو عبیدہ کا بیٹا ہوں میں کرار غیر فرار کا بیٹا ہوں۔ میرے باپ دادا معرکہ میں دھنس جاتے اور بھی قدم پیچھے نہیں ہٹاتے تھے غرض اس نے لوگوں کو بچایا اور بڑی بہادری سے لڑا۔

مختار کی کوفہ کی طرف رانگی | یزید کے ہلاک ہونے تک مختار ابن زبیر کے ساتھ رہا محاصرہ اہل اہل شام شام کی طرف واپس ہوئے۔ ماہ رمضان میں عہد بن وادعی عمرہ کی نیت سے

مکتہ آیا۔ مختار نے اس سے کوفہ کے حالات دریافت کئے (ہانی سے کچھ باتیں کیں) پھر اٹھ کھڑا ہوا اپنی سائڈ نیوں سوار ہوا اور کوفہ کی طرف چل پڑا۔ مختار جمعہ کے دن نہر حبیہ میں پہنچا وہاں اتر اُنہیّا ذرا سا تیل لگایا۔ کچڑے پہنے، عمار باز دھا۔ تلوار لگے میں لٹکانی۔ پھر سائڈنی پر سوار ہو کر مسجد سکون اور میدان کندہ کی طرف آیا جن جن لوگوں کے پاس سے گذرتا السلام علیکم کہتا۔ انہیں فتح و نصرت کی بشارت دیتا اور انہیں کہتا وہ دن آگیا ہے جو تمہارا مقصود (اکثر کوفہ کے محلوں سے گذرتا ہوا) مختار باب الفیل پر آیا۔ سائڈنی کو بٹھایا اور مسجد کے اندر چلا گیا لوگوں نے اسے کہہ کر کہا (مختار آگئے مسجد کے ایک کسٹون کے ساتھ ختم نماز میں مشغول ہو گیا) جماعت کا وقت آیا تو لوگوں کے ساتھ جماعت میں شریک ہوا۔ پھر دو ستر ستون کے ساتھ جمعہ اور عصر کے درمیان نماز پڑھتا رہا۔ جماعت کے ساتھ نماز عصر پڑھ کر واپس ہوا۔ یہ بھی روایت ہے کہ اس کا گزر محلہ مہمان سے ہوا اور ابھی رخت سہڑ پہنے ہوئے تھا کہ لوگوں سے کہا تھا بشارت ہو تمہارے پاس خوشخبری لے کر آیا ہوں جس سے تم خوش ہو جاؤ گے یہ کہہ کر چلا اور اپنے گھر میں اسی گھر میں شیخ مختار سے آمد و رفت رکھتے تھے۔

سیلمان بن صو کا خروج اور مختار کی گرفتاری

سیلمان بن صرد نے جب خروج کیا اور وہ ہزیرہ طرف روانہ ہوئے تو عمر بن سعد، شبث بن ربعی اور یزید بن حارث نے عبداللہ بن زید غنمی اور ابراہیم بن محمد بن حضرت طلحہ سے کہا کہ مختار تو ابن صرد سے بڑھ کر تمہارا مخالف ہے ابن صرد تو تمہارے دشمن سے لڑنے اور اس کا زور توڑنے کو بھرپور تکل گیارہ۔ سکیم مختار جہاں تہا سہ کہ تمہارے شہر میں بیٹھے بیٹھے تم پر حملہ کرے چلو اٹھو اور اسے زنجیروں میں جکڑ لو اور جب کہ لوگوں میں اطمینان کی فضا قائم نہ ہو جائے اسے زندان میں دائمہ اٹھیں کر دو۔ لوگ اسے گرفتار کرنے کو چلا اور جلتے ہی بیکار اس کے گھر کو گھیر لیا اور اسے باہر بلایا۔ مختار نے اس ابنہ کو دیکھ کر کہا یہ کیا ماجرا ہے۔ بجا تمہیں کچھ بھی فائدہ نہیں ہوگا۔ ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے عبداللہ بن زید (جو ابن زبیر کی طرف سے کوفہ کا گوتھا) سے کہا اسے سچی سے باندھ لو اور ننگے پاؤں دوڑاتے پھٹے چلو۔ ابن زید نے کہا سبحان اللہ میں کیوں دوڑانے لگا اور کیوں ننگے پاؤں لے جانے لگا اس شخص نے نہ ہم سے عداوت ظاہر کی ہے اور نہ جنگ کی ہے تو پھر اسکی میں ایسا سلوک کیوں کروں۔ ہم نے تو فقط بدگمانی کی بنا پر اسے گرفتار کر لیا ہے۔ ابراہیم نے فخر سے کہا کجا تو کجایہ ارادہ اسے ابن ابی عبیدہ کجا اور کجایہ باتیں جن کی خبر ہم لوگوں کو پہنچی ہے مختار نے کہنے سے جو میری خبر سنی ہے وہ غلط ہے اس بات سے خدا مجھے محفوظ رکھے کہ میں بھی تمہارے باپ دادا کی طرح حق نامشائس کہلاؤں معلوم نہیں کہ مختار کی یہ بات ابراہیم نے سنی یا نہیں سنی مختار کی سواری کے لیے ایک باہی مائل چمڑے کر آئے ابراہیم نے کہا اسے بیڑیاں ڈالنا چاہئیں۔ عبداللہ نے کہا اس کے لیے زندان خود

بیڑی ہے وہی کافی ہے۔ زندان میں جو لوگ غمناک کی ملاقات کے لیے آیا کرتے تھے وہ ان کے سامنے کہا کرتا تھا۔ اس دنیا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جو دریاؤں، نخلستانوں، درختوں، صحراؤں، بیابانوں، پاک فرشتوں اور برگزیدہ پیغمبروں کا مالک ہے۔ میں لپکتی ہوئی پرچھیوں جھپکتی ہوئی تلواریں سے ایسے مددگاروں کے بھرپور میں جن میں کوئی ناقص نہیں، جا بھل نہیں، نیچا نہیں، بد ذات نہیں، سب ظالموں کو قتل کروں گا جب دین کے ستون کو قائم کروں گا اسلام کے رشتہ کو بند کر چکوں گا، مومنین کا دل ٹھنڈا کر لوں گا، نبیوں کا قصاص لے لوں گا پھر مجھے دنیا کو چھوڑنا ناگوار اور موت کی مجھے کوئی پرواہ نہیں ہوگی۔ جب تک وہ زندان میں رہا اسی تقصیر کو دہراتا رہا اور ابنِ صرد کے خروج کے بعد اپنے انصار کو شجاعت دلایا کرتا تھا۔

۶۵ھ کے واقعات

تو ابین کا نخیلہ میں اجتماع | سلیمان نے جب روانگی کا ارادہ کیا تو اپنے اصحاب میں سے جو بزرگان قوم تھے ان کو بلا بھیجا جب وہ جمع ہوئے تو ربيع الآخر ۵۷ھ کا چاند دیکھ کر وہ سب کو لے کر روانہ ہوئے وہ پہلے سے گروہ تو ابین کو اسی شب خروج کرنے کی اطلاع دے چکے تھے اور نخیلہ کو ہی لشکر گاہ مقرر کیا تھا۔ ابنِ صرد نے یہاں آکر تمام لشکر کو گھوم کر دیکھا لوگ انہیں کم معلوم ہوئے تو حکیم بن کندی اور ولید بن کنانہ کے ساتھ محوڑے پھوڑے سوار بھیج کر انہیں حکم دیا کہ تم دونوں شہر میں جا کر یا لشارات الحسین (حسین کا انتقام لینے والو دوڑو) کہہ کر پکارو اور بڑی مسجد تک پکارتے ہوئے چلے جاؤ۔ یہ دونوں چلے گئے اور جو حکم ملا تھا اسے سجالائے۔

انتقام حسین کا نعرہ | مخلوق خدا میں سے سب پہلے جن لوگوں نے یا لشارات الحسین کا نعرہ بلند کیا وہ یہی دونوں شخص تھے جب یہ دونوں بنی کثیر کے محلہ میں پہنچے وہاں ان کی آواز ایک شخص نے سنی جس کا نام عبداللہ بن خازم تھا یہ ان لوگوں میں شامل نہیں تھا جو تو ابین کے ساتھ آمد و رفت رکھتے تھے یا ان سے مضرت کا وعدہ کر چکے تھے لیکن وہ آواز سننے ہی اٹھ کھڑا ہوا کپڑے پہنے، ہتھیار منگوائے اور گھوڑے پر زین بٹھانے کا حکم دیا۔ سہلہ بنت سبرہ اس کی بیوی نہایت حسین و جمیل عورت تھی اور یہ بھی اس کی بہت چاہتا تھا۔ وہ کہنے لگی کیا تمہیں جنون تو نہیں ہو گیا وہ کہنے لگا مجھے جنون تو نہیں ہوا مگر میں نے وہ آواز سنی ہے جو حق کی طرف بلا رہی ہے اب میں اس آواز کے ساتھ ہوئی میں اس شخص کے خون کا انتقام لوں گا تاہم اس میں میری جان چلی جائے یا جو کچھ خدا کو میرے حق میں منظور ہے وہ ہو جائے بیوی نے کہا اپنے اس سچے کو کس کے سہارے چھوڑے جاتے ہو۔ جواب دیا خدا نے وحدہ لا شریک کے حوالے کرتا ہوں۔

خدا ندامتیں اپنی بری اور بچے کو تیرے سپرد کرنا ہوں تو ان کی حفاظت کرنا یہ کہہ کر گھر سے نکلنا اور تو ابین کی جماعت سے جاملنا۔

ابو عزرہ قلابی ابن مرد کے فرستادے شام کو کوفہ میں پکارتے پھرتے پھرے رات گئے مسجد کی طرف گئے

جہاں بہت سے لوگ نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے یا انارکات الحسین کا نعرہ بلند کیا ابو عزرہ نے نعرہ سن کر پوچھا یہ لوگ کہاں جمع ہیں انہوں نے بتایا کہ شیعہ میں۔ ابو عزرہ قلابی وہاں سے نکل کر گھر آیا ہتھیار لگائے، گھوڑا سوار ہونے کے لیے منگوایا تو اس کی بیٹی ابن مرد قلابی نے پوچھا بابا یہ کیا ماجرا ہے۔ آپ نے ہتھیار لگائے اور غور باز بھی ہے کہا بیٹا تمہارا باپ گناہ سے بھاگ کر اپنے پروردگار کی طرف جاتا ہے۔ تو ابین میں جا کر شامل ہو گیا۔ صبح کو ابن مرد نے جہڑ منگو کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ سولہ ہزار نے بیعت کی ہوئی تھی۔ ابن مرد نے کہا کہ سبحان اللہ سولہ ہزار میں سے صرف چار ہزار۔ حمید بن مسلم نے کہا کہ مختار سجدائے تہاری طرف سے لوگوں کو توڑ رہا ہے۔ تین دن پیشتر کی بات ہے مختار کے ہاں میں نے کچھ لوگوں کو کہتے سنا کہ ہمارا جمیعت پوری دو ہزار ہو چکی ہے۔ ابن مرد نے کہا اچھا یہی ہی پھر بھی دس ہزار ایسے ہیں جو نہ اُدھر گئے نہ ادھر آئے کیا وہ لوگ ایمان نہیں رکھتے کیا وہ خدا سے نہیں ڈرتے کیا وہ خدا کو بھول گئے اور جو عہد و پیمان ہم سے کیا تھا انہیں یاد نہیں رہا وہ تو کہتے تھے ہم ضرور جہاد اور نصرت کریں گے۔ ابن مرد تین دن مزید تخیل میں رہے اور اپنے قابلِ ذوق لوگ ان کے پاس بھیجے رہے جو عینِ وقت پر الگ ہوئے تھے کہ وہ انہیں خوفِ خدا دلائیں اور ان کے عہد و پیمان کا ذکر کریں اس طرح کی کوشش میں ایک ہزار آدمی اور اکہتر ٹریک ہوئے تو سب نے ابن مرد سے کہا خدا آپ پر رحم کرے جو شخص مجبوراً آئے گا اس سے آپ کو کیا فائدہ آپ کے ساتھ مل کر صرف وہی لوگ جنگ کریں گے جو دل سے شریک ہوں آپ اپنے کام میں کسی کا انتظار نہ کریں۔

ابن مرد کا تو ابین سے خطاب ابن مرد نے کہا سجدائے خوب بات تم نے کی ہے یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک عربی خان کا سہارا لیکر اس طرح خطاب کیا اے یا الناس

جو لوگ دھنائے خدا اور عزائے آخرت کے لیے شریک ہوئے ہیں وہ ہم میں سے ہیں اور ہم ان میں سے ہیں۔ ان پر خدا کی رحمت نازل ہو زندگی میں اور موت کے بعد بھی جو لوگ دنیا اور اسبابِ دنیا کی ہوس رکھتے ہیں وہ سن لیں کہ خوشنودی پروردگار کے علاوہ نہ ہیں نالِ دنیا فتنے والا ہے اور نہ ہمارے پاس سیم و زر اور نہ خرد و حیرت فقط ہمارے کندھوں پر تلواریں ہیں ہمارے ہاتھوں میں سنائیں ہیں اور بس اتنا زارِ راہ ہے جس قدر کہ دشمن ملک پہنچنے میں کفایت کرے تو جس کسی کا مقصد اس کے علاوہ ہو اسے ہمارے ساتھ نہیں آنا چاہیے۔ یہ سن کر صغیر بن زنی اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا خدا نے آپ کی ہدایت کی اور فیصلے کی بات آپ کو بتا

دی۔ قسم ہے خدا نے وحدہ لا شریک کی جو لوگ دنیا کی ہوس اور طمع میں بہا جائے شریک ہو گئے ہیں یہی ان سے خیر کی امید نہیں۔ اسے لوگوں میں اپنے گناہ سے توبہ کرنے اور اپنے پیغمبر کے نواسے کا انتقام لینے کو لگے ہیں۔ نہ ہمارے پاس دنیا ہے نہ درہم، ہم تو تلواروں کی دھار اور برچھیوں کی نوکوں کے سامنے جا رہے ہیں ہر طرف سے لوگ پکارنے لگے۔ ہم دنیا کے طالب نہیں ہیں اور نہ ہی دنیا کے لیے ہم نکلے ہیں۔

ابن زیاد پر حملے کا منصوبہ | عبداللہ بن فضیل نے پہلے یہ اسے دی کہ ابن زیاد پر حملہ کیا جائے پھر کئے لگا لگا اور رائے سے کہ جب خروج کا مقصد خون خستہ بن کا بدلہ ہے

اور امام حسینؑ کے قاتل سب کوفہ میں موجود ہیں۔ عمر سعد کوفہ کے روسائے اور نیرنگان قبیلہ ان کے قاتلوں میں سے ہیں۔ ان دشمنوں اور قاتلوں کو چھوڑ کر کہیں اور کیوں جائیں؟ لیکن ابن سعد نے کہا جس نے امام کو قتل کیا۔ جس نے یہ کہا کہ میں انہیں امان نہیں دوں گا جب تک گردن جھکا کر میرے حکم پر نہ چلیں وہ بھی ناسق عیب اللہ ہے اگر خدا نے اس پر غلبہ عطا کیا تو اس کے بعد جو بیانیہ لگے ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے لہذا اب خدا کا نام لے کر چل کھڑے ہوں چنانچہ سب لوگ روانہ ہونے پر آمادہ ہو گئے۔

سیلمان کا تو ابین سے خطاب | اب سلیمان بن صرد خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے خدا کی حمد و ثنا کی پھر کیا اسے لوگو! خداوند عالم جانتا ہے کہ تم کس نیت سے نکلے

ہو اور کس بات کے طالب ہو۔ دنیا کا سودا اور ہے۔ آخرت کا اور جو آخرت کا سودا کرتا ہے وہ آخرت کی طرف دوڑتا ہے اور اس کے حاصل کرنے میں دم نہیں لیتا کسی نیت پر اسے نہیں چھوڑتا رکوع و سجود و قیام و قعود میں ہمیشہ بسر کرتا ہے سیم و زر اور دنیا و لذات دنیا سے مطلب نہیں رکھتا۔ جسے دنیا کا سودا ہے وہ دنیا ہی کی طرف منہ کے بل گرتا ہے اسی میں چرتا چلتا ہے کسی نیت پر اسے چھوڑنا نہیں جانتا۔ خدا تم پر رحم فرمائے اس راہ میں راہیں بند ہیں بسر کرو۔ ہر حال میں ذکر خدا کرتے رہو اور جو نیکی تم سے ہو سکے اس سے درگاہ الہی میں تقرب حاصل کرو اور پھر اس ظالم و جابر دشمن سے جب مقابلہ ہو جائے تو جہاد کرو تم اپنے پروردگار سے جہاد نماز سے بڑھ کر کسی عمل کو ذریعہ توسل نہیں بنا سکتے۔ جہاد تمام اعمال کی جوئی ہے۔ خداوند کریم ہمیں تمہیں یک نواں اور جہاد کرنے والوں کو مصیبت میں ثابت قدم رہنے والوں میں شمار کرے ہم لوگ اس مقام سے انشاء اللہ تقابلے آج رات روانہ ہوں گے تم بھی روانہ ہونے پر مستعد اور تیار ہو جاؤ۔

تو ابین کی تخیل سے دانگی | پانچ ربیع الثانی ۶۱ھ کو یہ لوگ رات کو روانہ ہوئے سلیمان نے حکم دیا کہ ان کو دیرا عور میں جا کر قیام کریں وہ ان تک پہنچتے پہنچتے کچھ لوگ الگ ہو گئے یہاں سے

روانہ ہو کر اقساں مالک پر جو فرات کے کنارے واقع ہے قیام کیا۔ لشکر کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا انہر اراکھی

کم ہو گئے۔ سلیمان نے کہا جو لوگ ساتھ چھوڑ گئے ان کا ساتھ رہنا مجھے گوارا نہیں تھا ورنہ وہ تمہیں تباہی میں مبتلا کرتے۔ حق تعالیٰ کو ان کا ساتھ آنا ناپسند تھا۔ لہذا انہیں باز رکھا۔ یہ فضیلت اس نے تمہارے لیے مخصوص کی ہے اس کا شکریہ ادا کرو۔

قبر امام حسینؑ پر توابین کی دعا | پھر اس منزل سے بھی رات کو یہ روانہ ہو کر صبح پہنچی قبر امام حسین علیہ السلام پر پہنچے اور ایک رات دن وہیں قیام کیا آپ کے لیے استغفار کرتے اور آپ پر صلوات پڑھتے رہے یہ لوگ جب قبر مطہر کے سامنے پہنچے تو ایک شور مچا و زاری بلند ہوئی ایسا گریہ و بکا کا دن کسی نے نہ دیکھا ہو گا۔ ہر شخص اس بات کی حسرت و آرزو کرتا کہ کاش آپ کے ساتھ شہید ہو گیا ہوتا۔ سلیمان نے یہ دعا کی خداوند حسین شہید بن شہید ہندی (ہدایت یافتہ) صدیق بن صدیق پر رحمت نازل فرما۔ خداوند! شاہد رہنا ہم سب ان کے دین پر ہیں ان کی راہ کے سالک ہیں ان کے قاتلوں کے دشمن اور ان کے دوستوں کے خیر خواہ۔ اور سب لوگ پکار پکار کر کہہ رہے تھے خداوند! ہم اپنے پیغمبر کے فرزند کو چھوڑ کر بیٹھ گئے جو کچھ ہم کر بیٹھے اسے معاف کر دے اور ہماری توبہ قبول فرما تو رحیم و توّاب ہے حسینؑ و اصحاب حسینؑ شہداء و صدیقین پر اپنی رحمت نازل فرما۔ پروردگار تو گواہ رہنا کہ جس راہ پر وہ لوگ متل ہوئے ہیں ہم بھی اسی راہ پر ہیں اگر تو ہمارے گناہ کو نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم خائب و خاسر اور نقصان میں رہیں گے۔ اور تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ اس وقت سے لیکر دوسرے دن کی صبح تک جبکہ انہوں نے صبح کی نماز پڑھی وہ آپ کے لیے اور آپ کے اصحاب کے لیے مسلسل نزول رحمت کی دعا کرتے رہے۔ تضرع و زاری اور گریہ و بکا میں مصروف رہے۔ اس وقت ان کا بھگوش اور زیادہ ہو گیا جس وقت سلیمان نے گالی گلوچ کا حکم دیا۔ ہر شخص قبر حسینؑ پر الوداع کہنے کے لیے گیا ہر ایک قبر کے پاس آتا اور نزول رحمت و مغفرت کی دعا کرتا۔ حجر اسود پر بھی آنا ہجوم نہیں ہوتا جتنا آپ کی قبر پر تھا اور سلیمان آپ کی قبر پر کھڑے ہوئے تھے جو جو لوگ دعا و استغفار سے فارغ ہوتے سلیمان انہیں رحمکم اللہ (خدا تم پر رحمت نازل کرے) کہہ کر کہتے کہ جاؤ اور اپنے ساتھیوں سے مل جاؤ اسی طرح وہ کہتے رہے یہاں تک کہ ان کے ساتھیوں میں سے فقط تیس آدمی رہ گئے۔ اب سلیمان نے ان کے ساتھ مل کر قبر کو گھیر لیا اور کہا شکر ہے اس پر رُکنا کا اگر منظور ہوتا تو حسینؑ کے ساتھ شہید ہونے کی فضیلت ہمیں عطا کرتا۔

توابین کی تقاریر | خداوند! احب ان کے ساتھ شہید ہونے سے ہمیں محروم رکھا تو ان کے بعد ان کی راہ میں شہید ہونے سے محروم نہ رکھا۔ عبداللہ بن دالؑ نے کہا واللہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ حسینؑ ان کے پرنیزر گوار اور بھائی امت محمدیہ میں قیامت کے دن اللہ کے ملے بہت بڑا وسیلہ ہیں تعجب ہوتا ہے کہ یہ امت ان حضرات کے بارے میں کیسی مبتلائے بلا ہوئی دو کو قتل کیا اور تیسرے سے قتل

لے کر دل ٹھنڈا کیا مسیب بن نجبه نے کہا میں ان کے قاتلوں اور جو ان ظالموں جیسا اعتقاد رکھتا ہوں سے بیزار ہوں میں ان سے لڑوں گا اور ان کے مقابلہ میں شمشیر زنی کروں گا۔ مثنیٰ بن حنظلہ بھی رزسا اور شترنار میں سے تھا اس نے کہا جن حضرات کا تم ذکر کرتے ہو ان کو پیغمبرؐ سے جو خصوصیت ہے اس اعتبار سے وہ پیغمبر کے بعد سب سے زیادہ افضل ہیں جن لوگوں نے ان کو قتل کیا ہم ان کے دشمن ہیں اور ان سے بیزار ہیں۔ ہم اپنے گھراہل و عیال اور مال و دولت کو چھوڑ کر نکلے ہیں تاکہ ان کے قاتلوں کو قتل کر دیں۔ یہ جنگ آفتاب کی مغرب میں یوزمین کے کسی سرے میں ہوا اس کی جستجو کرنا ہم پر واجب ہے۔ یہ جنگ ہمارے لیے بڑی دولت ہے اور یہی وہ شہادت ہے جس کا ثواب جنت ہے سب نے بہت فصیح و بلیغ تقریریں کیں۔ سلیمان بن صرد یہاں سے روانہ ہو کر حصاصہ میں آئے پھر انبار صدر اور پھر قبادہ میں اور ہر ادلی دستہ پر کرب مجیری کو مقرر کیا۔

عبداللہ بن عوف کا رجز | یہ لوگ چلے جا رہے تھے کہ عبداللہ اپنے چار سالہ کیت گھوڑے پر سوار بہت ہی چمک مک کے ساتھ سامنے آیا وہ یہ رجز پڑھ رہا تھا۔ (ترجمہ) گھوڑوں کی کئی ٹکڑیاں چمک مک دکھاتی ہوئیں ہم تند مزاج بہادروں کو پیٹھ پر سوار کئے ہوئے نکلیں۔ ارادہ ہمارا یہ ہے کہ اسی طرح ظالم دغا ستار اور گمراہ دشمنوں سے مقابلہ کریں۔ ہم لوگ اہل و عیال اور مال و فعال شرمگین حسین عورتوں کو ان کے عروسی کے جھلوں میں چھوڑ کر اس لیے نکلے ہیں کہ پروردگار نعم و فضائل کو بخش کریں۔

عبداللہ بن یزید کا جواب | (ابن زبیر کی طرف سے گورنر کوثر) نے سلیمان اور ان کے ساتھیوں کو خط لکھا کہ تمہاری تعداد کم ہے جب کہ

دشمن کے پاس لشکر زیادہ ہے لہذا تم لوگ واپس آ جاؤ اور پھر ہم سب مل کر دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ ابن صرد اور ان کے ساتھیوں کے سامنے جب یہ خط پڑھا گیا تو ابن صرد نے سب سے پوچھا کہ کیا رائے ہے انہوں نے جواب دیا آپ ہی بتائیں جب ہم اپنے شہر اور اہل و عیال میں تھے اس وقت تو ہم نے اس بات کو نہ مانا اب اسے کیونکر مان لیں۔ ہم نکل چکے جہاد پر آمادہ ہو چکے اور دشمن کی حسد کے قریب آ چکے ہیں کیسے اب کیا ہو سکتا ہے۔ ابن صرد نے کہا واللہ یہ موقع کبھی تمہیں نہیں ملے گا۔ آج دو طرح کی فضیلتیں تمہارے سامنے ہیں۔ شہادت یا فتح جس جی بات پر خدا نے تمہیں آمادہ کر دیا ہے جس فضل کے تم طلبگار ہو اسے چھوڑ کر جانے کا مشورہ میں نہیں دوں گا۔ ہم میں اور ان لوگوں میں (عبداللہ بن یزید وغیرہ) بڑا اختلاف ہے یہ لوگ اگر غالب ہوں گے تو ابن زبیر کی طرف سے جنگ کرنے کو کہیں گے اور ابن زبیر کی طرف سے جنگ کرنے کو میں گمراہی سمجھتا ہوں۔ ہمیں اگر غلبہ ہوا تو اہل حق (اہل بیت رسالت) موجود ہیں ان کے ہاتھ میں حکومت دے دیں گے اور اگر ہم مارے گئے تو اپنے گناہوں کی توبہ کرنے کو ہم نکلے ہیں ہماری اور ان کی حالت مختلف ہے ہمارا اور ان کا حال ہے۔

جو بنی کنانہ کا شاعر کہتا ہے (ترجمہ شعر) تیری اور حالت ہے - میری اور حالت ہے - جب تو بدل گئی ہے اور حالتیں مختلف ہو گئی ہیں تو شکایت اور سرزنش کیوں کرتی ہے۔ مقام معیت پر پہنچ کر سلیمان نے اس طرح خط کا جواب لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ط۔ یہ خط امیر عبداللہ بن یزید کو سلیمان بن صرد اور ان مومنین کی طرف سے ہے جو اس کے ساتھ ہیں۔ آپ کے خط کو پڑھا اور اس کا مطلب سمجھا بخدا آپ اچھے امیر اچھے حاکم اور اچھے رئیس قوم ہیں۔ جس پر غیبت میں نہیں اطمینان ہے جسے مشورہ میں ہم خیر اندیش سمجھتے ہیں ہر حالت میں ہم جس کی تائید کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے (ترجمہ آیت) اللہ مومنین سے ان کی جان و مال کو خرید کرتا ہے اس قیمت پر کہ ان کو بہشت ملے گی۔ یہ لوگ راہ خدا میں قتال کرتے ہیں (کافروں کو) مارتے ہیں اور خود مارے جاتے ہیں یہ سچا وعدہ ہے تو رات، انجیل اور تورات میں جس کا پورا کرنا خدا پر ہے اور اپنے عہد کو پورا کرنے والا خدا سے بڑھ کر کون اور ہو سکتا ہے یہ خرید و فروخت کا معاملہ جو تم نے خدا سے کیا ہے اس پر خوش رہو۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ توبہ و عبادت و حمد و سیاحت و رکوع و سجود و امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے والے اور حمد و خدا کی ننگہ بانی میں مصروف و جہننے والے یہ لوگ ہیں اور اے پیغمبر مومنین کو بشارات دے۔ اس قوم نے جس امر پر بیعت کی ہے انہیں اس کی بشارت ہو چکی ہے گنا و عظیم سے وہ توبہ کر چکے ہیں اب وہ خدا سے کو لگا چکے ہیں۔ اس پر بھروسہ کر چکے اور جو اس کی مشیت ہے اس پر راضی ہو چکے ہیں۔ خداوند انھیں پر ہم بھروسہ کر چکے ہیں۔ تیری طرف ہم آ رہے ہیں۔ اور تیری ہی طرف بازگشت ہے۔ والسلام۔

عبداللہ بن یزید کی پیشگوئی | عبداللہ نے خط پڑھ کر کہا یہ لوگ مرنے ہی پر آمادہ ہیں۔ پہلی خبر تم ہی سُن گے کہ سب قتل ہو گئے واللہ یہ لوگ اسی طرح قتل ہوں گے جیسے بزرگان اسلام، قسم ہے اس خدا کی جو پروردگارِ عالم ہے، دشمن ان کی جانبازی کو مان جائیں گے۔ کیشتوں کے پشتے لگا دیں گے اور اس کے بعد قتل ہو جائیں گے۔

مسیب بن نجبه اور زمر بن کلابی کی ملاقات | سلیمان بن صرد نے نہایت خوبی کے ساتھ لشکر ترتیب دیا۔ قرقیا کے قریب پہنچ کر اترے۔ زفر بن کلابی یہاں کا رئیس تھا۔ اس نے سبھی کے دروازے بند کر لیے تاکہ یہ آگ آنے نہ پائیں اور خود بھی اُن کو ملنے باہر نہ آیا۔ سلیمان نے مسیب سے کہا اپنے ابنِ عم کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم کو بازار کی چیزیں چاہئیں ہیں وہ ہمیں بھیج دے ہم کو اس سے کوئی کام نہیں۔ ہمارا ارادہ تو ان ظالموں سے لڑنے کا ہے۔ مسیب قرقیا کے دروازے پر آئے اور کہا دروازہ کھولو کس لیے تم نے دروازہ بند کر لیا ہے انہوں نے پوچھا تم کون ہو کہا میں مسیب بن نجبه ہوں یہ سن کر زفر کا بیٹا ذیل اپنے باپ کے پاس آیا اور کہا کہ ایک خوش ہنیت شخص آپ کے پاس آنا چاہتا ہے ہم

نہ بچا تم کو نہ ہو تو انہوں نے کہا مسیب بن نجبه مجھے ان لوگوں کا کچھ علم نہیں ہوا اور کچھ نہیں سمجھا کہ یہ کون شخص ہے زفر نے کہا اسے فرزند تو نہیں جانتا یہ کون ہیں یہ شخص شہسواروں میں سب سے تمام بنی مضر کے۔ زفر نے بنی مضر میں سے دس شخصوں کا اگر نام لیا جائے گا تو ایک نام ان کا بھی ضرور ہوگا اور پھر زہرا بدو ویندار میں آنے دو انہیں مسیب جب آئے تو زفر نے انہیں اپنے پہلو میں بٹھایا۔ بہت محبت سے حالات دریافت کئے مسیب نے کہا تم نے کس لیے شہر کے دروازے بند کئے ہیں۔ بخدا ہمیں تم سے کوئی مطلب نہیں بس اس لیے ہم تمہارے مزاحم ہونے کہ ان ظالموں اور بے ادبوں کے مقابلے میں تم ہماری اعانت کرو بازار کی جو چیزیں ضرورت کی ہیں وہ ہمیں دے دو، ہم تمہاری حدود میں زیادہ دیر نہیں ٹھہریں گے۔ ایک دن با اس سے بھی کم رہنا ہے۔

زفر بن کلانہ کی پیشکش | کہ تم لوگ ہم سے متعرض ہونے کو آئے ہو یا کسی اور سے واللہ جب تک ایسی ہی مجبوری نہ ہو ہم کسی سے لڑنے سے عاجز نہیں ہیں۔ لیکن تمہارے ساتھ جنگ و جدال میں مبتلا ہونا ہمیں گوارا نہیں۔ تم لوگوں کی صلاح و تقویٰ اور سیرت حسنہ کا حال میں سن چکا ہوں۔ یہ کہہ کر اپنے بیٹے کو پکارا اسے حکم دیا کہ بازار کی چیزیں ان کو منگوادو۔ ہزار درہم اور ایک گھوڑا مسیب کو عطا کیا۔ مسیب نے کہا دین رو درہم کی تو ہمیں حاجت نہیں واللہ نہ ہم لوگ اس لیے نکلتے ہیں نہ ہی اس کے طلبگار ہیں ہاں گھوڑے کو میں نے قبول کیا شاید میرا گھوڑا نہ چل سکے یا میری سواری یہی رہ جائے تو اس کی مجھے ضرورت ہوگی۔

زفر کی مہمان نوازی | مسیب گھوڑے کو لیے ہوئے اپنے اصحاب میں آئے اور بازار کی چیزیں بھی آئیں خرید و فروخت ہوئی بازار طعام کثیر اور دانہ گھاس کے علاوہ زفر نے میل و منٹ مسیب کو اور بیس سلیمان کو بھیجے اور اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ حیانت کرو اور کون کون سے رؤساء شکر ہیں چنانچہ ان کے لیے بھی دس دس اونٹ اور گھوڑوں کا چارہ بافراط اور طعام بھیجا۔ شکر کے لیے اتناج سے لدے ہوئے اونٹ بافراط سے جو روانہ کئے۔ زفر کے غلاموں نے کہا ان اونٹوں میں سے جتنے اونٹ چاہو نحر کر لو اور آٹا بھی موجود ہے جتنا تم سے اٹھایا جاسکے لے لو۔ اس دن یہ لوگ آسودہ ہو گئے۔

تو ابین کو قرقسیا میں قیام کی پیشکش | اس کے دو ستر دن وہاں سے روانہ ہوئے تو زفر نے کہلا بھیجا، میں بھی آتا ہوں تھوڑی دور تمہاری مشایعت کروں گا۔ اچھی طرح تربیت لشکر کے روانہ ہوئے زفر آیا ان کے ساتھ ساتھ چلا۔ سلیمان سے کہا امرا میں سے پانچ شخص رقعہ سے روانہ ہو چکے ہیں حصین بن نیر، نثر جیل ذوالکلاع، ادحم یاہلی اور اس کا بیٹا ابومالک ربیعہ غنوی اور جلد خشعی اور ایک جنگل کا جنگل شکر چلا آتا ہے بہت لوگ ہیں اور بڑی شان و شوکت ہے جو لوگ آپ کے ساتھ

تھے سلیمان کے لشکر میں تین شخص کو کیت اور بڑے خوش بیان تھے۔ رنہ بھلی، صحر مرئی اور ابوالجوریہ عبدی رنہاء برابر مہینہ کو جہاد کی ترغیب دیتے رہے ابوالجوریہ دو سکر دن کی لڑائی میں دن چڑھے تک زخمی ہو گئے اور اپنے بستر پر چلے آئے تھے صحر تمام رات لشکر میں گشت کرتے رہے اور سب کتے تھے اے بندگان خدا کرامت و رضوان الہی کی کم کو بشارت ہو۔ اب اپنے دوستوں سے ملنے میں جنت کے داخل ہونے میں دنیا کی اذیتوں سے راحت پانے میں اتنی سی بات رہ گئی ہے کہ اس حریف دیکھنے نفس آثارہ سے جدائی حاصل ہو جائے۔ بخدا جو شخص اس بات کو جانتا ہے وہ اس سے جدائی پر خوشی خوشی آمادہ ہوگا اور اپنے پروردگار کی ملاقات سے مسرور ہوگا۔

تو ابین کا جذبہ شہادت | اسی حالت میں صبح ہو گئی۔ صبح کو ادھم باہلی دس ہزار کا لشکر لے کر وارد ہوا اور اسی وقت سے ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ یہ جنگ کا تیسرا دن روز جمعہ تھا دن چڑھے تک سخت جنگ ہوئی رہی اس کے بعد اہل شام ہر طرف سے تو ابین پر ٹوٹ پڑے۔ سلیمان نے جو اپنے اصحاب کو اس مصیبت میں دیکھا تو گھوڑے سے اتر پڑے اور پکار کر کہا اے بندگان خدا جسے اپنے پروردگار سے ملاقات کرنا اپنے گناہ سے توبہ کرنا اور اپنے عہد و پیمان کو پورا کرنا مقصود ہے وہ میرے ساتھ آئے یہ کہہ کر تلوار کا میان توڑ ڈالا اور بھی بہت سے لوگ ان کی آواز پر میدان میں کود پڑے انہوں نے بھی اپنی تلواروں کی میانیں توڑ توڑ کر پھینک دیا اور یہ سب لوگ سلیمان کے ساتھ پیدل چل پڑے ان کے گھوڑے لشکر میں سے ہوتے ہوئے کسی طرف نکل گئے۔

سلیمان اور مسیب کی شہادت | اب ان لوگوں نے ایسی شمشیر زنی کی کہ اور بھی سب لوگ تلواریں سونت کر گھوڑوں سے کود پڑے کا پٹیوں کو توڑ توڑ کر پھینک دیا۔ سواروں نے سواروں پر حملہ کیا۔ تلوار چلی اہل شام میں کشتوں کے پشتے لگا دیئے اور بہت سے شامیوں کو زخمی کر دیا۔ حصین نے ان کے ثبات قدم اور ان کی سطوت کو دیکھ کر پیادوں کو بھیجا کہ ان کو تیردوں کا نشانہ بنائیں۔ اب سواروں اور پیادوں نے ان کو ہر طرف سے گھیر لیا۔ اسی حالت میں سلیمان بن صرد شہید ہو گئے۔ ان کو یزید بن حصین نے تیر مارا وہ تیر لکھا کر گسے پھر اٹھے حملہ کیا پھر گر گئے اور ان کے بعد مسیب نے علم اٹھالیا۔ سلیمان سے خطاب کر کے کہا خدا کی رحمت ہو آپ پر آپ نے جو کہا وہ کر دکھایا اور جو کام آپ کے ذمہ تھا اس کو پورا کیا اب ہمارے ذمہ جو کام ہے وہ باقی ہے۔ یہ کہہ کر مسیب نے علم لے کر حملہ کیا اور ایک گھنٹہ تک لڑتے رہے اس کے بعد واپس آئے پھر حملہ کیا دوبارہ واپس آئے اسی طرح بہت دفعہ حملہ کر کے واپس آئے اور بالآخر شہید ہو گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

مسیب کی شجاعت | فردہ نقیطنے مسیب کے غلام کو شیب بن یزید خارجی کے ساتھ مدائن میں دیکھا باتوں باتوں میں عین الوردہ کے لوگوں کا ذکر چھڑ گیا تو اس شخص نے کہا۔ بخدا مسیب اور ان کے ساتھ والوں سے بڑھ کر میں نے کسی کو شجاع نہیں دیکھا۔ عین الوردہ کی جنگ میں میں نے مسیب کو دیکھا کہ وہ

اس زور سے جنگ کر رہے تھے کہ میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آتی تھی کہ کوئی شخص تنہا اس طرح سے جنگ کرے گا اور اس طرح دشمنوں کو تباہ و برباد کر سکے گا۔ بہت سے لوگوں کو انہوں نے ہلاک کیا وہ اپنے شہید ہونے سے پہلے یہ اشعار پڑھتے اور لڑتے جاتے تھے (ترجمہ اشعار) وہ پریشان زلفوں والی، وہ گورے گورے شکم اور پیلوں والی اب تو جان گئی ہیں روزنبرد و آدرو، میں شیر سے بڑھ کر دلیر اور متواتر حملے کرنے والا ہوں۔ میں اپنے حریف کے ٹکڑے اڑا دیتا ہوں اور میرے قریب کسی کو آنے کی جرأت نہیں ہوتی۔“

عبداللہ بن سعد کی علمداری | مسیب کے شہید ہونے کے بعد عبداللہ بن سعد رحمہ اللہ نے لشکر کا علم اٹھایا اور کہا میں سے دونوں بھائیو! (ترجمہ آیت) کوئی اپنی جان دے چکا اور کوئی انتظار کر رہا ہے۔ ان لوگوں نے کسی طرح کی تبدیل و تحریف نہیں کی۔ اس آیت کو پڑھ کر بنی ازد کے جو لوگ ان کے ساتھ تھے انہیں بے کرفال پر آمادہ ہوتے بنی ازد علم کو گھیرے ہوئے تھے اسی حالت میں تین سوار وارد ہوئے (۱) عبداللہ طائی (۲) کثیر مزنی اور سحر جفی یہ تینوں سوار سعد بن حذافین بن میمان کے ساتھ ان ایک سو ستر شخصوں میں شامل تھے جو اہل مدائن کے شیعہ تھے۔

تو ابین مدائن و بصرہ کی روانگی | سعد نے مدائن سے روانگی کے دن ان تین سواروں کو سم ترشے ہوئے ہزار تو ابین مدائن و بصرہ کی روانگی اور ڈیل پھر رہے کٹے ہوئے گھوڑوں پر روانہ کیا تھا کہ جہاد اور بہارے بھائیو کو ہماری روانگی کی خوشخبری دو تاکہ ان کے دل قوی ہو جائیں اور انہیں یہ خبر بھی دو کہ بصرہ سے تین سو مجاہد شنی عیدی کے ساتھ تمہاری کمک کے لیے نکل چکے ہیں۔ سعد مدائن سے جب روانہ ہوئے تو اس وقت شنی کے ساتھ بصرہ والے مومنین نکل چکے تھے سعد کے نکلنے کے پانچ دن بعد بصرہ والے ہر سیر تک پہنچ گئے تھے اور یہ خبر سعد کو پہلے سے معلوم ہو گئی تھی کہ شنی کے ساتھ بصرہ کے لوگ آ رہے ہیں۔

کثیر مزنی کی شہادت | غرض وہ تینوں سوار جب میدان کارزار میں پہنچے تو یہ مشرودہ انہوں نے دیا کہ مدائن اور بصرہ سے تمہارے بھائی تمہاری نصرت کے لیے آ رہے ہیں۔ عبداللہ بن سعد نے کہا کاش ہماری زندگی میں یہاں تک پہنچ گئے ہوتے پھر یہ لوگ بھی شریک ہو کر اطمینان سے لڑتے میدان کارزار میں مزنی شہید ہو گئے اور عطفی کو برچھی لگ گئی لوگ انہیں اٹھا کر لے گئے تو وہ بچ گئے۔ طائی کو برچھی لگی۔ اور ناک پر بھی زخم لگا۔

عبداللہ بن سعد کی شہادت | اہل شام کی طرف سے ربیعہ بن خزار نے بہت شدید حملہ کیا اور تو ابین نے بھی سخت جنگ کی۔ اس کے بعد ربیعہ اور عبداللہ میں تلوار چل گئی مگر دونوں کے دار ایک دوسرے پر کاری نہ ہوئے پھر یہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئے اور زمین پر آ رہے پھر اٹھے اور ڈنگا گئے

ربیع کے بھتیجے نے عبداللہ کی ہنسلی پر برچھی مار کے انہیں شہید کر دیا اور عبداللہ بن عوف نے ربیع کو برچھی مار کر گرایا زخم کاری نہیں تھا لہذا یہ پھراٹھا۔ ابن عوف نے دوبارہ اس پر حملہ کیا ربیع کے ساتھیوں نے برچھی کا دار کر کے ابن عوف کو گرایا اور ربیع کو بچا کر لے گئے۔

خالد بن سعد کی شہادت | خالد بن سعد نے اپنے بھائی کے قاتل کے سر پر دوڑ کر تلوار کا دار کیا تو حریف اس پٹ گیا اور خالد زمین پر گر پڑا۔ دونوں لشکروں کے لوگ دوڑ پڑے چونکہ شامیوں کی کثرت اور توابعین میں قلت تھی لہذا شامی حریف کو بچا لے گئے اور خالد کو شہید کر دیا اور اب علم کے پاس کوئی نہ رہا۔

عبداللہ بن دال | یہاں کے بہت سے شہسوار میدان میں کام آگئے تو انہوں نے عبداللہ بن دال کو پکارا انہیں اور ان کے ساتھیوں کو شامی ادھر آنے سے روکے ہوئے تھے، یہ دیکھ کر

رفاعہ بن شداد نے حملہ کر کے شامیوں کو منتشر کر دیا اور اب ابن دال علم کی طرف بڑھے دیکھا کہ عبداللہ بن خازم علم کو بلے ہوئے ہیں۔ ابن دال کو دیکھ کر ابن خازم نے کہا اپنا علم مجھ سے لے لو۔ ابن دال نے کہا خدا کی رحمت تم پر ہو تمہیں بلے رہو جو تمہارا حال ہے وہی میرا ہے۔ اس نے کہا نہیں آپ علم لیں اور مجھے جہاد کرنے دیں انہوں نے کہا تم جس حالت میں ہو یہی جہاد اور اب کا کام ہے اب دوسرے لوگوں نے بھی ابن خازم سے کہا کہ امیر کی اطاعت کرو و خدا تم پر رحمت کرے یہ سن کر ابن خازم کچھ دیر تک علم کو سنبھالے رہے۔

عبداللہ بن دال کا شدید حملہ | پھر ابن دال نے اس سے علم لے لیا اور توابعین سے عصر کے وقت مخاطب ہو کر کہا جو ایسی زندگی چاہتا ہے جس کے بعد موت نہیں۔ جو ایسی راحت کا

خفاہاں ہے جس کے بعد کوئی تکلیف نہیں۔ جو اس خوشی کا خواستگار ہو کہ جس کے بعد کوئی غم نہیں اسے چاہیئے۔ ان بے ادبوں سے جہاد کرنے میں اپنے پروردگار کا تقرب حاصل کرے۔ بھائیو! تم پر اللہ کی رحمت ہو شام ہرم کی مہشت میں ہوگی یہ کہہ کر اپنے اصحاب کے ساتھ لشکر شام پر حملہ کیا بہت سے شامیوں کو قتل کیا بڑی دوزخ نام کے لشکر کو پس پا کر دیا، اہل شام پہلے بھاگے اور پھر بڑا سا ہجوم ساتھ لے کر پٹ آئے اور ہر طرف سے توابعین کو دباتے ہوئے اس مقام پر آئے جہاں یہ لوگ حملہ آور ہونے سے پیشتر بکھڑے ہوئے تھے، یہ ایسا مقام تھا جہاں صرف ایک رخ سے حملہ ہو سکتا تھا۔

ادھم بابلی کا عبداللہ بن دال پر حملہ | شام کے وقت ادھم باہلی توابعین سے قتال کرنے پر آمادہ ہوا بہت سے سوار اور پیادوں کو لے کر ان پر حملہ کر دیا، عبداللہ بن دال

اس جنگ میں شہید ہو گئے ادھم نے ہی انہیں شہید کیا وہ حجاج کے زمانہ میں ذکر کیا کرتا تھا کہ امراء عراق میں سے عبداللہ بن دال کا مجھ سے مقابلہ ہوا وہ یہ آیت پڑھ رہا تھا (ترجمہ آیت) جو لوگ راہ خدا میں قتل ہو گئے انہیں

مردہ نہ سمجھو وہ زندہ ہیں اور اپنے خدا کے پاس سے رزق کھاتے ہیں مجھے یسین کو غصہ آیا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ لوگ ہمیں مشرکین کے مثل سمجھتے ہیں اور جلتے ہیں کہ ہم جن کو قتل کرتے ہیں وہ شہید ہوتا ہے۔

عبداللہ بن دال کی شہادت | میں نے اس پر حملہ کر دیا اس کے بائیں ہاتھ پر حملہ کیا تو ہاتھ اڑ گیا۔ میں نے ذرا آگے ہڑک پوچھا میں جانتا ہوں اس وقت تجھے آرزو ہوگی کہ کاش گھر میں بیٹھ رہا ہوتا۔ ابن دال نے جواب دیا۔ تیرا خیال غلط ہے واللہ مجھے اس کی بھی آرزو نہیں کہ میرے ہاتھ کے بدلے تیرا ہاتھ قطع ہوتا۔ مگر یہ کہ تیرا ہاتھ قطع کرنے پر مجھے اتنا اجر ملے جتنا مجھے اپنے ہاتھ کے قطع ہونے پر حاصل ہوا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیوں اس نے کہا اس لیے کہ میرا ہاتھ کاٹنے میں خدا تیرے گناہ کو شریک کر دے گا اور میرے ہاتھ کا مجھے اجر عظیم دے گا۔ یہ سن کر مجھے اور بھی غصہ آیا میں نے سواروں اور پیادوں کو جمع کر کے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا۔ اسے برجھی مار کر میں نے قتل کر دیا۔ وہ میری ہی طرف منہ کئے رہا اور برجھی کے وار سے اپنے گونہیں بچایا لوگوں سے میں سنتا ہوں کہ وہ عراق کے ان فقہاء میں سے تھا جو نماز روزے میں ہمیشہ مصروف رہتے ہیں اور جن سے لوگ فتوے لیا کرتے ہیں۔ عبداللہ بن دال کی شہادت کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ ابن حنفیہ ازم بھی انہیں کے پہلو میں شہید ہوئے پڑے ہیں۔

رناعہ بن شداد کی علمبرداری | رناعہ نے ابن خضین کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تم علم کو لیے رہو گے یا میں لے لوں اس نے کہا میں تو اپنے پروردگار کی ملاقات کا شائق ہوں اور اپنے مہابیوں کے ساتھ مل جانے کا آرزو مند ہوں میں دنیا سے نکل کر آخرت کی طرف جانا چاہتا ہوں.... پھر علم رناعہ کے ہاتھ میں دیدیا اور شامیوں کی طرف حملہ کرنے کو بڑھا۔

ولید بن غصین کا شدید حملہ اور شہادت | ابن حنفیہ نے یہ دیکھ کر کہا۔ خدا آپ پر رحم کرے۔ بھٹوڑی دیر ہمارے ساتھ شریک ہو کر لڑو۔ دیکھو اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو اسی طرح انہیں متیں دے دے کہ جان دینے سے روکا۔ اہل شام نے پکارنا شروع کر دیا لو اللہ نے سب کو ہلاک کیا اب جلدی حملہ کر کے رات ہونے سے پہلے ہی ان کا خاتمہ کر دو۔ پھر شامیوں نے ان کی طرف بڑھنا شروع کیا تو یہ لوگ بھی بڑھ کر بڑے جوکس میں شامیوں کے ہتھیاروں اور بڑے بڑے بہادروں سے شمشیر زنی کرنے لگے ان کا کوئی شخص نہ کھی بات پر چونکا اور نہ ہی کسی طرح لڑنے سے تھکے تاکہ دشمن کا قابو چلتا عشا کے وقت تک گھسان کی لڑائی ہوتی رہی اور ابن خضین شام سے پہلے ہی شہید ہو گئے۔

عبداللہ بن عزیز کی شہادت | عبداللہ بن عزیز کندی اپنے چھوٹے سے بیٹے محمد کو ساتھ لے کر نکلے اور کہا اے اہل شام کیا تم میں کوئی شخص بنی کندہ کا ہے یہ سن کر کچھ لوگ لشکر سے نکلے اور کہا

ہم لوگ کندی ہیں کہا اپنے بھتیجے کو مجھ سے لے لو۔ اسے اپنے خاندان کے لوگوں کے پاس کو فرمیں بھیج دینا میں عبداللہ بن مسعود کندی ہوں انہوں نے کہا تم تو ہمارے ابن عم ہو تمہارے لیے امان ہے عبداللہ نے جواب دیا واللہ میں اپنے بھائیوں کے قتل سے جدا نہیں ہونا چاہتا۔ یہ ایسے برادران ایمانی تھے جن سے شہر ولی میں اجالا تھا جن سے زمین اپنی جگہ قائم تھی، ذکر خدا ایسے لوگوں کے دم سے جاری تھا۔ ان کے بیٹے نے روزا شروع کیا تو کہنے لگے ”اے فرزند اگر اطاعت خدا سے بڑھ کر کسی چیز کو سمجھنا تو بیشک تجھے سمجھنا“ شامیوں میں جو لوگ ان کے خاندان کے تھے انہوں نے انہیں بہت تمیز دیں ان کے فرزند کا باپ کے لیے ترپنا اور روزا ان سے دیکھا نہ گیا جس سے وہ لوگ بھی بے اختیار رونے لگے عبداللہ اب اس طرف مڑے جدھر ان کے اصحاب تھے اور شامیوں کی صف پر شام کے قریب حملہ کیا۔ جب تک شہید نہ ہوئے برابر لڑتے رہے۔

اسی شام کا ذکر ہے کہ ایک اہلن نشان ہاتھ میں لیے کرب جھیری کم از کم سو آدمیوں کے کرب جھیری کی آمد | ساتھ تابعین کی جماعت کے پاس آئے جھیری نے عمیر اور مہد ان کے لوگوں کو بھی جمع کیا اور کہا کہ اے بندگان خدا اپنے پروردگار کی طرف چلو واللہ خوشنودی خدا اور توبہ کی برابری دنیا کی کوئی چیز نہیں کر سکتی میں نے سنا ہے کہ کچھ لوگ تم میں سے دنیا کو ترک کرنے کے بعد دوبارہ دنیا کی طرف پلٹ جانا چاہتے ہیں۔ اگر دنیا کی طرف پلٹیں گے تو پھر گناہوں میں مبتلا ہوں گے میں تو سجدا دشمن سے منہ نہیں پھیروں گا جب تک کہ اپنے بھائیوں کے پاس نہ پہنچ جاؤں جھیری کی بات کو سنبھالے مان لیا اور کہا جو تمہاری رٹنے ہے وہی ہماری راتے ہے اب وہ نشانی لیے ہوئے شام کی فوج کے قریب پہنچے۔

ابن ذوالکلاع نے دور سے نشان کو دیکھ کر کہا سجدا یہ تو جھیری یا صمدانی نشان معلوم | جھیری کی شہادت | ہوتا ہے یہ کہ وہ نشان کے قریب آیا۔ باتیں ہوئیں اور اس نے کہا تمہارے لیے امان ہے۔ ان کے رئیس نے جواب دیا۔ دنیا میں تو پہلے بھی ہمارے لیے امان تھی ہم تو آخرت کی امان کے خواستگار ہو کر آئے ہیں۔ غرض یہ لوگ لڑے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ صمیر مرنی بنی مرنیہ کے تئیں آدمیوں کو لے کر چلے اور کہا کہ راہ خدا میں مرنے سے کیا ڈرتے ہو وہ تو ضرور آئے والی ہے جس دنیا کو چھوڑ کر تم خدا کی طرف آچکے ہو اب اس دنیا کی طرف ہرگز نہ پلٹنا۔ دنیا تمہارے لیے باقی رہنے والی نہیں اور خدا کے جس ثواب کی طرف تم راعب ہو چکے ہو اب اس سے منہ نہ پھیرنا۔ تمہارے لیے وہ ثواب بہتر ہے جو خدا کے پاس ہے۔ غرض یہ لوگ بھی لڑے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

اب شام ہو گئی اور اہل شام لشکر کی طرف پلٹ گئے۔ رفاعہ نے اپنے لشکر کے زخمیوں کو | رفاعہ کی مراجعت | غور سے دیکھا جن کو دیکھا کہ اعانت کے محتاج ہیں انہیں ان کی قوم والوں کے حوالہ

لڑ دیا اور باقی سب کو لے کر رات ہی کو روانہ ہو گیا۔ صبح ہوتے تیسیر میں پہنچا پھر خابور سے گذرا اور پار اترنے کے تمام ذریعوں کو قطع کر تا گیا۔ حصین بن نمیر نے صبح کو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سب لوگ چلے گئے اس نے ان کے تعاقب میں کسی کو روانہ نہ کیا۔ اور اپنے لشکر کو تیزی سے لے کر چلی کھڑا ہوا۔ رفاعہ نے ابو جویریہ کو ستر سواروں کے ساتھ اپنے لشکر کے پیچھے رکھا اس کا کام یہ تھا کہ اگر کسی شخص کا کچھ مال یا گھڑی راستہ میں پڑی مل جائے تو اٹھائے اور مالک تک پہنچائے اگر کوئی دھوڑھے یا خواہش کرے تو رفاعہ کے پاس اس چیز کو بھیج دے اور وہ لوگوں کو دکھائے۔

اسی طرح چلتے چلتے خشکی کی راہ سے قریسیا تک یہ لوگ پہنچے زحمنی تو ابین کی تیمارداری اور مہمان نوازی | گئے۔ زفر نے جس طرح پہلے سب کے لیے وازہ چار ا بھیجا تھا اسی طرح

اب بھی سب کی خاطر مہارت کی اور طبیب بھی روانہ کئے یہ بھی کہا کہ جتنے دن تمہارا جی چاہے ہمارے پاس قیام کرو۔ ہم تمہارے مہرود اور بھائی ہیں۔ یہ لوگ تین دن تک وہیں رہے اس کے بعد جس کو جس قدر کھانے اور چارہ کی ضرورت تھی اپنے ساتھ لے لیا۔

سعد بن خذیفہ جب مقام سیت میں پہنچے تو دیہاتیوں نے تو ابین کے تو ابین کی مشنتی عہدی سے ملاقات | سارے حالات ان سے بیان کئے سعد کی سن کر وہاں سے واپس پڑے

مقام صندو دار میں مشنتی عہدی سے ملاقات کی۔ یہ لوگ اسی مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے کہ رفاعہ کے آنے کی بھی اطلاع ملی سب استقبال کے لیے بستی سے باہر نکل آئے ایک دوسرے سے جلیک سلیک کی اور ایک دوسرے کو دیکھ کر رو پڑے اپنے بھائیوں کی خبر شہادت سنی ایک رات دن وہیں ٹھہرے رہے پھر مدائن والے مدائن کی طرف بصرہ والے بصرہ کی طرف پلٹ گئے اور کوفہ والے کوفہ میں واپس آئے تو دیکھا کہ خنزا را بھی قید میں ہے۔

ادھم باہلی نے جاکر عبدالملک کو فتح کی مبارک باد دی۔ یہ سن کر وہ منبر پر گیا۔ عبدالملک کو فتح کی خوشخبری | حمد و ثناء کے بعد کہا خدانے رؤسائے عراق میں سے بڑے فتنہ انگیز

اور گم کردہ راہ سلیمان بن صرد کو ہلاک کیا ہماری تلواروں نے مسیب کے سر کو گیند کی طرح اچھال دیا اور خدانے ان کے دوسرواروں کو جو گمراہ اور گمراہ کندہ تھے یعنی عبداللہ اردی اور عبداللہ بن دال کو قتل کر دیا۔ اور اب ان کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں رہا جو دفع یا منع کی قدرت رکھتا ہو۔

مختار ثقفی کا وعدہ | مختار ثقفی کوئی پندرہ دن تک خاموش رہے اس کے بعد اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے اپنے اس غازی کیلئے دن گن رکھو دس دن سے زیادہ اور مہینہ سے کم اس

کے بعد حیرت انگیز خبریں سن لینا کہ اچانک برجی چل گئی ایک ہی دار نے ٹکڑے اڑا دیئے بہت سے لوگ قتل ہو گئے سنگسار ہو گئے جانتے ہو یہ کام کون کرے گا میں کروں گا تم سے جھوٹ نہیں کہتا۔ میں اس کام میں کامیاب ہوں گا۔

رفاعہ جنگِ یمن الوردہ سے جب کوفہ میں واپس آیا تو مختار نے
مختار کا خط رفاعہ بن شداد کے نام | قید خانے سے اسے یہ خط لکھا۔ میں ان لوگوں کا خیر مقدم کرتا ہوں۔

جو واپس آئے ہیں پھر بھی خدا نے انہیں اجرِ عظیم دیا بلٹ آئے تب بھی خدا ان سے راضی ہے۔ رب کعبہ کی قسم تم
لوگوں میں سے جس نے ایک قدم اٹھایا اور ایک کام چلا خدا نے اس کو ملک دینا سے عظیم تر اجر و ثواب دیا سلیمان نے
اپنے دھڑے کو پورا کر دکھایا۔ خدا نے انہیں شہادت دیکر ان کی روح کو انبیاء و صدیقین اور شہداء و صالحین کی ارواح
میں شامل کر دیا لیکن وہ تمہارے سردار نہیں تھے۔ جن کے ساتھ تم مل کر فتحیاب ہو سکتے۔ ہاں میں وہ امیر مہول جیسے مامور
کیا گیا ہے۔ میں وہ امین ہوں جس پر پھر دوسرے کر لیا گیا ہے۔ میں ظالموں کا قاتل دشمنانِ دین سے انتقام لینے والا اور
ان سے قصاص لینے والا ہوں۔ سامانِ کر کو مستعد ہو جاؤ۔ خوش رہو اور خوشخبری دو۔ میں کتابِ خدا سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ارتقام خونِ ناسی اہل بیتِ حمایتِ ضعیفہ اور ظالموں سے جہاد کی طرف تہیں دعوت
دیتا ہوں۔ والسلام۔ مختار کے قید ہونے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ لوگوں نے ان کی ان باتوں کا ذکر عبداللہ بن زبیر اور
ابراہیم بن محمد (جو ابن زبیر کی طرف سے کوفہ کے سربراہ تھے) کے سامنے کیا تو وہ دونوں شخص ایک جماعت کو ساتھ
لیے ہوئے مختار کے پاس آئے اور انہیں گرفتار کر لیا۔

حمید بن مسلم کہتا ہے کہ جب ہم لوگ عین الوردہ سے واپس ہونے لگے تو ہم میں سے
عبداللہ بن غزویہ نوآہن کی لاشوں کے پاس جا کر کھڑے ہوئے اور کہا یہ حکم اللہ

صدقتم صبرتم کہ بنا فرما تمہیں لوگ سچے اور ثابت قدم نکلیے ہم سب جھوٹے ہیں اور بھاگ چلے ہیں۔ جب روانہ ہوئے
اور صبح ہوئی تو دیکھا کہ عبداللہ بن غزویہ اور ان کے ساتھ کوئی بیس دوسرے آدمی واپس جانے اور دشمن سے دوبارہ لڑنے
پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ رفاعہ۔ ابن عوف اور دوسرے بہت سے لوگ ان سے کہنے لگے۔ خدا کے لیے اب ہماری کمرہ
توڑو۔ تم جیسے خوش عقیدہ لوگ جب تک ہم میں ہیں۔ ہمارے لیے خیر و برکت ہے۔ غرض قسین دے دے کہ ان لوگوں
کو روک لیا لیکن ان میں سے ایک شخص عبیدہ مرنی باز نہ آیا ہم سب کے ساتھ ساتھ چلا تو سہی مگر لوگوں کو اپنی
طرف سے غافل پا کر پھر پٹیا اور اہل شداد تک پہنچتے ہی حملہ کر دیا۔ تلواریں چلاتے چلاتے تھک گیا اور شہید ہو گیا
یہ مرنی حمید بن مسلم کے دوستوں میں سے تھا۔

اس دن سے حمید کو اس بات کی آرزو تھی کہ ایسا کوئی شخص ملے جو مرنی
عبیدہ مرنی کی شہادت کا واقعہ | کے تنہا حملہ کرنے کا واقعہ مجھ سے بیان کرے۔ ایک زمانہ کے بعد حمید اور

عبدالملک ازدی کی سکھ میں ملاقات ہو گئی۔ باتوں باتوں میں جنگِ عین الوردہ کا ذکر نکلی آیا تو ازدی نے کہا۔ ان
لوگوں کے ہلاک ہو جانے کے بعد نہایت عجیب واقعہ پیش آیا کہ ایک شخص نے آکو توار سے مجھ پر حملہ کر دیا تو میں

بھی لڑنے پر آمادہ ہو گیا۔ وہ بہت زخمی تھا اور کتنا جاتا تھا۔ (ترجمہ شعر) میں اللہ سے اللہ ہی کی طرف بھاگ کر جاتا ہوں۔ اسے خدا تیری خوشنودی کی آرزو میں سے ظاہر و باطن میں ہے۔ میں نے پوچھا تو کس خاندان سے ہے کہا اولادِ آدم میں سے ہوں۔ میں نے دوبارہ خاندان کا پوچھا تو اس نے کہا اے خانہ کعبہ کے خراب کرنے والو! میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے پہچانو! سلیمان بن عمرو اس سے لڑنے کے لیے نکلا وہ اس زمانہ میں بہت قوی اور شہرور تھا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو زخموں سے چور کر دیا۔ پھر ہر طرف سے اہل شام اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے قتل کر دیا۔ میں نے بغداد ایسا حملہ آور کوئی نہیں دیکھا۔ یہ سن کر حمید کی آنکھوں میں آنسو بھرتے تو اودی نے پوچھا کیا تمہاری اس سے قرابت تھی رحیم نے کہا قرابت تو نہیں تھی وہ شخص مضر خاندان سے تھا۔ میرا دوست اور بھائی تھا وہ کہنے لگا خدا تجھے روزا ہی رکھے ایک شخص بنی مضر کا گمراہ ہو کر مارا گیا اور تو اسے روتا ہے حمید نے کہا واللہ وہ گمراہ ہو کر نہیں مرادہ اپنے پروردگار کی ہدایت اور دلیل روشن پر مارا گیا کہنے لگا جہاں وہ گیا۔ خدا تجھے بھی وہیں پہنچا دے۔ حمید نے کہا۔ آمین۔ اور تجھے حصین بن نمیر کی جگہ پر پہنچا دے اور اس کے ماتم میں تجھے روتا رکھے۔

عاشی مہدانی کا مرثیہ | واقعہ تو ابین پر اعشی مہدانی نے جو مرثیہ لکھا ہے اس کو بھی لوگ پہلے چھپا کرتے تھے۔ (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ اس بزرگ نے راست بازی سے خوف خدا پر عمل کیا۔ اور خوف خدا کیا ہی اچھی کامی ہے۔
- ۲۔ اس دنیا کو چھوڑا۔ اس سے کوئی واسطہ نہیں رکھا اور توبہ کرنے کے لیے خطائے برتر و بالا کی طرف رجوع کیا۔
- ۳۔ اس کو خدا نے سواروں کی جماعت کے ساتھ ابن زیاد سے مقابلہ کرنے کے لیے توبہ کی طرف روانہ کیا۔
- ۴۔ اس کے ساتھ صاحب تقویٰ اور دانالوگ تھے وہ دلیروں کے دلیر اور خجلیوں کے سنجیب تھے۔
- ۵۔ یہ لوگ کار ثواب سمجھ کر روانہ ہوئے تھے نہ ابن طلحہ کی بات پر عمل کیا اور نہ امیر کوفہ کی بات کا جواب دیا۔
- ۶۔ یہ لوگ اس حالت میں چلے جا رہے تھے کہ کوئی ان میں خواہاں تقویٰ تھا اور کوئی اس گناہ کی جو اس سے سرزد ہوا تھا توبہ کرنے جا رہا تھا۔
- ۷۔ عین اللہ وہ میں جا کر اس لشکر سے ان کا مقابلہ ہو گیا جو ان سے لڑنے کے لیے نکلا تھا یعنی ابن زبیر المکلاہ کا لشکر۔ بس تلواریں کھینچ کر انہوں نے کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔
- ۸۔ جن کی تلواریں میانی تھیں جو ہاتھوں کو اڑا رہی تھیں۔ پھر ان سواروں نے شامیوں پر حملہ کیا جن کے گھوڑے سنجیب اور دلازقد تھے۔
- ۹۔ اسی اثناء میں اہل شام کا ایک اور لشکر اور اس کے بعد کتنی ہی فوج در فوج موج دریا کی طرح ان پر امانڈ پڑیں (یعنی حصین کا لشکر)

- ۱۰۔ یہ لوگ اب بھی میدان سے نہ ٹلے یہاں تک کہ تمام ہوسار ان کے قتل ہو گئے اور چند لوگوں کے سوا کوئی بچا۔
 ۱۱۔ اہل شام نے صابروں کی اس جماعت کو قتل کر کے پھینک دیا ان کا حال یہ تھا کہ شمال و جنوب کی ہوائیں ان کی لاشوں سے گذر رہی تھیں۔
 ۱۲۔ ان کا رئیس سلیمان بن صرد خراجی کشتوں میں اس طرح پڑا تھا جیسے اس نے کبھی شمشیر زنی کی نہ تھی اور نہ کبھی وہ میدان میں لڑا تھا۔

- ۱۳۔ ۱۲۔ ۱۵۔ یہی حال تھا بنی شیح کے رئیس منیب اور قوم شتوہ کے شہسوار (عبداللہ بن سعد) اور تیبی (عبداللہ بن دال) کا جو صاحب لشکر تھا۔ عمر بن بشیر، ولید، خالد، زبیر بن بکر، حلیس بن غالب اور سہدانی کے اس رئیس کا جو ہاتھوں پر چکر کرتا تھا۔ حکم کرنے کے بعد کبھی رکتا نہ تھا اور وہ نہایت ستودہ صفات تھا۔
 ۱۶۔ ہر قوم کا سردار جو عالی خاندان تھا جو اوجِ فخرت پر تارے کی طرح تاباں و درخشاں تھا اس معرکہ میں قتل ہو گیا۔
 ۱۷۔ یہ مرنے والے اس بات سے کسی طرح باز نہ آئے کہ تلوار کا ایسا وار کریں جس سے دشمنوں کے سر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور برہمی ماریں تو ایسی جس کا زخم نہ سہی ہو۔
 ۱۸۔ انہیں مرنے والوں میں سعید بھی تھا جس نے عامر کو قتل کیا جو اس حملہ اور شیر سے جو پہاڑ کی کسی گھاٹی میں رہتا ہو بڑھ کر دلیر تھا۔

- ۱۹۔ اے اہل عراق کے لشکر جو خدا تمہیں کالے کالے برسنے والے ابر رحمت سے سیراب کرے۔
 ۲۰۔ ہمارے شہسوار اور ہمارے مددگار ایسے وقت میں ہم سے دور نہ ہوں۔ جب شمشیر زنی کا یہ انجام ہو کہ مستورات کے پازیموں پر ناحرموں کی نگاہ پڑے۔
 ۲۱۔ یہ قتل ہو گئے تو کیا ہوا قتل تو بہترین موت ہے۔ ہر ایک انسان ایک ذرا ایک دن کسی تفرقہ انداز موت کا شکار ہو گا۔

- ۲۲۔ لیکن یہ لوگ یوں نہیں قتل ہوئے یہ ایک ایسی جماعت کو براہِ گنجہ کر گئے ہیں جو آفتاب کی حدت اور نور کی سی سجلی رکتی ہو۔ سلیمان اور ان کے ساتھی جنگ عین الورہ میں ربیع الثانی میں شہید ہوئے۔ اسی سال مردان بن حکم نے اپنے دونوں بیٹوں عبدالملک اور عبدالعزیز کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور شام کو ان کی بیعت کا حکم دیا جس کی تفصیل یہ ہے۔

عبدالملک اور عبدالعزیز کی ولی عہدی | عمرو بن سعید بن عامر اشجق مصعب بن زبیر کو جسے اس کے بھائی عبداللہ بن زبیر نے فلسطین کی طرف بھیجا تھا، شکست دیکھ کر دمشق آگیا۔ اب تمام شام اور مصر پر مردان لعنۃ اللہ کی حکومت تھی۔ مردان کو معلوم ہوا کہ عمر کہتا ہے کہ مردان کے

بعد وہ امیر المومنین بنے گا۔ نیز وہ اس کا بھی مدعی ہے کہ مروان نے خود اس سے یہ وعدہ کیا ہے مروان نے اس اطلاع کے بعد حسان بن مالک بن بجدل کو اپنے پاس بلایا اور کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنے بیٹوں عبد الملک اور عبدالعزیز کو اپنا ولی عہد بنا دوں اور اس کے لیے سب سے بیعت لے لوں۔ اس کے ساتھ اس نے عمرو بن سعید کے خیال سے بھی آگاہ کر دیا۔ حسان نے کہا کہ آپ عمرو کی فکر نہ کیجئے میں اس سے سمجھ لوں گا چنانچہ جب ایک شام کو سب لوگ مروان کے پاس جمع ہوئے تو ابن بجدل نے کھڑے ہو کر کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ لوگوں کی بڑی بڑی امیدیں ہیں۔ آپ سب لوگ کھڑے ہوں اور امیر المومنین کے بعد عبد الملک اور عبدالعزیز کے لیے بیعت کریں۔ بلا استثناء سب لوگوں نے ان دونوں کی بیعت کر لی۔ اس سال ابتداءً ماہ رمضان میں مروان مر گیا۔

خالد بن زید کی اہانت | جب معاویہ بن زید ابولیل کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے جانشین تقرر کرنے سے انکار کر دیا۔ ابن بجدل کا خیال تھا کہ معاویہ کے بعد خالد کو خلیفہ بنائے مگر وہ کس تھا اور یہ حسان بن مالک بن بجدل زید کا ماموں تھا۔ اس وقت تو اس نے مروان کے ہاتھ پر بیعت کر لی لیکن نیت یہ رکھی کہ مروان کے مرنے کے بعد وہ خالد کو خلیفہ بنائے گا۔ مگر جب مروان کے ہاتھ پر اس نے اور تمام اہل شام نے بیعت کر لی تو کسی نے مروان کو بردائے دی کہ خالد کی ماں سے شادی کر لو خالد کی ماں ابو ہاشم بن عقبہ کی پوتی تھی تاکہ اس طرح خالد کی شان کم ہو جائے اور وہ خلافت کا مدعی نہ رہے۔ مروان نے اس تجویز پر عمل کر لیا۔ ایک دن خالد مروان سے بیٹے آیا جبکہ مروان کے پاس بہت سے لوگ جمع تھے اور وہ دونوں صفوں کے درمیان ٹہل رہا تھا۔ خالد کو دیکھ کر مروان نے کہا بخدا یہ تو احمق ہے۔ اسے تردد بر والی عورت کے بیٹے آجاؤ۔ اس جملہ سے اس کا مقصد یہ تھا کہ اہل شام کی نظروں میں خالد بے وقعت ہو جائے۔

مروان کی ہلاکت | خالد نے یہ قصہ اپنی ماں کو سنایا تو اس نے کہا خبردار اس واقعہ کو کسی اور سے بیان نہ کرنا تم چپ رہو میں اس کو سمجھ لوں گی۔ جب مروان اس کے پاس آیا تو مروان نے کہا کیا خالد نے میرے بارے میں کوئی بات تم سے کہی ہے اس نے کہا۔ جہلا خالد آپ کے متعلق کوئی بات کہہ سکتا ہے وہ تو آپ کی اتنی تعظیم کرتا ہے۔ اس کو اس کی جرأت ہی کہاں کہ وہ کوئی بات آپ کے متعلق نہ کہے۔ مروان نے اس کے بیان کو سچا سمجھا اور کچھ وقت کے لیے وہ خاموش رہی۔ ایک دفعہ مروان اس کے پاس سویا تو اس نے بہت سے گدے اس پر چن دیئے اور اس طرح دبا کر اس کو مار ڈالا۔ مروان تریسٹھ سال کی عمر میں دمشق میں ہلاک ہوا بعض اکٹھ سال بھی کہتے ہیں۔

باب ۱۵

مختار بن ابی عبد اللہ بن مسعودؓ کے واقعات

اسی سال ۶۶ میں مختار بن ابی عبد اللہ نے حضرت امام حسینؑ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے کوفہ میں خروج کیا اور ابن زبیر کے عامل عبد اللہ بن مطیع کو (جو عبد اللہ بن زبیر کی معزولی کے بعد عامل مقرر ہوا تھا) کوفہ سے نکال باہر کیا۔

مختار کا خط تو ابین کے نام | جب سلیمان بن صرد کے ہمراہی (جو جنگ عین الوردہ سے بچ نکلے تھے) کوفہ میں واپس آئے تو مختار نے انہیں یہ خط لکھا۔ ابا لب۔ چونکہ تم نے ظالموں سے علیحدگی اختیار کی اور ان سے جہاد کیا اس لیے اللہ تم کو اس کا بڑا اجر دے گا اور گناہوں کے بوجھ کو اتار دے گا۔ اگر تم نے اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کیا کسی گھاٹی پر چڑھے یا کوئی قدم اٹھایا تو اس کے عوض میں اللہ نے تمہارا ایک درجہ آخرت میں بلند کر دیا۔ اس کے صلہ میں ایسی نیکیاں تمہارے نام لکھیں کہ جن کو صرف خدا ہی شمار کر سکتا ہے اگر میں خروج کر کے تمہارے پاس آؤں تو اللہ کی عنایت سے ہر سمت سے تمہارے دشمن کے لیے تلوار نیام سے نکالوں گا اور ان کے پرچے اڑا دوں گا۔ جو تم سے قریب ہوں اور اس تجویز پر عمل کرنے کے لیے آمادہ ہوں اللہ انہیں اپنے سے نزدیک کرے۔ جو اس کے قبول کرنے سے انکار کریں اللہ انہیں دور رکھے، اسے اہل ہدایت تم پر سلام ہو۔

تو ابین کی اطاعت | سبحان بن عمرو اس خط کو اپنی ٹوپی کے استر اور ابرے کے درمیان چھپا کر رفاعہ بن شداد منشی عبدی سعد بن حدلیف، یزید بن انس، احمر بن شعیط، عبد اللہ بن شداد سجلی اور عبد اللہ بن کامل کے پاس لایا اور ان سب کو یہ خط پڑھ کر سنایا۔ اس جماعت نے ابن کامل کو اپنا قائم مقام بنا کر مختار کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ہم آپ کی دعوت قبول کرنے کے لیے بالکل تیار ہیں جس طرح آپ چاہیں ہم سے کام لیں۔ اگر آپ کی رائے ہو تو ہم اگر آپ کو قید سے نکال لائیں۔

مختار کا خط عبداللہ بن عمر کے نام | کامل قید خانہ میں اس کو مختار سے ملا جو پیام لایا تھا وہ اس کی سنہ سنا دیا شیعوں کے اس ارادے سے مختار نہایت خوش ہوا اور انہیں کہلا بھیجا وہ مجھے چھڑانے آئیں بلکہ میں خود ہی صبح یا شام یہاں سے نکل آؤں گا۔ مختار نے زبیری نام غلام کو عبداللہ بن عمر کے پاس یہ خط دیکر بھیجا۔ "اما بعد۔ مجھے بلا وجہ قید کر دیا گیا ہے، والیوں نے جھوٹے الزام مجھ پر لگائے ہیں۔ آپ مہربانی کر کے ان دونوں ظالموں (عبداللہ بن زبیر اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ) کے نام میری سفارش کا ایک خط لکھ دیں مگر یہ ہے اللہ آپ کی برکت سے مجھے ان کے پنجے سے رہائی دے۔ والسلام علیک"

عبداللہ بن عمر کی سفارش | اما بعد تم کو معلوم ہے کہ مختار بن ابوجعبید میرے سسرالی رشتہ دار ہیں اور میرے تم دونوں سے جو دوستانہ مراسم ہیں۔ ان سے بھی تم واقف ہو اسی لیے میں تم کو اپنی اس دوستی کے حق کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ میرے اس خط کو دیکھتے ہی مختار کو چھوڑ دو۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جب عبداللہ بن زبیر اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کے پاس عبداللہ بن عمر کا یہ خط پہنچا تو مختار ثقفی کی ہائی | انہوں نے مختار کو بلا کر کہا "تم اپنا ضامن پیش کرو" مختار کے بہت سے طرفدار اس کے پاس آئے لیکن زبیر بن حارث بن زبیر بن روکم نے عبداللہ بن زبیر سے کہا کہ ان سب کی ضمانت سے کیا فائدہ ان میں سے جو دس مشہور اشخاص ہوں صرف ان کی ضمانت لے لو۔ عبداللہ نے اس تجویز پر عمل کیا اور جب ان کی ضمانت لے لی تو دونوں نے مختار کو بلا کر کہا "خدا کے سامنے قسم کھاؤ کہ جب تک ہم دونوں برسرِ اقتدار ہیں، ہمارے خلاف کوئی سازش یا بغاوت نہیں کرو گے اور اگر تم اس عہد کی خلاف ورزی کرو گے تو تم کو ایک ہزار جانور کھارہ مین کے لیے کعبہ کے دروازے پر ذبح کرنے پڑیں گے۔ تمہارے تمام لڑائی اور غلام آزاد ہو جائیں گے۔ مختار نے یہ قسم کھالی۔ ان کو رہائی مل گئی اور وہ اپنے گھر واپس آ گئے۔

مختار کی جماعت میں اضافہ | قید سے رہائی کے بعد جب مختار نے اپنے مکان میں سکونت اختیار کر لی تو شیعہ ان کے پاس آئے اور سب نے انہیں اپنا امیر بنالیا جس وقت وہ قید تھے تب بھی یہ پانچ آدمی ان کے لیے لوگوں سے جمعیت لیتے رہے تھے۔ سائب بن مالک اشعری، زبیر بن انس، احمد بن شعیبہ، زنا بن شداد ثقیانی اور عبداللہ بن شداد حبشی روز بروز ان کے طرفداروں میں اضافہ اور ان کی تحریک کو قوت پہنچتی رہی۔

عبداللہ بن مطیع کا کوفہ کی گورنری پر تقرر | اس اثنائیں ابن زبیر نے عبداللہ بن زبیر اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کو علیحدہ کر کے ان کی جگہ عبداللہ بن مطیع کو کوفہ بھیج دیا۔ جمعہ کے دن ماہ رمضان ۶۵ھ کے ختم ہونے میں پانچ راہیں باقی تھیں کہ عبداللہ بن مطیع کوفہ میں آیا اس نے عبداللہ

بن یزید سے کہا اگر تم پسند کرو تو یہاں میرے پاس رہو میں ہر طرح تمہاری خاطر و مدارت کروں گا اور چاہو تو "امیر المؤمنین" (ابن زبیر) کے پاس چلے جاؤ۔ کیونکہ تم نے ان کے ساتھ اور ان کی مسلم آبادی کے ساتھ خیر خواہی کی ہے۔ ابراہیم سے کہا کہ تم "امیر المؤمنین" کے پاس چلے جاؤ۔ ابراہیم مکہ آگیا چونکہ اس کے عہد میں مالگزاروں میں کمی واقع ہوئی تھی۔ لہذا اس کے متعلق اس سے باز پرس کی گئی تو اس نے فتنہ و فساد کو اس کمی کا باعث بنایا۔ ابن زبیر نے مزید اس سے پوچھ گچھ نہ کی۔

ابن مطیع کا اہل کوفہ کو خطاب | ابن مطیع نے کوفہ میں اپنی دونوں ذمہ داریوں کا جائزہ لیا۔ یہی نماز پڑھاتا تھا اور مالگزاری کا بھی انصر تھا اس نے ایسا بن مضارب عجمی کو اپنی فوج خاص کا افسر مقرر کیا اور حکم دیا کہ سب اچھا سلوک کرنا۔ البتہ مشتبہ اشخاص پر سختی کرنا۔ حمیرہ بن عبد اللہ ازدی جس نے یہ زمانہ پایا اور وہ مصعب بن زبیر کے قتل کے وقت بھی موجود تھا۔ راوی ہے کہ جب عبد اللہ بن مطیع مسجد کوفہ میں آیا تو میں وہاں موجود تھا۔ اس نے منبر پر جا کر حمد و ثنا کے بعد کہا "امیر المؤمنین" عبد اللہ بن زبیر نے مجھے تمہارے شہر اور علاقے کا حاکم بنا کر بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ مالگزاری و وصول کروں اور یہاں کے اخراجات کے بعد جو روپیہ بچے وہ تمہاری مرضی کے بغیر و غلامجہ متقل نہ کروں۔ حضرت عمرؓ نے بھی مرتے وقت یہی وصیت کی تھی اور اسی پر حضرت عثمانؓ نے عمل کیا تھا۔ اللہ سے ڈرو۔ صراطِ مستقیم پر عمل کرتے رہو۔ اختلافات پیدا نہ کرو۔ احمقوں کے ہاتھوں میں اپنے کو نہ دو۔ اگر تم نے میرے کہنے کو نہ مانا تو پھر مجھے مورد الزام نہ ٹھہرانا بلکہ اپنے ہی کو برا بھلا کہنا۔ ایسی صورت میں سجدہ میں مجرم کو سخت سزا دوں گا۔ اور مشتبہ اشخاص کو سیدھا کروں گا۔

سائب بن مالک اشعری کی تقریر | اس تقریر کے بعد سائب اشعری نے کھڑے ہو کر کہا ابن زبیر نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم ہماری فاضل آمدنی کو ہماری مرضی کے بغیر کہیں متقل نہیں کرو گے تو ہم علیؓ روسی الاشہاد کہتے ہیں کہ ہماری فاضل آمدنی کہیں اور نہ بھیجی جائے بلکہ اس کو ہم میں تقسیم کیا جائے اور ہمارے ساتھ حضرت علیؓ کا سا طرز عمل اختیار کیا جائے۔ ہم حضرت عثمانؓ کے طرز عمل کو اپنی جان و مال کے لیے پسند نہیں کرتے کیونکہ اس کی بنیاد ترجیح اور اغراض نفسانی پر تھی اسی طرح ہم اپنے مال کے متعلق حضرت عمرؓ کے طرز عمل کو نہیں پسند کرتے اگرچہ ان کا طرز باقی دونوں مذکورہ صدر طریق حکومت سے ہمارے لیے نقصان میں کم اور خلقِ خدا کے لیے فائدہ میں کم نہ تھا۔

یزید بن انس کی تائید | یزید بن انس نے کہا سائب بن مالک نے بالکل واجبی بات کہی ہے ہماری رائے ان کے ساتھ ہے۔ ابن مطیع نے کہا میں تم پر اس طرز عمل سے حکومت کروں گا جسے تم پسند کرو گے اس کے بعد وہ منبر سے اتر آیا۔ یزید بن انس اسدی نے سائب سے کہا تم نے خوب کیا کہ اس کی

ساری شیخی خاک میں ملا دی اللہ مسلمانوں کے لیے تہاری عمر دماز کرے۔ سجدا میں خود چاہتا تھا کہ کھڑے ہو کر دہی بات کہوں جو تم نے کہی، اور یہ بھی اچھا ہوا کہ کسی اپنے کو فہم دلے نے اس کی تردید نہیں کی جسے ہماری جماعت مشیعہ سے تعلق نہ ہو۔

مختار کی شکایت ان کی طلبی اور معذرت | ایسا بن مضارب نے ابن مطیع سے شکایت کی کہ مختار کی جانب سے خطرہ ہے اس کو قید کر لو مجھے معلوم ہوا ہے اس کی تحریک

مکمل ہو چکی ہے۔ وہ کسی وقت کو ذر پر حملہ کرنے والا ہے۔ ابن مطیع نے زائدہ بن قدامہ اور حسین برسی کو مختار کے پاس بلائے کو بھیجا وہ جانے کے لیے تیار ہوئے تو قدامہ نے یہ آیت پڑھی (ترجمہ) اور جب ان لوگوں نے جنوں نے خدا کی ہستی سے انکار کیا تھا تیرے ساتھ چال چلی کہ وہ تجھے روک لیں یا قتل کریں یا شہر سے نکال دیں وہ اپنی چال چلتے ہیں اور خدا اپنے طرز پر عمل کرتا ہے اور اللہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے یہ سن کر مختار تاڑ گئے اور کہا مجھ پر لعنت ڈالو مجھے شدید لرزنا ہے۔ دونوں سے کہا "میری حالت آپ نے دیکھی ہے۔ ابن مطیع سے معذرت کر دیں" چنانچہ انہوں نے ابن مطیع سے ان کی بیماری کا حال بیان کیا اور اس نے ان کی بات کو باور کر لیا اور اسے معذور سمجھا مختار نے اپنے طرفداروں کو بلانا شروع کیا اور اپنے ارد گرد کے مکانات میں انہیں جمع کرتے رہے۔ ان کا ارادہ تھا کہ محرم ہی میں کو ذر پر قبضہ کیا جائے۔

عبدالرحمن بن شریح کی تقریر | مختار کے طرفداروں میں سے بنی شہام کا ایک معزز شخص عبدالرحمن بن شریح سعید بن مسعود ثوری راسخ حنفی، اسود کندی اور قدامہ شہبی سے آکر ملایہ سب

لوگ راسخ حنفی کے مکان میں جمع تھے۔ عبدالرحمن نے حمد و ثنا کے بعد ان سے کہا مختار ہمیں لے کر خروج کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے ان کی بیعت تو کر لی ہے مگر ہمیں معلوم نہیں کہ واقعاً ابن حنیفہ نے انہیں ہمارے پاس بھیجا ہے یا نہیں بہتر یہ ہے کہ ہم سب ابن حنیفہ کے پاس چلیں اور انہیں مختار کی دعوت سے آگاہ کریں اب اگر وہ ہیں مختار کی متابعت کی اجازت دیں تو ان کی متابعت کریں گے ورنہ نہیں۔ سجدا دین کی سلامتی ہمارے لیے دنیا کے کمزور فائدہ سے زیادہ قابل پذیرائی ہے۔ سب نے کہا آپ کی رائے بالکل درست ہے۔ جب چاہو ہمیں لے کر ابن حنیفہ کے پاس چلو۔ انہیں دونوں میں یہ سب لوگ ابن حنیفہ سے ملنے گئے۔ عبدالرحمن ان کے قدامہ تھے۔ ابن حنیفہ نے ان سے کو ذر کی حالت دریافت کی۔ انہوں نے ساری کیفیت سنائی۔ پھر اسود کندی کہتا ہے کہ ہم نے ان سے عرض کی ہمیں آپ سے ایک بات کہنا ہے انہوں نے کہا علانیہ یا علیحدگی میں۔ ہم نے کہا نہیں علیحدگی میں۔ وہ کہنے لگے۔ پھر ذرا ٹھہر جاؤ معقولی دیر کے بعد وہ ایک جانب اٹھ آئے اور انہوں نے ہمیں اپنے پاس بلایا اور ہم ان کے پاس گئے۔

عبدالرحمن کی ابن حنفیہ سے گفتگو | عبدالرحمن نے گفتگو شروع کی۔ حمد و ثنا کے بعد کہا۔ آپ ایسے اہل بیت ہیں جنہیں اللہ نے فضیلت اور شرف نبوت سے سرفراز کیا۔ اور اس امت پر آپ کا بڑا حق ہے۔ جس سے صرف بے عقل اور بلیغ ہی انکار کر سکتے ہیں حضرت حسینؑ کی شہادت سے جو مصیبت آپ لوگوں کو اٹھانا پڑی اس کا آپ سے ایک خاص تعلق ہے اگرچہ باقی مسلمانوں کو بھی اس حادثہ کا درد ہے۔ مختار بن ابوعبید ہمارے پاس آئے ہیں اور وہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ آپ لوگوں کی جانب سے ہمارے پاس آئے ہیں۔ انہوں نے کتاب اللہ و کتاب الرسولؐ، اہل بیتؑ کے خون کا بدلہ لینے اور ضعیف و کمزوروں کی حمایت کرنے کی یہیں دعوت دی ہے۔ ہم نے ان سب باتوں کے لیے ان کی بیعت کر لی ہے مگر اب ہم نے مناسب سمجھا کہ ان باتوں کا آپ سے ذکر کریں۔ اگر آپ یہیں ان کی اتباع کا حکم دیں تو ہم ان کی اتباع کریں گے اور اگر آپ منع کر دیں تو ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔

محمد بن حنفیہ کا خطبہ | اس کے بعد ہم نے فرداً فرداً اسی طرح کی تقریر کی وہ ہم سب کی باتوں کو سنتے رہے جب ہم سب کھڑے ہوئے تو انہوں نے اللہ کی حمد اور رسول اللہ کی شہادت کے بعد کہا آپ نے ہمارے متعلق کہا ہے کہ ہمیں اللہ نے اپنے فضل خاص سے مشرف فرمایا ہے تو بیشک اللہ جسے چاہتا ہے اپنا فضل عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ اس فضل پر اس کا شکر واجب ہے۔ آپ نے حسینؑ کی شہادت کی مصیبت کا ذکر کیا ہے یہ ایک ایسا سفاکانہ قتل عام تھا جو ان کی تقدیر میں تحریر تھا اور ایسی کرامت تھی جو اللہ نے بعض لوگوں کے مراتب کے اضافے اور بعض کے مراتب کی کمی کے لیے انہیں عطا کی (اللہ کا حکم پورا ہوا اور اللہ کا حکم پہلے سے مقرر ہو چکا تھا) آپ نے ہمارے خون کا بدلہ لینے والوں کا ذکر کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اللہ اپنی مخلوق میں سے جس کسی ذریعے سے چاہے ہمارے دشمن سے بدلہ لے۔ اس کے بعد میں اپنے اور آپ کے لیے اللہ سے طلب مغفرت چاہتا ہوں۔ ہم ان کے پاس سے چلے آئے اور ہم نے کہا کہ ان کے آخری جملے سے معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے ہمیں مختار کی متابعت کی اجازت دی ہے کیونکہ اگر وہ اسے جُرا سمجھتے تو ہمیں منع کر دیتے۔

مختار کے حق میں وفد کی تصدیق | ایک ماہ سے کچھ زیادہ مدت اسی تعطل میں گزری اس کے بعد یہ وفد سیدھا مختار کے گھر پہنچا اور ان سے کہا کہ ہمیں آپ کی مدد کرنے کا حکم مل گیا ہے۔ مختار نے تجھیر کھی اور کہا کہ میں ابراہیمؑ کی تمام شیعہوں کو میرے پاس بلاؤ۔ چنانچہ قریب کے تمام شیعہ ان کے پاس جمع ہو گئے۔ مختار نے کہا اے جماعت شیعہ تمہارے بعض لوگوں نے میری دعوت کی تصدیق کرنا چاہی اور وہ رہبر ہدایت ابن حنفیہ کے پاس گئے جو اس علی المرتضیٰؑ کے بیٹے ہیں جو نبی مجتبیٰؑ کے علاوہ سب سے بہتر تھے انہوں نے ان سے میری دعوت کی تصدیق چاہی تو انہوں نے انہیں بتایا کہ میں ان کا مددگار و ناصر

ان کے پیغام کا قاصد اور ان کا دوست و مالی ہوں۔ چنانچہ انہوں نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ میری اتباع کریں اور ظالموں سے لڑنے اور اہل بیت رسولؑ کے خون کا بدلہ لینے میں میرے حکم کو سبجالائیں۔

عبدالرحمن بن شریح کی مختار کے حق میں تقریر: اس کے بعد عبدالرحمن نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور حمد و ثنا کے بعد کہا اے جماعت شیعہ ہم نے اپنے لیے خصوصی طور پر

آپ سب کے لیے عمومی طور پر اس بات کو مناسب سمجھا کہ اس معاملہ میں مشورہ کر لیں اس وجہ سے ہم ہدایت یافتہ فرزند کے پاس گئے ہم نے ان سے اپنی اس جنگ کے برحق ہونے اور مختار کی دعوت کی صداقت کو دریافت کیا تو انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ ہم مختار کی دعوت کو قبول کریں اور اس کی پوری طرح امداد اور پشت پناہی کریں اس حکم کو سن کر ہم بلخ باغ ہو گئے اور ہمارے سینے صاف ہو گئے اور جو شک و شبہ ہمارے دل میں اس تحریک کے متعلق تھا وہ سب اللہ نے دور کر دیا۔ اور ہم نے اپنے مشترکہ دشمن سے لڑنے کا عزم کر لیا ہے۔ جو لوگ اس وقت موجود ہیں، انہیں چاہیے کہ وہ اس بات کو ان لوگوں تک جو یہاں موجود نہیں ہیں پہنچادیں، نیز آپ لوگ اب تیاری کریں، اس تقریر کو ختم کرنے کے بعد عبدالرحمن بیٹھ گیا۔ پھر ہم میں سے ہر شخص نے فرداً فرداً یہی تقریر کی اس کا اثر یہ ہوا کہ تمام شیعہ اس تحریک میں شرکت کے لیے پوری طرح آمادہ ہو گئے۔ عامر شعبی لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے میں نے اور میرے باپ نے مختار کی دعوت پر لبیک کہی۔

ابراہیم بن مالک اشتر کی سپہ سالاری کی تجویز: حمزہ بنید عبداللہ بن کامل اور عبداللہ بن شاد نے مختار

سے کہا کہ کوہ کے تمام اشراف آپ کے مقابلہ کے لیے ابن مطیع کے ہاں جمع ہیں۔ اگر ہم ابراہیم بن مالک اشتر کو اپنا سپہ سالار مقرر کر لیں تو چونکہ وہ جوان بہادر اور شریف زادے ہیں نیز کافی شہرت رکھتے ہیں اور مغز و کثیر خاندان کے فرد ہیں یہیں امیر ہے کہ اللہ کی مدد سے ہمیں دشمن کے خلاف بڑی قوت حاصل ہو جائے گی اور اس کی مخالفت بے ضرر ہو جائے گی۔ مختار نے کہا ان کے پاس جاؤ انہیں دعوت دو اور مطیع کو روک کر ہمیں حسینؑ اور ان کے خون کا بدلہ لینے کا حکم دیا گیا ہے۔

ابراہیم سے وفد کی ملاقات: شعبی کہتا ہے کہ ہم لوگ ابراہیم کے پاس آئے اور میرے والد بھی اس جماعت میں شریک تھے۔ یزید بن انس نے گفتگو شروع کی اور کہا کہ ہم ایک اہم بات آپ سے

کہنے اور اس کی آپ کو دعوت دینے کے لیے آئے ہیں، اگر آپ اسے قبول فرمائیں گے تو آپ کے لیے بہتری ہے اور اگر قبول نہ کریں گے تو ہم سمجھیں گے کہ ہم نے اپنا حق ادا کر دیا اور ہم یہ درخواست کریں گے کہ آپ کی دوسری جانب نہ کریں۔ ابراہیم نے کہا میں ایسا شخص نہیں جس سے کسی بات کو بیان کرتے ہوئے کسی قسم کا اندیشہ کیا جائے یا جس کے

مغرب سلطانی کا کسی کو خوف ہو وہ چھپوڑے تنگ نظر ہوتے ہیں جو اس قسم کی رعایتی ملحوظ نہیں رکھتے۔ یزید بن نس نے ان سے کہا کہ ہم آپ کو ایسی بات کی دعوت دیتے ہیں جس پر شیعوں کی جماعت نے اتفاق کر لیا ہے اور وہ یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول پر عمل کیا جائے۔ اہل بیت کا بدلہ لیا جائے اور کمزوروں کی حفاظت کی جائے۔

احمر بن شعیب کی ابراہیم سے گفتگو | اس کے بعد احمر بن شعیب نے تقریر کی اور کہا کہ میں آپ کا غلط دوست ہوں آپ کے والد کا انتقال ہو چکا ہے وہ ایک بہادر اور بڑے شریف سردار تھے۔ ان کی وجہ سے اگر آپ سمجھیں تو اللہ کا آپ پر حق باقی ہے جو دعوت ہم نے آپ کو دی ہے اگر آپ اسے قبول فرمائیں۔ تو آپ کو وہی مرتبہ حاصل ہو جائے گا جو آپ کے والد کو تھا اور اس طرح آپ ایک مردہ عزت کو جو آپ کے آباؤ نے آپ کے لیے حاصل کی تھی پھر زندہ کر دیں گے۔ آپ جیسے بہادر کی ادنیٰ کو کشش اس کام کو کامیابی کی انتہائی حد تک پہنچانے کے لیے بالکل کافی ہے۔

ابراہیم بن اشتر کی رضا مندی | اس تقریر کو سن کر وہ سوچنے لگے اب سب نے مل کر نہیں دعوت و ترغیب دے کر اہل بیت کا بدلہ لیا جائے اس شرط پر قبول کرتا ہوں کہ تم اس تمام کارروائی کو میرے سپرد کر دو۔ لوگوں نے کہا ہم تو اس کے لیے بالکل تیار ہیں کہ تم کو اپنا امیر بنائیں مگر اس کی کوئی سبیل نہیں کیونکہ مختار لا ابن ضیف ہدایت نامہ کی طرٹ سے ہمارے پاس ان کی جانب سے پیغامبر اور اس جنگ پر مامور ہو کر آئے ہیں اور وہیں ان کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ ابن اشتر یہ سن کر خاموش ہو رہے انہوں نے ہماری دعوت کو قبول نہ کیا۔ ہم نے مختار سے اگر سارا واقعہ بیان کر دیا۔

مختار اور ابن اشتر کی ملاقات | تین دن گزر گئے تو مختار نے اپنے بعض سربراہ اور وہ دوسروں کو جن میں میں اور میرے باپ بھی تھے۔ اپنے پاس بلایا اور ہم سب کو لیکر روانہ ہوئے وہ ہمارے آگے کوفے کے مکانات سے بچے بعد دیگرے گزرتا جاتا تھا۔ ہمیں معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔ اسی طرح چلتے چلتے ابراہیم بن اشتر کے دروازے پر پھڑپھڑے اور ہم نے ان سے اندر آنے کی اجازت لی۔ انہوں نے اجازت دی اور ہمارے لیے منڈیں بچھا دیں ہم سب اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ مختار خود ابراہیم کی مسند پر بیٹھ گئے دکانی گفت و شنید اور لوگوں سے گواہیاں لینے کے بعد ابراہیم نے مختار کی امارت کو قبول کر لیا۔ اور اس کی بیعت کر لی پھر ابراہیم نے اپنے عزیزوں بھائیوں اور اپنے دوسرے طرفداروں کو اپنے پاس بلایا اور یہ مختار کے پاس جانے لگے۔ یحییٰ از دی کہتا ہے کہ حمید بن سلم اسدی ابراہیم کا دوست تھا اور اس کے پاس جایا کرتا تھا۔ نیز اس کے ہمراہ مختار کے پاس بھی جاتا تھا ابراہیم مغرب کے قریب مختار کے پاس جاتا اور تارے چھٹکنے

تک اس کے پاس رہتا پھر گھر آ جاتا۔ کچھ عرصے تک یہ آپس میں اپنے معاملات پر غور کرتے رہے آخر کار انہوں نے متصفیہ کیا کہ سہارویج الادول جمعرات کے دن خرچ کریں۔ ان کے شیعہ اور دوسرے طرفداروں نے اس پر پوری آمادگی ظاہر کی۔

ایکس بن مضارب کی گشت | غروب آفتاب کے وقت ابراہیم نے آذان دی اور پھر آگے بڑھ کر ہمیں نماز پڑھائی۔ نماز مغرب کے بعد جبکہ تاریکی اچھی طرح چھا گئی ابراہیم ہمیں لے کر مختار کی طرف چلے ہم پوری طرح مسلح ہو کر مختار کی طرف چلے اس اثناء میں ایکس بن مضارب نے ابن مطیع (گورنر کوفہ) سے یہ بات کہہ دی کہ ان دو راتوں میں سے کسی رات کو مختار تم پر خروج کرنے والا ہے۔ ایکس جنگی پولیس کو لے کر گشت پر نکلا اور اس نے اپنے بیٹے راشد کو کناسہ میں بھیجا اور خود بازاروں میں گشت کرتا رہا اس نے ابن مطیع سے جاکر کہا کہ راشد کو تو میں نے کناسہ بھیج دیا ہے اب اگر آپ کوفہ کے ہر بازار میں کسی بڑے سردار کو وفادار جماعت کے ساتھ بھیج دیں تو مجھے امید ہے کہ اس سے مختار ڈر کر خروج نہیں کرے گا۔ ابن مطیع نے مختلف سرداروں کو مختلف جگہوں پر معین کر کے ہدایت کی کہ وہ اپنے ہم قوم لوگوں کو ہماری مخالفت سے باز رکھیں اور کسی کو اپنے حلقے سے آگے نہ آنے دیں اور جس جس حلقے پر انہیں متعین کیا جاتا ہے اس کی پوری نگرانی کریں۔ شبث بن ربیع کو سنجر کی طرف بھیج کر کہا کہ اگر دشمن کی آواز سنو تو فوراً اس کا رخ کرنا۔

پیر کے دن یہ سردار اپنی اپنی جماعت کے ساتھ اپنے اپنے تفویض شدہ علاقے میں آ گئے۔ دوسری طرف ابراہیم اشتر مغرب کے بعد مختار کے پاس آنے کے ارادے سے اپنی فرود گاہ سے روانہ ہوئے انہیں یہ اطلاع ملی چکی تھی کہ تمام بازاروں میں فوجیں متعین ہیں۔ نیز جنگی سپاہیوں نے بڑے بازار اور قہر امارت کو گھیر رکھا ہے۔ حمید کہتا ہے منگی کی رات مغرب کے بعد میں ابراہیم کے ساتھ مختار کے گھر کی طرف روانہ ہوا ہم عمرو بن حرث کے مکان سے گزرے۔ ہماری جماعت سوا فراد پر مشتمل تھی ابراہیم ہمارے سردار تھے۔ ہم زہرہ بن ادریس بن ہشام سے گئے تھے۔ تلواریں ہمارے پاس تھیں۔ تلواروں کے سوا جہنیں ہم نے کندھوں پر لٹکایا ہوا تھا اور کوئی ہتھیار ہمارے پاس نہ تھا البتہ قبائِل کے نیچے ہم نے زرخیں پہنی ہوئی تھیں جب ہم سعد بن قیس کے مکان سے گزر کر اسامہ کے مکان کے قریب پہنچے تو ہم نے ابراہیم سے کہا آپ ہمیں خالد بن عوف کے مکان سے ہو کر بنی سجدیہ کے محلہ میں سے لے چلیں وہاں پہنچ کر ہم ان کے مکانات میں سے مختار کے پاس جا نکلیں گے۔

ابراہیم کو گرفتار کرنے کا ارادہ | ابراہیم جو ایک بہادر جوان تھا اور دشمن سے مقابلہ میں بے باک تھا کہنے لگا میں عمرو بن حرث کے مکان سے قہر امارت کے پہلو میں وسط بازار میں سے گزروں گا۔ اور اس طرح اپنے دشمن کو مرعوب کر دوں گا اور بتاؤں گا کہ مجھے ان کی کچھ پروا نہیں۔ ابراہیم بابا الفیل

تھکے آستے سے مختار کے مکان کی طرف چلے ابراہیم دہلیس سمیت مکر کر عمرو بن حریث کے مکان کی طرف چلنے لگے جب وہاں سے گزرے تو دیکھا کہ ایاس بن مضارب پولیس کے ہمراہ ہتھیار کھولے کھڑا ہے اس نے پوچھا تم کون ہو اور کہاں جا رہے ہو۔ ابراہیم نے جواب دیا میں ابراہیم بن اشتر ہوں۔ ابن مضارب نے کہا تمہارے ساتھ یہ جماعت کیسی ہے اور کیا ارادہ ہے سجدہ تمہاری نیت بخیر معلوم نہیں ہوتی۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم ہر شام اس مقام سے گزرا کرتے ہو میں تم کو امیر کے سامنے پیش کئے بغیر نہیں جانے دوں گا ان کے سامنے چلو۔ جیسا وہ مناسب سمجھیں گے۔ تمہارے بارے میں حکم دیں گے۔

ابراہیم نے کہا تم مجھے نہ روکو اور چلے دو۔ ایاس نے کہا سجدہ میں ہرگز تمہیں ایاس بن مضارب کا خاتمہ نہیں جانے دوں گا۔ ایاس کے ساتھ ایک بھڑائی ابو ظن نامی تھا جو ہر کو تو ال کے ساتھ رہا کرتا تھا اسی بنا پر سب لوگ اس کی عزت و تعظیم کرتے تھے۔ یہ ابن اشتر کا دوست تھا۔ ابراہیم نے اسے اپنے پاس بلایا ابو ظن کے پاس ایک طویل نیزہ تھا وہ نیزہ لیے ان کے قریب پہنچا اور اس کا خیال تھا کہ انہوں نے مجھے اس لیے بلایا ہے۔ ابن مضارب سے ان کی سفارش کر دوں وہ انہیں جانے دے۔ ابن اشتر نے اس نیزہ کو لے کر کہا یہ تو بہت لمبا ہے اور فوراً ہی ابن مضارب پر حملہ آور ہوئے۔ نیزہ اس کے حلق میں پڑا کر دیا اور اسے گھوڑے سے گرا دیا اپنے ایک ہم قوم سے کہا اتر کر اس کا سر کاٹ لو۔ اس نے حکم بجا آوری کی۔ اس واقعہ سے ابن مضارب کی جماعت منتشر ہو کر ابن مطیع کے پاس آئی۔ اس نے ایاس کے بیٹے راشد کو اس کی جگہ کو تو ال مقرر کر دیا۔

ابراہیم بدھ کی رات مختار کے پاس آئے اور کہا، اگرچہ ہم نے کل دلی رات خروج کا ارادہ کر لیا تھا مگر ایک ایسا واقعہ پیش آیا ہے جس کی وجہ سے آج ہی رات خروج ضروری ہو گیا ہے اس کے بعد ایاس کا واقعہ بیان کیا۔ مختار نے کہا اللہ تمہیں نیک بشارت دے یہ شگون نیک ہے اللہ نے چاہا تو یہ پہلی فتح ثابت ہوگی۔

مختار کا حُجُوج مختار نے معبد بن منقذ کو حکم دیا کہ مسلمانوں کو جمع کرنے کے لیے لکڑی کے مٹھوں میں آگ روشن کرو۔ عبد اللہ بن شداد سے کہا تم سہارا شفا علیہ ذکر و (یا مضر واقعہ) اور سفیان بن لیل اور قدام بن مالک سے کہا کہ منادی کرو یا بشارت الحیین (حسین کا بلہ لینے کون آتا ہے) پھر مختار نے اپنا زور اور ہتھیار منگوا کر زیب تن کئے۔

ابراہیم کی مراجعت ابراہیم نے مختار سے کہا کہ یہ سردار جنہیں ابن مطیع نے مجھوں میں مقرر کیا ہے۔ غار سے طرفداروں کو ہمارے پاس نہیں آنے دیتے اگر میں اپنی جماعت کے ساتھ

قوم کے پاس جاؤں تو میری قوم کے وہ تمام لوگ جنہوں نے میری بیعت کی ہرے میرے گرد جمع ہو جائیں گے انہیں لے کر میں کوئٹہ کے اطراف میں چلا جاؤں گا اور پھر ہم اپنا شعار بلند کریں گے۔ اور جو سیکر پاس آنا چاہے گا وہ میرے پاس آجائے گا۔ اور جس سے ہو سکے گا وہ آپ کے پاس چلا جائے گا جو آپ کے پاس آئے اسے آپ اپنے اور طرفداروں کے ساتھ روک لیتا تاکہ اگر ہمارے مقررہ وقت سے پہلے آپ پر حملہ ہو جائے تو آپ کے پاس ایسی جماعت ہو جس سے دشمن کا مقابلہ کیا جاسکے اور اگر میں اپنی کارروائی سے فارغ ہو گیا تو سوار اور پیدل لے کر فوراً آپ کے پاس آجاؤں گا۔ محنت کرنے کا تم فوراً جادو مگر دشمن کے سردار کے پاس لڑنے نہ جانا بلکہ جب تک جنگ سے بچ سکو بچنا میری اس نصیحت کو یاد رکھنا کہ جب تک جنگ کی ابتداء حریف مقابل کی طرف سے نہ ہو تم پیش قدمی نہ کرنا۔

زحر بن قیس کا ابراہیم پر حملہ | ابراہیم اپنے اس دستے کے ساتھ جنہیں لے کر آئے تھے مختار سے رخصت دینے کا وعدہ کیا تھا ان میں سے اکثر نے ایفائے عہد کیا یہ ان سب کو لے کر کوئٹہ کی گلیوں میں رات گئے تک چلتے رہے کیونکہ وہ ان راستوں سے بچ رہے تھے جو ان احاطوں کو جاتے تھے جہاں ابن مطیع نے اپنے سردار متعین کر دیے تھے۔ اسی طرح وہ شاہراہوں کے ناگوں سے بھی بچتے جاتے تھے۔ چلتے چلتے جب یہ جو سکون کے پاس پہنچے تو زحر بن قیس کے ریلے کا ایک دستہ جس کا کوئی قائد اور امیر نہیں تھا نے ابراہیم کی جماعت پر حملہ کر دیا ابراہیم اور ان کے ساتھیوں نے بھی ان پر حملہ کر کے انہیں بھگا دیا۔ یہ شکست خوردہ جماعت حملہ کنڈی پہنچی تو ابراہیم نے دریافت کیا کہ کسندہ کے احاطہ میں کون رسالدار ہے قیل اس کے کوئی جواب اس کا انہیں معلوم ہوا انہوں نے اپنے ساتھیوں سمیت حملہ کر دیا۔ ابراہیم کہتے جاتے تھے۔ اے خداوند! تو جانتا ہے کہ ہم تیرے نبی کے غلامان کی حمایت میں کھڑے ہوئے ہیں اور ہمیں دشمن پر فتح دے اور ہماری اس تحریک کو پانچویں تک پہنچا جب ابراہیم دشمن کے رسالہ تک جا پہنچے اور انہیں مار بھگایا تو ان سے کہا گیا کہ اس رسالہ کے سردار زحر بن قیس ہے یہ سن کر ابراہیم نے مراجعت کا حکم دیا۔

ابراہیم کا احاطہ اشیر میں قیام | ابراہیم اشیر کے احاطہ میں پہنچے وہاں کچھ دیر تک ٹھہرے رہے۔ ان کے ساتھیوں نے اپنا شعار بلند کیا۔ سوید بن عبداللہ کو معلوم ہوا کہ یہ گروہ اشیر کے احاطہ میں موجود ہے تو اس نے اس توقع پر کہ میں اچانک حملہ کر کے اس جماعت کو تباہ کر دوں گا اور اس طرح ابن مطیع کے دل میں گھر کر لوں گا۔ ابراہیم اور ان کی جماعت پر بے خبری میں حملہ کر دیا۔

سعید کا ابراہیم پر حملہ

ابراہیم نے اس حالت کو محسوس کر کے اپنی جماعت سے کہا اللہ کے سپاہیو کو دپڑو ان فاسقوں کے مقابلہ میں جنہوں نے اہل بیت رسولؐ کے خون بہاتے ہیں تم اس بات کے زیادہ مزاد راہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے اس حکم پر سب کو پڑے ابراہیم نے دشمن پر حملہ کیا اور انہیں سقہ مارا کہ انہیں میدان سے بھاگنا پڑا ابراہیم اس طرح شکست دیتے رہے یہاں تک کہ وہ کنا سہ میں گھس گئے ابراہیم کے ساتھی کہنے لگے آپ ان کا تعاقب کریں باب وہ مرعوب ہو گئے ہیں اس موقع کو غنیمت سمجھنا چاہیے کیونکہ اللہ اس بات کو جانتا ہے کہ ہماری اس کارروائی کا مقصد کیا ہے۔ خدا ان کی دعوت اور مقصد سے بھی واقف ہے۔

ابراہیم نے ان کے مشورہ کو مستیول نہ کیا اور کہا۔ پہلے ہیں اپنے امیر کے پاس چلنا چاہیے تاکہ ہماری غیبت سے ان کو جو پریشانی ہوگی وہ دور ہو اور ہمیں ان کی حالت سے اور انہیں ہماری کارروائی سے واقفیت ہو اس طرح ان کی اور ان کے دوستوں کی قوت میں اضافہ ہوگا۔ نیز باہمی مشورہ سے کوئی عمدہ طرز عمل پیدا ہوگا اور غیبیہ یہ بھی ڈر ہے کہ ان پر یورش ہو گئی ہوگی۔

ابراہیم کی پیش قدمی

ابراہیم اپنے ساتھیوں کے ساتھ آگے بڑھے مسجد اشعث کے پاس ٹھوڑی دیر کے اور وہاں سے چل کر مختار کے مکان پر آئے تو دیکھا کہ وہاں شور و غوغا مچا ہے۔ اور جنگ ہو رہی ہے۔ شہبث بن ربعی سجنہ کی جانب سے مختار پر حملہ آور ہوا مختار نے یزید بن انس کو اس کے مقابلے کے لیے بھیجا اور حجاز بن ابجر بجلی بڑھا تو مختار نے احمد بن شعیط کو اس کے مقابلے کا حکم دیا۔ جنگ ہو رہی تھی کہ ابراہیم قصر الامارہ کی جانب سے یہاں پہنچے جب حجاز اور اس کی فوج کو معلوم ہوا کہ ابراہیم ہماری پشت پر آگیا ہے تو ان کے آنے سے پہلے ہی وہ متفرق ہو کر گلی کوچوں میں منتشر ہو گئے۔

شہبث کا ابن مطیع کا مشورہ

شہبث جو یزید بن انس سے مصروف پیکار تھا قیس بن طامفہ کے ساتھ سو سوار جو مختار کے طرفدار تھے کے آبلنے سے راستہ چھوڑ کر ابن مطیع کے پاس چلا گیا اور اس سے کہا کہ آپ اپنے تمام سرداروں کو مختلف حلقوں سے بلا لیجئے اور جب سب جمع ہو جائیں تو ایک قابل اعتماد سردار کو سپہ سالار بنا کر ان سے لڑنے کے لیے بھیجئے دشمن کی طاقت بہت زیادہ ہو گئی ہے اب مختار نے علی الاعلان خردج کر دیا ہے اور اس کی دعوت کامیاب ہو گئی ہے۔ دوسری طرف مختار کو معلوم ہوا کہ شہبث نے ابن مطیع کو یہ مشورہ دیا ہے۔ وہ اپنی فوج کی ایک جماعت لے کر سجنہ پہنچا اور زائدہ کے باغ کے متصل دیر جند کی پشت پر فروکش ہوا۔

بنو ثاکر میں انتقام حسینؑ کی منادی

ابو عثمان نے خردج کر کے بنو ثاکر میں منادی کی یہ لوگ خردج کے لیے اپنے ایک مکان میں جمع تھے مگر کعب شمی چونکہ ان کے قریب

بشر کے احاطہ میں متعین تھا اس کے خوف سے یہ لوگ خروج نہ کر سکے تھے۔ کعب کو معلوم ہوا کہ یہ خروج کرنے والے ہیں تو وہ ایک مقام سے چل کر میدان میں آیا اور ان کے گلی کوچوں کے ناکے بند کر دیئے اب ابوالعثمان نے اپنی ایک مختصر سی جماعت کے ساتھ آکر منادی کر دی "حسین کا بدلہ لینے آؤ" اسے ہدایت یافتہ قبیلے امیر وزیر آل محمد نے خروج کر دیا ہے وہ دیر ہند میں فروکش ہیں انہوں نے اس امر کی بشارت دینے اور تمہیں دعوت دینے کے لیے مجھے بھیجا ہے اللہ تم پر رحم کرے خروج کرو۔

بنو شاکر کا خروج | یہ سنتے ہی بنی شاکر "حسین کا بدلہ لینے" کا نعرہ لگاتے ہوئے اپنے گھروں سے نکل پڑے اور کعب بن ابی کعب سے ٹپٹ گئے پھر کعب کی فوج نے انہیں راستہ دے دیا اور وہ مختار کے پاس آکر اس کی چھانوئی میں فروکش ہو گئے۔ عبداللہ بن قراؤ شمشعی نے قبیلہ ششم کے قریباً دو سو افراد کے ساتھ خروج کر کے مختار کے پڑاؤ میں پہنچ گئے۔ کعب نے اس کی مزاحمت بھی کرنا چاہی مگر پھر یہ معلوم کر کے کہ یہ اس کے قبیلے والے ہیں بغیر لڑے انہیں راستہ دے دیا۔

بنی شام کا خروج | بنی شام آخر شب میں جنگ کے لیے نکلے اور مراد کے احاطہ میں آکر جمع ہو گئے اور یہ کردہ بھی مختار سے آلا بارہ ہزار امسراہ میں سے جنہوں نے مختار کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، تین ہزار آٹھ سو آدمی طلوع فجر سے پہلے مختار کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے ان کی ترتیب وغیرہ بھی قائم کر دی۔

والبی کا بیان | والبی کہتا ہے کہ میں حمید بن مسلم اور نعمان بن ابی جعد مختار کے خروج کی رات پہلے اس کے مکان پر آئے اور پھر اسی کے ساتھ اس کے فوجی پڑاؤ میں چلے گئے ابھی صبح بھی نمودار نہیں ہوئی تھی کہ مختار اپنی فوج کی ترتیب و راستگی سے فارغ ہو گئے رجب صبح ہوئی تو انہوں نے اندھیرے ہی میں امامت کرائی اور ہمیں نماز صبح پڑھائی سورہ نازعات اور قیس و تویلی کی تلاوت کی۔ ہم نے اس سے پہلے کسی پیش نماز کو اس سے زیادہ خوش لہجہ میں کلام پاک کی تلاوت کرتے نہیں سنا تھا۔

امراہ کوذہ کا مسجد اعظم میں اجتماع | ابن مطیع نے تمام محلوں کے امراہ کو حکم دیا کہ سب مسجد اعظم میں جمع ہوں۔ امراہ کوذہ کا مسجد اعظم میں اجتماع کیا نیز یہ بھی اعلان کیا آج رات جو مسجد میں نہیں آئے گا اس کے حقوق حفاظت ناک ہر جائیں گے۔ اس اعلان کی وجہ سے بہت سے لوگ جمع ہوئے۔ جب سب جمع ہو گئے تو ابن مطیع نے شبث بن ربعی کو تقریباً تین ہزار فوج کے ساتھ مختار کے مقابلے میں بھیجا اور راشد بن ایاس کو چار ہزار فوج خاص دیکر روانہ کیا۔

شبث بن ربعی | ابو سعید صیقل کہتا ہے کہ صبح کی نماز کے بعد جب مختار بیٹا توہم نے بنی سلیم کے محلہ اور ڈاک کی طرف کئے درمیان شور و غوغا سنا مختار نے کہا کون اس کی خبر لا سکتا ہے میں نے کہا میں مختار نے کہا اچھا اپنے ہتھار اتار ڈال اور بعض تماشائیوں کی طرح ان میں جا ملو اور جو واقعہ ہوا اس سے مجھے آگاہ کرو میں نے جاکر

دیکھا کہ شہت بن ربیع زبردست فوج کے ساتھ موجود ہے میں تیزی کے ساتھ مختار کے پاس آیا۔ شہت اور اس کی فوج کی اطلاع مختار کو دی اسی وقت سحر بن ابی سحر حنفی گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور اس نے مختار کی بیعت کی

ابراہیم اور نعیم بن ہبیرہ کی دانگی | مختار نے ابراہیم کو نو سو سواروں یا چھ سو سواروں اور چھ سو پیادوں کے ساتھ راشد بن الیاس کے مقابلہ پر بھیجا۔ نعیم کو تین سو اور چھ سو پیادوں کے ساتھ

روانہ کیا اور ہایت کی کہ جب دشمن سے آمناسا منا ہو تو دونوں سپہل سپاہ میں گھوڑے سے اتر کر جاتے ہی اپنے کام سے فراغت پانا۔ غور ہی بڑھ کر حکم کرنا اپنے آپ کو دشمن کا خوف نہ بنالینا کیونکہ اس کی تعداد بہت زیادہ ہے اور بغیر غلبہ پائے مجھے اپنا منہ نہ دکھانا اور جہان دے دینا۔

نعیم بن ہبیرہ کی شہادت | ابراہیم نے راشد کا رخ کیا اور نعیم شہت کی جانب بڑھا نعیم نے سحر کو اپنے رسالے پر مقرر کیا اور خود پیدل فوج میں پیادہ چل رہا تھا ہم نے انہیں اس قدر مارا کہ

انہیں مکانات کے اندر دھکیل دیا اس پر شہت نے انہیں لٹکارا۔ اسے برے حایو! تم بالکل نکتے ہو کیا تم اپنے غلاموں سے بھاگتے ہو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک جماعت اس کے ساتھ ٹھہری رہی اور اس نے ہم پر شدید حملہ کیا نعیم لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ اور سحر کو قید کر لیا۔

سحر کی لمائی | سحر کو شہت نے پہچان لیا اور کہا تم بنی حنیفہ کے ہو۔ کہا ہاں۔ کیا تم نے لونڈی کے بچن کی کیوں اتباع کی۔ اللہ تمہارا بڑا کرے۔ اچھا اسے چھوڑ دو۔ اب شہت کا رسالہ مختار کی فوج کی طرف بڑھا مختار کو نعیم کی شہادت کی خبر ملی جسے اس کی فوج نے پناہ انقصان محسوس کیا۔

مختار کی پیش قدمی | شہت نے آتے ہی مختار اور یزید بن انس کو گھیر لیا۔ مختار نے یزید کو اپنے رسالے کا سردار مقرر کیا اور خود پیدل فوج لیکر آگے بڑھا۔ حباب بن کعب کہتا ہے کہ شہت نے ہم پر

دو حملے کئے مگر ہمارا کوئی شخص اپنی جگہ سے نہیں ہٹا۔

یزید بن انس کا فوج سے خطاب | یزید نے اپنی فوج سے مخاطب ہو کر کہا اے کردہ شیعہ تم کو اب تک قتل کیا جاتا رہا ہے تمہارے ہاتھ پاؤں قطع کئے جاتے رہے ہیں تمہیں اندھا

کیا گیا تمہیں کھجور کے درختوں پر سولی دی جاتی رہی یہ سب کچھ تم اپنے نبی لگی اہل بیت کی محبت میں برداشت کرتے رہے اور یہ بھی کہ تم اس وقت تک اپنے گھروں میں دشمن کی اطاعت میں خاموش بیٹھے رہے۔ یاد رکھو اگر آج دشمن نے ہم پر غلبہ پایا تو ہم میں سے کوئی زندہ نہیں بچے گا یہ تم سب کو نہایت بے رحمی سے قتل کر دیں گے تمہاری اولاد ازواج اور مال جب انداد کے ساتھ وہ سلوک کریں گے جن کے دیکھنے سے موت بہتر ہے ان سے بچنے کی آج ایک ہی صورت ہے کہ ثابت قدم رہو۔ دشمن کی آنکھوں میں نیزے کے کاری وار لگاؤ، ان کے سروں پر پوری ضرب لگاؤ،

اب تم شدید جنگ اور حملے کے لیے تیار رہو اور حب میں اپنے پرچم کو دومرتبہ حرکت دوں تو فوراً حملہ کر دو اس تقریر کے بعد ہم حملے کے لیے بالکل تیار ہو گئے۔ گھنٹوں کے بل گھڑے ہو گئے اور اس کے حکم کا انتظار کرنے لگے۔

ابراہیم کا راشد پر حملہ | ابراہیم راشد کی طرف چلے محکمہ امداد میں دونوں کا مقابلہ ہوا راشد کے ہمراہ چار ہزار فوج تھے اس پر ابراہیم نے کہا دشمن کی کثرت سے مرعوب نہ ہو جانا۔ بخدا اکثر ایسا ہوا ہے کہ ایک آدمی دس کی نسبت زیادہ مفید ثابت ہوا۔ (ترجمہ آیت) بسا اوقات ایک چھوٹی سی جماعت اللہ کے حکم سے ایک بڑی جماعت پر غالب آگئی اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ ابراہیم نے خزیمہ بن نصر کو حکم دیا۔ تم رسالہ کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرو اور خود پیدل فوج کے ساتھ پیادہ چلتا رہا اس کا پرچم نزارحم بن طفیل کے پاس تھا ابراہیم نے اس سے کہا پرچم لے کر آہستہ آہستہ چلو۔

راشد بن ایاس کا خاتمہ | دونوں فریق ایک دوسرے سے دست و گریباں ہو گئے نہایت شدید اور خنزیر جنگ ہوتی رہی۔ خزیمہ نے راشد کو دیکھا اس پر حملہ کیا۔ نیزے سے اسے ہلاک کر دیا اور اعلان کیا کہ رست کعبہ کی قسم میں نے راشد کو قتل کر دیا۔ راشد کی سپاہ کو نہر میت ہوئی۔ راشد کے قتل کے بعد ابراہیم اور خزیمہ مختار کے پاس لپٹ آئے جبے اندر کے قتل اور اس کی فوج کی شکست کی خبر مختار کو ملی تو اس کی فوج نے خوشی میں نعرہ بکجیر بلند کیا ان کے حوصلے بڑھ گئے اور ابن مطیع کی فوج کی ہمتیں لپست ہو گئیں۔ ابن مطیع نے دو ہزار کی فوج کے ساتھ حسان بن عبی کو مقابلہ کے لیے بھیجا لیکن اسے شکست ہوئی اور خزیمہ نے امان مے دی چونکہ یہ اس کا رشتہ دار تھا۔ ابراہیم نے امان قبول کر لی۔ حسان بن عبی کا گھوڑا منگوا کر اسے اس پر سوار کیا اور کہا اپنے گھر چلے جاؤ۔

ابراہیم کا شبث بن ربعی پر حملہ | ابراہیم مختار کے پاس آئے جبکہ انہیں اور یزید بن انس کو شبث نے گھیرے ہیں لیا ہوا تھا۔ ابراہیم نے اس کے قریب پہنچے ہی اس پر حملہ کر دیا۔ ادھر یزید بن انس نے اپنی فوج کو حملے کا حکم دیا۔ حملہ ہوا تو دشمن چھپے ہوئے کہ کوہ کے مضافات تک جا پہنچا ادھر خزیمہ نے یزید بن حارث پر حملہ کر کے شکست دیدی۔ یہ سب دشمن کو فز کے ناکوں پر جمع ہو گئے۔ یزید بن حارث نے ان مکانات کی چھتوں پر جو راستوں کے ناکوں پر تھے تیر اندازوں کو متعین کر دیا۔ مختار ایک جماعت کے ساتھ ان کی طرف بڑھے لیکن تیر اندازوں نے انہیں کوہ میں داخل نہ ہونے دیا۔

عمر بن حجاج کا ابن مطیع کو مشورہ | عمرو بن حجاج نے ابن مطیع سے کہا۔ سر کپڑ کر بیٹھ بیٹھ کا یہ وقت نہیں تم خود چلو۔ سب لوگوں کو دشمن سے مقابلہ کی دعوت دو اور خود اس سے لڑو شہر کی آبادی بہت زیادہ ہے اور صرف ایک چھوٹی سی باغی جماعت کے علاوہ کہ جنہوں نے خرد و ج کیا ہے باقی سب آپ کے

۴۹۴

ساتھ ہیں۔ سب سے پہلے میں ان کے مقابلہ کے لیے تیار ہوں۔ ایک جماعت میرے ساتھ کیجئے۔

مختار کا جیانا میں قیام | اور باریق کے مکانات کے قریب ان کی مسجد اور مکانات کے نزدیک پڑاؤ ڈالا۔ یہاں کے رہنے والوں نے مختار کے لیے پانی پیش کیا۔ اس کی فوج نے قربانی پیامگو خود مختار نے نہیں پایا اس پر اس کے اصحاب نے خیال کیا کہ وہ روزہ رکھے ہوئے ہیں

مختار کی قصر الامارہ کی طرف ہتھیاری | ابراہیم نے ان سے کہا اللہ نے دشمنوں کو شکست دی ہے اور ان کے دلوں میں ہمارا عجب بیٹھ گیا ہے تو کیا آپ یہاں قیام کریں گے؟ آپ ہمیں لے کر چلیے اب ہمیں قصر کے فتح کرنے سے کوئی طاقت روکنے والی نہیں ہے اور مجھے امید ہے ہماری کوئی زیادہ مزاحمت نہیں کی جائے گی۔ مختار نے کہا جتنے ضعیفہ کمزور یا مریض ہیں یہیں ٹھہر جائیں نیز اپنا سامان و اسباب بھی یہیں رکھ لیں۔ پھر دشمن کے مقابلے کے لیے چلیں سب نے اس تجویز پر عمل کیا۔ ابراہیم کو اپنے آگے روانہ کیا۔ اور یہاں بھی اپنی فوج کی دی ترتیب قائم رکھی جو مقام سب سے تھی۔ ابن مطیع نے عمرو بن حجاج کو دھڑار فوج کے ساتھ مقابلہ کے لیے روانہ کیا یہ تو ریلوں کی سڑک سے ان کے مقابلے کے لیے آیا لیکن مختار کے حکم سے ابراہیم نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ البتہ مختار نے یزید بن انس کو عمرو کے مقابلہ پر جانے کا حکم دیا۔

ابراہیم کا کوفہ میں داخلہ | اور خود مختار ابراہیم کے پیچھے ہو گیا اور یہ سب کے سب دشمن کی طرف چلے۔ مختار خالہ بن عبد اللہ کی عید گاہ کے قریب رک گئے اور ابراہیم کو سیدھا بڑھنے کا حکم دیا۔ ابراہیم برابر بڑھتا چلا گیا۔ شمر بن ذی الجوشن دھڑار کی فوج کے ساتھ ابن عمر کی سڑک سے ابراہیم کے مقابلہ میں آیا مختار نے سعید مہدانی کو اس کے روکنے کے لیے بھیجا اور ابراہیم سے کہلا بھیجا کہ تم شمر کی بھی پرواہ نہ کرو بلکہ سیدھے اپنے مقصد کی طرف بڑھتے چلو۔ یہی طرح بڑھتے ہوئے شبث کی سڑک پر جا پہنچے وہاں نزل بن مسحق پانچ ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ کے لیے تیار کھڑا تھا۔ دوسری طرف ابن مطیع نے سعید بن عبد الرحمن کو حکم دیا تھا۔ وہ لوگوں میں منادی کر دے۔ سب ابن مسحق کے پاس جمع ہوں۔ اس نے قصر الامارہ میں شبث کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا اور خود کناسہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔

ابراہیم کی ہار | جب ابراہیم اپنی جماعت کے ساتھ دشمن کے مقابلے میں آئے تو انہوں نے دشمن کے قریب پہنچنے ہی اپنی فوج سے کہا کہ گھوڑوں سے نیچے اتر آؤ اور اپنے گھوڑوں کو ایک دوسرے کے قریب کرلو۔ اور پھر پیدل خواریں نیام سے نکالے ہوئے چلو۔ اگر یہ کہا جائے کہ شبث بن ربعی یا عقیبہ کا خاندان یا شبث

کا خاندان یازید بن حارث کا خاندان آتا ہے۔ یا کوفہ کے مشہور خاندانوں کے نام یہ جانیں تو اس کی تم خوفزدہ نہ ہونا یہ لوگ جب تلوار کی حرارت محسوس کریں گے تو ابن مطیع کا اس طرح ساتھ چھوڑ جائیں گے جیسے بھیڑیوں بھیڑیے سے ڈر کر بھاگ جاتی ہیں۔

ابن مساعی کی شکست اور امان | ابراہیم کی فوج نے اپنے گھوڑے ایک دوسرے کے قریب کر لیے ابراہیم نے اپنا لباس سمیٹ کر لوگوں سے کہا میرا چچا اور ماموں تم پر سے فدا ہوں

دشمن پر حملہ کر رہے تھے ان کی سرخسہ رو ہو گئی۔ پھر ٹی ہی دیر ہوئی تھی کہ ابراہیم کی فوج نے ان کی شکست دیدی۔ ان میں ایسی جگہ بھی کہ ترک کے ناکہ پر ایک پر دوسرا گرا پڑا تھا۔ ابراہیم ابن مساعی کے پاس پہنچے اور اس کے گھوڑے کی نگاہ پر پکڑ لی۔ تلوار اٹھائی تو ابن مساعی نے کہا اے ابن اشتر میں خدا کا واسطہ دیتا ہوں کیا تم کسی کے بدلے مجھے قتل کرتے ہو یا کبھی میرے اور تمہارے درمیان کوئی عداوت تھی۔ ابراہیم نے اسے چھوڑ دیا اور کہا میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اس واقعہ کو یاد رکھنا چنانچہ وہ ہمیشہ اس کو یاد کرتا تھا اب ابراہیم کی فوج دشمن کا تعاقب کرتی ہوئی کنا سینہ در آئی یہاں تک کہ بازار اور مسجد میں داخل ہو گئی۔ ابن مطیع کا محاصرہ کر لیا۔ جو تین دن تک رہا۔

قصر کوفہ کا محاصرہ | ابن مطیع نے صرف تین دن حالت محاصرہ میں اپنے ساتھیوں کو کھانا دیا اس کے پہلے اشراف کوفہ موجود تھے۔ تین دن کے بعد ابن مطیع قصر سے نکل کر آبادی سے باہر چلا گیا جب محاصرہ

شدید ہو گیا تو اس معاملہ میں اشراف نے ابن مطیع سے گفتگو کی۔ مثبت نے کہا اللہ امیر کو نیک ہدایت دے۔ آپ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لیے غور کیجئے نہ ہم آپ ہی سے بے پرواہی کر سکتے ہیں اور نہ ہی خود اپنی ذات سے۔ ابن مطیع نے کہا اچھا تو آپ لوگ مشورہ دیں مثبت نے کہا۔ آپ مختار سے اپنے اور ہمارے لیے امان حاصل کریں۔ خود اور اپنے طرفداروں کو ہلاکت میں نہ ڈالئے اس نے کہا حجاز و بصرہ میں امیر المومنین ابی زبیر کی حکومت مضبوط ہے میں خود اس سے امان طلب کرنا نہیں چاہتا۔ مثبت نے کہا تو بہتر ہے آپ خفیہ طور پر قصر سے نکل کر کسی ایسے شخص کے پاس چلے جائیں جس پر پورا اعتماد ہو اور گوشش کریں کہ مختار کو اس جگہ کا پتہ نہ چلے اور پھر امیر المومنین کے پاس چلے جائیں ابن مطیع نے باقی اشراف سے پوچھا تو انہوں نے مثبت کی رائے سے پورا اتفاق کیا۔

قصر کوفہ پر مختار کا قبضہ | ابن مطیع نے کہا کہ اچھا چھ رات ہونے دو۔ حسان بن قائد کہتا ہے کہ جب شام ہو گئی تو ابن مطیع نے ہم سب کو جمع کیا۔ حمد و ثناء کے بعد کہا جن لوگوں نے ہمارے

مخلاف بغاوت کی ہے ہم ان کی حیثیت کو جلتے ہیں سوائے ایک دو شخصوں کے باقی ار ازل کیلئے اور احمق ہیں آپ کے تمام اشراف اور باعزت لوگ ہمیشہ مطیع اور یہی خواہ رہے ہیں۔ میں یہ بات امیر المومنین سے کہوں گا۔ کہ آپ لوگوں نے پوری گوشش اور غلوں نیت سے ہمارا ساتھ دیا ہے مگر کیا کیا جانا اللہ کا حکم سب پر غالب ہے۔ آپ

حضرات نے جو مجھے مشورہ دیا ہے اسے آپ جانتے ہیں میں نے اب یہ مناسب سمجھا ہے کہ ابھی ابھی قصر سے باہر چلا جاؤں۔ اس پر شبت نے کہا اللہ میرے کو اس کی جزائے خیر دے۔ آپ نے ہمارے مال و متاع کو محفوظ کر دیا ہمارے اشرف کی عزت افزائی کی اپنے آقا کی خیر خواہی کی اور اپنے فرض کو بغیر و خوبی انجام دیا بغیر آپ کی اجازت کے ہم بھی کبھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑتے۔ ابن مطیع نے بھی شبت کے جذبات کی تعریف کی اور کہا کہ ہر شخص کو اپنی صوابدید پر کام کرنے کا اختیار ہے ابن مطیع رومیوں کے کوچے سے ہو کر ابو موسیٰ کے مکان پر چلا آیا۔ قصر چھوڑ دیا اس کے جانے کے بعد اس کے احباب نے قصر کا دروازہ کھول دیا اور ابن اشتر سے کہا ہمیں امان دیجئے۔ ابراہیم نے سب کو امان دے دی اور انہوں نے قصر سے باہر آ کر مختار کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

مختار کا اہل کوفہ سے خطاب | مختار قصر میں آگئے۔ یہیں انہوں نے رات بسر کی صبح کے وقت تمام عاملین شہر مسجد اعظم اور قصر الامارۃ کے دروازے پر جمع ہوئے مختار نے قصر سے نکل کر برسر منبر تقریر کی حمد و ثناء کے بعد کہا تعریف اس خدا کی ہے جس نے اپنے دوست کے لیے ہمیشہ نصرت و اعانت کا وعدہ فرمایا ہے اور اپنے دشمن کے لیے ذلت و ناکامی کا۔ اس کا یہ وعدہ البیہیقینی ہے کہ گویا وہ واقع ہو چکا جس نے اس میں شک کیا وہ محروم رہا ہمارے لیے ایک علم بند کیا گیا ہے اور مقصد پیش نظر رکھا گیا۔ علم کے متعلق کہا گیا کہ اس کو بلند رکھو نیچے نہ کرنے دو۔ غرض دعائیت کے لیے کہا گیا۔ اس کے حصول کے لیے پوری کوشش کرو ہم نے ایک داعی کی دعوت کو منا اور اسے قبول کیا۔ اب دیکھئے کتنے مرد اور عورتیں مرنے والوں کی خیر مرگ دیتے ہیں وہ ہلاک ہو جس نے سرکشی رد گردانی اور نافرمانی کی۔ ہمیں جھٹلایا اور ہماری دعوت سے منہ پھیر لیا پس اے لوگو! اور ہدایت کے لیے بیعت کرو۔ اس خدا کی قسم جس نے زمین و آسمان بنائے۔ علی بن ابی طالب اور ان کی آل کی بیعت کے علاوہ اس بیعت سے جس کی میں دعوت دیتا ہوں کوئی دعوت بہتر نہیں ہے۔

مختار ثقفی کی بیعت | یہ کہہ کر مختار منبر سے اتر آئے اور مقصود رکامیں چلے گئے۔ ہم اور تمام اشرف ان کے پاس آئے۔ انہوں نے بیعت کے لیے ہاتھ پھیلا دیا لوگ بڑھ کر بیعت کرنے لگے۔ مختار کہتے جاتے تھے میری بیعت کرو۔ کتاب اللہ سنت رسول، اہل بیت کے خون کا بدلہ لینے، ظالموں سے لڑنے اور کمزوروں کی حفاظت کرنے کے لیے نیز اس بات کے لیے کہ جس کسی سے ہم لڑیں گے تم بھی اس سے لڑو گے اور جس سے ہم صلح کریں گے تم بھی صلح کرو گے اور ہماری بیعت کو پورا کرو گے نہ ہم تم کو معاف کریں گے اور نہ تم سے معافی کے خواستگار ہوں گے۔

مختار ثقفی کا ابن مطیع سے صلح | ابن کامل نے مختار سے آکر کہا کہ ابن مطیع ابو موسیٰ کے گھر مقیم ہے مختار نے اسے کوئی جواب نہ دیا ابن کامل نے تین مرتبہ یہی کہا

اور کوئی جواب نہ پایا۔ ابن کامل کو محسوس ہوا کہ انہیں یہ بات گوارا نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ مختار اور ابن مطیع اس ہنگام سے پہلے باہم مخلص دوست تھے۔ شام کو مختار نے ایک لاکھ درہم ابن مطیع کو بھیجے اور کہا کہ اس روپے سے سفر کا انتظام کرو اور چلے جاؤ۔ مجھے تمہاری جگہ سکونت معلوم تھی مجھے یہ خیال ہوا کہ محض رقم نہ ہونے کے باعث تم ابھی تک رکے رہے۔

مال غنیمت کی تقسیم مختار کو کوفہ کے خزانے سے نو کروڑ درہم ملے۔ اس میں سے اس نے ان لوگوں کو

سو تھی۔ پانچ سو درہم فی کس کے حساب سے تقسیم کئے اور جو لوگ قصر کو محصور کرنے کے بعد اس کے علم کے نیچے گئے اور محاصرے کی تینوں راتوں میں برابر ساتھ رہے انہیں دو سو درہم دیئے جن کی تعداد چھ ہزار تھی۔ مختار کے ساتھ نیکی سے پیش آئے اور ان کے ساتھ عدل و انصاف کرتے۔ شرفار کو اپنا مصاحب بنائے جو بہت وقت ان کے ساتھ بیٹھتے۔ عبداللہ ابن کامل شاکر کو کو تو ال اور ابو عثرہ کیسان کو اپنی فوج خاص کا سردار مقرر کیا۔

قاضی شریح کی علیحدگی جب مختار نے ظہور کیا اور اس کی طاقت جم گئی۔ ابن مطیع کو نکال باہر کیا اور اپنے عامل مقرر کئے تو صبح و شام دربار عام لگانے لگے پہلے پہل مقدمات

کے فیصلے بھی خود کرتے تھے۔ بعد میں کہنے لگے چونکہ مجھے اور اہم امور انجام دینے ہیں اس لیے میں قضاوت نہیں کروں گا۔ لہذا انہوں نے شریح کو قاضی مقرر کیا۔ شریح نے چند دن اس عہدے پر کام کیا پھر شیعوں سے ڈر کر بیمار بن گیا اس کی وجہ یہ تھی کہ شیعہ کہا کرتے تھے یہ عثمان کا طرفدار ہے اور اسی نے حجر بن عدی کے خلاف شہادت دی تھی۔ اس نے ہانی بن عروہ کا وہ پیغام بھی نہیں پہنچایا تھا اور اسے حضرت علیؑ نے منصب قضاوت سے علیحدہ کر دیا تھا۔ شریح نے جب لوگوں کو اس طرح کی چوہلیگیاں کرتے دیکھا تو بیمار بن گیا۔ مختار نے اس کی جگہ عبداللہ ابن عقیبہ ابن مسعود کو قاضی مقرر کیا۔ یہ بیمار ہوئے تو ان کی جگہ عبداللہ ابن مالک طائی کو قاضی بنایا گیا۔

باب ۱۶

قاتلین حسین کا انجام

عبداللہ ابن زیاد کیلئے احکامات | شام میں مردان بن حکم کی حکومت جب مستحکم ہو گئی تو اس نے عبید اللہ ابن زیاد کی قیادت میں ایک فوج عراق کی طرف روانہ کی

اسی فوج اور شعیان اہل بیت کے گروہ تو ابین کے درمیان عین الوردہ کے مقام پر جو جنگ ہوئی اسے ہم بیان کر چکے ہیں۔ مردان نے عبید اللہ سے کہا کہ تم عراق کے اس تمام علاقے کے ہماری طرف سے حاکم ہو جس پر تسلط حاصل کرو نیز اسے کو تین دن تک ٹوٹے کا بھی حکم دیا۔

ابن سعید کی مختار سے امداد طلبی | عبدالرحمن بن سعید بن قیس نے جو مختار کی جانب سے موصل کا عامل تھا۔ مختار کو لکھا۔ عبید اللہ ابن زیاد موصل کے علاقے میں داخل ہو گیا ہے اس نے اپنی پیدل اور سوار فوج میری طرف بھیجی ہے میں اس کے مقابلے سے گریز کر کے "تلویت" آ گیا ہوں اور آپ کی ہدایات کا منتظر ہوں۔ مختار نے جواب دیا "جب تک میرا حکم نہیں موصل نہ ہو تلویت نہ چھوڑنا۔"

یزید ابن انس کو موصل جانے کا حکم | مختار نے یزید ابن انس کو بلایا اور کہا "عبدالرحمن نے جو ایک بچا آدمی ہے دشمن کی پیشقدمی کی اطلاع دی ہے۔ تمہارے پاس زبردست

فوجی دستہ موجود ہے تم دن رات منتر لیں طے کرتے ہوئے موصل کے لیے روانہ ہو جاؤ اور اس کی سرحد میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالو میں تمہاری امداد کے لیے پیدل سپاہ کے دستے یکے بعد دیگرے بھیجتا رہوں گا۔" یزید نے کہا "مجھے تین ہزار ایسے شہسوار دیجئے جنہیں میں خود انتخاب کروں اس کے بعد اس ہجم کو آپ میرے سپرد کر دیں میں اس کی کامیابی کا ذمہ دار ہوں۔ اگر مجھے پیدل سپاہ کی ضرورت ہوئی تو میں آپ کو بکھوں گا۔" مختار نے کہا اچھی بات "اللہ کا نام لے کر جسے چاہو منتخب کر لو۔" یزید نے تین ہزار سواروں کا انتخاب کیا اور یہ فوج کوفہ سے روانہ ہوئی مختار اور دوسرے لوگ مشایعت کے لیے "دیرانی موسیٰ" تک اس فوج کے ہمراہ آئے۔ مختار نے اس فوج کو رخصت کرتے وقت سردار لشکر کو یہ ہدایت کی "دشمن کا سامنا ہوتے ہی حملہ کرنا۔ اگر کوئی موقع ملے تو اس سے فوراً فائدہ اٹھانا اپنے حالات سے مجھے روزانہ مطلع کرتے رہنا اگر مزید امداد کی ضرورت ہو تو مجھے فوراً لکھ دینا اور چاہے تم مدد نہ بھی طلب کرو تب بھی میں تمہیں امدادی فوج بھیج دوں گا اس سے تمہاری قوت میں اضافہ ہوگا تمہاری فوج کی ہمت بڑھے گی اور دشمن مرعوب ہوں گے۔" یزید نے کہا "آپ کی دعا ہی ہمارے لیے سب سے بڑی مدد ہے۔"

دوسرے لوگوں نے اس سے کہا "اللہ تمہارے ساتھ ہو اور تمہاری تائید کرے اور پھر خدا حافظ کہا۔"

یزید نے مختار سے کہا "آپ میرے لیے شہادت کی دعا کیجئے اگر دشمن سے میرا مقابلہ ہوا تو چاہے مجھے فتح

حاصل نہ ہو سکے مگر شہادت سے انشا اللہ محروم نہ رہوں گا، مختار نے عبدالرحمن کو لکھ بھیجا میں یزید کو پہنچ
 بولا ہوں اب اس تمام علاقے کی حکومت اس کے سپرد کرو۔ وہی اب ان امور کے ذمہ دار ہیں۔ یزید کو فہ سے
 روانہ ہو کر "سورا" میں رات بسر کی۔ دوسرے دن پھر کوچ کیا۔ سارا دن چل کر مدائن میں رات بسر کی۔ یہاں لوگوں
 نے شدت سفر کی شکایت کی تو یزید نے ایک دن اور رات وہیں قیام کیا۔ وہاں سے براستہ "جوحنی" اور "رازانات"
 موصل کے علاقے میں "نبات تلی" میں فرودکش ہوا۔ اس کی آمد اور قیام کی اطلاع عبید اللہ ابن زیاد تک پہنچی۔ اس
 نے فوج کی تعداد دریافت کی تو مخبروں نے بتایا کہ یہ کو فہ سے تین ہزار سواروں کے ہمراہ روانہ ہوا تھا۔ عبید اللہ نے
 کہا "میں اس کے مقابلے میں دو گنی فوج بھیجے دیتا ہوں۔ لہذا اس نے ربیعہ ابن خارق اور عبداللہ ابن حنظلہ کو تین
 تین ہزار سواروں کے ہمراہ یزید ابن انس کے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ ربیعہ یزید کے مقابلے میں پہلے پہنچ گیا اور
 "نبات تلی" میں اس کے سامنے مورچہ زن ہو گیا۔

یزید ابن انس کی علالت | ابو سعید صیقل کہتا ہے کہ یزید بیماری کی حالت میں ایک گدھے پر سوار تھے۔
 لوگ ان کے اسی پاکس پیدل چل رہے تھے۔ کسی نے ان کے دونوں بازو پکڑ
 رکھے تھے اور کوئی اس کے دونوں پہلو تھامے ہوئے تھا۔ یہ اپنے ہر دستہ فوج کے آس پاس آکر ٹھہرتے اور ان سے کہتے
 اے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے سپاہیو! ثنابت قدم رہو۔ اس کا تہیہ اجڑے گا۔ دشمن کے مقابلے میں پوری ثنابت
 قدمی دکھاؤ۔ تمہیں فتح نصیب ہوگی۔ شیطان کے پیروں سے لڑو۔ بے شک شیطان کا مکر بہت ہی کمزور ہے۔ اگر
 میں مارا جاؤں تو ورقہ ابن عازب، وہ مارے جائیں تو عبداللہ ابن زمرہ، اور وہ مارے جائیں تو سعد ابن ابی معر حفص
 امیر ہوں گے۔ ابن سعید کہتا ہے میں ان کے بازو اور ہاتھ پکڑے ہوئے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ میں نے جب اس
 کے چہرے پر نظر کی تو محسوس ہوا کہ اس کی موت کا وقت بالکل قریب آ گیا ہے۔ یزید نے عبداللہ ابن زمرہ کو مہینہ
 سفر کو میسرہ اور ورقہ کو تمام رسالے کا افسر مقرر کیا۔ خود سواری سے اتر کر پیدل سپاہ میں بستر پر لیٹا ہوا ساتھ ہوا اور
 حکم دیا "کھلے میدان میں دشمن پر حملہ کرو مجھے پیدل سپاہ کے ساتھ ساتھ آگے رکھو۔ مہاراجی چاہے تو اپنے امیر کی
 حمایت میں جاننازی دکھاؤ اور چاہو تو مجھے چھوڑ کر بھاگ جاؤ۔"

آغاز جنگ | ۳۳۰ھ ماہ ذی الحجہ کے عرفہ کا دن تھا۔ ابو سعید کہتا ہے کہ ہم یزید کو لے کر دشمن کے مقابلے پر
 نکلے کبھی کبھی ہم ان کی پشت کو سہارا دیتے اور وہ ہم کو جنگ کے متعلق ہدایات دینے لگتے
 پھر شدت درد کی وجہ سے انہیں زمین پر لٹا دیا جاتا اور فوج جنگ میں مصروف ہو جاتی۔ ہمارے میسرہ نے ان کے
 میمنہ پر حملہ کر کے اسے شکست دی اور ان کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا۔

ربیعہ کا قتل | موسیٰ ابن عامر راوی ہے ہم بڑھتے ہوئے اہل شام کے سپہ سالار ربیعہ تک پہنچ گئے۔ اس
 کے ساتھی اس کا ساتھ چھوڑ چکے تھے۔ عبداللہ ابن ورقہ اور عبداللہ ابن زمرہ نے اس پر حملہ

کر کے اسے قتل کر دیا۔ عمر ابن مالک جو شامی مشکرمین موجود تھا روایت کرتا ہے: ”ہمارے اور عراقیوں کے درمیان کچھ دن چڑھنے تک شدید جنگ ہوئی۔ عراقیوں نے ہمیں شکست دی۔ ہمارے امیر کو قتل کر دیا اور ہمارے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا۔ ہم میدان چھوڑ کر عبداللہ ابن حنظلہ کے پاس پہنچے۔ پھر اس کے ہمراہ واپس آئے۔ ساری رات ہم نے پوری نگہبانی سے بسر کی صبح کی نماز کے بعد میدان کارزار میں مقابلے کے لیے آئے۔ شدید جنگ کی۔ مگر پھر انہوں نے ہمیں بری طرح شکست دی۔ ہمیں قتل کیا اور ہمارے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا۔ اسی معرکے میں عبداللہ ابن حنظلہ بھی مارا گیا۔ ہم بھاگ کر عبداللہ ابن زیاد کے پاس گئے اور اپنی سرگزشت اس سے بیان کی۔“

یزید ابن النس کی وفات | تین سو قیدی یزید کے سامنے پیش کئے گئے اس نے اشارے سے ان کے قتل کا حکم دیا اور وہ سب قتل کر دیئے گئے۔ یزید نے کہا: ”اگر میں وفات پا جاؤں، تو درقہ ابن عازب امیر ہوں گے، اسی شام ان کی وفات ہوئی اور درقہ نے نماز جمعہ پڑھا کر انہیں دفن کر دیا۔“

یزید کی وفات کا فوج پر گہرا اثر ہوا اور ان کے دل وٹ گئے۔ عبداللہ ابن زیاد کے ہمراہ اسی ہزار شامی فوج تھی۔ لہذا انہوں نے سمجھا کہ ہم ان پر فتح حاصل نہیں کر سکتے۔ جبکہ ہمارا امیر بھی وفات پا چکا ہے۔ انہوں نے سوچا کہ اس وقت ہمیں واپس چلے جانا چاہیے۔ چنانچہ یہ لوگ واپس کو فز کی طرف روانہ ہوئے۔

ابراہیم بن اشتر کی روانگی | مختار کو ان کی واپسی کی اطلاع ملی تو انہوں نے ابراہیم بن اشتر کو سات ہزار فوج دے کر روانہ کیا اور حکم دیا: ”جب یزید کی فوج ملے تو اسے بھی اپنے ساتھ دشمن کے مقابلے پر واپس لے جانا۔ اس مجموعی طاقت کے ساتھ دشمن کی طرف بڑھنا اور مقابلہ ہوتے ہی جنگ شروع کر دینا۔“

ابراہیم نے ”حام عین“ پر آکر پڑاؤ ڈالا۔ ان کا اگلا پڑاؤ ”ساباط“ میں تھا۔

کوفہ میں بغاوت | قاتلین امام حسینؑ جناب ابراہیم کے ساباط پہنچنے تک خاموش بیٹھے رہے اور پھر مختار پر چڑھ دوڑے۔ مختار نے عمر ابن ابیوسف کو ابراہیم کے پاس روانہ کیا اور اسے جلدی جانے کی ہدایت کی۔ ابراہیم کو حکم دیا: ”میرا خط دیکھتے ہی اپنی فوج کے ساتھ میرے پاس چلے آؤ۔“

اہل کوفہ کی ناکہ بندی | اہل کوفہ نے تمام راستے مختار پر مسدود کر دیئے اور کوئی چیز جسے کہ پانی بھی مختار اور اس کے ساتھیوں کے لیے بند کر دیا۔

مختار کا قصد کوفہ سے روانہ ہو کر اسی دن سر شام ابراہیم کے پاس پہنچ گیا اور ابراہیم اسی وقت واپس روانہ ہو گئے۔ جب رات زیادہ بھیک گئی تو ابراہیم تھوڑی دیر سستیا اور پھر رات ہی میں روانہ ہو گئے اور صبح کی نماز ”سور“ میں پڑھی۔ پھر سارا دن چلنے کے بعد نماز عصر کو فز کے پل کے دروازے پر ادا کی۔ یہاں پر زبردست جنگ ہوئی۔ بہت سے باغی قتل ہوئے اور بہت سوں کو گرفتار کر لیا گیا۔

کوفہ پہنچ کر ابراہیم اور ان کے ساتھیوں نے ساری رات مسجد میں بسر کی۔

پانچ سو قیدی جن کی مشکلیں بندھی ہوئی تھیں، مختار کے سامنے پیش کئے گئے۔
باقی قیدیوں کا انجام مختار نے کہا "ان میں سے جو امام حسینؑ کے قتل میں شریک ہیں مجھے بتائے جائیں" چنانچہ جس شخص کے متعلق مختار کو پتہ چلتا کہ یہ امام حسینؑ کے قتل میں شریک ہے وہ اس کے قتل کا حکم دیتے اس کے علاوہ انہوں نے اعلانِ عام کر دیا کہ اہل نبیؐ کے قتل میں شریک ہونے والوں کے علاوہ جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے وہ مامون ہے۔
عمر و ابن حجاج کی روپوشی عمر و ابن حجاج زبیدی جو امام حسینؑ کے قتل میں شریک تھا اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر شراف، اور رقصہ کے راستے نکل کھڑا ہوا۔ پھر آج تک اس کی کوئی خبر نہ ملی۔ زمین اسے کھا گئی یا آسمان نے اسے اٹھالیا۔

شمر ابن ذی الجوشن کا قتل مسلم ابن عبداللہ کی روایت ہے کہ شمر دریا کے کنارے ایک ٹیلے کے پہلو میں فروکش تھا میں نیم بیدار تھا کہ گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنی۔ میں اٹھنے ہی لگا تھا کہ وہ ٹیلے سے اتر کر ہمارے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے تحییر کہی اور ہماری جھوٹریوں کو گھیر لیا۔ ہم اپنے گھوڑوں کو چھوڑ کر پیدل ہی بھاگ کھڑے ہوئے وہ سب شمر پر پلٹ پڑے۔ وہ اس وقت ایک پرانی چادر اوڑھے ہوئے تھا چونکہ وہ مبروص تھا مجھے اس کی کوکم کی سفیدی چادر میں سے نظر آ رہی تھی۔ وہ نیزے سے ان پر وار کرنے لگا اسے زہر یا کپڑے پہننے کا بھی ان لوگوں نے موقع نہ دیا۔ ہم اسے چھوڑ کر چلتے بنے۔ میں حقوڑی ہی دد کر گیا تھا کہ تحییر کی آواز کے ساتھ یہ سنا۔ "خبیث قتل کر دیا گیا۔"

خولی کا قتل مختار نے معاذ ابن حانی اور اپنے کو توالی ابو عمرہ کو خولی بن زید کی گرفتاری کے لیے بھیجا۔ یہ وہ شخص ہے جس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر قلم کیا تھا۔ ان دونوں نے اس مکان کو گھیر لیا۔ خولی ایک کوہی میں جا چھپا۔ معاذ نے ابو عمرہ کو اس گھر کی تلاشی کا حکم دیا۔ خولی کی بیوی باہر نکل آئی۔ انہوں نے اس سے پوچھا "تمہارا شوہر کہاں ہے؟" اس نے زبان سے تو اپنی لاعلمی ظاہر کی، مگر ہاتھ کے اشارے سے بتا دیا کہ وہ کہاں چھپا ہے یہ اس جگہ پہنچے اور دیکھا کہ وہ اپنے سر پر ایک ٹوکرا رکھے ہوئے ہے۔ یہ اسے نکال لائے اور مختار کو اس کی گرفتاری کی اطلاع دی۔ مختار انہی کی طرف روانہ ہوئے تو وہ راستہ میں مل گئے مختار کے حکم سے خولی کو اس کے گھر والوں کے سامنے لا کر قتل کر دیا گیا۔

خولی کی بیوی عیوف بنت مالک حضرت موت کی رہنے والی تھی جس وقت سے یہ امام حسینؑ کا سر لایا تھا وہ اس کی دشمن ہو گئی تھی۔

عمر بن سعد کے قتل کا ارادہ ایک دن مختار نے اپنے ہمنشینوں سے کہا کل میں ایسے شخص کو قتل کر دی گا۔ جس کے پاؤں بڑے جس کی آنکھیں گڑھی ہوئی اور بھویں انگری ہوئی

ہیں۔ اس کے قتل سے تمام مومن اور ملائکہ مقررین خوش ہو گئے۔ ہیشتم بن اسود نخعی اس وقت مختار کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے یہ بات سن کر دل میں کہا کہ اس سے ان کی مراد عمر بن سعد بن ابی وقاص ہے مکان پر اگر اس نے اپنے بیٹے عیدان سے کہا آج ہی رات عمر سعد کو اطلاع کر دو کہ وہ اپنی حفاظت کا انتظام کر لے وہ تمہیں قتل کرنا چاہتا ہے عیدان نے اس کے پاس آکر تنہائی میں یہ واقعہ بیان کیا عمر بن سعد نے کہا۔ ”اللہ تمہارے باپ کو اس کی جزائے خیر دے۔ مگر وعدہ امان اور عہد و میثاق کے بعد وہ کیونکر میرے ساتھ ایسا سلوک کر سکتا ہے؟“ جب عیدان عمر سعد کے پاس سے واپس ہوا اسی رات تیرہ گھر سے روانہ ہو کر اپنے حمام میں آگیا۔ پھر اس نے سوچا بہتر یہ ہے کہ میں اپنے ہی مکان کی طرف چلوں۔ روحائے گدڑ کر صبح اپنے مکان میں آکھینچا۔ مختار کو معلوم ہوا کہ عمر اپنے مکان سے چلا گیا ہے۔ مختار نے کہا ”وہ جانہیں سکتا۔ اس کی گردن میں ایسی زنجیر پڑی ہے کہ اگر بھاگنا بھی چاہے تو بھاگ نہیں سکتا۔“ صبح کو مختار نے ابو عمرہ کو بھیجا کہ عمر کو بلا لائے۔ ابو عمرہ نے آکر کہا۔ ”امیر نے تجھے یاد کیا ہے؟“ عمر اٹھا تو اس کا پاؤں اس کے جیب میں الجھا اور وہ گر پڑا ابو عمرہ نے تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس کا سر کاٹ کر اپنی قبائے دامن میں لیے مختار کے پاس پہنچا اور مختار کے سامنے پھینک دیا عمر سعد کا بیٹا حفص بن عمر اس وقت مختار کے پاس بیٹھا تھا۔ مختار نے پوچھا ”پہچانتے ہو یہ کون ہے؟“ اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا ”ہاں۔ اب اس کے بعد زندگی کا مزہ نہیں۔“ مختار نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ تم زندہ رہو گے بھی نہیں؟“ مختار نے اسے بھی قتل کر دیا۔ اس کا سر بھی اس کے باپ کے سر کے پاس رکھ دیا گیا۔ مختار کہنے لگے ”ایک حسین کے عوض اور دوسرا علی بن الحسین کے عوض۔ اگرچہ یہ برابر نہیں ہو سکتے بنو اگر میں قریش کے تین دوستے بھی کر دوں تب بھی یہ ان کی انگلیوں کا معاوضہ نہیں ہو سکتے۔“

خط کا متن یہ تھا۔

محمد ابن حنفیہ کے نام خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط ہدایت یافتہ فرزند علی کے نام مختار ابن ابی عبیدہ کی جانب سے ارسال کیا جا رہا ہے۔ السلام علیک۔ اے صاحب ہدایت! خدا نے واحد کی حمد کے بعد اللہ نے آپ کے دشمنوں سے بدلہ لینے کا بھی موقعہ دیا۔ ان میں سے بہت قتل ہوئے بہت سے قید اور بہت سے اپنا گھر بار چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ اس احسان پر خدا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ کے قاتلوں کو قتل کیا اور آپ کے حامیوں کی اعانت کی میں عمر ابن سعد اور اس کے بیٹے کا سر آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔ قاتلان حسین اہل بیت میں سے جس پر ہماری دسترس ہوئی ہم نے اسے قتل کر دیا اور جو باقی رہ گئے ہیں وہ بھی اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے جب تک صفحہ زمین کو میں ان کے وجود سے پاک نہیں کر لوں گا ان کی تلاش سے دست کش نہیں ہوں گا۔ اب اس

سلسلے میں آپ کی جو رائے ہو اس سے مجھے مطلع کیجئے تاکہ میں اس پر عمل کروں۔

والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مختار نے عبداللہ ابن کامل کو حکیم ابن طفیل طائی کی گرفتاری کے لیے بھیجا۔ اس حکیم طائی کی گرفتاری

نے مگر کہربلا میں حضرت عباس بن علیؓ کے پاس واسطہ پر قبضہ کیا تھا اور ابام

حسین کو ایک تیر مارا تھا۔ عبداللہ ابن کامل نے جا کر اسے پکڑ لیا اور مختار کے پاس لے چلا۔

اس سے پیشتر یہ واقعہ پیش آچکا تھا کہ 'بیعی' کے احاطہ کی جنگ میں جو لوگ قید ہوئے ان میں سے کئی ایک

کے متعلق عدی ابن حاتم نے مختار سے سفارش کی اور محض ان کی سفارش پر انہیں چھوڑ دیا گیا۔ مگر وہ سب ایسے لوگ تھے

جن کے متعلق ابامحسین یا اہل بیت کے قتل میں شرکت کی کوئی بات نہیں سنی گئی تھی۔ شیعوں نے ابن کامل سے کہا

ہمیں یہ خوف ہے کہ امیر اس غیبت کے متعلق عدی کی سفارش قبول کر لیں گے۔ حالانکہ اس کے جرم سے آپ نبوی وقت

میں بہتر ہے کہ ہم ہی اسے قتل کر دیں۔ چنانچہ ابن کامل نے انہیں اجازت دے دی اور انہوں نے اس پر پھروں

کی بارش شروع کر دی ادھر عدی مختار کے پاس سفارش کے لیے پہنچا۔ مختار نے کہا "اے ابو طلحہ! تم قاتلان

حسین کی بھی سفارش کرتے ہو۔" اس نے جواب دیا "اس پر غلط الزام لگایا گیا ہے۔" مختار نے کہا "اگر ایسا ہوا

تو ہم اسے چھوڑ دیں گے۔

ابھی یہ گفتگو نہ ہوئی تھی کہ ابن کامل آپہنچا۔ مختار نے پوچھا "اس کے ساتھ کیا کیا؟" اس نے کہا "شیعوں نے

اسے قتل کر دیا۔" مختار نے کہا "میرے پاس لائے بغیر تو نے کیوں اس کے قتل میں جلدی کی۔" حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ

اگر ابن کامل اسے قتل نہ کرتا تو مختار کو یہ بات بھی نہ لگتی۔ مختار نے کہا "دیکھو یہ عدی اس کی سفارش کے لیے

لائے بیٹھے ہیں اور یہ اس بات کے اہل ہیں کہ ان کی سفارش قبول کی جائے۔ ابن کامل نے کہا "میں مجبور تھا

شیعہ بالکل نہ مانے۔"

مختار نے ابن کامل کو حضرت علی بن الحسین کے قاتل مڑہ بن منقذ کی گرفتاری کے

مڑہ بن منقذ کا سر

لے بھیجا۔ ابن کامل نے اس مکان کو گھیر لیا۔ وہ نیزہ لے کر تیز رو گھوڑے پر سوار

مقابلے کے لیے نکل آیا۔ ابن کامل نے تلوار سے اس پر وار کئے مگر وہ اپنے بائیں ہاتھ سے روکتا رہا۔ اس

طرح تلوار ہاتھ سے اتر گئی۔ اس کا گھوڑا اس تیزی سے اسے لے اڑا کہ یہ اسے نہ پاسکے اور وہ مصعب سے

جاملا اس کے بعد اس کا ہاتھ بے کار ہو گیا۔

مختار نے عبداللہ ابن کامل شاکرمی زید ابن رقاد کی گرفتاری کے لیے روانہ کیا۔

زید ابن رقاد کا انجام

زید کہا کرتا تھا "میں نے خاندان حسینؓ کے ایک ایسے نوجوان کو تیر مارا جس نے

تیر سے اپنی پیشانی کو بچانے کے لیے اس پر اپنا ہاتھ رکھ لیا تھا۔ مگر میرے تیر نے اس ہاتھ کو پیشانی سے الیا بیہوش کر دیا کہ وہ اسے اپنی پیشانی سے جدا نہ کر سکا۔ اس کی مراد عبداللہ بن مسلم ابن عقیل تھے۔ اس نے ایک اور تیر سے اس نوجوان کا خاتمہ کر دیا۔

جب ابن کاعل اس کے مکان پر پہنچا تو بہت سے لوگ اس پر ٹمٹ پڑے وہ تلوار لے کر مقابلے پر آیا۔ ابن کاعل نے کہا "اسے نیزہ یا تلوار سے ہلاک نہ کرنا" لوگوں نے اس قدر تیر اور چھ مارے کہ وہ گر پڑا۔

مختار نے سنان ابن انس کو جو حضرت امام حسینؑ کے قتل کا مدعی تھا تلاش کیا مگر معلوم ہوا کہ وہ بصرے کو بھاگ گیا ہے۔ مختار نے اس کا گھر سمار کر دیا۔ عبداللہ ابن عقبہ کو بھی تلاش کیا گیا۔ مگر وہ فرار ہو کر جزیرہ چلا گیا اس نے اہل بیت حسینؑ کے ایک بچے کو شہید کیا تھا۔

محمد بن حنفیہ کی اسیری
عبداللہ بن زبیر نے محمد بن حنفیہ کو ان کے ہمراہیوں اور اہل خاندان کے ساتھ کوفہ کے ستر غائبین کے ہمراہ زمزم میں اس وجہ سے قید کر دیا تھا چونکہ ان حضرات نے اس کی بیعت نہیں کی تھی یہ لوگ حرم میں پناہ گزین ہو گئے تو ابن زبیر نے یہ دھمکی دی کہ میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں اگر تم بیعت نہیں کرو گے تو میں سب کو قتل کر کے جلا دوں گا۔ ابن زبیر نے اس کے لیے ایک مدت مقرر کی تھی۔ کہ وہ اس اثنا میں بیعت کر لیں۔ ابن حنفیہ کے اپنے ساتھیوں کے مشورہ سے تین اہل کوفہ کو مختار کے پاس اس غرض کے لیے روانہ کیا۔ جب ماب زمزم کے پہرہ دار سو گئے تو وہ تینوں کوفہ روانہ ہو گئے۔ ان کے ہاتھ انہوں نے مختار اور اہل کوفہ کے نام ایک خط بھیجا جس میں اپنی اور اپنے رفقاء کی حالت اور ابن زبیر کے انہیں قتل کرنے اور جلا دینے کی دھمکی سے آگاہ کیا اور خواہش کی کہ وہ انہیں اس موقع پر بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے یہ قاصد مختار کے پاس آئے اور انہیں خط دیا تو مختار نے کہا میں ابواسحاق نہیں اگر میں ان کی پوری مدد نہ کروں اور سواروں کا ایسا سیلاب اس کے مقابلے میں نہ بھیج دوں جو ابن کاعلیہ کو تباہ و برباد کر دے۔

مختار کے فوجی دستوں کی روانگی
مختار نے ابو عبداللہ جدی کو ستر شہسواروں کے ہمراہ ظہیان تنہی کو چاہا سو کے ساتھ ابوالمعتز اور حنظل بن قیس کو سو سو سواروں کے ساتھ عیروہ یونس کو چالیس چالیس آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا اور مختار نے طیل بن عامر اور محمد بن قیس کے ہاتھ ابن حنفیہ کو لکھا میں نے آپ کے لیے فوجیں روانہ کر دی ہیں پھر یہ سوار ایک دوسرے کے پیچھے روانہ ہوتے ان میں سے ایک سو پچاس دہاں پہنچ گئے تو ابو عبداللہ اس جماعت کو لیکر روانہ ہوا اور یہ حرم میں داخل ہو گئے ان کے ہمراہ نوبت و نقارہ بھی تھا اور یہ یا ثراست الحسین اور طرسین کا بدلہ لینے والے کہتے ہوئے زمزم کے پاس پہنچ گئے۔ وہاں ابن زبیر نے ابن حنفیہ اور ان کے ساتھیوں کو جلاسنے کے لیے بہت سی لکڑیاں جمع کر رکھی تھیں اور جو مدت ان کے لیے مقرر کی تھی اس میں

سے صرف دو دن باقی رہ گئے تھے۔

محمد بن حنفیہ کی ریائی عراقلوں نے وہاں پہنچے ہی پہرہ داروں کو ہٹا دیا اور زمر کے گرد کے لشکر رکڑا، کو توڑ دیا اور ابن حنفیہ کے پاس پہنچ گئے۔ ان سے کہا کہ ہمیں آ۔ دشمن خدا ابن زبیر سے لڑنے کی اجازت دیتے ہیں ابھی ابھی اس کا قلع قمع کئے دیتے ہیں۔ ابن حنفیہ نے کہا میں حرم میں لڑنے کی اجازت نہیں دوں گا ابن زبیر نے ان عراقلوں سے کہا کیا تم مجھے ہو کہ ابن حنفیہ اور دوسرے لوگوں کو بیعت لیے بغیر میں چھوڑ دوں گا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ابو عبد اللہ جدلی نے کہا تم کو ایسا کرنا پڑے گا۔ درنہ مجدا ہم تم سے اس طرح لڑیں گے جس سے باطل پرستوں کے ہوش و حواس جلتے رہیں گے۔ ابن زبیر نے کہا تو یہ کیا کہتا ہے یہ ایک مصلحتی بھر جاعت ہے اگر میں اپنی فوج کو حکم دیدوں تو وہ ابھی ابھی ان کے ساتھ ساتھ لڑے۔ رئیس بن مالک نے کہا تمہارا یہ خیالی غلط ہے اگر تم نے اس کا ارادہ کیا تو اس سے پہلے کہ تم ہم سے یہ سلوک کرو جو تم چاہتے ہو خود تم پر ایک زبردست فوج آپڑے گی۔ ابن حنفیہ نے اپنے ساتھیوں کو روکا اور فتنہ فساد بپا کرنے سے منع کیا اس کے بعد ابو معمر سواروں کے ساتھ، ہانی سواروں کے ہمراہ اور غلبیانی دوسرے سواروں کے ساتھ پہنچ گئے۔ آخر الذکر کے ہمراہ کچھ روپیہ بھی تھا اور انہوں نے مسجد میں داخل ہو کر بائانات الحسین کا لغو بلند کیا۔ ابن زبیر انہیں دیکھ کر ڈر گیا۔

محمد بن حنفیہ کی روانگی شعب علی کی طرف ابن حنفیہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ زمر سے نکل کر شعب علی میں آئے۔ عراقی ابن زبیر کو برا بھلا کہتے جاتے تھے اور ابن حنفیہ سے لڑنے کی اجازت مانگتے تھے مگر انہوں نے لڑنے کی اجازت نہ دی۔ اسی گھاٹی میں محمد کے پاس چار ہزار آدمی جمع ہو گئے انہوں نے وہ روپیہ جو مختار نے بھیجا تھا ان لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

ابراہیم کی اہل شام پر فوج کشی اور اسی سال ابراہیم بن اشتر عبد اللہ بن زیاد سے لڑنے اس وقت روانہ ہوئے جب ماہ ذی الحجہ کو ختم ہونے میں ابھی آٹھ راتیں باقی تھیں اہل سبیح اور اہل کناسہ سے فارغ ہونے کے بعد ابراہیم صرف دو دن کو قریں رہے اور اس کے بعد مختار نے انہیں اہل شام کے مقابلہ کے لیے روانہ کر دیا۔ سب سے آخر میں ابراہیم ہفتہ کے دن اہل شام کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئے مختار نے ان کے ہمراہ اور کئی جنگ آزمودہ تجربہ کار و ہوشیار سرداروں کو روانہ کیا۔ خود مختار انہیں خضت کرنے کے لیے کوثر سے دیر عبد الرحمن تک آئے۔ دیر عبد الرحمن کے پل اور اس المجاہد کے پلوں کے درمیان پہنچ کر مختار چٹھہ گئے۔ ابن اشتر سے کہا میری یہ تین نصیحتیں غور سے سن لو اور انہیں یاد رکھو۔ ایک یہ کہ علانیہ اور خفیہ اپنے بہ کام میں اللہ سے ڈرتے رہو، تیزی سے سفر طے کرو جس وقت دشمن سے تمہارا سامنا ہو تو فوراً اس سے جنگ کرو۔ اگر رات کو دشمن کے پاس پہنچو تو صبح ہونے سے پہلے ہی اس سے جنگ میں مصروف ہو جانا اگر دن میں پہنچو تو

وات کا انتظار کئے بغیر اسی وقت دشمن سے نیٹ لینا۔ مختار نے کہا تم نے میری ہدایت یاد کر لیں ابراہیم نے کہا
 جی ہاں۔ مختار نے کہا۔ خدا تمہارے ساتھ ہے اور پھر مختار واپس آگئے۔ ابراہیم کا فوجی پڑاؤ اسی جگہ تھا جہاں حمام
 اعیان واقع ہے اور یہیں سے وہ شامیوں کے مقابلے میں اپنی فوج کو لے گئے۔

تاریخ طبری حصہ پنجم

(باب ۱)

۴۷ھ عبید اللہ بن زیاد کا قتل

ابراہیم کی بارہ بیٹیاں آمد | ابو سعید صیقل کہتا ہے کہ ہم نے ابراہیم بن اشتر کے ساتھ عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ہمراہی شامیوں کا رخ کیا اس لیے ہم بڑی تیزی کے ساتھ اپنے مقصود کی طرف بیدھے چلے جا رہے تھے تاکہ ہم عبید اللہ کے سرزمین عراق میں داخل ہونے سے پہلے اسے جالیں۔ ہم عراق کی سرحد میں اس سے بہت پہلے پہنچ گئے۔ علاقہ موصل میں داخل ہوئے اور ہم نے اپنی رفتار اور بھی تیز کر دی۔ دریا خازر پر جو موضع بارہ بیٹیاں کے پہلو میں واقع ہے اسے جالیا (اس موضع اور موصل کے درمیان پانچ فرسخ کا فاصلہ ہے)

شکر طفیل کی روانگی | ابراہیم نے اپنی فوج کے ہر آدمی کو دستے پر طفیل بن لقیط کو سردار مقرر کیا۔ جب طفیل بن زیاد تک پہنچ گیا تو ابراہیم نے حمید بن حرث کو پاس بلایا اس وقت ابراہیم بغیر ساز و سامان کے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ انہوں نے اپنے تمام ہمراہیوں اور ہوا رسیدل کو اپنے قریب ایک ہی جگہ پر رکھ کر کوچ کیا یہاں تک کہ اسی موضع میں آکر مورچے باندھے۔

عمیر کی ابراہیم سے ملاقات کی خواہش | دوسری طرف سے عبید اللہ بن زیاد بھی آ پہنچا اور ان کے قریب ہی دریا کے کنارے کے کنارے ڈیرے ڈال دیئے عمیر بن جناب سلمیٰ نے ابراہیم سے کہا صبحا کہ میں آج رات آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ ابراہیم نے کہا جب چاہو مل لو۔

عمیر اور ابراہیم میں معاہدہ | عمیر رات کو ابراہیم کے پاس آیا۔ ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور کہا کہ میں اپنے نذرانے کے میسرہ پر ہوں اور یہ بھی وعدہ کیا کہ میں مع اپنی فوج کے شکست کھا جاؤں گا۔

ابراہیم نے عمیر سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے کیا میں اپنے گرواگر دغذوق کھو دوں اور دو تین دن تک جنگ کو طائر ہوں
عمیر نے کہا ایسا بے گز نہ کرنا کیونکہ تمہاری مخالف جماعت تو یہی چاہتی ہے کہ وہ جنگ کو طویل دے چونکہ یہ بات ان کے لیے
مفید ہے وہ تعداد میں آپ سے زیادہ ہیں اور جنگ کو طویل دینے کی صورت میں تھوڑی فوج زیادہ فوج کے مقابلے میں کبھی کامیابی
حاصل نہیں کر سکتی۔ اس لیے آپ کو چاہیے کہ اپنے مد مقابل سے فوراً دو دو ہاتھ کر لو۔ کیونکہ تمہاری طرف سے ان کے دلوں
میں رعب مچا ہوا ہے۔ لہذا انہیں چاہیے کہ فوراً حملہ کر دو۔ اگر تمہاری فوج سے ان کی مدد بھیڑ ہوئی اور مسلسل کئی روز
تک وہ لڑتے رہے تو تمہاری فوج کا رعب ان کے دلوں سے جاتا رہے گا۔ انہیں معلوم ہو جائیگا کہ تم کتنے پانی میں
ہو۔ پھر وہ تم پر دلیر ہو جائیں گے۔ ابراہیم نے جواب دیا۔ مجھے اب معلوم ہوا کہ تم میرے مخلص دوست ہو اور تمہاری
رائے بھی ٹھیک ہے۔ میرے امیر نے بھی مجھے یہی ہدایت کی تھی۔ اس پر عمیر نے کہا کہ مناسب یہی ہے کہ آپ اس
بڑے تجربہ کار کی رائے سے بخاؤ نہ کریں کیونکہ مصائب و مکارے جنگ کا جتنا اسے (فخار) تجربہ ہے۔ ہمیں نہیں
صبح ہوتے ہی کاروائی شروع کر دو۔ اور اپنے مقابل پر حملہ کر دو۔

ابراہیم کی صف بندی
عمیر واپس چلا گیا۔ ابراہیم نے تمام رات اپنے محافظ دستے کو بوستیار رہنے
کا حکم دیا اور ابراہیم کی آنکھ تک نہ جھپکی۔ جب صبح کا ذب نمودار ہوئی، اور
پو پھٹی تو انہوں نے اپنے ساتھیوں کو مسلح کیا اپنی فوج کے دستے قاعدہ سے تقسیم کئے اور اپنے ماتحت سرداروں
کو احکام دیئے۔ سفیان بن یزید اردی کو میسرہ پر علی بن مالک حبشی کو میسرہ پر اور اپنے مادری بھائی عبدالرحمن
بن عبداللہ سواروں پر سردار مقرر کیا۔ چونکہ سواروں کی تعداد تھوڑی تھی لہذا ابراہیم نے انہیں اپنے قریب رکھا اپنی
پیل فوج پر طفیل بن لقیط کو سردار مقرر کیا۔ اور مزاحم بن مالک کو علم دیا جب صبح ہوئی۔ ابراہیم نے چھٹ پٹے کے
وقت اپنی فوج کو نماز صبح پڑھائی اور اس کے بعد سب کو لے کر میدان جنگ میں چلا۔ صف بندی کی۔ فوج کے مختلف
سرداروں کو اپنی اپنی جگہ متعین کر دیا۔ ابراہیم میدان جنگ میں آکر ایک ٹیلہ پر چڑھ گیا جہاں سے وہ دشمن کو اچھی طرح دیکھ
سکتا تھا۔ اس لیے اس پر بیٹھ گیا۔ اس نے دیکھا کہ مد مقابل فوج نے کوئی حرکت نہیں کی تو عبداللہ سلمیٰ کو جو اپنے بیمار
گھوڑے پر سوار تھا حکم دیا کہ فوراً دشمن کی فوج میں جاؤ اور ان کے حالات سے اطلاع دو۔

عبداللہ بن زہیر کی ایک پہاڑی سے ملاقات
عبداللہ اس حکم کی تعمیل کے لیے روانہ ہوا اور ابھی مختصر پہاڑی
پر پہنچا کہ راستہ کا وہ واپس آ گیا اور کہا کہ ہمارے دشمنوں پر ہماری
طرف سے خوف و ہشت طاری ہے۔ ان میں سے ایک شخص مجھ سے ملا اور اس نے یہودگی سے یا شیعہ الی قراب
دائے البرقاب کے شیعہ) یا شیعہ المختار الکذاب (اسے بھڑکے مختار کے شیعہ) کہہ کر پکارا۔ میں نے اس سے کہا کہ اب
ہمارے اور تمہارے درمیان جو معاملہ ہے وہ گالی کوچ سے بہت اہم ہے۔ پھر اس نے مجھ سے کہا اے اللہ کے دشمن

تو مجھے کس طرح بلاتا ہے۔ حالانکہ تم بغیر امام کے لڑنے آئے ہو میں نے جواب دیا۔ ایسا نہیں ہے بلکہ ہم حسین بن رسولؑ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے جنگ کرنے آئے ہیں۔ عبداللہ بن زیاد کو ہمارے حوالے کر دو کیونکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند کو جو انانِ جنت کے سردار میں قتل کیا ہے ہر چوتھے میں کہ جس کے ساتھ جو غلام شہید ہوئے تھے ان کے عوض اس کا خون بہائیں اور اسے قتل کریں کیونکہ ہم اس کو اس قبائل تو نہیں سمجھتے کہ اسے حسین کا بدلہ لکھیں اور ان کے خون کے عوض اسے قتل کریں۔ جب تم اسے ہمارے حوالے کر دو گے اور تم اسے اپنے کسی عمامہ کے عوض جسے اس نے قتل کیا ہو قتل کر ڈالیں گے پھر ہم تمہارے اور اپنے درمیان کتاب اللہ کو حاکم بنائیں گے یا مسلمانوں میں سے کسی قابل اور اس کام کے اہل شخص کو جسے تم کہو گے حاکم بنالیں گے۔ اس پر اس نے کہا اس حکم مقرر کرنے کے معاملہ میں ہم تمہارا ایک سے زیادہ مرتبہ تجر بہ کر چکے ہیں مگر تم نے دھوکہ دیا ہے۔ میں نے پوچھا کیا اور کیونکر اس نے کہا ہم نے اپنے اور تمہارے درمیان دو مصنف فیصلے کے لیے مقرر کئے تھے مگر تم نے ان کے فیصلے کی تعمیل نہیں کی۔ میں نے جواب دیا تمہارا بیان بلا دلیل ہے۔ ہم نے تو اس امر پر آمادگی ظاہر کی تھی۔ اگر وہ دونوں بالاتفاق کسی ایک شخص کو امیر منتخب کریں گے تو ہم اس امیر کی پیروی اور اس پر اظہار طمانیت کریں گے۔ اسی کے نام پر بیعت کریں گے مگر کیا کیا جائے کہ ان دونوں نے ایک شخص پر اتفاق نہیں کیا اور اختلاف رائے ہو اُنہوں نے ان دونوں کو نہ تو فنی خیر عطا فرمائی اور نہ راستی بخشی۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا تم کون ہو۔ میں نے اسے بتا دیا کہ میں کون ہوں۔ پھر میں نے اس سے دریافت کیا کہ تم کون ہو تو اس پر اس نے اپنے خچر کو جسے وہ ہانک رہا تھا جھڑک دی کہ چل میں نے کہا اس معاملہ میں تم نے میرے ساتھ اٹھنا نہیں کیا یہ تمہاری پہلی بے ایمانی ہے۔

ابراہیم کا فوجی دستوں سے خطاب

ابراہیم نے اپنا گھوڑا منگوایا اور اس پر سوار ہو کر جس قدر نشان بڑا سردار تھے سب کے پاس پہنچا جب کبھی کسی ایک جھڈے کے پاس پہنچتا تو ٹھہر جاتا اور حسب ذیل کلمات کہتا: "اے دین کے مددگارو! اے حق و صداقت کے ساتھ اور اے اللہ کے سپاہیو! یہ عبداللہ بنی مرجانہ حضرت حسین بن علیؑ اور ابن فرزند فاطمہؑ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قاتل ہے جو حسینؑ کی شہزادیوں، خواتین اور شیعوں اور دریا سے فرات کے درمیان حائل ہو گیا تھا۔ باوجودیکہ دریا کے فرات انہیں نظر آرہا تھا۔ مگر اس نے حسینؑ اور ان کے ہمراہیوں پر پانی تک بند کر دیا انہیں یزید کے پاس جانے اور اس سے بات چیت کرنے سے روک دیا۔ وہ اپنے وطن اور اہل خاندان کی طرف واپس جانا چاہتے تھے مگر اس نے اس سے بھی آپ کو باز رکھا۔ آپ اللہ کا وسیع و عریض زمین میں کسی طرف چلا جانا چاہتے تھے مگر اس نے اس سے بھی آپ کو روک دیا پھر آپ کو اور آپ کے اہل بیت کو شہید کر ڈالا۔ خدا کی قسم فرعونؑ نے بنی اسرائیل کے مشر فار کے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا جیسا ابن مرجانہ نے اہل بیت رسولؐ کے ساتھ کیا۔ وہ اہل بیت کہ جن سے اللہ نے ہر قسم کے جس کو دور رکھا اور انہیں ایسا پاک رکھا جو

پاک رکھنے کا حق ہے اب اللہ تمہیں اور اسے ایک دوسرے کے مقابلہ میں لے آیا ہے۔ خدا کی قسم میں تو یہ توقع رکھتا ہوں کہ اللہ نے تمہیں اور اسے میدان میں اکٹھے جمع کیا ہے تاکہ تمہارے کلیجے تمہارے ہاتھوں اس کے ٹکڑوں سے ٹھنڈے ہوں کیونکہ خدا خوب جانتا ہے کہ تم اپنے نبی اکرمؐ کی اہل بیت کی حمایت میں جہاد کرنے کے لیے نکلے ہو۔ ابراہیم نے اسی طرح مہینہ میسرہ اور تمام فوج کا چکر لگایا۔ لوگوں کو جہاد اور مارنے مرنے کی ترغیب دی۔ پھر واپس آکر اپنے جھنڈے کے نیچے گھوڑے سے اتر پڑا۔

آصف زنجبک | اب فوج ابن زیاد کی طرف بڑھی۔ ابن زیاد نے مہینہ پر حصین بن نمیر میسرہ پر عمیر بن حباب سلمیٰ سواروں پر شرجیل بن ذوالکلاع کو سردار مقرر کیا اور خود سیدل فوج میں پایادہ چل رہا تھا۔ دونوں صفیں ایک دوسرے کے مقابلہ پر آگئیں تو حصین بن نمیر نے اہل شام کے مہینے کو لے کر اہل کوفہ کے میسرہ پر حملہ کر دیا۔ اہل کوفہ کے میسرہ پر علی بن مالک سردار تھا جو ثابت قدمی سے لڑ کر شہید ہو گیا اور اس کے بعد جھنڈے کو ترہ بن علی نے لے لیا جو خود بہت بہادر اور دلیر تھا۔ مگر وہ بھی بہت سے غیور جوانوں کے ساتھ شہید ہو گئے اور اہل کوفہ کا میسرہ شکست کھا کر پیچھے ہٹ گیا تو علی بن مالک کے جھنڈے کو عبداللہ بن درتار سلوی نے جو حبشی بن جنادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھتیجے تھے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور فوج کے سامنے آکر کہا۔ اللہ کے سپاہیو! میری طرف آؤ۔ فوج کی کثیر تعداد ان کی طرف چلی اور انہوں نے کہا دیکھو یہ تمہارا سردار خود لڑ رہا ہے اور میرے ساتھ ان کی طرف چلیں۔ چنانچہ یہ سب ان کی طرف چلے تو جاکر دیکھا کہ ابراہیم ننگے سر کیا رہے تھے کہ اللہ کے سپاہیوں کا ابن اشتر ہوں۔ تمہارے لیے بھاگنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ تم جوابی حملہ کرو۔ وہ قابل الزام نہیں جو اپنے سے الزام ہٹالے تو اب وہ لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے۔

سفیان بن زید کا عمیر چرملہ | ابراہیم نے اپنے مہینے کے سردار کو حکم بھیجا کہ تم دشمن کے میسرہ پر حملہ کرو، کیونکہ ابہیں بھروسہ تھا کہ عمیر بن حباب شکست کھا جائے گا۔ پس سفیان نے عمیر پر حملہ کیا مگر عمیر اپنی جگہ ڈٹا رہا اور نہایت سخت جنگ کی۔ ابراہیم نے لڑائی کی یہ حالت دیکھی تو اپنی فوج کو دشمن کے بڑے جھتھے پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ خدا کی قسم اگر ہم نے اس جھتھے فوج کے پرزے اڑا دیئے تو ان کے مہینہ اور میسرہ کی فوجیں اس طرح سامنے سے دم مار کر بھاگ جائیں گی جس طرح کوئی پرندہ تم سے خوفزدہ ہو کر اڑ جاتا ہے۔

ابن عازب کا بیان | ابن عازب کہتے ہیں کہ ہم دشمن کی طرف بڑھے اور جب بالکل ان کے قریب پہنچ گئے تو تھوڑی دیر فیروں سے لڑتے رہے پھر تلواروں اور ڈنڈوں کی نوبت آئی اور تمام دن اسی طرح جنگ ہوتی رہی۔ سجداتلوار پر تلوار اسی طرح پڑتی تھی جیسے دھویوں کے موصل کپڑے پر پڑتے ہیں عرصہ تک یہی حالت رہی مگر پھر اللہ نے انہیں شکست دی اور وہ دم دبا کر بھاگے۔

شامی فوج کی سپاہی | ابراہیم نے اپنے نشان بردار سے کہا کہ تم اپنا نشان لے کر دشمنوں میں گھس جاؤ اس سے جواب دیا۔ میں آپ پر قربان جاؤں۔ میرے بڑھنے کا ابھی وقت نہیں آیا ابراہیم نے کہا ایسا نہیں ہے کیونکہ تمہارے ہمراہی سب جنگ میں مصروف ہیں اور اللہ ان کے پاؤں میدان جنگ سے نہیں اکھڑے گئے۔ جب علیہ دار جھنڈا لے کر آگے بڑھا تو ابراہیم نے تلوار سے حملہ کر دیا اور جس شخص پر تلوار مارتے اسے گرا دیتے تھے اور دشمنوں کو اپنے سامنے سے بھڑ بکریوں کی طرح ہٹا دیتے تھے اور جب ابراہیم نے جھنڈا بڑھا کر حملہ کیا تو ان کے ہمراہی بھی یکے لے ہو کر دشمن پر ٹوٹ پڑے۔

عمیر کی ابراہیم سے درخواست | ابراہیم نے جب ابن زیاد اور اس کی فوج پر حملہ کیا تو وہ شدید جنگ کے بعد جھگ کھڑے ہوئے اور فریقین کا سخت جانی نقصان ہوا۔ عمیر نے ابراہیم سے کہا کہ میں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں۔ ابراہیم نے جواب دیا۔ جب تک اللہ کے سپاہیوں کا غیظ و غضب کم نہ ہو جائے تم ہرگز میرے پاس نہ آنا۔ مبادا تمہیں ان سے کوئی گزند پہنچے۔

ابن زیاد کی ہلاکت | خود ابراہیم کہتے ہیں کہ دریا کے کنارے ایک اکیلے جھنڈے کے نیچے میں نے ایک ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ مشرق میں اور دونوں پاؤں مغرب کی طرف اڑ گئے تھے۔ گوئی نے اس کو تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ یہی عبید اللہ بن زیاد تھا جو مقتول پڑا تھا۔ ابراہیم نے اسے دو ٹکڑے کر دیا تھا اس لیے اس کے دونوں ہاتھ مشرق اور مغرب کی طرف علیحدہ علیحدہ پڑے ہوئے تھے۔

شریک بن جدیر تغلبی | شریک بن جدیر تغلبی نے ابن زیاد کے دھوکے میں حصین بن نمیر پر حملہ کر دیا اور وہ دونوں لگھم گھم کھتا ہو گئے۔ شریک نے پکار کر کہا مجھے اور ابن زیاد کو قتل کر دو۔ اس طرح ابن نمیر کو قتل کر دیا گیا۔ یہ شریک تغلبی حضرت علیؑ کے ساتھ جنگ میں شریک رہے تھے۔ اور ان کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی۔ جب حضرت علیؑ کی جنگیں ختم ہو گئیں تو یہ بیت المقدس چلے گئے اور وہیں رہ پڑے۔ پھر حضرت امام حسینؑ کی شہادت کی خبر انہیں معلوم ہوئی تو کہنے لگے میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ اگر میرا بس چلا تو میں ابن زیاد کو قتل کر دوں گا۔ یا خود جان دے دوں گا۔ جب انہیں یہ خبر ملی کہ مختار حسینؑ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے کھڑے ہوئے ہیں تو شریک مختار کے پاس گئے مختار نے انہیں ابراہیم کے ساتھ بنی ربیعہ کے سواروں کا سردار مقرر کر کے میدان جنگ میں روانہ کیا۔ شریک نے اپنے ساتھیوں کو بتایا میں نے اس کام کے لیے اللہ سے عہد کیا ہوا ہے۔ تو تین سو جو انہوں نے لائے ہاتھ پر آخر دم تک لڑنے کیلئے بولے۔ جب دونوں فوجیں آپس میں ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو گئیں تو انہوں نے اپنے ہمسایوں سمیت ایسا شدید حملہ کیا کہ پرے کے پرے صاف کر دیے اور ابن نمیر

ساتھی بھی تھوڑی دیر تک چپ چاپ کھڑے رہے دوبارہ مہلب نے اپنی فوج کو ایک فیصلہ کن حملے کا حکم دیا اور انہیں کہا کہ تمہارا دشمن تمہاری شجاعت کا مزہ چکھ چکا ہے کیونکہ ان میں سخت بدترغبی ہے۔ مہلب کی فوج نے اس بار ایسا شدید حملہ کیا کہ ابن کامل کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے۔ مگر خود ابن کامل مہلبان کے کچھ لوگوں کے ساتھ برابر اپنی جگہ پر جما رہا۔ عمر بن عبید اللہ نے عبداللہ بن انس پر حملہ کیا اور تھوڑی دیر لڑنے کے بعد اپنی جگہ واپس ہلٹ گیا۔ اس کے بعد پوری فوج نے ابن شمیٹ پر حملہ کر دیا۔ ابن شمیٹ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ پھر مہلب نے سواروں کے ساتھ ابن شمیٹ کی پیدل فوج پر حملہ کر دیا۔ وہ بے ترتیبی سے پسپا ہو گئی اور بیابان کی سمت بھاگ کھڑی ہوئی۔ مصعب نے عباد کے رسلے کو ان کے تعاقب کا حکم دیا اور کہا جو قیدی تمہارے ہاتھ لگے۔ اس کی گردن اڑا دو اور محمد بن اشعث کو بھی مختار سے شکست خوردہ فوج کے ساتھ ابن شمیٹ کی فوج کے تعاقب پر روانہ کیا اور کہا اب موقع ہے کہ تم اپنا بدلہ لے لو۔ شکست خوردہ فوج کے لیے یہ لوگ بصرہ والوں سے بھی زیادہ سخت تھے جس کو پکڑتے فوراً قتل کر دیتے اور کوئی ایسا قیدی نہیں تھا جسے انہوں نے معاف کیا ہو۔ اس فوج میں سے جو آگے چند سواروں کے کوئی نہ بچ سکا اور پیدل سپاہ تو بالکل تباہ ہو گئی۔

مصعب بن زمیر کی وائگی | اب مصعب آگے روانہ ہوا۔ اس نے دریا عبور کیا پھر بیابان کو طے کرتا ہوا دریائے فرات تک پہنچ گیا۔

مختار کو فوج کی شکست کی خبر ملی اور جو جو سردار شہید ہوئے تھے ان کا علم ہوا تو مختار نے کہا موت سے تو چارہ نہیں اور ابن شمیٹ جس طرح میدان جنگ میں بہادروں کی سی موت مرے اس موت سے تو زیادہ اور کیا موت مجھے محبوب نہیں۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ اس طرح جان دوں۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے مختار کی بات سے معلوم ہوا کہ انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ ہصول مقصد کے لیے آخری دم تک لڑیں گے۔

مختار کا سلیمین میں قیام | مختار کو جب معلوم ہوا کہ دشمن ان کی جانب گھوڑوں، اونٹوں اور کشتیوں میں چلا آ رہا ہے تو وہ خود بھی مقابلہ کے لیے آگے بڑھے اور مقام سلیمین پر آ کر ڈیرے ڈال دیئے۔ مختار کو جب خبر ملی کہ دشمن آگے بڑھ رہا ہے تو وہ بھی آگے بڑھے اور مقام حرورام میں اپنا پڑاؤ ڈالا۔ بصرہ والوں اور شمر کو فز کے درمیان مورچے باندھ لیے مختار نے اپنے قصر اور مسجد کو مستحکم کر لیا۔ بلکہ وہ اپنے قصر میں وہ تمام سامان مٹا کر لیا تھا جس کی محاصرے کی حالت میں ضرورت پیش آتی ہے اور اپنی عیبت کے زمانہ کے لیے عبداللہ بن شداد کو فز کا عامل مقرر کر دیا تھا۔ مختار ابھی حرورام میں تھے کہ مصعب پہنچ گیا اور مختار بھی ان کے مقابلے کے لیے نکلا۔

محمد بن اشعث بن قیس | محمد بن اشعث بھی مصعب کے پاس آیا۔ یہ قادسیہ کے قریب اپنے قصر میں مقیم تھا۔ جب اہل کوفہ کی شکست کی اطلاع اسے ملی تو بھاگ کر نکل جانے کا ارادہ کیا۔ مختار نے

دریافت کیا کہ محمد بن اشعث کہاں ہے لوگوں نے اس کے مکان کا پتہ بتا دیا۔ مختار نے عبداللہ بن قنبر کو سواروں کے ساتھ اس کی طرف روانہ کیا۔ جب یہ فوجی دستہ اس کی طرف چلا تو اسے معلوم ہو گیا۔ وہ فوراً مصعب کی طرف جانے کے لیے بھاگ کھڑا ہوا۔ مصعب سے جاملا اور اسے مختار کے خلاف جنگ کرنے پر اکسایا۔ مصعب نے اس کی بہت تعظیم و تحکیم کی۔

مصعب بن زبیر نے کوفہ کا رخ کیا (اور اپنی فوج کی ہر طرح سے ترتیب مصعب کی کوفہ کی جانب پیش قدمی) | تنظیم کی وجہ مختار کو ان واقعات کا علم ہوا تو وہ اپنے ساتھیوں میں

خطبہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے حمد و ثناء کے بعد کہا اے کوفہ والو! اسے دیندار و صداقت اور کمزوروں کی مدد کرنے والو! اسے رسول اور آل رسول کا حامی گردو تم نے ان باغیوں کو بھگا دیا جنہوں نے تم سے سرکشی کی۔ وہ اپنے ہی ایسے فاسقوں کے پاس گئے اور انہیں تمہارے خلاف اکسا کر لائے تاکہ تمیٹ جائے۔ باطل کو عروج حاصل ہو اور اللہ کی جماعت بدل جائے۔ خدا کی قسم اگر تم لوگ ختم ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کی پرستش صرف اس طرح ہوگی کہ اس پر بہتان لگائے جائیں گے اور اس کے رسول کے اہل بیت پر لعن طعن کیا جائے گا اس لیے تم فوراً احمر بن شمیٹ کے ساتھ جنگ میں جانے کے لیے مستعد ہو جاؤ۔ کیونکہ مجھے پورا یقین ہے کہ اگر تم ان سے لڑو گے تو اللہ تم ان کو ہلاک کر دو گے جس طرح عاد اور ارم ہلاک ہو گئے۔

احمر بن شمیٹ کی روانگی | احمر بن شمیٹ جنگ کے لیے آمادہ ہوا اور مقام حرم اعین پر فوج کو جمع کیا گیا اور ترتیب دی احمر

چشمہ مندار پر جا کر پڑاؤ ڈالا۔ دوسری طرف مصعب بھی آیا اور اسی کے قریب حنیمہ زن ہوا۔ مصعب نے عباد بن حصین کو اپنے سواروں کا امیر مقرر کیا تھا وہ ابن شمیٹ اور ان کے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہنے لگا ہم آپ کو کتاب اللہ اور اس کے رسول کی سنت اور "امیر المؤمنین" عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم بھی تمہیں کتاب اللہ سنت رسول اور امیر مختار کے ہاتھ پر بیعت کی دعوت دیتے ہیں تاکہ ہم آل رسول میں سے کسی شخص کو باہمی مشورہ سے امیر مقرر کر لیں۔ اگر کوئی اور شخص اس بات کا مطالبہ کرے گا۔ کہ وہ آل رسول پر حکمرانی کرے تو ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں بلکہ ہم اس کے خلاف جہاد کریں گے۔

عباد کا ابن شمیٹ پر حملہ | عباد مصعب کے پاس آیا اور جو کچھ پیش آیا۔ اسے آگاہ کیا۔ مصعب نے عباد کو اپنے سواروں کا امیر مقرر کیا۔ وہ ابن شمیٹ اور ان کی فوج پر عباد نے آکر حملہ کر دیا۔ مگر ان میں سے کوئی بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹا تو وہ اپنی جگہ پر بیٹھ آیا پھر اپنی جگہ پر آکر کھڑا ہو گیا اور اس کے

ساتھی بھی تھوڑی دیر تک چپ چاپ کھڑے رہے دوبارہ مہلب نے اپنی فوج کو ایک فیصلہ کن حکم دیا اور انہیں کہا کہ تمہارا دشمن تمہاری شجاعت کا مزہ چکھا ہے کیونکہ ان میں سخت بے نظمی ہے۔ مہلب کی فوج نے اس بار ایسا شدید حملہ کیا کہ ابن کامل کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے۔ مگر خود ابن کامل مہلب کے کچھ لوگوں کے ساتھ برابر اپنی جگہ پر جما رہا۔ عمر بن عبید اللہ نے عبداللہ بن انس پر حملہ کیا اور تھوڑی دیر لڑنے کے بعد اپنی جگہ واپس ہٹ گیا۔ اس کے بعد پوری فوج ابن شمیٹ پر حملہ کر دیا۔ ابن شمیٹ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ پھر مہلب نے سواروں کے ساتھ ابن شمیٹ کی پیدل فوج پر حملہ کر دیا۔ وہ بے ترتیبی سے پسپا ہو گئی اور بیابان کی سمت بھاگ کھڑی ہوئی۔ مصعب نے عباد کے رسلے کو ان کے تعاقب کا حکم دیا اور کہا جو قیدی تمہارے ہاتھ لگے۔ اس کی گردن اڑا دو اور محمد بن اشعث کو بھی مختار سے شکست خوردہ فوج کے ساتھ ابن شمیٹ کی فوج کے تعاقب پر روانہ کیا اور کہا اب موقع ہے کہ تم اپنا بدلہ لے لو۔ شکست خوردہ فوج کے لیے یہ لوگ بصرہ والوں سے بھی زیادہ سخت تھے جن کو پکڑتے فوراً قتل کر دیتے اور کوئی ایسا قیدی نہیں تھا جسے انہوں نے معاف کیا ہو۔ اس فوج میں سے سوائے چند سواروں کے کوئی نہ بچ سکا اور پیدل سپاہ تو بالکل تباہ ہو گئی۔

اب مصعب آگے روانہ ہوا۔ اس نے دریا عبور کیا پھر بیابان کو طے کرتا ہوا دریا کے فرات تک پہنچ گیا۔

مختار کو فوج کی شکست کی خبر ملی اور جو جو سردار شہید ہوئے تھے ان کا علم ہوا تو مختار نے کہا موت سے تو چارہ نہیں اور ابن شمیٹ جس طرح میدان جنگ میں بہادری کی سی موت مرے اس موت سے تو زیادہ اور کیا موت مجھے محبوب نہیں۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ اس طرح جان دوں۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے مختار کی بات سے معلوم ہوا کہ انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ بھولے مقصد کے لیے آخری دم تک لڑیں گے۔

مختار کا سلیمین میں قیام | مختار کو جب معلوم ہوا کہ دشمن ان کی جانب گھوڑوں، اونٹوں اور کشتیوں میں چلا آ رہا ہے تو وہ خود بھی مقابلہ کے لیے آگے بڑھے اور مقام سلیمین پر آ کر ڈیرے ڈال دیئے۔ مختار کو جب خبر ملی کہ دشمن آگے بڑھ رہا ہے تو وہ بھی آگے بڑھے اور مقام حرور میں اپنا پڑاؤ ڈالا۔ بصرہ والوں اور شہر کو فکے درمیان مورچے باندھ لیے مختار نے اپنے قصر اور مسجد کو مستحکم کر لیا۔ بلکہ وہ اپنے قصر میں وہ تمام سامان ہتھیار لایا تھا جس کی محاصرے کی حالت میں ضرورت پیش آتی ہے اور اپنی عینیت کے زمانہ کے لیے عبداللہ بن شداد کو کوفہ کا عامل مقرر کر دیا تھا۔ مختار ابھی حرور میں تھا کہ مصعب پہنچ گیا اور مختار بھی ان کے مقابلے کے لیے نکلیے۔

خٹار کی فوجی تربیت | مختار نے اپنے مہمجنہ پر سلیم بن زید کندی میسرے پر سعید بن منقذ ہمدانی اور باڈی گھوڑے
شخصی محافظی دستے کا سردار عبداللہ بن قراذہ شخصی کو مقرر کیا۔ سواروں پر عمرو بن عبداللہ
ہندی اور پیادہ فوج کا سردار مالک بن مخدہ کو متعین کیا۔

مصعب کی صف بندی | دوسری طرف مصعب نے مہمجنہ پر مہلب میسرے پر عمر بنی سواروں پر عباد اور
پیدل فوج پر مقابل بکری کو سردار بنایا خود مصعب گھوڑے سے اتر آیا اور کمان
کی ٹیک پر چلنے لگا مصعب نے اہل کو ذہ پر محمد بن اشعث کو امیر مقرر کیا۔ اب محمد بھی میدان میں آگیا اور مصعب و مختار
کے درمیان دائیں طرف مغرب کی طرف ایک جگہ جم گیا۔

آغاز جنگ | جب مختار نے میدان جنگ کا یہ نقشہ دیکھا تو اس نے بصرہ والوں کے ہر دستہ فوج پر اپنے
ایک ایک سردار کو حکم کرنے کا حکم دیا اور خود اپنے باقی ساتھیوں کے ساتھ ٹھہرا دو دنوں فوجوں
نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا اور آپس میں بھڑک گئیں۔ سعید بن منقذ اور عبدالرحمن بن شریح بکمرن داخل اور بنی عبدالقیس
کے دستوں پر حملہ کر رہے تھے دیر دو دنوں میں مصعب کی فوج کے میسرے پر تھے اور ان کا سردار عمرو بن عبداللہ تھا۔
بنی ربیعہ نے ان سے شدید جنگ کی اور نہایت ثابت قدمی سے ان کا مقابلہ کرتے رہے سعید اور عبدالرحمن کی یہ
حالت تھی کہ جب حملہ کرتے تو منہ پھیرنے کا نام نہ لیتے۔ اور جب ایک حملہ کرتا اور واپس آ جاتا۔ تو دوسرا اس کی جگہ
حملہ کرتا۔ ایسا اوقات دو دنوں ایک ساتھ حملہ کرتے لڑائی کی یہ حالت تھی۔ کہ مصعب نے مہلب سے کہا بھیجا۔
اب کیا انتظار کر رہے ہو کیوں اپنی مد مقابل فوج پر حملہ نہیں کرتے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آج صبح سے ہمارے ان دو
فوجی دستوں کو جنگ کا کس قدر مارا ٹھکانا پڑا ہے اپنی فوج کے ساتھ حملہ کرو۔

مختار نے عبداللہ بن جعدہ کو حکم بھیجا کہ تم ان لوگوں پر جو ہمارے مقابل صف بستہ ہیں حملہ کرو۔ عبداللہ نے اہل
سجد پر حملہ کیا اور ان کی صفیں درہم برہم کر دیں۔ انہیں اتنا پیچھے ہٹا دیا کہ وہ مصعب تک پہنچ گئے۔ مصعب
گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ اس کی فوج کے اکثر لوگ اس کے قریب ہی گھوڑوں سے اترے اور تھوڑی دیر میں جنگ ہوئی
رہی۔ پھر دونوں فریق علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔

مہلب کا حملہ | مہلب کے ماتحت پیدل سپاہ کے دو کثیر تعداد دستے اور سوار بھی تھے مصعب نے کہا بھیجا
تم کیسے بزدل ہو کہ حملہ نہیں کرتے۔ تھوڑی سی دیر بعد مہلب نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ دوسرے
لوگ صبح سے جنگ کر رہے ہیں اور تم لوگ کھڑے تماشہ دیکھ رہے ہو۔ ہمارے دوسرے ساتھی نہایت خوبی سے لڑ رہے
ہیں۔ بس اب تم ہر اس معاملہ کا دار و مدار رہتے حملہ کرو۔ مہلب اور اس کی فوج نے اپنے مقابل لوگوں پر ایسا شدید
حملہ کیا کہ ان کے پر کھٹے اڑا دیئے اور میدان کو صاف کر دیا۔

محمد بن اشعث کا قتل

مالک بن عمر نھدی پیدل سپاہ کے سردار تھے۔ ان کے پاس گھوڑا لایا گیا اور وہ سوار ہوئے اس وقت تک مختار کی فوج شدید ترین نقصان اٹھا چکی تھی۔ جب مالک گھوڑے پر سوار ہوئے تو کہنے لگے۔ اب میں سوار ہو کر کیا کروں گا۔ خدا کی قسم اپنے گھر میں مرنے سے مجھے یہاں مرنا زیادہ محبوب ہے کہاں ہیں دور اندیش لوگ اور کہاں ہیں صبر و استقامت والے یہ سن کر پچاس آدمی ان کی طرف چلے۔ اب شام کا وقت ہو گیا تھا اس جماعت نے محمد بن اشعث کے ہمراہیوں پر حملہ کر دیا۔ محمد اور اس کے تمام ہمراہیوں کو فنا کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ مالک نے ہی محمد بن اشعث کو قتل کیا تھا کیونکہ مالک کو محمد کے پہلو میں شدید پایا گیا۔ بنی کنذہ کا دعوے ہے کہ عبد الملک نے اسے شدید کیا تھا۔ جب مختار محمد کی لاش پر سے گذرے تو انہوں نے اپنے ہمراہیوں سے کہا اے انصار کے گردہ ان مکار رومڑیوں پر بھی حملہ کرو۔ چنانچہ عبد الملک بن اشعث مالک ابو غرآن کنذی کا قاتل مارا گیا۔

سعید بن نقض کے ہمراہی منتشر ہو گئے۔ مگر وہ اپنی قوم کے سردار دیوں کے ساتھ بنو آذنا رہے یہاں تک کہ سب کے سب شدید ہو گئے۔ اسی طرح سلیم بن یزید کنذی نوے آدمیوں کی جماعت کے ساتھ جس میں اس کے خاندان اور دوسرے قبیلے کے لوگ بھی تھے شمشیر زنی کرتے کرتے مارے گئے مختار شہت کی سڑک کے سرے پر لڑتے رہے پھر گھوڑے سے اترے اور مصمم ارادہ کر لیا کہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹوں گا اور تمام رات لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ دشمن پیچھے ہٹ گئے اس رات مختار کے ساتھیوں میں سے کسی شجاع اور بہادر میدان جنگ میں کام آئے۔ ان میں عاصم ازدی، عباس ہمدانی اور احمر سہانی قابل ذکر ہیں۔

جب دشمن پیچھے ہٹ گئے تو مختار کے ساتھیوں نے عرض کیا اے امیر دشمن پسپا ہو گیا ہے اور آپ بھی اپنے محل میں تشریف لے جائیں۔ مختار نے جواب دیا خدا کی قسم میں گھوڑے سے اس لیے نہیں اترتا تھا کہ واپس اپنے محل کو جاؤں۔ لیکن اب جب دشمن ہی پیچھے ہٹ گیا ہے تو بہتر ہے اللہ کا نام لے کر ہمارے ساتھ گھوڑوں پر سوار ہو کر چلو اور مختار محل میں واپس آگئے۔

مصعب کی پیش قدمی

صبح کو مصعب اپنے ہمراہیوں کو لے کر جن میں بصرے اور کو فزو الے سب شریک تھے سجنہ کی طرف چلا۔ مصعب جب سجنہ میں پہنچا۔ تو اس نے مختار اور اس کے ساتھیوں پر پانی اور رسد کی بہر سانی مسدود کر دی۔ مصعب نے عباد کو بنی کنذہ کے قبرستان کی طرف زحر بن قیس کو بنی مراد کے قبرستان کی طرف اور عبید اللہ بن حر کو صائدین کے قبرستان کی طرف روانہ کیا اور ان تمام نے مختار اور ان کی فوج پر پانی اور رسد بند کر دیا جبکہ مختار اور ان کے ہمراہی مختار کے محل میں محصور تھے۔

عبید اللہ کے رسالے والے بسا اوقات مشکیزوں پر قبضہ کر لیتے اور ماشکیوں کو پھڑکھڑا کر دھوکہ دے کر کہتے کہ یہ وہ مختار کی فوج کو پانی بہم پہنچاتے تھے اور مختار کی فوج شدت ضرورت کی وجہ سے ایک دینار یا دو دینار ایک ایک

مشیکوہ کا دیتے تھے۔

مختار کا اپنے ساتھیوں کو حملہ کرنے کا مشورہ | مختار اور ان کے ساتھی محل میں محصور تھے۔ محاصرہ کی شدت روز بروز بڑھتی جا رہی تھی۔ ایک دن مختار نے اپنے ہمراہیوں سے کہا۔

اچھی طرح سمجھ لو کہ جس قدر محاصرہ طویل ہوگا۔ تمہاری طاقت گھٹتی جائے گی اس لیے بہتر یہ ہے کہ میرے ساتھ کھلے میدان میں چل کر ایک فضیلہ کن لڑائی لڑو۔ تاکہ ہم عزت سے اپنی جائیں دیدیں۔ اگر تم لوگ بہادری سے لڑے تو مجھے اب بھی اپنی فتح سے مایوسی نہیں مگر وہ لوگ انکی نصیحت پر عمل کرنے کو تیار نہ ہوئے بلکہ وہ تو اور بزدل بن گئے۔ پھر مختار نے کہا خدا کی قسم میں نہ تو کسی شخص کے ہاتھ پر سبیت کروں گا اور نہ خود کو دشمنوں کے سپرد کروں گا۔

مختار کا غم چھوٹا | جب مختار کو اپنے ساتھیوں کی بزدلی اور بے ہمتی کا اچھی طرح یقین ہو گیا تو انہوں نے فضیلہ کو لیا کہ قلعہ سے نکل کر دشمن سے آخری جنگ کریں۔ اپنی بیوی ام ثابت بنت سمر کے پاس قافلہ بھیجا اس نے بہت سی خوشخبری بھیج دی۔ مختار نے غصہ کیا اپنے سر اور داڑھی میں خوشبو لگا لی انہیں جان تاروں کے ساتھ جن میں سائب بن مالک اشعری بھی تھا۔ قلعے سے نکلے جب مختار قلعہ سے نکلے تو سائب کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ کیا رائے ہے۔ سائب نے کہا۔ اصل میں رائے تو آپ کی رائے ہے۔ مختار نے کہا بھلا میری رائے یا ارادہ کوئی چیز ہے یا اللہ کا ارادہ۔ سائب نے کہا حقیقت میں تو اللہ کا ارادہ ہی ارادہ ہے۔ مختار کہنے لگے افسوس ہے

تم پر، تم تو بالکل بے وقوف ہو۔ میں بھی عرب ہوں۔ جب میں نے دیکھا کہ ابن زبیر نے حجاز پر سجدہ نے یمامہ پر اور بڑان نے شام پر اپنا اپنا تسلط جما لیا تو میں عرب ہونے کی حیثیت سے کسی طرح ان سے کم نہیں تھا تو میں نے ان شہروں پر قبضہ کر لیا۔ کیوں کہ میں بھی انہیں کے مثل تھا مگر یہ کہ جب اہل بیت رسول کے خون کا بدلہ لینے کی طرف سے عربوں نے خواب فرگوش کی سی بے پردہی کی تو میں نے اس فرض کو انجام دیا جو لوگ اہل بیت کے قتل میں شریک تھے انہیں کیفرزد تک پہنچایا اور آج کے دن تک میں اسی کوشش میں لگا رہا۔ اب اگر تمہاری ریت خالص نہیں تو پھر تم اپنی خاندانی شرافت کے اعتبار سے جو ہر مردانگی دکھاؤ۔ سائب کہنے لگے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف ہم نے لوٹ کر جانا ہے میں اپنی شرافت نبی کے لیے لڑ کر کیا کروں گا۔

مختار کی امان طلبی | مختار کل انیس ساتھیوں کے ساتھ قلعے سے نکلے اور دشمنوں سے کہنے لگے کہ میں تمہارے پاس چلا آؤں تو کیا مجھے امان دو گے مصعب کے ساتھیوں نے کہا اس شرط پر کہ تمہارا فیصلہ ہمارے

ہاتھ میں ہوگا مختار کہنے لگے میں اپنی قسمت کی باگ دوڑ کبھی بھی تمہارے ہاتھ میں نہیں دوں گا یہ کہہ کر ٹھیک زنی کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ مختار نے اپنے ساتھیوں کو قلعے سے نکل کر لڑنے کے لیے کہا تو وہ نہ مانے اس پر مختار نے ان سے کہہ دیا تھا کہ جب میں قلعے سے نکل کر لڑتا ہوں کام آ جاؤں گا تو تمہاری دولت اور کمزوری اور

زیادہ ہوگی اور اگر تم نے دشمنوں کو اپنی قسمت کا حاکم بنادیا تو تمہارے دشمن جنہیں تمہارے ہاتھوں تکلیف یا صدمہ اٹھانا پڑا ہے تم پر چھٹ پڑیں گے اور ہر شخص یہ کہے گا کہ فلاں شخص سے میں بدلہ لوں گا۔ اس طرح تم سب قتل کر دیئے جاؤ گے تم میں سے بقدر الیف جب اپنے ہوا میں کے اس غیر متناک انجام کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے تو اس وقت نادام ہو کر کہیں گے کاش ہم نے مختار کا کہا مانا ہوتا اور اس کی رائے پر عمل کیا ہوتا۔ اگر تم اب میرے ساتھ نکل کر دشمن پر حملہ کرتے ہو تو چاہیے ہیں فتح نصیب نہ ہو پھر بھی یہ کیا کم ہے کہ عزت سے جان دو گے اگر تم میں سے کوئی شخص بھاگ کر اپنے خاندان میں جاوے تو تمام خاندان والے اسے گھیر لیں گے مختصر یہ کہ کل اسی وقت تم اس قدر ذلیل و خوار ہو جاؤ گے کہ روئے زمین پر تم سب آبرو نہ رکھنے کا مختار کا کہا ہوا حرف بہ حرف سچ نکلا۔

مختار کی شہادت بعض لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ مختار اسی دن موضع زیاتین کے قریب شہید ہوئے۔ قبیلہ بن حنیفہ کے دو بھائیوں نے ان کے قتل کا دعویٰ کیا۔ مختار کی شہادت کے دوسرے دن بحیر بن عبداللہ اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ کل مختار نے ایک اچھی رائے دی تھی کہ اس کا کہنا مانتے۔ اب اگر آج تم نے خود کو دشمن کے حوالے کر دیا تو بھیڑ بکریوں کی طرح موت کے گھاٹ اتار دیئے جاؤ گے۔ اب بھی موقع ہے تلواریں لے کر میدان جنگ میں کود پڑو۔ آخر دم تک لڑتے رہو اور باعزت موت مولیں اس کی یہ گوشش بھی رائیگانی لگئی اور انہوں نے کہا اگر ہمیں اس مشورہ پر عمل کرنا ہوتا تو اس شخص کا کہا مانتے جو ہمارے نزدیک تم سے کہیں زیادہ واجب الماطعت تھا جب اس کا حکم نہیں مانا تو ہم تمہاری اطاعت کب کر سکتے ہیں۔

محصورین کی گرفتاری آخر کار اس محصور فوج نے اپنے تین مصعب کے حوالے کر دیا۔ مصعب نے عباد بن حصین کو قلعہ کی طرف روانہ کیا اس نے مشکیں بندھوا کر انہیں لگانا شروع کیا۔ بحیر بن عبداللہ جب مصعب کے سامنے پیش کئے گئے تو بحیر نے مصعب کو مخاطب کر کے کہا۔ سب تعریف اسی خدائے برتر کے لیے ثابت ہے جس نے ہمیں قید کی مصیبت میں مبتلا کیا اور ہمیں یہ طاقت دی کہ ہم مہمانی دے دو۔ یہ دونوں وہ مہمانے ہیں کہ ایک سے اللہ کی خوشخودی اور دوسری سے اس کی ناراضگی حاصل ہو سکتی ہے جو شخص درگزر کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اسے درگزر کرتا ہے اور اس کی عزت بڑھاتا ہے اور جو شخص سزا دیتا ہے وہ کہیں اس کے بدلے سے مامون نہیں رہ سکتا۔ اسے ابن زبیر ہمارا قبیلا ایک اور غریب ایک ہے۔ ہم ترک یا دہیم نہیں ہیں بالآخر ہم نے اپنے ہم وطن بھائیوں سے مخالفت کی بھی تو اس کی دو ہی صورتیں ہیں یا ہم رستی پر ہیں اور وہ غلطی پر یا اس کے برعکس پھر ہم آپس میں جنگ و جلال میں مصروف ہو گئے تو یہ انوکھی بات نہیں کیونکہ اسی طرح پہلے اہل شام اور پھر اہل بصرہ اختلاف رائے کی وجہ سے باہمی جنگ و جلال میں مصروف رہے پھر انہوں نے صلح بھی کر لی اور استقامت بھی کر لیا اس وقت آپ ہمارے مالک ہیں معاف کر دیجئے ہماری قسمیں آپ کے ہاتھ میں ہیں۔ درگزر کیجئے بحیر اسی طرح عاجزی سے

رحم کی اپیل کرتے رہے یہاں تک کہ لوگوں پر اور خود مصعب پر اس کا اثر ہوا۔ لیکن عبدالرحمن بن محمد بن اشعث اٹھا اور کہنے لگا آپ ان سے درگزر کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا یا آپ ہمیں اپنائیں یا انہیں محمد بن عبدالرحمن ہمدانی بھی کھڑا ہوا اور کہنے لگا میرا باپ اور میری قوم کے پانچ سو آدمی مارے گئے ہیں۔ اسی طرح ہمارے خاندان اور دو ستر شہر والے بڑے بڑے لوگ ان کے ہاتھوں مارے گئے ہیں باوجود اس کے آپ انہیں یونہی چھوڑ دیتے ہیں۔ ہمارا خون ان کے شکموں میں بہہ رہا ہے یا ہمیں اپنائیں یا انہیں۔ جب مصعب نے اپنی فوج کا یہ رنگ دیکھا تو قیدیوں کے قتل کر دینے کا حکم دے دیا یہ حکم سن کر تمام قیدی باوازا بلند کہنے لگے۔ اے ابن زبیر آپ ہمیں قتل نہ کیجئے بلکہ جب آپ کی جنگ اہل شام سے ہو تو اپنے ہر اول دستے پر ہمیں متعین کر دیں کیونکہ سجدہ اہل شام سے آپ کا مقابلہ ہو گا۔ آپ جانتے ہیں۔ ابھی اور آپ کی فوج کی یہ حالت نہیں کہ اس وقت انہیں ہماری مدد کی ضرورت نہ ہو۔ اگر ہم مارے بھی جائیں گے تو انہیں اس قدر کمزور کر دیں گے کہ آپ آسمانی سے ان پر غلبہ حاصل کر لیں گے۔ اگر ہم فتح مند ہوتے تو اس فتح کے فوائد سے آپ اور آپ کے ساتھی لطف اندوز ہوں گے۔

مختار کی لاش کی بے حرمتی | مصعب کے حکم سے مختار کے کھٹ دست قطع کئے گئے اور مسجد کے پہلو میں کیوں سے چھٹک کر نصب کر دیئے گئے۔ ایک عرصہ بعد حجاج بن یوسف کی اس پرنظر پڑی دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ مختار کے کھٹ دست ہیں تو اس پر اس نے حکم دیا کہ اتار دیتے جائیں۔

عمرہ زوجہ مختار کی شہادت | مصعب نے ام ثابت بنت سمرہ اور عمرہ بنت نعمان مختار کی دونوں بیویوں کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ مختار کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے رام ثابت نے جواب دیا کہ جس معاملے میں ہم سے رائے لی جا رہی ہے اس کے متعلق ہمارے لیے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں کہ آپ کی رائے کی تائید کی جائے۔ یہ سن کر مصعب نے اس کو رہا کر دیا۔ مگر عمرہ نے کہا کہ مختار خدا کے نیک بندوں میں سے تھے اللہ تعالیٰ اپنا رحم و کرم ان کے شامل حال کرے۔ اس پر مصعب نے اس خاتون کو جیل بھیج دیا اور ان کے معاملہ میں عبداللہ بن زبیر کو لکھا کہ یہ عورت اس بات کی مدعی ہے کہ مختار ایک نبی تھے عبداللہ بن زبیر نے اس کے جواب میں حکم دیا کہ انہیں جیل خانے سے نکال کر قتل کر دو۔ چنانچہ رات گئے ان کو حیرہ اور کوفہ کے درمیان لائے مسطر نے تلوار کے تین وار ان پر کئے اور انہیں شہید کر دیا۔

عبداللہ ابن عمر کی مصعب کو سرزنش | مصعب کی عبداللہ ابن حضرت عمر سے ملاقات ہوئی۔ مصعب نے اسے سلام کیا اور کہا ”میں آپ کا بھتیجا مصعب ہوں۔“ عبداللہ نے کہا ”جی ہاں، آپ ہی نے سات ہزار مسلمانوں کو ایک دن میں قتل کیا ہے۔ جب تک جیتے ہو جیو۔“ مصعب بولا ”وہ سب کے سب کافر تھے اور جادوگر تھے۔“ عبداللہ نے جواباً کہا۔ اگر اپنے باپ کی میراث میں سے بھی تم نے

اس قدر بھیڑ بکریاں ذبح کی ہوتیں تو یہ بھی اسراف میں داخل ہوتا۔

مُحْصَرُونِ سے غمِیشہ طواغیگی کا مطالبہ | جب مختار شہید ہو گئے تو قصر کے دوسرے محصورین نے مصعب سے انکار کر دیا اور کہا "بغیر کسی شرط کے خود اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو۔" جب ان لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے تو مصعب نے تقریباً سات سو عرب اور بقیہ جن قدر اہل عجم تھے سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔

پہلے مصعب کا ارادہ ہوا کہ عربوں کو چھوڑ دے اور صرف عجمیوں کو مار ڈالے مگر اُس کے مصاحبین نے اس طرزِ عمل سے روکا اور کہا "اگر آپ عربوں کو چھوڑ دیں گے اور صرف عجمیوں کو قتل کر ڈالیں گے۔ حالانکہ مذہبِ تو سب کا ایک ہی ہے تو آپ فتح حاصل نہیں کر سکیں گے" خیر پھر مصعب نے یہی کہا کہ عربوں کو سب سے پہلے قتل کر ڈالو اس طرح چھ ہزار نفوس جوشِ انتقام کی نذر ہو گئے۔ مختار کی تدبیرِ شہادت ۱۲ رمضان المبارک ۶۷ھ ہے۔ وقتِ شہادت آپ کی عمر ۶۷ سال تھی۔

عربِ آفر

سروستِ انتخاب تاریخِ طبریہ کو بھی ختم کیا جاتا ہے۔ اگر موقع ملا تو باقیہ حصص کو مکمل کر کے دیا جائے گا۔ اگرچہ اصل مقصد پورا ہو چکا ہے۔ اسے تالیف و انتخاب کے غرض سے یہ بھی کہ اس کتاب کے قاری کے سامنے دو کردار، دو نظریے اور دو قسم کے افراد کے زندگیاں کے اہم پہلو واضح ہو جائیں تاکہ وہ حق و صداقت اور دین و دیانت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے صحیح اسلام اور حقیقہ دین کو پہچان سکے۔ صحیح اور غلط میرے پہچانے کر کے اپنے دنیا و آخرت کو سنوار سکے۔ میرے کہیں مجھ پر اپنے رائے یا نظریہ کو پیش نہ کرے کیا، بلکہ صرف قلم کتاب کا ترجمہ وہ مجھ زیادہ تر اہل سنت حضرات کے تراجم کو منفرد و منفرد نقل کیا ہے۔ اگر کسی کلام مراد کرنے کے لیے ایک آدھ جملہ لکھا ہے تو اسے مجھ کو سید میرے کہہ کر دیا ہے تاکہ وہ اصل کتاب کے عبارت سے نہ سمجھے جائے۔ دعا ہے کہ خداوندِ عالم تمام مسلمانوں پر اتحاد و اتفاق پیدا کرے اور انہیں دین و حق کا پیرو کار قرار دے۔ (از مؤلف)

وصلی اللہ علی محمد و آل محمد و حشرنا معهم وجعلهم شفعا عنا يوم الحساب

نوٹ: ۱۔ انتخابِ نصیرہ کیڈکھ / راجپور دورِ ترجمہ تاریخ کے پہلے جلد سے لے کر پانچویں جلد کے صفحہ ۷۲ تک ہے۔ جہاں مختار کے حالات زندگیاں ختم ہوتے ہیں۔

"ختم شد انتخابِ طبری"

۸۔ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ بمطابق ۳ مئی ۱۹۸۲ء

(سید صفدر حسین نے مجھے پتھر جامعہ المنظر لاہور)